مجموعۃ الاسرار

مکتوبات شریف

تاج العارفین قطب الاقطاب

حضرت شیخ عبد النبی شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی سنہ ۱۱۳۶ھ

ناشر

حضرت شیخ عبد النبی شامی ٹرسٹ

۱۸۶ شادمان ۲ ۔ لاہور

Marfat.com

مجموعۃ الاسرار (عربی)

مکتوباتِ شریف

تاجُ العارفین قطبُ الاقطاب،

حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی ۱۱۴۶ھ

ناشر

حضرت شیخ عبدالنبی شامی رحمۃ اللہ علیہ ٹرسٹ

۱۸۶-ا شادمان-۲ ○ لاہور

Marfat.com

A Tribune photograph

روضۂ مبارک تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت شیخ عبدالنبیؒ شامی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (ستمبر ۱۹۸۳ء سے پہلے)
بمقام شام چوراسی (رقبہ ۵۰ کنال) ضلع ہوشیارپور (بھارت) المتوفی ۲۲ ربیع الاوّل ۱۱۴۶ ہجری بمطابق ۲۲ اگست ۱۷۳۳ء

Marfat.com

روضۂ مُبارک تاجُ العارفین قُطبُ الاقطاب حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی، مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
بمقام شام چوراسی (رقبہ ۵۰ کنال) ضلع ہوشیارپور، پنجاب (بھارت) المتوفی ۲۲ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ

روضۂ مُبارک کا اندرونی منظر، صاحبزادہ حاجی محمد سلیم شامی نقشبندی (پشت دسویں) بموقع عُرس مُبارک ۱۰ ستمبر ۱۹۸۳ء
حضرت تاجُ العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے حُضور میں

Marfat.com

عُرس مُبارک ۱۰ ستمبر ۱۹۸۵ء کے موقعہ پر روضہ مُبارک کا بیرونی منظر

حضرت شیخ عبدالنبی شامی رحمۃ اللہ علیہ کا تصرّف ہے کہ ہندو اور سکھ شدید اختلافات کے باوجود آپؒ کے عُرس مُبارک
۱۰ ستمبر ۱۹۸۵ء کے موقع پر مشترکہ طور پر رسم چادر پوشی ادا کر رہے ہیں۔

Marfat.com

عرسِ مبارک ۱۰ ستمبر ۱۹۸۵ء
کے موقع پر تمام مذاہب کے
لوگ رسمِ چادر پوشی ادا کر
رہے ہیں۔

عرسِ مبارک ۱۰ ستمبر ۱۹۸۵ء کے موقعہ پر لنگر خانہ کا ایک منظر۔

Marfat.com

محمد حسین قادری، حاجی عبدالمجید چشتی نعت خواں ہمراہ لالہ بناری داس چیئرمین ایم سی شاہ پور اور جتندر کمار بہل
(جنہوں نے بموقعہ عرس فوٹوگرافی کی) حضرت تاج العارفین کے مزار پُر انوار پر نذرانہ عقیدت پیش کر رہے ہیں۔

گورشرن سنگھ شامی آڈیٹر ریلوے (درمیان) جو ۱۸ برس بطور متولی خدمات سرانجام دیتے رہے، جنہوں نے
روضہ مبارک کی چاردیواری ازسرنو تعمیر کروائی اور گریل لگوائی۔ انکی وفات ۲۹ ستمبر ۸۳ء کو ہوئی اور وہیں مدفن ہوئے۔

Marfat.com

مجموعۃ الاسرار

مکتوباتِ شریف

تاج العارفین قطب الاقطاب،

حضرت شیخ عبد النبی شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی ۱۱۲۶ھ

ناشر

حضرت شیخ عبد النبی شامی ٹرسٹ

۱۸۶۔ شادمان ۔۲ ○ لاہور

Marfat.com

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب ________ مجموعۃ الاسرار

مصنّف ________ تاج العارفین حضرت شیخ عبد النبی شامی نقشبندیؒ

مُترجِم ________ پروفیسر مشتاق احمد بھٹی ایم اے

تقریظ ________ سیّد نفیس الحسینی نقشبندی (نفیس رقم)

تعارف ________ صاحبزادہ مجیب الرحمٰن شامی

کتابت ________ ذاکر حسین و محمد عاشق ندیم قادری

فوٹوگرافی ________ جتندر کمار بہل کھتّری پنجابی باغ

دہلی (بھارت)

ناشر ________ صاحبزادہ حاجی مُحمّد سلیم شامی نقشبندی

تعداد اشاعت ________ ایک ہزار

تاریخ اشاعت ________ اپریل ۱۹۸۶ء

مطبع ________ قومی پریس، ۵۰، لوئر مال، لاہور

ہدیہ ________ مبلغ یک صد روپیہ

بار ________ ل

ملنے کے پتے

(۱) صاحبزادہ حاجی مُحمّد سلیم شامی نقشبندی، مکان نمبر ۳۶، گورو سٹریٹ نمبر ۹، رام نگر، لاہور ۱۸ پاکستان۔

(۲) صاحبزادہ مجیبُ الرحمٰن شامی، قومی پبلشرز ۵۰ لوئر مال لاہور۔

فون: ۵۵۰۰۶

(۳) شیخ عبد الرحمٰن شامی، سکیلز مین، صنم بلڈنگ مزنگ چونگی، ۳۷ فیروز پور روڈ، لاہور

فون: ۴۱۴۵۲۰ ۴۱۸۵۸۷ ۴۱۵۴۹۳

Marfat.com

فہرست مکتوبات شریف

	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
تقریظ	—	—	—	۱
اظہارِ تشکر۔	—	—	—	۵
سوانحِ حیات حضرت تاج العارفین عبد النبی شامی رحمۃ اللہ علیہ۔	—	—	—	۷
حضرت شیخ عبد النبیؒ اور اُن کے مکتوبات پر ایک اجمالی نظر	—	—	—	۱۵
شجرۂ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ	۱	۲۷	۱	۴۲۵
راہِ سلوک طریقۂ نقشبندیہ	۲	۲۹	۲	۴۲۶
حضرت مخدوم زادہ محمد عمرؒ کے نام چھ لطائف کا بیان۔	۳	۳۴	۳	۴۳۰
ایک حدیثِ قدسی کی تحقیق۔	۴	۴۴	۴	۴۳۸
حضرت سید عبد الرشید جہان آبادیؒ کے نام، توحیدِ وجودی اور توحیدِ شہودی کی تفسیر۔	۵	۵۱	۵	۴۴۴
حدیثِ قدسی "میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ میں جانا جاؤں" کی تحقیق میں۔	۶	۵۵	۶	۴۴۷
حضرت محمد سعیدؒ کی طرف سے چند سوالات، اور اُنکے جوابات۔	۷ / ۸	۶۰ / ۶۱	۷، الف / ۷، ب	۴۵۱ / ۴۵۲
حضرت میر علیم اللہؒ کی طرف سے تخلیقِ عالم کے متعلق سوال،	۹	۶۳	۸، الف	۴۵۴
اور اس کا جواب۔	۱۰	۶۶	۸، ب	۴۵۷
ہردوار اور خانۂ کعبہ کی تحقیق کے سلسلے میں حضرت علی احمد سہارنپوریؒ کی طرف سے مکتوب اور	۱۱	۷۱	۹، الف	۴۶۱
اس کا جواب۔	۱۲	۷۴	۹، ب	۴۶۴
اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے بارے میں۔	۱۳	۸۳	۱۰	۴۷۲

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اردو، نمبر	صفحہ
صفات کے ساتھ صفات کی قابلیتوں کے متعلق۔	۱۴	۹۰	۱۱	۴۷۸
منفی صفات کے بیان سے۔	۱۵	۹۰	۱۲	۴۷۹
مرتبۂ صفات اور کمالاتِ صفات پر غیب الغیب کے نام کا اطلاق۔	۱۶	۹۱	۱۳	۴۷۹
احاطۂ ذاتی کی تحقیق کے متعلق سوال اور اس کی تحقیق۔	۱۷	۹۴	۱۴، الف ۱۴، ب	۴۸۲ ۴۸۳
شریعت کے بعض "عقائد پر یقین" رکھنے پر گفتگو۔	۱۸	۹۸	۱۵	۴۸۵
کلام اللہ کی حقیقت کا بیان۔	۱۹	۱۰۴	۱۶	۴۹۱
حضرت پیر دستگیر سیّد آدم بنوریؒ کے ایک قولِ منظوم کی تحقیق۔	۲۰	۱۰۹	۱۷	۴۹۵
حضرت محمّد صادق جالندھریؒ کے نام، اِس عقیدہ کے متعلق کہ اِنسان فاعلِ مختار ہے۔	۲۱	۱۱۵	۱۸	۵۰۰
حضرت میاں شیخ محمّد فاضلؒ کے نام۔	۲۲	۱۲۲	۱۹	۵۰۶
حضرت میاں عبدالکریم وزیرآبادیؒ کی طرف سے چند تحقیقی سوالات۔	۲۳	۱۲۴	۲۰، الف	۵۰۹
اور ان کے جوابات۔	۲۴	۱۲۵	۲۰، ب	۵۱۰
دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی رُویت کے عدم وقوع کا بیان۔	۲۵	۱۲۹	۲۱	۵۱۳
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے اِس قول کی تحقیق کہ میرا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔	۲۶	۱۳۵	۲۲	۵۲۱

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
مومنوں کی اِقسام۔	۲۷	۱۴۲	۲۳	۵۲۸
حضرت میاں اللہ دینؒ کے نام مراقبہ اور سکوت کے متعلق۔	۲۸	۱۴۶	۲۴	۵۳۱
نُورِ محمّدی پر اظہارِ خیال۔	۲۹	۱۴۸	۲۵	۵۳۴
آیتِ کریمہ "آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے۔" کی تشریح۔	۳۰	۱۵۳	۲۶	۵۳۹
نمازی کی اپنے رب سے مناجات کے متعلق۔	۳۱	۱۵۵	۲۷	۵۴۱
میاں محمّد اشرف کے نام، نمازِ جُمعہ کی فرضیت۔	۳۲	۱۵۷	۲۸	۵۴۳
حضرت میاں محمّد اشرفؒ کے نام میاں غلام رسولؒ کی تربیت۔	۳۳	۱۶۰	۲۹	۵۴۶
حضرت میاں محمّد اشرفؒ کے نام، خواہشِ ملاقات۔	۳۴	۱۶۱	۳۰	۵۴۶
حضرت میاں محمّد اشرفؒ کے نام میاں علی محمدؒ کے متعلق۔	۳۵	۱۶۲	۳۱	۵۴۷
حضرت میاں محمّد اشرفؒ کے نام "واسطہ" کا بیان۔	۳۶	۱۶۳	۳۲	۵۴۸
حضرت میاں محمّد اشرفؒ کے نام، اِسراف کے متعلق۔	۳۷	۱۶۴	۳۳	۵۴۹
حضرت میاں محمّد اشرفؒ کے نام، محبّت و صدق پر اظہارِ خیال۔	۳۸	۱۶۴	۳۴	۵۵۰
حضرت میاں محمّد اشرفؒ کے نام، مدّت سے اطلاع نہ آنے پر	۳۹	۱۶۶	۳۵	۵۵۲
حضرت میاں محمّد اشرفؒ کے نام، کہ قوم کا شریف ترین آدمی وہ ہے جو متّقی ہے	۴۰	۱۶۷	۳۶	۵۵۲
حضرت میاں محمّد اشرفؒ کے نام، کہ صدق کا ایک ذرّہ ہزاروں برس کی عبادت پر بھاری ہے۔	۴۱	۱۶۷	۳۷	۵۵۳

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اردو، نمبر	صفحہ
حضرت میاں محمد اشرفؒ کے نام، خواہشِ ملاقات۔	۴۲	۱۶۸	۳۸	۵۵۴
حضرت میاں محمد اشرفؒ کے نام، کہ اپنے وقت کو اہلِ حرص و ہوا کی صحبت میں ضائع نہ کرو۔	۴۳	۱۶۸	۳۹	۵۵۴
حضرت میاں محمد اشرفؒ کے نام، کم کھانے اور کپڑے کی کمی کے بارے میں۔	۴۴	۱۶۹	۴۰	۵۵۵
حضرت میاں محمد مکملؒ کے نام، تخلیقِ نور کی اولیت اور روحِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق۔	۴۵	۱۶۹	۴۱	۵۵۶
حضرت میاں محمد مکملؒ کی طرف سے چند سوالات اور اُن	۴۶	۱۷۰	۴۲ الف	〃
کے جوابات۔	۴۷	۱۷۱	۴۲، ب	۵۵۷
حضرت میاں محمد اشرفؒ کے نام، طلبِ عتاب کے بارے میں۔	۴۸	۱۷۲	۴۳	۵۵۹
حضرت میاں اللہ دادؒ کے نام، حضرت جیوؒ کیلئے لباس اور خادموں کو ٹوپیاں بھیجنے پر۔	۴۹	۱۷۳	۴۴	۵۶۱
حضرت اسفندیارؒ کو نصیحتیں۔	۵۰	۱۷۵	۴۵	۵۶۲
حضرت میاں محمد صادقؒ کے نام، کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایمان اور یقین سے بہرہ ور کریں۔	۵۱	۱۷۶	۴۶	۵۶۴
حضرت میاں محمد قاسمؒ کے نام، کہ جو محبت وہم کی وجہ سے ہوتی ہے، اُسے تعلقات پر رتی بھر غلبہ نہیں ہوتا۔	۵۲	۱۷۷	۴۷	۵۶۴

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
میاں حافظ عیسیٰؒ کے نام حدیثِ قدسی "میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں، اسلئے خلق کو پیدا کیا" کی تحقیق میں۔	۵۳	۱۷۸	۴۸	۵۶۶
ایک عزیز کے نام، رُوح کے بیان میں۔	۵۴	۱۷۹	۴۹	۵۶۷
ایک عزیز کے نام، کہ سالک کے کام کی ابتدا، لذّت پانے سے اور اِنتہا، اُس کا مشاہدہ ہے۔	۵۵	۱۸۱	۵۰	۵۶۸
سُلوک کے مراتب کے بارے میں چند سوالوں کے جوابات	۵۶	۱۸۵	۵۱	۵۷۲
ایک عزیز کے نام پانچ لطائف کے بارے میں۔	۵۷	۱۹۲	۵۲	۵۷۹
ایک عزیز کے نام، ؎ چوں کہ بے رنگی اسیرِ رنگ شد موسیٰؑ با موسیٰؑ در جنگ شد چوں بہ بے رنگی رسی کاں داشتی موسیٰؑ و فرعون دارند آشتی کی تشریح!	۵۸	۱۹۲	۵۳	۵۷۹
فنا فی الشیخ کی تربیت کے متعلّق۔	۵۹	۲۱۸	۵۴	۶۰۲
فضیلت مآب مشیخت پناہ شیخ مُحمّد اکرم جیوؒ کے نام۔	۶۰	۲۱۹	۵۵	۶۰۳
جنابِ سرورِ کائنات حضرت مُحمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حضور ایک عرضداشت۔	۶۱	۲۲۰	۵۶	۶۰۵
سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خادمِ روضہ کے نام۔	۶۲	۲۲۲	۵۷	۶۰۶
حضرت پیر دستگیر سیّد آدم بنوریؒ کے نام۔	۶۳	۲۲۳	۵۸	۶۰۷

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
فضیلت مآب شیخ موسیٰؒ کے نام، قرآنِ مجید اور حدیثِ قُدسی کے الفاظ کی قرابت کے بارے میں۔	۶۴	۲۲۳	۵۹	۶۰۸
حضرت اللہ دینؒ کی طرف سے سوال،	۶۵	۲۲۶	۶۰	۶۱۰
اور اِس کا جواب۔	۶۶	۲۲۶	۶۱	۶۱۱
حضرت حاجی مُحمّد امینؒ کے نام وصولِ نظری اور وصولِ قدمی میں فرق۔	۶۷	۲۲۹	۶۲	۶۱۴
حضرت پیر دستگیر سیّد آدم بنوریؒ کے ارشادِ الہامی کی تحقیق۔	۶۸	۲۳۱	۶۳	۶۱۶
حضرت حاجی الحرمین مُحمّد امینؒ کے نام، حقّ الیقین، عین الیقین اور علم الیقین کا ذکر۔	۶۹	۲۳۴	۶۴	۶۱۸
اللہ تعالیٰ کے کلام کی قرأتِ سبعہ کی تحقیق۔	۷۰	۲۳۵	۶۵	۶۱۹
"تحیّر فی ذاتِ سواہ"۔	۷۱	۲۳۶	۶۶	۶۲۱
حضرت میاں عبدالہادیؒ کے نام، چند مسائل۔	۷۲	۲۳۷	۶۷	۶۲۲
حضرت میاں عبدالہادیؒ کے نام عنین (نامرد) کے بیان میں	۷۳	۲۳۹	۶۸	۶۲۳
اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی تحقیق اور مُتفرق مسائل۔	۷۴	۲۴۰	۶۹	۶۲۴
ایک عزیز کے نام حضرت مولانا رومؒ کے بیت کے بیان میں۔	۷۵	۲۴۴	۷۰	۶۲۸
صاحبزادہ میاں عبدالمجیدؒ کے نام۔	۷۶	۲۴۵	۷۱	۶۲۹
حضرت میاں محمد فاروقؒ کے نام، آفات سے نجات کا بیان۔	۷۷	۲۴۶	۷۲	۶۳۰
ایک عزیز کے نام، حق تعالیٰ کے بارے میں۔	۷۸	۲۴۷	۷۳	۶۳۲
فضیلت مآب مُحمّد اکرمؒ کے نام۔	۷۹	۲۵۰	۷۴	۶۳۴

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
فضیلت مآب محمّد اکرمؒ کے نام، مرتبہ غلوٗ کے حقائق کے بارے میں۔	۸۰	۲۵۰	۷۵	۶۳۵
حضرت محمّد فاروقؒ کے نام، اقسامِ واسطہ کے بارے میں اور حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ کے اعتراض کا جواب۔	۸۱	۲۵۲	۷۶	۶۳۷
ایک عزیز کے نام، اقسامِ اولیاء اللہ کے بارے میں۔	۸۲	۲۵۹	۷۷	۶۴۲
حضرت شیخ محمّد اکرم درویشؒ کے نام، جو اُن دنوں مکّہ معظّمہ میں سکونت رکھتے تھے۔ مفقود و معدُومِ توجّہ کے بیان میں۔	۸۳	۲۶۲	۷۸	۶۴۵
حضرت شیخ عبدالغنیؒ کے نام، اُس حدیث کی تحقیق میں کہ میں "احمد بلا میم" ہوں۔	۸۴	۲۶۳	۷۹	۶۴۶
فضیلت مآب شیخ عبدالغنیؒ کے نام، چند سوالات کے جوابات۔	۸۵	۲۶۵	۸۰	۶۴۸
حضرت میاں اللہ دینؒ کے نام۔	۸۶	۲۶۶	۸۱	۶۴۹
حضرت میاں اللہ دینؒ کے نام، اس امر کی تحقیق میں، کہ ہر شے میں دِل ہوتا ہے۔ اور قرآن کا دِل "سورۂ یٰسین" ہے۔	۸۷	۲۶۶	۸۲	۶۴۹
حضرت صوفی بلندؒ کے نام، "کُنْ فَیَکُوْن" کے بارے میں۔	۸۸	۲۶۸	۸۳	۶۵۱
حضرت حافظ عیسیٰؒ کے نام، چند سوالات کے جوابات۔	۸۹	۲۷۰	۸۴	۶۵۳

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اردو، نمبر	صفحہ
سالک کے قبض وبسط کے بیان میں۔	۹۰	۲۷۲	۸۵	۶۵۵
حقائق آگاہ حضرت میر محمدؒ کے نام، "معروف ومنکر" میں فرق کا ذکر۔	۹۱	۲۷۳	۸۶	۶۵۶
حضرتِ میر محمدؒ کے نام اِقسامِ عبادت کے متعلّق۔	۹۲	۲۷۵	۸۷	۶۶۵
فیض عام وخاص کے بیان میں۔	۹۳	۲۷۹	۸۸	۶۶۳
رُوح کے بارے میں حضرت خواجہ بزرگؒ کے قول کی تحقیق۔	۹۴	۲۸۱	۸۹	۶۶۵
حضرت خواجہ فیض اللہؒ کے نام، فنافی الشیخ کے بارے میں۔	۹۵	۲۸۲	۹۰	۶۶۶
حضرت خواجہ فیض اللہؒ کے نام، چند واقعات کی تعبیر میں۔	۹۶	۲۸۳	۹۱	۶۶۷
حضرت خواجہ فیض اللہؒ کے نام، تغیرِ واقعات کے ضمن میں۔	۹۷	۲۸۴	۹۲	۶۶۸
ایک عزیز کے نام، چند سوالات کے جوابات۔	۹۸	۲۸۴	۹۳	۶۶۹
ایک سائل کے نام، شہودِ اوّل، شہودِ ثانی اور شہودِ ثالث پر شُبہات کے متعلّق۔	۹۹	۲۸۵	۹۴	۶۶۹
ایک سائل کے نام، چند سوالات کے جوابات۔	۱۰۰	۲۸۷	۹۵	۶۷۱
حضرت میاں محمد کاظمؒ کے نام، صدائے ہُوّیت کے اِستفسار کے جواب میں۔	۱۰۱	۲۸۸	۹۶	۶۷۲
ایک عزیز کے نام، تجلّیِ ذاتی اور تجلّیِ صفاتی میں فرق کے بیان میں۔	۱۰۲	۲۸۹	۹۷	۶۷۳
ایک عزیز کے نام، "حامد" اور "محمود" پر اظہارِ خیال۔	۱۰۳	۲۹۰	۹۸	۶۷۵
چند اہم واقعات کی تعبیر۔	۱۰۴	۲۹۱	۹۹	۶۷۵

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
چند مزید واقعات کی تعبیر۔	۱۰۵	۲۹۳	۱۰۰	۶۷۸
حضرت فیض اللہ بیگ لاہوریؒ کی طرف سے سوال اور اُنکے جواب۔	۱۰۶	۲۹۸	۱۰۱	۶۸۳
حضرت فیض اللہ بیگ لاہوریؒ کے نام، مراقبہ کی تعلیم کے بارے میں	۱۰۷	۳۰۱	۱۰۲	۶۸۵
ایک عزیز کے نام، نفسانی و شیطانی خطرات کے بارے میں حضرت سیّد آدم بنوریؒ کی تحقیق۔	۱۰۸	۳۰۲	۱۰۳	۶۸۶
اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں کا دوست ہے۔	۱۰۹	۳۰۳	۱۰۴	۶۸۸
ایک عزیز کے نام، "وہ اللہ ہی ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں" کی تشریح۔	۱۱۰	۳۰۳	۱۰۵	۶۸۸
حضرت میاں اللہ دینؒ کے نام، کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے فیض کا ظہور عام و خاص ہے۔	۱۱۱	۳۰۶	۱۰۶	۶۹۱
ایک عزیز کے نام، کہ عالم کو موہوم کہنا غلط ہے۔	۱۱۲	۳۱۰	۱۰۷	۶۹۴
ایک عزیز کے نام، حقیقتِ عالم کے بارے میں۔	۱۱۳	۳۱۲	۱۰۸	۶۹۷
حضرت صوفی بلندؒ کے نام، کہ حق علم سے معلوم ہوتا ہے۔	۱۱۴	۳۱۵	۱۰۹	۶۹۹
فضیلت پناہ شیخ خان محمدؒ کے نام، مال کے نقصان کے متعلق۔	۱۱۵	۳۱۸	۱۱۰	۷۰۱
فضیلت پناہ شیخ خان محمدؒ کے نام، ولایتِ انبیاؑ کے متعلق۔	۱۱۶	۳۱۸	۱۱۱	۷۰۲
حقائق آگاہ حضرت محمد نافعؒ کے نام، تحقیقِ تسمیہ کے متعلق۔	۱۱۷	۳۲۱	۱۱۲	۷۰۵
ایک عزیز کے نام، لطائف کی سیر کے متعلق۔	۱۱۸	۳۲۵	۱۱۳	۷۰۹

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
ایک عزیز کے نام لفظ "اللہ" کی تشریح۔	۱۱۹	۳۲۸	۱۱۴	۷۱۲
حضرت میر محمدؒ کے نام، "وعدۂ الہامی" اور "وعدۂ وحی"	۱۲۰	۳۲۹	۱۱۵	۷۱۳
حضرت میر محمدؒ کے نام "قلب" کے بارے میں۔	۱۲۱	۳۳۰	۱۱۶	۷۱۴
ایک عزیز کے نام، "مقامِ محمود" اور "مقامِ نصیرا" کے متعلق۔	۱۲۲	۳۳۳	۱۱۷	۷۱۷
ایک عزیز کے نام، مراقبۂ فُقرا کے متعلّق۔	۱۲۳	۳۳۴	۱۱۸	۷۱۸
عالی قدر بیگم جیوؒ کے نام، طریقہ وظیفہ پر گفتگو۔	۱۲۴	۳۳۵	۱۱۹	۷۱۹
حضرت صوفی بلندؒ ساکن جلال آباد کے نام، ذات و صفات کے بارے میں۔	۱۲۵	۳۳۷	۱۲۰	۷۲۰
حضرت میاں محمدّ نافعؒ کے نام، حروفِ مُقطّعات۔	۱۲۶	۳۳۹	۱۲۱	۷۲۲
حضرت میاں محمدّ نافعؒ کے نام، واردات سلوک کے بارے میں۔	۱۲۷	۳۴۱	۱۲۲	۷۲۴
حضرت میاں محمدّ اللہ دینؒ کے نام، کہ صورتِ مُتخیّلہ صرف خیال کی تراش خراش ہے۔	۱۲۸	۳۴۳	۱۲۳	۷۲۶
حضرت میاں گُل محمدؒ کے نام، خوف کو دُور کرنیکا طریقہ۔	۱۲۹	۳۴۴	۱۲۴	۷۲۷
حضرت میاں گُل محمدؒ کے نام، ذِکر کے متعلّق۔	۱۳۰	۳۴۶	۱۲۵	۷۲۹
حضرت میاں گُل محمدؒ کے نام۔	۱۳۱	۳۴۶	۱۲۶	۷۳۰
ایک عزیز کے نام، کہ عالموں کی تفصیل کا علم صرف حق تعالےٰ کو ہے۔	۱۳۲	۳۴۷	۱۲۷	۷۳۰

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
حضرت میاں عبدالقادرؒ کے نام، دُنیا کے اندر رویتِ باری کا عدم وقوع۔	۱۳۳	۳۵۴	۱۲۸	۷۳۷
فضیلت مآب شیخ محمدؐ اکرمؒ کے نام، حضرت سیّد آدم بنوریؒ کے رسالہ "دربیان اصطلاح" کے متعلق۔	۱۳۴	۳۵۷	۱۲۹	۷۴۰
حضرت حاجی خُداداؒد کے نام 'عجز' کے بیان میں۔	۱۳۵	۳۶۵	۱۳۰	۷۴۷
حضرت میاں اللہ دینؒ کے نام، اُن کے خواب کی تعبیر اور "بیعِ سلم" کے بارے میں۔	۱۳۶	۳۶۷	۱۳۱	۷۴۹
حقائق و معارف آگاہ حضرت حاجی محمدؐ امینؒ اور حضرت حاجی خداداؒد کے نام اُن کے خوابوں کی تعبیر۔	۱۳۷	۳۶۷	۱۳۲	۷۵۰
حضرت میاں اللہ دینؒ کے نام، اِستدعائے توجّہ کے جواب میں۔	۱۳۸	۳۶۹	۱۳۳	۷۵۱
فضیلت مآب شیخ عبدالہادیؒ کے نام، "تخلّقوا بأخلاق الله" کے بارے میں۔	۱۳۹	۳۷۰	۱۳۴	۷۵۲
حضرت نُور حسینؒ کے نام، آیتِ کریمہ "والّذین فی قُلوبِھِم مَرَضٌ فَزادَھُمُ اللهُ مَرَضاً"	۱۴۰	۳۷۱	۱۳۵	۷۵۴
حضرت حاجی خُداداؒد کے نام، کہ حال کے دو مرتبے ہیں۔	۱۴۱	۳۷۲	۱۳۶	۷۵۵
حقائق آگاہ شیخ عبدالقادر جہاں آبادیؒ کے نام، نماز کے مراتب۔	۱۴۲	۳۷۴	۱۳۷	۷۵۶

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
اخلاص مندوں کے واقعات کے جواب میں۔	۱۴۳	۳۷۶	۱۳۸	۷۵۸
حضرت میاں اللہ دینؒ کے نام، کہ قلب جسے شیطان نے استعمال کیا ہے، کس طرح اللہ تعالیٰ کی معرفت کے لائق ہو سکتا ہے۔	۱۴۴	۳۷۷	۱۳۹	۷۵۹
حضرت ولی محمدؒ کے نام، اُن کے حال کے بارے میں۔	۱۴۵	۳۷۹	۱۴۰	۷۶۰
حقائق آگاہ حضرت میاں عبدالقادرؒ کے نام، نمازِ پنجگانہ کے متعلّق۔	۱۴۶	۳۸۰	۱۴۱	۷۶۲
حضرت اللہ دینؒ کے نام، کہ ہر شخص پر اُس کی عقل کے مطابق توحید واجب ہے۔	۱۴۷	۳۸۱	۱۴۲ الف	۷۶۳
حضرت اللہ دینؒ کی طرف سے حضرت موسیٰؑ پر عتاب کے متعلّق۔	۱۴۸	۳۸۲	۱۴۲ ب	۷۶۴
حضرت میاں اللہ دینؒ کی طرف سے سوال کا جواب۔	۱۴۹	۳۸۴	۱۴۳	۷۶۵
خانصاحب میر نعمت خاں کے نام، بے کیفی کی حقیقت۔	۱۵۰	۳۸۴	۱۴۴	۷۶۶
میاں رُستم خاں کے نام، وارداتِ قلب۔	۱۵۱	۳۸۵	۱۴۵	۷۶۷
حضرت محمد یارؒ ساکن غلزئی کے نام، "گردش" اور "ورزش" کے بارے میں۔	۱۵۲	۳۸۷	۱۴۶	۷۶۸
حضرت میاں اللہ دینؒ کے نام، مقبروں پر بدعت۔	۱۵۳	۳۸۹	۱۴۷	۷۷۱
حضرت ہدایت اللہؒ کے نام، اللہ، رحمٰن اور رحیم کی تشریح	۱۵۴	۳۹۰	۱۴۸	۷۷۱

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اردو، نمبر	صفحہ
حضرت میر جمال اللہ مفتیؒ جالندھرؒ کے نام، چند مسائل۔	۱۵۵	۳۹۱	۱۴۹	۴۷۲
حضرت میاں محمدؐ افضلؒ کے نام، بعض سوالات کے جوابات بروئے حدیث طلب کرنے پر۔	۱۵۶	۳۹۲	۱۵۰	۴۷۴
حضرت ہدایت اللہ خادمؒ کے نام کہ "نمازِ اشراق کس طرح پڑھی جائے"۔	۱۵۷	۳۹۴	۱۵۱	۴۷۵
ایک عزیز کے سوال پر تناسخ کے بارے میں۔	۱۵۸	۳۹۵	۱۵۲	۴۷۶
ایک عزیز کے نام، صاحبِ استدراج کفّار کی صحبت سے منع کرنے کے لئے۔	۱۵۹	۳۹۷	۱۵۳	۴۷۸
حضرت میاں یار علیؒ کے نام، "عارفِ کامل و واصل" کے متعلّق۔	۱۶۰	۳۹۹	۱۵۴	۴۸۰
نواب عبدالصمد خاں کے نام، علم کی تاکید میں۔	۱۶۱	۴۰۱	۱۵۵	۴۸۲
حضرت میاں صوفی بلندؒ کے نام، مرتبۂ شہود کے متعلّق۔	۱۶۲	۴۰۲	۱۵۶	۴۸۳
عنائیت اللہ خاں وزیر کے نام، ادائے حقوق کی طرف توجہ اور عدالت کرنے کے متعلّق۔	۱۶۳	۴۰۶	۱۵۷	۴۸۶
حضرت حافظ محمد عیسیٰؒ کے نام، نمازوں کی حفاظت۔	۱۶۴	۴۰۷	۱۵۸	۴۸۷
حضرت میاں محمد اشرفؒ کے نام، ایک واقعہ کا جواب۔	۱۶۵	۴۰۸	۱۵۹	۴۸۸
حضرت میاں شیخ عبدالغنیؒ کے نام، طلب خیریّت کے متعلّق۔	۱۶۶	۴۰۸	۱۶۰	۴۸۸
ایک عزیز کے نام، "العلم نقطہ وکثرہ الجاہلون" کا بیان۔	۱۶۷	۴۰۹	۱۶۱	۴۸۹

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
حضرت حافظ محمدؐ عیسیٰؒ کے نام، "اَلَستُ بِرَبِّکُم قالوا بلیٰ" کے بارے میں۔	۱۶۸	۴۱۳	۱۶۲	۷۹۲
ایک عزیز کے نام، ممنوعہ امور کے متعلّق۔	۱۶۹	۴۱۴	۱۶۳	۷۹۳
حضرت میاں اللہ دینؒ کے نام، "نایافت کی حقیقت"۔	۱۷۰	۴۱۵	۱۶۴	۷۹۴
عزیزوں کے نام، "جلوت" اور "خلوت"	۱۷۱	۴۱۵	۱۶۵	۷۹۵
حضرت حاجی صوفی عبدالکریمؒ کے نام، "حضور در حضور"۔	۱۷۲	۴۱۷	۱۶۶	۷۹۶
حضرت صوفی عبدالکریمؒ کے نام، "تقدیرِ مُعلّق اور تقدیرِ مُبرَم" کے بارے میں۔	۱۷۳	۴۱۹	۱۶۷	۷۹۷
مرثیے اور تاریخ ہائے وصال	—	۴۲۰	—	۷۹۹
تاریخِ ہائے وصال کی تشریح	—	—	—	۸۰۲
صحت نامۂ اغلاط	—	—	—	۸۰۵
شجرۂ سلسلۂ نقشبندیہ احسنیہ	—	—	—	۸۱۹
آپؒ کے بارے میں حقیر الشیخ حکیم میاں عبدالغفور عرشی قادری عفی عنہٗ کے تاثرات۔	—	—	—	۸۲۳
اغراض و مقاصد حضرت شیخ عبدالنبیؒ شامی ٹرسٹ	—	—	—	۸۳۱

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیّد نفیس الحسینی

تقریظ

مشائخِ طریقت کے سلسلۂ رُشد و ہدایت میں اُن کے مکتوبات کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ تمام ہی سلاسلِ تصوّف میں اس کی روشن مثالیں پائی جاتی ہیں۔ برِّصغیر میں حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ مُنیریؒ (م ۷۸۲ھ)، خواجۂ دکن حضرت سیّد محمد گیسُودرازؒ (م ۸۲۵ھ) اور حضرت سیّد اشرف جہانگیر سمنانی (المتوفی بعد ۸۲۵ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ کے مکتوبات کو تقدّم زمانی حاصل ہے۔

نقشبندی مشائخ نے مکتُوبات کے ذریعے سلسلۂ ابلاغ و تبلیغ کو سب سے زیادہ فروغ دیا۔ حضرت مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کے مکتُوبات سلوک و تصوّف کا بیش بہا خزانہ ہیں۔ ان کے بعد اُن کے اخلافِ کرام نے بھی اپنے مکتُوبات میں عرفان و معرفت کے دریا بہائے ہیں۔ تاریخِ تصوّف میں ان مکتُوبات کو سنگِ میل کی حیثیت حاصل ہے۔ بعد کے مجدّدی مشائخ نے بھی مکتُوبات کی روایت کو باقاعدگی سے جاری رکھا۔

زیرِ نظر کتاب "مجموعۃ الاسرار" بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ مکاتیب سلسلۂ احسنیہ مجدّدیہ کے جلیل القدر شیخ حضرت شیخ عبدالنّبی شامی قُدّس سِرّہٗ کے بحرِ عرفان و تصوّف کے لُولوئے آبدار ہیں۔ حضرت شامیؒ اپنے وقت کے آفتابِ عالمتاب تھے۔ "نُزہتہ الخواطر" میں لکھا ہے:

"شیخ عبدالنّبی نقشبندیؒ اپنے زمانے کے قوی النسبت بزرگ تھے۔ اُنکی ولایت اور جلالتِ شان پر اُس زمانے کے بزرگوں کا اتفاق ہے۔ سلسلۂ احسنیہ نقشبندیہ

Marfat.com

میں سالکانِ طریقت کی تعلیم و تربیت میں انہیں کمال حاصل تھا۔ وہ جلیل القدر رہنمائے طریقت تھے۔ اپنے مریدوں کو راہِ سلوک کی منزلیں طے کرا کے معرفت کے اعلیٰ مدارج پر پہنچا دیتے تھے۔"

"حضرت شاہ ولی اللہ بن عبدالرحیم دہلویؒ نے "الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں اُن کا ایک مکتوبِ لطیف نقل کیا ہے۔ انہوں نے "فصوص الحکم" کی شرح بھی لکھی تھی۔ اگرچہ انہوں نے علومِ عربیہ حاصل نہیں کئے تھے، لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اُن پر علم و معرفت کے دروازے کھول دیے تھے۔"

"وجیہ الدین اشرف لکھنویؒ نے "بحرِ ذخّار" میں لکھا ہے کہ شیخ عبدالنبیؒ ابتداً میں ہندو کھتّری تھے، جو شیخ عبدالوہاب قادریؒ کے دستِ حق پرست پر اسلام لائے۔ مدتوں اُن کی صحبت میں رہے اور فیض حاصل کیا۔ پھر وہ شیخ عبداللہ سلطان پوریؒ کے دامن سے وابستہ ہوئے۔ وہ شیخ حاجی محمد شریف متّقی شاہ آبادیؒ کے خلیفہ تھے، جو حضرت سیّد آدم بن اسماعیل بنوریؒ کے فیض یافتہ تھے۔ جب شیخ عبداللہ سلطان پوریؒ حجاز تشریف لے گئے تو شیخ عبدالنبیؒ نے اُن کے خلیفہ شیخ طاہر عالمپوریؒ کا دامن تھام لیا، اُن سے فیض یاب ہوئے اور شرح "فصوص الحکم" لکھی۔ شیخ عبدالنبیؒ نے علم سلوک و معرفت پر بہت سی کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔" (نزہۃ الخواطر ج ۶، ص ۱۷۰-۱۷۱)

حضرت شیخ عبدالنبی قدس سرہٗ اپنے زمانے میں مرجع خاص و عام تھے۔ حضرت شاہ محمد غوث لاہوریؒ جیسے بلند پایہ شیخِ طریقت بھی آپ کا شُہرہ سن کر کسبِ فیض کے لئے خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے اپنے "رسالۂ سلوک" میں جس کا ترجمہ اردو میں "اسرار الطریقت" کے نام سے شائع ہو چکا ہے، آپ کا تذکرہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

Marfat.com

"لاہور کی طرف دوآبہ میں سیام چوراسی نام ایک گاؤں میں میاں شیخ عبدالنبیؒ طریقۂ نقشبندیہ میں ایک نومسلم بزرگ رہتے تھے۔ کسی تقریب سے لاہور میں تشریف لائے۔ میں بھی دو بار اُن کی زیارت کے لئے گیا۔ ہمیشہ شُغل میں رہتے۔ بڑے ہی کم گو اور مُوثّر تھے۔ چنانچہ اکثروں کو ان کے فیضِ صحبت سے اثر ہوا۔ ان کی مجلس میں بہت کم گفتگو ہوتی تھی۔ مراقبہ کے سوائے اور کچھ کام ہی نہ تھا۔ مجھ کو خلوت میں ان کی خاص صحبتیں میّسر ہوئیں۔ ذاتِ بحت کی نسبت توجّہ کرتے تھے۔ چنانچہ وہ بے خودی اور بے رنگی کی نسبت غلبہ کرتی تھی۔ اس نسبت اور دیگر شغل اور مراتبِ ذکر کی اجازت فقیر کو دی۔ اس کے بعد کچھ مدت تک وہ نسبت غالب رہی اور اس کے بعد کبھی کبھی غلبہ کرتی رہی۔"

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے بھی حضرت شیخ عبدالنبی شامیؒ کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے جو حضرت شیخ کے علوِ مرتبہ پر دلالت کرتا ہے۔ شاہ صاحبؒ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں فرماتے ہیں:

"اب تھوڑی روش طریقۂ احسنیہ کی جو شیخ آدم بنوریؒ سے منسوب ہے، ذکر کرتا ہوں۔ اس ضمن میں مکتوب شیخ عبدالنبیؒ سیام چوراسی کا جو اس زمانے میں طریقۂ احسنیہ کے مقتدا تھے اور سب اس طریقہ والوں کی، کیا خاص اور کیا عام، اُن کی طرف توجہ تھی اور اس طریقے کے جمہور اس امر پر متفق ہیں کہ سالکوں کی تربیت میں اس طریقہ کی روش میں ان کا قدم راسخ تھا، ایک عزیز صالح نے مکہ معظمہ میں ذکر کیا۔ ہم نے اُن کے پاس سے لکھ لیا۔"

(الانتباہ ص ۸۴)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوری عقیدت و عظمت سے حضرت شیخ عبدالنبی

Marfat.com

قُدّس سرّہٗ کا مکمّل مکتوب نقل کیا ہے:

قیاس کُن زگلستانِ من بہارِ مرا

الغرض حضرت شیخ عبدالنّبی شامی قُدّس سرّہٗ کے مکتُوبات علم و حکمت اور سلوک و معرفت کا انمول خزانہ ہیں۔ صدیوں سے یہ "گنجِ مخفی" نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتا آرہا تھا۔ اس دُرِّ مکنُون کو منظرِ عام پر لانے کی سعادت کریم کار ساز نے حضرت شیخ عبدالنّبی قُدّس سرّہٗ ہی کے ایک صُلبی فرزند جناب محمّد سلیم شامی کے نام لکھی تھی۔ چنانچہ ان کی سعیِ مشکور سے "مجمُوعۃُ الاسرار" کا واحد نسخہ بالعکس طبع شدہ اہل قلب و نظر کی خدمت میں پہنچ رہا ہے۔ جناب محمّد سلیم شامی صاحب نے افادۂ عام کے لئے "مجمُوعۃُ الاسرار" کا ترجمہ کراکر عوام النّاس پر احسانِ عظیم کیا ہے۔ جس کے لئے وہ تبریک و تحسین کے مستحق ہیں۔ یہ ترجمہ فاضل مکرّم جناب پروفیسر مشتاق احمد بھٹّی صاحب کی ذہنی کاوش کا عمدہ نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔

۲۹ رجب المرجب ۱۴۰۵ھ
بمطابق
۲۱ اپریل ۱۹۸۵ء

احقر نفیس الحسینی
۱۷۷/۳ کریم پارک، لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اظہارِ تشکّر

تاج العارفین، قطب الاقطاب حضرت شیخ عبدالنبّی شامی نقشبندی المعروف باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے عقیدت اور محبت میری زندگی کا سرمایہ ہے۔ اُن سے نسبی تعلق بھی ہے اور قلبی بھی۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے۔ آپؒ کے تذکرے میں دِل نے زیست کا مزہ پایا ہے۔ میں نے اپنے بزرگوں سے سُنا تھا کہ حضرتؒ کے مکتوبات کا قلمی نسخہ محفوظ ہے۔ اِس کی تلاش میں لگا رہا اور بالآخر میری کوشش کامیاب ہوئی۔ صاحبزادہ منظور الاسلام شامی سے اِن مکتوباتِ گرامی کی ایک قلمی نقل دستیاب ہوگئی۔ میں نے اِسے بصد منّت اُن سے حاصل کیا اور فوٹو سٹیٹ کاپی صاحبزادہ سعید اقبال شامی کے سپرد کر دی تاکہ اس کا ترجمہ کرایا جا سکے اور پھر اُسے کتابی صورت میں شائع کر کے تشنگانِ علم و معرفت کی پیاس بجھانے کا انتظام ہو۔

افسوس بوجہ تبادلہ موصوف یہ آرزو پوری نہ ہو سکی مجھے ایک بار پھر مکتوبات حاصل کرنے کی کوشش کرنی پڑی۔ قلمی نسخے کے حامل اُسے ایک آن بھی اپنے سے جُدا کرنے پر تیّار نہ تھے لیکن ہزار جتن کر کے میں نے اُنہیں آمادہ کیا کہ اسے چند دنوں کے لئے میرے سپرد کر دیں۔ ایک بار پھر فوٹو سٹیٹ کاپی تیار کرائی۔ اِس بار صاحبزادہ مجیب الرحمٰن شامی سے رابطہ قائم کیا۔ اُن کے تعاون سے اسلامیہ کالج جالندھر کے سابق پروفیسر جناب مشتاق احمد بھٹی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ بھٹی صاحب نے مکتوبات کو اُردو کا قالب دینے کا بیڑا اُٹھایا۔ ایک سال تین ماہ کی محنتِ شاقّہ سے انہوں نے یہ مہم سر کر دی۔ مکتوبات نے اُردو کا جامہ پہن لیا۔

Marfat.com

اِس کے بعد عالمِ اِسلام کے مایہ ناز خطاط الحاج سیّد انور حُسین نقشبندی (نفیسؔ رقم) صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے ذاتی دلچسپی لے کر اپنی نگرانی میں کتابت مکمل کرائی۔ اُن کے دو شاگردوں، ذاکر حُسین صاحب نے خُوشنویسی اور مُحمّد عاشق ندیم صاحب نے ابتدائی صفحات کی خُوشنویسی، اغلاط کی دُرستی اور کاپی جوڑائی کا کام انجام دیا۔ صاحبزادہ مُحمّد اسلم شامی صاحب سابق ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ ویلج ایڈ نے کتابت شدہ مُسودے کی دُرستی میں میرا ہاتھ بٹایا۔ اللہ تعالیٰ اِن تمام حضرات کو اِس محنت کا اجر عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے الفاظ نہیں ملتے کہ اُس نے اپنے خاص فضل و کرم سے مجھے توفیق بخشی کہ پانچ سال کی محنت اور لگن کے بعد اِن مکتُوباتِ گرامی کو منظرِ عام پر لاؤں۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ تین صدیوں کے بعد پہلی بار یہ خزانہ منظرِ عام پر آ رہا ہے۔ آج مجھے اتنی خُوشی نصیب ہوئی کہ اس سے پہلے کم ہی ہوئی ہوگی۔

صاحبزادہ مجیب الرحمٰن شامی نے اپنے چھاپے خانے سے اِن مکتُوبات کی طباعت کی ہے اور کوئی معاوضہ وصول نہیں کیا۔ میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ اُنہیں اِس کارِ خیر کا اجر عطا فرمائے۔ میں اس ایڈیشن کے ایک ہزار نسخے ”حضرت عبدالنبی شامیؒ ٹرسٹ“ کی نذر کر رہا ہوں، تاکہ اِس کی آمدنی اِس ٹرسٹ کے مقاصد کی تکمیل کے کام آئے۔

میری اب یہی تمنّا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر چلنے اور آپؒ کے مشن کی لگن میں اپنی زندگی گزار دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

صاحبزادہ حاجی مُحمّد سلیم شامی نقشبندی

مکان نمبر ۳۶، گورو سٹریٹ نمبر ۹

رام نگر، لاہور ۱۲ (پاکستان)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوانحِ حیات حضرت تاج العارفین عبدالنبی شامیؒ

حضرت شیخ عبدالنبی شامی رحمۃ اللہ علیہ کو اہلِ نظر اور اہلِ دل قُطب الاقطاب بھی سمجھتے ہیں اور تاجُ العارفینؒ بھی - شیخ المشائخ بھی اور سُلطان الاولیاء بھی۔ آج بھی مشرقی پنجاب کے معرُوف قصبے شام چوراسی کی رونقیں انھی کے دم سے ہیں۔ اُنھیں اس دنیا سے رخصت ہوئے صدیاں گزر چکیں، لیکن آج بھی اُن کی روشنی سے دیدہ و دل منوّر ہو جاتے ہیں۔ اُن کی اولاد برصغیر پاک و ہند میں پھیلی ہوئی ہے اور آپؒ کی نسبت سے شامی کہلاتی ہے۔

حضرت شیخؒ نے ایک ہندو گھرانے میں آنکھ کھولی۔ والد کا نام لالہ دیوان بوہڑہ مل ڈہل کھتری تھا۔ شامی خاندان کے بڑے بوڑھوں نے اپنے بڑے بوڑھوں سے اور ان کے بڑے بوڑھوں نے اپنے بڑے بوڑھوں سے سُنا ہے کہ لالہ بوہڑہ مل کے ہاں جس روز یہ برکت نازل ہوئی، رمضان المبارک کی ۲۹ تاریخ تھی اور ۱۰۲۸ھ کا سن۔ اُس دن آپؒ نے دُودھ نہ پیا۔ بتایا جاتا ہے کہ آپؒ مادر زاد ولی تھے۔ اس لئے روزہ رکھا ہوا تھا۔ کوئی یہ مانے یا نہ مانے، کہ اس کی کوئی باقاعدہ مضبوط سند نہیں ہے، اس کو تو بس سنتے چلے آئے ہیں، لیکن اِس حقیقت سے اِنکار نہیں کیا جا سکتا کہ غیر مسلم گھرانے میں آنکھ کھولنے والے اس بچّے کو پروردگار نے اسلام کی دولت سے مالامال کرنے کا فیصلہ کر رکھا تھا۔ نہ صرف اس کا سینہ اس نُور سے منوّر ہونا تھا،

Marfat.com

بلکہ آس پاس بھی کفر کی ظلمتیں اس کی بدولت پاش پاش ہوئی تھیں۔ حضرت کی تبلیغی مساعی اور مبارک زندگی نے بے شمار زندگیوں کو بدل ڈالا۔ بے شمار بستیوں کو اللہ کے پاک نام سے متعارف کرایا اور بے شمار دِلوں کو دولتِ دنیا سے بے نیاز کر دیا۔

دیوان لالہ بوہڑہ مل محکمہ مال میں کار دار تھے اور شام چوراسی سے مالیہ وصول کر کے خزانہ سرہند میں جمع کرانے لے جایا کرتے تھے۔ اولادِ نرینہ نہ تھی، اس لئے اُداس اور مغموم رہتے تھے۔ ایک بار سرہند پہنچے تو ایک فقیرِ باکمال کی شہرت سُنی۔ لالہ جی اُن کے چرن چھونے جا پہنچے کہ فقیروں اور ولیوں کو ہندو تک اپنا سمجھتے اور اُن سے فیض اُٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لالہ جی پہنچے تو بزرگ نے بڑی عزّت سے بٹھایا اور بشارت دی کہ تمہارے ہاں ایک سال کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ ایک سال بعد حضرت اس دنیا میں تشریف لے آئے۔ لالہ بوہڑہ مل جس بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

حضرتؒ کا نام بھوپت رلنے رکھا گیا۔ کچھ ہوش سنبھالا تو والد نے پڑھنے کے لئے مکتب میں ڈالا آپکے استاد ایک مسلمان صالح اور متقی بزرگ تھے۔ اُن سے گلستان، بوستان، پڑھنے لگے۔ آج آپ دیکھتے ہیں کہ مسلمان بھی اپنے بچوں کو مشنری سکولوں میں تعلیم دلاتے ہیں اور اس پر پھُولے نہیں سماتے۔ چند برس پہلے تک یہ عالم تھا کہ ان سکولوں میں بائیبل کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی تھی اور مسلمان طلبہ بھی بائیبل پڑھتے، اُسکی تلاوت کرتے اور اُسے حفظ کرتے تھے۔ یہ اثرات انگریزی حکومت کے تھے۔ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جب مسلمانوں کی حکومت اس برِصغیر پر ہوگی تو اس وقت اس کے اثرات کیا ہوں گے؟ اس وقت غیر مسلم بھی جدید تعلیم حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرتے تھے اور مسلمانوں کی کتابیں پڑھ کر پھولے نہیں سماتے تھے۔

Marfat.com

جدید تعلیم حاصل کرنا معزّز اور باوقار ہونے کی علامت تھا ۔ اس لئے بھوپت رائے ایک مسلمان مولوی صاحب کے سپرد کئے گئے ۔ جس طرح آج کل انگریزی کی اہمیت ہے اس وقت فارسی کی تھی ۔ ایک روز سبق پڑھتے پڑھتے ان اشعار پر پہنچے

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
محال است سعدی کہ راہِ صفا
تواں رفت جز در پئے مصطفیٰؐ

(جو رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے راستے کے خلاف چلا، وہ ہرگز منزل کو نہ پہنچ سکا ۔ اے سعدی، مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے علاوہ کسی اور کی پیروی میں سلامتی کا راستہ ملنا محال ہے ۔)

بھوپت رائے کا دل یہاں اٹک گیا ۔ وہ بار بار استاد سے پوچھتے کہ "راہِ صفا" کیا ہے، راہِ مصطفیٰؐ کیا ہے ۔ اس کے ساتھ ہی اصرار شروع ہوا کہ اس راستے کی تعلیم دی جائے ۔ مولوی صاحب سخت اُلجھن میں پڑ گئے ۔ وہ مضطرب تھے کہ لالہ بوہڑہ مل اور ان کے اعزّہ کا ردِعمل کیا ہوگا ۔ اُدھر بھوپت رائے کے دل میں عشقِ مصطفیٰؐ کا چراغ جل چکا تھا ۔ چھوٹی عمر ہی میں بھوپت کی شادی موضع سری گوبند پور کے ایک بڑے کھتری گھرانے کے فرد، لالہ رامان مل کے ہاں ہو چکی تھی، لیکن ان کا دل بے قرار تھا ۔ اس کو کسی اور کی محبت کی لو لگ چکی تھی ۔ مُصِر تھے کہ اُستاد صاحب باقاعدہ کلمہ پڑھا کر مسلمان کرلیں تاکہ بُتوں کی بندگی سے نجات حاصل کرنے کا اعلان کر دیا جائے ۔ استاد گومگو میں تھے، سود و زیاں کا حساب کرنے میں لگے تھے ۔ اِدھر یہ حالت تھی، اُدھر بھوپت رائے کے دِل کی دنیا بدل چکی تھی ۔ وہ جان چکے تھے کہ

؎ برتر از اندیشۂ سُود و زیاں ہے زندگی

Marfat.com

اسی عالم میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ پڑھایا اور بھوپت رائے کو عبدالنبیؒ بنا لیا۔

ع محمدؐ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی

اُن کے استاد کو بھی (خواب میں) حکم دیا گیا کہ اپنے شاگرد کی خواہش کا احترام کریں اور اس کے نام کی تعلیم دیں، جس نے کل جہانوں کو تخلیق کیا ہے۔ عبدالنبیؒ نے باواز بلند بتوں سے ناطہ توڑنے کا اعلان کیا، تو ہر طرف آگ سی لگ گئی۔ والدین سراپا غضب، سُسرال والے بے چین و مضطرب، اعزّہ و اقرباء، برادری والے، سب ہاتھ ملنے لگے۔ پہلے تو سمجھانے کی کوششیں ہوئیں اور قبولِ اسلام کو "بچگانہ غلطی" قرار دے کر اصلاح کے لئے جان لڑائی گئی۔ سُسر نے ایک نصیحت آموز خط لکھا، لیکن سب تدبیریں کسی کام نہ آئیں۔ عبدالنبیؒ نے پھر بھوپت رائے بننے سے انکار کر دیا۔ اپنے سُسر کے نام پیغام بھجوایا ؎

تھالی بھن رکابی تے چونکا بھن مسیت
آکھیں سوہرے رلمے نوں ساڈی اللہ نال پریت

شام چوراسی ہندو اکثریت کا علاقہ تھا۔ یہاں عبدالنبیؒ پر زندگی اجیرن کر دی گئی۔ پس ہجرت کا پروگرام بنایا کہ

ع ہے ترکِ وطن سُنّتِ محبوبِ الٰہی

ایک دن اپنے اُستاد کے ساتھ یہاں سے نکل کھڑے ہوئے۔ کپورتھلہ ریاست میں واقع سلطان پور میں حضرت حاجی عبداللہ صاحبؒ کی خدمت میں جا حاضری دی۔ کہتے ہیں، جب آپ سلطان پور کے قریب پہنچے تو اس وقت حاجی عبداللہ صاحبؒ کہیں باہر جانے کے ارادے سے پالکی میں سوار تھے۔ حاجی صاحبؒ نے پالکی ٹھہرانے کا حکم دیا

Marfat.com

اور کہا کہ رُک جاؤ! مردِ خدا آ رہا ہے۔ خُدّام حیران ہوئے، لیکن کچھ نہ بولے۔ تھوڑی دیر بعد نوجوان عبدالنبیؒ وہاں پہنچ گئے۔ حاجی صاحبؒ انہیں ساتھ لے کر واپس ہوئے۔ وہ بیعت کر کے سلسلۂ نقشبندیہ سے منسلک ہو گئے۔ حاجی عبداللہؒ حضرت آدم بنوریؒ (خلیفہ امامِ ربّانی مجدّد الف ثانیؒ) سے بیعت تھے اور اُن کے نامور خلفاء میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت آدم بنوریؒ کے خلیفۂ اعظم حضرت محمّد شریف مُتّقیؒ سے تربیت پائی اور حضرت آدم بنوریؒ سے بھی فیض اٹھایا۔ حضرت محمد شریف مُتّقیؒ نے انہیں باقاعدہ خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔

حضرت شیخ العالم سیّد حاجی محمد طاہر عالمپوریؒ، حاجی عبداللہ سلطان پوریؒ کے خلیفۂ کامل تھے۔ حاجی صاحبؒ نے نوجوان عبدالنبیؒ کو مزید تعلیم اور تربیت کے لئے شیخ العالمؒ کے سپرد فرمایا۔ اس نوجوان نے اس یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہو کر تاج العارفینؒ کا لقب پایا۔

آج ہمارے ہاں جُزوقتی تعلیم کا جو نظام رائج ہے، وہ پڑھے لکھے جاہل پیدا کر کے معاشرے میں پھینکتا جا رہا ہے۔ آج کا علم، عمل سے پیوست نہیں ہے۔ کسی مدرسے، کالج اور یونیورسٹی کو طالب علموں کی تربیت سے کوئی سروکار نہیں۔ جو ادارے اقامتی ہیں، وہ بھی کسی درسگاہ کی بجائے ہوٹل سے زیادہ مماثلت رکھتے ہیں۔ لیکن شیخ عبدالنبیؒ کی تربیت جس یونیورسٹی میں ہوئی، اس کے چانسلر حاجی عبداللہ سلطان پوریؒ تھے۔ اس میں تعلیم کے ساتھ ساتھ بلکہ اس سے زیادہ تربیت پر زور دیا جاتا تھا۔ ہندوستان میں صوفیائے کرام اور علمائے کرام اسی طرزِ تعلیم کے بانی تھے۔ اُن کی خانقاہ میں شریعت کا علم بھی تقسیم ہوتا تھا اور طریقت کی معرفت بھی عطا ہوتی تھی۔

کئی سال گزر گئے۔ اب عبدالنبیؒ ایسا چراغ تھے، جس کو انگنت چراغ روشن کرنا تھے۔ علم اور عمل کا بیش بہا سرمایہ لے کر انہوں نے واپس شام چوراسی کا رُخ کیا تاکہ

Marfat.com

وہاں کے بے نواؤں اور تہی دامنوں کو بھی اپنی کمائی میں حصہ دار بنائیں۔ شیوۂ پیغمبری یہ ہے کہ حقیقت کو اپنے تک محدود نہ رکھا جائے، عام کیا جائے، ہر ہر دل کو اس سے متعارف کرایا جائے۔ عبدالنبیؒ نبیؐ کے غلام تھے، اس سُنّت کو کیسے نہ اختیار کرتے۔ ان کی تربیت کرنے والے بھی داعی تھے اور انہوں نے اپنے طالب علموں کو داعیانہ لگن لگا دی تھی۔

عالمِ شباب میں جس بستی، جس علاقے اور جس سرزمین نے عبدالنبیؒ کے لئے خود کو تنگ کر دیا تھا، ان کو اپنے درمیان دیکھنا گوارا نہ کیا تھا، اَب جبکہ وہ تاجُ العارفینؒ تھے، معرفت کا مے خانہ کھولنے اسی جگہ پہنچے۔ اپنوں کو مستفید کرنا، اپنوں کو تباہی سے بچانا، اپنوں کو آگ سے محفوظ کرنا ضروری تھا۔ وہ اپنوں کے درمیان پہنچے۔ جو غیر بن چکے تھے۔ اپنے علم کی طاقت اور کردار کی برکت سے نہ صرف اُن کو اپنا بنایا بلکہ غیر بھی اُن کے ہو گئے۔ دُور دُور سے لوگ اُن کی شہرت سُن کر آتے اور انہی کے ہو جاتے۔

ہندو جوگی، شعبدے اور کرامات دکھاتے تھے اور سادہ لوح لوگوں پر ہندو مت کی صداقت کا سکّہ بٹھاتے تھے۔ تاجُ العارفینؒ کی دھوم سُن کر بہت سے جوگی آئے، لیکن اُن کے شعبدے تاجُ العارفینؒ کی کرامات کے سامنے نہ ٹھہر سکے۔

کرامات رُوحانی سائنس کے طالب علموں کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہیں۔ جن لوگوں کو اس سائنس کی ہوا نہیں لگی، وہ کرامات ہی سے اِنکار کرنے کو توحید کا تقاضا قرار دے بیٹھتے ہیں۔ اِن بے چاروں کی علمی بے بسی پر ترس کھانا چاہیئے۔

مشہور ہے ایک بار ہندو جوگیوں کا ایک گروہ تاجُ العارفینؒ کی تبلیغی سرگرمیوں کا زور توڑنے کے لئے آیا۔ حضرتؒ کو خبر ہوئی تو اُن سے ملنے پہنچے۔ کھانے کا وقت تھا۔ اُن جوگیوں کو کھانے کی دعوت دی۔ انہوں نے قبول کر لی، آپؒ نے دائیں طرف

Marfat.com

دیکھا۔ فوراً ہر ایک کے سامنے روغنی روٹی میں رکھا ہوا ایک ایک سیر حلوہ آ گیا۔ جتنے آدمی تھے، پانی سے بھرے ہوئے اتنے گلاس بھی ظاہر ہو گئے۔ یہ دیکھ کر جوگیوں کی ہمّت جواب دے گئی اور کسی کمال کا مظاہرہ کرنے اور دوسرے ہم مذہبوں کو بچانے کے بجائے خود کلمہ پڑھنے لگے۔ پندرہ افراد نے اُسی وقت حضرتؒ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

کہتے ہیں ایک بار جوگیوں کی ایک اور ٹولی اُدھر آئی۔ بڑا جوگی ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ شیخؒ پہنچے تو وہ اپنے ایک بزرگ کا واقعہ بیان کر رہا تھا، جو اپنے آپ کو کئی اجسام میں پیش کر سکتا تھا۔ ایک وقت میں کئی سو مقامات پر اُسے دیکھا جاتا تھا۔ اس کی تیرہ سو بیویاں تھیں، وہ ایک وقت میں ہر ایک کے پاس پایا جا سکتا تھا۔ تاج العارفینؒ نے فرمایا، جوگی میاں اس میں کیا کمال ہے، ذرا اُوپر دیکھو۔ دیکھا تو درخت کے ہر پتّے کے ساتھ ایک عبدالنّبیؒ کو موجود پایا۔ اُس نے گھبرا کر نیچے دیکھا تو آپؒ وہاں بیٹھے ہوئے اُس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اِس پر جوگیوں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ تیرہ نے اُسی وقت کلمہ پڑھ لیا۔

تاج العارفینؒ کی سب سے بڑی کرامت اُن کی شخصیت تھی۔ جو اُن کے پاس آتا، اُن کا ہو جاتا۔ ہزاروں افراد اُن کے حلقے میں شامل ہوئے۔ سینکڑوں کو باقاعدہ تربیت دی۔ اُن کی خانقاہ نے اس علاقے کی قسمت کو بدل ڈالا۔ انہوں نے طویل عمر پائی۔ اگست ۱۶۱۹ء میں اِس دنیا میں تشریف لائے تھے۔ ۱۱۴ سال گزار کر اگست ۱۷۳۳ء میں رخصت ہوئے۔ ہجری حساب سے اِس سرائے فانی میں آپؒ کا قیام ۱۱۷ سال ۵ ماہ اور ۲۳ دن رہا۔

آپؒ کے مکتوبات کا قلمی نسخہ خاندان کے بعض افراد کے پاس محفوظ چلا آ رہا تھا وہ اَب شائع ہو رہا ہے۔ اِن مکتوبات سے آپؒ کی علمی عظمت اور کمالِ نظر کا اندازہ ہوتا ہے۔

Marfat.com

آج بھی شام چوراسی (مشرقی پنجاب) میں آپؒ کا مرقدِ مبارک مرجعِ خلائق ہے۔ لوگ دُور دُور سے آتے اور نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ وصیت کے مطابق تدفین کے بعد قبر کچی بنائی گئی۔ اس پر کوئی مقبرہ نہ بنوایا گیا۔ برسوں یہی عالم رہا، مگر اب عالم دوسرا ہے۔ بزرگوں کے نام کی قوالی کرنے والے اُن کی تعلیمات کو بھول گئے ہیں۔

صاحبزادہ مجیب الرحمٰن شامی

Marfat.com

حضرت شیخ عبد النبیؒ اور اُن کے مکتوبات پر ایک اجمالی نظر

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

۱۔ عقّلیت پرستی کے اس دَور میں لوگ ایسی باتوں کو رجعت پسندی اور دقیانوسیت کہتے ہیں، جو ان کے عقلی معیار پر پوری نہ اُترتی ہوں اور جن کی عقلی توجیہہ نہ کی جاسکتی ہو لیکن مندرجہ بالا شعر علاّمہ اقبال جیسے شخص کا ہے، جس نے علومِ مغرب میں انتہائی دسترس حاصل کی، عقّلیت کے فریب کو سمجھا اور پھر عقل کی تنگنائی کے اسیر ہو کر نہ رہ گئے، بلکہ اُنہوں نے عقل اور عشق، دماغ اور دل کی حدود کے درمیان امتیاز برتا۔ یہی امتیاز دین کے دو پہلوؤں، یعنی شریعت اور طریقت میں ہے۔ اہلِ شریعت اور اہلِ طریقت میں وہی فرق ہے، جو ملازم اور عاشق میں ہے۔ ملازم کسی غرض، کسی آرزو میں حکم کی تعمیل کرتا ہے، جبکہ عاشق رضا کارانہ کسی معاوضہ و اجر کی تمنا و توقّع کے بغیر حکم کی تعمیل میں اپنی جان لڑا دیتا ہے۔ اس عظیم الشان فرق کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ بھی اُن سے حسبِ مراتب سلوک کرتا ہے۔ شریعت اور طریقت میں کوئی تضاد نہیں۔ طریقت شریعت کا اگلا قدم ہے۔ اس لئے اہلِ طریقت کا تعلق اللہ تعالیٰ سے خاص ہوتا ہے، جسے ہم عقل پرست اور منطقی لوگ نہیں سمجھ پاتے۔ یہی لوگ اولیاء اللہ کہلاتے ہیں۔ اِنہی لوگوں کے بارے میں اقبال مرحوم کا ایک اور شعر ہے۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ غالب و کار آفریں، کارکُشا، کارساز

Marfat.com

۲۔ یہ لوگ اللہ تعالٰے کی رضا کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں، اور لوگوں کو بھی ویسی ہی زندگی بسر کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اللہ کے اِن بندوں کی زندگیاں سراپا تبلیغِ دین ہوتی ہیں۔ برِّصغیر ہند میں اسلام کی روشنی اِنہی نفوسِ قُدسیہ کی بدولت پھیلی۔ اسلام کا یہ صوفیانہ سلسلہ ایسا ہے، جو اپنے قول و فعل سے اکثر و بیشتر دل کی توجّہ کو جذب کرتا ہے اور دل کے ذریعے دماغ پر اثر ڈالتا ہے۔ اِن لوگوں کی باتیں مرُورِ ایّام سے پُراسرار بن جاتی ہیں اور عام آدمی کی سمجھ سے ماوراء ہونے کی وجہ سے خود وضاحت طلب بن جاتی ہے۔ اُن کے اقوال و افعال کرامتیں بن جاتے ہیں اور پھر جو باتیں سراپا دلیل ہوتی ہیں، دلیل طلب بن جاتی ہیں۔ وہ لوگ جو صرف عقل و خرد کی رہنمائی کے عادی ہوتے ہیں، نہ سمجھتے ہوئے ان کا اِنکار کر دیتے ہیں۔ حالانکہ کسی شئے کے نہ سمجھنے سے اس کا وُجود کالعدم نہیں ہوتا۔

۳۔ حضرت شیخ عبدالنبیؒ بھی انہی نفوسِ قُدسیہ میں سے ہیں، جنہوں نے اسلام کے نُور سے روشنی پائی اور اس سے مستفیض ہو کر نہ صرف اپنے زمانے میں خلقِ خدا کو اسلام کے نُور سے فیض یاب کیا۔ بلکہ آج بھی ان کا فیض جاری ہے۔ اُس زمانے میں مادیت کا اتنا زور نہیں تھا کہ رُوحانیت دب جاتی۔ دنیا کی محبت نے ابھی عوام کو آخرت سے اتنا غافل نہیں کیا تھا۔ معاشرے کے اندر خوش حالی اور سکھ چین تھا۔ زندگی اتنی تیز نہیں تھی کہ اِنسان کو اپنی ذات کے بارے میں بھی سوچنے کی فرصت نہ ملے۔ فکرِ معاش اُس وقت بھی تھی اور بعض دفعہ معیشت کی تنگی بھی ہوتی تھی، لیکن اسلام کے احکام کی سادگی نظروں سے اوجھل نہیں تھی۔ دنیا کی ہوس نے خلقت کو ابھی اِتنا گرفتار نہیں کیا تھا۔ تسلیم و رضا، قناعت و سادگی، شرافت و نیکی، وفا و ایثار وغیرہ کی صفات کے حامل لوگ بکثرت تھے۔ اس نے آپؒ کی صحبت و تعلیم سے ایک دنیا نے فیض اٹھایا اور زندگی میں سکون و اطمینانِ قلب پایا۔

۴۔ اللہ تعالٰے کی قدرت کے کرشموں کا کیا کہنا۔ آذر بت پرست کے گھر میں ابراہیمؑ بُت شکن پیدا ہوتے ہیں، اور حضرت نوحؑ نبی کے ہاں نافرمان بیٹا جنم لیتا ہے۔ حضرت شیخ عبدالنبیؒ بھی اپنے

Marfat.com

علاقے کے ایک ہندو بُت پرست کاردار کے ہاں تیس اگست ۱۶۱۹ء کو مغل شہنشاہِ جہانگیر کے زمانے میں موضع شام چوراسی ضلع ہوشیارپور بھارت میں پیدا ہوئے، لیکن سلامتی طبع کی بدولت انہوں نے عہدِ طفولیت میں ہی اسلام کی حقانیت کو قبول کر لیا۔ اُس دور میں فارسی سرکاری زبان اور عربی علمی اور دینی زبان تھی۔ چنانچہ آپؒ نے مروّجہ علوم کی تحصیل مسلمان علماء اور صوفیا سے کی اور انہی کی بدولت اسلام کی دولت سے فیض یاب ہوئے۔ آپؒ نے دینی مسائل کو ان کی سادہ و پاکیزہ شکل میں سیکھا اور مدت العمر علمائے عصر اور اولیائے زمانہ کی خدمت میں حاضر رہے اور پھر تبلیغِ دیں میں ہمہ تن مصروف و مشغول ہو گئے۔

۵۔ آپؒ کی کوئی مستقل تصنیف اس وقت ہمارے پیشِ نظر نہیں، لیکن آپؒ کے وہ مکتوبات "مجموعۃ الاسرار"، جو آپؒ نے اپنے عقیدت مندوں، خادموں اور عام لوگوں کو لکھے، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اسلام کے چشمۂ صافی کو کسی حالت میں گدلا نہیں ہونے دیا۔ آپؒ چار واسطوں سے حضرت شیخ احمد سرہندی مجدّد الف ثانیؒ کے مرید تھے، چنانچہ آپؒ نے بھی حضرت مجدّد الف ثانیؒ کی طرح مکتوبات کے ذریعے مختلف مسائل کی تفہیم کی اور ہر قسم کی بدعت و ضلالت کے خلاف جہاد کیا۔ یاد رہے کہ یہ وہ دور تھا، جب اسلام ہندوؤں کی زندگی پر گہرا اثر ڈال رہا تھا اور اسلام کی سادگی اور حقانیت نیز سیاسی غلبہ سے متاثر ہو کر ہندو بہت بڑی تعداد میں اسلام اور اس کی تعلیمات کو قبول کر رہے تھے، لیکن مناسب تربیت نہ پانے سے ہندوئیت کے اثرات سے ابھی چھٹکارا نہیں پا سکے تھے۔ چنانچہ آپؒ نے خالص توحید کی تبلیغ کی اور شرک کی ہر صورت کو مذموم ٹھہرایا۔ آپؒ کے انہی فارسی مکتوبات کا اردو ترجمہ پیشِ خدمت ہے۔

۶۔ آپؒ کا زمانہ مغل شہنشاہوں کے انتہائی عروج کا زمانہ تھا۔ آپؒ نے جہانگیر (۱۶۰۵ ——— ۱۶۲۷) سے لیکر محمد شاہ (۱۷۱۹ ——— ۱۷۴۸) تک کا زمانہ پایا۔ اس طرح آپؒ نے آٹھ بادشاہوں کا زمانہ اور ——— ۳۰ اگست ۱۶۱۹ء سے ۲۲ اگست ۱۷۳۳ء تک طویل عمر پائی۔ آپؒ کے مکتوبات پر سیاسی اثرات کا کوئی سایہ نہیں ملتا، لیکن مریدوں اور عقیدت مندوں کے

Marfat.com

سوالات اور جوابات سے اُس وقت کے معاشرے کی زندگی کی جھلکیاں ضرور ملتی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت کا معاشرہ کن مسائل سے جو زیادہ تر نفسی اور رُوحانی نظر آتے ہیں، دو چار تھا اور آپؒ نے اُن مسائل کو حل کرنے میں کیا کاوش کی۔ مریدوں کا یہ سلسلہ سارے ملک میں، بلکہ بیرونِ ملک بھی پھیلا ہوا نظر آتا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپؒ کی شہرت صرف اس وقت کے متحدہ ہندوستان ہی میں نہیں، بلکہ باہر بھی تھی۔ دُور دراز کے لوگ مُراسلت کرتے اور اس طرح تشنگیِ رُوح دُور کرنے کی تدبیر کرتے۔

۷۔ آپؒ کے بیشتر مکتُوبات تصوّف و الٰہیات کے بارے میں ہیں۔ جو مسائل حضرت علی ہجویریؒ کے زمانے میں ابھی سادہ تھے، صدیاں گزر جانے کے بعد پیچیدہ اور مبہم ہو گئے تھے۔ مختلف قسم کی موشگافیوں کا سلسلہ لامتناہی ہو رہا تھا۔ چنانچہ آپؒ نے سلوک کے رہ نوردوں کو عرفانِ حقیقت کی مختلف منزلیں طے کرنا سکھایا۔ آپؒ نے تصوّف کے مختلف مسائل کی تعلیم دی۔ ان مسائل میں زیادہ تر اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، جمال و جلال، شاہد و مشہود، غیب و حضور، نور و ظلمت، وحدت الوجود و وحدت الشہود، جبر و قدر، تقلید و تحقیق، امر بالمعروف و نہی عن المنکر صحتِ جسمانی اور صحتِ روحانی وغیرہ ہیں۔ آپؒ نے ان کے بارے میں سیر حاصل بحث کی ہے، اور کسی قسم کا ابہام پیدا کئے بغیر انہیں صاف کیا ہے، ان مکتُوبات میں آپؒ نے سالکِ راہ کو مختلف منزلوں کے نشانات و مقامات سے آگاہی بخشی ہے۔ سلوک کے باریک اسرار و رموز سمجھانے کے علاوہ شریعت کے تمام مسائل بھی بیان کئے ہیں اور ان کی حکمت بھی سمجھائی ہے کہ شریعت، طریقت میں داخل ہے اور کسی حالت میں بھی شریعت کی قید سے آزاد نہیں ہوا جا سکتا۔ چنانچہ اس طرح آپؒ نے دینِ حق کی تبلیغ کی ہے۔ آپؒ نے اتباعِ شریعت اور ترویجِ سُنّت کا کام احسن طریقے سے انجام دیا۔ حتیٰ کہ وہ اوراد و وظائف جو آپؒ نے مریدوں کی ریاضت و عبادت کے لئے تجویز کئے، کتاب و سُنّت ہی سے اخذ کیے۔

۸۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح جسمانی بیماریوں کے مختلف طریقہ ہائے علاج ہوتے ہیں،

Marfat.com

کہیں طبِ اسلامی ہے، کہیں آیور ویدک، کہیں ایلوپیتھی اور کہیں ہومیوپیتھی۔ اس طرح رُوحانی بیماریوں کے علاج کے بھی کئی طریقے ہیں۔ تصوّف کے مختلف سلسلے بھی روحانی امراض کے مختلف علاج ہیں۔ آپؒ نے اس ضمن میں حضرت مجددِ الف ثانیؒ کے طریقۂ نقش بندیہ کو اپنایا اور اس کے ذریعے لوگوں کو دین و دنیا کی تعلیم دی۔ یہ علم نہ صرف حصولِ آخرت کے لئے، بلکہ کسبِ دنیا کے لئے بھی ہے۔ چنانچہ اِن مکتُوبات کی روشنی میں ہمیں ایک ایسے معاشرے کی فضا ملتی ہے، جو سادہ و پاک ہے۔ جس میں تصنّع اور بناوٹ نہیں، جس میں شرک اور بدعت کا زور نہیں، جس میں اسلامی مسائل اجماعِ امت کے مطابق ہیں۔ انہوں نے اپنی کوئی الگ راہ نہیں نکالی۔ انہوں نے حضور رسالت مآبؐ کے نقشِ قدم پر چلنے ہی میں سعادت سمجھی اور اسی کی تلقین کی۔ اُن کی تعلیم کا یہ پہلو آج ہمارے لئے بہت روشن مشعلِ راہ ہے، جب کہ ارضِ خداداد پاکستان کے اسلامی معاشرے کو فرقہ واریت کا زہر مسموم کر رہا ہے اور دورکعت کے امام اپنی غرض کے تحت سادہ لوح مسلمان معاشرے میں بس گھول کر عوام کو اسلام ہی سے بدظن کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے مکتُوبات میں دین کا کوئی ایسا رُخ پیش نہیں کیا، جو کتاب وسُنّت کے خلاف ہو۔ اُنہوں نے کتاب وسُنّت سے ایک قدم بھی انحراف نہیں کیا۔ یہ ان کا بہت بڑا کمال ہے۔ ان کے عقیدت مندوں کی کثیر تعداد بھی اسی راہ پر گام زن نظر آتی ہے۔ ان عقیدت مندوں میں صرف عام لوگ ہی نہیں، بلکہ خواص، حتیٰ کہ حاکمانِ وقت اور امرائے عصر بھی شامل ہیں۔ حضرت مجددِ الف ثانیؒ کی طرح آپ کا بھی خیال تھا کہ ایک صاحب اقتدار کے اخلاق کی اصلاح کا مطلب اس کے ماتحتوں اور زیردستوں کی اصلاح ہے، چنانچہ آپؒ نے اپنے پیر و مرشد کی پیروی میں اسی طریقے کو استعمال کیا، اور اسلام کو کتاب وسُنّت کی روشنی میں پیش کیا اور کسی قسم کی بدعت کو روا نہ رکھا۔

۹۔ ظاہری علوم کے علاوہ آپؒ کو اللہ تعالیٰ نے باطنی علوم سے بھی نوازا اور آپؒ نے تصوّف کے سلسلہ نقش بندیہ پر عمل پیرا ہو کر خلقِ خدا کی رُوحانی پیاس کو بجھایا۔ اس دَور کے لوگ روحانیت

Marfat.com

کی قدر نہیں کرتے۔ وہ رُوحانی پیاس کا مطلب نہیں سمجھتے اور اس لئے پریشان خاطر اور بے اطمینان رہتے ہیں اور زندگی کو صرف مادّی ضروریات پورا کرنے کا نام دیتے ہیں۔ صوفیائے اسلام نے بدن اور رُوح کے تعلقِ باہمی کو آخرت کا تصوّر دے کر نہایت عمدہ طریقے سے واضح کیا ہے۔ بدن سواری ہے اور رُوح اس کا سوار۔ ہم لوگ سواری یعنی بدن کی ہر طرح خاطر مدارات کرتے ہیں، اُسے اچھا کھلاتے، اچھا پلاتے اور اچھا پہناتے، غرض اُسے ہر طرح کی آسائش مہیا کرتے اور ہر طرح خوش رکھنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن اس کے سوار یعنی رُوح کی کوئی فکر نہیں کرتے، سواری زور آور اور فربہ ہوتی جاتی ہے اور رُوح کمزور اور دُبلی اور اب حالت یہ ہوگئی ہے کہ سواری مُنہ زور ہے اور سوار بے چارہ اس کے آگے بے بس و لاچار ہے۔ چنانچہ سواری، سوار پر سوار ہے۔ اس صورت میں اسلام کہاں اور رُوح کا اطمینان کہاں۔ انسان کی رُوح بے چین ہے اور خود انسان ہر طرف ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔

۱۰۔ حضرت شیخ عبدالنبیؒ نے جہاں بدن کی ضروریات سے انکار نہیں کیا، وہاں آپؒ نے رُوح کی پرورش اور تربیت پر بھی زور دیا ہے۔ آپؒ نے اپنے مریدوں کو جہاں عبادات و مراقبہ کی تلقین کی ہے، وہاں کسبِ معاش کی بھی ترغیب دی ہے، رُوح کو بدن کی ضرورت ہے اور پھر حدیثِ مبارکہ بھی ہے کہ ایک طاقت ور مسلمان کمزور مسلمان سے بہتر ہے۔

۱۱۔ تصوّف کا سلسلۂ نقشبندیہ اپنا ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ اس میں ہاؤ ہُو اور ہنگامہ آرائی کا وہ عالم نہیں جو بعض دوسرے سلسلوں میں پایا جاتا ہے۔ اس میں نہ ترکِ دنیا ہے نہ حُبِّ دنیا۔ دین و دنیا کا یہ خوشگوار امتزاج انسان کی زندگی میں اطمینان و آسودگی لاتا ہے، اور ایک مسلمان اس راہ پر چلتا ہوا روحانیت کے اعلیٰ مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں اسلام کی تعلیمات سے سرِ مو انحراف نہیں کیا جاتا۔ اس طریقے میں نہ چلّہ کشی کی ضرورت ہے نہ ہاؤ ہُو کی، نہ گانے بجانے کی اجازت ہے نہ قبر پرستی کی۔ اصول و فروع میں یہ طریقہ شریعت سے قریب ترین ہے۔ یہ خالص توحید کی تعلیم دیتا اور اس پر عمل کی تلقین کرتا ہے۔

Marfat.com

۱۲۔ آپؒ نے قابلِ فہم اور سادہ زبان میں تصوّف کے اسرار و رموز بیان کئے ہیں اور انہیں کتاب و سُنّت کی روشنی میں واضح کیا ہے اور کوئی ایسی بات نہیں کی، جس کی سند کتاب و سُنّت میں موجود نہیں۔ آپ کے نزدیک تصوّف عین دین ہے اور کتاب و سُنّت کی عملی صورت ہے۔ منطق و فلسفہ کی وجہ سے جو اُلجھنیں انسانی ذہن میں پیدا ہوئی ہیں، آپ نے انہیں دُور کرنے کی سعی فرمائی۔ اس معاشرے میں ایسی اُلجھنیں عام تھیں، جو تمدّنی ترقی کے ظہور اور مختلف مذاہبِ فکر کے میل جول کا نتیجہ تھیں۔ آپ نے اس گرد و غبار میں اٹی ہوئی توحیدِ خالص کو نکھار کر پیش کیا اور متذبذب لوگوں کو اسلام کی حقّانیت سمجھائی۔

۱۳۔ آپؒ چونکہ مجدّدِ الفِ ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے مسلک کے پیرو تھے، اس لئے آپؒ نے مسائلِ تصوّف کو انہی کے ارشادات کی روشنی میں سمجھا۔ آپؒ نے اپنے دَور میں حضرت مجدّدؒ کے نظریہ وحدت الشہُود کی بڑھ چڑھ کر تبلیغ کی۔ وحدت الوجُود کے نظریے نے اسلامی تصوّف کو مریضانہ مزاج دے دیا تھا اور اس مریضانہ فکر کی وجہ سے اسلام کی توانائی میں سیاسی اور معاشرتی طور پر کمزوری آگئی تھی۔ یہ نظریہ جو ہمہ اوست کہلاتا ہے اور اکثر صوفیا کے نزدیک بہت مقبُول پایا جاتا ہے، پہلے پہل محی الدین ابن عربی نے پیش کیا تھا۔ اس نظریے نے عالمِ اسلام کے ایک بہت بڑے حِصّے کو سخت متاثر کیا تھا۔ اس کی تردید میں حضرت مجدّدؒ نے "وحدت الشہُود" یا "ہمہ از دست" کا نظریہ پیش کیا۔ اس نظریہ کو ایک عام سادہ مثال میں یوں پیش کیا جاسکتا ہے کہ وحدت الوجُود کے نزدیک مصوّر اور تصویر ایک ہی ہیں۔ جب کہ وحدت الشہُود کے مطابق تصویر مصوّر کی بدولت ہے اور مصوّر الگ وجود رکھتا ہے۔ مصوّر تصویر سے جلوہ گر ہے، لیکن تصویر مصوّر نہیں۔ آپ نے وحدت الشہُود کی نہ صرف اشاعت کی، بلکہ دونوں نظریات کے درمیان تطبیق کی۔ آپ نے وضاحت کرتے ہوئے یہ کہا کہ وحدت الوجُود راہِ سلوک کی آخری منزل نہیں، بلکہ وحدت الشہُود سے پیچھے کی منزل ہے۔ آخری منزل وحدت الشہُود ہے۔ اس طرح آپؒ نے وحدت الوجُود کی تغلیط

Marfat.com

کی بجائے اُسے بھی راستے کی ایک منزل قرار دیا اور کہا، جو لوگ سلوک کی منزلیں طے کرتے ہوئے وحدت الوجُود کی منزل پر اٹک جاتے ہیں، وہ نورِ کامل کے عرفان سے محروم رہتے ہیں۔ وحدت الشہُود سلوک کی اعلیٰ ترین منزل ہے اور سالک کو اس تک پہنچنے کی سعی کرتے رہنا چاہیئے۔

۱۴۔ اسی طرح تصوّف کا ایک اور مسئلہ جبر و قدر ہے، جس کی وجہ سے مسلمانوں میں خاصا اضطراب پایا جاتا ہے۔ تصوّف کے بعض سلسلے صرف جبر کے قائل ہیں اور بعض قدر کے۔ آپؒ نے اِتباعِ سُنّت میں ان دونوں کے درمیان کی راہ بتائی اور اس بات کی تعلیم دی کہ انسان بعض معاملات میں مجبورِ محض ہے اور بعض میں آزاد اور ان آزاد معاملات ہی کے بارے میں پرسش ہو گی اور سزا و جزا کا اطلاق ہو گا۔ آپؒ نے وضاحت کی کہ بعض معاملات ایسے ہیں، مثلاً موت جن میں تقدیر ٹل نہیں سکتی، لیکن بعض معاملات میں یہ ٹل سکتی ہے۔ انسان کو یہی سمجھ کر دعا اور دوا کرنی چاہیئے کہ معلوم نہیں یہ معاملہ کس طرح ہے، اگر ٹلنے والا ہے تو دعا دوا کارگر ہو گی، اور اگر ایسا نہیں تو پھر صبر و رضا کا شیوہ اختیار کرنا چاہیئے۔ یہ نظریہ اسلامی تعلیمات کے عین مطابق، بے حد صحت مند اور معاشرے کے لئے جاں فزا ہے۔

۱۵۔ آپؒ کے مکتُوبات شروع سے آخر تک اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ہیں اور چونکہ مختلف افراد کو مختلف حالات و واقعات میں تحریر کیئے گئے ہیں، اس لئے ان میں دین کے مختلف پہلوؤں سے میں رہنمائی کی گئی ہے یہ گویا بکھرے ہوئے دل آویز پھول ہیں جو نہایت حکمت سے ایک لڑی میں پرو دیئے گئے ہیں۔

۱۶۔ آپؒ کے سوانح نگاروں نے آپ سے بہت سی کرامتیں منسوب کی ہیں۔ اولیاء اللہ کی کرامات خود نمائی کے لئے نہیں، بلکہ یقین افروزی کے لئے ہوتی ہیں۔ جیسے پھول میں خوشبو کہ خود بخود پھیلتی ہے۔ آپ ان کرامتوں کو مانیں یا نہ مانیں، لیکن ان لوگوں کی تعلیمات اور خدمت خلق سے اِنکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کرامتیں جو کسی وقت فریقِ مخالف کے لئے باطل شکن دلائل ہوتی تھیں، آج خود دلیل

Marfat.com

طلب بن گئی ہیں۔ اہل دل اور اہلِ نظر کے لئے ان کی افادیت ہےؑ اور وہ اس سے رُوحانی سُرور اور دلی اطمینان حاصل کرتے ہیں، لیکن ظاہر ہیں لوگوں کو ان کے امکان سے محض اس لئے انکار نہیں کرنا چاہیئے کہ یہ ان کے عقلی معیار پر پوری نہیں اتر تیں۔ آخر سب انبیاء کو کم و بیش معجزے عطا ہوئے تھے۔ کرامتیں اسی قبیل کی چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو ایسے محیر العقول اعجازات سے نوازتا ہے اور اس وقت کے لوگ ان اثرات کو قبول کرتے ہیں تو اعتراض کی کیا ضرورت ہے۔

۱۷۔ ہمارے لئے اُن کی تعلیمات اور اُن کے اعمال نقوشِ راہ ہیں۔ ہماری کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ ہم اُن کے نقوشِ پا پر چل کر دین و دنیا کی فلاح حاصل کریں۔ کیا عجب کہ اس سے مستنیر ہو کر ہم بھی دوسروں کے لئے مشعلِ راہ بن سکیں اور اس طرح دیے سے دیا جلتا رہے۔

پروفیسر میاں مشتاق احمد بھٹی

بی اے (آنرز) ایم اے۔ ایم او ایل

Marfat.com

مکتوباتِ فارسی

مجموعۃ الاسرار

Marfat.com

بطورِ تبرّک

فرمانِ والاشان جنابِ رسولِ مقبول ﷺ بنام سلطان مقوقس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلَى الْمُقَوْقِسِ عَظِيْمِ الْقِبْطِ سَلَامٌ

عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى. اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ

مَرَّتَيْنِ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ اِثْمُ الْقِبْطِ. يَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَ

بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝

نامۂ مبارک کی اصل

یہ اس مبارک خط کا چربہ ہے جسکو جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ۷ ہجری میں حاطب بن ابی بلتعہ کے ہاتھ ... سردار قبط کے بادشاہ مقوقس کے پاس ارسال فرمایا تھا۔ یہ مبارک خط ایک فرانسیسی سیاح نے ... مصر کے ... ایک قبطی راہب کے پاس سے خریدا تھا اور سلطان عبدالحمید خان والی دولت عثمانیہ کی خدمت میں لیکر حاضر ہوا اور ہدیۃً پیش کیا۔ سلطان نے اسے نہایت حفاظت سے دیگر تبرکات نبویہ کے ساتھ قسطنطنیہ میں ... رکھا ... اسکا عکس ہندوستان میں بھی ... اسکے ایک عکس سے ... اور نقل مطابق اصل لکھنے کی ... کوشش کی گئی ہے ...

بسم الله الرحمن الرحیم

۱

مکتوب اول در بیان سلسله عالیه حضرات طریقه نقشبندیه حسینیه قدسنا الله بسرهم الکریم تحریر نسبت

بعد الحمد والصلوٰة فقیر عبد النبی ساکن قصبه سیام سلوک طریقه
حضرات نقشبندیه قدسنا الله سبحانه بسرهم اولاً از حضرت کامل
مکمل حضرت حاجی عبد الله سلطانپوری اخذ نمود بعد وفات آن شان
از حضرت حاجی شیخ محمد طاهر عالم پوری قدس سره تتمه را اخذ نمود
که خلیفه اجل کامل مکمل حضرت حاجی عبد الله بودند و هم از صحبت محقق
مدقق میان محمد جان ساکن قصبه میانی بهره سندی یافت و ایشان
نیز از خلفاء کامل مکمل حضرت حاجی عبد الرحیم هستند و هر دو عزیز
یعنی حضرت شیخ حاجی محمد طاهر و حضرت محمد جان بیواسطه از
حضرت قطب دوران حاجی عبد الله سلطانپوری تکمیل طریقت و حقیقت
حاصل نموده اند و حضرت حاجی عبد الرحیم اخذ علم طریقت از غوث

Marfat.com

زمان حضرت حاجی محمد شریف جیو نموده اند و ایشان بواسطهٔ از
خلیفة الرحمن حضرت قطب الاقطاب شیخ آدم بنوری و ایشان
بعد سیر سلوک در طریق قادریه و چشتیه و غیر ذلک از حضرت مجدد الف الثانی
غوث صمدانی حضرت احمد فاروقی المعروف بسرهندی و ایشان از
کامل مکمل حضرت خواجه محمد باقی و ایشان از کامل مکمل حضرت مولانا
خواجگی امکنگی و ایشان از خدمت کامل مکمل حضرت مولانا درویش محمد
و ایشان از کامل مکمل حضرت مولانا محمد زاهد و ایشان از کامل مکمل حضرت
خواجه عبید الله احرار و ایشان از کامل مکمل حضرت مولانا یعقوب چرخی
و ایشان از خدمت اجل اکمل مکمل شیخ المشایخ حضرت خواجه بهاء الدین
نقشبند قدسنا الله بسره و ایشان از خدمت کامل مکمل حضرت سید کلال
و ایشان از کامل مکمل حضرت خواجه بابا سماسی و ایشان از خدمت
کامل مکمل حضرت خواجه شاه علی رامیتنی المشتهر بعزیزان و ایشان
از خدمت کامل مکمل حضرت خواجه محمود انجیر فغنوی و ایشان از خدمت
از حضرت کامل مکمل حضرت خواجه محمد عارف ریوکری و ایشان از حضرت
کامل مکمل حضرت خواجه عبد الخالق غجدوانی و ایشان از خدمت کامل مکمل
حضرت خواجه یعقوب یوسف همدانی و ایشان از خدمت کامل مکمل حضرت

Marfat.com

شیخ ابوعلی فارمدی طوسی والیشان از خدمت کامل مکمل حضرت
خواجه ابو القاسم گرگانی والیشان از خدمت کامل مکمل حضرت ابو الحسن
خرقانی والیشان از خدمت کامل مکمل حضرت سلطان بایزید بسطامی
قدس سره والیشان از خدمت کامل مکمل حضرت جعفر صادق رضی الله عنه
والیشان از خدمت کامل مکمل حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر والیشان
از خدمت کامل مکمل حضرت سلمان فارسی رضی الله عنه والیشان از خدمت
حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی الله عنه و نیز بیواسطه از خدمت حضرت
رسول مقبول صلی الله علیه وآله وسلم مکتوب دوم در سیر سلوک لطایف ستة
نقشبندیه حسنیه قدس الله اسرارهم بسم الله الرحمن الرحیم بدانکه شروع سلوک در طریقه
اول از ذکر خفی لطیفه قلبی است و لطیفه قلبی زیر پستان چپ است بدو انگشت
درین لطیفه تکرار اسم ذات میفرمایند و هم صورت لفظی را اسم منظور
نظر در مضغه دل میکنند اما بنهجی که در تکرار این اسم منظور نظر یقین ذات
جامع کمالات است بیکیفی محض باشد و دیگر ثمره بحسب استعداد سالک
و ثمار روی خواهد داد و آنچه ضروریست لذت و جمعیت در ذکر می باید
شود و حسب غلبه کند بعده بنفی و اثبات بحبس دم میفرمایند

Marfat.com

این نفی تعلق دنیا است و قوت ذکر قلبی بسر دست میدهد بعد این
ذکر لطیفه روحی بطوری که در قلب گفته میسر باید مقام لطیفه روحی زیر
پستان راست است دو انگشت تجلیات و فنا درین مرتبه نوعی دیگر است
اگر دست دهد و الا جمعیت و لذت مطلوب است که ضروریست بعده
ذکر لطیفه سری در سینه و ذکر لطیفه خفی در پیشانی و ذکر لطیفه
اخفی در دماغ میسر باید تجلیات و فنا این مراتب بحسب استعداد
سالک رو میدهد و آنچه ضروریست در قلب و روح گفته شد چون لطایف
باسم الله نور پذیرند ازین لطایف میگویند بعده بنظر جامعیت
از اخفی تا قدم در هر ذره وجود بذکر میسر باید و چون هر ذره وجود را ذاکر
یافت این را ذکر سلطان جی نامند گاهی ذکر سلطان چنان غلبه میکند
که بهر چه نظر او فتد و هر چه بسمع شنیده شود و هر چه حس و لمس و ذوق
یاد تعلق گیرد ذکر اسم الله از آنجا خواهد یافت بعده اگر سالک مستعد است
تکرار او در هر لطیفه بیاد داشت اسمی مبدل میشود بنهجی که اسم الله را
در هر لطیفه ملک در کلیه خود محض بحضوت نورانی و صفائی یابد و در آخر
این یاد داشت نیز نفی و اثبات کلمه طیبه میسر باشد اما ضرب و حبس دم

باشد یا نباشد اما نفی و اثبات بعد اسم الله مثل یاد داشت میکنند
چون این مرتبه بحرف و صوت تعلق دارد و حضور نور او اسمی دست دهد ذکر جسدی
تمام شد مگر متضمن ذکر روحی خصوصیت این طریقه اینست که سالک
درین مراتب بعلبه جذبه مرتکب امور شطحیه و لاطایل نشود محض بمتابعت شرعیه
عقیده بعبادت مستغرق باشد و اگر درین مرتبه بسبب ظهور عجایبات
مغلوب میباکی شد این تمام را ظل ولایت خاصه گویند بعده شروع
در ذکر نسبت که بجوهر روح متضمن مراتب جسدی تعلق دارد الحضور مسمی است
بی لفظ و حرف و جهت و مکان و فوق و تحت چنانچه لایق جناب اوست
این را حضور مسمی و یاد داشت و شهود مسمی خوانند خصوصیت این طریقه
درین مرتبه تنزیه محض بحضور بی کیفی مشهود محض است اگرچه در طرق دیگر
مبتلای توحید وجودی و عینیت میگردد چنانچه کلام شیخ محی الدین
ابن عربی قدس سره و متاخرین دیگر ازین خبر میدهد درین مرتبه تصرفات
بحسب استعداد سالک رو میدهد قطع از ما سوی الله در عین شهود مطلوب تمام است
و استغراق تمام است و تنزیه محض بعنای ذات و صفات خود بود را بیند
حضرت مطلق و اصل این مرتبه را تا زمانی که تنزیه و شهود منظور نظر باطنی

Marfat.com

است وحصول باقی است ولایت خاصه می نامند وهمین ولایت را
در اصطلاح حضرت ایشان قدس سره ولایت صغری میفرمایند
چون بفضل الله سبحانه توجه دانشارت که از تصرفات خیال است
مفقود گشت دنیا یافت مشرف شد ولایت اخص میفرمایند
چون در ولایت اخص توجه معدوم نیست بلکه بسبب مجهول الکیفی
خود مفقود است لهذا کیف آن غیر معلوم است لهذا این ولایت را
ولایت مجهوله میخوانند سالک بعد رقویت که از فضل عام بوجود گشته
از سعی کار با انجام رسانیده فضل خاص میباید با مظهریت علم واجبی
بمراتب علم او و انکشاف حقیقت انسانی عطا فرمایند با اطلاع بر توجه
مخفی یافته از این مرتبه عروج نماید و به بیتوجهی حقیقی که موقوف بظهور علم حضوری است
بجناب قدس و حضور علمی است مشرف گردد این زمان توجه معدوم خواهد شد
و بیتوجه خود در احاطه جناب بی کیفی حقیقی بیقین صرف خواهد یافت بعده
معلوم خواهد شد که این حضور من بی علم عادی من بحضور علم
واجبی است که عالم جمیع اشیا به بی توجهی است در مراتب حقیقت
انسانی اگر بفضل الله سبحانه خود بخود به برکت خفی مرشد کامل دست دهد

Marfat.com

فضل محض است والا به تعلیم مرشد بنظر باطنی عروج از مراتب تحتانیه نموده
اطلاع بر حقیقت انسانی خود خواهد یافت که این مرتبهٔ اول این شخص در ضمن
نور اول به بی‌حجابی محض در تبع نور اول محمدی صلی الله علیه و آله و سلم است و اهل
این مرتبه حضوری و حضور علمی را بهره‌وری از کمالات ولایت انبیا خواهند دید نیز
چنانچه مظهریت صفت العلم بالکسب نصیب شده همچنین بمظهریت جمیع صفات
واجبی اجمالا یا تفصیلا تمامی صفات خود را از فیاض خواهد یافت و یقین بی‌توجهی
بحضور محض خود را و غیر خود را ذاتا و صفاتا مظهر کمالات ذاتیه واجبی باطلاق
و بی‌کیفی صرف بی‌شایبه تشبیه خواهد یافت و نظر او بعین حضور ذات بی‌کیف
بطرف مظهریت غالب خواهد آمد چون در این مرتبه غالب وصول صفات است
بنفس نفیس خدا اگر معلوم کردند که ذات بذات بقابلیات ذاتیه
خویش علیم است و بصیر و سمیع الی غیر ذالک و صفات همین قابلیات
ذاتیه او نیستند لهذا به تعین او بی‌توجهی محض در عین ملکه و تحقیق منظور است
عروج کرده به حضور صرف ذات جامع قابلیات ذاتیه بحقیقت نایافت
مشرف گشت بجای علم یا عینا یا ایمان با غیب حاضر شد درین وقت از
کمالات خاصه نبوت محمدی علیه و آله و سلم بهره‌مند خواهد شد

Marfat.com

و واصل ذات جامع صفات خواهد بود عزیزمن سیدی بکمالات

ولایت انبیا و نبوت انبیا علیهم الصلوات والسلام ایشان تا

که وقت و باریکی اینمراتب از نسخه نکات الاسرار واضح میشود اگر

خواهند تفصیل این از انجا طلبند ذلک فضل الله یوتیه من یشاء

مکتوب بیست و سیوم در [illegible] الفاظ [illegible] بجانب [illegible] طریقه احمدیه

احمدیه میرزاده محمد عمر که از فرزندان حضرت [illegible] محمد [illegible] مستعد

تحریر یافته

الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی خصوصا علی نبیه محمد و آله و اصحابه

اجمعین بدان ارشدک الله تعالی چون طریقه احمدیه در طریقه نقشبندیه

اقرب الی الوصول است و سالکان را تفصیل آن ضرور است

پاره بطریق اجمال در چند سطر رقیم می یابد باید دانست چون طالب

صادق بتوفیق الله سبحانه متوسل بعزیزی از بزرگان این طریقه میشود اولا

او را استخاره میفرمایند و طریق استخاره اینست که بعد نماز عشا چون

وقت خفتن شود و تکلم بمعاش نماند وضو تازه کند بعد وضو بنشیند و یکبار

استغفر الله ربی من کل ذنب و اتوب الیه بصدق تمام بخواند بنیت انکه

از جمیع تقصیرات بدنی و روحی آنچه از من از خود آمده اند توبه کردم و از
سر نو مسلمان شدم بعده برخواسته دو رکعت نماز استخاره ادا کند
که دو رکعت نماز استخاره میخواهم تا حق تعالی مرا از متابعت رسول خود بواسطه
حصول رضای خود محکم دارد در رکعت اول با فاتحه آیة الکرسی یکبار در
رکعت دوم با فاتحه قل یا ایها الکافرون یکبار بخواند و بخشوع تمام خود را حاضر کند
و بگریه و زاری پرداز بعده اتمام نماز یکصد و یکبار درود بخواند بعده
یکصد و یکبار کلمه تمجید بخواند بعده بتمام عجز و انکسار دست برداشته دعا
بخواند بعده چون خواب غلبه کند بر زمین بخسپد و اگر منع در رفت اختیار
دارد بعده آنچه در خواب از بشارت ظاهر شود بشیخ مرشد ظاهر کند
و اگر در روز اول بشارت نیاید تا هفت روز استخاره میکرده باشد
یا آنکه بعد استخاره نظر بر قلب خود کند اگر قلب خود در اثنای استخاره در اعتقاد
همچنان محکم می یابد که قبل ازین بوده همین بشارت است بس مرشد را باید که
در خلوت بتعلیم ذکر اسم الله نماید که اسم ذاتی است بایں طریق که زبان
خود را بکام چسپانیده و نظر خیال را بر قلب صنوبری اندازد و نظر ظاهری بندد و
قلب صنوبری زیر پستان چپ است قدر دو انگشت و یقین بندد که از مضغه

لطیفه ربانی

آنحضرت الهی او ودیعت نهاده اند قلب صنوبری پس خود را بالکلیه
متوجه مضغه نماید و از بطن مضغه اسم الله را جل شانه گویا بنهجی
که این اسم را خبر از ذات دهند این حیثیت را بوسع خود در نسبت دریافت
از دست ندهد بعده مرشد را باید که خود متوجه قلب او شود یعنی توجه
که همت خفیه ای بر قلب مرید بگمارد و در همین قلب خود را بر دمن قلب مرید
تصور نماید بنهجی که خطره دیگر را در میان دل خود راه آمدن ندهد و بجمیع
تمام بجناب خداوند سبحانه التجا نماید تا نور ذکر در دل سالک قوی پیدا
و بجذب قلبی همت باطنی قلب مرید را بسوی خود کشد تا یکساعت کم زیاده
برین جهت متوجه حال مرید باشد و ارواح مبارک اکابر این طریق را
شامل حال خود دانسته این تصرف از ایشان امداد داند فی الحال
او فی الاستقبال بعده از مرید استفسار نماید اگر خوب فهمیده است
و آرام یافته فاتحه خواند و دست او را در دست خود گرفته بیعت نماید و او را
بخدا سپارد و آگاه کند که این طریقه احسنیه در طریق نقشبندیه
از حضرت خلیفه زمان حضرت سیدی شیخ آدم بنوری قدس الله
تعالی سره العزیز چون مرید ذکر اسم ذات لذت پیدا کرده بوده

تعلیم کلمهٔ نفی و اثبات نماید چون نفی و اثبات را بطریق مشهوره
بجهت و یک [illegible] رساند و از وی تعلقی پیدا در دل خود یابد شکر حق تعالی
بجای آرد بعده تعلیم ذکر لطیفه ذکر لطیفه روحی نماید و محل آن لطیفه
در زیر پستان راست است و نور لطیفه روحی را سفید همچو پنبه سفید
تصور نموده ذکر اسم ذات را چنانچه در لطیفهٔ قلبی مرقوم شد بجمیع تمام نموده
بنموده در جمیع اوقات این سبق را تا از دیگر باشد تا آنکه مثل ذکر قلبی
دوام [illegible] اینجا نیز حاصل نماید و گاهی [illegible] که سالک [illegible] دو [illegible]
[illegible] را باید [illegible] خود را [illegible]
[illegible] بعده تعلیم لطیفه
[illegible] پیدا [illegible] آن را [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ذات منهی که قبل مذکور گشت تکرار میکرده باشد و بالکلیه خود را در جمیع
اوقات برین ذکر بگمارد حتی که لذت و جمعیت تمام پیدا کند بعده
تعلیم لطیفه خفی همین مرتبه نماید و محل مخصوص این لطیفه در میان ابرو است
و اسم ذات را درین محل نقش کرده گویا بعد جمعیت این لطیفه
دل را اخفی نماید و [illegible] تمام این لطیفه [illegible] تمام سالک واقعه را
و در [illegible] اسم ذات ایشان [illegible] حاصل گردد چنین بیان
[illegible] را که [illegible] ان فی جسد بنی آدم لمضغة و فی المضغة
[illegible] فی [illegible] و فی الفؤاد سر و فی السر خفی و فی الخفی
[illegible] اخفی [illegible] بنی آدم لمضغة و فی المضغة قلب و فی القلب
[illegible] و فی الفؤاد سر و فی السر خفی و فی الخفی اخفی و فی اخفی انا [illegible]
در اصطلاح [illegible] این سیر را سیر ثانی گویند اما [illegible] چون این سیر تمام
شود و سالک موافق استعداد خود اجمالا و یا تفصیل این سیر را
[illegible] آمد و را [illegible] قلبی آمد و تعلیم یاد داشت اسمی نماید
اکه [illegible] این ذکر اسمی بود و طریق یادداشت اسمی نیست که
[illegible] ازو [illegible] محو [illegible] نگوید [illegible] که [illegible] تکرار گفته

که غفلت بر اسم الله دراز کند مثل آواز آوند ... همان یک آواز را هر قدر که بجا

تواند نگاه دارد و قطع شدن ندهد و اگر قطع شود باز از سر گیرد و برای

قوت یافتن نسبت اسم نفی و اثبات نیز باید درازی حبس دم یا حبس

اختیار کنند چون این نسبت بهمی قوت گرفت که در قلب خود یک دو تسبیح

تعالی ... که تمام بدن پر است تمام آن آواز تحقیق ... یابد

در لطایف که بواسطه جسد بود تمام شد الحال در ذکر لطایف که بی واسطه

جسد است باید ... [illegible] ... باید

[illegible]

که آن ... بالا ... گشت نظر اندوخته با ایمان محض

حق سبحانه تعالی را حاضر بی پرده یقین نماید اما بی کیفی و بیجهتی و جدا

از میان نظر بر اندازد و داند که او تعالی حاضر است بی کیفیت و بیجهت

با این دانستن هیچ وقتی از اوقات از دید و دانش نگذارد اگر

غفلت رو دهد باز حاضر بیمعنی گردد حتی که نور مشاهده از سر تا پا تمام

و اگر در دست غراق تمام پیدا کند منجی گردد به نور حق خود را و غیر خود را

... باید در این نسبت اگر ... [illegible] ... او تعالی عین

Marfat.com

حق یابد این را در اصطلاح این طایفه توحید وجودی میگویند
واگر اشیا را گم کرد و مشاهده جمال ذو الجلال ورای اشیا حاصل نمود
و اشیا را از نظر انداخت توحید شهودی میخوانند باید دانست
که این هر دو مرتبه در ولایت خاصه که ولایت اولیاء امت است
رو مینماید و پیش ازین که از تجلیات و غیره در سیر لطایف تا یاد داشت
اسمی پیش می آید در ظل ولایت اولیا بود اگرچه اصول ولایت اولیا بنسبت
اصل ظل آن ولایت کمال تمام دارد اما هنوز وصول مطلوب
حقیقی که بی تلبس اشیا باشد میسر نیست امید و از آن تا کمالات
را باید که برین تجلیات [illegible]
[illegible]

برکنار دتا هیچ در باطن او از توجه الی المطلوب و غیر المطلوب پیدا نشود
بلکه بی توجهی یقین صرف بمطلوب بندد حتی که معلوم هیچ نماند بجز نور نقش
چون دریمعامله سالک تا زمانی که در دفع توجهات هست سالک مرتبه ولایت
اخص است و چون حاجت نفی نماند و مرات از آنجه در رفت توجهات و تصورات
صاف شد و بی توجهی بی تکلفی دست داد و اصل کمالات ولایت خاص
اما هنوز توحید و تصور این واصل معدوم نشده بلکه مفقود است کما ذکر فی
المکتوب الحادی و الثلاثین بالاختصاص خاصه چهار ملک مقرب است
علیهم السلام و سعادت نصیبه اولیاء امت است اگر مناسبت استعدادی پیدا
شود باید دانست که در مرتبه ولایت خاصه در مرتبه توحید وجودی
و توحید شهودی که بیان کردیم توحید وجودی از نفس لطیفه قلبی
میخیزد و توحید شهودی از نفس لطیفه روحی رو مینماید و نسبت یافت
خاصه لطیفه سر است و بعد علم تا کرام و نیزاران بان نوازند ذلک فضل الله
یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم باید دانست که بعد از مرتبه یافت
تجلیات شیونات یافت نمی‌ماند و آن است چون سالک لطیفه سر را از
[illegible] اکثر [illegible] داخل دایره [illegible] تحقیق [illegible]

Marfat.com

اما چون از حقیقت این نسبت مطلع نیست از بنجاست که از باب

جهل این کس اگر فضل او تعالی بعد فضل اول دستگیری نمود کیمیای

خود را از جمیع مراتب عنصری و نوری فوق می یابد و می یابد که واصل

این حقیقت حقیقت انسانی است و آن قابلیتی است از قابلیات

نور اول که آن نور محمدی است صلی الله علیه وسلم و نیز آن از نور اول

سلوک نیز می یابد بتعلیم مرشد یا بادری بتعلیم غیبی که وصول من

با مطالب که در ولایت خاصه بود بعلم نمود و بخصوصیات علم خود در

را با این نعمت نواخته اند حصول این نعمت بعلم او تعالی بخصوصیات

علم او [illegible] لا علم مرا از خصوصیات خود توقف و تعطیل محض است

هر چه علم من [illegible] خصوصیتی از خصوصیات علم او تعالی میداند پس

چون فهمید در هر وقتی جمیع مراتب ذاتیه و صفاتیه و کمالاتیه خود را

مظهر ذات و صفات و کمالات او تعالی هیند و بجز مظهریت محض هیچ

نمی آید [illegible] ابتدای مرتبه ولایت

و وسط و انتها دارد پس ابتدای این مرتبه علیه آخر [illegible] است

انبیاست علی نبینا وعلیهم الصلوة [illegible]

Marfat.com

من حیث حقیقت از ماهیت حق و دون حق است و در وسط این مرتبه
خلو نیست و اطلاع بر حقیقت خلو و حقیقت خلو اطلاع هست بر حقیقت
مظهریت صفات خود و صفات واجبی را در این مرتبه اگرچه میدانند که بعلم
او تعالی عالم هستم و به بصر او بصیر و بقدرت او تعالی قادرم الی غیر ذلک
اما هنوز حقیقت نسبت صفات با ذات او تعالی کما حقه این عارف را
مفصلاً و علماً ظاهر نگشته بس چون خواهد دانست که صفات او تعالی
زاید بر ذات نیستند که عالم بعلم و بصیر به بصر الی غیر ذالک توان گفت بلکه
بذاته علیم است و علم قابلیت ذاتیه ذات است و ذات بذاته
بصیر است بصر قابلیت ذاتیه اوست کذالک فی جمیع الصفات علی الاطلاق
نسبت و غیریت باطلاق محض عکس عالم حق است خود بخود سبحانه و ما هم
حق نیست سبحانه و این عارف را بجز مظهریت تامه ذاتیه و صفاتیه و کمالاتیه
امری دیگر نیست و بجز نقص صرف از زمان و مناسبت این مرتبه نتوان خود ندارد
اما اجمالا و نه تفصیلا این مرتبه کرا نوازند ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء
برادر هر چند نسبت خلو زیاده دخل در دایره این ولایت بیشتر و از
کمالات نبوت انبیا علیهم الصلوة والتسلیمات چگونه که از گفت و نوشت

تفاوت انهم رتبه بیرون اما انقدر واضح می نمائیم که اگرچه ولایت انبیا
و نبوت ایشان علیهم الصلوة هردو در دایره اصالت اند و هردو از
تابعیت مبرا اما انقدر هست که در ولایت وصول بحقیقت صفات
عز شانه و در نبوت وصول بحقیقت ذات است جل برهانه و تفاوت
درجات مستعد دیه کما قال الله تعالی تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض
الحمد لله الذی هدینا لهذا و ما کنا لنهتدی لولا ان هدینا الله لقد جاءت
رسل ربنا بالحق **مکتوب چهارم** به برادران دینی در **تحقیق معنی حدیث قدسی**
جل شانه **صدور یافت** بعد الحمد والصلوة و تبلیغ الدعوات
برادران دینی مطالعه فرمایند که در حدیث قدسی وارد است ان فی جسد
بنی آدم لمضغة و فی المضغة قلب و فی القلب فؤاد و فی الفؤاد سر و فی السر
خفی و فی الخفی اخفی والاخفی انا ایشان نیز میدهد و باید دانست که در اصطلاح
اکابر صوفیه در این لطایف خمسه لطیفه نفس نیز در سلوک داخل
کرده اند و اسم مطالب را آن است که همان لطیفه است با وجود اهمیت او و عدم
[illegible] قدسی جل شانه بنا بر دنائت و خست آن در ابتدا اما
بنا بر [illegible] و احاطه آن همه لطایف را در انتها خواهد بود یا وجهی دیگر

Marfat.com

خواہم بود الغرض ہر لطیفہ را ظہور یست در بدن در محل مخصوص بطور

قابلیتہا المحققہ المسندرجہ فیہا و این ظہور را ظہور ظلی خوانند

و ظہور یست بی تعین مکان در بدن بظہور النفسہا و ذواتہا

ظہور را ظہور اصالی دانند باید فہمید کہ محل ظہور لطیفہ قلبی

بطرف چپ زیر پستان بمقدار دو انگشت دائم بتعدد

خاصہ است و سالک اہم تر راشغل ذکر لفظ اللہ در ابتدا

ذکر بعد خلو مضغہ از نقوش غیر از اسم معظم است

بود آن لطیفہ است در مرآت خیالی بلون سرخ و محل ظہور

روحی کہ در حدیث انہ الفواد یاد کردہ است زیر پستان راست

ہمانقدر کہ ذکر شد در قلب و محل ظہور لطیفہ سری در وسط سینہ

و محل ظہور لطیفہ خفی در پیشانی و محل ظہور لطیفہ اخفی در

تحقیق از حضرت شیخ المشایخ حضرت ناد مولانا حضرت

سیدی مبنی آدم بنوریست قدس اللہ سرہ اگرچہ بعضی

دانند و این اختلاف ناشی است و سالک این لطیفہ را

اسم اللہ است در ابتدا و نمود لطیفہ

Marfat.com

برنگ سبز ونمود نفس برنگ زرد ونمود خفی برنگ سیاه ونمود اخفی
برنگ سیاه تر واین ذکر عالی بحسب استعداد هر یکی را بتجلیات خود
میسوزد که پایان ندارد ودرین مرتبه وصول سالک با ظهور ظلالی تجلیات
مخفیه آن لطایف است که ظهوری ندارند مگر بتجلیات متنوعه واین
وصل را وصل ظل میگویند چون استعداد سالک را ازین مرتبه مستعد
میشود گرداند بلی تکلف حرف نظر باطنی ناظر ومتوجه ذات سبحانه
ایطریقه حسنیه نقشبندیه را اینجا باید دید که اگر در طرق دیگر این
وجه هر گو بخشیده تشبیه سالک را تعلیم میفرمایند حتی که عمرها درهمین
تشبیه میکنند الا من رحمهم الله برحمته خاصه بلکه وصل تشبیهی را غایت
مراتب وصول می فهمند ومیگویند که التجلی من الذات لا یکون الا بصورت
المتجلی له والمتجلی له ما رای سوی صورته فی مرآت الحق وما رای الحق ولا یمکن ان
یراه فلا تطمع ولا تتعب فی آن ترقی من هذا الدرج من التجلی الذاتی گویا
ا [illegible] منسوخ فرموده نجذ بزه با قناعت فرموده اند حضرت ایشان
با قدس سره درهمین مقام در حق ایشان میفرمایند که ما آواره شده کان اگر طلب
با تجلیات ناقصه قناعت کنیم چه کار کرده باشیم لکل وجهة هو مولیها

التجلی من الذات لا یکون الا بصورة المتجلی له ما رای سوی صورته فی مرآت الحق وما رای الحق ولا یمکن ان یراه فلا تطمع ولا تتعب فی ان ترقی من هذا الدرج من التجلی الذاتی ۵

اکابر این طریقه نقشبندیه رضی الله عنهم در ضمن ابتدای بدین سیر

فوقانی بر تنزیه محض و بیکیفی محض از جهات ست مر توجه میفرمایند

اینجا باید فهمید معنی قول حضرت خواجه بزرگ نقشبند قدس سره که

فضله ما نهایت را در ابتدای درج میکنیم و در راه ما فتوح بسیار

کم اگرچه دیگران معنی مشقت کم و فتوح بسیار را همچو دیگری فهمیده اند

این فقیر حیران اگرچه مشقت در این طریقه نیز زیاده نیز زیاده است اما

این فتوح جا که در ابتدا در تنزیه انداخته میتوانند و بکرد نسبت باطن ایشان

البته شاید اگر عمر هزار سال یابم و وی با خود نیز برایم در ما حقیقت

شماته اختیار کنم آن مشقت بکی نیرزد و سالکان نسبت چون

مقصود حقیقی که نسبت را باوراء الوراء نسبت بعید است اند و

بر آن نسبت از مقصود اصلی واقف نه اند اگر مشقت کم کنند چون

عوض آن که مقصود اصلی است نیافتند آن مشقت زیاده از

بر انقضا آنیم و گوییم که بعد توجه بذات الله تعالی لیالی الاخدام

و جهات صاحب انقطاع را بی اختیار میکنند اگر توحید وجودی

یعنی تجلیات انوار جلال در وجود مر وجودی نصیحا اگر در

[illegible]

باشد زیرا چون ظلی بود از میان برخیزد و اصل را بلباس ظل نمایند و این
بود نفس لطیفه قلبی را بنظر قلبی خواهد بود و چون روح را بهر هم ذره از وجود
هر موجودی و هر روحی که باشد احاطه و معیت اتصالی است و انفکاک
ندارد و در بنولا شهود این شاهد بیحجابی همین انوار روحی خواهد بود
اگرچه این شهود از انوار جمال و جلال بوسائط کثیره بهره وصول میبخشد
و همین وجه در دائره ولایت داخل است اما فصل متلبس است و از نعمت
بیحجابی خالی و مفلس است اگر بیحجاب است از انوار روحیست که آن انوار بسبب
اتصال با جزای جسدی کائنه مو شده اند و خود را بهر جزوی نموده اند اگرچه
وصل اول بوسیله الفاظ و وصل ثانی یعنی وصل بوسیله الفاظ هر دو وصل
متلبس اند اما در بنولا یک پایه ظلیت ظلمانی را گذاشته بلباس نورانی
رسیده رو بترقی آورده زیراکه در اول ناظر مظلمه بود به بصر خیالی و منظور
او انوار قلبی و در بنولا ناظر قلب و منظور او انوار روحی چون انوار قلبی با انصباغ
ظلمات قالبی منصبغ اند و انوار روحی ازین انصباغ دور در هر دو وصل
تفاوت صریح پیداست درینجا باید فهمید معنی فی المضغة قلب و فی القلب
فواد که مشعر بر ترقی سالک است الی اما و این حصول کمالات در ولایت

خاصه است اگر بفضل لاریبی بجز رعیبی مدد فرمایند و از توحید وجودی
بتوحید شهودی رسانند یعنی بی نظر باشیا ناظر و مشاهد سازند و متوجه
انوار ذاتیه گردانند درینجا متوجه لطیفه روحی است و متوجه الیه او انوار لطیفه
سری خواهد بود و فی الفواد سر یا بمعنی تواند بود و تفاوت در نورانیت
روحی و سری بایکدیگر اینست اگرچه روح از انصباغ ظلمات قالبی بسبب
بند خیست انوار قلبی که امانت حمل انصباغ را بخود تجویز نموده اند و این
انصباغ را بطرف روح راه نداده اند فارغ و مصفا است اما بسبب مناسبتی
که برزخ دارد از مرتبه فوقانیه خود و نوعی تفاوتی دارد اگرچه مجهول الکیف
باشد اگرچه این وصل نیز داخل دایره وصل متلبس است اما هر دو مرتبه
که قبل ازین ذکر یافته لباس ظلمانی و جسمانی داشتند و این مرتبه از آن
تلبس گذشته متلبس بلفافه خیالی ملبوس گردیده و صاحب این مرتبه دیده انجم
دیده عبر زمن هرچه در مرتبه سابق ظل آن ولایته بوده اند و این مرتبه را
در اصطلاح حضرت نوری قدس سره العزیز بولایت خاصه نامند
و محقق دیگر بولایت صغرا خوانند و اکثر اکابر صوفیه درین مرتبه سکونت محققین
داشته اند تا کار آورده باشند بعد ازین اگر از جهت لباس بیحجابی برند

صاحب وصل عریان و صاحب اجتبا خواهد بود و این هر دو مرتبه است اگر
در عین شهود ما این بود آنیست مطلوب است صاحب اجتبا با متزاج
جذبه است یعنی مربی اینکس اسم الهادی است با متزاج ترکیب اسم
الدلیل اینجا ناظر لطیفه سر است و منظور لطیفه خفی است و فی السر خفی را باین
تحقیق باید فهمید و الا از امتزاج رسته است صاحب اجتبا خالص شده
اگرچه هنوز اجتبا ظلی است درینوقت رائی قابلیت خفی و مربی نور اینست
اخفی است و فی الخفی اخفی درینولا هویدا است و این ولایت را ولایت
اخص نزد حضرت جیو نامند و دیگر اکابر ولایت علیا میفرمایند و نیز
مرتبه توجه و متوجه در رنگ متوجه الیه بیچون مینماید بس صاحب اینمرتبه اگرچه
از محبت فارغ شده زیراکه در میان اخفی و انا واسطه دیگر نیست که حجابی
تواند شد اما با وجود معیت لطیفه اخفی با ذات پاک که انا ازان مراد است
چون منظور این سالک نور اخفی است اگرچه بهره بیحجابی از ذات پاک دارد
توجه این سالک باقی است اگرچه توجه مجهول الکیف و معدوم نما باشد
ازینجاست که کیفیت معلوم غیر معلوم است به نفس معلوم گران معلوم است
و این حیثیت را حیثیت مجهول میخوانند لان اهل جاهل عین حقیقت المطلوب

Marfat.com

واین جبل ہزاران ہزار ترقیات از علم سابق دارد بعد ازین اگر نوازند
ناظر اخفی و منظور ذات الله حجابجہ فی الاخفا اما شعر ایمعنی است اینجا
بوی از توجہ باقی نیست واین ہر دو مرتبہ است اگر بجای توجہ بعلم بالله
حاضر است صاحب کمالات ولایت انبیا است علی نبینا وعلیہم الصلوة
والسلام واگر بایمان بالله بجای علم بالله ناظر است از اصل کمالات
نبوت انبیا بہرہ ور است علیہم التسلیمات والصلوة این کار دولت است
کنون تا کرا رسد دو مرتبہ اخیرہ را باشارت فی کرکردم رسنده خواہد فہمید والا
برای مقلد اجمال کافی است حرفی بس است السلام علیکم وعلی من لدیکم
مکتوب پنجم در جواب سید عبد الرشید جہان آبادی باسم الله الذی
لا شریک له ولا منازع ولا تخالف فی صفاته ولا صفته من صفاته مخلیه صفته
اخری الحمد لله الذی جعل عبد الرشید بفضله المجید مفتاح الابواب المکتوبات
بالمعانی والاشارات فنشرع ایضا فی متابعة العظام فی تفصیل الامر الذی
ہو اہم المہام ونکتب قبیل مودیا فی الکلام مجتنبا من الطوالة تعظیم
شان الله العلام سبحانه من لا ضد له ولا تضاد لصفته من صفاته لصفته
الاخری وان کان صفة الجمال والجلال لان التضاد والتخالف فی ہذه المز

Marfat.com

مقتضی الی النقصان ولا النقصان ثمہ بعد الحمد والصلوۃ وتبلیغ الدعوات
والتسلیمات بعرض سیدی مکرمی مشفقی میرساند بنده فقیر حقیر پر تقصیر
عبد النبی بورود نوازشنامه گرامی احقر ذره وار سربلند گشت وانچه از
معانی واشارات مرقوم قلم عطوفت رقم بود از مطالعه ان شرح صدر
حاصل گشت الحمد لله والمنة که این عاجز را بلطف کمال بنصایح وهدایا
رهنمونی فرمودند شکر آن چه بیان نماید که در بیان قلم نیاید لطیفه
انیقه مرقوم رقم گرامی را جنت فردوس پر از حور و قصور امانی یافت
الله سبحانه استعداد مایان را در بیمرتبه تربیت بخشیده وفره ساخته الفت
پیدا آورد که نظر از حور و قصور برداشته توجه الی جنة لیس فیها حور ولا قصور
بتجلی ربنا ضاحکا نماید کما قال النبی صلی الله علیه وسلم ان الله جنة لیس
فیها حور ولا قصور بتجلی فیها ربنا ضاحکا ای راضیا مراد اینجا لازم ضحک
است نه صورت ضحک که آن خطا است چون مرتبه اول که بحور و قصور را
ازان تعبیر رفت وصل متلبس است واستعداد عالی را بان تسلی نه لانه
وصول الحجاب والحجاب غیر المحبوب رجا واثق از مولا جل شانه انکه ازان
قطع کنانیده توجه به بیحجابی بخشد لانه تعالی وراء الوراء ثم وراء الوراء

Marfat.com

واین وصل را وصل عریان می نامند ودرین مرتبه نیز اگرچه جهت نفس خارجی
منقطع میشود اما هنوز توجه که اخو الحجب است باقیست واین تربیت هرد
مرتبه وصول بظهور اسم الدلیل است وثمره آن ظهور علم لدنی ظلی است
وهرد کننده اینجا جذبه است پس لازم بر اصفیا آنست یرجوا من الله سبحانه
ان یظهر فی اسرارنا ظهور العلم اللدنی الاصلی بظهور الاسم الهادی
لیقطع بسطواته نفس التوجه بل ینعدم فاعلم ان الوصول الذی یسمی
بالوصل المتلبس فهو فی الابتدائی ووسط الولایة الخلاصة وتسمی
هذه الولایة عند البعض بالولایة الصغری وایضا بولایة الاولیاء والوصل
الذی کنیته باسم العریان فهو فی نهایة هذه الصفة ویحصل فی الاول
توحید الوجودی وفی الثانی توحید الشهودی هذا غایة الوصل الظلی
وتصرف الخیال ولیس الوصل الظلی بعده دخل بل بعد هاتین المرتبتین
ینقطع الوصل ویظهر الفصل منه وتسمی هذه الولایة بالاخص وولایة
ملا الاعلی وعند بعض المشایخ رحمهم الله تقررت بولایت العلیا
ثم وان کان ینقطع فیها التوجه لکن لا ینعدم وجوده بل یشتبه بین
الوجود والعدم فیلزم علی العبد المترقی ان یطلب من مولاه رفع هذا الاشتباه

Marfat.com

وہذا موقوف علی انعدام التوجہ وہذا الانعدام یوجد بعد ظہور العلم الدنی
الاصلی بفیض اللہ القوی الموصوف بالصفات الکاملۃ الازلیۃ
القدیمۃ الذی لایطلع علی نفس ذاتہ وصفاتہ الا من حضرۃ اللہ سبحانہ
بظہور العلم الاصلی اللدنی ولیس فی ہذا الوصل تمۃ الحجب ولا بعد ولا مسافۃ
وفی غیرہ ہذہ الاشیاء محققۃ جلیۃ کانت او خفیۃ اعلم ان ہذہ المرتبۃ
الاخیرۃ العالیۃ المسماۃ بخلو المتخیلۃ وتخلیص السری مع انقطاع الحجب
والبعد والاضافۃ والاشارۃ الی المطلوب علی ثلث مراتب
فی ابتدائہا مرتبۃ علم الحضوری وفی وسطہا مرتبۃ حضور العلم وفی انتہائہا
مرتبۃ حضور فی الحضور لایطلع علیہ احد من اہل القبور الذین ہم محظوظون
فی وصل المتلبس بالحور والقصور وتحقیق ہذہ الثلثۃ غایۃ التحقیقات
واغمض الغوامض لایسع ہذا القرطاس لشرحہ فنقتصر بالاجمال وتسمی ہذہ الولایۃ
بولایۃ خاص الخواص لسید الصادقین وایضا بولایت الانبیاء العظام
علیہم الصلوۃ والتسلیما وعند البعض بولایت الکبری وبعد ہذا مرتبہ
نبوت الانبیاء الکرام ولیس الفرق بین ہاتین المرتبتین الا التفصیل
والاجمال لان فی الاولی الوصل الاصلی العلمی بالصفات الحقیقۃ القدیمۃ

Marfat.com

بالتفصيل وفي الثاني العروج من العلم الى الايقان الاصلي والايمان

الغيبي بوصول الذات جامع الكمالات بالاجمال بحر عظيم متضمن التفاصيل وهذا الاجمال

ولا يقاس هذا الاجمال والتفصيل على التفصيل والاجمال الذين كانا في المراتب

التحتانية لان ثمه تشبيه وحجب وتلبس وغلط وهاتين المرتبتين اعني مرتبة

ولاية الانبياء ونبوتهم بانفسهما مختصة بهم ممكن قدر الله تعالى في التقدير

ظهور كمالاتهما على سرائر بعض اوليائه الذين شرفهم الله تعالى بشرف

متابعتهم كمالا واصالة لا ظلا وتشبيها بمحض فضل العظيم ذالك

فضل الله يؤتيه من يشاء مصرع این کار دولت است کنون تا کرا رسد

درین هر دو مرتبه عالیه اخیره بوی اجمال جذبه به محض انابت واجتبا

واصطفا است کمالا لا یخفی علی اهالیه مکتوب بست و سوم در تحقیق حدیث قدسی

حدیث قدسی کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف

سبحانه با جمیع صفات و شیونات با مقتضیات تنها واحد حقیقی است

و در عین وحدت صرف جمیع مراتب صفات و شیونات با مقتضیات

انها باجمال و تفصیل معلوم و محقق اوست جل شانه و از بدین انها

در مراتب ظهور تقیدی غبار کامل دارد چنانچه عزیزی میفرماید

Marfat.com

هر شان و صفت که هستی حق دارد بخود همه معلوم و محقق دارد در ضمن

مقیدات محتاج بخویش از وجود آن غنای مطلق دارد پس در کثرت کنزا

مخفیا که ذکر خفا رفته این خفا عرفانیست اما با وجود غنای مطلق ذاتیه

وصفاتیه ظهور مقتضیات و لوازمات صفات محبوب الجناب آمد کما قال فاحببت

ان اعرف و چون مرتبه وحدت حقیقی جامع جمیع مراتب صفات و لوازمات

در مرتبه غیب حقیقی بجامعیت ظاهر شد و مقتضای حب الجناب ظهور

این مرتبه جامع لوازمات صفات که بغیب الغیب مسمی است اولا اجمالا

در مرتبه شهود اول و ثانیا در مرتبه تفصیل کما قال فخلقت الخلق لاعرف

پس بحکمت بالغه این مرتبه جامع غیب الغیب را بجامعیت شهود مشهود نمود

چون وحدت حقیقی با جمیع صفات و اسماء ازلا ظاهر و مشهود قید

شهود است در عین شهودیت تقییدی حدوثی اینها باطلاق عن

ظهور اطلاقی ظاهر کما قیل کان الله و لم یکن معه شیء الآن کما کان

ای کما کان ظاهرا اولا بلا قید فالآن ایضا ظاهر بظهور الغیبی الاطلاقی

بلا حلول و اتصال و تقیید و انفصال فصاحب البصیرة ینظر فی عین

نظره علی ظهور الغیبی الاطلاقی الی ظهور الکونی التقییدی و لا حجاب

اینمرتبه مشهوده اولیه را مشهود اول نامند و اینمرتبه مشهوده
اولیه را مشهود اول نامند و اینمرتبه مشهود اول در ضمن ظهور ذات جامعه
اسما و صفات حقیقی ظهور جمیع اسم و صفت و ملزومات اینهارا
شمولی دارد چه حقایق انسان و ملائکه و چه سموات و ارضین و مافیها
و چون انوار صفت انسان در مرتبه مشهود اول و جمیع انوار اصناف دیگر افضل
و انوار حضرات انبیا در جمیع انوار انسان متنوع و عالی و نور حضرت سرور
کائنات و خلاصه موجودات بحکم لولاک لما اظهرت الربوبیت در جمیع
انبیا علی نبینا و علیهم الصلوة والسلام افضل و کامل و متنوع تر هویدا است
که متنوع در مرتبه مشهود اول که نور آنحضرت است مظهر جامع متنوع مرتبه اولی
غیب مطلق و واحدیت حقیقی است و چون وحدت حقیقی با جمیع صفات
ذاتیه ظاهر و موجود خارجیست و ملزومات صفات کل غیب الغیب اند
دلالت مرتبه خفا و اندراج ذاتی دارند پس مظهر جامع متنوع اول که نور محمدیست
ذاتیه در مرتبه مشهود اول ظاهر و موجود خارجی آمد و دیگر جمیع مراتب مشهوده
درین مرتبه مشهود اول مخفی و مندرج پس محقق شد که از مرتبه مشهود اول
جمعا جمیعا از نور محمدی بظهور آمده است و چون حقیقت جامعیت مرتبه مشهود

Marfat.com

اول که نور محمدیست در بیان آمد بفضل الله سبحانه ظهور مراتب مفصله او را
در بیان باید آورد و قال النبی صلی الله علیه وسلم انا من نور الله والعالم
من نوری اگرچه بحکمه بالغه در ضمن نور محمدی صلی الله علیه وسلم که از آن شهود
اول میفرمایند انوار مقتضیات جمیع اسماء و صفات را اجمالا مخلوق
فرمود و نور هر فردی را مقتضی ظهور روحانی و جسمانی نمود اما چون مقصود
از این آفرینش ظهور معرفت او تعالی بود کما قال سبحانه لاعرف و ظهور
معرفت بی ظهور نور معرفت بی ظهور نور هر فردی در خارج به تمیز یکی از
دیگری روحا و جسدا از مرتبه اجمال حاصل نشد و ظهور تمیزی هر همه
توابع بی ظهور اولیه متبوع خود که نور حضرت است موقوف بس از نور حضرت
که جامع دو قابلیت یعنی قابلیتی مقتضی ظهور روحانی و قابلیتی دیگر
مقتضی ظهور جسمانی اولا بحسب اقتضای قابلیتی که مقتضای ظهور روحانیست
روح اعظم ایشان را صلی الله علیه وسلم بجامعیت ضمنی جمیع ارواح
در مرتبه خارج پیدا آورد و جمیع ارواح انبیا امتیاز با تفصیل مراتب بتعینات
بعض و مسبوقیت بعض دیگر به تمیز تام هر یک از دیگر از روح اعظم که ام الارواح
است ظاهر نمود و از کتم خفا رهائی داد ثانیا بحسب اقتضای قابلیت ثانیه

Marfat.com

نو حضرت که مقتضی ظهور حسب کمالات ایشان است صلی الله علیه وسلم حب مبارک
اصلی ایشان را که اصل جمیع مراتب عنصر مجمل است فوق عرش مخلوق فرمود
از انجا مراتب عنصر مجمل را تحت عرش موجود ساخت واز آنجا بترتیبی که می
بایست عناصر مفصل را تحت آسمان دنیا مهیا نمود وآن مجموع عناصر را
معدن اجسام مفصله گردانید والعالم من نوری باین معنی است امابا وجود
کثرت تمیز ارواح وعناصر مقصود اصلی که معرفت است هنوز میسر نه
چنانچه قول حضرت خواجه بزرگ است قدس سره که روح در بدو خلقت
خود خدا را بخدائی شناخته است امابیگانگی نمی شناخت زیرا که شناخت
از شهود میز دو شهود منافی وجود است از اینجاست که حکما تشبیه روح باوجود
لطافت چون بنا روح خود دارد و نسیان ماسوا موقوف بر تعلق بکثیف است
حب نیست از جهة حصول مقصود اصلی که از خلقت اوست برای رضای مولا
تحمل ساخته دخول حیطه ظلمات را اختیار نمود اما چون خلاصی از ظلمت جسدی بی
ظهور متبوع صلی الله علیه وسلم میسر نبود سبحانه علی انبیا علیهم الصلوة والتسلیمات
که همه مقدمات ظهور حضرت سرور کائنات اند بترتیب مراتب سابقیت و مسبوقیت
در هر امت ظاهر نمود و هر که صحبت ایشان بحسب استعداد خود با بعضی از انبیا

Marfat.com

علی نبینا علیہم الصلوۃ والتسلیمات کمال رسیدہ حصول معرفت نمود اما چون حصول معرفت تابع ومقتبس از نور متبوع خود است بحسب شان متبوعان خود ها اہالی ہر امت نصیبی از معرفت پیدا کردند و معرفت اکمل کہ موقوف بر ظہور جامعیت حضرت سرور کائنات بود صلی اللہ علیہ وسلم بعد ظہور اظہر حضرت سرور کائنات باین امت بحسب استعداد ہر یک نصیب میشود و تا قیامت ممدا است کہ ختم کمال معرفت کہ محبوب ازلی است بر ختم این امت ختم کرد اشد از ینجاست کہ حضرت قران ناسخ کتب سابقہ آمد و خود محفوظ از نسخ ماند اللہم یسرلی المعرفۃ بحسب شان نبینا علیہ الصلوۃ والسلام وا جعل خاتمنا علی الایمان والاسلام یا ایہا الذین آمنوا صلوا صلوۃ کثیرۃ علی نبینا کما یلیق بجنابہ مکتوب مفتم در تحقیق بعضی سوال از شیخ سعید ساکن تہارہ

نحمدہ ونصلی علی النبی الکریم حقایق و معارف پناہ فضیلت و کمالات دستگاہ حضرت شاہ عبد الغنی جیو سلمہ اللہ تعالی ہموارہ بر مسند فقر متمکن بودہ فیض بخش جہانیان باشند از فقیر محمد سعید بعد سلام سنت الاسلام مشہود ضمیر منیر آنکہ اوصاف بندگی و کمالات الحقایق و معارف آگاہ از زبانی بعضی مرزا بان استماع یافتہ از ینموجب اشتیاق ملاقات فایض البرکات از حد افزودست

الله تعالی سببی سازد که حجاب مفارقت و پرده مهاجرت از میان رفع شود و دیدار ید
حضور بر سر در میسر گردد فاما بعد تجدید تشریف مستدعی میشود که جواب چند
سوال از ضمیر فیض تاثیر حاصل نموده عنایت شود که تسلی خاطر این فقیر گردد اول
همه درویشان عالم ناسوت میگویند فاما حقیقتش از کسی مفصل نشنیده که ابتدایش
چیست و نهایت چه که بر طالب میگشاید دوم کیفیت ذکر روح که فرموده اند ذکر
اللسان لقلقة و ذکر القلب وسوسة و ذکر الروح راحة که مقامش کجاست و چه ذکر
میشود سیوم درویشان میگویند که یک مرتبه ایست که نه عاشق ماند و نه معشوق آن
کدام مرتبه ایست و هر دو چگونه محو شوند چهارم حضرت رسول مقبول صلی الله علیه وسلم
فرموده اند رایت ربی فی لیلة المعراج علی صورة الامرد و دیگر هم فرموده اند رایت
ربی فی لیلة المعراج علی صورت الف امرد و زن چه معنی دارد ترحم کرده از راه
مهربانی با حضور معانی در جناب قدسی القاب رجوع نموده جواب با صواب عنایت
نمایند والسلام مکتوب هشتم در جواب سید محمد سعید در تحقیق اسوله مذکوره
بسم الله الرحمن الرحیم ایها المشتغل والکبار کلما خطر ببالک فهو الله تعالی وراء ذالک
فاذا علمت هذا فافهم ان کلما یخطر ببالک فهو من عالم الناسوت فاذا حصل لک
الخلو عن هذا و تحقیق لک التخلیص السری و خلو المتخیلة عما سواه فاذا المرتبة

Marfat.com

شانہ فظہر من ہذا التحقیق ان من ابتلی فی الناسوت والکان غلبہ علیہ

النسیان من حیث انہ البنی العاشق والمعشوق بعد التعلق بنقطۃ الوحدۃ تسي

نزعمہ برفع الکثرۃ حتی العلم الذی کان ممیزا بین الامرین فہو محجوب عن حقیقت

المطلوب فوجب لہذا السالک المتوسط التجاء الترقی فمن ہذا المقام الی اللہ

سبحانہ لیکون مونسا حقیقیا واصلا بالرب الحقیقی تعالی شانہ فلیعلم ان

ہذا المقام الناسوت الذی وقع تحقیقہ فی المصدر الکلام کل ذلک من کمال

القلب الذی ذکر تحت مقام الروح وکلما حصل فی مقام القلب بہذا المعنی وسو

وخواطر فلا یلیق للسالک ان یستقر فیہ فاذا ترقی من ہذا وصل بکمال الروح

فلیس ہا ہنا الا الرب وہذا مقام الراحۃ بعد قطع المسافۃ البعیدۃ الزمنیۃ

فلیعلم ان فی مقام الناسوت تکون للسالک المتوسط التجلیات الصوریۃ

بعض الاوقات فی صورت الانسان ذکرا کان او انثی وفی اخری بصورت

الفرس وغیر ذالک من انواع الناسوت والناسوت تشتق من الناس المستوعبۃ

وشرفہ فی ہذہ المرتبۃ الناسوتیۃ واذا کان شان الانبیاء فوق ہذہ

المرتبۃ المتخیلۃ المتصورۃ فکیف تطلق فی شانہم الوصول بجناب ربہم

بلباس ہذہ العیوب فوجب علینا ان نبین اسم الرب الذی وقع فی الحد شانہ

بالمعلوم الی جبرائیل علیه السلام کما قال تعالی فی الکلام المجید حکایت عن
یوسف علی نبینا و علیه السلام انه ربی احسن مثوای و تحریر بعض المفسرین
بالعزیز نه نهایت التحقیق فی مثل هذا المقام ان یقال ان هذه الالفاظ من المتشابهات
فهو من بر در لا تشتغل بتاویله فحسب تکلم بنسم از جامع کمالات ظاهری و باطنی
[illegible] مختصر علیم الله قدس سره در تحقیق خلقت عالم
قال الحمد لله والسلام علی عباده الذین اصطفی من بعد از فقیر علیم الله مخفی نماند
که در میان اقوال مجتهدین عظام و صوفیه کرام در حقیقت عالم صورت تعارض
ظاهر میشود از جهت آنکه مجتهدین عظام بنا عالم بر عدم میدانند و صوفیه کرام از
نور محمدی اند هر یک ازین عزیزان تمسک بنص و حدیث میکنند و هر دو عزیزان
معتقد در دین ما وجود تعارض قبول هر دو قول محال میگردد قبول کردن قول
واحد انکار قول دیگر لا محاله لازم که محقق از جهت تطابق قولین خلقت عالم
از نور خاص صفات سلبی که مخلوط بعدم و وجود اند دانسته معقول از جهت آنکه
چون بعد رکن عدم و وجود صفات سلبی قایم اند تطابق هر یک ازین هر دو قول
بهم میرسد کن مرکب از ثلاثت نکته وجود واجب الوجود چنانچه وجود ذات باصفات
حق سبحانه تعالی و عدم ممتنع الوجود مثل شریک باری تعالی و میان هر دو وجود

برزخ از عدم ممكن الوجود و وجود ممكن العدم دانند و خلقت عالم از عدم
ممكن الوجود محال مي دانند چنانچه از وجود ممكن العدم عدميت آن محال مي دانند
يكي از
وصفات سلبي مثل ليس كمثله شي ولم يلد ولم يولد الى آخره ولا غير
وغير ذالك كذالك و وجود صفات مذكوره مخلوط بعدم و وجود است
وجود
غير نورند اند چنانچه حضرت حيو قدس سره فرموده رباعي نور است
عين نور است وجود ظاهر علمي بمقتضيات وجود وجهي مخفي كه بود حيث
العرفان اظهر شده با ظهور عرفان شهود ايضا مخفي نماند نزد محققين
از ذات و صفات هيچ مدرك نشود چنانچه قول حضرت ابابكر رضي الله تعالى عنه
براين دال كه العجز عن درك الادراك ادراك اين مرتبه را علم اليقين و علم
حضوري ميدانند چون از اين مرتبه عروج ميكند علم مذكور را علم حق سبحانه تعالى
دانسته خود را با اين علم حاضري يابد اين مرتبه را عين اليقين و حضور علمي ميدانند
چون از اين مرتبه نيز عروج ميسر بايد اين علم را عين ذات حق سبحانه تعالى داند
و معني صفات الله لا غيره و لا عينه دراينجا مكشوف ميشود اين مرتبه را حق اليقين
و حضور در حضور مي شمارند و نيز چون نزد بزرگان صفات الله لا عينه
ولا غيره مقرر صفات با ذات در مرتبه واحد واجب الوجود غيرند اند

و چون حق سبحانه خود بخود قایم و قیام صفات الیه بآن ذات دایم قایم
باین وجه عین ذات اند و همین نسبت لا عینه و لا غیره میان جمیع صفات
متقرر اند پس میان صفات سلبی من لا وجه و متقرر و ثبوتی همین در نسبت
دانسته از صفات ثبوتی غیر آن صفات سلبی من وجه متقرر
شده اند و هریک صفات ثبوتی و سلبی در مرتبه تنزلی من وجه بغیریت
پیدا در ممکن الوجود که از نور سلبی که مخلوط بعدم و وجود اند بهر دو وجه
بغیریت مخلوق یعنی در مرتبه واجب الوجود نه بمرتبه قیام که خود بخود
قیام باشند شریک بخلاف صفات آن سبحانه اگرچه خود بخود قایم نیستند اما در مرتبه
واجب الوجود شریک نیست مقید است که ممکن الوجود بهر وجه غیر ذات و صفات
می باشند و اینها که من کل الوجوه عینیت یا من وجه بعینیت قایل بخطا
صریح منسوب اند والله اعلم کما هی الامور فی نفسها هو الله الهادی چون
نور صفات سلبی مخلوط بعدم و وجود است پس مجتهدان عظام و صوفیه کرام
خلقت عالم بهر یک عدم و وجود ضمنا قایل چون ذات واجب با صفات
ثبوتی هر دو ثبوتی اند از نتیجه صفات ثبوتی با ذات اقرب باین سبب
از ذات است بهم صفات ثبوتی بسبب در مرتبه مفعولیه و مخلوقیه ممکنات

فاعل خالق بخلاف صفات سلبی که قرب صفات سلبی باذات ممکن
که هر دو مخلوط بعدم و وجود اند اظهر لهذا ذات ممکن معقول و مخلوق
خاص نور صفات سلبی ثابت عطیه نور صفات سلبی که مخلوط بعدم
و وجود است هر یک ازان عدم و وجود بنسبت لا عینه ولا غیره مقرر
عطیه من کل الوجوه غیریت مرتبه ممکن از مرتبه نور صفات سلبی که ازان نور مخلوق
است مقرر مثل غیریت اصوات کلمات متکلم که آناً فآناً بعدم و وجود اند
از متکلم و کلام بنسبت ان اصوات با جل سببی قدیم عطیه واضح تر انکه چنانچه خالق
قبل تخلیق خلائق و وقت تخلیق و بعد ان باقی و من کل الوجوه ان خلائق
بلا عینیت با غیریت آن خالق آناً فآناً حادث و هالک و فانی همچنین
متکلم قبل تکلم کلمات و وقت تکلم و بعد ان ثابت و من کل الوجوه ان
کلمات بلا عینیت و با غیرت آن متکلم آناً فآناً حادث و هالک و فانی
نیز کما دل قوله تعالی کل شیء هالک الا وجهه لکل من علیها فان ازجهة انکه
هالک و فانی که هر دو اسم اند بر استمرار و دوام معنی هلاکت و فنا
بلا تقید زمانه دال مکتوب هم منیفی سنبهلی سید علیم الله که خلیفه حضرت
پیر دستگیر هستند و تحقیق انکه خلقت عالم از عدم است یا از نور و بیان انکه

Marfat.com

خلقت عالم منتسب بصفات الحمد بعداً و اولاً و آخراً ظاهراً و باطناً کمترین خادمان آستان
سیادت پناه حضرت میر الجیو بعد از تسلیمات خادمانه نیازمندانه
معروض ضمیر ارادا اگرچه پیشتر ازین هم اشتیاق ملازمت شریف بود اما بعد
زیارت اوراقی چند که آن حضرت در تحقیق خلقت خلق نوشته اند بسیار
از حضرت رب العزت بتوسط کشش الجناب درخواهم که بخدمت شریف
مستفید گردم لیکن چون موقوف بر وقت است شبهات چند که بعد
مطالعه اوراق شریفه برین فقیر پیدا شده اند بخدمت شریف اظهار نموده
امید که تفصیل آن مرقوم فرمایند معلوم شریف است که حقایق اشیا نزد
محققین عبارت از متعلقات صفات سبعه است چنانچه متعلق علم
معلومات و متعلق قدرت مقدورات و متعلق ارادت مرادات
علی هذا القیاس نظر این صفات با متعلقات خود از لا واقع وجودات
اشیا عبارت از متعلقات صفات اضافیه است چنانچه خالقیت و رازقیت
و غیرها و از آن معارفی که آنحضرت مرقوم فرموده اند ظاهر است که تخلیق
عالم از صفات سلبی است که مخلوط بوجود و عدم اند و نیز مندرج فرموده اند
که صفات ثبوتی اوصاف ذات اند و صفات سلبی قرینه ممکن در اینجا

Marfat.com

سوالی چند وارد میشوند اول آنکه هرگاه اختیار آنحضرت مو خلاف
طریقه سنت نباشد پس اختیار این اطلاق که صفات سلبی مخلوط بوجود
و عدم اند برای چیست و از کجاست ولو فرضاً بطریق رخصت مسلم
داشته شود و نیز عجب است که چون مقرر است که صفات او سبحانه در مرتبه
وجوب موجود اند و عدم لاشئ محض پس اختلاط عدم بصفات واجبی
بچه صورت بگنجد چرا که اینهمه از مرتبه امکان و اعتبارات است دوم آنکه
چنانچه معیت ذات با صفات متساویست همچنان معیت صفات با جمیع
ممکنات هیچ یکی را از اینها قربت و اقربیت نسبت بدیگری چه نوع
باید گفت چرا که مطلق اند و نیز لازم می آید که در مخلوقات جز صفات
سلبی صفات ثبوتی موجود نباشد چنانچه سمع و بصر و علم و قدرت
و غیرها ولو فرضاً این هم مسلم داشته شود باید که صفات مخلوقات ام الصفات
صفات سلبی باشند و دیگر همه صفات در تبع ایشان چرا که هرگاه ظهور صفات
سلبی بر ظهور همه صفات مقدم باشد باید که بسبب آن تقدیم بر همه ظهورات
غیر خود متبوعیت داشته باشد حال آنکه مقرر اولیا است که ام الصفات
صفات سبع اند چه در مرتبه وجوب و چه در مرتبه امکان چرا که اطلاق متبوعیت

Marfat.com

و تابعیت بر صفات واجبی بحسب نظر کردن بر تعلقات ایشان است
نه بنفس ایشان چراکه همه قابلیات ذات واحد اند در هیچ یکی را من حیث
انفسها غالب و مغلوب نمیتوان گفت زیراکه این همه موجب ادراک ذاتی را
مایان را در آن مرتبه مدخلی نیست سیوم آنکه صفات سلبی چنانچه لیس کمثله
شیئ و لم یلد و لم یولد بداهتةً رافع نقصان اند از ذات و مانع وجود شریک
و صفات ثبوتی چنانچه علم الغیب و الشهادة و الخالق و البارئ
و المصور مقتضای مخلوقیت جلاً اگرچه اینها نیز رافع نقصان و مانع
وجود شریک از خفا لیس با بمعنی اقرب آن مینماید که ثبوت خلقت عالم
از نور صفات ثبوتی گفته شود هم من حیث حقیقت که ازلاً با جمیع وجوه
و اعتبارات ابد برین که موجود شود معلوم علم و مقدور قدرة و مراد ارادت
اطلاقاً بوده است مقتضی موجودیت مشهوده در مرتبه اعتبار اوقات
موقوته ازلی و این توقیت وقت نیز از معلومات و مقدورات است
و کنت کنزاً مخفیاً بحسب این مرتبه است و هم من حیث صورت که خلقت عالم
با جمیع حیثیات تقییدی چه بحیثیت مظهریت و چه من حیث مظهریه
و مظهریت نسبت یک بدیگر بحسب مقدور و مراد ازلی بر اوقات مقرره

Marfat.com

بظهور خالقیت کامله و مقصوریت شامله موجود و متصور شده و میشود و خواهد شد الی ابد الابدین فخلقت الخلق لاعرف سخنیست این درجات و نیز مراد آنکه تعارض از قولین یعنی قول مجتهدین عظام و قول صوفیه کرام بر خیزد حاصل میشود چرا که برای موجودیت ظاهر شدن عدم ممکن الوجود نوری درکار است که آن نور ازلی ابدی باشد و آن نور صفات ذاتیست که از لا کمالات آن انوار مقتضی موجودیت مشهوده و مقیده اعتبار به عالم هستند که بیرون از مراتب تقیدی حدوثی قدمگاهی ندارد الا در مرتبه عدم و تا زمانیکه آن زمان و اوقات مقرره ازلی بوجود نیاید با هیچ ذره از ذرات عالم صفات خالقیت و مصوریت و غیرها من حیث ان ظهور تعلق نه پذیرد و هیچ شی از عدم بوجود نیاید پس من حیث حیثیت تقیدی حدوثی موجودیت صوری عالم که بسبب این خصوصیات عالم نام یافته از عدم صرف باشد و محیت معلومیت و مقصودیت و مرادیت ازلیه مطلقه از نور بحسب مرتبه هیچ تعارض باقی نماند و آنکه آنحضرت فرموده اند در مکتوب یافته معلوم میشود که بهیچ نوع از آن تعارض بر میخیزد و توقع آنکه آنچه حق سبحانه بر آن ذات شریف تحقیق وا نموده مفصلا مرقوم فرمایند که موجب مزید تشفی

این شد نامه کان نباشد چون این فقیر احقر محض امّی است از طرف عبارات
اگر جای خطا واقع شود معذور فرمایند و نظر شریف بر مدعا نمایند بتواجرً
داد و صلی الله تعالی علی خیر خلقه محمد و آله و اصحابه اجمعین مکتوب یازدهم از فضیلت
ملقب بشیخ علی احمد سهارنپوری در رساله جیبیه تحقیق حقایق
بسم الله نحمده و نصلی علی حبیبه عرضداشت فقیر سراپا تقصیر عبد الصمد
علی احمد آنکه قبله گاها مسلّما درین دیار هردوار معبد کفار است بعد
هر سال مردم هنود از اطراف و جوانب جمع می آیند خصوصاً بعد از
دوازده سال اجتماع کثیره مشابه میشود که ظاهراً عقل تعداد آن نمیتواند
نمود چون درین مقدمه نیک غور نموده شد دید که آن معبد را حقیقتی است
همچو حقیقت کعبه معظمه که مظهر اسم المعبود است و قلوب خلائق را که بحسب
مناسبت ازلی بآن حقیقت مربوط اند بی اختیار بخود منجذب میگرداند
بلکه در چشم اهل شهود ظهور آن عبارت ازین هیئت اجتماعیه است
چنانکه حقیقت سلطنت که عبارت از اجتماع شاه و سپاه است
لهذا هنود با وجود طریق مخوف هزاران هزار مرحله طی نموده افتان و خیزان
می آیند و در ساعت معهوده بر کناره دریای گنگ اشنان مینمایند

Marfat.com

پس میان هر دو معبود فرقی که در نفس الامر موجب حقیقت یکی و بطلان
دیگری باشد معلوم نیست حافظ شیراز علیه الرحمه میفرماید فرد در عشق
خانقاه و خرابات فرق نیست ۔ هر جا که هست پرتو روی حبیب هست ؛؛
اگر یکی را مظهر اسم الهادی دیگری را مظهر اسم المضل گویند نیز منافی نیست
چه هدایت و ضلالت از امور اضافیه اند همچنین جلال و جمال و سعادت و شقاوت
نیز ازین قبیل اند مثلاً نسبت ره رونده لاهور هادیست و نسبت ره رونده
دهلی مضل و بالعکس نیز پس هر مربوب را نسبت برب خود شاهراه
است گو بنسبت رب دیگر گمراه است و متجلی شدن حقیقت کعبه معظمه
مقدسه را نسبت مشهور کتب لا ریب فیه یعنی چنانچه این حقیقت بر بعض دون بعض
دون بعض متجلی میشود همچنان آن حقیقت نیز بر بعض دون بعض پرتو
می اندازد بلکه چند کس فقرا بود که از شهود وحدت سرشار اند
با فقیر نیز صحبت می دارند قبله گاها مسئله عجیب کار دشوار است ذات بحت
تعالی از آنچه در حیطه اندیشه است وراء الوراء است او را با خلق بوجه
من الوجوه نسبتی نیست فضلاً عن ان یکون الخلق مظهراً لها مصرعه
چه نسبت خاک را با عالم پاک سلّمه و بعد ذا القایل بیت کس ندانست که منزلگه

معشوق کجاست اینقدر هست که بانگ جرسی می آید غایة الامر شیونات
اسماء صفات حق تعالی که عبارت از اعتبارات هست در مراتب اعدام
بر تو انداخته ظهوری بپیدا کرده هست که آن ظهور مسمی بعالم هست و افراد
عالم اگرچه من حیث الحقیقه متحد اند اما من حیث التعین مظاهر آنها متضاد اند
ولا شک ان کل مربوب بالنسبة الی ربه مهتد یعمل بمقتضای علمه
و ارادته چنانچه سابق تحریر یافته و نیز هر شیء بمقتضای حدیث مشهور
مجبول بر فطرت اسلامیه هست و ایضاً بموجب حدیث قدسی رحمت را
سبقت هست بر غضب پس هر شیء را بالذات قرب مع الله حاصل است
و ضلال و غضب که موجب عذاب اند نسبت رب آخر عارض و طاری هست
و بر صحیح است که ما بالعرض زایل با بالذات استیلا علی الدوام متصور نیست
پس قول حضرت شیخ اکبر قدس سره که در فصوص الحکم میفرمایند که مآل اهل
شقاوت بعد از مرور دهور و احقاب بسوی سعادت خواهد بود درست آمد
قبله گاها مدتیست سابقا فقیر را در مقدمه که سراسر مخالفت تقریر قطعیه است
با یکی از توابعان حضرت شیخ مذاکره و مکالمه بسیار واقع شده چنانچه
که انشاء الله تعالی تحریر آن بخدمت بندگان عالی در وقت حصول ملازمت

سراپا سعادتمند نموده خواهند شد والحال که فیض نبوده در اینجا مذکور
نمیشود اینمعنی بر بنده استیلا نموده لهذا از روش درویشی به عزیمت نیت فدوی
یکی بخدمت فیض موهبت میرسد امید که توجه باطن بحال این شکسته بال
نوعی مرعی فرمایند که حل این عقده میسر آید که نفس الامر چیست فیها والا
بتوجه آنجناب فیض مآب از لوح سینه محو شود اللهم ارنا الاشیاء کما هی

مکتوب دوازدهم بفضیلت مآب علی احمد سهارنپوری صدور یافت

بسم الله الرحمن الرحیم الله ولی الذین آمنوا یخرجهم من الظلمات الی النور
والذین کفروا اولیاؤهم الطاغوت یخرجونهم من النور الی الظلمات محب
صادق طالب العلم فرق در میان دو حقیقت این دو آیه کلام خوانده بدقت فهم
ازین آیت کریمه در اکثر اسوله حاصل نماید والا در تفصیل آن ان شاء الله تعالی حاصل
خواهد شد رقیمه کریمه رسید بر مضمون مرقومه اطلاع یافت آنچه استفسار رفته
بود که اجتماع کفره لعنهم الله بر دریای گنگ مشابه میشود که عقل در تعداد
آن عاجز است همچو حقیقت کعبه معظمه پس فرق میان هر دو معبد که در نفس الامر
موجب حقیقت یکی و بطلان دیگری باشد معلوم نیست در جواب آن بعون
هادی مطلق می پردازم و منه استعین باید دانست که الله سبحانه احد

Marfat.com

حقیقت و جامع کمالات ذاتیه و صفاتیه است و هیچ کمالی را از آن
کمالات و صفتی را از صفات با یکدیگر و با ذات بوجه من الوجوه در آن مرتبه
تنازع و تخالف نیست اگر نفس صفت جمال است با کمالات خود عین
محب صفت جلال و کمالات او است و همکذا صفت الجلال و همچنین اقتضای
صفت جمال برای ظهور قابلیات مخفیه خود بوجود مظاهر مخصوصه خولیش
محبوب و مقتضای صفت جلال و همچنین بالعکس و منشأ این محبت و محبوبیت
صفات با یکدیگر در نفس در اقتضا ظهور خاصه هر یکی محبت واقتضای ذات
واحد حقیقی است در موجودیت تفاصیل امتیازات پس چون مقتضای
و محبوب صفت جمال حصول قرب و معیت ذات است بمظاهر مخصوصه خود ان الله
قریب من المحسنین لاجرم عباد تی که مقتضی مراتب قرب و معیت با شد و معبد ها
شریفه که معمور بنور قرب معبود حقیقی اند نصیب مظاهر جمال گشت و چون مقتضای
صفت جلال سخط ذاتی حلول مظاهر خود در درکات بعد و حرمان است
لاجرم اعمالی ناهموار که مقتضی بدرکات بعد و ضلال باشند و معبد هایی
ظلمانیه کثیفه که مهجور از مراتب قرب اند بحسب مناسبت مزین در دیده بصر و بصیرت
مظاهر جلال گردید آیه کریمه ثم رددناه اسفل سافلین الا آیه شعر بمعنی است

نه بود با پستی که جنانکه بلند سر آورد
سافل سافلین از پیش پستی بر و ورد
یعنی عالم الطبیعت از رحم کرد شاید
بوی انبر ظهور و اظهار و اطوار
شعور و اشعار را چون ذات
حقایق این است و حوادث النفس
بعلی داند بست که خبر یافت
اطلاع ز احوال اسطالوات است
و کفتن انا معنی آیت آمد
سر او در دم انسان را در یکسر
زمین صورتی را داد
بس حرف که اول حرف است
و در آن وقت هیچ کار
نتوان کرد و کسی را در آن بستن
هیچ مردی نشاید تفرض حسنی
این آیه کریمه در صورت و الکتن

Marfat.com

پس حقیقت عبادت و معبد بار مظاهر جمال اقتضای حسب صفت جمال است
اتصال بمراتب قریب بر مظاهر خود را پس این حقیقت موصل نحوی است بر صورت
خود را و حقیقت پرستش و جاز پرستش مظاهر جلال اقتضا منوط صفت جلال · سبحا
مهجوری و دوری از مراتب قرب بر مظاهر خود را و منشاء اقتضای این صفتین
کاملتین اقتضای ازلی ذات سبحانه است قرب اعلی را و بعد نائی را لا یسئل عما
یفعل و هم یسئلون فظهر الفرق بین حقیقة معبد الانبیاء صلوات الله علیهم و توابعهم
رحمهم الله و بین مرجع الشیاطین و اتباعهم لعنهم الله سبحانه و ثبت ان مقتضی حقیقة
معبد المومنین القرب و الوصول بالذات الکامل ابدا للمومنین العابدین فیه و لن
مقتضی حقیقة معبد الشیاطین الحلول فی درکات البعد و الهجران دائمین علیه ابدا
لا یزال و لن تجد لسنة الله تحویلا و چگونه تبدیل یابد که ظهور صفتین کاملتین المذکور
تین یکماهی خصوصیات هما فی مظهر مخصوص لکل واحد مقتضای ذات او سبحانه
است سبحان الله سبقت رحمته بر غضبه چنانچه در حدیث قدسی واقع شده
بحسب اقتضا یکی قرب معبود بمظهر و دیگری حلول آن در درکات بعد چه طور
باطل و جهش بکلی انسب بوضوع بوست علم الانسان ما لم یعلم و لا تلبسوا الحق بالباطل
و تکتموا الحق و انتم تعلمون و آنچه مرقوم بود که هر شیء را با الذات قرب مع الله

حاصل تحقیق تفصیل اینچنین است که الله سبحانه را با الذات والصفات

قرب و معیت با هر ذره از مخلوقات به بیکیفی محض بلا اتصال و انفصال و رای

جهات ستة با آیات ناطقه متحقق و ثابت است اما این قرب و معیت

او تعالی با اشیاء عالم است و خاص ثمره قرب عام حفظ موجودیات ایشان از عود

در مرتبه عدم است والله محیط بالکافرین لیس در قرب عام مومن و کافر برابر است

و ثمره قرب خاص اولا توفیق یافتن عبد است برای حصول موافقت و متابعت

انبیاء علیهم الصلوة و ثانیا بواسطه متابعت از حقیقت علم الدنی بهره ور ساختن

است و این قرب که ما در بحث اینیم نصیب معتقدان انبیاء علیهم الصلوة است

ان الله مع المتقین و محرومان از نور متابعت و اعتقاد ازین قرب بی نصیب

ازلی اند ان الذین امنوا ثم کفروا ثم امنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لم یکن الله لیغفر لهم

ولا لیهدیهم سبیلا عزیز من هر گاه از لا مقتضای ذات مع الصفات بعد

و مهجوری مظاهر قهریه باشد لیکن گفته است که مظاهر مخصوصه قهریه را از درگشیده

بر حمت بسپارد و در قبول بحث منتظر که مخصوص به مظهر قهریه است خلاف

اقتضاء ذات حقیقی چگونه موافقت در صفتین کاملتین متحقق شود ان البطش

ربک لشدید من کان عدوا لله و ملائکته و کتبه و رسله و جبریل و میکال

Marfat.com

فان الله عدو للکافرین پس که پیدا شود که این عدو غالب الی انتقام
وجود شرط بر صلح آرد و لا تبدیل بکلمات الله آری مظاهر مشترکه رحمت و غضب
که عصاة مومنین اند بعد مرور دهور آنرا آید غضب بقضیه رحمت خواهد رسید و چون
عصات بکفر طریقت موصوف اند و کافر طریقت با الذات قرب
مع الله از جهت ایمان دارد بسبب عارض که عصیان است اگر عذاب بر وی طاری
شود در ینجا ما با العرض را بر با الذات استیلا علی الدوام متصور نیست چنانچه
مذهب اهل سنت و جماعت مقرر است و چون حضرت شیخ اکبر قدس سره
بر اوج طریقت نشسته و کافر شریعت از مرتبه او تحت افتاده و منظور نظر او کافر
از مرتبه است اگر دفع خدشه مخالفین نماید و برای رعایت قول اهل حق
بفرماید که مآل اهل شقاوت یعنی شقاوت نسبی که کفر طریقت است بعد مرور
دهور و احقاب بسوی سعادت خواهد بود دلیل پیدا است و بر جا است و هیچ
تخالف با مقررات دین ندارد و عجب عاقل است که قول حضرت شیخ اکبر را بمعنی
می برد که دور تر از مقام اوست و با هزاران انبیا و کتب سماوی مخالفت دارد
و معنی که مناسب مقام حضرت شیخ اکبر است و عین موافقت با آیات و احادیث
دارد از آن غافل است و مع ذلک خود را تابع حضرت شیخ میگویند و لکل وجهة

همو بو لیغا حرف درون پریشان بندد و برد دولت تا بخواند بر سلیمی زان فسون ده همت
حافظ شیراز علیه الرحمه ـ در عشق خانقاه خرابات فرق نیست هر جا که هست
پرتو روی حبیب هست چون این معنی دارد یعنی هرگاه خانقاه و خرابات مظهر
مقتضیات ذات موصوف بصفت جمال و جلال باقتضای ازلی بحکمت
بالغه هستند پس عاشق را در عشق خانقاه و خرابات چگونه فرق باشد تا انکار
یکی و قبول دیگری نماید زیرا که هر دو مظهر حسن کمالات جمالیه و جلالیه ذات محبوب
اند اما صاحب خرابات و بانی آن مقامات که برخلاف متابعت انبیا علیهم
الصلوة متوجه است از عشق دور و در بست در استعداد ذاتی او ظلمت کفر
و بعد مستور سبحان الله هرگاه محبت حقیقیه بکلام تحقیق خود قل ان کنتم تحبون الله
فاتبعونی یحببکم الله فرماید پس محرومان از متابعت را چگونه منسوب به حُبّ
و عشق محمود نموده آید زیرا که رو بهوا دارند بئس العبد عبد هوا یضله هرگاه نام
او در ازل بمقتضای حکمت بالغه غیبی حقیقی ضال باشد او را عاشق خوانند
مخالفت با مولی کردن است دقیقه دیگر باید فهمید که عدم فرق در عشق خانقاه
و خرابات من حیث نظر بآن حقیقت در مرتبه فنا است اما من حیث التفصیل
در مرتبه بقا فرقیست واضح و چون فرق نباشد که هرگاه الله سبحانه مظاهر جمال را

Marfat.com

بمحبوبیت یاد فرموده و مظاهر جلال را مبغوض نام کرده که دام محب آگاه
و صاحب مرتبه بقا داند شاه که مخالفت باباقی حقیقی نماید و مبغوض او را محبوب
ستاید مگر که او از دایره محبت در افتد و در مبغوضیات متحقق شود نعوذ بالله
من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا الغرض متوسطان و منتهیان است که چون
متوسطان بوصل متلبس ملبوس اند و در مراتب مظاهر منظور را لکم ساخته
بجز مظاهر نه بینند لاجرم این دید ایشان از نارسیدگی به حقیقت تفصیل
در هر دو مظهر فرق نمی یابند اما چون مرتبه بقا یافت و بدید حقیقی دیده
ورشد محبوب محبوب محبوب و مبغوض بنظر خواهد در آمد ذلک فضل الله
یؤتیه من یشاء آنچه مرقوم بود که ذات بحت را بوجه من الوجوه با خلق
نسبتی نیست غایة الامر شیونات و اسماء و صفات حق تعالی که عبارت
از اعتبارات است در مرات اعدام پرتو انداخته ظهوری پیدا کرده الی آخر العبارت
مشفقا صفات و شیونات او تعالی نیز در رنگ ذات او منزه و از لون آثار استند
عدم مناسبت ذات با عالم با این معنی است که در قید احاطه ادراک ما در نیاید
صفات و شیونات او نیز چون از قید احاطه ما منزه اند در عدم مناسبت
شرکت دارند اما چون قرب و معیت او تعالی با کمال استغنا و بیکیفی

Marfat.com

حقیقی و تنزه با هر ذره از ذرات در نفس الامر متحقق است و فیض بخشی و فیض
یابی هویدا نور مناسبت پیدا است نور این مناسبت با نیشان بمرتبه
اعلی رسانده و مطلع اسرار گردانیده بر حقیقت بیکیفی آگاه ساخته
اگر نور مناسبت نمی بود بوی از حقیقت مطلوب کسی نمی یافت الله سبحانه را
نظر بر عدم مناسبت نموده دور تر نباید انداخت هر که دور انداز تر
او دور تر انه قریب مجیب الخ مرقوم بود که چند کس از نمود از شهود وحدت
تر شاد اند عزیز من شهود وحدت بر سه مرتبه است اول شهود وحدت
ذات الله سبحانه این بمتابعت حضرات انبیا علیهم السلام میسر نیست
چنانچه قل ان کنتم تحبون الله الی اخر (الله) نیز میرسد هر گاه واسطه وجود هر ذره
وجود شریف آن اکابران باشد پس وجود شهود مذکور از جواد حقیقی
بی واسطه وجود آن کبار محال و متعذر است و لن تجد لسنة الله تبدیلا
دوم شهود وحدت روح جامع در مراتب مفصله ارواح که تعلق با جسام
دارند این شهود نیز بیعه مومنین که متوسطان طریقت اند مقرر شده
و از ینجا بفضل الله سبحانه بواسطه نور ایمان بر آمده ترقی بسوی اصل مینمایند
و نادر ترا از اهل هوا نیز از ظاهر این شهود رو مینماید و در خود بند میکند

بی ایمان نظر بباطن شدن نمیدهد سیوم شهود وحدت عنصر مجملی که تحت
عرش است در مراتب مفصله عناصر که تحت آسمان دنیا است اکثر
غیر تابعان انبیا را ابتلا درین شهود است و بغلبه هوا این مرتبه در دیده این
کج بین بتحقیق مینماید و از دیده ظلمت عنصری دید بالا نمیرود و اگر بریاضات
و مجاهدات تزکیه نفس پیدا میکنند درین شهود مینماید از تصفیه قلبی اهل هوا
محروم است اما این هر دو شهود اگر مشاهده اهل هوا را بذروه اعتقاد
حضرات انبیا بظهور صفت جمال بسبب منظریت مشترک رهبری
کند و از هوا برآورد بسبب ترقی درجات است و الا بدرکات ظلمت خواهند خسف
و حجت عذاب ابدی خواهد گشت و این مشاهد محروم از متابعت باشد
در عذاب از غیر مشاهد خواهد بود باین تحقیق واضح شد که هر ناظر شهود وحدت را
واصل ذات واحد حقیقی شاهد فهمیدن تا زمانیکه برهان متابعت حضرات
انبیا علیهم السلام در دید انشود و لا تتبع الهوی فیضلک عن سبیل الله
بلکه قلیل الاستقامت را از مومنین از نزد چنین مشاهد اهل هوا دور
باید بود تا ظلمت او در او سرایت ننماید زیرا که در مذمت اهل هوا ضلوا فاضلوا
اتفاق شده مصرعه بس کنم خود زیرکان را این بس است ۱۴۱ السلام علیک و علی

Marfat.com

من لدنیک مکتوب سیزدهم در تحقیق حقیقی نسبت صفات بذات جل وعلی شانه

بسم الله الرحمن الرحیم از متقدمین شکر الله تعالی سعیهم در نسبت صفات

بذات او تعالی کلمهٔ اجمالیه لا هو ولا غیره واقع است ظاهرا در حق سائل

که از عینیت و غیریت می پرسید زیرا که اطلاق عینیت و غیریت در نسبت

متعالیهٔ مذکوره از شارع واقع نشده و این هر دو کلمه از مراتب مفهومه

هر که محدثه است ذات و صفات او بکمال تقدیس و بیکیفی موجود پس وصف او

بعلم حادث بی تعلیم او بعلم قدیم از کمال بی ادبی باشد سبحان ربک

رب العزت عما یصفون و به نفی عینیت و غیریت نه بیکیفی محض ایمان

بر همه را لازم و دایمی بود حتی که نفس مفهوم بیکیفی نیز معدوم باشد و بجای

توجه مفهوم بی کیفی بعلم با الله حاضر باشد بلکه بوجهی که چون در موقن

خود غور رسی نماید از حصول خفی بلکه اخفی مراتب نقص را منتفی یابد

اگر چه باقی این معنی موقوف است بر کمال خلو محبت که بی وصول به کمالات

ولایت خاص الخاص متصور نیست حضرات مجتهدین از جرات تعبیرات

اجتهادیه سوای ایمان به بیکیفی محض درینجا لرزان و حضرات انبیا علیهم الصلوة

والتسلیمات لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک گویان

Marfat.com

زیرا که هرگاه بنفس قیاس احتمال خطا و صواب داشته باشد و غرض ما
تجرد ایمان به بیکیفی بتعلیم او تعالی حاصل آید و متابعت آیهٔ کریمه
و یحذرکم الله نفسه بر کمال میسر گردد و تحقیق نفس الامری جلوه نماید پس
با چنین امر متحمل خطا و صواب در ثنا و مدح جناب قدس ورای الوری از ظهور ما
متحمل خطا و صواب گوش نشیدن و جرات نمودن از شان مجتهد عالیشان
بعید ملکت الله باشد زیرا که در مرتبه که یقین باشد بظن و گمان نباید پرداخت
که آنچه از ظن و قیاس پیدا و منصور شود از قبیل ملحوقات است سوای مسائل
معاملات که غرض ما در مسائل معاملات تجرد اجمالی بی تفصیل حاصل نمیشود
و معامله و شرع در اکثر محل معطل میماند حال آنکه معامله معاملات در مرتبه
تقلید و تغیر است و با اجتهاد مناسب بالغرض چون این کلمه اجمالیه سلف
بمتاخرین قدس الله تعالی سرهم رسید با وجود کمال علم بر تحقیق مذکوره مصدر
و تقدیس او تعالی در دروازه تفصیل را گشودند من وجه لا هو و من وجه
لا غیره بیان فرمودند و مراد از آن هر دو وجه این مقرر نمودند که صفات
او تعالی زاید بر ذات آمد نی انفکاک و شاید اختیار ایشان این چنین امر
ظنی را با وجود علم بر تحقیق مذکور سلف شکر الله تعالی سعیهم و حصول

Marfat.com

استغفار کمال با یمان بکیفی بران مراتب قدس الله تعالی برای دفع زیغ
باطنی کسانی از امت که بزعم ایشان از کلمه اجمالیه ارتفاع نقیضین
میشده باشد که بسبب این تفصیل تشفی باطن ایشان کردیا مانزدیک
دانش کامل مقررست که هرچند شفقتاهم برست این تحقیق قیاسی را
بجناب مقدسش ورا الوراء از قیاسات اختیار کرده باشند اما این تحقیق
ایشان درهمین مبحث قیاس بوجوه معتبره نباشد زیرا که از شان
مجتهد بعید است لبس آن علماء دین متین که در زمان مجتهدین عظام اند لزان
وجوه استغفار مینماید که اختیار ایشان متابعت این امر قیاسی آن
اعزه مجتهدین بی تحقیق مذکور محض تقلید نخواهد بود زیرا که در نظر کامل بینایان
تقلید اولی بمتابعت کلمه جامع سلف است که خطا را در انجا گنجایش نیست
پوشیده نماند که اسوله قویه بر اطلاق لفظ زاید در نسبت صفات با ذات
بموجب تحقیق حضرات متاخرین شکر الله تعالی سعیهم وارد میشوند اول آنکه
در اطلاق لفظ زاید غیریت خفی مستقر است و در اختیار غیریت اگرچه
خفی باشد مخالفت با کلمه جامع سلف است شکر الله تعالی سعیهم مینماید دوم
آنکه لفظی انفکاک واقع شده و زاید و مزید علیه دو شئ اند پس عدم

انفکاک میان دو شیء با یکدیگر دلالت بر اتحاد با انفصال بهیچگونه نمیکند تعالی الله عن ذلک سیوم آنکه زاید اگر چه در خارج قابل انفکاک باشد اما در مرتبهٔ فهم ذهن که تحقیق علوم با تشخص در نیز مرتبه هست قابل انفکاک است پس مثل صفت وجود و حیات و علم و قدرت که قابلیات ذاتیه او هستند اگر زاید بر ذات گوییم از روی نظر ذهنی باید گفت چنانکه ذات من حیث هو هو چه شأن باشد یعنی ملحوظ نشود مگر بعد صفاتش و گویند سبحان ربک رب العزة عما یصفون چهارم آنکه زاید و مزید علیه هر دو در وجود برابر اند یا یکی از دیگری فایق و غالب اگر برابر اند شرکت لازم و تبعیت یکی بدیگر تحقق و انفکاک یکی از دیگری موجب نقصان هر یکی خالی آنکه تبعیت صفات بذات مقرر است صفت در انفکاک ذات از صفات نقصان اول و عدمیت ثانی مشهود و اگر یکی از دیگری غالب است تعدد غالب از مغلوب و استکمال مغلوب از غالب متعقل با وجود آنکه مقرر آنست که استغنا صفات از ذات و استکمال ذات از صفات غیر معقول و اگر برعکس گوییم نیز مقرر آنست است که ذات او تعالی موجود بصفت وجود و حی بصفت حیات و علیم بصفت علم است که زاید اند نزد ایشان بر ذات نه بذات پس یکباره ذات

Marfat.com

موجود و حی و علیم چون وجود و حیات و علم نباشند استغنا ذات بجمیع معنی
و استکمال صفات از ذات بهیچ وجه متصور نگردد منع آنکه مقرر ایشان است
که ذات بخود قایم و صفات بوی قایم و موجود زیرا که اگر ذات بصفت قایم
باشد قیام متبوع بتابع لازم آید و این از دو نوع خالی نیست ذات
بخود قایم را منحیث هو کامل ازلی دانیم یا نه اگر دانیم پس چنانکه او را قایم بخود
دانیم چنانکه مقرر ایشان است نه بصفت زاید که قیام است همچنین موجود بذات دانیم
نه بصفت زاید که وجود است و حی بذات خوانیم نه بصفت زاید که حیات است الی غیر ذلک
و این نیز خلاف ما تقرر ایشان است زیرا که ذات را قایم بذاته میخوانند نه بصفت بخلاف
موجود و حی و علیم و غیر ذلک و اگر این خلاف با تقریر مسلم داریم یعنی ذات را بذاته موجود و حی و علیم
دانیم نه بوجود و حیات و علم چنانچه بخود قایم دانیم نه بصفت نیز نه تحقیق و ثبوت صفات
زاید بتحصیل حاصل میشود سبحانه و تعالی عما یصفون و اگر خلاف تقرر ایشان را مسلم داریم یعنی
ذات را قایم بخود دانیم و موجود و حی بوجود و حیات مثلا نیز اشکالی میشوند اول آنکه
اینکه قایم بذات دانیم و موجود و حی بوجود و حیات وجه تفریق چیست دوم آنکه اطلاق
قایم اگرچه بذاته گویند بی صفت قیام نزد ما تحقق نشود و اگرچه استلزام نباشد
زیرا که اسم صفاتی است و ثبوت اسم صفاتی بی صفتی که مصدر است نباشد

Marfat.com

ومعامله بر عکس کردد چه لازم آید که ذات قایم باشد بصفت قیام که زاید است بر ذات ونفوس جمیع صفات بصفت قیام ونفس صفت قیام در قیام خود تابع بدیگری نباشد الا بخود قایم بود وحال آنکه این نیز خلاف ضابطه ایشان است فافهم یا اهل الفهم اگر ذات بخود قایم را من حیث هو کامل ازلی بدانیم در جمیع ملل غیر محمود وغیر مقبول است وقیام بخود متحقق نشدنی نی اگر گویند اطلاق زاید من حیث تفهیم است که در مرتبه تفهیم مفهوم ذات دیگر است ومفهوم صفات دیگر لیس من حیث تحقیق نفس الامری هیچ نگفتند حال آنکه بحث ما در مرتبه وجوب است که قدیم وازلی ومقدم است بر مفهوم وتفهیم وایمان را نیز او است واین هر دو مرتبه مخلوقه اوست تعالی والله خلقکم وما تعملون ولایق نفی وتغیر پذیر مطلق کل من علیها فان ویبقی وجه ربک ذو الجلال والاکرام وچیزی که لایق نفی وتغیر پذیر مطلق باشد نمراتب وجوبی را بآن جستن از انصاف دور باشد وجز تصورات نشتی چیزی بیفزاید پس تحقیق مجتهدین سلف عظام را که قول جامع سلف را بلفظ زاید تفصیل میکنند در همین یکمرتبه حصر کردن بحسب معنی مذکور زیادتی کمال باشد زیرا که قصد مجتهدین سلف اظهار تحقیق حقیقی مرتبه وجوب

بلکه جامعه مشعر بکمال بیکیفی جناب الله تعالی از جهت مرا است تعلق باشد
تا از حقیقت ایمان بهره معتقد و محقق تقلیداً و تحقیقاً بهره ور باشد
و ازین تحقیق خیالی و تفهیمی ما مستبعد ترقی دست نمی دهد و ازین عبارت نفی
مطلق فهم فهم نکنی زیرا که ما فهم نکنیم تنزیه و عبارت کرانشم بلکه نفی فهم محتمل
ادراک مطلوب است چرا که تا زمانی که مرات یقین از نقوش اکوان
پاک نمی شود معلوم معلوم الکیف یا مجهول الکیف در خانه یقین مستقر محقق
می باشد اگرچه معلوم نمی شود نفس معلوم غیر معلوم است بلکه آن معلوم است
و اختیار یافتن برین نقصان بعد حصول نقیب نقیبی است چون از مرتبه
تفهیم و مفهوم الله تعالی وراء الوراء باشد و تحقیق این قول مفصل از تحقیق
حقیقی ظاهر نشود آن بهتر که با ایمان بیکیفی محض در نسبت صفات با ذات
او تعالی بمتابعه کلمه جامعه شکر الله تعالی سعیهم مومن باشیم و اطلاق نزاید
تحسب مراد آن عزیزان همچو مسایل مختلفه اسلامیه قول المجتهدین دانیم
و تحقیق او با و سپاریم و کلمه جامعه را معمول خود سازیم که هیچ محل شبه و ابهام
نیست زیرا که کمال تقدیس و عظمت او تعالی است که با وجود قابلیات
لا اعتباریه ذاتیه که مسمی بصفات اند نسبت او بصفات بیکیفی محض باشد

که نسبت بیکیف به بی کیف و بی کیفی است این نسبت عینیت و غیریت
بلکه مفهوم عینیت و غیریت از مخلوقات او است نه از صفات علی
سبحان ربک رب العزت عما یصفون و سلام علی المرسلین والحمد لله
رب العلمین مکتوب چهاردهم در تحقیق قابلیات صفات با صفات
بعد سلام آنکه چون در نسبت ذات با صفات تحقیق نمودیم که لا هو و لا غیره است
یعنی نسبت بیکیف که ذات است به بیکیف که صفات اند به بیگونگی است و عینیت
و غیریت از قبیل کیفیات است پس وجود ذات و صفات با یکدیگر اطلاق غیریت
و عینیت نتوان نمود همچنین وجود قابلیات صفات با صفات نسبت بیکیفی
است چرا که قابلیت صفات نیز بیکیف اند و آنچه ظاهر شده نیز مرتبه است
ظهور کمالات بی قابلیات صفات است نه نفس کمالات که کمالات
صفات بصفت غیب الغیب متحقق اند قبل از مرتبه ظهور در خارج و بعد از
ظهور و این گفتن که صفات بلباس کمالات ظهور پذیرفته این خلاف
حضرت چو بهت مکتوب پانزدهم در بیان صفات سلبیه الحمد لله اولا و آخرا
تو رود در خیمه سعادت لیل و نهار شیان حافظ کمل و فقه الله فرحت افزود و مطالعه
آن صحیفه بوضوح انجامید آنچه در تحقیق صفات سلبیه جناب جل شانه

مرقوم فرموده بودید که بعضی اعزه صفات سلبیه سلب صفت است
نه ثبوت صفت مثلاً در لم یلد نفی صفت تولد است نه ثبوت آن همچنین
در لیس کمثله نفی مثل است نه ثبوت آن پس معلوم شد که در صفت سلبی
سلب صفت ناقصه از آن جناب است نه ثبوت آن مگر آنکه بگویم که در
ذات منزه از نقصان شأن و صفت ذاتی است که صفات ناقصه را وصف
گنجایش در ذات پاک نمی‌دهد پس آن شأن و صفت صفت ثبوتیه است
نه صفت سلبیه پس در قولین تطبیق باید داد باین طریق که قایل بر صفت
سلبیه ثبوت را باعتبار آن شأن و صفت است که مانع نقصان است
و قایل در صفت سلبیه سلب را باعتبار آن صفت ناقصه که سلب آن از جناب است
اگر اتفاق ملاقات افتاد بالمشافه توضیح اوضح خواهد شد مکتوب شانزدهم

* در تحقیق اطلاق اسم عین و غیر بر صفات الله تعالی

الحمد لله علی ما انعم حمداً کثیراً اخوی باشرف الاخوان و برخوردار کمل خوردان
بعد سلام مطالعه نمایند بورود رقیمه مشفقانه فرحت افزود در دوری مدت
بود که عزیزی سوال متعلق غامضه نمود از مطالعه آن ارادت حاصل شد بارادت
شعار فقیر این هر دو اختلاف در این تحقیق بخدمت حاجی صاحب سلطانپوری
قدس الله سره ظاهر کرده بود از عبارت لطایف ستّه تعجب نموده فرمودند که انجم

Marfat.com

و نکات است همین است و این را ابا بعد دید بار هیچ نفرمودند تا انکه از عزیزان
دیگر هم تا حال هیچ تدقیق و تحقیق ظاهر نشد درین ولا انجا خاطر عاجز ریختند علیهم
حقی بیت ریختند که مرتبه ذات و صفات و ملزومات را دو شان اند شان
اول کنت کنزا مخفیا بحسب این شان ظاهر که مرتبه ذات و صفات ظاهرا
بظاهریت خود بغیب مسمی و مرتبه ملزومات درین شان در مرتبه خفا مندرج
محض و خفا انها مقتضی تسمیت انها بغیب الغیب و شان دوم فاحببت ان
اعرف فخلقت الخلق لاعرف بحسب این شان دوم ظاهر که مراتب ملزومات
بلباس ظهورات خود درین شان ظاهر و بظاهریت خود مناسب باسم
غیب در مرتبه ذات و صفات به اطلاق محض درین مرتبه بوساطت ملزومات
هویدا لیکن باین معنی ذات و صفات درین شان نیز که بغیب الغیب مسمی باشند
چون ازین تحقیق در شان ظاهر شد که قولین شریفین را جهتین اند یعنی حضرت
پیر دستگیر کلان قدس الله سره بموجب شان اول اطلاق غیب بر ذات و صفات
و اطلاق غیب الغیب بر ملزومات فرموده اند و حضرت محمد شریف جیو قدس سره
چون تابع اند و متبوع ایشان حضرت قدس سره لهذا تفاوت اطلاق غیب و غیب
الغیب بر ذات و صفات و ملزومات بحسب مرتبه شان ثانی که مرتبه ظهور است بیان نمودند

Marfat.com

لاجار بتحقیق شان ثانی که تابع است مر شان اول را بنظر مراتب ظهور بخصوصیت

خاص هر مرتبه چنان فرمودند و اطلاق غیب ملزومات بنا بر اطلاق غیب الغیب بر نفس ذات و صفات

انسب است نشد دیگر آنکه چون ستر ذات انسانی مظهر ستر ذات واحد حقیقی است

لاجار ستر و غیب ستر انسانی بر جمیع لطایف از جهت مظهر خود که متبوع جمیع مراتب

صفات و ملزومات است متحقق فرمودند آنچه فرمودند که اما غیب مظهر علم حضوری و غیب الغیب

مظهر حضور علم و نفس حقیقت ستر ذات ربانی باوجود آن همه در مرتبه صرف بحسب حضور

وجود است بامعنی که چون تحقیق ایشان منحیث عروج از طرف ثانی است لاجار جهت

عروج از مرتبه حصول که نفس ظهور است از مرتبه ملزومات که بغیب درین شان مسمی است

شروع شود درین شان و چون عروج از مرتبه علم حصول حاصل شد علم حضوری

وصول ملزومات در لباس ظهورات او متحقق و چون ازین مرتبه ترقی واقع شد وصول

صفات میسر شد حضور علم ظهور فرمود لیکن این حضور علم مرتبه صفات که غیب الغیب

درین شان است بحسب اصطلاح ایشان متحقق و چون بفضل او تعالی ازین مرتبه عروج شد

و وصول ذات جامع الکمالات بفضل او تعالی میسر گشت حضور حضوری علم حضور و حضور

علم نصیب این عارف گردید فافهم این آن مظهریت است که مخلوقه باشد لا ابل چون وصول مرتبه

غیب و غیب الغیب ظهور خواهد فرمود ماحصل این نتیجه خواهد شد سبحان الله از عبارت

علم ضرور لاجار علم حضوری در مرتبه غیب و حضور علم در مرتبه غیب الغیب

[illegible] علم حضوری

Marfat.com

متعلق بلطایف سته صریح ظاهر است که بیان ایشان از ستر انسانی است و ستر
ان نیز داخل است در مرتبه ظهور ثانی و ظهور ثانی تابع شان ثانی است لهذا فرد ما است را
بغیب و صفات را بغیب الغیب مسمی نمودن مناسب تر معلوم میکنم خود در کار از این است اما
اگر اتفاق صحبت می افتد آنچه زیاده مانده بالمشافه گفته خواهد شد ان شاء الله تعالی
بدعا یاد دارند و از یاد حق غافل نباشند مکتوب پنجاهم در تحقیق احاطه ذاتیه
الحمد لله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق
اعوذ بالله من الشیطان الرجیم الا انه بکل شیء محیط آیه کریمه است حضرات علمای ظواهر
شکر الله تعالی سعیهم احاطه او تعالی را باحاطه علمی ازین آیه تعبیر و تاویل میکنند و آیه ان الله
قد احاط بکل شیء علما را مفسر این آیه کریمه برقومت الصدد می فهمند و حضرات صوفیه
رحمهم الله سبحانه از آیه اول احاطه ذاتی بیان میکنند و از آیه ثانی احاطه علمی
میفهمند چون نظر دقیق کرده میشود قول باحاطه علمی درست بی شبهه مینماید
و قول باحاطه ذاتی موهم جسمیت و ظرفیت میگردد لیکن تحقیق این بیان فرمایند
تا حقیقت قولین بر منصه تفصیل جلوه گر گردد جواب عزیز من این عاجز را چه یارا
که در تفصیل اقوال اکابر زبان بگشاید اما چون سایل را از جواب چاره
نیست بحکم واما السائل فلا تنهر موافق فهم ضعیف خود آنچه از نور افتاب

Marfat.com

علم حضرات صوفیه اقتباس نموده شود و مفید افتد در فهم حضرات علمای ظاهر
آنچه فهمیده و گفته اند مردم را به قدرت که در آن سخن کنیم اما چون با مسایل علمای ظاهر
قرب یکدیگر بی تکلفی است اگر از جانب حضرات صوفیه بحث بیان واقع گردد
شود در دست است لیکن از نتیجه چیزی گفته میشود اما اول آنچه نقصان در سوال
مسائل اهل سنت بیان نمائیم بعده تحقیق عقیده یعنی هرگاه مسائل حق سبحانه و تعالی را
از جسم و جوهر پاک و منزه میفهمند و تعلیم با حاطه ذاتی که از ضمیر آنه هویدا است از جناب
قدس سبحانه میفهمند از غیر لبس توهم جسمیت در منزلا از کجا میفهمند آری اگر مردم
در گفت قولی نفی جسم میکنند اما بوقت امتحان باطن ایشان ملوث بعقیده
مجسمه یافته میشود تعالی عن ذلک آری مجسمه را سزاوار است که نفی احاطه ذاتی
در جناب فهمیده لاجرم رجوع با حاطه علمی نمایند زیرا که در ثبوت احاطه ذاتی نزد
فهمیده ایشان ظرفیت و مظروفیت اشیا به ثبوت می بوند چرا که
از احاطه تجسم لابدی است متصور نیست و چون اهل سنت و جماعت نفی
جسم و عرض بل جمیع حیثیات تقیدی حدوثی از جهات او تعالی میکنند
و این معنی از اول و ثانی از کلام او تعالی فهمیده چگونه وهم جسمیت و ظرفیت
و مظروفیت که خاصه ممکنات است در ایشان پیدا میشود و چون مسائل نزد ایشان

سبحانه را الطف و متبوع و صفت را لطیف و تابع اعتقاد دارد پس
چنانچه به قایل بودن باحاطه شیی الطف و متبوع که ذات است توهم جسمیت
و تحرک و حیث و ضلع و حیثیت به او می شود همین توهم در مرتبه لطیف و تابع که صفات است
به قایل بودن باحاطه باید که غالب تر پیدا شود پس سبب این توهم چه احاطه
ذاتی و چه احاطه صفاتی همه را موقوف باید نمود و حال آنکه چنین نیست بلکه
نفی اول و ثبوت ثانی می نمایند و این ترجیح بلا مرجح است و نیز چون می
فهمند که ذات الله تعالی قایم بذاته است و صفات تمام بذات قایم
و قیام صفات بذات مجز از احاطه ذات است و صفات را پس چرا
نظر بعقیده خود نمی کنند که موجب این عقیده احاطه صفات باشیا مجز
از احاطه ذات است به اشیا زیرا که محاط محاط محیط او است البته و نیز
چون می فهمند که بوجهی من الوجوه صفات از ذات منفک نمی شوند پس تعلق
صفات را باشیی گفتن و نفی تعلق ذات از آن کردن مجز از عقیده انفکاک
صفات است از ذات و نیز چون می فهمند که صفات زاید اند بر ذات نه
عین ذات پس چنانچه علم ذاتی را زاید فهمیده قایل باحاطه او شده
به نسبت آنچه که قایل احاطه ذاتی را نمی شوند زیرا که چنانچه علم صفتی از صفات است

خوانست احاطه بتعمیم صفتی از صفات او سبحانه الله هرگاه سائل از دقایق
در حور سوال بیخبر باشند از جناب احاطه او تعالی که وراء تراوش ذهنی است
چه نداید بالغرض عبارت را مختصر کنیم و گوئیم که احاطه بر دو قسم است صوری یا
معنی و حقیقی احاطه صوری خاصه و لایق مراتب مخلوقات است از ادنی
تا اعلی و در این احاطه ظرفیت و مظروفیت جلی و یا خفی متحقق اگرچه
بعضی جا مجهول باشد و احاطه معنوی احاطه صفات حقیقی است تعالی
مر اشیا را چه صفات ذاتی و چه فعلی که جمیع مراتب ممکنات را از ازل
تا ابد بتصرفات تعالی خود با تعلق کمال دارند چنانچه صفت قدرت که بتصرفات
معانی قدریه با جمیع اشیا تعلق بر کمال دارد کذالک صفة العلم والارادت
وغیر ذلک من الصفات و احاطه حقیقی خاصه ذات پاک او تعالی است
و احاطه حقیقی این است که جمیع مراتب وجوب از صفات و کمالات و جمیع مراتب
امکان از جوهر و جسم و عرض از ظاهر و باطن قلیل و کثیر قیام در وجود
از ذات سبحانه دارند و غیر ذات او تعالی با این حقیقت حقیقی استیعاب
همه و یکی متحقق نه والحمد لله علی ذلک که بفضل خویش از حقیقت حقیقی
احاطه مطلع گشت و از این تحقیق توهمات جسمیت و ظرفیت فرو نشست

Marfat.com

و آنچه می بالنیست بر صفحهٔ اعتقاد جلوه گر شده باید فهمید که توقف علماء ظواهر
شکر الله تعالی سعیهم در احاطهٔ ذاتی منبعث از نفی احاطهٔ مفهوم بر صورتی
عوام است مخبر از نفی احاطهٔ حقیقی زیرا که ثبوت این احاطه ایمان محض
است ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم مکتوب
سیزدهم در تحقیق بعضی عقاید شرعیهٔ اعتقادیه الحمد لله الذی اخرجنی من
ظلمات الکفر وادخلنی فی دار الایمان بالنصر والظفر فسبحان من یحیی
الاموات ویوصلهم فی درجات الولایات فهو المنزه عن الاتحاد والحلول
فی المخلوقات بالذات والصفات وان کان جمیع ما سواه عین ظهور
محض الکمالات والشئونات فسبحان من احتجب عن عیون الغافلین وتجلی
الحاضرین فی عین حضوره المتحیرین بوزده رقیمهٔ اخلاص مشحون از ان
محبت یکین فرحت افزود و خاطر تشنه آب اسعد الطالبین سیراب گردید
آنچه مرقوم بود که جواب مفصل مرقوم نمایند انشاء الله سبحانه هرگاه رسید اگر موانع
بیان می نمایم نغود بتمام مشروع فرمایند اگرچه قبل ازین رسایل توحید و نسبت
معیت و اقربیت حق سبحانه با خلق بعد مجاهدات بسیار و صحبت یابی
بی شمار است اما الحکم و اما السائل فلا تنهر آنچه که عبارت محمل آن میتوان گرد

تحت قمی آدم نشاید که نافع باشد اول آنکه انجه مرقوم بود که بعضی مردم میگویند
که اگر عالم را غیر حق تعالی گویم مخلوق را با خالق چه لازم آید مستفعا این توهم از عدم
رسیدگی است بحقیقت الله سبحانه که صانع هست و حقیقت مخلوقات که مصنوع
اویند اگر اطلاع بر هر دو حقیقت مذکوره میخواهند مثال صورت متخیله خود را دلیل
این مدعا سازند و صورت متخیله خود را بعد تراشند در مرتبه متخیله غور نمایند و ببابند
که تمامه صورت مجعوله متخیله از سر تا پا با جمیع عرصه و مکان که ظرف محل تحقق
صورت است در مرتبه وهم محض است و صانع آن صورت متخیله که شخص است
موجود خارجیت لیس با وجود غیریت صریح و احاطه و معیت آن شخص
با صورت آن اتحاد و حلول در صورت و لزوم حد با و منزه و مبرا است چراکه
مرتبه وهمی را با مرتبه حقیقی خارجی جنسیت نیست قریبه باشد یا بعیده و این
امور مذکوره بی جنسیت قریبه یا بعیده متحقق نمیشوند کما لایخفی علی الناظر المتامل
عزیز من چون تحقق حد و در میان دو شی متبت مکان بهر دو ظرفیت
بس عجب باد آن که با وجود ایمان بر لامکانی الله سبحانه احتمال حد پیدا
آورد با وجود این که هر حادث صریح ضد قدیم و جمیع اضداد غیر یکدیگر حادث
را از اطلاق غیر قدیم توقف نماید پس محقق شد که در نظر دانا مخلوق

Marfat.com

نفی خالق و تحقق حدود با اطلاق غیریت در میان خالق و مخلوق غیر معقول
و آنچه نوشته بودند که اگر گفته شود که همون معلومات الهی جل شانه موجود شده اند
لازم آید که اشیا و حقایق ایشان شیء واحد باشند و آن غیر جایز که حقایق
اشیا را آنحضرت متصوفه قدس اسرارهم معلومات الهی جل شانه فرموده‌اند
سعادت شعارا متصوف صاحب تکلف را میگویند که بتکلف حال صوفی
بر خود گیرد و اینکس نارسیده بمدعاست پس حضرات صوفیه باید گفت نه متصوفه
تا کلام ایشان محل اعتماد باشد پس باید دانست که تحقیق قول صوفیه عظام محتمل
در معرفت معلومات بسیار ادق است چه اگر گوییم که همان معلومات موجود شده
اند لازم آید که اشیا و حقایق ایشان شیء واحد باشند و اگر گوییم که موجود غیر معلوم
است این خالی از دو حال نیست یا آنکه گوییم که معلوم دیگر بود و موجود غیر آن
شد پس لازم آید که آنچه موجود شده معلوم حق نباشد و این نقصان علم است که معلوم
دیگر باشد و موجود در ذات خود غیر معلوم باشد یا آنکه گوییم که معلوم در علم بود
و آنچه موجود شده مثال آنست در این صورت وجود مثالی در علم او تعالی
لازم آید و این از صفات مخلوقات است پس تحقیق این آنست که هر شیء موجود
مخلوق را با صفات الهیه سبحانه دو نوع تعلق است با صفات ذاتیه چنانچه قدرت

تعلق تهن

وعلم وارادت و مابین تعلق هر شیئ بموجود و معلوم و مراد حق است از لا تعلق
این صفات عالیه با هر شئ قبل موجودیت اشیاء و بعد آن متساوی است
بی کمی و زیادتی و بی تقدیم و تاخیر اگر کمی و زیادتی است یا تقدیم و تاخیر
است بنسبت شیئ مذکور است بنسبت قدرت علم الله سبحانه تعالی عن
ذلک و بی حصول وجود مثالی هر شیئ در علم بلکه بعلم حضوری هر شیئ را
با جمیع وجوه و اعتبارات او در هر مرتبه که شدنی است با جمیع مراتب زمان
و مکان ازلا علیم بر حق است الی الابد و هر شیئ بعینه معلوم است نه حصول شیئ
اینها که صور علمیه بعضی ازین مراد داشته اند حاشا و کلا صور و حصول او در علم
او تعالی گنجایش نه بلکه معلوم او بعینه همون شیئ است قبل الموجودیت
و بعدها ذلک من المعارف الغریبة التی افاضها الله سبحانه علی قلب
صاحب الطریقة الاحسنیة فی الطریقة النقشبندیة و تعلق است با صفات
فعلیه چنانچه خالقیت و رازقیت و هر شیئ بعینه مخلوق و مرزوق و حادث
با این تعلق لیکن شیئ من حیث تعلق صفات فعلیه مخلوق و موجود
و حادث است نه آنکه معلوم شیئ دیگر است و موجود شیئ دیگر این تنازع صریح
پس محقق شد که همین زید معلوم است و همین زید موجود نه غیر زید و آنکه

مرقوم بود که لازم آید که حقیقت شی عین شی باشد نفهقا اینوقتی باشد
که بگویم که المعلوم معلوم چنانچه گفته شود الحیوان الناطق حیوان ناطق
بلکه میگویم که هذا الموجود هو هو معلوم لا غیره و کما یقال هذا الانسان هو
حیوان ناطق فلیس الانسان الا الحیوان الناطق پس حقیقت الشی شی
درست آمد پس فرق در حمل عبارت است نه در نفس شی و حقیقت همه عرم
پس کنم خود زیر کار از این پس است واکه مرقوم بود که حضرات صوفیه مخلوقات
از مراتب واحدیت و نمود دانند در خالق و مخلوق محض تغایر اسمی مقرر نموده
اند چنانچه ژاله و باران و الا یک خبر است نفهقا اگر مخلوقات را از مرتبه
واحدیت باینمعنی گویم که جزوی از اجزای مرتبه واحدیت است این
خطا محض است زیرا که واحدیت مرتبه صفات است و مرتبه صفات منزه
از تجزی و تبعیض و هیچ یکی از صوفیه قایل تجزی و تبعیض آن مرتبه نیست
آری اثر موصوف انچنین گفتن درست نیست چرا که وصول او در مرتبه
ظلیت است و صاحب ظل از خطا محفوظ واکه مثال ژاله و باران میگویند مراد او ان
جزئیه نیست نعوذ بالله منهن بلکه مثال من بعض الوجوه برای تحقیق و ثبوت
هستی از ظهور مطلق صفات فرموده چنانچه ژاله صریح ظهور مطلق آب

اما قطع نظر از مرتبهٔ جزئیت والا اگر محض تغایر اسمی بگویند و
حقیقت متحد میخوانند یعنی یافت نه یافت صوفی اهل صفا است
بلکه درک متصوف اهل هوا است ربنا آتنا من لدنک رحمة
وهیئ لنا من امرنا رشدا دیگر آنکه یک تخته تخت پوش پلید باشد
باید دید اگر تختها را با یکدیگر با میخها پیوسته اند که پاک یک تخته شده
حکم تخته واحد دارد نماز بر تمام جائز نیست خواه جای پلید نماز کند خواه
پاک و اگر تختها را با چوب یک تخت تخت نامی باشد با میخهای می پیوندند
و بوسیله آن چوب نسبت پیوستگی به تختها است با یکدیگر و تختها را
بوسیله آن جدا میشد نماز بر تخته پاک جائز است جواب سوال
در تخته در اگر یکطرف آن پلید باشد تیز [illegible] حاصل شده و چادر [illegible] حکم
تخته دارد بروی نیز در گوشه پاک نماز درست نیست اگر مقتدی بغفلت
از رکن امام خبر نیافت بعد جز اگر یابند لاحق آن که کان موقوفه را
ادا کرده با امام رسید درست است و اگر رکنی در میان گذاشته با امام
پیوست درست نیست مسواک غیر مسواک خود گرفتن جائز نیست لقطه تا
لقطه نیز دارد و تعریف معتاد آن نکند اگر زن حایضه قبل از عادت پاک

[illegible]

Marfat.com

باشد رفته و نماز بعد طهارت ادا نماید اما نزدیک شوهر زود الف در قرآن که در شکل تتلوا می‌نویسند چنان معلوم است که برای فرق در میان صیغه جمع و مفرد است که بعضی صیغه مفرد در صورت صیغه جمع می‌آیند در جای که لا باشد وقف نا کردن ضرور است و بعضی قراء که در بعضی موضع که در وقف کردن بهتر است وقف نمی‌کنند سند از بعضی صحابه رحمهم الله تعالی رسید که تمام قران بوقف خوانده اند و در سوره فتح در انوار حاشیه می‌نویسد که وقف النبی صلی الله علیه وسلم در ماندگی وقف کردن عند است بزرگان حالت عدم ماندگی را منظور داشته اند و گفته اند اگرچه نام نگرفته اند الغرض کلیه این است که هر که دلنا از معانی در ترکیب الفاظ است اگر تعاقدت الفاظ را منظور داشته باشد برو چندان ضرور نیست مگر اینکه تعلیم بعوام نشود در رعایت وقف ضرور نیست و این مسایل وقف و بعضی مسایل دیگر که در فهم نیایند موقوف بر حصول صحبت دانای نذیر رحمکم الله سبحانه و یغفر لی خطیئتی مکتوب نوزدهم در جواب

در تحقیق حقیقت کلام الله تعالی

هو المتکلم بلا تعدد و مخاطب با الکلام الواحد الحقیقی فی الازل و ظهور کلامه علی المخاطبین بالفاظ

Marfat.com

متعدده فی مرتبه بحدوث بکمال الکرم والفضل لطیفه انیقه نزف انوار
دوستان بهجو از اشرف محبان بر نور در احسن اوقات شرف صدور یافت
و بر حقیقت امور مطلوبه مطلع ساخت چون خبر مکتوب آن عزیز مشتمل بر توضیح
عقاید نوشته بودیم از تدارک آن عقیده که میان عزیزان درین اوقات اشکالی
داشت در حل آن تکلفها می‌کشیدند و بفضل او تعالی بفضلا واضح گشته و در درج
کتابت در آمده بالعزیز نوشته میشود مبید است که این نیز از خدمتگاری
دوستان نامه با مرحومی قدیم چون بتقریر اهل سنت و جماعت است که حق سبحانه
در ازل الآزال بکلام نفسی حقیقی متکلم است بی تعدد و تجزی زیرا که تعدد
از حروف و الفاظ پیدا شود و این هر دو در آن مرتبه عالیه گنجائی ندارند
و هیچگونه گنجایش اینها نبود که او تعالی متکلم بکلام نفسی است خیالی
مرتبتین و تعدد حروف خاصه مرتبه خیال و لسان است لغوا انعدم تلک
والخیال تثبت الکمال و چون بر اکثر افهام تحقیق این معنی دشوار بود بجهد
وجه بیان اینکه هرگاه او تعالی در ازل متکلم بود و هیچ شیء غیر او با او نبود کان الله
ولم یکن معه شیء پیش ظهور کلام او تعالی مخاطب واقع شود و کلام بی مخاطب
در مرتبه معروفه بمنزله لغویت و ضمنا بی مخاطب هم آشنایان تمام ظاهر است که تکلم

محض برای تفهیم و فهم معانی است و چون او تعالی بعلم ازلی خویش مدرک
جمیع مراتب وجوب و امکانست بالکل و کماست پس آنچه از کلام مدرک خواهد بود
از دو چیز خالی نیست زیاده بر معلوم یا عین معلوم در اول نقصان علم
و در ثانی تحصیل حاصل و دیگر آنکه آنچه درینجا ظاهر و بدیهی است و ما یان بقرائت
آن تشریف میتوانیم متعدد و متکثر است و عقیده شرعی آنست که کلام
خدای تعالی مقروست بر زبانهای ما و محفوظ است در دلهای ما و مکتوب است
در کتابهای ما ~~مکتوب است در کتابهای ما~~ و آنچه بین الدفتین است قران
است و کلام او در حالی که درین مراتب مقرره شرعیه بر ما آنچه تحقیق و بدیهیست متعدد
و متجزی است پس اگر ما کلام مطلق او را در این مراتب مذکوره دانیم پس آنچه مقرو و محفوظ
ما است این را چه خوانیم چه اینها را مخلوق و غیر کلام دانیم پس از کلام او تعالی محروم
باشیم و این خلاف مقرر فرقه ناجیه است این حقیقت مغنی طفیل افکار خود دیدم پس اگر ما این
عاجز چنان ظاهر شده اند که او تعالی ازلاً و ابداً واحد صرف و جامع ذات قدیم است
با جمیع محامد و اوصاف بوحدت حقیقی باطلاق صرف نفسی بحرف و صوت
یا درک مطلق نورانی چنانکه شاید بلکه هر صنعتی از صنعتها هر اسمی از اسمائه
ازان جناب قدس سمعی و وصفی هستند نقش ذات بر ذات قابلیت

Marfat.com

از قابلیات لاغایت بل ذات او تعالی هر خود را امح مدائح هست و اعلا
ثنا را و با وجود بیغایتی و بی نهایتی این مراتب از تعدد مبرا و منزه از تجزی
بی کیف حقیقی همانست که با وجود کمالات لاغایات تعدد و تجزی در آنجا
گنجایش نمی‌داشته باشد سبحان الله کلمه لانهایت که در اوصاف اوست
کافیست برای نفی تعدد و تجزی چه هر چه متعدد و متجزی است بلاشک نهایت
پذیر است بلکه هر عدد در مرتبه خود منتهی است فاذا انتفی النهایات انتفی التعدد
والتجزی و چون همه در وصف بی متکلم تحقق نپذیرد لیس او تعالی مسمی باشد
باسم متکلم و موصوف بصفت کلام با این حقیقت حقیقی در وحدت تحقیقی و احتیاج
راه مخاطب غیر او نبود پس کلام او تعالی با این تحقیق کامله بلا تعدد و تجزی در ازل الآزال
بیانشک و شبهه موجود و ثابت باشد چون صفت کلام از صفات ذاتیه است و ظهور
صفات ذاتیه فی المرتبتین است قدیماً فی مرتبة الوجوب و حدوثاً فی در مرتبة الامکان
پس این ظهور مذکوره فوقانی صفة الکلام در مرتبه اولی قدیمی و ازلی است
و با این ظهور او تعالی مسمی باسم ظاهر باشد بعد این ظهور اول احتیاج مخاطب
غیر او نبود و تحقیق ظهور ثانی چنین است که هر صفتی را از صفات و هر مدحی را از
مدائح او قابلیست مخفیه غیب الغیب لانهایة هستند و این قابلیات

Marfat.com

مخفیه اقتضاء ظهور ثانی و موجودیت خارجی داشته‌اند بارادهٔ حقیقی و حکمت
بالغهٔ تحقیق پر اوقات موقوتهٔ ازلی و این اوقات نیز ظهور مقتضیات همان
قابلیات‌اند لاغیر تا بظهور قابلیات مخفیه در نیمرتبهٔ ظهور ظاهر پیدا کنند و مراتب
مدح و ثنا با جمیع قابلیات لانهایهٔ خویش گردند یعنی عبارت از انست
از مرتبهٔ غیب در مرتبهٔ شهادت باطلاق بحت ظهور پذیرند من حیث الفنا و از مرتبه
امتزاج در مرتبهٔ عرفان تفصیلا جلوه گر شوند تقیید و حدود تا سنجش نقوش قابلیاتها
چون اوقات ظهورشان با شرایط مقدره در رسید بظهور فیض وجود حقیقی موجودیت
تقییدی اعتباری حدوثی از کتم عدم در نیمرتبهٔ محسوسهٔ شهودی و نمودی رسید گردد
و نمودشان بقدر نمودشان عطا نمودند و همگی بنفس ظهورشان مدح جناب قدس آمد
و معاینهٔ خفی و غیبی در مرتبهٔ عرفان شهادتا و تفصیلاً ظهور نمود و در عین
شهود انیمراتب ظهور ذات و صفات کامله باطلاق بحت واقع معنی لیسبح
لله ما فی السموات اینجا باید فهمید بس هر ذره ذرات کاینات بنفس ظهور
مدحی و وصفی است جناب قدس حقیقی را و کلمهٔ الست از ظهور کلام مطلق
او در مرتبهٔ ثانی مدح حضرت عیسی صلوات الله علی نبینا و علیه السلام لفظ
کلمه از جناب قدس و آیته با تقدست کلمات الله نسبت این دعا و موضح این

از دعا است مکتوب بیستم در تحقیق قول منظومه حضرت پیر دستگیر سیوری قدس سره

ها من ترا گفتم همین حمد است ها تو نیستم همین حمد است ها شعر این معنی

است پس این ظهور صفة الکلام در مرتبه ثانی حدوثی و تقییدی بود باین

ظهور او تعالی مسمی باسم الظاهر باشد و بکلام واحد حقیقی در هر دو مرتبه متکلم تحقیقی بود

و هر ذره از ذرات کائنات مظهر کمالات کلام مطلق باشد بحیثیت تحقیق مصدره

و این ظهور ثانی صفة الکلام بر دو نوع است عام و خاص در نوع عام هر ذره

از مخلوقات نسخه کتبی و از بود و مرتبه جامع اجمع در ظهور عام نور محمدی است در مرتبه

ابو الارواح او علیه الصلوة والسلام در مرتبه اجساد و عام بودن این درجه

بانجمعنی است که هر فردی از افراد کائنات اگرچه ظهور کلمه است از امر کن و حمد

تنها بصفت محمودیت حقیقی را متضمنست ظهور کمالات لیکن هرچه دارد از افعال و اقوال

و غیر ذلک از حیثیات تقییدی منسوب و مضاف درین مرتبه بسوی تقید است

اگر کلام مخلوق است منسوب بسوی مخلوق و اگر سمع و غیر ذلک نیز مطلق باو

زیرا که در تخلیق اینها قلیل و کثیر واسطه مخلوق واقع بلکه در تخلیق اینها تخصیص

انتساب و دلالت ذاتی الی مخلوقه تعالی نیز مخلوق کرده اند و حفظ این خصوصیت

بر هر فردی لازم نوشته و نوع خاص کتب منزله سماویه من حیث اللفظ والمعنی

مکتوب بیستم

لا منحیث اللفظ والفاظ احادیث قدسی گویا برزخی است میان دو نوع
عام وخاص واکمل واجمع در نوع خاص حضرت فرقان است لا رطب ولا یابس
الا فی کتاب مبین برین مدعا دال است وخاص درین مرتبه باین معنی است
که لفظاً وحقیقةً منسوب بجناب قدس است ودال بر کلام مطلق حقیقی ومعنی
دیگر درین دلالت وانتساب شرکت با و ندارد ودر وسط هیچ مخلوق من حیث
تصرف غیر از مظهریت فقط هرگز متصور نیست اگرچه منحیث اللفظ نقط
باشد بلکه در عین تخلیق این الفاظ وحروف متبرکه تخلیق وتخصیص
انتساب ودلالت ذاتی ذی الی الله تعالی نموده اند والتزام حفظ این
خصوصیت بر همه مومنین فی جمیع الازمان مقرر فرموده پس این تحقیق
متحقق شد که در مظهریت ظهور قابلیات از ناحیه خود کلام مطلق ماجیه
حقیقی با جمیع قابلیات خویش کما هو اطلاقاً ظاهر وپیدا است و
در عین پیدائی مقروء قاری ومحفوظ حافظ ومکتوب در صحائف ثابت
بی احاطه قدرت قاری بی ادراک حفظ حافظ وبی اتصال حروف
وکاغذ بلکه محیط جمیع ذرات مظهریست به بیکیفی صرف وانچه مدرک بی
ومحاط است غیر ظهور قابلیات از ناحیه نیست واین را بدیت ادعا

Marfat.com

کہ مومنان را در دار آخرت شدنی است و او تعالی مرئی ما خواہد بود بلا احاطہ و ادراک قیاس باید کرد کہ ہیچ نسبت و اضافت حقیقت کلام بسوی او تعالی من حیث صفت ذاتی اوست و انتساب الفاظ و حروف بتعالیہ با لجناب الاقدس من حیث اعلی مرتبہ مخلوقہ اوست و مظہریت خاصہ حقیقت کلام مطلق لاذراکہ این امر بیانی منتظم کہ بر الواح و کاغذ و غیر ذلک ثابت است ترکبت مسیح مخلوقی ہر روی متصور نیست غیر از مظہریت فقط و نیز ہمین معنی ثابت است و نفخت فیہ من روحی و درینجا روح مطلق مراد است کہ مبدأ مخلوقات است سبحان اللہ ازینجا عظمت و علو این حروف و الفاظ قرانی باید فہمید کہ الحمد حضرت تعظیمی روح مطلق را بعین مرتبہ جوہریت و بسیط تعینیت خود مودہ اند این حروف و الفاظ را درین مرتبہ مخصوص مرکبہ قرانیہ و مناسبت فیما بینہما از راہ مخلوقیت اینہا بواسطہ مخلوق است پس از معنی و حقیقت این حروف کسی ہیچ بیان نماید الغرض اکمل و اجمع و اشمل از جمیع آیات قرانی آیہ تسمیہ است ازینجا است کہ اول ہر سورہ آمد و لفتتاح و ابتداء ہر سورۃ بیک آیت الوہر ابری الزاتمو ذی بال بوی لازم پس کلام اللہ بلفظ یا جمیع کمالات خود بحیثیت جامعیت حقیقت این آیت عظمہ است بصورت لفظی این

آیت مبترکه صورتی است مر حقیقت حقیقی خود را که کلام مطلق است و کمالات

آن کلام مطلق من حیث مفروده معنویه حقایق اند مر دیگر آیات قرآنی و کتب

منزله فوقانیه را در مرتبه کلام نفسی بحیثیت جامعیت و مدح مطلق که حقیقت

تسمیه است منبوعیت مر جمیع کمالات خود را او مراتب تمامی مقیدات که ظهور

قابلیت اند یا جیه کمالات کلام مطلق اند در اوقات موقوته اقتضای

ظهور داشته اند بحسب ~~اقتضای ظهور دا شته اند بحسب~~ اقتضای عالی مجود امر کن

که قابلیت از کلام مطلق بر منصه شهود جلوه گر شده اند باین تحقیق واضح شد

که تسمیه نقطه ایست جامع مر حقیقت و صورت الف لام میم را حقیقتاً

و صورةً و مراد از الف لام میم مرتبه مرتبه وجوبست از ینجا تحقیق این ابیات

که حضرت برزحق تسمیه فرموده اند باید دریافت و السلام و الاکرام ؞

گرچه دورم ولی قریب ترم طالب روی دوستان خودم باید دانست که تسمیه

کلام حق سبحانه است سوال اگر گویند که مقرر اهل تحقیق است که کلام او تعالی

بحرف و صوت است و تسمیه تمامی حروف است لیکن چگونه اطلاق کلام بر و

جایز باشد کذلک علی جمیع الکتب السماویة المکتوبة فی مصاحفنا

والمقروة بالسنتنا والمحفوظ فی قلوبنا جواب اطلاق کلام بر تسمیه و جمیع کتب

Marfat.com

مماد به نزد و ما همین ازجهت اضافت تخلیقی یا ازجهت اضافت توصیفی

اگر همین حروف مکتوبه اطلاق بکلام او تعالی کنیم نیز درست است اما این

اضافت سلب اضافه تخلیقی گو چه نیز اگرچه تمام کمال این حروف مخلوق هو هو کمالی

او تعالی است بدامی مظهریته کلام مطلق حقیقی که منزه از حروف و صوت

است و تصرف هیچ مخلوق در تخلیق آن متصور نیست الا البیان المحض چون

از تصرف تمامی مخلوقات این الفاظ مبرکه عالیه منزه باشند و الفاظ را از نسبت کردن

بسوی متکلم چاره نیست پس لا جاید این الفاظ عالیه را نسبت کرده شود که کلام او تعالی

است اما اضافه تخلیقی علو شان قرآن را باید دید که اگرچه روح اعظم را در عین مرتبه

علو برد حاد قرائی که از جمیع مخلوقات مخلوق اول است و نسبت مرتبه تنزیه دارد

با صفت تخلیقی مشرف ساخته اند چنانچه قوله تعالی و نفخت فیه من روحی مشعر به معنی آنست

که نفخت مخصوص بمعیت حق سبحانه یک ربط بکثره مظهر کلام خصوصی و دمی اعیان

نسبت نموده از حقیقت حقیقی آن کلام چه بیان نماید که از صفات قدیم ازلی و ابدی است

گر اما بیست که بی لب لیکن این نقطه هر یک محل آن متصور گردد و ما کان لبشر ان

یکلمه الله الا وحیا او من وراء حجاب الا یته و اگر از حروف نظر بر دو بحسب بواسطه

این حروف متشکله همه موجود بری از کلام حقیقی است و از تا تکلم آن حفظ آن

بمجرد ادای این حروف بی تقدیم و تاخیر بمعیت حقیقی واقع است اگر این
مرتبه حقیقی اطلاق کلام کنیم درست است اما باضافت توصیفی زیرا که در عین
تکلم این الفاظ متبرکه تکلم بکلام مطلق حقیقی است غیر اگرچه تکلم این الفاظ تکلم
بکلام حقیقی نیست میسر نیست بدین جنس کار کرده باشیم ذلک فضل الله یوتیه من یشاء این
از فضل او تعالی است که با وجود علو شان کلام مطلق که از کرد حروف با ک
و مبرا است بسبب مظهریت این الفاظ متبرکه بندگان را از حقیقت کلام مطلق
بی زیادتی و نقصان مشرف میفرمایند باید دانست که ظهور کلام مطلق
اولا بنفس عاست که آنجا حرف و صوت نیست اگرچه نورانی باشند و این
ظهور اول در نور اول است که نور محمدی است صلی الله علیه وسلم و القای لطیفه
سری مستعار از انست فی ثانیا بحرف و صوت نورانی که آن جبرئیل بسمع حضرت
والا اعلی کلام الله دعلی بالمراد و المراد الله ازان مراد است و ثالثا بحرف و صوت جسمانی
که آن تکلم جبرائیل بر انبیاست رابعا بحرف و صوت جسمانی که آن تکلم حضرات
انبیاست علیهم الصلوات خامسا بحرف و صوت مکتوبی که آن کتابت مصاحف است
بس مومن را باید بهر مرتبه نزول اتم خیر که مشرف گردد در عین وصول این مرتبه
وصول مرتبه حقیقی کلام مطلق بل وصول متکلم ازلی با طلاق محض بی حلول

واتحاد یقین نماید تا در جنت نماند مصرعه یار در خانه من گرد جهان گردیدم ۱۲

نقل مشهور است مکتوب است بنام حکیم محمد صادق جالندهری در تحقیق عقیده که انسان

فاعل مختار است بسم الله العظیم والحمد لله الکریم معروض میدارد

محب صادق را بهره از صدق حقیقی و معرفتی از عقیده صدیقی در مسئله اختیار

چنانچه مقرر اهل سنت و جماعت است بفضل بی نهایت او تعالی حاصل باد

عزیزمن در مسئله اختیار و معذب شدن بنده عاصی بطور رسم قیاس رسیده

بود که هرگاه هر ذره از ذرات و هر مخلوقی از مخلوقات من کل الوجوه مراد و مقدور

ارادت و قدرت او تعالی باشند در هیچ زمانی بلکه آنی از جنبش و آرام هر چه از ایشان

بوجود آید همه بتمامی خلاف ارادت و قدرت و اختیار خداوندی است

بنسبت بنده مختار گفتن و فعل اختیاری این را موجب عقاب این مقرر نمودن چه معنی

دارد و ثبوت نام مختار باوجود این اضطراری کمال در حق او چگونه متحقق شود باوجود این

بی اختیاری کمال او را معذب ساختن چگونه از انصاف باشد عزیزمن دانستن این مسئله

از دو راه است از راه تقلید و تحقیق و تحقیق اما تقلید مثبت که چون اهل ناجیه

سنت و جماعت را از همه مذاهب اهل حق یافتیم پس در جمیع مسائل مقرره ایشان

تقلید کامل هر خاص و عام را از اتباع ایشان صادق کامل و معتقد شامل بعد استماع

Marfat.com

عقاید مذکوره باید بود اگرچه بر تحقیق وجوه آن مطلع نباشم و به تعیین قلبی بدانیم
که آنچه مقر این طایفه اهل حق است برحق است چنانچه طالب العلم مبتدی را از تشبیه
در حقیقت علم فوقانی که در آن درس نمی‌دارد میدیده است اگرچه نمی‌فهمید اما می‌فهمد
که نمی‌فهمد لیکن ایمان تقلیدی غیبی بر حقیقت آن علم فوقانی خود دارد بی ریب
و شک اما تحقیق این تحقیق موقوف بر تحقیق حقیقی حقایق اشیا است کما قال
النبی صلی الله علیه و آله و سلم تعلیما لنا الهی خلصنا عن الاشتغال بالملاهی
و ارنا حقایق الاشیاء کما هی و آن تحقیق مرتبه عالیه دارد که نادر را از خواص
بلکه اخص خاص نصیب است و در تتبع بی خویش بآن سرفراز میفرمایند ذلک فضل الله
یؤتیه من یشاء اما چون برکت لسان ردش بیان انجمن عزیزی نادر العصر
بعید نیست که ذره‌ای از عقیده مبتدیان صادق نیز به تفهیم بیان خود نوعی از انجمه
تحقیق در دهد و معطر سازد بنابر آن حرفی چند که امانتی است از آن عزیزان
بر طالبان مستعد بیان مینماید باید دانست که قبل موجودیت خود هر مختار و مجبور
مراد و معلوم و مقدور علم و ارادت و قدرت خداوندیست جل شانه ذاتاً
و صفاتاً و کمالاتاً باختیار رب تعالی تم برهانه و این همه برای اظهار حسن کمال
اسمای خود است در مرتبه خارج بی احتیاج او بسوی این اظهار درین حکمت

Marfat.com

بالغه است و تحقیق علیحده پس بعضی از آن معلومات و مرادات و مقدورات
در مرتبه خود بمظهریت صفات لطیفه مخصوص و بعضی بمظهریت صفات قهریه
با حسن کمال هر صفتی از صفتین بمظهریت مظاهر مخصوصه خود ما ظهور اظهر پیدا کنند
و چون در جمیع مظاهر کامل تر و اقوی تر برای مظهریت آن مراتب عالیه انسان
است و تحقیق مظهریت کامله بی ظهور جمیع صفات ازلی لم یزلی او تعالی متحقق
نیست پس در همان مرتبه علم و ارادت و قدرت ازلی انسان قبل موجودیت خود
بصفت وجود و حیات و علم و ارادت و قدرت و سمع و بصر الی غیر ذلک قابل
و لایق موصوف آمد و معلوم و مراد و مقدور گردید کذلک بصفت الاختیار
و مسمی گشت در همان درجه متعالیه باسم موجود و حی و عالم و مرید و قادر و سمیع
و بصیر الی غیر ذلک الی آنکه موجود باشند و خارج و کذلک باسم المختار و چون
بعد موجودیت آنچه از آن در انسان با آن طاهر و پیدا است جز از ذوات
و صفات ایشان و جز افعال و آثار ایشان تمامی بحکم بی زیادتی و نقصان
ظهور همان مرتبه اولی است پس در هر مرتبه نیز مسمی بهمان اسامی و موصوف
بهمان صفات مخصوصه خود آمده اند بی زیادتی و نقصان و از جمیع مخلوقات
دیگر مختار بودن صریح تر پس لازم و واجب بر هر ذی علم و عقل است که بهر نامی و صفتی

Marfat.com

که مولای او تعالی شانه قبل موجودیت او را مسمی و موصوف ساخته و مظهر
و متصرف اسما و صفات خود مقرر کرده و استعداد او در همان مرتبه علم و ارادت
و قدرت از قبول آن ابا و انکار نکرده و قابل بقبول آمده چنانچه آیه انا عرضنا
الامانة الی آخر الآیه از مرتبه استعداد او خبر میدهد بعد موجودیت خود نیز
در همین مرتبه خود را بهمان نامها مسمی و بهمان صفتها موصوف داند و خود را
تابع هوای خود ساخته بتقاضای طبعی و هوای مسمی شده اند و معدوم و جاهل
و مجبور قرار میدهد و داند که تخلیق عالم محض برای اظهار حسن کمالات صفات
لطیفه و قهریه است و هر صفتی باقتضای ازلی قدیمی خویش مقتضی موجودیت
خارجی مظهر مخصوصه خود است و در عین اقتضای او بمظهر هر مظهری بنامهای
مخصوصه و صفات ذاتیه و افعالیه خود مسمی و موصوف و چون انسان را از همه
مظاهر برای مظهریت کامله و لایق تر مقرر و مقدر فرموده اند پس اگر ظهور حسن
کمال هر اسمی اگر در مظهر پیدا نگردد و مظهر را درو تمیزی و علمی نباشد مظهریت
کامله در حق او چگونه ثابت و متحقق شود پس ثمره صفات لطیفه در مظهر راحت
و صحبت مظهر است و ثمره این صفت در ازل مسمی بنام ثواب و ثمره صفات قهریه
درد و رنج و این مسمی بعذاب و وجود این امتیاز علمی در مظهر بظهور صفت تمیز حقیقی

Marfat.com

و علم قدیمی است چون تمیز او تعالی بعلم قدیمی او سبحانه بی صفت اختیار
واجبی نیست لاجرم اختیار کونی وحدوثی را برای ظهور اختیار وجهی
ازلی بحسب مرتبه معلومه مقدوره موجودیت خارجی عطا فرموده اند تا از مظاهر
دیگر شانی علیحده پیدا کند و از ابنای جنس خود بسبب فعل اختیاری اگرچه
کونیست تمیزی جدا حاصل آرد لیمیز الله الخبیث من الطیب بر این معنی دلالت
دارد و چون امتیاز یافتن خبیث از طیب بی ظهور امر و نهی متعذر بود پس
در همان مرتبه معلومیت و مقدوریت بهر امری و نهیی که مامور و منهی بود
در مرتبه موجودیت خارجی همان مامور و منهی است و بسبب ظهور امر و نهی
امتیازی بکمال در میان خود ها پیدا کرده تا از درکه جهل بر آید و مظهریت
کامله را لایق آید عزیز من شبهه و انکار در مردم که در بدو اختیار میکنند نیز
در همان مرتبه معلومه مقدوره باختیار ایشان برای ظهور کمالات اختیار
حقیقی غیر شانه معلوم و مقدور است که او تعالی بحکمت بالغه خود مظهریت کمالات
علمی خود که خاصه مظاهر لطیفه است ایشان را شعور و کرم نبخشند و این نیز
از ناقابلیت حقیقی استعداد ایشان است اگرچه این خواست در حق بعضی
دایمی و در حق بعضی اوقاتی است زیرا که چون ایشان امتیاز کما ینبغی در مرتبه

Marfat.com

امکان مرتبهٔ وجوب نسبت نداده و در تحقیق مظهر و مظهر الهی میشمرند میگویند که چون در هر فعل و قول ما اسم و صفهٔ خود مصروف و تابع اختیار و قدرت واجبی یابیم چگونه اسم مختار و قادر و صفت اختیار و قدرت در حق خود مسلم داریم زیرا که در هیچ فعلی و قولی اگر بی تابعیت اختیار واجبی خود را مستقل و فاعل می یافتیم البته در آن فعل و قول تحقق صفت اختیار در ما میشد و چون چنین نیست پس اختیار هم نیست گوئیم که حق سبحانه تعالی بمحض ظهور فضل بی نهایهٔ خود اگر در حق ایشان در ارادهٔ ازلی برای مخصوصه مقدر ساخته در سینهٔ ایشان ریزد تا بدانند که ما و هر چه در ما پیدا و ظاهر است ممکن است چه از ذات تا وجه از صفات و افعال ما و ممکن از آن گویند که من حیث الذات و الصفات و الافعال بودن و نابودن او در تحت اختیار واجب الوجود بود و واجب نیست غیر حق تعالی بلکه ذات و وجود ما که بآن مسمی بموجودیم و اگر صفات ما چنانچه سمع و بصر و علم و ارادت که بآن مسمی هستیم بسمیع و بصیر و علیم و مرید بتمامی محتاج و مفتقر در بودن و نابودن خود الی وجود و جمع و بصر و علم و ارادت واجب تعالی است کذلک صفت الاختیار ما که در اخذ و ترک شیئی بجانب درجه که ما در آن و جاایم و خود را از جمیع مخلوقات

دیگر نیز هم محتاج و مفتقر الی صفت اختیار حقیقی واجبی است و اختیاری که خاصه
جناب قدس او است واجبی قدیم ازلی لم یزلی است که از شرکت غیری و تغیری
و تبدیلی منزه است و او تعالی مختار حقیقی است و اختیاری که صفت ما ست
ممکن و حادث و فانی و مستهلک و در هر آنی بی خود با خود است و هیچ وجهی [illegible]
شرکتی با اختیار واجبی ندارد و چگونه طلب این شرکت نمایم که او تعالی در تخلیق عالم
اظهار حسن و کمال خود خواسته بحکمت بالغه خود انسان را مظهر اسماء و صفات خود
گردانیده اگر اختیار خود مستقل با اختیار حق جوییم این کمال را موافقت تحسین جناب
قدس او کردن است و ادعای کمال در حق خود و اقتضای نقصان در کمال او جستن
و این محض نادانیست و اختیار این عقیده این ما را از مظهریت اسم مختار او تعالی
بحقیقت قدر است عزیز من اگر بنظر کشفی دریابی که مولا ترا فاعل و مختار خوانده
چنانکه فرموده اعملوا ما شئتم و مخالفت قول او تعالی خود را غیر مجبور و غیر مختار قرار
بستن این مخالفت صریح بر اختیار تو دال است چه اگر مختار نمی بودی البته
انکار قول او تعالی که قوت است از زبان تو نیز صادر نشدی بی زیادتی و نقصان
و دانی که انکار از اختیار نیز باختیار است و این انکار تو باختیار مظهر ظهور
همان اختیار حقیقی است برای جلوه گری حسن و کمال صفت قهریه که معلوم و مراد

از لیست غیری صد بید و زاید چون جا بین بینا شدی از جا و قدرت

لذلک
و جبریت بشدی و بمخصوصیت اهل حق مختص شدی دنیا اتمام شن

رحمت انک انت الوهاب مکتوب مبیت و دم بتفصیل کمالات و ستکاه

علم
حقایق اکاه میان شیخ محمد فاضل جیو در بیان انکه حق علم عادی خود نظر داشته

و خود را از سریلم تحدید بیش حضور در وحدت الها ستیه و وصف و ثنای

جو الاجل و علی باز شاید و اشتیه و بعد تحریص ترقی از مرتبه بشهود

بعد مرتبه تجلی و حضور ذوانیا سبب ذالک اندر راجح یافته

اللطیف
الحمد لله الذی علم الانسان الوصف و التوصیف کما یلیق بذاته

واخرجه لحد الوهم الکثیف فعرفه حق عرفانه بتعلیمه و اصفه کما هو موصوف

بانه صفات قدیمة و صفت نفسه بنفسه بعلمه القدیم تحقق بالاحاطة الکاملة

جو العادت فوصفه له سبحانه متعلیم و مظهریته علمه بعلم الدنی الاصلی

القدیمی ایضا لا یخلوا کانه احاطة بالشیع و قوله تعالی لا یحیطون به علما ای

علم العادی المخلوق العادی عن مظهریته خاصة فهی عین الاستغنا

و صفنا و عن اوصافنا بعلم العادی فی محبوب و مقتضی لذاته ان وصفنا

نوصف علمنا من لنفسه و حمدناه بالحمد الحقیقی کما وصفناه بالوصف

Marfat.com

القديمي اذا تحقق هذا فثبت ان العارف العالم قد ترقى من دركة
الوصف الذي كان بعلم العادي الوهمي الخيالي ووصل مرتبة الوصف
التعليمي القديمي فعجبت من العارف الذي ترك مرتبة العليا الثانية
التي حصلت له بمحض فضله ونزل في مرتبة الاسفل المتروكة فينظر اليه ويحسب
نفسه محروماً ومقصراً عن وصف ذريته وهذا عدم تحديث تعليم ربه فيه ومخالفة
صريحة بقوله تعالى واما بنعمة ربك فحدث واعلم ان في عين ترقيم هذا المكتوب
الهم الي ان هذا العارف كان عارف الرسمي الوهمي واكان نظره تقليد
اذ وهماً الى مرتبة العليا لكن مقامه في المرتبة الاسفل فلا بد له ان يحسب
نفسه مقصراً من وصفه الحقيقي واما العارف الكامل المكمل الذي ذكرت وصفه في
صدر الكلام اذا ترقى من حضيض الجهل الى درجة العلم الحقيقي علم ان المنعم
الحقيقي النعمة نعمة خاصة وعززه بتعليم حقيقة صفاته بمظهرية علمه القديمي المحيط
بالاحاطة الكاملة فوصفه كما هو بتعليم علمه وحمده كما يليق بذاته القديمة
فهو بعد الظاهر الغني وفي عين غنائه محجوبه ومقتضي غناه ان يكون اظهر
وهو الباطن الحقيقي وفي عين بطونه وتنزيه عن الشئون يحب ويقتضي
شئون كمالاته في مرآت الى الشهود لتسليتهم بعلو اسمائهم الشاهدون

عن الاضافات منزه عن [illegible]
ان لا يصل الى جنابه [illegible]
الالتباس بظهور التشبيه [illegible]
الواحدية وهو الظهور في المرتبة
المقيدة وشهود [illegible]
عن المرتبة المقيدة وشهود
العارف لا يتجاوز عن المرتبة
المقيدة وهو [illegible]
[illegible] الحدود ولا كذلك لانه جاز ان
يكون العرفان مرآة بعلم التجلي
حضوري وترقى العارف [illegible]
[illegible] العرفان الى درجة العلم الحقيقي
الحضوري ويكون بتعليمه الحقيقي
واصلاً لذاته الى جامع الحقيقي
[illegible] يكون [illegible] الاظهر في مرآت
هذا العارف [illegible] هو ظهور محبوبه
ويقتضي في الازل ان العارف
الاول من الاعلى الى المرتبة [illegible]
هو يقتضي [illegible] الباطن والعارف
[illegible] ان الكامل المكمل العالم
[illegible] مظهرية علم [illegible] الاصلي
من الاعلى الى المرتبة الاصلية ومن
الاعلى وصول الذات الجامع
القديم بفضله وهو يقتضي
[illegible] ٥

Marfat.com

باسم الباطن ولوشاء الله لجمعهم علی الهدی ولکن یؤخرهم الی اجل مسمّی

واما اطلاق الغائب منہ علی الغیب الحقیقی مع عدم ترادفہ علی با تفرد

عند المحققین ہل لہ اثر ونقل ثم انہ قد تبین عند الکاملین المکملین

ان ارتفاع جمیع مراتب الظلال من نظر الطالب حتی العرفان

الشہودی الذی وصولہ فی اللطیفۃ الروحیۃ الا بالخروج عن المعروف

الشہادی الذی ہو النور الاول لحضور السری فالخروج من الحضور دخول

فی غایۃ القصور وہو سبحانہ اعلم مکتوب بیست سوم از حقائق آگاہ میان

عبدالکریم قندہاری در تحقیق بالوراثۃ حقایق و معارف آگاہ ولایت و کمالات دستگاہ

زبدۃ المحققین عظمت پناہان میان محمد جان و حاجی الحرمین الشریفین حاجی

شیخ محمد طاہر جیو ہموارہ بر مسند ارشاد متمکن بودہ فیض بخش خلایق باشند

از جانب کمترین فقیر احقر عبدالکریم بعد از سلام فقیرانہ و غریبانہ مسنون مقام

و زیارا باد بجناب عالی معروض میدارد کہ اشتیاق ملاقات گرامی الیشان از حد

زیادہ میدارد بر وقت موقوف ست کہ حق سبحانہ و تعالی نصیب گرداند

امید کہ از یاد خود یاد و شاد میفرمودہ باشند احوال خیریال بقلم عاطفت

مرقوم میکردہ باشند کہ در ہمین سربلندی فقیر ست دیگر آنکہ بعضے اعزہ سوال میکنند

که صفت تکوین از صفات مشروط و بعضی میگویند از صفات غیر مشروط است و مذهب ما برین است که از صفات غیر مشروط است لیکن ظهور آن بذاته برین نسبت می آید که اگر صفتی از صفات حقیقیه باری تعالی لو فرضًا سلب نمایند چنانچه اگر صفت قدرت را مثلا سلب نمایند عجز لازم می آید همچنین اگر صفت تکوین را سلب نمایند چه نقیض لازم می آید دیگر آنکه در تجدید امثال حضرت پیر دستگیر حضرت حسو قدس الله سره العزیز نوشته اند تغیر مطلق و عدم متعینه است و نفس تجدد ابدی است درینجا سائل سوال میکند که اگر عالم در یک آن معدوم و موجود میشود در اعراض عالم هیچ سوال نیست اما در جواهر عالم سوال باقی می ماند اگر مثل او دیگری در همون آن پیدا میکند جزاء فعل بر غیر فاعل لازم می آید و اگر همون جوهر اول را پیدا میکند تحصیل حاصل لازم می آید پس که جواب این سوال هر رشته مذکوره را بعبارتی که قریب الفهم عوام باشد بنویسند آنکه قوله تعالی کل یوم هو فی شان حق سبحانه و تعالی همیشه درکار است و تعطیل در صفات جائز نیست هرگاه عالم نبود حق سبحانه در چه کار بود پس نسبت از ظهور کمالات ذاتیه و صفاتیه اگر تعطیل صفات با جائز نیست که مستلزم نقص است تعالی الله عن ذلک سبحانه علوا کبیرا و اگر در کار باشند قدم عالم لازم آید و لا کذلک جواب شافی مرحمت فرمایند مکتوب بیست و چهارم در جواب عریضه حقائق آگاه عبد الکریم وزیرآبادی که در سلک

الحمد لمن له العظمة والکبریاء وعلم آدم الاسماء کلها والصلوة علی نبیه الکریم

غائبانه

بفضله العلیم العظیم وعلی آله واصحابه اجمعین اما بعد سلام فقیر اله غریب باد بمطالعه

ورقات لطیفه شریفه شرف ورود یافت بعضی اسوله که مندرج بود بنظر مطالعه

درآمد اگرچه این احقر نادان محض است ویارای آن ندارد که در چنین مطالب

بلند مجیب شود اما چون از حضرت بی کیف توسط حبیبه واولیاء به تعلیم نماید

سوال آنکه اول

وبرای اظهار برادران دین امر فرموده اند امانت ضروریست جواب تحقیق آنکه

سمیوم آنکه معلومست خلق که خالق راست سبحانه از عالم حدوث وامکان

عالم

منیست بلکه از وجوب وقدم است در آن مرتبه چه ذات علم وچه موجود واشتال

آن معلوم به بی کیفی اند واین شبهه از عدم تفرقه بین المعلوم والموجود است

علم حضوری حق تعالی بر علم حصولی خلق قیاس نباید کرد وتسان ما بینهما

دوم آنکه حصول [illegible] حصولی حضوری [illegible] نیست [illegible] حضوری [illegible] ازان [illegible] نفس [illegible] ١٢٠

جواب سوال دوم آنکه تکوین از صفات فعلیه حقیقیه است نه حدوث چنانکه شیخ

ابوالحسن اشعری ومعتزله گمان برده اند در آن تفرقه که هر صفتی که ذات بضد آن

موصوف نباشد حقیقیه است وصفتی که ذات به ضد آن موصوف باشد

فعلیه است نیز نزد شیخ ابوالحسن اشعری است والا لازم آید که صفت اراده

وکلام از صفات حقیقیه نباشند چرا که ذات بضد اینها موصوف است

چنانچه قوله تعالی ان الله یرید بکم الیسر ولا یرید بکم العسر و ایضاً لا یکلمهم الله
ولا یزکیهم ولهم عذاب الیم و اگر رفع شبه نشود در عقیده حافظیه معه
حواشی وغیره کتب کلامیه نظر نمایند مجدد ما صفات همه حقیقیه اند و فرق
میان در صفات افعالی و صفات ذاتی با وجود آنکه همه حقیقیه باشند چنانچه حضرت
پیر دستگیر بیان میفرمایند همینست که ظهور صفات ذاتیه قدیم است و ظهور
صفات فعلیه حادث و صفات همه ذاتیه و فعلیه بنفسها قدیم هستند
و حدوث ظهور صفات فعلیه بحیثیت خصوصیت خاصه آنها گفته میشود والا
در ظهور تبعی که با صفات ذاتیه تبعاً واقع است قدیم است زیرا که در میان
خود بالنسبت لا هو ولا غیره است این از کم کسی شنیده میشود و توقف برای موقوف
بر توقف اصطلاح آن است جواب سوال ثانی آنکه تجدد امثال بایں معنی سیوم
است که هر مخلوقی را چه از اعراض و چه جواهر در هر آنی تغیر مطلق واقع است
هم بحسب ظاهر و هم بحسب باطن یعنی ذاتاً و صفاتاً و همین دلیل است علما را بر حدوث
عالم اگرچه تجدد قایل نباشند و قوله تعالی کل شیء هالک الا وجهه مقوی این بغایت
و این هلاکت بر جمیع مخلوقات چه جواهر و چه اعراض در هر آنی واقع
ملکست لازم ذات امکان است و اگر در همان آن در عین هلاکت بوجود موهوبه

Marfat.com

متغیر و دیگر نشوند بعدم مطلق روند زهی اقتدار او سبحانه تعالی با وجود حسین
هلاکت نشر تغیر بعضی را منقطع الظهور ساخت و بعضی را ابدی الظهور ساخته
چنانچه در عقیده شرعیه مقرر است نیست جز فانی نگردد بایمعنی است که حضرت جیو
قدس سره تغیر مطلق و عدم مقید گفته اند و نفس مجزی ابدی فرموده اند بایمعنی
که عالم در این واحد بعدم مطلق رود و باز در همان آن مثل آن بوجود آید زیرا که
این خلاف واقع است و قابل اعتراض و اگر در کلام بعضی صوفیه لفظ عدم
هم واقع شده است مراد ایشان همین تغیر مطلق خواهد بود و نیز این قول
مذکور جواب است به صوفیه و اشاعره چون صوفیه بعدم مطلق قایل اند در حق
ایشان جواب بعدم مقید است یعنی عدمیت مقید است با عراض
و تغیر مطلق جواب است به اشاعره که قایل بتجدید اعراض اند غیر جواهر یعنی
تجدد و منعیت تغیر بجواهر و اعراض شمولی دارد زیرا که جواهر و اعراض همه داخل دایره
امکان اند و هر ممکن حادث است و دلیل حدوث او تغیر او است فافهم
جواب سوال چهارم آنکه کل یوم هو فی شان بایمعنی است که صفات ذاتیه او تعالی
بر متعلقات خود شان همیشه در کار اند و این تعطیل که در صفات فعلی ملحوظ
می گردد اضطراری نیست بلکه اختیاری است اگر تعمق نظر بر تبعیت صفات

Marfat.com

فعلی که در صفات ذاتی درست است که بصد جان از آن است هرگاه حق سبحانه تعالی را
به تعلیم او تعالی از زمان حال و ماضی و استقبال منزه دانیم پس تعطیل را
که مشعر از زمان استقبال است چرا از میان برنداریم فتامل والسلام علی
من اتبع الهدی مکتوب بیست و نهم در تحقیق عدم وقوع رویت در دار دنیا مگر برای سرور صلعم
جواز رویت او سبحانه بچشم سر در دنیا در بیداری از تقررات و اعتقادات اهالی
هر چهار مذهب اهل سنت و جماعت است شکر الله تعالی سعیهم و معتزله منکر این جواز اند
چه در دنیا و چه در آخرت اما وقوع رویت حق سبحانه تعالی بچشم سر در دنیا در حق
هیچکس از انبیا و اولیا هیچکس از اهل مذاهب اربعه جایز نداشته اند مگر در حق آن
سرور اشرف المرسلین و افضلهم علیه الصلوة و علیهم اجمعین اختلاف صحابه
است رضی الله تعالی عنهم حضرت عائشه رضی الله عنها و بعضی صحابه قایل عدم
وقوع رویت بصری اند در دنیا مطلقا در شب معراج و غیر آن و از بعضی
صحابه در حق آن حضرت یکبار یا دو بار وقوع رویت بصری در دنیا در شب
معراج و غیر آن روایت کرده اند و این اختلاف هر دو طایفه نیز بقیاس
نیست بلکه بقول رسول است صلی الله علیه و سلم و علی آله اجمعین چون حضرت
عائشه صدیقه و بعضی رضی الله عنها و عنهم اصحاب بعد تشریف آنحضرت

Marfat.com

ز معراج پرسیدند هل رأیت ربک یعنی در شب معراج دیدی رب خود را
گفت الله نور انّی فکیف أراه یعنی الله نور است چگونه بینم او را و نیز فرموده
رأیته بفؤادی یعنی دیدم خدا را بدل بعضی دیگر پرسیدند یا رسول الله دیدی تو
خدا را در شب معراج فرمودند الله نور انی اراه یعنی الله سبحانه و تعالی
نور است دیدم من او را و این اختلاف در قولین در دیدن یکبار یا دو بار
است اما زیاده ازین اتفاق تمام در منع اوست اما حضرت امام اعظم رضی الله
عنه فرمودند الأحوط هو السکوت یعنی در حق آن سرور در وقوع و عدم وقوع
رؤیت بچشم سر در شب معراج و غیر آن از دنیا احتیاط آنست که ساکت باشیم
و هیچ نگوییم و علم از الخدا سپاریم ازین تحقیق ثابت شد که هیچ یکی از اصحاب کبار
و مجتهدین عظام در حق خود قایل رؤیت در دنیا نیست و هیچ یکی را در دنیا
نشد با وجود کمال در رعایت که اول قدم ایشان نهایت اولیا است عجب از
بعضی جهال این زمانه است آن رؤیت که در حق آنحضرت صلی الله علیه و سلم
یکبار نیز باتفاق ثابت نشده باشد در حق خود و توابع خود که استنجا بآب
کردن نمیدانند هر آنی و در هر زمانی بی توقف همان رؤیت را قایل اند بلکه میگویند
که ایمان بی رؤیت کامل نمیشود بلکه ناقص است و این قول ازیشان سخت تر از قول

منه
غرض من این بیان [illegible] ای جاهل
دعوی بی برهان [illegible] آثار
در عین دعوی [illegible]
نمیتوانند [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
و [illegible]
در قصیده امالی فرموده
و [illegible] النعیم [illegible]
فیا خسران اهل الاعتزال

ایشان بر رویت است چه از قول ایشان لازم آید که ایمان ایشان عالی
است از ایمان کسی که در حق او خطاب لن ترانی قطعا واقع است و این کفر
محض است ضلوا فاضلوا اولئک حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان هم
الخاسرون و از بعضی اولیا که کلمه رویت سر زده رویت سری است نه رویت
بصری زیرا که این ظن خلاف مذهب سنت و جماعت است و در حق ایشان
بدظنی کمالست در عقیده منظومه میفرمایند « من قال فی الدنیا اراه بعینه »
فذلک زندیق طغی و تمردا « و خالف کتب الله و الرسل کلها » « و زاغ عن الشرع
الشریف و ابعدا » « و ذالک ممن قال فیه الهنا » « یری وجهه یوم القیامت اسودا »
در تفسیر بیضاوی در بیان معنی آیه لن نومن لک حتی نری الله جهرة « الی آخره باید دید
که چه میفرمایند پس ازین تفسیر متحقق شد که الحق بعضی نادانان از عبارت تفسیر
بیضاوی که در سوره فاتحه در معنی ایاک نعبد و ایاک نستعین فرموده اند رویت
بصری می فهمند نادانی محض است و این از نافهمیدگی عبارت تفسیر است
و برای توضیح عقیده در توقف رویت در دنیا چند فصل از کتب احادیث
باسناد معتبره در ذیل این عبارت آورده شده فصل الاول عن جریر
ابن عبدالله قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انکم سترون ربکم

Marfat.com

عيانا وفي رواية قال كنا جلوسا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فنظر الى
القمر ليلة البدر فقال انكم سترون ربكم كما ترون هذا القمر لا تضامون
في رؤيته فان استطعتم ان لا تغلبوا على صلوة قبل طلوع الشمس وقبل
غروبها فافعلوا ثم قرأ وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها
متفق عليه وعن صهيب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا دخل اهل
الجنة الجنة يقول الله تعالى تريدون شيئا ازيدكم فيقولون الم تبيض وجوهنا
الم تدخلنا الجنة وتنجنا من النار قال فيرفع الحجاب فينظرون الى وجه الله فما
اعطوا شيئا احب اليهم من النظر الى ربهم ثم تلا للذين احسنوا الحسنى وزيادة

الفصل الثاني

رواه مسلم عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ادنى اهل
الجنة منزلة لمن ينظر الى جنانه وازواجه ونعمه وخدمه وسرره مسيرة الف
سنة واكرمهم على الله من ينظر الى وجهه غدوة وعشية ثم قرأ وجوه يومئذ ناضرة
الى ربها ناظرة رواه احمد والترمذي وعن ابي رزين العقيلي قال قلت
يا رسول الله اكلنا يرى ربه مخليا به يوم القيمة قال بلى قال وما اية ذلك
في خلقه قال يا ابا رزين اليس كلكم يرى القمر ليلة البدر مخليا به قال بلى
قال فانما هو خلق من خلق الله والله اجل واعظم رواه ابوداود الفصل الثالث

عن ابي ذر قال سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم هل رأيت ربك
قال نور انّى اراه رواه مسلم وعن ابن عباس ما كذب الفؤاد ما رأى
افتمارونه على ما يرى ولقد راٰه نزلة اخرى قال راٰه بفؤاده مرتين رواه
مسلم وفي رواية الترمذي قال رأى محمد ربه قال عكرمة قلت أليس الله
يقول لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار قال ويحك ذاك اذا تجلّى بنوره الذي
هو نوره وقد رأى ربه مرتين وعن الشعبي قال لقي ابن عباس كعبًا بعرفة
فسأله عن شيء فكبّر حتى جاوبته الجبال فقال ابن عباس انّا بنو هاشم فقال
كعب ان الله قسم رؤيته وكلامه بين محمد وموسى فكلّم موسى مرتين ورآه
محمد مرتين فقال مسروق فدخلت على عائشة فقلت هل رأى محمد ربه فقالت
لقد تكلمت بشيء قف له شعري قلت رويدًا ثم قرأت لقد رأى من آيات
ربه الكبرى فقالت اين يذهب بك انما هو جبرئيل ومن اخبرك انّ محمدا
رأى ربه او كتم شيئا مما امر به او يعلم الخمس التي قال الله تعالى انّ الله عنده
علم الساعة وينزل الغيث الآية فقد اعظم الفرية ولكنه رأى جبرئيل لم
يره في صورته الا مرتين عند سدرة المنتهى و اجياد له ستمائة جناح قد سدّ
الافق رواه الترمذي وروى الشيخان مع زيادة واختلاف وفي روايتهما

قال قلت العالى فاين قوله ثم دنى فتدلى فكان قاب قوسين او ادنى
قالت ذاكجبرئيل عليه السلام كان ياتيه في صورة الرجل وانه اتاه
هذه المرة في صورته التي هي صورته فسد الافق وعن ابن مسعود في قوله
فكان قاب قوسين او ادنى وفي قوله تعالى ما كذب الفواد ما راى وفي قوله
تعالى ولقد راى من آيات ربه الكبرى قال فيها كلها راى جبرئيل عليه السلام
له ستمائة جناح متفق عليه وفي رواية الترمذي قال ما كذب الفواد ما راى
قال راى رسول الله صلى الله عليه وسلم جبرئيل في حلة من رفرف قد ملاء
ما بين السماء والارض وله البخاري في قوله تعالى لقد راى من ايات ربه الكبرى
قال راى رفرفا اخضر سد افق السماء وسئل مالك ابن انس عن قوله تعالى
الى ربها ناظرة فقيل قوم يقولون الى ثوابه فقال مالك كذبوا فاين هم عن قوله
تعالى كلا انهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون قال مالك الناس ينظرون الى الله يوم
القيمة باعينهم وقال لو لم ير المومنون ربهم يوم القيمة لم يعير الله الكفار بالحجاب
فقال كلا انهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون رواه في شرح السنة وعن جابر عن النبي صلى الله
عليه وسلم بينا اهل الجنة في نعيمهم اذ سطع لهم نور فرفعوا فاذا الرب قد
اشرف عليهم من فوقهم فقال السلام عليكم يا اهل الجنة وذالك قوله تعالى

سلام قولا من رب الرحیم قال فینظر علیهم ینظرون الیه فلا یلتفتون الی شیء من النعیم مادا موا ینظرون الیه حتی یحجب عنهم و یبقی نوره رواه ابن ماجه

مکتوب بیست و ششم در تحقیق بعضی اقوال مشایخ که از بعضی اعزه صادر شده چنانچه قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله تحریر یافت سبحان الله و بحمده در حق مقبولان خود چه فضل فرموده که ایشان را متخلق باخلاق خود نموده حتی که چنانچه در کلام خود عبارات محکمه و متشابهه وارد فرموده در کلام مقبولان خویش از انبیاء علیهم الصلوة والسلام و اولیاء قدس سرهم نیز بکلمات محکمه و متشابه تکلم نموده تا اهل صفا و اهل زیغ خفی بمحک آیات متشابهات تمیز کرده کما قال سبحانه تعالی فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه الآیة سوال از بعضی اولیاء کلمه عینیت و همه اوست و از بعضی دیگر لوائی فوق لوای محمد و کلمه از کلمات حضرت ایشان که مقام خود فوق مقام حضرت صدیق رض و در نگین ترازو یافتم و کلمه حضرت غوث الثقلین قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله و امثال هذا از متشابهات میدانی یا از محکمات جواب این همه اقوال متشابهات اند که بی تاویل یا تسلیم بهم مبرمقصود نمیتوند سوال اگر کسی بظاهر این اقوال اعتقاد کند بی تاویل چه قبح لازم می آید در رد و قول

اول کفر لازم زیراکه در ظاهر قول اول غیر حق را حق گفتن است و در قول
ثانی خود را از نبی خود خاتم الانبیاء علیهم الصلوة والسلام فوق نشستن
و این هر دو کفر است و در دو ثانی قائل این عقیده بحسب ظاهر اینها مبتلا
بود بدعت زیراکه در ظاهر قول اول که از حضرت ایشان قدس سره است فضل بر صدیق اکبر
رضی الله عنه و در قول ثانی که از حضرت غوث الثقلین است فضل بر مطلق صحابه و فضل
بر امام مهدی است حال آنکه فضل امام مهدی رضی الله تعالی عنه بموجب حدیث اجماع
جمهور بعد صحابه بر جمیع اولیاء تا قیامت ثابت و مقرر و قول بر خلاف آن نقض است
و این هم بدعت و ضلالت عزیزی حضرت غوث از فضل امام مهدی بر خود
هرگز استنکاف ندارند و چون استنکاف ندارند و چون استنکاف کنند که به
تعلیم علم لدنی عالم بفضل او است و هم عالم بورود احادیث بر فضل او
رضی الله عنه و غیر واحد فضل خود سوال اگر تابعی از توابع بزرگان که قائلان
این هر دو قول اند مبتلا بر ظاهر این عبارت عقیده شدند و این را از فرط
محبت نامیدند در حق ایشان چه حکم بود جواب این از فرط محبت و فرط سو است
و مخالفت با مرجع مشترک است و ماند ضمای ایشان در دین هویدا است کل
زینت که مثل عیسی علیه السلام بسبب این عقاید توابع متبوعان ایشان هلاک شوند

Marfat.com

كما قال سبحانه بعيسى عليه السلام ءانت قلت للناس اتخذوني وامي
الٰهين من دون الله الى اخر الآية ومتبوعان از سجده نجات خود خواهند
وگويند سبحانك ما قلنا لهم الا ما امرتنا به ان اعبدوا الله
ربنا وربكم فيلزم على كل تابعهم ان يسلموا فيهما
بالتسليم المحض ويؤمنوا في هذا بما عند متبوعهم
لان متبوعهم على الحق لا تدخل فيه الباطل او يأولوا
بتأويل يهديهم الى الصراط المستقيم سوال چون تخليص تسليم
خالص از شبهه نصيب نادر افتاده است و ملائكه در اين مرحله قول موصل بمقصود است
بيان فرمايند جواب اما قليل البضاعت چه يارا كه از خود در تاويل اين اقوال
متشابهه دم زنم اما عزيزان ما انچه دين قوال فرموده الذي يحكم واما نعمت
زنكت فيحرث معروضميدارد ديگوش هوش بايد شنيد كه چون قايل قول عينيت
ذات الهيت اگرچه وجود غير بين العدمين كالسطر المتخلل بين العدمين است وقايل نفي
است از جميع تعلقات داخليه وخارجيه حقيقت يعني كلمه طيبه خلاص يافته
ميخواهد كه بحقيقت توحيد متكلم شود مي بيند كه وجود علم كه بعد نفي غير نيز دارد
باقيست التجي بحقيقة كلمة طيبة مي آرد تا اثبات علمي نيز رخصت كند بعد موجود

حقیقی علم هم با عالم و تمیز منتفی گردد فلم یبق الشاهد من لواحق الشهود
من العلم والتمیز الا المشهود الحقیقی وصفاته فاذا تحقق هذا وسیعدم
کل ما سواه بنفخ الصور الحقیقی یعنی کلمه لا کما سیعدم ما بقی بنفخ صور اسرافیل
ایضاً فیتکلم الله سبحانه فی مظهر الشاهد المنتفی بجمیع لواحق الشهود وبه کلمه بمراد اوست
یعنی بتمام ما لقی اوست کما یقول سبحانه تعالی یوم ینفخ فی الصور فینعدم الصور
مع صاحب الصور فلم یبق الا الله فیتکلم بکلام الحقیقی بلا واسطه و بلا مظهر و مخاطب
لمن الملک الیوم لله الواحد القهار فاذا تحقق هذا ثبت فی المرتبتین انه
قول الحق و کلامه بلا شرکة غیر الا المظهریة فی الاول و هو قول لوایی فوق لوای
محمد لوا بمعنی بشیر مراد داشته اند بعض بشیر حضرت در معراج جبرائیل
و بشیر قایل حضرت محمد الرسول الله صلی الله علیه وسلم فلا شک فی فوقیته
اگر گفته شود که در بشیری حضرت همه عالم شریک اند وجه تخصیص این قایل جهت
جواب چون عوام بوسایط ظلال کثیر آنحضرت علیه الصلوة والسلام نسبت
بشیری دارند و قایل قول بقطع ظلیت نسبت بشیری باصل متصف است
فظهر الفرق و قول حضرت ایشان که مقام خود فوق مقام حضرت ابا بکر صدیق
اگر می یابم به این معنی که چون در مرتبه عروج از زیر قدمی اولیای طریقت بحسب

استعداد خود بهره یافته بزیر قدمی صحابه کرام متصف شدند و ختم این زیر قدمی تا زیر قدمی حضرت صدیق اکبر است و چون ازین زیر قدمی بحسب استعداد خود نصیبه حاصل نموده اند درین زیر قدمی از کمالات صدیق اکبر بمقامی خاص ممتاز شدند همین صاحب قدم مستعد ترقی را بزیر قدمی بیهی حضرت علیه السلام سپرند و چون در هر زیر قدمی بحسب تقویت استعداد به صاحب قدم برای ایشان در زیر قدمی خود بفضل حق سبحانه بمقامی خاص عطا کرده اند حضرت صدیق نیز بتقویت ارشاد بحسب منظور به استعدادیه ایشان شانی و مقامی خاص در زیر قدمی خود عطا فرموده اند همچنین در زیر قدمی حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم بحسب استعداد خود نیز مقامی خاص یافته اند پس این همه مقامات در عروج که در هر زیر قدمی با ایشان عطا فرموده بودند بنام ایشان بحال اند و بملکیت اینها متصف و فوقیت و تحتیت مقامات با ترتیب عروج مثلا که بنام حضرت ایشان بحال اند و بملکیت اینها ~~متصف و فوقیت و تحتیت مقامات با ترتیب عروج مثلا که بنام حضرت ایشان~~ بحال اند بلا شک یکی دا بر دیگری ثابت و نیز فوقیت و تحتیت اصحاب اقدام با یکدیگر فیما بین هم متحقق لیس و واضح شد که در قول حضرت ایشان بلا تردد خدمت بعضی صحاب بسته است یعنی مقامی که در زیر قدمی ابابکر صدیق اکبر را عطا فرموده اند

تحت مقامیت که در زیر قدمی حضرت سرور کاینات ما را مرحمت شده
و این ظاهر است لا یخفی علی احدٍ عزیز من قول حضرت ایشان ما کرمن پس بعد
صدیق اکبر رضی الله عنه مشعر معنی صدر است بلاتوهم خلافه و معنی قول حضرت
غوث الثقلین بیان میکنم و بالله نستعین تا در غلط نیفتم باید فهمید که حضرت
حماد دباس قدس سره که هم عصر غوث الثقلین بودند حضرت غوث
در آن وقت صغیر بودند فرموده اند که این طفل بر همه اولیاء وقت خود
فضل خواهد یافت و نیز بعد وفات حضرت غوث بعد مدتی از شیخ فرید
از معنی این قول سوال کردند فرمودند که اگر من در آنوقت می بودم بر چشم خود
می نهادم ازین دو قول اکابر معلوم شد که قدم ایشان بر گردن اولیاء
آنوقت بوده و بعد آن نزد حضرت پیر دستگیر نوری قدس سره درین
قول اهم با تخصیص متعینی شده اند که قبل ایشان و بعد ایشان هیچ ولی بجمیع منصب
هر دو قطبیت و غوثیت منصوب نشده مایفضل این جمیع مرتبتین فی وقت
واحدٍ خاصهٔ ایشان شد جایز است که گوئیم که اقطاب و غوث که بعد وفات
ایشان باین منصب قطبیت یا غوثیت فرادی فرادی نواخته میشوند
زیر قدم ایشان اند و جایز است که بواسطه عطای این مناصب از جانب حق

سبحانه تعالی بعروج حضرت غوث کرده باشند و این زیر قدمی ایشان
بدیگران تا منصب غوثیت است و هر که از مرتبهٔ غوثیت گذشته بمرتبهٔ امامت
پیوست از این زیر قدمی بیرون است و جایز هست که در مرتبه که فوق غوثیت است
برابر ایشان باشد بلکه فوق ایشان سبحان الله چه کوته اندیشی است که حضرت
عروج تا مرتبهٔ غوثیت میکنند و از مرتبهٔ امامت که فوق غوثیت و مرتبهٔ خلافت
که فوق مرتبهٔ امامت است جاهل اند عزیز من ایشان مخاطب بحضرت غوث اند
نه با امام و خلیفه و حضرت امام مهدی رحمة الله علیه جامع امامت اند
و خلافت کبری فوق غوثیت اند و مرتبهٔ خلافت و امامت بدو مرتبه است
جلی و خفی و هر ولی که غیر اصحاب کرام و غیر حضرت امام مهدی است و از مرتبهٔ
غوثیت گذشته بکمالات امامت یا خلافت رسیده امامت یا خلافت
خفی دارد و خلافت جلی خاصهٔ حضرات اصحاب کرام و بعد ایشان نصیب
حضرت امام مهدی است پس باید فهمید که هرگاه آن ولی که بخلافت خفی
که بهره مند است از آنکس که بغوثیت منصوب آمده اگرچه جامع دو منصب باشد
یعنی قطبیت و غوثیت اعلی و افوق شد از شان آن خلیفهٔ جلی کم رتبت است
بخلفای راشدین دارد و فضل ایشان در احادیث مذکور و مرقوم است چه بیان نماید

و کسیکه در غور آن کوشند لا تفکروا فیه اصلا عزیز من قول حضرت غوث
افلت شموس الاولین و شمسنا ابدا علی افق العلی لا تغرب از کسانیکه
اول ایشان بوده اند خبر رسیده‌ها نه از کسانیکه بعد ایشان آمده اند و خواهند
آمد جایز است بلکه واقع که شموس بعضی آیندگان نیز غروب پذیرد و شمس
آخر از شموس ما قبل برسد خاتم الانبیا خاتم الولایت باشد و چون خاتم
الانبیا بر ما قبل خود فضل دارد خاتم الولایت بر جمیع توابع فضل داشته باشد
و ظاهر است که خاتم در جمیع اولیا امام مهدی است فمن تفضل علیه غیره سوی
الصحابة بهم فقد خطا بخطاء صریح فوجب علیه التوبة و العود الی عقیده السلف
قدس الله سرهم مکتوب بیست هفتم در تحقیق اقسام مومن مومن چهار قسم است منحرف
مقید متوجه سالک رسنده محجوب واصل حاضر منحرف مقید کسی است که بحجاب
غفلت مبتلا بمعصیت شده در قید افتاده علاج او به ندامت و استغفار است
تا آنکه آثار قبول توبه ظهور نیابد از دیگر کلمات نافع بحال او استغفار است
بعد قبول توبه چون فضل خاص رهبری کند متوجه بکار قطع منازل خواهد شد
در نزول آنکس را متوجه سالک خوانند تا رسید و چون حجاب راه اقسام شهوات
و هوا است مثل تعلق با آله باطله و تعلق با آن هر دو مانع ظهور انوار وحدت

ذله شغفی است علاج او تکرار کلمه طیبه است تا آنکه آثار ارتفاع موانع که هوا
و شهوت است متحقق نشود تکرار کلمه طیبه خصوص جزو اول که لا اله الا الله است
در حق او شافی و کافی است بفضل احسن بعد ارتفاع موانع مذکوره رسنده
محجوب خواهد بود بعضی اگرچه قطع منازل کرده اما دربانی مجلس خاص دارد از
صاحب خانه هنوز آشنائی پیدا نکرده درینولا بصورت کلمه این کس احتیاج کم دارد
نافع و سبب رفع حجاب در حق او لفظ الله خواهد بود زیراکه این اسم معظم
جامع جمیع اسما و صفات محبوب حقیقی است جل شانه چون جذب جاذب
حقیقی دستگیری خواهد کرد بعد تکرار این لفظ معظم بیاد ذات مسمی این اسم
ترقی داده از مسمی این اسم آشنا خواهد کرد مراتب شهود حضور انا فانا بر
صاحب ولایت ظهور خواهد نمود درینولا این واصل حاضر را تکلم بکلامی و تلفظ
بلفظی اگرچه لفظ الله باشد در عین حضور مسمی سوء ادب مینماید مگر که مامور گردد درینوقت
مطالعه شهود این خاص را بجائی خواهد رسانید که در عین نظر باشیاء متعدده خارجیه
و ذهنیه منظور و مشهود او بجز وجود واحد حقیقی نخواهد ماند زیراکه موجودات متعدده
ظلیه اشیا چون ثبوتی و قیامی در اصل بجز وجود حقیقی ندارد و هر وجودی که در بود
خود محتاج بسوی غیر است فی الحقیقة اطلاق وجود بروی صوریست نه حقیقی

Marfat.com

پس در جمیع مراتب متکثره ظلال اگر وجود است ظهور همان موجود حقیقی است
اگر ثبوت نفسی نسبت ظهور همان ثابت نفس الامر نیست لهذا این عارف
نیز بمرتبه رسید و بجز وجود واحد درین مظاهر نمی یابد و ازین دید باطنی بلفظ
همه اوست بر باطن او منکشف شد و در بعضی اوقات بغلبه ظهور این نسبت
بر باطن همین کلمه بر زبانش می آید و چون ظاهربین از حقیقت ظل واقف نیست
نفی وجود از ظل کفر می انگارد و نمیداند که ظل خود شاهد و گویا در نفی نسبت وجود
حقیقی از خود است و اگرچه از ظلیت ظل هیچ عاقلی انکار ندارد اما آنچه حقیقت
اصل است نسبت آن بسوی ظل تشریک ظل با اصل می پندارد و قال الله تبارک
الله تعالی ولا یشرک فی حکمه احدا غیر من ظل نیست مگر آنکه خود تعالی بظهور کمالات
ذاتیه خود بمظاهر ظاهر است بی حلول و اتحاد و چون وجود حقیقی را که اصل است
ظهور بمظاهر بر دو مرتبه است بظهور افاضه کمالاتی از کمالات علم حقیقی یا بی
افاضه آن لهذا ظلی که افاضه ظهور علمی ندارد و از حقیقت هستی وجود ظل آگاهی
ندارد و نیز وجود صوری را وجود حقیقی انگاشته ظاهربین نام یافته و ثانی را چون
بظهور علمی نواخته آمد مشاهده وجود حقیقی در ظل نصیب او ساخته این است وحدت
وجود در کثرت ارباب شهود را و وحدت وجود بر دو مرتبه است اول آنکه

Marfat.com

وحدت بود معنا گفتند این را وحدت وجود در کثرت میخوانند صاحب اینمرتبه
از مرتبه تثلیث ترقی کرده گرفی اینسل ظل از میان برده رند محجوب گردد این وصل را
در مرتبه کثرت گویند اگرچه از ظاهر بینی کثرت بحقیقت راه یافته اما بی کمال
صحبت مرد کامل [illegible] از اینجا هنوز کارها تمام است و حجب تثلیث در میان حایل
و حجب فضل اخیر [illegible] زاید و کشف [illegible] تا عیان رسانند معاینه اینکس بعلم
[illegible] عیانی [illegible] نظر [illegible] کثرت از وحدت وجود
بکثرت حقیقی پیدا شود گر این مرتبه [illegible] اگرچه [illegible] حقیقی از عین
[illegible] اما [illegible] وحدت وجود در کثرت چون در [illegible] ظهور
[illegible] در ظهور [illegible] بسبب غلبه ظهور [illegible]
که ظهور را عین [illegible] حقیقت وجود [illegible] است
دو امثال وحدت وجود کثرت [illegible] کثرت ظل حقیقت وجود حقیقی را
[illegible] بیابد [illegible] حقیقت [illegible] جنس
[illegible] کمالات خود در جمع [illegible] اطلاق [illegible] بیند
[illegible] بیان [illegible] خواهد بود
ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء و [illegible]

[illegible]

Marfat.com

تمام تحقیق این مسئله بهت موقوف بر ارتفاع حجب است تا عزیز بیست و ششم
بهمان الله‌ذین که در طریقه قادریه است اعوذ بالله من الشیطان الرجیم
وا دگر ... بی ... حرفا خفتند ... الاول با ...
واه ال ... از ... سعاد ... الذین ... لام ... از ...
تمامه از ... استماع باقته و کان عزیز بطریق ... سکرات که ...
ارا لبا ... از صحابه ... ان از حضرت صلی الله
و آله و سلم منتهی و یکی از اسید ... کنند ... از ...
خواهد بود ... از روی انکار زیرا که انکار این از اعظم بلای است عظیم ...
در تحقیق این ... سکوت در آنچه که مردم ... چه ... قوم ...
که در دفع اشتباه عزیز بکار آید باید دانست که ایمان را دو رکن است
تصدیق و اقرار رکن دایمی و اصلی تصدیق است و اقرار رکن اوقاتی
است و فرع تصدیق و اقرار در تمام عمر یکبار کافیست بلکه در بعضی محل
با وجود تعلق اگر خوف هلاک باشد عدم اظهار اقرار با وجود صحت تصدیق
منافی ایمان نیست لیکن باید فهمید که این هر دو رکن از متعلقات و توابع اند
آنچه از ذکر قلبی تکرار ... نسبت حضور و دوام آگاهی و حزن و فکر و خشوع

Marfat.com

… الح … و تکرار

رها … و تنها … نماز و … قرآن و احادیث …

و لا … تلاوت العلم الظاهرة الدينية از متعلقات … ارشاد … چنانچه

مرا از رکن … ایمان که تصدیق است هیچ وقتی جایز نیست که اگر یک آن از دل

خانه دل خالی از تحقیق کفر و جای او ایمان روی نماید هم از متعلقات لوازم

تصدیق … زبان گرچه نیست … اینجا است که آن حضرت صلی الله علیه وسلم

دایم الحزن و الفکر … بوده اند اینجا … حضرت فرموده اند

لی مع الله وقت لا … سیما …

… و لا یسام … علی غیر ذلک از احادیث … که

… با … حضرت …

… علی … ولی الله از …

تا چند بیان نمایم که کاغذ تنگ است تحمل آن ندارد و رکن …

… تصدیق چون وقتی … دایمی … متعلقات …

… نیز ذلک بلکه … بعضی اوقات ادای آن … است چنانچه

وقت جنابت و وقت خلا و وقت جماع و وقت استنجا و وقت … وقت

تکلم

تکلم کرد از بینه متعاد انوار متنوع فرموده اند پس دانا باید که نظر کند در حقیقت

کار اند ذکری [illegible] ری که از با [illegible] حدود الاصال میخواهد ذکریست که [illegible]

[illegible] بارا این عبارت [illegible] از [illegible] ذات [illegible] باید چون این عالم

[illegible] ن ظاهر [illegible] که از [illegible] از [illegible] موقف [illegible]

ازلی [illegible] عا [illegible] شرع [illegible]

عه الی [illegible] م [illegible]

ان مام [illegible] عا [illegible]

الاسار لقلقه [illegible] موسه [illegible] لعلما [illegible]

کرقلنه [illegible] نذاخ [illegible]

الاز [illegible] رما [illegible] بهم ور بیان منظریه [illegible] علو [illegible] م [illegible] ۳۰

الحمد لمن [illegible] المحمدی صلی الله علیه و سلم [illegible] [illegible] العلم

[illegible] الوحده والوا [illegible] حدیه [illegible] المحمدی [illegible] علی الله

علیه [illegible] الله [illegible] الذاتی [illegible] الاحدی و [illegible] الدلالات الجمع

[illegible] شیخ المشایخ [illegible] شیخ [illegible] ان حقیقة

المحمدی الذات الجامع المنزه عن التنزل پس باید فهمید که اطلاق حقیقت محمدی

[illegible]

وجه است در اینجا مراد از حقیقت مبدأ فیض است حقیقتی که مرکب از جنس و نوع ما
تا محل اعتراض گردد چون تحقیق این بحضور طولانی دارد موقوف بر حضور داشته
فقیر را از آن ایام که میان تکمیل جلالت کشانیده آمده تا حال بحث شکم است در هر روز
نشده درست نشود بعد آمدن شما در اینجا مفصل عرض خواهد داشت. ابیات
چونکه بیرنگی اسیر رنگ شد موسیی با موسیی در جنگ شد چون به بیرنگی رسی کان داشتی
موسی و فرعون دارند آشتی مراد از بیرنگی مرتبه اطلاق که تعین را در آن راه نیست
و از رنگ تعدد مظاهر و کثرت تعینات و از اسیر شدن انعکاس آن در آئینهای
متکثره از نور آفتاب وحدت و از جنگ موسی با موسی نسخ شریعت پیغمبری مر پیغامبر
دیگر را و از رسیدن به بیرنگی رجوع نهایت بسوی بدایت و از آشتی موسی و فرعون
اضمحلال تقابل صوری و تعین شخصی و برچیدن بساط تکالیف از میان برداشتن
آئینهای مختلف الالوان که موجب کثرت اعداد در شرح میر محمد رضا عفی عنه فقیر
میگوید که الحق مخدومی میر محمد رضا در شرح ابیات مصدورة الصدر فرموده بسیار
در نهایت الانیقی نهایت شیخ جانی مینماید زیرا که صاحب فنا را اضمحلال تمام
مراتب تعینات است حتی که علم فنا هم اگر در تشخص ذاتی باقی مانده نیمه فنا در حق او
ثابت کرده اند لهذا از رسیدن به بیرنگی را میر مرحوم در شرح ابیات مقید باضمحلال

تعینات از نظر عارف کرده چه تعین عارف و چه تعین غیر عارف و نیز تعینی
اسرار چند دارد منشود اول آنکه از شنیدن بیرنگی انعکاس آگینهای بیکثره
از نور اقتباسات او در شنیده ایجاد شنیده است یکی آنکه آنچه در آگینه منعکس است
حقیقتش بیان کرده اما حقیقت آگینه هیچ نگفت که مستقل بنفسه اند یا پرتوی
نور اقتباسات دوم آنکه معنی رسیدن به بیرنگی را باضمحلال سالک من کل الوجوه بیان
کرده و در انجا آشتی موسی علیه السلام با فرعون مقرر فرموده حال آنکه درینجا نام
و نشان این هر دو ذات متصور نیست زیرا که ثبوت نام در آن مرتبه منافی اضمحلال
است پس آشتی که صفت ایشان یابی ثابت داشتن ذات اینها متحقق نیست
سوال دوم آنکه از جنگ موسی با موسی نسخ شریعتی دیگر را مراد داشته و چون جنگ
مقتضای مخالفت است و هیچ نبی را با نبی دیگر در ظهور ناسخ و منسوخ بهیچوجه مخالفت
نیست بلکه منسوخ در وقت خود محجوب بناسخ است و کذا الناسخ عند المنسوخ
پس در تحقیق جنگ منافی است الغرض آنچه معنی این ابیات مقصود
نساخته شان شخص باقی است از باقی آن اکمال احیان متحقق شده که الله سبحانه
ازین رباعی تو [illegible] صفا [illegible] در [illegible]
[illegible]

دیگر است و هرگز در وقت ظهور ازلی او با و مخالفت نیست چنانچه لاموجود غیر

مشعر باین معنی است حضرت مولوی روم قدس سره در مثنوی فرموده اند

چون که بیرنگی اسیر رنگ شد موسیی با موسیی در جنگ شد چون به بیرنگی رسی کان داشتی

موسی و فرعون دارند آشتی بعضی عزیزان شرح این ابیات کرده اند و لفظ بیرنگی

برتبهٔ اطلاق و از رنگ مرتبهٔ تقیید دارا اسیر شدن ظهور انعکاس در مراتب متنافیه

را دانسته اند و در تقیید آشتی را محال پنداشته اما در خاطر فقیر رسیده اند که مراد

از بیرنگی عدم اتصاف ایشان بتکالیف شرعیه و عدم اتصاف بمرغوبات

طبیعیه است و آن هر دو در نشئهٔ عالم ارواح اند قبل از تعلق جسدی زیرا که در عالم

ارواح همه را با یکدیگر صلح می است [illegible] جنگ که تکالیف شرعیه و اتصاف

بمرغوبات طبیعیه دران جا نبود متحقق و چون روح هر یک در قید جسدی

اسیر گشت و بتصف بمرغوبات ابعی [illegible] تکالیف شرعیه شد مظاهر

لطیفه در خیر قبول آن آمدند و مظاهر قهریه از قبول آن ردی تافتند

پس هر مظهر برای رضای حق منظر خود دیگر به دیگر جنگ پیش آمد چنانچه

فرعون را با حضرت موسی علیه السلام مثلاً و کافی جنگ موسی با حضر علیه السلام

از ارتکاب خضر بر خلاف رضای حق صورت جنگ می دارند اما چون فی الحقیقت

جنگ نیست

اسیر رنگ گفتن بهمین دلالت کند که سبحانه بعالم ارواح و روح اسیر می تواند گفت سیاه نشرح است و بیضا ... الکیف ... بیست ...

نبود در عین مجلس جنگ بصلح بدل گشت و موجب علوم گیره گردید کما
الله سبحانه یبدل سیاتهم حسنات الغرض چون صاحب صغار اکه
صفات لطیفه است عروج روحی و علمی از مراتب جسدی میسر آمد دور
مرتبه روحی رسید و تکالیف شرعیه که بسبب تعلق جسدی بود ندر انجا
دریافت ولی موقع رد بجنگ تکلیف بالا یطاق دید پس رد باشتی آورده
از جنگ فضای محض متوجه مطلوب حقیقی گشت و ثمره آن جنگ که در تعلق
جسدی لوجه الله بوقوع آمده بود حاصل نمود و صاحب ظلمت فرعون مثلا
صفات قهریه است و جنگ او بوجه امکینی بود بمطلوب حقیقی پی نبرد
او در آخر کار در درکات عذاب جای یافت کما قال الله سبحانه و ما ویهم النار
در جنگ او چون بسبب عدم اطلاع بر حقیقت احکام شرعیه بود بعد اطلاع بر حقیقت
بر تکالیف بر جنگ سابق ندامت کشیده باشتی پیوست اما چون جنگ او
بوجه ابلیسی بود در عین اختیار صلح در وقت یاس بر ثمرات ظهور قهریه که
عذاب و دخول نار است ممتاز کردید و خبیث از طیب در عین تمیزی پیدا آورد
سبحان الذی بکمال هر دو مربی است که چنانچه در عین جنگ مظهر مخصوص هر یک
از مظهر ثانی ممیز بود در عین صلح هر دو مظهر که بمقتضای صلح هر دو مربی فیما بینهما

Marfat.com

بوقوع آمده نیز بظهور نتیجه آن هر دو کمال تمیز پیدا آورد ند لیمیز الله الخبیث من الطیب عجب کاری بار است بعضی عزیزان مرتبه تقید را برنگ تعبیر کرده آشتی را دران مجال ننداشته درین تحقیق که بالا ذکر یافت بعین حیثیت تقیدی بعد جنگ آشتی ظاهر شد مکتوب

در بیان معنی آیه یسبح لله ما فی السموات وما فی الارض

اخوی معنوی حافظ عیسی سلام نقرانه خوانند و سوای تسبیح اصناف مسبحین که جماد و نبات و حیوان اند و انسان نیز درین تسبیح لازم با نها شریک است از جهت شمول این هر مرتبه و این تسبیح لازم ذات هر فردی از نها دان است تسبیح انسانی که خاصه انسان کامل است بهمت کامله صبح و باشند در اتیان اوامر و اجتناب از نواهی این تسبیح را که خاصه انسان کامل است منحصر دانند و این تسبیح مخصوص را خاصه مومنین بلکه خاصه انسان کامل فهمند و این تسبیح را مقتضی درجات عالیه و منتج اعمال حسنه پندارند و تسبیح این طایفه اهل خبر را مظهر انوار صفات لطیفه الله سبحانه جل شانه شناسند و کفار که کالانعام بل هم اضل سبیل اند ازین تسبیح مجرد و لسبب تشبیه به انعام با وجود اسم در رسم ان نسبت از دایره قواعد ان نسبت کامله جدا و چون تسبیح تا ایشان بظهور کمالات صفات قهریه عدم انحراف از

آن صفات است اسم تسبیح بر هر فردی از ینها مطابق و مناسبت مظهریت
صفات لطیفه من کل الوجوه در ینها معدوم لهذا اعمال حسنه ولو صورتا
بظهور صفات لطیفه کالامانة در ینها ظهوری صوری داشت در نوبت
که مناسبت حقیقی خفی بظهور صفات قهریه بیدا آمد صاحب امانت امانت خود را
از ینها بر میگیرد بهمین سلب امانت بحبط اعمال مسمی میگردد و این طایفه
انسان صوری برزخ است میان انسان حقیقی و سه صفت دیگر یعنی جماد
و حیوان غیر انسان زانجهت که این انقیاد صفات قهریه در روی
اختیاری است در صفت انسان معروف و ازانجهت که با وجود انقیاد
خود که صفت قهریه است از درجات اخروی خالی و بی بهره در اصناف
داخل لکمال قال تبارک و تعالی اولئک کالانعام اما چون اصناف ثلثه
از درجات برادت از عذاب بسم دارند و این طایفه برزخیه بعذاب
اصناف ثلثه نیز فوق سبب ازد و بعید المقام کما قال جل شانه سبحانه
سبیلا و باید دانست که چون کمالات صفات قهریه در عین
تسبیح خاص از مظاهر مخصوصه خود مقتضی سلب اعمال حسنه ازینها
استعداد اینها باین سلب و توجه این مظاهر خود بدرکات منجر اند

Marfat.com

پس قبول استعدادی این طایفه احکام ربی خود را محض تسبیح و متابعت

امراد اند و فهم مکنی کہ تسبیح ہر مسبحی اقتضای اجر جزیل دارد لایل تخلیق افراد

مخلوقات محض برای اطاعت است بعضی برای اطاعت صفات لطیفه

بعضی دیگر را برای انقیاد صفات قہریہ آفریده اند درجات از متفرجات

اطاعت صفات لطیفه اند و درکات از مترتبات صفات قہریه اینہا

کہ ہمہ عوض تسبیح خود طالب اجر جزیل باشند آگاه باش اگر مظاہر قہریہ در اطاعت

خود اقتضای درجات پیدا آرند حال آنکہ محبوب ربی اینہا اقتضای

درکات این جماعت است از دایرۂ تسبیح بیرون آمدند و مخالفت

کردند العاقل تکفیه الاشاره بیت من نه گویم که این مکن آن کن مصلحت بین و کار آسان کن

حمد است والسلام ۞ مکتوب سی یکم در تحقیق معنی مناجات نماز گذار با یار خود در

بسم الله الرحمن الرحیم ہو المتکلم بالکلام الحقیقی فی الصلوٰة

کلام المصلی بعد سلام نیاز مندانه بکرم معروض میدارد که فقیر بود

که المصلی یناجی ربه واقع است چون در قرات مصلی نظر کردم تنہا

در فاتحه را بمعنی مناجات یافتم اما در ضم سوره دیدم که آیاتی که معانی

مناجات دارند مثل ربنا آتنا و غیر ذلک صریح مناجات اند اما

قل هو الله احد و قل یا ایها الکافرون نسلا از طرف مصلی در عین حالت
مناجات چه مناسبت بمناجات دارد و سور و آیات که از قصص فرعون
و ابلیس خبر میدهد مناجی را در مناجات چگونه لائق و کثرت قصص تفرقه
آورده است پس حضور چگونه متحقق شود بفضل الله سبحانه در دفع حدشه مذکوره
و تحقیق معنی قراءت بکلام الله تعالی بتمامها الحمد بعبیر ظاهر گردید معروض میدارد
وان الاصطلاح از آن جناب ست المصلی اذا قصد ان یشرع فی اداء
ما امر به من المناجات نظرا الی قوة علم الحصول العادی فوجدها فی غایة
النقصان فعلم ان لا ملجا من الله الا الیه فکبر و قال الله اکبر ای انت اکبر
من المناجات التی هی بضعتی فسمع الله تعالی حمده بالتکبر فعلمه المناجات
بکلامه الحقیقی القدیمی بفاتحة الکتاب و امر بالالهام الخفی ان یحضر المصلی
بحضور القلب الی المناجات التعلیمی فوجب علی المصلی ان یتوجه الی حفظها
بعد السماع من الله سبحانه و اذا تمت الفاتحة و حفظ المصلی معناها و قصد
المناجات بالفاتحة وجد فیه تکرار الفاتحة و هو ممتنع فتوجه الی المولی الحقیقی
ان یعلمه ما یلیق للمصلی فی هذا المقام فیعلمه بلفظ امین و معناه المتضمن کما هو
معنی الفاتحة التی هی الکلام الحقیقی ثم قرا المصلی امین بتعلیمه الالهامی والتجا

Marfat.com

الی جنابه ... المقصود ... شانه سبحانه ...

فتکفر ثم وعد الله ...

یحصله الجوار ...

وقال ...

ای کل ... فی القرآن ... الصراط المستقیم ...

القلبی واخذ بمقامه فی ...

ان یعلم المصلی ان لفظ ...

کلام الله سبحانه ... ثم یعلم ...

العظیم بیانا الصراط المستقیم فینبغی للمصلی ان یجد الله المتکلم فی

الاتنین بکلامه ...

ولشاهد فی ... التکلم الحقیقی ...

بلا حصول ... اعلم

... دوم در بیان فرض نماز جمعه ...

... المتقین ...

...

خود مرقوم فرموده اند که نماز جمعه فرض قطعی است و علمای تقریر آن اختلاف
فرموده الی بتعلیم الله انتظار تمام داشتم که بطرفی از طرفین که عند الله تحقیق
صحیح است باشد اگر چه فضل بی بهانه محقق و ملهم فرماید بران عمل تمام یابد چون
این انتظار بتقاضید طرفی از طرفین کار میکردم ناگاه بمحض فضل بی بهانه
او تعالی ظهور آن سر در عالم فکر رسید که بی شک و ریب واقع گشت
شفقت تحال فرمودند که شک کردن در نماز جمعه از وسوسه شیطانی است
و بعد از آن اجابت از حق سبحانه واقع گشت بعد از آن در خاطر گذشت
که این تحقیق و کشف اولیاء امت ظنی است پس این را به تروی شرع
ترتیب نمودنی چون در مسایل فقهیه غور بسی نموده شد چند روایتی
از روایات مجتهدین موافق ملهمه خودش یافته شد چنانچه بر علماء ظهور این
اختلاف پوشیده نیست اگر چه انها طرفت اقلین را مرجوع فهمیده
ترک داشتند الحمد لله الذی هدانا لهذا الحاصل یاران و مخلصان ما را باید
که در نماز جمعه شک نیارند و یک فرض خداوند سبحانه را ادا نمایند انتهاء
کلام الحقیقت ملهمه ایشان این فقیر باین طریق واضح شده که نیست
این مرکز بدرکان بهی مجتهدین عظام برای اظهار حق است و هم بعد ما ایشان

در بعضی مسائل ظاهر است آ [illegible]

دلیل که ظاهر را اصول [illegible] مستقیم حقیقت [illegible] ارادت الٰهی ما

در همه اعمال [illegible]

و معامله حلاوت محمد [illegible] جاعل [illegible] حلم [illegible]

صلی الله علیه و سلم پیدا آید و یاد بود آ [illegible] رحمة [illegible]

بهره مند [illegible] ایشان [illegible]

کرد [illegible] نام [illegible]

طریق باطنی از این [illegible] علوم برای [illegible] احوال ایشان [illegible] استتار

کتیفا کمال الاولیاء المحققین در [illegible] اسرار ایشم و ظهار [illegible]

الی الغیرهم فی [illegible] الی [illegible] چون این تحقیق علوم [illegible] اختلاف [illegible]

نظر [illegible] قول [illegible] آن بر صراط مستقیم بکشف یقین

ولی کامل مکمل که جمع تعالیم السر رکانیات و احادیث [illegible] یخفی

شده [illegible] مناسب [illegible] زیر مکرت

بقیاس [illegible] ظاهری آنی مستعدان که قابلیت [illegible] بارادهٔ ازلی

او تعالی داشته باشند اگر بود انوار این [illegible] بحر اسرار [illegible] خود

محجوب مانند

Marfat.com

محجوب‌اند و بسبب ضعف نور بصیرت ایشان ناید لایق بلکه واجب‌تر چون
نمی‌شوند که ستار حقیقی هرگاه بحسب عیار مصدوره در حین حیات آن فاضلان
خود مجتهدین بر حق ستر قول ایشان کرده باشد بعد وفات ایشان کسانیکه
مناسبت استعدادی با ایشان از تابعان مقلدان در غنیمت باشند اگر متابعت
ایشان درین مسئله اختیار نکنند بسبب برهان سعادت لایح از کسانی
که متابعت قول محقق کرده‌اند بخیر نادر العصر بی تردد برگزید و قول طرف
ثانی را از اقوال مختلفه فهمید برای ادب صوری یا بی تمسک جسته در نماز جمعه
چهار کانی به نیت مؤکده بطور تطوع بی رنج یا بی ادا نموده این چهار
کانی به مثل چهار کانی عوام است بلکه عبادتشان بیشک بیشتر است
و کار ایشان با تمیشان تلقی برای استتار قول آن بادب مصدر بیست و این
ادب صوری که گفتیم برای عوام است و الا متابعت قول متحقق کشفی
عین [illegible] حقیقت العزیزان اصل حق است و محض ادب حقیقی ایشان
[illegible] فضل الله [illegible] مرشد مکتوب [illegible] ریاضت
[illegible] فصلی [illegible] باشد احقر عبد النبی سعادت [illegible] مبین
[illegible] یاد [illegible] الله [illegible] الاقرب الافضل

الا ان الشرف للملائکة والفضل للانسان بعد سلام فقیرانه معروض میدارد
که سعادتمند میان غلام رسول حامل لطیفه امینه آن ملاذ درابی الکه استخاره
نماید داخل طریق احسنیه نموده شد از اسم ذات آگاه ساخته داده از دعای
تسمیه بیز حق تعالی سعادتمندش گرداند باید که در صحبت خودش ترتیب کنند
تا لذت این راه یابد انشاء الله تعالی بعد تمام این راه سبقی و احسانات مطالع
ساو شود در جمیع یاران احوال پرسان باشند والسلام والاکرام مکتوب سی چهارم
بتشریف وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِی آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ
وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَی کَثِیرٍ مِمَّنْ
خَلَقْنَا تَفْضِیلًا مکرم و مشرف باشند نیازمند عبدالنبی اسعد دارد دعای
بیحانه و توجه مربیانه بعد سلام فقیرانه معروض میدارد چون مدت چند ماه است
که ملاقات آن عزیز نشده اگر فرصت وقت دست دهد این عاجز را بی
تکلف بجمال خود شرف قدوم بنوازند میدانیت آنکه دستار پایه تحال [illegible]
دستها که [illegible] کتابت [illegible] حلوا که از خزینه [illegible]
[illegible]
[illegible]

محمد اشرف

ظهور

Marfat.com

ظهور زاید ابحضرت دکر ... ازین ... کا با ... دو

بسیار بزرگان ... ره الی الله ... علی الدوام ... بار ... گو

... غریب بود ... زنده ...

... ما امین بوده الحق ... اقلیم ...

... دولت ... از ... وحی ... ایشان ...

... یاران ... در ... شرح ...

... الدنیا ...

... مکتوب سی و پنجم بانشرف الاخوان محمد اشرف

... زمان ... ان ... حنیف

... مرکب ... الطرق ...

عمد ... شیخ ...

... یاسیم ... زرق التوسل ...

... گرم

... دانست ... واثق

... عجب ... کار ... ضود

Marfat.com

لی برد و محکم شده اما کار بسیار بیشتر است تا زمانیکه حیات باقی است امیدوار

ترقی باشند و این ترقی نه از تشبیه بسوی تنزیه است لایق ترقی در تنزیه است

مرد باشند دنیا را فانی پنداشته بجوی نخرند چون سعادت شعار میان علی محمد

در اینجا هستند و از اسم دار است شنیده بودند باید که از ترقی و اثبات تعلیم فرمایند

دار وعظ و نصیحت دار یعنی نتواند زیادتی بهره مند می بوده باشند و محکم گویا شد

و محکم گوئی یاران خود را تعلیم نموده باشند و این عاجز را گاهی یاد نموده باشد

و فقر را لازم ذات خود فهمند و از طلب فقر توابع را تجرد میکرده باشند ما شیر گشت

شمان مصوران این حیرت نیز در سلک انعقوان محرر گردد والسلام علی من

اتبع الهدی مکتوب سی و ششم بحمد اشرف محمود الله تعالی [illegible] اسلام نه از تمنا [illegible]

و باشد [illegible] تحقیق [illegible] اصلی طلی در لایت مرتوبه شمان [illegible]

اما غایت این همه [illegible] داخل دایره اخص است و حقیقه مرتبه ولایت

و نبوت انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات [illegible] موجود [illegible]

که معطا است به بشارات امیر به [illegible] آمد بر همین نسبت خود را اهتمام احتیاط دارند

[illegible] دو واسطه [illegible] واسطه برد و مرتبه است یکی را واسطه تعلیم

که تست الحجابیست دوم واسطه حاصل از مرتبه الحجاب است چون در مسالک سیر گشت

مناوت

بمتابعت آنحضرت علیه السلام بنور تعلیم جسمانی و روحانی اولیا و انبیا
استعداد را ای او قوت و وسعت پیدا میکند و قابلیت به تعلیم علم لدنی
او تعالی او را می باید جایز است که از الله تعالی بتوسط تعلیم جسمانی و روحانی
رسد ناقوم نباید اما بدو شرط یکی آنکه جمیع اوقات از تعلیم روحانی فارغ نشود اگرچه
در باید که و دیگر آنکه از ادب دوم توسط غیر او هیچ وقتی از اوقات
قطع شده است و دیگر آنکه طلع آن قبل شود علامت عدم قرب و بعد است
است بحمد الله تعالی بردم در رفع واسطه مطلق کمال نمیبیند از ابتدا
معامله بالعکس است قابل شدن در ابتدای واسطه است الا از واسطه
واسطه است والسلام علیکم و علی من لدیکم اجمالا بالتفصیل الخا
مکتوب سی و هشتم محمد اشرف صوفی صد و رفیعه بسم الله الرحمن الرحیم
ولدی ... من طریقی فهو لیس لولدی السلام
علیکم عن الاثر ... از تفهیم عبارات که مرقوم بود اگرچه
رسیده را وحشت بخشیده است اما داخل اشراف است معانی این اجمال یا مفصل
بر صفحه باز بنگارید بوقت عمل شنبه در روز بنگارد تا ... پیدا آرد
مشتاق خدمت دانشمند الغا مکتوب سی و نهم بمیان محمد اشرف جمیع السلام علیکم ورحمة الله

و برکات سعادت ثمرات اند در نصیب اشرف باد و از باد غرور و باد غرور
محفوظ دسر را که مسافت در میان است احبت جانان در جان
و نهانست بعد صورت ضرر ندارد در محبت نقصان نیارد در گوشت
تا جام محبت نوشند قطعه نوازنده ی دلی اگر چند کنی احباب برسی گردد
تو بی از بر جد اها چندان بروا اینم که دو نیی بر خیزد از میت دو نیی بره ردی
خوش سبحانه محبت بنیاد ها را از حقیقت صدق که جامع صفا و نقاء حقیقی است
بهره مند سازد و بغلبه شهود مطلوب ذره ذره انانیت را مضمحل و معدوم گرداند
و از ننگ ناموس دنیوی خلعت بیرنگی فنا بپوشاند چنانچه بزرگی فرموده
بیت از ننگ چه گویی که مرا نام ز ننگ است و از نام چه پرسی که مرا ننگ ز نام
است معتقدان ظاهری و باطنی ایشان را با یکدیگر متفق گرداند
که چون دو دل متفق شوند کوه را گسسته کنند عزیزان بی نامی را نام و
دلی بیرنگی را اند که دم از شما جدا اند در حال این امال بر هیچ یکی اعتماد
ندارند ذات او تعالی حقی که از خودی خود هم بگذرند بیک هیچ غرضی
مرادی را در میان ندارند در محبت او تا محبت ذاتی متحقق شود و در زمره
خود داخل آن قوم فرموده بودند خوب است الحمد لله شکر خدا بجا آرند

که بزرگان این نعمت رحمت بی شمار حاصل نموده اند درین خاندان
عوض می بایست شما و اعتقاد راسخ بر پیر و متابعت سنت سینه
میطلبید اگر چه بی ریاضت و مجاهده کار کماهی بر بستر رو داشته اند اما وقتی
که در متابعت سنت نبوی بوقوع آمده ام الریاضات است چه نویسم بخدا سپردم
بخدا سپردم بخدا سپردم امیدوارم که حق سبحانه ببرکت شما جوانان صادقین
عاجز هیچ کاره را مغفرت نصیب کنند و سعادتمندی دهند خورده از شفیع حال
این مذنب کرده اند که مثل خوب خراب و عاصی در نظر می آید لهذا شفیع هم کامل تر می
باید والسلام مکتوب سی و نهم بیان محمد اشرف قلمی کرده اید

باسم سبحانه تفویض کار و بار محبان نزدیک و دور بخدا است بل حاجت
تفویض نیست همه ظهور اوست بل مظاهر مفصله خود ظاهر و حاکم اوست بعد
سلام فقیرانه از احقر دعاگویان عبد النبی اشرف محبان مطالعه فرمایند
چون مذنب گذشته از خیر العزیز سمع جسدی و روحی بهره سعادت حاصل
نکرده بنابران در عین وقت کتابت چشم پر آبی و قلب پر درد و خرابی بود
حق تعالی این عاجز را از لقای آن عزیزان بر نور شرفی خاص عطا فرماید
توقع آنکه در تردد ات کسب چنان باید نمود که خط عبدیت بر رخت بربندد

...ذا اکابر کتب بارات اخروی باشند و کتب مصطلحی اختیار نمایند ...

اختیار خود را ضایع دارند و الا م السلام و علی من ... [illegible] انکا مکتوب چهلم

بمیان محمد اشرف شرف القوم الفقیهم اخوی متفقی بعد سلام مطالعه فرمایند

میان محمد کمل با برادر خورد خود ... نموده باشند اگر حیات باقی است بر وقت ایام

قدوم تشریف خواهند فرمود اوقات را بتضرع برند و عزلتیه تجدید سنخ صحبت

بیان ... فاضل جیو در جواب خط نوشته بشد که در ... باشند و فاتحه خیر خوانا نمایند

انکا مکتوب چهل یکم بمیان محمد اشرف ... الصدق ... آمین ... الالف

ذهن ران ... سال و صبغ ... [illegible] ... او صاد ... [illegible]

... دیر ... برعاجز الغرض قطعه ... زنو ... بدنیا شتی ... باحق ...

زخود ... آتشی ... کرده ... طریق ... است ... هستی ... که ... [illegible]

... عزیز ... اینجا ... [illegible] ... که ... نایاب ... اگر نقمیت

... علیکم ... [illegible] ... حقیقت

... که ... [illegible] ... باشند ...

از خود ... [illegible] ... ثانی ... وجوبیه غیبیه و تعالی ... کس

و بصیرت ... بی تکلف ... تا دل ... خیری دیگر ... نمود ... اشرف ... را

ایشان آورم

Marfat.com

ایشان او امر را اجتناب از نواهی هست بلکه ارتکاب امور مباحه هم ذنبی است
نزد این طایفه حسنات الابرار سیئات المقربین مشهور است با برکت با داشته‌اند
تا نسبت به رعونتی از جا نجنبند بعد از آن اختیار دارند مکتوب چهل و دوم به میان محمد اشرف
صدور یافته نیز متابعت اشرف العرب افضل العجم لوازم باشند
تمام خبر از مطالعه نمایند چون مدت مدید از ملاقات گذشته دوری دید که
این جاه یابند حقوق دینیه بخدمت متعلقان یابند اگر قوت اخلاص را
رهبر نمایند قلیل و کثیر صحبت شرف مند سازند زهی سعادت اگر میسر آید
هست یابند والسلام مکتوب چهل و سیوم به میان محمد اشرف صدور یافته
داد کرد که ... ر ... خفته اوقات را در صحبت اهل هوا که مشغول نمودند
بر باد ندهند هر از ذکر معبود بفهمند اگرچه ذکر متلبس باشند جمیع اوقات
درین عمر نماید بر آگاه باشند تا فرصت دو هیچ فعلی بر هر که بر سر راه نیاید
اگرچه ... عرفان باشد ... شکر حمد منعم اگرچه اظهار نعمت حمد الله العظیمه
... نمود ... بر ... از شنود اما فرصت دیگر است که لا تفرح
نهی الله ... ل الله ... فرموده و حمد دیگر است زیرا که قل الحمد لله
فرموده باید که در این ارتکاب امری از امور باطن از حقیقت خشوع که آن رخصت

فنا است غافل نشوند ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء بکمال خصوصیت

طریقه آسنیه برای جلای نفس از قلب است اگر این نسبت نفس انزر

جذ نسبت در هر فعل بهره خواهد گرفت بعد بکم ربکم الله الیناکتب جمال چهارم

بیان محمد اشرف الاخوان بجموع بعضی دعوات حسدی والماکید مرا

بود در سیری و بستر بخشی و آب دهی توابع بر جمیع مسلمین

رقعه مشفقانه در باب برخوردار کمل گذاشته نسبت ... و باز

مرقوم بود ... که آن دا. و اکاه طوبی ... تمام ...

یاد کرد گویا ... محبوب آن ... و با ... اصل

والتسلیم الیناکاتب ... محمد کمل ... خان

برخوردار حضرت پیغمبر ما صلی الله تعالی علیه وعلی آله وسلم چون

ورد در ... بر همه پیغمبران علیهم الصلوات والتسلیمات اندا ...

رجوع بدین جمیع مراتب باشند و چون توابع را بهر کار و ...

باشد یا فعلی رجوع بسوی ... خود می باید خواه رجوع جلی که تعلق

اختیاری دارد و خواه رجوع خفی که تعلق بفعل اضطراری دارد ...

ازدواج را اگر چه مرتبه تکلیف شرعی نیست اما برای ...

من کان علیه الصلوة والسلام ... اعز ...

و رجوع ... حضرت ... علیه الصلوة والسلام

نیز باید محتاج بمعلم اند معلم ذات ان مرتبه متبوع ایشان است که روح حضرت
است پس نبی خبر دهنده و معلم نیز خبر دهنده است پس چون ایمعنی
در عالم ارواح درست آمد در عالم اجسام هر نبی که ظهور فرموده مقدمه
ظهور این شان است و منشا تعلیم کل حقیقه ایشان است جرعه قناعت
در [illegible] و درین فصل بلیات می آیند پس جمع گردد
در یک [illegible] درست آمد والسلام [illegible] سوال میان محمد کمل
[illegible] فیض ما [illegible] تعلیم [illegible] افعال
[illegible] از افعال [illegible] تعلیم ایفاء عهود که فیما
[illegible] بعض امور [illegible] بوقوع آمده تعلیم نقش ملامت
[illegible] بر لوح دل منقش نگردد و از ملامت ملالت افزاید تعلیم حفظ
اوقات [illegible] حفظ الحال قول اکابر مشایخ است مع ذلک ادای
حقوق واجب چنانچه خدمت والدین [illegible] تعلیم قلت طعام و کلام
[illegible] نوع [illegible] آید و ترغیب بر نتایج عالیه آنها در فارغ [illegible] ترتیب
بر افزونی آنها تعلیم اوقات را بجمعیت چگونه صرف کنند و از تفرقه
در ان واقع نشود علاج [illegible] تعلیم مبتدی و متوسط را بهتر عزلت است

یا با نگاهی جلوت هم تعلیم احتساب [illegible] لی قدرت [illegible] بحمد مناسبت [illegible]

یا نه مکتوب جمیل مقیم بسبان تکمل عزیز من مدام آگاهی از حساب معبود

و فنا ر نفس کن بیچا دل مدام تعلق دارد بسبان فنا دل [illegible]

کی حریم وصل را محرم نوی الا عزیمت آنکه وقت [illegible]

گیرد کما قال الله سبحانه رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ [illegible]

خطره از ظهوری از ظهورات مطلعه نموده در دفع آن [illegible]

خواهد داگر مبتدی و متوسط را خلوت [illegible] صحبت پردازند [illegible]

احتساب بزبان یا بدعا در حق او زوال هر گاه [illegible]

یابی در دفع شود [illegible] کمبود سبحانه [illegible]

چیست شاید خطوات وقت وصحت بسم الله الرحمن الرحیم [illegible]

الی الله سبحانه بالله منزه عن التعلق [illegible] کلمه [illegible]

صلی الله علیه وسلم قال انه لیغان علی قلبی فاستغفر الله [illegible]

مره علی اختلاف الروایة سوال [illegible] الله [illegible]

رضایه محروم را کاست برای خدای که حضرت [illegible]

منظر کمالات ذاتی و صفاتی آفریده و [illegible]

Marfat.com

اندازند اگر از ازل محروم است چاره ندارد و هرچه رضا [illegible] اکم الله فی
الذین خیراً جواب محروم هستند معمور آید اما چون کل شیء عنده بمقدار
عالم الغیب والشهادت الکبیر المتعال قول سبحانه است بر قدر او و سبحانه
تعالی در هر زمانی ظهوری دارد شاکر و صابر باید بود یعنی هرچه وقت آنچه
مقدار رسیده بران شاکر و آنچه برا وقات آینده موقوف است ظهور آن
صابر باید بود دیگر از خواطر ایشان [illegible] عافاکم الله سبحانه [illegible]
یافته بخاطر جمع بکار کمال و تکمیل مشغول باشند و جنت [illegible] نظر کنند
والسلام مکتوب چهل و هشتم در [illegible] طالب [illegible] بمیان محمد اشرف
آنان که خاک را بنظر کیمیا کنند قطعه آیا بود که گوشه چشمی بما کنند یکی از
فقرا که [illegible] شنوم [illegible] سگ [illegible] نظم نجم الدین [illegible]
خاک شو خاک [illegible] گل [illegible] حق بجانب [illegible]
از خرابی برخرابی [illegible] و از [illegible] معموری [illegible]
بقا را شاید عزیز من خاک [illegible] و گر خاک [illegible]
است چون کیمیا [illegible] حقیقت [illegible]
و از خاک [illegible] ملک [illegible] و السلام [illegible] است

Marfat.com

که در مرتبه نور اول از همه قابلیات لانهایات اخلص و متبوع آنمرتبه است

و خاصه خلاصه انسان و جمیع تابعان از صفت از نسبت و مظهر جامع

و اجمع صفت الوجود واجبی است و مراد از خاک شدن باصل پیوستن

است و ادنی برهان پیوستگی باصل قطع نسبت و اضافات از خود

و انتساب همه کمالات بصفات ذاتیه او تعالی جل و بمرتبه محبوبیت رفتن

است چون چنین شد فنا اتم حاصل آید بی سستی که در استغنا از برای

چه او سنه همه از دست عزیز من اگرچه در صورت این خوبیت نظام

کمال مینماید اما برما فوق نگر که معامله بر عکس است و کار بر از این

استغاره ضروری حق سبحانه حقیقت کمالی میسر آرد تمام حسد تا بر یکه

پیش ثانی منتظر از نسبت بر روز تا چند نویسم کاغذ کوتاه دارد همه

قلم بی انتها و السلام و الاکرام بهتر آنست که اگر توانند نماز جمعه در شهر

میسر شود والا در مسجد قصبه تنها کنی چنین اثانی داشته باشند باذن قاضی

برای تبرک معرفت کافیست مکتوب جمیل نام بمیان الهداد که میر امین و بهادر

و سوال کرده قیمت یافت و کمال برای خادمان حضرت شیخ و سلمه ربه مکتوب

الله سبحانه و تعالی تقوی شعار خدا داد میان الهداد را از بیراهی

سکینه که تقی

... است و تجرید صوری که در عامه روافضه و لایت بیشتر است
... فیض جدید نورانی که عبارت از حقیقت تجرید و تفرید است
اسما ... مخصوص اند باخص الخواص و اخص الخواص را از آن نصیب است
و ... بلند پایه تر بخشیده و جا در عصمت ... نموده
... اسم اعظم را ... حقیقت کلمه که با بالی نفس برکت
... ده و از جنس کثرت بشهود وحدت متصف ساخته
... و محبوب اند فرد و مکرم کرده اند و از لفظ و معنی
... مطلوب حقیقی که بی کم و کیف و ورای جهات ... مره
... مذکور است دایم الاوقات با استیعاب کامل باطن النفس را توجه تام
... داده و هر ذره را از ذرات کاینات بنظر دلی غیر ظهورات
... ذاتیه سبحانه ننگرد تا نسبت اصلی بکلی مرتفع شود
... نشانی هم حاصل آید که از تو نامی ماند نه نشانی هرچه بیاشند از انتساب
... شند از انحضرت ... توجه نماند و توجه و متوجه در رنگ
متوجه الیه بیچون نماید بلکه از این ترقی در ترقی دست دهد و حال اصل و تخلیص
... انجا باید ... حال سالک وصول متمم شود

همه کمال گردد عزیز من از صحبت اهل غفلت بپرهیز تا بسیار خوش [illegible]

[illegible] را [illegible] شمار [illegible] در صورت [illegible]

[illegible] قائل اند [illegible] آخر که [illegible] حقیقت [illegible]

ملک دایم [illegible] نشود [illegible] از آن [illegible]

و از [illegible] از بار [illegible] جمعیت [illegible]

و [illegible] عزیز من [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] لوح خود می گذارد

[illegible] دیگر اگر [illegible] طریق [illegible]

بجز [illegible] خطر [illegible] نشود در این ساعت و روز و ماه و سال در نظر نیاید

Marfat.com

است بلکه همت عالی باید داشت و تمام عمر را یک ساعت در جنب مقصود
دقیقه‌ای انگاشت و در مراقبه و مجاهده باید کوشید اگر بعد از عمر هزار ساله مثلاً جمعیت
دست دهد غنیمت باید دانست از عمر خود گویا در یک ساعت بکعبه مقصود رسیده شد
به احوال حکایات اولیاء الله نظر کنند که حصول کمالات بایشان بعد قرنها
در نماز بیشتر شده هرچند که خطرات در بعض زیاد و هجوم نماید کم همتی نباید و باید
و نیز یاد باید کرد که بفضل خدا در حق ساعتی ضرر ندارند بلکه سودمند اند توجه بر نقش
معظم اسم ذاتی بکمال همت باید گماشت و نفی و اثبات اکثر اوقات
باید کوشید تا خس و خاشاک خواطر سوخته گردد اولیا را طاقت داده اند که در عالم
از کعبه مقصود مطلع سازند و بمقصود اصلی رسانند اما چون سنت الله تعالی
در حق اجلی بعض مخلوقات که انبیا اند علیهم السلام نیز بتدریج واقع است
ازین طایفه که توابع اند نیز مشقت و محنت زیاده میخواهند و این مشقت که در دفع
دشمن دین نماید فی الحقیقه بعاشقان راحت و لذت است علیکم بما امرتم والسلام
علی من لدیکم و درود حضرت حسین اگر جمعیت دهد بهتر است که بعد نماز تهجد
میخوانند بالحاح و زاری اگر گاهی آن وقت میسر نباید بعد اشراق و غیر ذلک میخوانده باشند
مکتوب پنجاه یکم بمیان محمد صادق صدور یافت

اللهم اعطنی ایماناً صادقاً و یقیناً لیس بعده الکفر حق سبحانه تعالی با ایمانی و یقینی
مشرف گردانید که بعد او کفر نباشد پس یقینی که متیقن در قید اوست بکمال رسیده
و بعد آن تهمه کفر نیست باید زان طالب ترقی بود و عروج نمود یقینی که بان تلقین
نموده ایم یقین بنهایت است که رسول خدا در حدیث ازان خبر رسیده صلی الله علیه و سلم
الغرض که هر مرتبه را که مقید به یقین می یابند در قید یقین است در نفی آن دریغ
نفرمایند و از قطع آن در غم نباشند حتی که یقین یابند بر متیقن غیر مقید و غیر
مدرک الغرض چون چنین اهتمام زیرا همه عطا فرموده اند حمد الله تعالی بجا آورده امتیاز
و امیدوار ترقیات باشند و حقیقت حمد این که آنچه لایق نیست در نفی
آن مجاهد و بلیغ فرمایند که هر مرتبه جای تحقیق و ذات الهی اطلاق نمیکند السلام کرام
مکتوب پنجاه و دوم بمیان محمد قایم ساکن سامانه صوبه سرهند بوالهوسی که از غفلت منزه
نعمت گرده است ان نعمت دیگر است آنچه بکاری یافته اند ... نشنیده اند
که شما بر هیچ ... هم قدم کس ... چه کمالی دارند در مراتب و ... سلوک
چه مصطفی ... مروسی ... قطع علایق را مبتلا و از خود کمی
خواهند سلوک در چنین گرفتاری ما سوای حق و وصول درجاتی که موقوف بر نفی
ما سوا است می جویند آری محبتی که از مروهم است قوت فهمی دارد و قوت و همی
غالب

عاقبت بر تعلقات نفسانی میسر نیست عزیز من این بیچاره هیچمدان ظالم جاهل قابل مرحمی که در رقیمهٔ ایشان مرقوم است نیست بل واسد هیچ نیست هیچ نیست با وجود هیچمدانی خویش متوسلی و متصرفی نمیخواهد اگر صادق الطلب حق داشته باشد و خود را انا فانا در راه حق یافته قبض از نا قابلیت استعداد خود داند و بسط را از نور توجه مرشد مجذوب بحکم امور مربی در ریاضت و مجاهده که محکم بسته باشد که اگر نصیب من در حین حیات مرشد میسر گردد فبها و الا آخر چون مرا این است در زمره طالبان و مجاهدان محشور گردم و اگر طالبی با این همت بالغه یافته شود ازین جهت که زمین باطن او بآب شفقت و مرحمت تازه و سیراب داشته شود و امانتی که از عزیزان بخود رسیده باو رسانیده آید عزیز من تکلیف این امر بسیار گران داده اما چون استعداد اگر ناقص یافته را یافته السلام علیکم و علی کل من لدیکم مکتوب پنجاه و سیوم باخوی حافظ عیسی کیفوی میان حافظ عیسی از عرفان حقیقی بهره ور باشند مرقوم بود که در حدیث قدسی واقع است کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف ازین حدیث معلوم میشود که مقصود از خلقت عالم معرفت حق سبحانه است لیس المعنی در حق کسی که معرفت نصیب او نیست بنا شده است در حق غیر او چه گونه باشد سعادت اطوار معرفت بر دو مرتبه است معرفت اختیاری و معرفت اضطراری

بهر فردی از مخلوقات در عین بدو خلقت او حاصل است چنانچه آیه کریمه
یسبح لله ما فی السموات و ما فی الارض مشعر بهمین معنی ست و معرفت اختیاری
بر دو مرتبه است معرفت عام و معرفت خاص و در معرفت عام جمیع انسانات
ذو عقل مشترک اند و درین معرفت عام کفره نیز داخل اند اگرچه بسبب آنکه به انبیا
علیهم السلام منکر دیده اند بهره از قبول ندارند چنانچه در آیه کریمه واقع است
قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ اما مقصود
از خلقت چون معرفت الله سبحانه است قبول باشد یا نباشد سوال
وارد نشد و معرفت خاص بر دو مرتبه است خاص و اخص معرفت خاص آنکه
بعد معرفت توحید ذات و صفات قبول جمیع احکام شرعیه بلا تفاوت
و بلا ریب باشد اتیان اوامر و اجتناب نواهی باشد یا نباشد این معرفت
نصیب مؤمنین عام است و معرفت اخص نصیب کسی است که با وجود تقید جمیع احکام
شرعیه اتیان و اجتناب باو عطا نموده اند این جماعه مختص است بتاسی
انبیا علیهم السلام و اولیا قدس اسرارهم ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء
والله ذو الفضل العظیم مکتوب پنجاه چهارم بعزیزی صدور یافت بسعادت شقاوت آنچه مرقوم
بود که هرگاه روح بهر جسد محیط باشد بنسبت افعال که بسوی جسد مینمایند

Marfat.com

وجه آن جهت جواب بر فعلی که در صورت بو وقوع می آید خواه حرکت
و سکون خواه نشستن خواه قیام چون در ظاهر صریح بجسد تعلق دارد در معامله
روح اگرچه خالیست اما مخفی است لهذا صورت حال را از نسبت افعال
بسوی جسد چاره نیست و این نسبت قیام جمیع افعال جاری بسوی روح
است پس بعد سلوک چون ز جسم معنی گشوده میشود این نسبت را بسوی
روح می ماند ملک چون ازو ترقی می آید این نسبت افعال از روح برجوع
بطرف فاعل حقیقی الله سبحانه متحقق میشود در روح بیچون نسبت ملک
بیچون نماست مجهول الکیف است پس فی الحقیقة کیفیتی چون دارد
لهذا در میان بیچون حقیقی که معدوم الکیف است در میان بیچون نما که مجهول
الکیف است فرق هویدا است که هر که چون دارد اگرچه مجهول است در مرتبه
تقید است در هر مرتبه تقید حادث و محتاج است بالذات الحارث الارباب
و در آیه کریمه والذین کفروا اولیاءهم الطاغوت یخرجونهم من النور الی الظلمات
نسبت اخراج کفار بسوی ظلمات بطاغوت نسبت فعل بسوی سبب است
چون طاغوت سبب ظلمات کفار شده اند لهذا نسبت فعل بطرف طاغوت
فرموده اند فی الحقیقة نسبت اخراج کفار از نور بصفت قهریه الله سبحانه است

Marfat.com

که طاغوت بسبب آن شده اند و چون معرفت عام که کفار را نصیب است از ظهور
صفت قهریه است پس لاجرم کفار از ولایت حق محروم اند زیرا که ولایت
حق نصیب اهل معرفت خاص است که مظهر صفات لطیفه است مظاهر قهریه
با ولایت حق چه کار ظهور صفات قهریه اقتضاء ظهور تسخط بر مظهر دارد نه اقتصار
ولایت حق ولایت حق از ظهور صفات لطیفه است فلا نصیب الکفار
من الولایة الحقیقیة نعم ولایة الطاغوت کما ورد فی الآیة الکریمة
والسلام مکتوب نود و پنجم بعزیزی بعد در تا صدور یافته بسم الله الرحمن الرحیم
بعد سلام فقیر از مطالعه فرمایند بدایت کار سالک از لذت یافتن از ذکر
الله سبحانه است و نهایت کار او مشاهده مذکور و این مرتبه در نهایت مصطلحه
صوفیه وجودیه است اما بدایت کار در ولایت اخص که ولایت علمای علی است
طلب نایافت مطلوب و مذکور است و نهایت آن حصول نایافت و ادراک این
هم سالک ترقی کند بدایت بعلم حضوری است و نهایت او حضور در حضور در حضور
علمی وسط انهم تربیت و این هر سه مرتبه مرتبه خود در ولایت خاص الخواص
دست میدهند منقبت مراتب ولی وسط و نهایت ذالک فضل الله یؤتیه من یشاء
این تحقیق مراتب سه گانه ولایت که در پی مذکور شد نسبت بهمین مراتب بر حسب تحقیق

Marfat.com

و اصطلاح حضرت پیر دستگیر نوری است قدس الله سره و این مجمل را تفصیلی
است که شرح طویل می طلبد و فرق در ولایت خاصه و اخص و خاص الخواص
همین است که در خاصه یافت مذکور مطلوب موجود و در اخص یافت مفقود
و غیر معدوم و در خاص الخواص حقیقت نایافت موجود و نفس یافت
معدوم و حق نهایت امر نیز متحقق و ظاهر است پس یافت مرتبه ولایت
خاصه که معبر بعلم است حجاب اکبر است که در وی لذت شهود سالک
محتجب از حقیقت مطلوب است و بعد از ترقی ازین مرتبه حجاب مسلوب
اما از نظر کی نایافت مطلوب که در مرتبه اخص مطلوب است نیز علمی است
که حجاب است مرتبه حقیقت نایافت را که سالک بلذت نایافت محتجب
از مرتبه فوقیست چون درین هر دو مرتبه علم حصولیست لاجرم حجاب است مرتبه علم
حضوری را و بعد ازین دو مرتبه مرتبه خاص الخواص چونکه اهل آن بهره مند
از علم حضوری است لاجرم از حجاب منزه و دور است پس در مرتبه
اخیر چون حقیقت ایمان بالغیب رسیده و هر مومن علم مومن با ایمان بالغیب
در داشته است بحکم یوم ما در عین انتها باین مناسبت رجوع بهدایت نموده
... بالغیب همچو مومن عام ظاهر شده و سر رجوع الی البدایت بمعنی

Marfat.com

اگر چنانچه در ابتدا از تعلق تعلقات نفسانی بود و در اوسط تعلق را قطع نموده
به نسیان ماسوی الله پرداخته بعد النهایه باز به تعلقات مذکوره تعلقی پیدا
کرده که بیان این تعلق در مرتبه غالبیت ولیکن اگر مراد از معرفت و توحید
توحید و معرفت متصوفه است که خاصه ولایت خاصه است دامن معرفت
انبیا علیهم الصلوات و السلام از غبار این معرفت دور و بعید است
زیرا که این معرفت و توحید صوفیه خیال و وهم است در مرتبه ولایت
این جماعه عالیشان علیهم الصلوات و التسلیمات این که خیالش [illegible]
وهم و خیال است که ناظر متعدد الحال اشیا را بآن معدوم میدهد آرد
و همین موجودیت [illegible] بالقدرت [illegible] جانشه مدد عدم شده
آن هر موجود [illegible] بس وجود و کمال که حضرت انبیا را در مرتبه حضور
در حضور [illegible] چون [illegible] الله سبحانه [illegible] نهایت [illegible] مراد از ترقی
[illegible] ترقیات [illegible] ظاهر مراد [illegible] که مرد نیست
که معرفت رسول [illegible] صلی الله علیه و سلم [illegible]
و این ترقی [illegible] شهود [illegible] تنبیه [illegible] که خطه
بیان [illegible] است [illegible]

Marfat.com

چه خوانند پس ظلوماً جهولاً که از ولایت خاصه است دیگر است و در مرتبهٔ اخص
و خاص الخواص دیگر هر یکی به نسبت ما تحت خود مدح و به نسبت فوق خود
ذم است این تیر اشارتست به نسبتی که ناقد بصیران را ای سالک راه
آن مراتب که بیان کردیم خواه حصول تعلیم ذکر تربیت روحانی باشد یا جسمانی
اگر برای تمام شدن مراتب تعلیم مرشد مکمل در کار است بعد فوت او
روحانیت باشد یا در حال حیات و تعلیم جسمانی و مع ذلک الله سبحانه قادر
است بالعکس ظاهر کند اما سنت غالب چنین ظاهر است که ذکر رفت پس باید فهمید
که طلب در ابتدا دست دهد و درد در وسط و عشق در انتها این انتهای حقیقی
خیالی نیست زیرا که انتهای حقیقی است عشق قاصر معامله اینجا و ورای عشق غایتی
و فاخر نیست چنانچه از کمالات عشق آن مرتبهٔ حقیقی برتر است نیز از این اصطلاح
که طالب فانی گردد با مطلوب پس رفیع الشان است این مرتبهٔ حقیقی مرتبه
است که در اینجا حقیقت نفس الامری جلوه‌گر شده ناظر را در این مرتبه
اختیاری نماند که در نفی و ثبوت آن مختار باشد آری اختیار تا آن نسبت
که منشأ آن نسبت وهم و خیال باشد و این مرتبه متعالیست که حقیقت جلوه
گر شده را در اینجا قدمگاهی نمانده است سید ه ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء

هرکرا خواهد باین نوازد فایده هر نوری که در حیطه خیال آید مخلوقست قابل
نفی است یعنی نفی هر نور محسوس و متخیلات در دایره مخلوق باید کرد بس نور
هر لطیفه خواه در عالم خیال متمثل شده سرخ یا زرد سفید نماید خواه نفس هر رنگ
محسوس و مشهود گردد علامت صفا و تزکیه آن لطیفه ست آنکه سالک مبین
بآن رنگ نماید و آن را مشهود خود داند نعوذ بالله من ذلک نفس سالک منطبعه
احسنه مبتدای خواه متوسط آن باشد که تجرد ذات بی کیف حقیقی دریابد
شود غیر را جای نباشد و هرچه محسوس شود قابل نفی باید فهمید خواه محسوس
حسی خیالی باشد خواه محسوس حس ظاهر چنانچه بصر و سمع از نجاست که در عین نور
مقصود دل تعین ذات بیکیف باشد و مقصود انحطاط از وسیله و مواهب مرتبه
بیکیف باید فهمید همچنین اگر نور لطایف متمثل شود وسیله ترقی باید فهمید
نه که عین مقصود باید دانست و نفعک الله سبحانه

مکتوب پنجاه ششم

سؤال که کرده اند عبارت شغل توطئه نوشته آمد اول عبارت سوال را
بعینه نقل نموده مربوط می‌نمایم بعده جواب نویسم انشاء الله سبحانه لطایف خمسه در مرتبه
لطافت اند می باید که در ابتدای کار غالب بر ظلمات جسدی باشند حال آنکه
مغلوب و مخفی اند در ظلمات عنصری غالب می باشند بعد سلوک و مشقت غلبه و انجلا
پیدا میکنند

Marfat.com

پیدا میکند و به این حیثیت تجارب هر مرتبه علیحده از ارواح وجه لطایف
چون بعد عقده تقیید شود و با الفو حکم حجب میگردد و از خصوصیت نورانی
خفا پیدا میکنند و درین حکمت الهی است الله تعالی مراتب سلوک را
بر این بشر خود تعلیم فرموده و ترتیب سلوک بطور جذبه غیبی هر یک را
ازین لطایف متنفسه از قید ظلمت برآورده بخصوصیت اصلی که نورانیت و صفا است
رسانیده و بهره وصول بخشد ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء فایده سالک
قبل از تعلیم اسم [illegible] تغییر شود تمام وجود او با خطره است در عین خطره محفوظ
با خطره چون تعلیم اسم ذات یافت فقدان گردد که غیر این اسم دیگر در دل نماید حال که
سابقا خانه دل را خطره ها گرفته اند در بنولا چون صحبت اسم ذات در خانه
دل شد که در حقیقه دل خانه اسم ذات است خطره ها که بیگانه اند و خانه دل
گرفته بودند در جستن می آیند اگر جذبه از مرحمت خطرها نارع میسر [illegible] گردد
یکبارگی خطرها از خانه دل بدر میشود و سالک بقوت جذبه از زحمت خطره
فارغ میشود و اگر جذبه غلبه نکرد کار سالک بسلوک افتاد و خطره ها از آمدن
در خانه صحبت خانه را منع میکنند سالک را در بنولا مجاهده با لشکر خواطر افتاد
باید که بقوت صحبت اسم ذات از کثرت لشکر خواطر مضطرب نشود و قاصد

Marfat.com

باشد کرد جانب دل که اسم ذات بصورت [illegible] اجا کرد و مزاحمت خواطر تا زمانی

که دل نیز در مجاهده و محنت کوشد معنی سلوک همین است اگر سالک غسل نماید کرد

بلکه در دفع خواطر مردانه طور باید کوشید فایده رنگ قلب در عالم مثال گاهی سالک را

اگر نمایند شرح میشود اما در اول مرتبه سالک از این طور رنگ شرح غالبا منظور نظر

داشته باشد و اگر ذکر غالب کرده او از پیدا گردیدن رنگ منشرح از این هم [illegible]

موقوف دارد فایده این اسم ذات اگرچه این بجز چند حروف

مخلوق نیست اما بذات حقیقی مسمی را بی ترکیب لفظی این حروف میتوان دانست

لهذا در عین تکلم این لفظ حادث منزه از نظر [illegible] ی مدلول این اسم دارد

لا اله الا الله محمد رسول الله لا را از ناف [illegible] باید کشید و از انجا

الا الله را بر بازوی راست باید آورد و از انجا کلمه الا الله را کشیده بر قلب ضرب

باید کرد و باید [illegible] و گردیدن دم باید رسید است هرچه ازین زیاده

شود بهتر است فایده در عالم مثال آنچه رنگ زرد یا سرخ یا غیر ازین مقصود است

بحضور [illegible] باشد [illegible] که از رنگ خارجی بیرون است از انوار قرار باید داد [illegible] خیال

اگر [illegible] را هم عبادت است و اگر ذره خیال باشد از قبیل خیالات

[illegible] الوان [illegible] خیال [illegible] و نوری که بجناب الله سبحانه مخصوص و قدیم

است

ترتیب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ورشته [illegible] [illegible]

Marfat.com

[illegible] بهره [illegible] حور و در [illegible] زنان

[illegible] بهره باقی است [illegible] فایده مرکز محسوس

[illegible] متوقف داخل است [illegible] امور این محبوبت وفا

[illegible] امور [illegible] شود [illegible] اتصال دارد

فایده [illegible] شروع [illegible] علم بحث [illegible] فایده [illegible]

امور [illegible] احتراز باید کرد که [illegible]

[illegible] آیته کریمه [illegible]

فایده [illegible]

[illegible] مکرات [illegible]

[illegible] یعنی [illegible] باید دیگر [illegible]

[illegible] السلام [illegible] رب الارباب [illegible]

حقیقی [illegible] مرتبه [illegible] لباس [illegible]

[illegible] لباس [illegible] نقطه

[illegible] ذکر [illegible]

[illegible] اسم الهادی

Marfat.com

تماشا کن راه اوسط و عدل اما صاحب لباس ... ری در باد ... دا که ...

باطن ان بصاحب لباس ... بتنزیه محض الکاسی از لکم ... دست ... ا

نشناسد صاحب تنزیه است اگرچه معا له ... از ... ل تلبیس حاص

نیافته اما دعاوت بعید بهمت در میان او و نانی او و ... اثر اثر ... تساوی

از صاحب لباس اثر ... ازی ... داسد و مالی از لالت ... ساری ... گی

ازینجا باید فهمید که کمال استعداد حضرت نقشبندیه قدس الله سره اسرارهم که قبل

از فراغ از ابتداء و توسط در عین احتیاج بلباس ... ی و ... از ...

عارسیت صاحب بهوشیاری است فطر الله ... بین ... آن آ ...

اگرچه وصول ضمنی دارد اما کو باالکا اهر از نکرو او ... از ...

این محبت ترتبت ... اسم الدلیل است و ... مرید ... مربی او و اسم الهادی

است ... طلب ... امین را سود مربی خود که اسم هادی است ... واحد ... داه

خوف و اخلاص ... قاعده آری این ... ارم ... ک آ ... نه لاخوف

علیهم ... دوا ... ید ... واحب ... ذکر ... انکه چون ... ذاتی ... ه علوق کم

اینه ... کرد کل شیء ... هالک الا وجهه متحقق شد ... هالک را عین شیء قدیم کرد لم یزل

ولا یزال ... است نه ... بند و اگر گفته شود که ... هالک را ... عدم ... است ... الله ...

علی ...

عین می گوید گویم که نسبت غیبت بی ملاحظه طرفین متحقق نمیشود پس وقتی که طرف ثانی بمرتبه عدم نسبت رفت باز عینیت او با موجود متنفی گشت پس او نسبت واحد حقیقی که غیر شرکت باو در عینیت ندارد مطرح چه نسبت خاک را با عالم پاک دخالی نیست غیر حق را می یابد یا نه اگر می یابد پس عینیت با مالک عالم ازل کذب محض و اگر نمی یابد نسبت عینیت این وقت خلاف قواعد عقل نیست فافهم والسلام والاکرام سوال در حدیث قدسی مضغه را اول ذکر کرده اند و قلب را که لطیفه نورانیت بعد آن وجه چیست جواب اگر از مرتبه ادنی باعلی میروند اول ذکر مرتبه ادنی ضرورست و اگر بیان از مرتبه اعلی با دنی اند ذکر اعلی بتقدم الوقوع است سوال هرگاه کیفیت اصل لطیفه معلوم نباشد و بهره یابی از ظهور معانی و تجلیات آن لطیفه باشد ناظر مقصود منظور انوار و تجلی گر در بعضی مکاتبات نوشته که طور لود جواب ناظر برد و مرتبه است اگر در سیاحات ناظر است چون تحات در میان است وصول این ناظر را منظور اصلی می گردند و اگر بیواسطه باشد مشکل تهود است این وصول او وصل اصلی متوهمانند سوال حضرت میر دستگیر فرموده اند النفس متولد من الروح و الجسد تحقیق این در انفصل بیان فرمایند جواب الله سبحانه خلد را از ارتفع عیاه

مخلوق فرموده و روح را از نور مخصوص خالص بی سایه خلاء عزو بید ...
بحکمت بالغه و بعد نفح روح در جسد جسد را بحکمت بالغه عالم دنیا
گردانیده و تسبیح اما نیز جسد از روح ممیز و بنیها بر ... لابد ... مقتضای
عنصر خاص ظلمت و کدورت که منشاء کفر و معاصی و نفاست مرتبه
روح نور و صفا که باعث ایمان و طاعت ملکی از ... مرتبه مجبول ...
خاصه خویش و غرض از تخلیق این هر دو به ترکیب وجود فعل اختیاری است
و آن موقوف بر هیئت مجموعه اتحاد ظلمت نور لهذا قدرت کامله جهت
جسد ظلمات عنصری اعلو داده از ... روح ... نورانی را ...
بخشیده و در مرتبه بر زخیت آن هر دو جمع ساخته هیئت مجموعه ... را
آورده و جامع متقلبات ایمان و طاعت و کفر معاصی گردانیده و از
جمله مجبوریه برآورده بصفت اختیار موصوف ساخته نفس نام نهاده و اینجا
است که حمل امانت را که در آیه کریمه واقع است قبول کرده ... اورده
و مظهر کمالات صفات جمالیه و جلالیه گردیده بفضل الله ... مختار
چون این تحقیق تفصیل زیاده منجر است بر ضروری اکتفا نموده آمد
جا دیگر انشاءالله تعالی تتمه آن بحسب فهم رکیک بیان نموده خواهد شد
والسلام

والسلام مکتوب پنجاه پنجم بمریدی [illegible] بسم الله سبحانه بدانکه ذکر پنج لطیفه

که در بدن انسان واقع است هر لطیفه بعده عا بهره یابت ولایتی است

از ولایت یعنی ولایت عامه وخاصه واخص وخاص الخواص واخص

الخواص لطیفه قلبی در ابتدا و وسط او بهره یاب از ولایت عامه [illegible] است

اولیا است که از ولایت خاصه نامند و در نهایت لطیفه قلبی و ابتدا او

وسط لطیفه روحی بهره از ولایت خاصه است که از ولایت [illegible] نامند

در نهایت لطیفه قلبی ابتدا روحی و ابتدا و وسط لطیفه سری

بهره از کمالات [illegible] است که از ولایت اخص و تبع [illegible] اکابر [illegible] است

علما [illegible] در نهایت لطیفه سری و در ابتدا و وسط لطیفه خفی

بهره از کمالات ولایت انبیا است که از [illegible] عرفان ولایت

کبری نامند و در نهایت لطیفه خفی و ابتدا و وسط لطیفه اخفی

بهره از کمالات نبوت [illegible] است الی حسب استعداد الاولیا در

نهایت لطیفه اخفی حصول خاص نفس ولایت و نبوت انبیا است

یا الی منصب نبوت علی حسب مراتبهم علی نبینا و علیهم الصلوات التسلیمات

مکتوب پنجاه ششم بعزیزی [illegible] جوکه [illegible] اسیر [illegible] شده [illegible]

چون به بیرنگی که کاملی هستی یک رنگی دفع عوض دارند آشتی مراد از بیرنگی ترک
اطلاق که تعبیر از آن را نتیجه داد از رنگ تعدد مظاهر و کثرت تعینات
و از آشتی شدن انعکاس آئینهای متکثره از نور آفتاب وحدت را اجرای
سوی با موسی که نسخ شریعت پیغامبری مرجامه‌ای دیگر را و از رسیدن
به بیرنگی رجوع بهایت بسوی بدایت و آشتی موسی و فرعون از انحلال
تقابل صوری و تعین تشخصی برچیدن بساط تکلیف را از میان برداشتن
آئینهای مختلف الالوان که موجب نسبت اکثرت اعرار اور شرح میر محمد رضا عفی
عنه فقیر میگوید که انچه مخدومی میر محمد رضا در شرح ابیات مصدوره الصدر فرموده
بسیار پاکیزه و زیبا است اما اینمعنی مناسب تشخص فانی مینماید زیرا که
صاحب تشخص را اضمحلال ظاهر و مراتب تقید است حتی که علم شناهم اگر در تشخص
فانی باقی بحال خود نماند حق را ثابت و تمکن کرده اند لهذا رسیدن به بیرنگی را
میر مرحومی در شرح ابیات تقیید با اضمحلال تعینات از نظر عارف کرده
چه تعین عارف و چه تعین غیر عارف در بمعنی اسوا خود دارد رسیده اند اول
انکه از آشتی شدن بیرنگی انعکاس آئینهای متکثره از نور آفتاب مراد در
اتحاد و تشبیه نسبت آنکه انچه در آئینه منعکس است حقیقتش بیان کرده

اما حقیقت

[illegible] هیچ [illegible] [illegible]

[illegible] بمعنی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ذات [illegible] سوال [illegible]

دیگر [illegible] دهون [illegible]

[illegible] هیچ [illegible]

خود [illegible]

[illegible] معنی [illegible]

[illegible] احسان [illegible]

ازلی و باقی هو موصوف [illegible] جمال [illegible]

[illegible] عظمی با وجود [illegible] ظهور [illegible] صفت جامعه و نفس مقتضی

[illegible] ظهور ازلی او با مخالف [illegible] چنانچه

لاهو و لا غیره متعمٔ این معنی است و همچنین ظهور ظاهر بر طبق و اوقت

Marfat.com

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بسیاری عارفان [illegible] علم حقیقی بحسب مظهریت کامله هیچ ظهوری را

[illegible] بحر [illegible] باقی بهوا که اعتبار [illegible]

[illegible] بهره در گذشته [illegible] دات

[illegible] بصیرت مان می نزد این اختفار آن مرتبه [illegible]

قصد [illegible] و این [illegible] آن [illegible]

هوا در مصرع اول بیان کرده که فرموده بیت چون [illegible] رنگ است

[illegible] الامری [illegible] مرتبه [illegible] رنگ بیان فرموده

تعالی الله عن ذلک علوا کبیرا کان الله ولم یکن معه شیء الان کما کان

[illegible] که [illegible] الآن [illegible]

[illegible] تحقیق محاطیت [illegible] ابیات مقصوده

[illegible] باقی می شود که چون [illegible] محجوب [illegible] علم [illegible]

علم مطلق حقیقی مرتبه [illegible] محققی [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] مستی با حضرت [illegible] بلکه [illegible] است [illegible] لا [illegible] [illegible] می یار اگر

صورت تنوع [illegible] از [illegible] [illegible] بحر کرداده

[illegible] ترقی [illegible] [illegible] لم

وجودی باید که هر مرتبه از مراتب صفات و [illegible] ذات واجب مقتضی [illegible]

خاصه [illegible] [illegible] صفات را [illegible] ذات [illegible] [illegible]

عین [illegible] است اقتضای ظهور یکی بحسب حیثیت خاصه و [illegible]

دیگری است و با وجود طورات متعدده هیچ وجودی مخالف [illegible]

تنوع [illegible] اقتضای [illegible] هیچ یکی را از آنها بجز اسمی

ثابت [illegible] آن اسمی [illegible] که تمامی [illegible] ذات واحد حقیقی است [illegible]

در آنجا راه نیست چون [illegible] ترکیب است لا شریک له [illegible]

در دل [illegible] بجز [illegible] نه آفرید [illegible] خود زیر کار از این [illegible]

فائده باید دانست تجلی بر چهار مرتبه است آثاری و فعلی

و صفاتی و ذاتی در تجلی آثاری فعل سالک [illegible] آثار فعل حق مضمحل

آثار فعل خود را آثار فعل حق می یابد و همچنین در تجلی فعلی افعال خود را [illegible]

یافته افعال خود عین افعال حق می یابد کذلک فی الصفات صفات

Marfat.com

خود را صفات حق می یابد و چون بتجلی ذاتی بهره ور شود صورت خود را
دارا
در مرات حق یابد عین ذات حق می یابد این تفصیل تجلیات بطوریست
کمالاالخفی
بمرتبه است فی تحقیق منتهیان درین تجلیات بطوری دیگر است
ست
علی اهاله فایده هر تجلی که هست تجلی کمالی از کمالات ذات سبحانه
اما اگر تجلی برای وجود او صفاست آن تجلی ظهور کمالی از کمالات اسم
نافع و فایض و معطی است و اگر تجلی برای وجود قبض است آن تجلی ظهور
کمالی از کمالات اسم قابض و مانع باشد همیدون بعد ظهور اول از لوازم آن عجز
و حمد و ثنا است و از لوازم ظهور ثانی استغفار و تضرع باید دانست قبض
قبض
دلها را دو بسط لطف تر است و بسط دلها را قبض نقوت است پس اگر در عین
جلوه استغفار و تضرع در روده مقدمه بسط و صفا است ذلک فضل الله
اند
یوتیه من یشاء و ذو الفضل العظیم دیده است و حب الوجود نگوی
الوجود
الوجود واجب الوجود آنکه او بذاته باشد و محتاج دیگری نباشد و ممکن الوجود
است
آنکه وجود و عدم او بذاته نباشد بلکه بغیره باشد و این قرع فایده عینیه
باید دانست که اطلاق وجود بر ذات رب تعالی بمعنی ثابت بذاته لا و اگر
از وجود واجب تعالی حقیقی است احنافی و اعتباری که بنسبت و اعتبار
امر دیگر باشد

اندکی باشد که اطلاق وجود بر ممکن بمعنی ثبوت که مسبوق بالعدم است
و معنی مصدریست و فیض وجودی از وجود حقیقی موجود گشته و باعتبار
نسبت فیض وجودی از وجود حقیقی نسبت وجود باو میکنند پس وجود
ممکن حقیقی نیست یعنی وجود بذاته نیست پس اعتباری اضافی است الغرض
اطلاق حقیقت وجود در اصطلاح صوفیه بر کسی است که مستقل بذاته است
اطلاق وجود اضافی و اعتباری بر کسی که بفیض دیگری اعتبار وجود یافته
ما نهم و لا لکن من القاصرین اگر شبهه باقی ماند در برزخ خواهد آمد ان شاء الله
تنبیه فائده در سالک که در نفی مقاصد غیر مقصود حقیقی میکوشد علامت تاثیر
این نفی رفع عناد و حسد و غیر ذلک من الصفات الذمیمه از سالک است
الا از ذات سالک صفات ذمیمه مضمحل گشته عناد و حسد عوام با ذات
سالک نقصان در نفی سالک پیدا نمی کند و چه عناد عوام با ذات سالک
حیات بشریت سالک است که عوام خوردن و خفتن و نوشیدن سالک
شل خوردن و خفتن خود قیاس کرده مخالفت پیدا میکنند کما قالوا
ما لهذا الرسول یأکل الطعام و یمشی فی الاسواق باید که تمام صفات ذمیمه را
بعمل رحمت نفی از حاجت تفصیل نیست که در مراقبه کمالات الهی انما الله

Marfat.com

دانست که بحکم ظاهر شود ظهور کلام حق سبحانه و [illegible] در مظهریت لطایف
باید یقین نیست وجود را بجز مظهریت نسبت کلام بجز حق سبحانه نباید فهمید
اولا ظهور این کلمات بقدر [illegible] بر اخفی و از اخفی بر خفی و از خفی بر سر و روح می آید
بعده بر قلب پس واصل بر لطیفه بقدر [illegible] در آن اضافه می باید بسبب
در اخفی می باید که در تحت آن بحث در عارف [illegible] فوق
هو الله سبحانه حقیقت معنی وجود اعتباری آنست که وجود دیگر است
و موجود دیگر که هر دو نسبی نفس الامری [illegible] اعتباری اضافت او موجود شد
نسبت آن [illegible] غیر لیس وجود اعتباری که موجود امکانی اطلاق کنند
متعلق بلفظ [illegible] بود [illegible] عبارت از [illegible] باشد و وجود معنی
مصدریه و چون بر ظاهر نیست که لفظ شدن در میان وجود و موجود لفظ
اعتبار نسبت حقیقی و نفس الامری [illegible] از عبارت موجود شدن
وجود اعتباری تعبیر بود که بی اعتبار آن اعتبار آن اسمی نیست تسمیه
و لفظی است که در ثبوت [illegible] خود را [illegible] محض است پس خبری
که در ثبوت معنی هم محتاج باشد باعتبار که فقط آن ثبوت اسمی بر قایم
باعتبار بود نه بحقیقت [illegible] که هیچ بوئی از نفس الامری داشته باشد بجمع وجوه

از خارج [illegible]

Marfat.com

از جزاء تماما ساقط است چون غیر اصل حقیقی که ممکنات اند تعینی

مرتبه است تمام در احتیاج مستغرق اند و بی مدد اصل از همه چیزی بی بهره

لا جرم از این احتیاج ذاتی این ممکنات را بعدم تعبیر کرده اند و ایشان را عدم و فانی

گفته شود زیرا که هرچه از خود هیچ ندارد فی الحقیقت معدوم و فانی است

هو الاول والآخر والظاهر والباطن وهو بکل شیء علیم تحقیق معنی این آیه

کریمه در حدیث نبوی صلی الله علیه وسلم قال النبی صلی الله علیه وسلم اللهم انت

الاول فلیس قبلک شیء وانت الآخر فلیس بعدک شیء وانت الظاهر فلیس

فوقک شیء وانت الباطن فلیس دونک شیء فایده هو الله سبحانه جل و علا

دو عالم را از لوح دل چنان بشستم که شد بر تخته زرین ز یک نقطه دو خط پیدا

فایده در اصطلاح اهل تصوف به مرتبه مثل احدیت مجرده را بنقطه تعبیر میکنند

و نیز در اصطلاح ایشان این چه مرتبه وجوب و چه مرتبه امکان بخط واحدیت مجرده

بنسبت بعض در مرتبه تمثل چون بیان نقطه میکنند و از نسبت نقطه وجود خط

ظهور احدیت در واحدیت در مرتبه وجوب و چه در مرتبه امکان به تعبیر

مینماید وجود مرتبه وجوب را بخط اول و مرتبه امکان را بخط ثانی بیان

میفرمایند چون این مقرر شد پس سالک مراتب متخلله را وقتی که از تعدد

ذکر خالی گردید دید ماسوا از دیده بصیرت او همچنان گردیده چه در مرتبه وجو
ب و چه در مرتبه امکان بجز ظهور احدیت مجرده در دید او نمی ماند میداند که او
ست که خود را باین مراتب جلوه گر فرموده از آنی فی مرتبة الوجوب وحدة و ثانی
فی مرتبة الامکان ... از این تا کثرت بود و غافل از حقیقت در ... مطلع
بر حقیقت با وجود کثرت و کثرت را سر مراتب مخفیه و ظهور اسرار عقید
آدمی باید فایده این تحقیق آنست که از مرتبه ذات ... اضافات
می نمایند چه اضافت اجمالی که انرا بوحدت بیان میفرمایند و یقین
اول میگویند و چه اضافت تفصیلی که انرا بیقین ثانی و بواحدیت تقریر
میکنند و ظهور این مراتب را در مرتبه علم میدانند محققین کمالات ولایت
حضرات انبیا علی نبینا و علیهم الصلوات و التسلیمات در ذات
جامع الصفات را وحدت صرف حقیقة میفرمایند و هر دو مرتبه را
متعالی تعدد و تکثر ولی تقدم و تاخر بوحدت صرف در خارج ظاهر میفهمند
بتعلیم الاولی الاصلی و کمالات صفات ذاتیه را که مقتضیات صفات اند
مرتبه غیب الغیب و خفا محض نیست در مرتبه علم ظهور نمیدانند و ظهور را
در مرتبه علم اراده و قدرت باسم معلوم و مراد و مقدور ازلی
می دانند

Marfat.com

می ماند این ظهور را ظهور [illegible] علمی عالم میگویند [illegible] ظهور
اول است کما قال کنت کنزاً مخفیاً [illegible] تعینات [illegible] وجود
ظهور [illegible] علوم ظهور در [illegible] وجودیت خارجی محجوب و مستور بود
چنانچه [illegible] آن اعرف فخلقت الخلق لاعرف همان [illegible] است
را دارند [illegible] در مرتبه خارجیه ممکن الوجود [illegible] مرتبه [illegible] آن
عالم [illegible] عالم اول نام نهاده [illegible] مرتبه است و [illegible]
[illegible] العبد [illegible] حقیقی ازلی است و مرتبه [illegible]
[illegible] این مرتبه [illegible] را که مقتضی تفصیل اجمال است چنانچه
[illegible] جامعیت [illegible] ممکنات را که عالم الغیب [illegible]
[illegible] که در مرتبه عالم امر عالم خلق [illegible]
[illegible] ظلمت عروج [illegible] ظهور [illegible]
که [illegible] مرتبه [illegible] بود ترقی [illegible] نقطه [illegible]
[illegible] اللهی [illegible] مراتب [illegible] هر دو عالم را
که [illegible] ظهور معلومات [illegible] ازلی [illegible] می ماند [illegible]
[illegible] الف [illegible]

احقص

میشود قطعاً معلوم میشود چون بفضل غیبی ترقی از مرتبهٔ معلومات مرتبهٔ

معلومات که مقدمهٔ علم حضوری است بمرتبهٔ علم مینماید که حضوری علمی در بیچ متحقق دم مرتبه

علم فوق همه مرتبهٔ معلوم است این مسبار که در مرتبهٔ علم حضوری علمی است و حصول

علم دار معلوم هیچ نه و چون علم راید به عالم نسبت لیس ذات جامع کمالات

بذات حاضر این است بیان حضور که حضور که حضرت پیر دستگیر ما حضرت

بنوری نور الله مرقده بر صفات وجود اران خبر داده ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا

او اخطأنا بموجب فهم احقر حرف خیری گفته شد فائده ما سمیه سبحانه

هرچه از ذات و صفات و شیون متصور و مدرک میشود همه شیون صفات

لطیفهٔ خیال است و خیال معیار لطیفه نفسی است اگر شیئی متصور بر طور

قالب شرع شریف نیست و اگر بر قالب شرع شریف است در میزان

خیال از صفات لطیفهٔ قلبی بهره یاب است اکمل نتیجهٔ و عقیدتی ما

ثمرهٔ اسلام و سنت است فقس علی هذا اللطائف الباقیه فائده بدانکه

وجود کرده سر است اینان دانی بیقین که محض خیر است این خلاصه

معنی این بیت است که هر موجودی از موجودات که موافقت با مرتبهٔ ولی

دارد چون موافقت امر وجود است پس وجود آن موجود خیر محض است و

[illegible]

هر موجودی

Marfat.com

و وجود ما اگر [illegible] مادام [illegible] ندارد چون اعدام متغیرات [illegible] عدم

است [illegible] ما عدم متوقف [illegible] تحقق است [illegible] متحقق بود

که [illegible] مقصد [illegible] مقتضاء امر عارضی است و وجود حق

بیت [illegible] الله بجا ماندست بیت برگ درختان سبز در نظر هوشیار هر ورقی

دفتریست معرفت کردگار اطلاع بر حقیقت هر ورق بر دو

است یا [illegible] یا بکشف پس هر که ازین دو وجه اطلاع

هیچ ندارد در غفلت است و اینکه انسان حق را در عبادت مخصوص

کرده عبادت اختیاریست والا تمام اشیا برای عبادت خالق و مولی

اما این عبادت اضطراری است لهذا عبادت در صورت [illegible] بیان نفرمودند

فایده فایده [illegible] مرید [illegible] باطن خود را [illegible] بگذارد [illegible] باید بود

[illegible] صوری [illegible] ضرور [illegible] ضرور [illegible]

در [illegible] دو [illegible] فایده [illegible] گفت که کون در [illegible]

[illegible] بشکنجه سکون [illegible] اینجا شبهه است که کون [illegible]

اول اینکه چرای خرید کون [illegible] باید [illegible] اینجا [illegible] آمده دوم اینکه

سخن [illegible] مرتبه [illegible] که مراد از غیر حق است مرتبه [illegible]

[illegible] دو [illegible] اگر [illegible] انکه [illegible] داد [illegible]

شتی یا را برستے اونی خرج کردن کار نادانانست لا رتحقق ایلہ مکون در
سخن میلنجد بحث و شبہ ہست حرا کہ غیر مذکور عدم گنجایش مکون کرا
کلام او مذکور ہست نمیکوید یا عدم گنجایست ل مکون غیر مذکور اول ظاہر بعبوت
کہ گنجایش در کلام دارد و ثانی کہ غیر مذکور ہست ل نفی یا برنفی ذکر او در
ذکر ربانی باشد یا ذکر در نیست دارد و اگر گفتہ شود کہ مراد از مکون حقیقت
کریم کہ ہر گاہ لفظ مکون بمراد میرساند کہ آن حقیقت حقیقی ہست و مراد
نیز ہمین ظاہر است کہ بیان لفظ حصول اطلاع بر معنی آن بحاسہ احاطہ
بر حقیقت بذکر لفظ پس جواب باصواب حاصل نیست کہ کریم
کہ مراد غیر ترغیب بطرف نسبت حضور حقیقی ہست کہ وصل عربانی
و وصل یا بس ہست تا ترقی از وصل میلش نموده با آن حضرت علم الوصول
پیدا کند و لقید لباس عمر از دست ندہد انا اللہ بانہ ذا الحکم ذا
الحقیقی فایده موجود بر دو قسم است یکی واجب الوجود دوم ممکن
ممکن منقسم است بدو قسم قسم اول انکہ جوہر و ان منحصر پنج قسم است
جسم و ہیولی و صورت و عقل و نفس قسم دوم عرض و آن منحصر
است بر نہ قسم کم و کیف و این و متی و وضع و ان یفعال و ان ینفعل و اضافت

Marfat.com

...نج دو ب ازین نسخه است فایده طریق اثبات وجود صانع

منحصر در چهار قسم است یکی بعقل دوم بریاضت و اثبات او بعقل نزد دو طایفه

است انانکه اثبات بدلایل عقلی میکنند با متابعت نقل دموافق فایده

انبیا علیهم السلام ایشان را متکلمین میگویند و انانکه بمحض دلایل عقلی

بی متابعت آنها را حکماء مشائین میخوانند و انانکه بریاضت

میکنند با متابعت انبیا ایشان را صوفیه میگویند و انانکه بمحض

ریاضت در ذیل متابعت ایشانرا اشراقیین حکما مینامند ترجمه فایده

حاشیه بلاکیه بر شرح مواقف است فایده گمان بر چهار قسم است

قسم اول ماموریه و آن حسن ظن است بخدا سبحانه و بمومنان و در خبر

آمده حسن الظن من الایمان دوم گمان حرام است و آن گمان

بد است بخدا و بمومنان سیوم مندوب الیه و آن تحری یا ...

مانند قبله و بنا نهادن بغلبه ظن در امور اجتهادیه چهارم مباح

و آن ظن است در امور دنیا و مهمات معاش و در ضرورت بدگمانی

بسبب سلامتی است و انتظام مهمات است و از قید احرم شنیده

رباعی اند رباعی آنکس که او عیب او آخته است هاها آوازش

Marfat.com

مردمان غذا از خشت سخن ها و انکس را عیب خلق بر آن خسته بسد
که عیب خویشتن نشناخته است ها بد نفس مباش بد کمال باش ی دا
مکر در آن باش فایده امر بر دو مرتبه است امر اجمالی و امر ایجادی امر
آنکه واجب کرده شود بر بندگان که فلان کار شما کنید پس کسی در اثر
اگر از مامور جدا شود ممکن است و امر ایجادی آنانکه نسبت ارادت در شیء موجود
شدن دیر نخواهد ممکن نه و این را حکم نیز کرده فایده بدانکه یکی از
رضا و محبت است دوم ارادت و قضا حکم خدا تعالی است دیگری حکم
و ارادت و قضا است نه از رضا و محبت و این از فرق رضا و
و متعدی است نه از دمی فایده بدانکه اسم الله چهار حرف است اشاره از حقیقت
الف وصول بمحمد رسول الله است و در حقیقت لام اول وصول بخلیل الرحمن
است و از لام ثانی وصول بحضرت موسی است و از اول چشمه ها وصول
بحضرت داود است و از چشمه دوم بحضرت عیسی علی نبینا و علیهم
الصلوات و از لیت فایده حیرت بر دو مرتبه است حیرت معقول
و حیرت مردود و حیرت مقبول آنکه از ما طلبی خود را از هست
محمدیه ادراک سطوت جلالی حضرت و جمع خود را کم یافته و قصوری حالی
باشد

تحقیق مرتبه ... قدس سره

یافت هر چند تو بیشتر که بیابد کم یابد اما هیچ نیابد بیابانی از آنست

حقیقت یافت می‌شود در عین نایافت حقیقت قرب و معیت حاصل

دارد و حیرت مردود آنست که بخلو حواس باطنی مضطرب و پریشان نبود

از قرب محبوب بعید افتد و از معیت او خود را محروم یابد فایده در شرح

امالی گفته است بعضی گمراهان میگویند که خدا تعالی در عالم همچو هم در گیاه آمده است

بایں یقین کافر شود زیرا که خدای تعالی را اندرون عالم توان گفت و نه بیرون

از عالم هر دو لفظ کفر است زیرا که جای را بخدای تعالی نسبت کردن کفر است

بلکه این چنین را باید گفت که چون هیچ نبود از عرش و کرسی و آسمانها و زمینها و آدمی

و پری خدای عز و جل بود و جای نیست در خبر نبود و در خبر نبود لیس الحال نیز همچنان

بی مکانی و بی جا است در خبر نیست انتهی کلامه سوال اینکه اندرون عالم

توان گفت نه بیرون عالم از و حال خالی نه یا اینکه اندرون هم هست و بیرون هم

را این انقسام تعالی الله عن ذلک یا اینکه در مرتبه ثالث بیان کنیم در دار

اندرون و بیرون [illegible] جواب این نیز سخن اول است یعنی وقتی که در او گفتیم این

نیز قسمی از اقسام بیرون است دیگر آنکه وقتی که مصنف خود نیست از این

منه ماند احد الله سبحانه از جهت محاذات و دو الجانب که نیز مخلوقات آفریده

Marfat.com

همچنان است که بود این قول منع از بیرونی او تعالی از عالم است فوق التناقض
بین القولین جواب این عقیده سنت و جماعت است برحق که او تعالی نه اندرون
عالم است نه بیرون و تحقیق این بحث دو وجه است اول آنکه هر چه را اندرون
و بیرون گوییم و باین نام خوانیم از جمله عالم است پس اگر او تعالی را در عالم گوییم معتقد
بعالم میشود و محاط او و اگر بیرون عالم گوییم اگرچه این بیرون را بیرون عالم
فهمیم چون بیرون از عالم نیست کما ذکرنا الحاصل باین قول نیز گفته باشیم که او تعالی
در عالم است تعالی الله عن ذلک پس درست است اعتقاد که او سبحانه را موجود دانیم ثابت
گوییم و اعتقاد کنیم اما بیرون و اندرون نگوییم زیرا که این بحث دلوازم محدثات
است دوم آنکه بیرونی مطلق لایق جناب او نیست و بیرونی بر دو مرتبه است
یکی آنکه تجاوز از حدی بحدی دیگر دوم آنکه غیریت و اثنینیت مرتبه از مرتبه دیگر اگر
بمعنی اول او تعالی را اطلاق بیرون کنیم کفر است زیرا که حد در واجب را گنجایی نیست
و اگر بمعنی ثانی گوییم درست چرا که مرتبه وجوب مبرا از مرتبه امکان است و این خود ایمان
محض است و ضد این کفر پس از بعضی یعنی بیرونی اول است نه ثانی زیرا که
ثانی را خود قایل است جائی که گفته خدا بود و عالم نبود فایده ولیس الاسم
غیر المسمی لدی اهل البصیرة خر آل باید فهمید که اسم ذات مرتبه است
مرتبه لفظی

مرتبه لفظی و مرتبه وصفی و مرتبه ذاتی و انرا مرتبه علمی نیز گویند لیس اسم من
حیث مرتبه لفظی غیر مسمی است و من حیث مرتبه وصفی نه عین مسمی نه غیر او
چنانکه در تحقیق نسبت صفات باذات در مکتوب ما قبل گذشته و منحیث مرتبه
ذاتی و علمی اسم عین مسمی است و ما مقتول لنا مقطوع اجل فایده سوی
عند اصحاب الضلال یعنی هر کشته شود از دست کسی اجل او بریده نشود
یعنی از مهلتی که الله تعالی مقدر کرده است کم نخواهد آمد بلکه اجل او همان ساعت
باشد و چون اجل شخصی بر سد مقدار انکه مورچه قدم بردارد و بنهد ازان
بیش و کم نیز دور است بلکه در ان ساعت البته خواهد مرد اما گمراهان میگویند
که اگر کشته از دست کسی نشدی چند مدت دیگر بزیستی این سخن ایشان
کفر است سوال چون اجل بریده نشود کشنده چرا لایق عذاب میگردد جواب
چون اجل یکی بنهایت برسد حق تعالی او را البته خواهد میراند و لیکن بر بنده واجب
است که چون اجل او رسید او را نکشد زیرا که ملک خداست و تصرف نیز خدا را
است در ملک خود چون بنده فاعل مختار است باختیار خودش چون ناحق
کرده که نا کردن بر وی واجب بود لیس لایق عذاب میگردد والله اعلم انتهی
کلام الشارح سوال هرگاه آجال تمامی مخلوقات بارادت الله تعالی

و تقدیر و بلا شک و شبهه از وقت خود تجاوز نمیکند همچنین حرکات و سکنات فاعل
اختیاری و غیر اختیاری نیز مراد و مقدور اند و از حد تجاوز نمی توانند کرد پس
منع فاعل اختیاری و غیر اختیاری نیز مراد و مقدور اند و از حد از حرکات
و سکنات مقدوره و مراد ازلی گویا رضا بر توقف ظهور ارادت و تقدیر
خداوندیست و این ممتنع است پس چون چنین باشد عذاب چگونه بر قاتل
مترتب گردد که حرکت او اگر اختیاریست اما بارادت و قضاست چنانچه اجل
مقتول جواب این بر دو وجه است وجه اول بحسب رتبت افعال بر وجهی دیگر
بموجب حقیقت آنها بحسب صورت اگرچه هست بارادت و قضا خداوندی
است اما فاعل بر دو مرتبه است یا وقت فعل منظر زد امر و نهی دارد و بموافق
ان فعل بجا می آرد یا آنکه منظور او نیست اگر هست در ارادت و تقدیر در حق او
مع تقدیر فعلی تقدیر ثواب بر وی مقرر فرموده اند و اگر نیست تقدیر عذاب و ظهور
امر و نهی برای جواز توقف در ظهور قضا و قدر نیست بلکه برای غرض خبیث از
طیب است تا خبیث از طیب جدا شود در مرتبه تفصیل و بموجب حقیقت اگر
تخلیق عالم با ظهور صفات جمالیست یا بظهور صفات جلالیه هر که تخلیق
او بظهور صفات جمالیه است چنانچه افعال او بحسب امر و رضا مقدور فرموده اند

بی تجاوز

بی تجاوز همچنین انچه از ثواب و درجات باشد نیز از ظهور صفات جمالیه حق
او عطا فرموده اند و هرکه تخلیق او بظهور صفات جلالیه است چنانچه ظهور
افعال او برای ظهور صفت نارضا در ازل خاص نموده اند همچنین انچه از عذاب
و درکات باشد نیز از ظهور صفات جلالیه است در غضب او قطع نموده
پس چون سایل دانست که انچه از حرکت و غیر ذالک از تقدیر خداوند نیست
باید که عذاب و ثواب را نیز از مقرراست ازلی فهمد و استثنا از بعض دون
بعض ننماید فایده روزی فلک هر انچه بر ما جفا کند ؛؛ ور دوستان
همدم ما را جدا کند ایشان کنی از برک خدا یا هر انکسی کین نسخه من بخواند
ما را دعا کند نسبت آثار بسوی افلاک و نجوم بر دو مرتبه است اگر در عین نسبت
اعتقاد بندد که اینها موثر حقیقی اند کفر است و اگر اعتقاد کند که موثر حقیقی الله تعالی
است و اینها وسایط برای ظهور احکام اسما او تعالی هیچ از اقتضای اسماء
و صفات تجاوز نمی دانند کرد این محض ایمانست پس مراد مصنف رباعی نیز در نسبت
افعال بسوی فلک مرتبه ثانی است نه اول و چون در اینچنین اطلاقات
توهم معانی غیر مشرعه نیز پیدا میشود ازینجاست که اولیاء الله با احتیاط اینچنین
اطلاقات را که خوف توهم مذکوره دارند ترک کرده و منع فرموده اند فایده

Marfat.com

قال الله تعالی ان یشأ یذهبکم ایها الناس و یأت بآخرین سؤال از این
آیه مفهوم میشود که اگر این مخلوقات را بردارند بجای ایشان مخلوقات
دیگر آورند جایز است و حال آنکه مقدور قدرت و مراد ارادت و معلوم
خداوندیست که همین اصناف که موجودند بر بعضی از اینها ثواب و عذاب ابدی
مرتب است و لازم زوال مرتبه ابدیت که در حق ایشان ثابت است محفوظ
و مصون است لیکن اگر بموجب آیه کریمه فوقانی ایشان را بردارند و بجای ایشان
مخلوقات دیگر موجود کنند و معامله ثواب و عذاب ابدی بر ایشان مرتب
سازند نقصان در مقدور و مراد و معلوم قدرت و ارادت و علم پیدا
میشود و این لایق عقیده نیست جواب مرتبه قدرت خداوندی موصوف بصفت
قدرت و ارادت است و ظاهر است که قدرت مصحح تعلیق و ارادت مخصص
فعل واحد است لیکن اگر با وجود تصحیح تعلیق که قدرت را ثابت است تخصیص فعل
واحد باتفاق قدرت کامل کرده شود و بظهورات صفات افعالیه که خاصه بصفت
و غیرها است همون فعل مخصص را بوجود آورده شود و معامله ابدی بر ایشان
مرتب باشد در تصحیح فعلین که قدرت را ثابت است چه نقصان لازم
آید و بعد این تخصیص مقصود وره که بصفت ارادت خاص گشته اگر بدین قدرت
کامله

Marfat.com

کامله که از تصحیح فعلین است تمام چه حد رسیدا شود بلکه کمال خداوندیست
که با وجود تخصص طرف واحد زوال در معامله قدرت او نمیفتد و چنانچه
ترتب معامله ابدی برین اختصاص مراد ارادت و معلوم علم حق سبحانه است
نیز ثبوت خصوصیت قدرت کامله در شان خود که تصحیح فعلین است مراد
ارادت و معلوم علم اوست سبحانه بس نقصان کو زوال آن کجا فافهم. بیت
ما که والیس مانند ذرات وئیم) اور دو عالم افتابی فی نیم اماو بعضی ابیات
که حق تعالی را با فتاب تشبیه داده اند و مخلوقات را بذرات و حال آنکه
آفتاب در مرتبه تقید و احتیاج و تمامی ذرات بخود مستقل محل سوال است
اول آنکه مقید چگونه مشبه به مطلق شود دوم آنکه ذرات که مستقل بذاته استند
بمخلوقات که معدوم الاستقلال اند چه نسبت دارند که مشبه بانها شوند
فایده در مثال جهة تقید و استقلال منظور نیست بلکه جهت نورانیت آفتاب
بذات خود و اختفای ذرات بی ظهور آن نور منظور است پس فیض وجودی
نور مطلق که بر ظلمت اعدام پرتو انداخت و از کتم عدم بانها برآورد روشنائی
نور آفتاب است که ذرات را از مرتبه خفا که حکم عدم دارد از عدم ظهور بظهور
آورد و این اسند برای کوته بینان است که معامله آفتاب در نظر اینها ظاهر

Marfat.com

و ظهور پذیری ذرات بنور آفتاب مستفیض و معامله ظاهر حقیقی از نظر ایشان
مختفی و احتیاج فیض یابی وجود بخشی مخلوقات از بصیرت ایشان دور تر
بهذا الستی مخلوقات اظهر عندهم شی مخفی منهم را تحقیق میکنند و بآن
تسلی میخواهند فایده سوال بعد در حدیث که لبیک از الله سبحانه بعید می آید چه معنی
دارد جواب معنی لبیک ایستاده ام بخدمت تو و لازم این معنی رضا متکلم
از متکلم به و طلب رضا از متکلم به پس معنی این لفظ فیما بین مخلوقات متصور
و لازم این معنی به نسبت الله سبحانه معقول فایده آیة التسمیه جامع است مرتبه
ذات و صفات و کمالات را سوال التسمیه مرکب است از حروف تهجی و محدود
بحدود و حادث است و ذات او تعالی با جمیع مراتب قدیم و منزه از حدود
پس آیة التسمیه این مرتبه عالیه و قدیمه را چگونه جامع باشد جواب بدانکه التسمیه را دو مرتبه
است مرتبه تلفظ و مرتبه حقیقت و ذات و صفات و کمالات که ما میگوییم
نیز مرتبه تلفظ حقیقت دارند پس چون چنین دانسته شد بدانکه مرتبه تلفظ که التسمیه را
ثابت است جامع حیثیت تلفظی مرتبه ذات و صفات و کمالات را است
و مرتبه حقیقت که مر التسمیه را متحقق است همچنین مشتمل است حقیقت ذات
و صفات و کمالات را فایده هر جا که وجود است ظهور لطیف خداوند است
در هر جا

Marfat.com

وهرجا که سلب نسبت ظهور قهر خداوندیست فایده عقیده شرعی است
که خدای تعالی را شیئی و ذات گویم اما منزه از جهت شش گانه سوال
این عقیده و قبول این عقیده هر مومن را بی تردد لازم و واجب
است تحقیق تفصیلی داند یا نداند اما خواص را از تفصیل چاره نیست
پس باید بیان کردم که هرگاه او تعالی شیئی موجود است پس نفی جهات
از امر وجودی از دو شق خالی نیست یا آنکه آن وجود تحیزی دست
دارد که سلسله عرض و طول او منتهی نمیشود یا آنکه منتهی میشود بهر دو
اعتراض باقیست بر اول آنکه اگرچه منتهی نشود اما تحقق جهات در عین
مرتبه وجودی او متحقق است زیرا که حیثیت وسعت در عین مرتبه خود
مقتضی این حیثیات است ولا کذلک فی الله تعالی جواب تحقیق مرتبه
وجوب بوجه تعقل است یا بوجه معقول و معنی طریق تعقل آنکه تحقیق طلبیدن
بغور کردن و تفکر در زدن در عین مرتبه وجوب پس چون تعقل
مقتضی تصور شیئی و ادراک است و مرتبه ذات الله و صفاته منزه
ازین هر دو چنانچه لا تفکروا فی ذاته قول رسول الله صلی الله علیه و سلم
است تحقق یا این تحقیق محروم از حقیقت مرتبه وجوب بل البعید ابعد

Marfat.com

چنانکه حکما ملتفی‌اند پس چون سوال سائل از مرتبه تعقل است تحقیق مرتبه
تنزل او تعالی از جهات شش گانه باین تحقیق و تفصیل غیر موجود و غیر
معقول آنکه تحقیق مرتبه وجوب بغور کردن در عین مراتب جهات لیس با
چون تصور و ادراک در نفوس جهات جایز است چنانکه تفکروا فی آلائه
قول رسول است صلی الله علیه و سلم باید فهمید که مقرر اهل ایمان و عقل
سلیم است که الله تعالی ذات و صفات خود قدیم و ازلیست و موجود است
ماسوای خود را و ماسوای او تعالی مخلوق و حادث است و هر مخلوق
بیشک و شبهه مسبوق بالعدم پس جهات سته را عین حق گوییم
یا غیر او عین حق گفتن صریح ممتنع است پس لاچار غیر حق گوییم و چون
در صدر تحقیق کردیم که آنچه غیر حق است مخلوق و حادث است و هر مخلوق
مسبوق بالعدم پس البته بلاشبه جهات سته نیز مسبوق بالعدم باشند
پس هرچه مسبوق بالعدم است او را در مرتبه قدیم ثابت کردن غیر
معقول باین تحقیق واضح شد که او تعالی قدیم و ازلیست و بخلاف جهة
و مکان و غیر ذلک است مسبوق بالعدم پس الان کما کان متحقق شد
الحمد لله الذی هدانا لهذا و ما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله لقد

Marfat.com

جاءت رسل ربنا بالحق مکتوب بهجا بهم اندر ترغیب فنا فی الشیخ صدور یافت

که العظمة والکبریاء مولا جل شانه حضرت مولوی را بعبدیت خاص

بل اخص بنوازد تا شرکت در مولائی با مولا عز اسمه پیدا نشود چنین لفظ

مولا دو معنی دارد کما لا یخفی از روی مولائی بمعنی عبدیت نسبت است در

مولوی ردم قدس سره بیت مولوی هرگز نشد مولای ردم تا غلام

شمس تبریزی نشد یعنی بندگی خاص بل اخص رب حقیقی مر عبد را

موقوف بر فنا فی الشیخ است مستعد نادر است که در استعداد

او این جوهر نهاده اند و الا اکثر آن مرید ان را اندک استعدادی در اطاعت

شیخ که مسمی بفنا است حصول امامست فدی باست عوام است و بدا

شرک خفی الطریق عافانا الله سبحانه من هذا بورود نوازشنامه عالی

خاطر فقیر بجمعیت بدل گشت و یاد آوری از آنجناب این عاصی را

موجب حمد گردید عزیز من نیستی مطلوب داده اند و در اطاعت شیخ خود

مقصود همین نیاز اند که بالا مذکور شد نیستی زعمی دگر است و فنا

حقیقی دیگر شان ما بینهما از من دعا و از حق قبول در اوقات مخصوصه

بدعا یاد آرند و از یاد ظاهری که رابطه فیما بین است نیز یاد آور باشند

الکبریاء ردائی والعظمة ازاری

فمن نازعنی واحدا منهما قذفته فی النار

Marfat.com

والسلام والاکرام مکتوب شصتم بفضیلت مآب شیخ پناه شیخ محمد اکرم جیو

یفعل ما یشاء بقوته لانه قوی عزیز و یدبر ما یلیق بحکمته لانه حکیم خبیر فلا یسئل

عما یفعل لانه یحکم فی ملکه و یصنع کل شیء بحکمه فلا سؤال علی المالک الحقیقی

والحکیم القدیم مع ذلک قلوب محبان در مهاجرت محبوبان در زلزله

فراق مشتعل و حیران مع التسلیم فی جمیع ما خلق الله سبحانه من الوصل

والهجران محب صادق خلوص طویت عارف حقایق العارفین المقتبس

من علوم صاحب الطریقة الاحسنیة والفاضل بعلوم الدین المبعوث من

صاحب الشریعة المصطفویة علی صاحبها الصلوة والتحیة اخوی

مکرمی المتحلی بحلیة معالی الکرم ان اکرمکم عند الله اتقیکم اللهم اجعله

متحلیا بکمال التقوی الذی یتجلی به صاحب الطریقة الاحسنیة المقتبس

من نور المصطفویة صلوات الله و سلامه علیه بافضل صلوة و احسن سلام

بعد سلام فقیرانه مطالعه فرمایند بودود رقیمه مملو در معانی اخلاص و گوهر

اختصاص معه خبریت حال خاطر مهجوران فرحت موافقت گویا نعمه ملاقات را

دریافت اما عجب که چندین سال حصول فواید معنوی منفصله زیارت حرمین

شریفین نموده اند اشمه بیان حقایق اصلیه که دران مقام شریف در ورود فرموده

بیانی نداد

هیچ در قلم نیاوردند اگرچه قلم از تصویر حقایق عاجز اما با وجود علو شأن
خود اطلاقی در این عبارت بیانی ظهوری دارد و بر اهل آن خفایق
بمطالعه تصویر قلمی بلا قید تصویر کشوفی پیدا می کند هرگاه کلام مطلق
حقیقی حق سبحانه با وجود اطلاق حقیقی بعین اطلاق محفوظ حافظ
ما و مقرو و قرابت ما و مکتوب کتابت مالی حلول و تقید باشد و محقق
بعین اطلاق محض بهره از آن گیرد حقایق معلومه محققه از کلام بیانی او چون
معلوم و متحقق بمکتوب البته بگردند ببعض بالضرور حقایق غامضه بکشوده رای مکتوب
میسر نموده هستند بحکم المومن مرآت المومن تحقیق طرفین در مرات هر طرفی
وضوع پیدا آرد و تحقیق هر طرفی قابل شکر و اصلاح گردد عزیز با تمیز فضیلت
و کمالات دستگاه سیادت مرتبت شیخ نعمت الله الملقب بسلیمان
از چند ماه بعد حصول فضیلت کتب جزوریه در طریقه حسینیه خصوصیتی پیدا
آورده با راده زیارت حرمین شریفین شرفیاب شده بمجرد ملاقات العزیز
و مطالعه عریضه حق اخلاص بجا آورده بجلوه کریمانه پیش آمدند و بعد صحبت برخی
از نزدیات طریقه حاجت در میان آورد از توضیح آن دریغ نداشتند و نظر
خلق از آن قدر بانی انجذاب نمایند تا شکر صحبت ادا نماید بمکتوب شفقت نگیم

عرضداشت بجناب حضرت سرور کائنات صلعم بسم الله الرحمن الرحیم حامداً لمن ظهر

سر بحقیقة الانسان ومصلیاً علی من نور الله ومن نوره خلق الاکوان

یا ایها الناس صلوا علیه وسلموا تسلیما اللهم صل وسلم وزد وانعم وبارک

علی اسعد العرب والعجم امام طیبة والحرم منبع العلم والحکم معدن الخلق والجود

والاحسان والکرم مظهر العرش واللوح والقلم ترجمان کلام القدم

سیدنا ومولانا وهادینا وشفیعنا محمد وعلی آله وصحبه وبارک وسلم الصلوة

والسلام علیک یا احمد حبیب الله الصلوة والسلام علیک یا حمید دلیل الله

الصلوة والسلام علیک یا حامد صفی الله الصلوة والسلام علیک یا محمود

خلیل الله الصلوة والسلام علیک یا محمد رسول الله صلعم یا اکرم الخلق یا لی

من الوذ به سواک عند حلول الحادث العمم والحوادث الواقعة علی اظهر علیک

یا علامه سبحانه بدءا امتک العاصی عبد النبی المستغرق فی لجة المعاصی المقصر

الی الان من حصول زیارة القدوم الشریف والروضة اللطیفة وبواحیة الخاسین

واعصی العاصین یلتمس احوالیة فی عین العصیان لان حلمک اوسع وخلقک ارفع

ثم اخی دینا نعمت الله الملقب بسلیمان بالحب الکامل قصد زیارت الحرمین

الشریفین فاذا یحصل وتشرف زیارت الحرم الشریف یرجو من کمال کرمک

ونظر لطفک حتی بوسیلتهما یکون مقیما فی جوار الحرم الکریم ویحصل
بعده ثمرات الاستقامة فالزیادة علی هذا من سوء الادب مکتوب
شصت دوم بجناب المجاور در روضهٔ سرور کائنات علیه السلام بسم الله الرحمن الرحیم الفقیر الحقیر
العاصی عبد النبی بعد ارسال تحیة السلیمات الزاکیات الی جناب افضل
الفضلاء المماو ببرکات الحرم الشریف والفیض من هذه البرکات علی الفقیر الفقیر
والضعیف النحیف الحاضر بحضور القلب وآداب الحرم والمنظور بنظر الالطاف
والکرم سیدنا اشرف الشرفاء یلتمس احواله بان هذا الفقیر لیسکن فی بلد
الهند وبسبب عوارض المتعلقات الکثیرة مقصر عن حصول اشرف الزیارت
العالیة بظاهر الجسد بالکد والجد الی الآن ویرجو ان یحصل له هذا الشرف
بالجسد الظاهر فیلتمس الی جنابک الشریف الدعاء فی حقی ان اصل الی
المقصود المعروض ثم اخی نعمت الله الملقب بسلیمان یحب الکمال قصد
زیارت الحرمین الشریفین فاذا یصل الی المقصود وحصل له شرف الزیارة
بفضل الله سبحانه یرجو من جنابک الحلم والکرم لیقیم فی جوار الکریم ویستفید
ببرکتهما کما قال احد من اهل الکمال شعر ولا التمست غنی الدارین من یدها ۱۲
الا استملت الیها من خبر ستلمها فاذا اسباب الکیل تطویل الکلام فنختم

بالصلوة والسلام علی حبیب العلام مکتوب شصت سوم بجناب حضرت پیر

دستگیر علیهم الطریقه بسم الله الرحمن الرحیم بجناب عالی متعالی اللهم بالطریقه

الاحسنیه الواصل الی درجات المحبة والمحبوبیة اللهم کیف ادار شادمانت سادات

خاطبه بجناب قطب الاقطاب فی الدهر قطع القطاع فی هم بعد عرض من

تحیه سلام فقیر حقیر عاصی بعصیان الکاملة عبد النبی معروضه مینماید در کثرت ازمنت

معاصی جلیه و خفیه از حصول شرف زیارت حضرت پیر دستگیر الی الان محروم

امید آن دارم که بتوجه کریمانه در حق این عاصی متوجه شوند تا تمدد و روحانی

توبه نصوح باین عاصی میسر آید و از ظاهر اثم و باطن آن بتمامه الی ختم الحیوة

از توجه آنجناب خلاصی دست دهد تا متوجه مستقیم بحسب قوه استعداد در سیاسی

دو شنبه شرف یابی زیارت کرد داخوی دینی نعمت الله الملقب سلیمان

بعقاید صحیحه شرعیه خود ابواب استه بقصد زیارت حرمین شریفین رخصت شده

احسبد که بمجرد ورود جهت دو رقعه مبارک بولایت حقیقی شرف لایق گردد و حسب

زعمی از میان رخت بربندد و چون برکت اذن سلسل این عاصی در طریقه

احسنیه داخل و توجه نسبت تعلیمی ست امید که در خواص خدام شریف جا

یابد و خصوصیتی خاص حاصل آرد مکتوب بعد میلت بجناب شیخ موسی ساکن ... شیده بود

فقط

فضیلت مآب شیخ موسی جیو از فقیر عبد النبی بعد سلام مطالعه فرمایند
تفاوت در مرتبه قرابت الفاظ حضرت قرآن و حدیث قدسی انچه در کتب
فقیه نوشته اند از انجا طلب نمایند اما انچه فقیر از اعزه خود قدسی اسرار هم بتحقیق
یافته است اول انکه حدیث قدسی ظهور کمالات کلام مطلق است معناً و لفظاً
اما معنا بر سر جبرائیل یا حضرات انبیاء علی نبینا و علیهم الصلوات والتسلیمات
القاءً و لفظاً از انجا آن معانی ملبس الفاظ تصوری مطابقا بهذا
المعنی بر قلوب این جماعه اکابر الهاماً و از انجا ملبس الفاظ لسانی بر غیر
ایشان از ایشان ظهور پذیرفته یعنی از ملک برانبیا و از انبیا علیهم السلام
بر امت در بیان آمده پس ظاهر شد که حدیث قدسی بواسطه غیری القاءً
بر اسرار اخص الخواص معناً ظاهر و بر قلوب و السنه شریفه ایشان علی نبینا و علیهم
الصلوة والسلام بلباس صنعتی قلباً و لساناً از ایشان حضرت هویدا شد
قرآن مجید که جامع کتب سماویه و احادیث قدسیه بحکم لا رطب ولا یابس
الا فی کتاب مبین است بجامعیت کلام نفسی ذاتاً و صفاتاً و کمالاتاً
معناً و لفظاً خارج از مراتب و السنه بحکمت بالغه و بصنعت صانع حقیقی
بلا شرکت صنعتنا و بلا تصرف خیالات ما به منصه بیان بلباس الفاظ نور

Marfat.com

آئینه ظهور فرموده و بحاو بحمار ار بحاحب المطلوب بجرائیل مسموع مسموع گردد لکما

یسال آن جبرائیل سمع صوتاً والاعلی کلام الله وعلی ما اراد الله الی آخره بهمان

الفاظ نور آیته بمظهریت بیانه جبرئیل علیه السلام بلباس الفاظ جرمانیه

بر نبی ما صلی الله علیه وسلم منزل شده بی تصرف جبرائیل بوجه ما الا المظهریته

فقط ونبینا علیه الصلوٰة والسلام همان را بعینه بلا تصرف وصنعه به بیان

لسانی جسمانی بر امت قرائت نموده فوضح الفرق بین کلتی مرتبتی الصحابة البصرة

المنورة بنور الله سبحانه وچون استعداد نبینا علیه الصلوٰة والسلام در مرتبه

حقیقه قابل استماع کلام مطلق نفسی جامع جمیع مراتبه بلا لباس کل لباس

لباس نفس الله عاد غیرها متحقق ودر اینجا لباس جسد نبوی بحسب شأن

هذا المرتبه استماع آن بی لباس متعذر کما دل علیه القرآن وما کان لبشر ان

یکلمه الله الا وحیا او من وراء حجاب الی آخر الآیه لسر باد جون این استماع

مرتبه تحتانیه خلاصه بر آن حضرت متوجه جناب جل شانه بودند بفضل او سبحانه

بمرتبه حقیقه یعنی اصلی خود که فوق عرش است عروج فرمایند واز آنجا بحقیقه

الحقائق خود که مرتبه نور محمدیت عروج فرموده بمرتبه رسند که لامکان نمی بل

کل مکان وجهه ظهورات لها لا به فی المرتبه الثانیه ولعل آن استعداد حقیقی

Marfat.com

اولی به فضل محض ظهور فرماید و از کلام مطلق جامع نفسی ذاتی سبحانه
بلباس فیض یابد اگر دولت نیل البرکات رب الارباب بنده قابل سماع
کلام نفسی را بی پرده لباس عنصری عروج بخشید و بآن مرتبه عالیه که بندرت
عالمیان عوالم است رسانید و چون این مرتبه کلام مطلق غیر ذات منفک
از ذات نیست حال احمدا صلی الله علیه و سلم ذات بلا کیفیه وجهته و کلمه الله
سبحانه بلا الفاظ و صوت ندا ایمان بس مرتبه التی لا ایمان احب.

سوال الهدین صورت قطعه ای فخر بشر که در [illegible] امداد دی ها
داد حلق هیچ بی رنگ و بی بها در چاه ضلالتم پریشان حالم ها فرما در سما
حضور سیدی سیدی ها اگر چه این احقر قابلیت ذره ندارد اما با کریمانه کارها
دشوار نیست در جواب چون در صحبت فقرا رسیده اید خود را تسلیم کنید
و ذکر تسبیح مشغول باشید و آنچه نصیب ست در وقت جلوه خواهد یافت
و کار من بهت که خود را از میان بردارید الله ۶۶/ مکتوب ملا الهدین صدر در قت
والله الحمد الواحد الصمد اخوی میان الهدین در استکمال دین کمر محکم
بندد و از کدر تلخی که در قبض ست درست است سبب توقف ظهور بسط که محبوب
جمعیت وادا ام محبوب تنها محب یار ام و لذت گار ندارد داکرام و لذت

[illegible]

هم می آید برای صعوبت درادراک عبارت سالک را آن تسلی نمی دهد
تا قبض محمود جلوه جلال است که آن سراپرده هاست و واصل را از جمیع آرام
وجمعیت که از بهر تسلی سالک ظهور جمال هاست آخر الامر در جلوه محض می آرد
و در حیرت و بیجمعیتی می اندازد چنانچه بزرگی فرموده بیت در ره یقین پرده ها
خیال ها نماند سراپرده الا جلال ها روشن تر بگویم قبض محمود ظهور حقیقت
نایافت منتهی و بسط مبتدی از مقدمه نهایت متوسط ببین تفاوت
ره از کجاست تا بکجا ها النهایت الرجوع الی البدایت باین معنی است
تا زمانیکه لذت و جمعیت سالک هست بفنا کار ندارد اگر فنا هست فنا
رسمی است زیرا که تتمه بشریت که در بغل دارد و در فنا حقیقی اضمحلال بشریت
موجود که بسطوات جلال منعدم شده سبحان الله ازین تحقیق ظاهر شد
که جمعیت حقیقی محبت را در بیجمعیتی است و آن حیرت و سرگردانی است من لم
یذق لم یدر فایده سعادت شعارا آنچه برای تحقیق طریق نفی
و اثبات نوشته بودند ازین عبارت فهمیده بعمل آوردنیست تا بجاروب
لا روبی راه ها ترسی و سیرای الا الله ها بلفظ لا از مقام نفس که زیر ناف است
گرد و غبار خواطر که آلهه باطله اند کشیده از جیب دو راست حتما آنچه لا اثر
خیانت

خباثت نفس دخل یافته و دل ارواح را محکوم خود ساخته تبع گرد،
همه را براه مقام سر که سینه است بحضور سر که منبوع مراتب است
حاضر آورده از انجا تا هر دو مقام خفی و اخفی که پیشانی و دماغ است
مجموعه را که در تحت جاروب لا از اله باطله جمع شده برده بطرف براستی
رد آورده به پشت انداخته دست همت بالف توحید محکم زده بسرعت
الف اثبات را بر قلب بضم شدت به لام پیوند داده ضرب حاصل باید
نمود چون بجاروب یکبارگی بی تکرار گردش او کار پخته در راه صاف
نمیشود جنس دم را که بضابط ذوات آله متعدده در مطوی جاروب لا است
ضبط نموده مکرر بتکرار این ورزش اشتغال باید بست تا آنکه کار انجام گیرد یا جان
برآید و بشهادت رعایاند عزیزی زدن جاروب چوبی محض گرد و غبار عارضی را
برمی دارد اما غبار اصلی را که ذات زمین است اگر بر داشتن خواهند عمر از
باید و این جاروب چوبی در اندک زمانی بکهنگی و شکست می آید پس ازین
معلوم شد تا زمانیکه وجود موهوب سالک عطائی فرمایند از الم غبار
بشریت اصلی ره نمی ماند ازینجاست که زوال بشریت اصلی بعد اعطای وجود
موهوب بست داده در مرتبه ولایت انبیاست علی نبینا علیهم الصلوات

والتسلیما فضل باید تا دروازه کمال گشاید عجب زمانه آمده سلوک نفی
واثبات که متقدمین تا پانزده سال بلکه بیست سال کرده درین زمانه در یک ماه
دماغ بعضی در خلل و بعضی دیگرا اهمیت در دغل می افتد و نفی واثبات را
از اید فهمیده تعلق با آن نتوانستند حال آنکه ایمان مبتدی و متوسط
و منتهی به نفی واثبات حاصل است لا یکلف الله نفسا الا وسعها و امیدوار
فضل بی بهانه باید بود و بحسب طاقت باید کوشید فضیلت مآب شیخ بدرالدین
و مکمل بالیقین بجماعه فقرا و فقرزاده ها ازین ناکس سلام خوانند و دعا کنند
تا از ناکسی آگهی مکتوب شصت و هفتم بحقایق و معارف آگاه حاجی محمد امین
بعد الحمد و الصلوات و تبلیغ التسلیمات بعرض جامع علوم مهربان حاجی
صاحب می رساند مکتوب شریف بورود خود مشرف بخشید و بر معانی غامضه مطلع
گردانید در تحقیق بعضی معانی مکتوب حضرت مجدد قدس سره استفسار رفته بود
از وصول نظری و قدمی فرقی مسئول بود ما قاصر فهمان را چه قدرت که فرق
درمیان اینها درک کنیم و مقصدی بیان آن شویم اما بالضرورت
بحسب فهم رکیک رقم می شود چون واضح که مراد از سلوک صوفیه حرکت علمیه است
نه قطع رفتن ارضیه یا سماویه لان الله معنا اینما کنا و مراد از حرکت علمیه

خروج علم از بعض مراتب ظلال است که در علم با عبارت خود را می نمودند و صول

باصل اگر در توسط آن اصل زعمی باشد اما این قاطع مراتب ظلال از نور

علمی دو مرتبه است یکی آنکه این عکس اصل از مرتبه است که در انجا اقامت دارد

دوم آنکه صاحب استعداد عالی را بی آنکه هنوز قوت خروج ازین مرتبه عطا

فرمایند جلوه از مرتبه فوق بر اینکس می نماید و باز بعد چندان یا بعد چند زمان

باز ازان بادل مرتبه ردی این می گردانند و ازان محجوب سازند یا آگاهی قدری یاد

میدارند تا بهمین آگاهی او را کشیده بفوق میرسانند پس وصول مقامی که اینکس اصل

آن است و در ان اقامت دارد وصول قدمی است و وصول مقامی که بجلوه آن

ناظر شده وصول نظری است پس باید دانست که در مراتب عروج چون

قطع ظلال بالکلیه میسر آید و باصل الاصول بلا اشتباه ظلیه مبواست در نزول

از وصول نظری که در وقت عروج میسر می آمد فارغ شد مستعد وصول

نظری که در مراتب نزول رو مینماید میگردد نظری اول در سیر الی الله فی الله

است و نظری ثانی از سیر من الله بالله بالله بحق الاشیا ظهور می فرماید و

اصحاب عروج چنانچه درمیان خود ها تفاوت تمها دارند همچنین باصحاب نزول

بینهما تفاوت تمها بید اسکنند کما لا یخفی علی اهالیها النظری اول تسبی خواه تا

Marfat.com

صاحب خود را از دو جلوه میدید پس صاحب دوام اهل حق الیقین هست اگر به
نسبی باشد وصاحب نظر اهل عین الیقین یا اهل علم الیقین و حصول [الیقین]
حقیقی صاحب عروج الیعد قناع ظلال یا الکائنه شود و صاحب حق الیقین صاحب [حسب]
نزول الیعد روح جمل کل کرد تفصیل حقایق اشیاء و مثبت بس اول در کمال
الکمل والایات انبیا و ثانی در کمال الکمل نبوت انبیا ذلک فضل الله یؤتیه
من یشاء مکتوب شصت وهشتم در تحقیق ملهمه حضرت پیر دستگیر در تحقیق ملهمه حضرت
پیر دستگیر بوده که قصه نمونه از نور جمالات الرحمن یا نور هست و از انحطاط [ف]
عالم الغیب الله تعالی تا قیام قیامت منور و پرنور است و این پرنور در [نصیب]
را اهل ذرهست بل کرشی است جهره در قصه نمونه النفس متولد من الروح الجسد
یعنی روح انسانی در عالم امر با کمال لطافت منور بود و آنچه بتقاضای [ذاالمیات]
نورانیه او بود بسبب کمال لطافت مستور عناصر اربعه مجمله غیر مفصله تحت [العرش]
بید است ضمن جسمانیات ظلمانیه مفصله ظهور کمالات مخفیه خویش و تخلیق این
هر دو مرتبه یعنی روح و عنصر مجمل بحکمت بالغه برای ظهور و جلوه گری تفصیل
مراتب حق سبحانه و تعالی دست بکرم کامله عنصر مجمل را اولا تحت سماء دنیا
مفصل کرد ایند و چون جسم خاصه هر روح را از آن عناصر اول تربیت کرد ایند

Marfat.com

برزخیهٔ مذکوره را اعداد تمام بود فلذا نفخ او منفوخ در بدن فرمود بعد اجتماع
این هر دو مرتبه جسدیه و روحیه قابلیات اند ناحیه نورانیه روحیه و حسیات
ظلمانیه جسدیه را در عرصه برزخیت ظهور بخشید چون محض مناسبی و جدانی
این هر دو مرتبه بخصوصیت خاصه خویش ظهوری داشت و یکی را با دیگر کار نبود
ظهور مقتضیات حکمت بالغه در تخلیق این دو مرتبه که برای مظهریت ذات
کامله بود بی ترکیب امتزاجی این هر دو ظهور موقوف پس ازین هر دو ظهور
مذکوره یعنی ظهور قابلیات روحانیه و جسدیه بحیثیت فرجهیت وحدانیه
در عین برزخیت مرتبتین یعنی مرتبه روح و مرتبه جسد امری ثالث موجود
کرد و نفس نام نهاد یعنی مظهر کامل نفس ذات مقدس جامع قابلیات
جمالیه که مقتضی موجودیت مخلوقات نورانیه اند جلالیه که مظهر حسیات
ظلمانیه بود بدل پس چون روح را در حجره جسمانی کمال خفا است درین مرتبه
نیز ظهورات قابلیات او در استهتار و حیثیات جسمانیه بر کمال
غلبه استکبار تا زمانیکه رفع استکبار موقوف است این مرتبه نفس
بکفر و امارگی موصوف و چون بفضل عام او تعالی نوری از انوار جمالی
یعنی صفات لطیفه ظهور میفرماید سیوم حصه مثلا از انانیت و استکبار

در معرض وتل می آید و منور را بالی ... من نیکیست اید و این مرتبه
نفس را بر لوامگی می شناسند و بعد از ظهور عام چون کرم او بسیار از ظهور
خاص بحقیقت انسانی خلعتی می پوشاند و آنچه لستی است دری دا باند
دد و نلت الامنیت از وحی زد ... آن نفس را ملهمه گویند و اینمرتبه
تا ولایت لاولیا است می تواند بود چون اولیاء است را در تبع نبی خویش
بهره مندی از کمالات ولایت معصومه نبی او واقع است اگرچه بعد
بهره کمال المعصوم خواهد بود نه معصوم فضل اخص او تمام بطفیل کمال
متابعت سنت ذره ذره او را منور نور نور و مملو میسازد این زمان
این سعید از ذی را مطمئنه می نامند چنانچه میفرماید یا ایتها النفس المطمئنة
ارجعی الی ربک راضیة مرضیة عزیز من انوقت این نا در زمانه بقول
النفس لطیفه موصله موصوف و ممدوح خواهد بود زیرا که چنانچه در وقت
جاهلیت جمیع لطائف روحانیه را دلیله جهت عنصریه موصل ذات
بمظهریت اسماء قهریه بود در عین این وصول بعد و بعد می گشود
همچنان انوقت بعد اطمینان کمال موصل ذات بمقدس بمظهریت اسماء
اسماء لطیفه که مقصود از خلقت او است خواهد بود و در دوازده قرب

و نیکو

خواهند شد و امر بما یعنی حدیث باید فهمید خیارکم فی الجاهلیة خیار
کم فی الاسلام اذا فقهوا المکتوب شصت و نهم بحاجی الحرمین حاجی محمد امین
بعرض عالی حاجی الحرمین الشریفین حاجی محمد امین بعد تحیه سلام معروض باد
در مکتوب مرسول سابق کلمهٔ صاحب نظر حق الیقین بنسبت مالک صاحب قدم اهل
حق الیقین و صاحب نظر اهل عین الیقین با اهل علم الیقین نوشته ام
و چون صاحب نظر را تتمه سلوک باقیست در عین الیقین و علم الیقین هر دو در
راه اند لاچار یکی ازین هر دو خواهد بود فلا حاجة الی بیان غیر هذا و آنچه مکتوب
حضرت مجدد قدس الله سره هم سیره از حق بحق نوشته اند کلمهٔ اهل
تحقیق است که هر چه سالک را بلا فاصل در عروج پیش می آید و از ظلال گذشته
باصل می رسد درینجا چون بحق ترقی میفرماید اگرچه در ابتدای شروع از سلوک
یا جذبه می باشد اما چون بعد قطع سلوک و جذبه بحق میرسد و تتمه ترقی
هنوز باقی است اگرچه از اصل در اصل باشد سلوک و جذبه را موقوف داشته
ابتدای از حق میفرماید حالانکه سلوک و جذبه را قطع کرده تا اینجا رسیده اند
فثبت ان الجذبة والسلوک متحقق دارد مرسوله مع هدیه موسومه بشرف
ورود بخشید بفاتحه درود با تحیه بجا آوردم توقع که همین طور از تحقیق معانی

Marfat.com

و عبارات بزرگان بهره بخش بوده باشند از فقیرزاده ها و شیخ موسی جیو

عرض سلام مطالعه نمایند مکتوب هفتادم در تحقیق کلام الله سبحانه

قوله علیه الصلوة والسلام انزل القرآن علی سبعة احرف یعنی نازل

گردانیده شد قرآن بر هفت قراءة چنانچه این معنی بحسب قرا متحقق است

و بر هفت معنی چنانچه این تحقیق بحسب علماء ظواهر راسخ است و نیز موافق

یک تحقیق از دو تحقیق اهل باطن ظاهر و هفت بطن و این تحقیق دومی از آن

دو تحقیق اهالی باطن واقع و تفصیل این تحقیق دومین نزد حضرت

پیر نوری قدس سره بدین نهج است که کلام او تعالی مرتبه در درجه وجوب

ظاهر است ازلاً و قدماً و آن هر سه مرتبه مسمی بوجود و نور و ظهور کلام است

بر متکلم یا جمیع قابلیات ظاهر دانند ما جبه بوجود غیری و آن هر سه مرتبه بمظهر است

جبرائیل علیه السلام چهار مرتبه دیگر مخلوقه محدثه ظاهر انه در عالم اصل الاصول و انوار و اجرام و اجسام

که دو از آن مخلوق اند بواسطه مخلوق و اسباب یکی نفس عام است کی لباس

حرف و صوت چه نورانی و چه ظلمانی مظهریت نوع اول او بمظهریت اولی آن

هر سه مرتبه وجوب را قابل آمده به یکتائی محض چنانچه انعکاس سری اهل صفا

بران شاهد است دوم حرف و صوت نورانی که در عالم امر مظهر ثانی است

جامعیت

جامعیت اسم ذات و جناب را که مسموع جبرئیل علیه السلام گشته چنانچه عقیده است
آن جبرئیل سمع صوتا والاعلی کلام الله و علی ما اراد الله مثل الهام قلبی اهل
صفا بوده دیگر از آن هر چهار مظاهر کلام مطلق بواسطه مخلوق مخلوق یکی
از آن حرف و صوت جسمانی جبرئیل علیه السلام که کلام نفسی حق سبحانه بمظهریت
آن بر ظاهر حضرت پیغمبر صلی الله علیه وسلم ظهور فرموده اگرچه پیش از آن
حضرت ظهور کلام مطلق بواسطه غیری بنقش علمی است چنانچه بالا نوشته شده
و حدیث کنت نبیا و آدم بین الماء والطین شاهد این معنی است دوم
مرتبه حرف و صوت جسمانی آن حضرت با جمیع مراتب فوقانی آن کلام که ما
هی بر جمیع مخلوقات تا قیام قیامت ظهوری دارد یعنی آنچه مقرو و محفوظ
ما است بمظهریت مظاهر مفصله مذکوره همان کلام مطلق است عین غیری و در
مقرو و محفوظ بودن منزه از احاطه قراءت قاری است چنانچه او تعالی معلوم
ما است بی احاطه ما همچنان صفات او تعالی را بی کم و کاست باید فهمید فافهم
مکتوب نود و نهم در مقدمه تحیر فی ذاته که سبحان من تحیر فی ذاته سواه یعنی پاکی است
کسی را که متحیر است غیر ذات او غیر او یعنی در عین حضور اجمالی بجناب سبحانه
نایافت مشروف آنست تحیر یعنی نایافت سبحانه قبل از یافت که تعلیم

حضور بشما بود آن حضور ظلی بود و به یافت منضم بود چون یافت یعنی
ادراک ست داد ادراک را بجناب قدس راه نیست اگرچه ادراک حقی باشد تعلیم
نایافت بعد آن برای نفی یافت محتمل ادراک ست نه برای نفی حضور چون
سالک بعد تعلیم نفی یافت هر دو مشغول به نایافت شد حتی که حضور را
نیز کم کرده لهذا در ینولا باز از حضور تعلیم رفته که در عین نایافت حضور نیز
که خلاصه وصول نیز هست و داخل دایره اصالت ست یا نایافت
منضم شود چنانچه بعد وصول رویت بصری در آخرت نایافت ثابت ابدی
انجا که یافت ست تعلق به تجلی هست نه بذات پاک چون تعلق بذات
پاک عطا نمودند نایافت را ظاهر فرمودند پس باید که در عین نایافت شهود
نور ایمان و حضور مولی که منزه از یافت حصولی هست بهره ور بوده
از غفلت محروم نباشند تتمه شبهه را بالمشافه بعد ملاقات رفع نموده
خواهد شد انشاالله سبحانه الغرض بی توجه بحضور محض بنایافت
صرف اوقات نمایند بجدی که توجه بغیر مطلوب گردد و حضور بحق غالب
مکتوب قضا دوم بهمان عبدالهادی صاحب یافت صفوی بود در رقیمه محبت افزا از محبت بی دیبا
کرد در احسن اوقات رسید مضمون قس معلوم گردید بواسطه ظهور و با مرقوم بود.

وحفظ فرزندان مطلوب است فقط از قدر هیچ چیزی غنی نمیگرداند و دعوت
هریکی را یکبار بهر طریق که بقدر رخصت شدنی است رفع آن طریق
ممکن نیست آری اگر برای تسلی کوته اندیشان تعویذ یا علاج میکنند
نه علاج سوت است بلکه تسلی نامه فی الحال حال ایشان است که تا ظهور امر
خفی در غم پریشان نشوند اما چون دانست پس برای رخصت یاره
دارد و تعویذ نه طلبدارای وقع بعضی در بار مطلق به دارد کرده اند
و دعوت مطلق هم هیچ چیزی نیست یکباره است تکرار ندارد شما را دو فرزندان
شما را بخالق سوت سپردیم شما را اجر و شکر عطا نماید برای چند مسایل
مرقوم بود مشفقانه فرایض که فرض عین اند از کسی عوض فرض ادا نمیشود
بمیرسد اما نوافل بهر که خواهد چه خویش و چه بیگانه تمام یا نصف یا ثلث
بموجب نیت بخشند به او برسد و ثواب آن مترتب میگردد و نکاح موقت
در مذهب ما باطل است و در بعضی روایات بعد دفن از راه گشته باز
رفتن چیزی نیست بلکه دعا کردن جایز داشته اند اما معمول اگر نیست
چراغ بر سر گورها افروختن بدعت است مگر ضرر دینی لاحق نشود چون
زنی را عادت یکبار یا دوبار سه پنج روز یا هفت روز شد و در آینده

تجاوز از عادت کرد باید دید اگر در اکثر مدت حیض یا کمتر پاک شد در این
صورت عادت اول برگشته و او را اعتبار نماند و اگر از اکثر مدت حیض
تجاوز کرد عادت اول معتبر است بموجب عادت ایام حیض گرده زمادتی را
نماز قضا باید کرد مثلاً عادت پنج روز بود و در آینده تجاوز کرد طهر هفت
یا هشت یا ده روز پاک شد در این صورت عادت برگشت این همه ایام حیض اند و اگر
از ده گذشت بعد یازده روز یا زیاده پاک شد همون پنج روز عادت سابق
وضع حیض باید کرد باقی ایام استحاضه ما مرده کاغذ نوشته داشتن
منع است مگر که با انگشت خشک بر پیشانی یا سینه مرده تسمیه را باید نوشت
تبرک است جنازه و در یاد بیست بیست بیادنجنازه الناس من التهنیة
لیلة الهلال او یوم العید و غیر ذا المصافحة بعد المکتوبة او صلوة الجمعة
فهذا کلها ممنوعة یمنع عنه ان سرى شرح کافی فی باب المکروهات
اینکه مکتوب بعضا دردم میان عبد الهادی اخوی میان عبد الهادی سلام
خوانند و قیمه رسید تفاوت شخص نوشته داده شد انچه از مسئله عنین استفسار
رفته بود عنین آنست که قادر بر نساء نباشد یا بر ثیبه قادر باشد و بر بکر قادر
نگردد اگر عنین بعد خلوت صحیحه زن طلاق داد مهر تمام لازم آید و عدت
واجب شد

واجب نشود اگر بعد خلوت صحیحه زن منکر از وطی است اگر بکارت
بزنان دیگر باید نمود اگر بکارت زایل شده وطی ثابت نشود والا نه و اگر زن
بکر نباشد قول شوهر با سوگند معتبر بود خلوت صحیحه آنست که زن صحیحه از امراض
و از حیض در غیر رمضان با شوهر در خانه خالی از دخول بیگانه داخل شود این
خلوت حکم وطی دارد لیکن غسل لازم نشود مکتوب بیست و چهارم در تحقیق مرتبه
ذات و صفات تعالی مرتبه ذات و صفات الله سبحانه و تعالی با کمالات ذاتیه و صفاتیه
ازلی و ابدی است و اسرار کمالات شیونات ذاتیه و صفاتیه در عین خفا
و غیب معلوم ذات عالیت و هیچ از انها مخفی بر ذات نیست و در معلومیت
این مراتب اجمالا و تفصیلا ذات متعالی را هیچ احتیاج بظهور خارجی نیست
و مقتضای حسن هر صفتی از صفات و هر شانی از شیونات را عالم و تعبیر نیست
اما چون حسن هر صفتی با وجود ظاهریت اینها مقتضی بظهور خارجی معلوم
ذات الله سبحانه بود و این اقتضای حسن هر صفتی را مقتضی بظهور مظهری شد
لیکن با وجود کمال استغنای خود مرتبه خارجی حدوثی را بموجب اقتضای شیونات
ذاتیه و صفاتیه در منصه شهود بوجود کرد امید باید و اقفعت که صفات الله
سبحانه هر دو مرتبه است لطیفه و قهریه بموجب اقتضای حسن صفات لطیفه

ظهور او در این مقتضی نبود موجود نمود لیکن هیچ در دنیا از ایمان و طاعت
بموافقت اوامر و اجتناب از نواهی موجود میشود همه ظهور حسن صفات لطیفه
اوست و جزای این ظهور در آخرت خلود جنت با جمیع نعمای آن
و افضل و اعلی از همه نعمای آن مرتبه رؤیت الله سبحانه و همچنین بحسب
اقتضای حسن صفات قهریه مظهر او را در عرصه اظهار رسید او موجود لیکن هیچ
از کفر و معاصی و ناموافقت معالی در دنیا مخلوق میشود تمامی ظهور حسن صفات
قهریه اوست و مرتبه جزای این ظهور در آخرت بر هر مظهر خلود جهنم و تنوع
عذاب در آن مرتبه هست و اشد از جمیع انواع عذاب محرومی از رؤیت
الله سبحانه است ای عاقل هوشیار اگر ظهور حسن کمالات صفات لطیفه
هستی این معرفت را بنظر عرفان خواهی دید و قدم خود در استقیم بی‌تعریف تر
خواهی یافت والا در عین معرفت بی استقامت بر صراط مستقیم نظهور
قهریه در لجه الحاد خواهی ماند الغرض بلحاظ ظهور صفات قهریه و عادت ظهور
صفات لطیفه هیچ یکی را از ترتیب مربی خود چاره نیست و از ترتیب ثمرات
ما بناسبه خلاصی و ذات و صفات او تعالی با وجود این فیض بخشی
و عدم فیض بر مظاهر بکمال قرب و معیت از اتحاد و حلول در مظاهر منزه

و مبرا است

و هر امیست فانهم نابده قال علیه السلام و علی آله الصلوة والسلام
من عرف الله الخفی علیه شیء ای ما یحتاج الیه من المعرفة الصفا
مقعد ملکیک است آن ملک و لسانک قلمهما و لعابک مدادهما معنی
اینست که جای نشستن دو فرشته یعنی کراما کاتبین دو دو بالای دندان
است و زبان او قلم آنها هر دو فرشته است و آب دهن تو سیاهی
هر دو ایشانست بحکمت بالغه باز باد اگر دهن تو اعمال حسنه و سیئه ترا
می نویسند هیچ بیرون تو است همچنین با وجود عظمت جلال خود که قد
و دامنت سنگان شنیده باشی بقدرت الله سبحانه درین چنین مقام
تنگ که دو دندان تو اند سکونت دارند و هرگز هیچ محسوس نیست عجب
از آن کسانی که از مفهوم معنی حتی یلج الجمل فی سم الخیاط و در سم خیاط
ایلاج جمل نیز از قدرت حق سبحانه محال دانند و محال عقلی را محال الهی پندارند
دانا و آگاه باش ای مومن سنی که معامله قبر و عذاب و حساب یابنده باین
نازکی و خفا که هیچ اطوار حساب و عذاب در نظر بندگان محسوس نیست
و زندگی هر دو در معامله حساب قبر همچو زندگی و بیداری حیات دنیوی نیست
مجرد ای که اگر بکو مرده جانوری می نشینند مینداند که زیست با ناده وای

برکسانی که معامله درا چون معامله محسوس نمی یابند لاجار از جهل

وطرفی خود همچو معامله خواب در خیال اعتنا میکنند و باین اعتقاد در بند

ستی و می افتند نعیذ است که میدانند نعوذ بالله من هذا الجهل الظ

من بفضل الله ولا هادی له مسئله حمل کنیزک تا ریا اصل تا زمانی که جان

نیفتاده و در کردن جایز است و چون جان آمدن حمل داخل کردند

و در کردن منع است اما درین زمانه بعضی علماء گفته اند که این زمانه فساد است

اگر اولاد بدکار شود اگر بعد داخل شدن روح نیز حمل را دور کنند جایز است

اما عمل بر روایت اول باید کرد یعنی داخل شدن روح دور نباید کرد اگر کنیزک

دیگری را نکاح کرده است قطع حمل هرگز جایز نیست اگرچه بیجان است

مسئله برابر است اما علی که در وزن برابر باشند دست بدست است دست بدست

اما وعده کردن که بعد دو ماه عوض این مسئله علی خواهیم داد منع است در لو

الغرض در یک جنس زیادتی و وعده از یک طرفی هر دو منع است اینجا اگرچه

در وزن برابر اند اما یکی الحال گرفته دوم عوض را وعده کرده و این در یک

جنس منع است و در غیر جنس زیادتی از یک طرف جایز است الا نسئه جایز

نیست وقتی که هر دو وزنی یا کیلی باشند و اگر هر دو غیر جنس ملکی کیلی است

دوم

دوم درپی زیادتی ولیسته هر دو جائز است مسئله اگر حضرت قرآن مجید بطرف پای خفته باشند اگر بلند است مقدار قد خفته جائز است واگر کم از آن پی مسئله اگر کسی خفته است و وقت نماز در آمد پس را جائز است بیدار کردن او اگر مرضی او را ن داند الا جائز نیست اگر مرضی زیادتی بر دو غیره معلوم بود تا آخر وقت باخبر کند در بیدار کردن بعد از ان بیدار از مسئله اگر غسل خانه با سقف باشد برهنه شدن در آن غسل کردن جائز است واگر بی سقف باشد با اختلاف روایت مکروه است سحق هر دو جهت ممنوع است مسئله اگر در وقت سجده انگشتان پای را متوجه قبله نه کند بگرداند نماز فاسد نمیگردد بر روایتی مسئله اگر شخصی بسبب غروره دارد خفا دیگویند چه فلان جولاهه دموجی است کافر گردد قال النبی صلی الله تعالی علیه وعلی آله وسلم الا من مات الا وقد تمنی ان یموت قبل ما مات فان کان برا لیکون الی بره اعجل وان کان فاجرا لیقل فجوره مکتوب نقطا بحکم بنویز صبر در باب در جواب این بیت سه چشم چشمانه تواند دیده نشسته بود خیال آید غم خندیده بنت ها من چه باشم لائق این وصف یکسان ها عاصیم حیران دام ما سو اگر ها خاک ابو رب اتی از زیر پای ها خود نهادی بر سر کشتی علا لعبد سلام

[illegible] رسید و [illegible] صحیفه گرامی گویا نسخ

[illegible] بن نسخه دو رباعی را [illegible] — بفضله تعالی و عالم معنی بسبب حضرت

دلوی خوب نوشتند اما حرف [illegible] مصراع ثانی قبول نمیکنند والا معنی بسیار خوب

بود [illegible] این ناقص این می آید که مصرع اول استفهام بمعنی انکار است چون

عاشق را جسم [illegible] خود را محروم یافت [illegible] الحال بتسلی خود بخیال گردان

[illegible] ذوق که یعنی بار رضا [illegible] است مدرک نیست یعنی این است

که اگر جسم [illegible] است [illegible] دل را مساعد [illegible] ثمره آن خوف در خیال

بخیال [illegible] محروم ماند چنانچه عزیزی گفته [illegible] هر چه در خیال خیال

نو خوش نیست [illegible] هر چه در وصال وصالی نو خوشتر است [illegible] والله اعلم

مکتوب بست و ششم بصاحبزاده میان عبدالحمید [illegible] که یکبار از خدا باشد [illegible]

یک تن بیکار [illegible] باشد [illegible] خود [illegible] برای این دنیا [illegible] اند

و جماعه [illegible] احیان [illegible] حاضر اند که جائی فقیر با ایشان منزل

جان [illegible] [illegible] دیگران [illegible] بطریق دعوی

آرزو دارند از اول چهار هشت [illegible] [illegible]

لهذا صاحبزاده [illegible] ام که [illegible] ایام فقیرخانه را بقدوم میمنت لزوم

Marfat.com

تصرف سازند چنانچه شیخ ابو طرفت یک شده بود ساحر با هر که من کمال الوجود امر شد تا

وادار بجا آرند و چه احوال [illegible] که رجوع نمود ایشان بود با کسی

پید در آن شده انشاء الله تعالی بعد از آنکه در ایام مرحوم [illegible] ایشم رسید

دستها اگر قصد کسانی آمده بود بیشتر [illegible] باده زعاست بعد از آن شیخ

عبد الغنی چنانچه [illegible] در جمیع حصار [illegible] تحقیق نمود مبیعاصم عثمان محمد فاروق

در اثر جنگ کرشتود عام ایراد چون بالمال لی ببرید اهل حق جلال [illegible] نموده ها

نموده کلمات جلال اهیت مردم کرد ریا بسیار [illegible] از نواهی آنکار

[illegible] احزاب جلال [illegible] بوده داری [illegible]

اگر تو به کند است عیبت نمودند این ظهور در اسباب بهود [illegible] جلال

[illegible] اگر ده [illegible] را از دست [illegible] سیا

[illegible] آمد در حق ایشان این بود از بها جند غدار الله چنانچه فرعون سا ها

[illegible] از معجزات [illegible] عیسی علی نبینا و علیه السلام این بود که آنهای ایشان

چون [illegible] الا [illegible] بواسطه [illegible] از غیب [illegible] می

[illegible] که [illegible] ظل الله ایشان [illegible] اسید

[illegible] که عمل سازد [illegible] با جمیع اسلحانه [illegible]

Marfat.com

در دل پردازد و آب وضو و غسل مذکور را در آوند گرفته در انجا که قطرات خون یا فتیه

بود آب مذکور را بیفشانند و درود حضرت پیر دستگیر قدس سره الاقدس را

بعد مغرب در اثنا خانه بخوانند با خشوع و وضو سه روز این کار میکرده باشند ان شاء الله تعالی

برکت صدق توبه مهید نجات از دانه سیب و صدقه از مال حلال که [illegible]

اگر میسر آید هر چه توفیق باشد زر نقد اصرف نمایند اگر کسی اراده برای عکس حقی

داشته باشد رضامند بسازد مطالب سبب کاتب رقیمه میان محمد فاروق

اتفاقات خود را از جمیع توجه ذکر الله سبحانه و فوات شیطان از دست بدهد و طول

املی پیش نگیرد هر چه ذکر او تعالی در آن حال میسر آید بیند و دلی جمعیتی و سلیم

جمعیت حال و استقبال فهمد بسیار کسانی [illegible]

[illegible]

[illegible] احصول [illegible]

[illegible] بعد مطالعه رقیمه اطلاع

[illegible] چون [illegible] التحقیق [illegible]

[illegible]

[illegible]

علیه السلام اللهم ارنا حقایق الاشیاء کما هی بسیار مذاهب بسبب عدم
اطلاع از حقایق اشیاء در تحقیق ارادت و قضا از راه رفته اند و از ایمان
گسسته بکفر پیوسته اند این عقل ناقص شما که به ترجیح [illegible] رم ایجاد کافر دست
در پیولا از ایمان گسسته بکفر پیوسته از پن توبه کنند و تجدید ایمان آورند و اعتقاد
دارند که تحقیق این بر دو نوع مجمل و مفصل مجمل آنکه بدانند که او تعالی حکیم مطلق
است و کار حکیم مطلق بحکمت بالغه است و از هر جهت منزه است
ترجیح طرفی از دو طرف تابع اختیار و حکمت اوست نه اختیار او تابع
طرف مرجح یعنی طرفی از دو طرف ترجیح باختیار او و ارادت او
یافته نه آنکه قبل از اختیار او تعالی طرفی مرجح بود و اختیار تابع او میشود
که این کفر محض و جهل ظاهر و این که بعضی دقایق عقل ناقص نمی یابد از
ناقصی عقل است نه نقصان در ایجاد و حکمت او تعالی و آن عدم
اطلاعنا علی الحکمة لا یوجب العبث عجب نی عقل است که خود
قایل بنقصان عقل خود باشد و از عدم دریافت او بسبب نقصان
که دارد تجویز نقصان در ایجاد منزه از نقصان نماید پس هر کوش برا
الزم است که بر بن مجمل باشد که هر چه او تعالی کرده همچنین می بایست

دخواهشعر ورا از سهام شیاطین بفهمد در دفع آن کوشد تا از
راه تردد و مفصل آنکه خدا تعالی با ذات و صفات و شیونات خود
ازلی و قدیم است و نیز اراده او تعالی برای ظهور حسن کمالات صفات
جمالیه و جلالیه شهادت در مرتبه ثانی با وجود ظهور او عیبا در مرتبه
اول یعنی در مرتبه صفات و با وجود استغناء او تعالی از ظهور ثانی
ازلی بود چنانچه فرمود کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق
لاعرف پس اراده حق تعالی از المخصص و مرجح وجود ظهور حسن کمالات صفات
لطیفه قهریه آمد و طرف علم را مرجوح و معدوم کرد پس چون حسن صفات
جلال مقتضی سلب حسن از مظهر است و حسن صفات جمال مقتضی حسن
مظهر لاچار بحسب اقتضاء صفتین کاملین که مخالف آن ممکن نیست کافر
مظهر صفت جلال است و چون وجود او برای ظهور حسن اقتضا صفت
مذکور مراد ازلی بود احسن ایمان مساوی کرد و جمال کفر مغلوب و معیوب ابد
واکر چنین نشد حسن عیب جلال ظهور نپذیرد و این غیر معقول است پس
وجود کافر برای ظهور حسن جلال بحسب اقتضای ازلی مراد ازلی باشد
لازم آمد که عدم ظهور او را تجویز ما بکند محتقر شود که اگر اقتضای

سیاسات نیز ربط بکلیهم و عقل احکام اسرار [illegible] عقل اسلام اکبر وجود

و پس صفات است نیز بیدم ظهور فافهم رموز ما با اخوانی کاغذ

[illegible] تفصیل با تمام الکل اشتر الیه فهم این مشکل است الثالث

[illegible] باقی در هیچ جا [illegible] مکتوب نیز قبادیم بفضلیات سید اکرم

[illegible] الکرم [illegible]

[illegible] تحقیقات [illegible]

[illegible] چند روز [illegible] چنانچه مردم الکا

[illegible] سید کرخا دوا

[illegible] بعض مردم [illegible] نیز در قصد آید و اکثر مردم نامعلوم

[illegible] روی نماید توقع که خلاف دشمن و دوست از حد

[illegible] امور عبادت [illegible] اهل ساعی [illegible] اکابر است

[illegible] دادم [illegible] مکتوب ستایم بفضلیات تمامت محمد اکرم

[illegible] سبحان اکرم عند الله [illegible] معانی [illegible] طهور وجود

بخشید و از آثار سعادت ازلی که [illegible] اهل تقوی حقیقت [illegible]

کمالات نبوت مصطفوی [illegible] اللهم [illegible] للمتعهد

واجد الهم الهی در جهه حق الیقین عزیزین الحیه رقوم بود از علو نسبت

اینهمه مرد نسبت سابقه هست هر چند نسبت سابقه در روشنی و کاملی درجه

آینه دار لطیفتر و عالیتر اما چون بعضی مستعدان نسبت سابقه است از ابتدای

تجرد آگاهی بمرتبه جذب انقطاع کلی رو در جه تفصیل در مظهریت منحو الهیه

و اینمرتبه تخلیص متضمن و محیط در مرکز مقام تفصیل است و مظهریت حقیقی

لی با ما در انجا منسر نیز وجود را جذبه خلوه که طلوع یافته ورای سعادت

بخشیده باکمال اسیار ابدار بر دو باز مانند این نسبت عالیه متضمن معانی

عدالقه است متزاد و مهوا ا جمیع جامع و ما بلیات الهیه خویش

هالی تعدد و تجربی چنانچه به سابقه مشعر از وصول صفات که نسبت معدوم ا

الکیفی بحقیقت ذات بی زیادتی و غیر دارد اما چون اطلاع بر بعضی

حقائق مرتبه جلو موقوف به ملاقات نسبت الف الله فیه حصول صحبت

از دقائق آن بهره مند خواهند گشت باید که خود را بهمین حیثیت اجمالی

که مرتبه جلو است سپرده چنان استیعاب اوقات نمایند که وقتی

از اوقات اینکس بی این دعا خالی نرود و ترقی در ترقی رو نماید

و در ارستگی اعمال و نهایت اخلاق احتیاط تمام دکمال بجا آرند دلم

نوحه را

توکل محکم بسته فقره ۱۰ ایراد اصله اہل طریق دانستہ ظاہری وباطنی

من کل الوجوہ از اہل دنیا پاک خالی کنند حیثیت بہت صد حیف بران

اہل دو اہل اصل کہ چون رو بمظہریت و وصول صفاتی در درجہ تفصیلی

ادراحباب باشد و بعد او دلہا بذریب واز جملہ جنابات سبب اعزیزین

کمال بیت اہل بنا اقتضاء اراستکی اعمال ظاہرہ وتہذیب اخلاق

دارد وارا استکی ظاہر شعر ازان اگرچہ بسیار ارا استکی ظاہر کہ بی کمال

باطن باشند مشابہ آن می نماید اما آن ازجای دیگر ہست وان اوجای

دیگر و بخدمت والا زرکوار خود سلام این عاجز رسانند و بخدمت جمیع

اعزہ ہا اگر اتفاق افتد نیز سلام رسانند میان پیر محمد را از یاد داشت

اسمی واقف کردہ ام اگر بسبب قلت صحبت شبیہہ بانده باشد بجاری تمام

واقف گردانند و بہ صحبت خود از خود دریغ ندارند اوقات را زیادہ

بسکوت و خلوت و مراقبہ دہند و قلیل بل اقل قلیل بعض تکلم ضرور

از مسائل وغیرہ واگر با طہارت باشند یعنی طہارت ظاہری با طہارت

باطنی متفق مشہود بود علی نور جی ادراند والسلام والاکرام مکتوب بیست و یکم محمد

فاروق صدر نشین حوی محمد فاروق فارق حق از باطل باشند مضمون کلمات

جواد النفوس شبر که حضرت ایشان با کلمیسی دون دعا معنی انداخت
رقوم فرموده بودند برای تحقیق معانی آن باین احقر مستدعی شده اند
سعادت حاصل گشت اگرچه این کمینه را چه یارا که در امثال این مکالمات اوقات
و اعصار خود را دخل دهد اما چون سائل را از جهت یا امکن از جواب چاره
نبود بالضرورة بحسب فهم قاصر آنچه از اصطلاح ایشان بهره دارم بیان معا
کلمه علیحده مسود نموده ام مکتوب ششم در بیان مستدعی فرمانید نوشته اند که
حضرت ایشان قدس سره نموده که حق سبحانه تعالی از غیرتی که ایکار می دارد
نمیخواهد که در تربیت من غیری واسطه باشد ازین عبارت نفی واسطه حضرت
سرور انبیا علیه و علیهم من الصلوات افضلها و من التحیات اکملها مفهوم
میشود و این ممنوع است مخفی و اسطه در قسم است مبتنی اصحاب و مرتفع
الحجاب نسبت الحجاب و واسطه تعالیمیست با نادانیم وحی ممنوع است و مرتفع
حجاب واسطه شرعیت ممنوع است چون تابعی از تابعان حضرت سرور
کائنات علیه و علی آله الصلوة والسلام بواسطه کمال تبعیت استعداد تمام
پیدا میکند قابل آن میگردد که بلاواسطه تعلیم لسانی و روحانی حضرت سرور
صلی الله علیه وسلم از الله سبحانه بتعلیم علم لدنی اصلی او تربیت یابد

الموهبانه

الله سبحانه اینچنین تابعه مستعد را خود تربیت میفرماید و این تربیت
درباره این تابع بواسطه متبوعیت متبوع او است و اظهار معجزه نبی او ست
که مظهریت این تابع ظهور پذیرفته و از جهه در صورت واسطه نیست اما فی الحقیقة
واسطه حقیقی است که واسطه متبوعیت متبوع او ست پس چون ذات
شریف حضرت ایشان مناسب بکمال متابعت که بفضل الله سبحانه ایشان را
میسر آمده این استعداد که در صدر مذکور است پیدا کرده و حضرت سرور کائنات
علیه و علی آله الصلوة و السلام او را بحکمت بالغه برای تعلیم بحضرت رب العالمین
تفویض نموده غیرت خداوندی ظهور پذیرفت و بتعلیم علم لدنی اصالی تعلیم
فرموده تا این تابع کامل محجوب محبوب او معطل نماند و فضل متبوع اظهار نمود
کرد سبحان الله چه متبوع عظیم الشان و محبوب عظیم البرهان است
که تعلیم خود تابع را قابل حریم کبریا نموده و تعلیم او را بحضرت غیرت تفویض
نموده و غیرت خداوندی برای تفویض محبوب او تابع او را الغیری بمکذا گشته
این فضل در حقیقت در حق متبوع است تابع عدوم البضاعه را چه یارا
که قابل این بارگاه باشد در حقیقت فیض متبوع است که او را باین
راز نشو داخته سبحان الله این خادم تابع به فیض بخشی متبوع و تفویض

امثر لی ل [illegible] جسابکه بودی

قدس سره فرموده [illegible] بار علم [illegible]

ونیز درین [illegible] بنعمت [illegible] برکه [illegible] درای

خیر وکرانه حدوم است آمد [illegible] [illegible] ترکه [illegible]

مخصوص حضرت [illegible] علی آله الصلوات [illegible] لهاذا [illegible] النجابت

الملهانه بنرکت در تعلیم [illegible] که [illegible] است ابجاد عوام

با خاص ترکه [illegible] محض [illegible] ترکت

[illegible] در نرکت اول برابری [illegible] خلاف بنرکت ثانی سبحان الله

شیخ عبد الحق دهلوی عفر الله خطاه بر حقیقت قول حضرت ایشان

که از نرکت ناطق است عدم مناسبت این جا به اطلاع نیافته

از سخا [illegible] دین که منکرات [illegible] اعتراض کرده وگفته آنچه گفته دخول [illegible]

خلت حقیقی و نزول اول را امر تعقل میکند که آن مخصوص حضرت خاتم الانبیا

است علیه علیهم الصلوات التسلیمات [illegible] دایره [illegible]

کان بالاصالة برحضرت خلیل الرحمن است علیه السلام [illegible] حضرت

الشان [illegible] زیر زمین حضرت خاتم الانبیاء [illegible] حضرت خلیل

الرحمن

Marfat.com

الرحمن و [illegible] علیهما الصلوات والتسلیمات بمناسبت زیر قدمی ایشان
تمام ازین دایره وصول پیدا کردند و حضرت بزرگوار ثانیا [illegible] علیه وعلی اله
الصلوة والسلام بعلو مرتبه که واصل بمرکز اند و همه تفاصیل اند ما جا در مرکز
درند لهذا در تحصیل تفاصیل دایره متوجه نیستند پس حصول حضرت
ایشان به حیثیت تفصیلی که عبارت از دایره است بحکم من سن سنة
حسنة فله اجرها واجر من عمل بها با وجود کمال اجمالی مرکز که حضرت خاتم
الانبیا را ثابت است بجناب حضرت عاید گشت و امانت ضمنی بصاحب
امانت رسید و نیز تحقیق قول حضرت ایشان قدس الله سره العزیز که حضرت را
صلی الله تعالی علیه وعلی اله وسلم مرتبه محبوبیت تفصیلی بواسطه من که [illegible]
امانت ازین حاصل شده از تحقیق مرتبه خلت بوضوح انجامید فلا اشکال
[illegible] ظلی [illegible] شهودی که [illegible]
وصل [illegible]
حقیقی بوصل [illegible] لهذا ارباب شهود را وصل [illegible]
داشته اند و چون حضرت ایشان را از مرتبه شهود گذشته بمرتبه غیب
بحث [illegible] حقیقی به تعلیم علم لدنی اصلی که بالا از [illegible] تشرف وصول یافتند

لا را نیز در حق اصحاب بهود امید در آخرت است ایشان در دین حامل

بی از غیب است بود آمدن متحقق شدن را از ظاهر حقیقی است لا مجاز ارادت

حقیقت

این معنی در حق و اصلان غیب است مشترک مخصوص است تا فهم دریچه نوشته اند که

کعبه افضل است از حقیقت محمدی علیه السلام باید فهمید که حضرت کعبه را

در حقیقت است حقیقتی است در مرتبه مخلوقه که آن قابلیتی است از قابلیات

معبودیت

نور اول که نور محمدی است علیه السلام و حقیقتی است در مرتبه وجوب که حقیقت

مسجود له است که بمقتضای حقیقت مقتضی مسجود الیه بودن شده است و حضرت را

صلی الله تعالی علیه و سلم و علی آله و سلم نیز در حقیقت است حقیقتی در مرتبه خود

که ذات نور اول است جامع جمیع قابلیات و حقیقت اول کعبه قابلیتی است

ازین قابلیات و حقیقتی است در مرتبه وجوب که آن قابلیت ذات [illegible]

مر اعتبار علمی را تا متعلق شود با جمیع شیونات و صفات بطریق اجمال مرا

قابلیت قابلیتی است از قابلیات مسجود له پس در قول حضرت ایشان

فضیلت کعبه باعتبار حقیقت ثانی است اول تا فهم الحال نوشته اند که

حقیقت نیز از حقیقت است حضرت مسیح علیه السلام باید دانست که مرتبه را

علی نبینا و علیه السلام مراد اول مرتبه خاتمه از آن مرتبه [illegible] است ۱۵

که حقیقت

که [illegible] جامع حقیقت انسانی باشد

[illegible] را از [illegible] الخ [illegible]

[illegible] آن [illegible] انسان را در [illegible] باشد

علوم [illegible] در باره [illegible] الا [illegible] آدم

بر مناسبت انسانیه [illegible] داخل مرقوم بود که نوشته اند که بعض اولیاء الله

[illegible] بعضی [illegible] از [illegible] است

بر کمل اولیا [illegible] این تحقیق در فصل [illegible] است [illegible]

و حضرت [illegible] علیه السلام ظاهر [illegible] نوشته اند که

[illegible] رضی الله تعالی علیهم رسیدیم و از آن در گذشتیم [illegible]

[illegible] نام

تحقیق [illegible] لیکن [illegible] باشد

[illegible] فراغ از سیر [illegible] که [illegible] کرام [illegible]

[illegible] نماید [illegible]

[illegible] را [illegible]

[illegible] دو [illegible]

Marfat.com

از انسان [illegible] از نور [illegible] ابراز [illegible] حالی نخواهد که [illegible] [illegible]

اشارت [illegible] را [illegible] معاد [illegible] نسبت [illegible] را [illegible] که باو [illegible]

حصول [illegible] کند [illegible] بعوث [illegible] ترقی [illegible] که او [illegible] یا [illegible] سید

چنانچه آیه قل رب زدنی علما [illegible] یعنی [illegible] سبحان الله

چه کلمه منتظم بشارت معنوی بیان کردند که اگر اشارت [illegible] ماه [illegible]

اشارت [illegible] بود [illegible] حمید [illegible] الکسم خود بزرگان [illegible] است

مکتوب بیست و دوم بعزیزی صدور یافت الحمد لله [illegible]

[illegible] فطر [illegible] الله سبحانه [illegible] سومات [illegible]

مرتبت لنعین مخصوص وللتعسار تفاوت بینهم

بعضهم فی [illegible] [illegible] [illegible]

مرتبه [illegible] وسائط [illegible] بلتوان [illegible]

[illegible] اللذین [illegible]

[illegible] الی [illegible]

[illegible] الدرجات بعضهم

[illegible] الوسیلة [illegible]

بایدانست

باید دانست کہ اهالی روابط کثیرہ را ابتدا از سلوک و نهایت
او تا جزیہ نیست دفیما بینہم الصفات تفاوت بعضہم فی ابتدایها
وبعضہم فی الوسط وبعضہم نہایتہا فاما الذین فی ابتداء
الجزبة فہم فی ظل ولایة الخاصة المسمی بولایته
الاولیاء وعند البعض بولایة الصغری عند البعض
محققین واهالی ابتدایها لا محال انه یکونون مقتفرین
فی العبادة المسنونة ویرتکبون البدعات فی عین ما
منیا از دم یبالون وهذه المرتبة اشد تبدا من ذات
المقیود ونادری ازین مرتبہ احلاص یافتہ بظهور بہ سوبر طانہ بکمالات
نفس ولایت خاصہ مبہرہ ور میگردد دریجا اگرچہ ارتکاب البدعات
وترک الصلوٰة محفوظ خواهد بود اما توحید وجودی معلوب واہل کثرت
وبغلبہ شکر کاهی از فرائض پنج گانہ مقصر خواهد ماند زیرا کہ محفوظ صورت
وچون بفضل خاص الٰہی بہانہ ازین حلاہی دست داد حرب منتہیانہ ظہور
فرمود صاحب توحید شہودی خواهد بود وباهلیة افراد امت خاصہ نظر
خواهد نہاد وصول سالک درین برد ومرتبہ ظاہر کمالات مطلق یعنی

Marfat.com

بظهور معلومات ازلیه متفاوت درجات ظهور خواهد بود در مراتب عرفانیه
بسبب تعلق وصول او بمعلوم مجهول الکیفیه در وسط او مجهول الکیفیت در نهایت
در اتمیت این ولایت خواهد بود در منتها علم او بعلم لدنی ظلی که معبر بعرفان
است منتسب خواهد بود و علم حضوری و علم لدنی اصلی در مراتب عرفانی او بظهور
نفرموده و چون فضل اخص ظهور خواهد فرمود بنفس معلومات غیبیه من الله
بظهور علم حضوری اصلی وصول پیدا خواهد کرد اگرچه در مرتبه از معالم وصولی
و مجهول الکیفی ترقی نموده و بمعالم معدوم الکیف که بنفس معالم است
وصول نصیب یافته و بمرتبه از مراتب اصالت رسیده اما هنوز معلوم بانسبت
پس در منتها ابتدا علم حضوری منزلت است و این ابتدا ولایت انبیاست
در هر مرتبه بهره وصول بلاالات علم وجهی میسر آمده اما هنوز حقیقت این حضور
بنسبت میسر است و چون فضل الله سبحانه دستگیری خواهد کرد وصول بنفس نفسیت
علم پیدا خواهد کرد و این حضور را حضور ذات بعلم او تعالی خواهد یافت در منتها
علم حضوری است و معلوم هیچ نیست این مرتبه را که نور علم حق باشند درین مرتبه
بوسطه ولایت انبیا تعلق دارد و چون ملاحظه کردند که ذات بذاته علیم است
و علم قائم است ذاتیه است نه امری زائد بر ذات و رینه لاجرم از کمالات

بنون

... لی ... ہم ...

... حیوا ... الانبیا

٩٣ الی ... ذاك بفضل الله ... مکتوب ہشتاد وسوم بشیخ محمد اکرم

در ... کرد ... لاکہ ... اللہم اجعلنی ... الکرسای

الانبیاء ... سعادت ابدیہ ... الی المتمرد

وعلاہ ... والکعبۃ العظمۃ ... ام

... یکون والہ وارد فی ذلک ... الانوار

... کمال ... علی ... الہدی

الشیخ الاعظم الاکرم اللہم ثبتنا علی الصراط المستقیم وجعلنا تابعیہ فی ہذا الامر

فی الفضل الی المقصود المعروف انبیاء ... لکم السلام ...

لہم ... الملح لانکم ... النذکر عند اولی المنازل

... فی المواقف الشریفۃ کی یخرجنا اللہ سبحانہ من ظلمات الشہوات

والمعاصی ... عمر طویل الایمان ... قبولہ من اللہ سبحانہ

... الحلو

من السوال ... اللہم ...

[illegible] محمد [illegible]

دارد [illegible] بوده [illegible] کرامی [illegible] اعلا [illegible]

باشد [illegible] فایده [illegible]

[illegible] دوم [illegible] دست یعنی توجه [illegible]

که بعد دوم نسبت چون فضل رهبری کرده [illegible] یعنی [illegible] حقی الاطلاع

یافت داد [illegible] توجه قسمت چون [illegible]

[illegible] ولایت انبیا [illegible]

چون [illegible] تعلیم [illegible] بود [illegible]

حصولی کارها تمام است و در ولایت انبیا علم [illegible] من کل الوجوه [illegible]

[illegible]

[illegible] بیان توجه [illegible]

[illegible] الا این نسبت [illegible]

[illegible] فرموده اند [illegible]

[illegible] مکتوب هشتاد و چهارم بحقایق آثار شیخ عبد الغنی

که یکی از مخلصان حاجی الحرمین الشریفین [illegible] در [illegible] لعله [illegible]

والسلام

Marfat.com

والسلام علی حبیبه الذی لا یعلم شیء قدره الا الله وعلی آله واصحابه
الذین خیر الامم الذین وجدوا الحق بکشف الغطاء اخوی مشفقی شیخ محمد یحیی
بعد تحیه سلام مطالعه فرمایند در تحقیق حدیث سرور کاینات صلی الله
علیه وسلم مسالت نموده بودند که آن حضرت فرموده انا احمد بلا میم و در
شرح آن بعضی عزیزان فرموده اند که چون از لفظ احمد میم را جدا نموده
شود احد میماند و حلقه میم مشعر بر حلقه عبدیت است و منتفی است و چون
ذات شریف آن حضرت در وصول بالله از اضافات و نسبت فارغ شده است
از عبدیت بر آمده احد گشته اند از نسبت العینیت بحضرت اما نمودن فضل بر اهالی
عینیت که اولیا و متاخرین اند نموده الحجه بزرگان طریقه علیه قدس الله
سرهم معنی این حدیث مقرر شده مرقوم فرمایند عزیز من با دلیل النصاب عینیت را
چیزی که در اینچنین عبارت متضمن بود اشارات محل یابد اما آنچه از اکابر نقشبندیه
استماع نموده که در دیده بیان نموده اول باید دانست که شان حضرات انبیا علیهم
الصلوة والسلام ارفع و اعلی از عینیت است در آنجا محض عبدیت خالص
و عبدیت در النجات است انکار دارد که معنی این حدیث بر حسب شان حضور خالص
آنست که انا الله رسلکم الی بنی من باسمه اسمه زیادت نیست

که بفضل خود تیسیر حق سبحانه علم لدنی عیسی این بی میکند بی تعلیم محض و علم

لدنی احد رم بلا ابم و میم زراز منزل است یعنی حمد کو بیده ترم بلا اشل و بلا ترکیب

فی حمده بلکه هرکه حمد میکو بد ظهور کمالی از کمالات حمد است انا سید ولد

آدم فی الحمد مکتوب بهشتاد و نجم بفضیلت مآب شیخ عبد الغنی در جواب بعضی اسوله

الحمد لله اولا و آخرا والسلام علی من اتبع الهدی بورود رقیمتین متواترین

متضمن کشایش بعضی امور و حصول جمعیت ازان عقیدت منش سعادت

پیوند باعث انبساط که با افتقار است گردید الله سبحانه روز بروز در ترقی افزاید

نقصان اول در عروج ثانی زدوده گردد و آنچه از جمله ظل با اصالت منظور بود

حقیقت آن کشاده گردانند و از ان ترقی دهند در واقعه اول که ظهور نموده

اند و معاصی را ازان محو کرده دیده اند بهره از آیه کریمه لیغفر لک الله ما تقدم

من ذنبک داده اند از تتمه آیه که و ما تأخر است امیدوار باشند و واقعه حسنی

و آنچه مینویسند که حضور شما شکم پاره کرده اند مناسبت شما بحضرت آدم علی

نبینا و علیه الصلوة والسلام میناید شداید و محن که بر وجود شما امر شده بود

گویا بقدیر ذبح اکتفا نموده اند نیز خوش بشارتی است اما وجود آن انعام

و ضعف و محنت را لازم میدانند که حضرت ما را که عبارت از وجود است تا آن عقیده

خاص معتقدانه

حاشیه: انا احمد بلا میم یعنی از رتبه حمد بلا میم که عبارت از تعین است [illegible] خود فارغ شده و کلمه حمد که نشسته الحمد کویم تحقق شد و تسلیم ازو اعتقاد نصیب موجب و موجود حق کویم از خود نیست خانچه نهم بالله و از بی عقیب [illegible] بمن یتعالی الله و تعالی اللهم بیمین معنی دارد

حاشیه: لیغفر لک الله ما تقدم من ذنبک و ما تأخر

باشد چنانکه درین عالی [illegible] بود و بر این سلسله مرابطه

کرده آنکه راه اسلاف طریقه در عقیده تمام نمانده همه واردات منسوب بجناب

اکابر دارند و این عاجز را در میان نه آمده و بعد الله افسانه همین طور از

احوال غریبه و واردات نتیجه بردم مرقوم نموده باشند باعث ازدیاد رابطه

گردد مکتوب بیست و هشتم بمیان البدین جیو [illegible] در صدور [illegible] قیم الخدمت

احمد [illegible] الدین بیوارد [illegible] عبدالله [illegible] الحمد لله قبل ازین

رسیده [illegible] واقع شده [illegible] [illegible] ارادات را [illegible]

شد بعد از [illegible] انشاء الله تعالی [illegible] رسیده خواهد [illegible]

بزرگان [illegible] ملاقات نموده باشند فائده گرفته باشند [illegible]

مشهود [illegible] ملاقات خواهد کرد مکتوب بیست و نهم در تحقیق لکل شیء قلب

و قلب القرآن یس الحمد لله [illegible] و آخر اخوی میان الدین بر دین [illegible] باشند

در [illegible] پیری [illegible] باشند که در صحبت [illegible] ذکر

که از [illegible] مقدار [illegible] طریق [illegible] نشستند و [illegible]

[illegible] متضمن [illegible]

را [illegible] که رجوع [illegible] جسدی [illegible]

Marfat.com

برای ترقی خود ناچار است از تحصیل علم از خارج اما چون ایمان
آوریم و به تعلیم و تعاد بیان آن رازها کسانی مانند انسان دیگر
حیوانات ضعیف الاحساس هستند حیوانات که اولاد آنها بدون
تعلیم با تنبیه معاش خود را دریافته در زیادات ساختن مانند آنها
که خلاصه دارد که بر آن زیادت شرف و برتری داده و بر جمیع اجزای جسد ریاست
چون خلاصه را تسلیم نموده ایم در تعلیم ایمان آوریم بدان این خبر رسیده دانستیم
که خلاصه تمام حضرت قرآن سوره یس است و خلاصه قرآن بودن این سوره
وجهی در حدیث یافته ایم ایمان آوردیم که سوره یس قلب قرآن است در
وجه آن بخیال خود فکر نکنیم دیگر اینکه صفت کلام حضرت امام آنست
کمالات آن کلام مطلق یس نسبت کمالات را با عصر امام نسبت
دانیم با وجود آن کمالات را تابع کلام مطلق را متبوع ایمان آوریم و در
کمالات با یکدیگر حیثیت الحقیقه نیز لا هو و لا غیره دانیم و حیثیت الظهور
ظهور بعضی کمالات در مرتبه تقید را با ظهور بعضی را بر بعض دیگر افضلیت
و خیریت دانیم کما قال سبحانه ما ننسخ من آیة او ننسها نأت بخیر منها او مثلها
این تفاوت در ظهور آیات است که در جواهر را عقد

Marfat.com

بهتر است آن نسبت بصورت ظهور کمالات ثانی بهتر از ظهور کمال ثانی

بهتر از ظهور کمال اول است کمال اول در بهتر بودن کمال بر ظهور وجود یا کمال

ثانی متعلق و تابع است فضیلت آیات میان محمد فاضل حیی کی و زیادتی در آن فضیلت

و نقص نیست ظهور آیات مفقود بوده باشند در حقیقت آیات زیرا که در تفضیل

حقیقت آیات نسبت لا هو و لا غیره است فافهم از جماعه فقیر زاده و فقرا

سلام خوانند مکتوب شما رسیدند لله الحمد آثار صوفی بلند که یکی از مخلصان حاجی حبیب

محمد فرید را سعادت شعار صوفی بلند همت از چند شنید چون فقیر بکمال فقر

بر سر و از خود اهتمش غیر حق زمرات میری او استغناش و مظهریت کمال غنای غنی

حقیقی پیدا میکند در ینوقت استعداد او در اقابل مظهریت قول کن فیکون

میگردانند اما این صفت در وی مقید بظهور امر کن حقیقی سبحانه که مطلق

است میباشد هر که هر وقت هر آن حاکم این امر باشد لا بل این خاصه

خاصه امر حقیقی سبحانه است با معنی فرموده الفقیر الذی اذا قال للشیء کن فیکون

و این وقتی دست میدهد که از خود خالی شود و خالی شدن از خود بر دو مرتبه یکی

در مرتبه ولایت خاصه که به نسیان ما سوا بغلبه سکر محبت میشود در ینوقت

این مظهریت امر کن و صفت غنا او را در تصرفات امور کونیه می باشد اما در تصرفات

Marfat.com

تحقیق علمی مراتب واجبی سبحانه مناسبت ندارد با مجرد توجه مراتب علوم
تحقیق واجبی واضح گردد وار لباس الدین قطع باید چرا که سطر این کن
با ینمعنی دو وقت بر نهات تخیله حقیقی در ... اند در مرتبه ذات با صه
خلو تخلیه صوریست و عرفان همت علم غیب و مراتب سری ا.ازالد ما
خیال خالی است لیکن درست آمد قول حضرت میر دو سره که خلو تخلیه
ضروری است یعنی تحقیق حصول تسربات ... علم ... برلو خیله
حقیقی است و آن در مرتبه ثانیت حضرات انبیاء علیهم السلام سیر در مرتبه و اا
خاصه در توجه سالک یافت بتحقق و عرفان موجود ... در مرتبه ... است ... این وجه
بنا یافت مانی در مرتبه خاص الخواص است نفس توجه ... وم ... باید است
که در خلو تخلیه که در ولایت خاص الخواص بجای توجه بعلم دم ... ازلی حاضر
در نیوقت این واصل را غالبا حصول صفاتی است و لیکن صاحب
حظ علم است لهذا العلم حق باذ دیگر ظهور از کمالات و خلافت در مرات
سری او است و این مرتبه بظهور کمالات خلافت مرتبه نفس الامیست او هنوز
از نفس مرتبه خلافت ابد ا... بعد او است و چون از این مرتبه ترقی خواهد نمود
نقطه الاخص الخواص ... رفت خلو تخلیه او منشأ اعلی دارد در نیوقت

بجای علم

بجای علم [illegible] ایمان بالله باد [illegible] دمنصب خلافت و ارث علم

تعلیم رسالة رسیده و ساحت وجود در حضور گردید اسکن عنقای مغرب نبوت

مانده [illegible] کلیت بهره یاب گردیده و مجردات جامع صفات کمالات

[illegible] مانده در بیجا دریست آرحت [illegible] قول الفقراء هم الله

اگرچه در ولایت خاصه داخل خواص الخواص [illegible] آن مرتبه تمام

فقر دارد اما [illegible] ملکیت در مرتبه اخص [illegible] داخل در گا

الاسرار [illegible] شیخ معلوم [illegible] نشل [illegible] تعالی یعنی [illegible] مولوسید [illegible]

رحمت [illegible] تصوری و تمثالی نسبت محض [illegible] تصرف خیال است

واینجا علوم حضوری [illegible] لم [illegible] سبت علوم

[illegible] نمی [illegible] شهودی [illegible] در مرتبه [illegible] خلافت

که مرتبه [illegible] است از [illegible] علوم [illegible] وامان مختص است

کاعذنه که آید یعنی در ادمصرعه [illegible] خود زیر آن را این نسبت مکتوب

[illegible] اخلاص آثار حافظ عیسی بعد حمد و صلوة [illegible] حافظ [illegible]

الطاف الهی [illegible] علم [illegible] رقم [illegible] خط [illegible]

[illegible] خط [illegible] اخبار و الحال [illegible] الصحاب ثبات الله

وشفقتی عطاء الله [illegible] است [illegible] [illegible] آثار

مرسولة [illegible] از همه ابواب اینجا جمعدارند [illegible]

نوشته شد مطالعه نمایند [illegible] [illegible]

توجه لطیفه قلبی اگرچه لطیفه روحی [illegible] [illegible]

اشاره لطائف [illegible] [illegible] برکت [illegible] دل [illegible] ذکر [illegible]

است تصوف اگر [illegible] [illegible] [illegible]

باید دید اگرچه درست است اما [illegible] اگرچه [illegible] [illegible]

باز [illegible] الا اگر [illegible] توجه نماید الله [illegible] متکلم

بکلام ازلی بواسطه الهام [illegible] الله [illegible] کلام [illegible] السیه

مبتدی را آنکه هیچ [illegible] [illegible] [illegible] متوسط آنکه

بغلبه محبت شیخ حال [illegible] [illegible] [illegible] کند [illegible] شیخ [illegible]

حتی که خود را بصورت شیخ [illegible] [illegible] [illegible] علم [illegible]

[illegible] گردد [illegible] [illegible] کلام [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] شیخ [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

بعده [illegible]

Marfat.com

بعضی وجه فساد کرده اما آنچه حاصل جمع شده امتیاز از دست نه

زکوة ادای باید وجهت آنکه هیچ واجبی بعد ادای خالی از ثواب نیست بعضی

اوقات که بجهت شکر میشود مقتضای استعداد است اما از نیجه که استعداد

در بجهت نیکی پیدا گرده وقتی که بجهت نیکی پیدا کند امید قوی است خوف نکند

بحکم باید بود اگر منکوحه منحصی ارتکاب بعضی معاصی میکند بهتر آنست که در ارشکی

و تعلیم او کوشند همین بهتر است مگر آنکه مرتکب کلمات کفر باشند دباره بیاید از زنان

ترک بهتر جواب سوال ثانی نوشته شد خوب وجه مطالعه نمایند مکتوب

نود و دوم در مقدمه قبض و بسط سالک سبحان الذی جعل السالکین قبضاً لعبد البسط

وبسطاً بعد القبض الاول اما ان یکون بسبب التقصیر او سبباً للترقی واذا لم

یعلم السالک اولاً سببه فینبغی بعد کل منهما وجب الاستغفار لاحتمال

وقوع التقصیر یعنی بظهر البسط الی ما شاء الله والثانی اما ان یکون یمکن

بعده القبض اولا والذی یمکن بعده فهو فی قید الظلال والبسط الذی

لا یمکن بعده القبض فهو خرج من قیدها والذی فی قید الظلال یسمی فی

حقه وقت نسیان الماسوی الله العدم فیمکن عوده الی البشریة لان له بقی البقیة

والذی ترقی من قید الظلال یسمی فی حقه وقت استغفار آنست من تعسر

Marfat.com

وانتسابها الی الاصل الفنا فلا یمکن عوده الی البشریت کما قالوا لو تفانی
لا یرد و مارجع من رجع الا من الطریق والمراد ههنا من البشریت البشریت
الاصلیه مکتوب نود و یکم بحقایق اگاه میر محمد بعد الحمد والصلوه وتبلیغ التسلیمات
بعد عرض محبت صادق دانا و اگاه میر صاحب میر محمد رسانند مکتوب شریف
در جواب عریضه پرتو ورود افکند واز مطالعه شریف آن بر مرقومات مفصله
اطلاع یافت خلاصه آن یافته شد که فقیر را بسبب آنکه در مکتوب سابق منع
از غیبت کرده بودم که منهی عنه است مانع امر بالمعروف ظن برده اند و آیه
که در صفت مومنان یامرون بالمعروف وینهون عن المنکر است دلیل
آورده اند و تفهیم نمیدکه منع از منکر نوشته ام که آن غیبت وسوء الظن بجماعه
مومنین وتجسس احوال ایشان است که خود نوشته اند وینهون عن المنکر و در خاطر
نه آورده اند که نهی از منکر در معنی امر بالمعروف است و آن عبارت آن مهربان که در
مکتوب شریف بود بعینه درج میکنم تا فرق در معروف و منکر پیدا کنند و ان امنت
الخلایق الذی یحبون عندکم اکثرهم طالب الدنیا واکثرهم یعبد الله لمرادات الدنیا
ولا انزار و یکم الا البته المطلقه حال اکثرهم بضعف الاسلام بحال المنافقین
الذین قال الله تعالی فی خصمهم قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا الی آخر العبارت

الدالة

Marfat.com

الدالة علی الغیبة بل علی النمیمة ایضا و باید دانست که غیبت حیثیت یعنی ذکر اخ
مومن با معاصی او در غیبت او اگر معاصی پنهان دارد ذکر او بمعاصی او غیبت میگویند
را این عبارت است از در حال خالی نیست یا آنکه آن نزد فقیر اعصیان
دارند بندارند اگر دارند در غیبت ایشان یاد بمعاصی داخل غیبت است بل
از غیبت است چرا که اینها الغیر التسمیه بمنافقان گردید و بهذا النطق اشد من الغیبة
فاعتبروا یا اولی الابصار و اگر آنکه آن عصیان ندارند کذب صریح مانند السبب
تسمیه بمنافقان خوف کفر انظر الی ما قلت و لا تنظر الی من قال آگاه باشید
که حضرت بی بی عائشه رضی الله عنها نزد حضرت صلی الله علیه و سلم در آن ایام
که آیة حجاب نازل نشده بود نشسته بود بعض برابر میرفت چون از نظر غایب شد
حضرت بیبی گفتند یا رسول الله چه دراز قد بود حضرت فرمود یا عائشه غیبت
مسلمان کردی گویا گوشت مردار خوردی حضرت بیبی عرض کرد که یا رسول الله
صلی الله علیه و سلم من این است گفته ام که دراز را دراز گفتم حضرت فرمود که یا عائشه
غیبت همین است که عیب شنیده غایب او را بیان کردن بطریق حقارت
و اگر در وی عیب نیست ذکر او بعیب کذب است دیگر آنکه حضرت ابوهریره را
وقتی در غیبت او بعضی صحابه بشوم قدم گفته بودند چون بعد آن نزد حضرت صلی الله علیه و سلم

Marfat.com

آمدند حضرت فرمود که از دهن شما بوی گوشت مردار می آید از غیبت شده
گفتند که یا حضرت ما مردار نخورده ایم فرمود که غیبت مومن کردید تا آیه نازل
آعوذ بالله من الشیطان الرجیم یا ایها الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن
ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم
اخیه میتا فکرهتموه زمن الکذب اما از نهی غیبت این کراخ عتیه
داخل منهیات فرموده داخل امر و نواهی فافهم وارجع من الظن الذی ظنت
فی حقی وحق الجماعة التی یحسب عمدی فانه لا یخلو عن الغیبة والکذب وکون
الشاکرین الان اطلاع ان خطاک بعد ذلک علی القرء واجب ولا یمکن
من الحاضرین والکاشی که بعد ... از وسعت آن ابدا الکافی مکتوب نود و دوم بمیر محمد
باشمه سبحانه بعد الاستعانة منه سبحانه لا اختیار فی جواب ما یستفهم مسئ اول
ایاک نعبد وایاک نستعین یا رب ثم اقول اعلم ان العبادة علی نوعین
الاول عبادة من جهة الروح والثانی من جهة الجسد فالعبادة التی من جهة
الروح وجب عالیا فی مرتبة الولایة ولایه کانت و عبادة الجسد والروح
جمعا وجب علی الانبیاء علی نبینا وعلیهم الصلوة والتسلیمات فقول المثنوی
در اندر عبادت ای ابا آورده است کعبه جهان شان یا جان است

جفت

جفت. بيان اهل الولاية لانهم اكثر الاوقات في غاية السكر متوقفون
منها الاثري السابقة نبينا محمد صلى الله عليه وسلم اقام ستة اشهر في الغار المسمى
بغار الحرى قبل ظهور النبوة وما وجب عليه عبادة الجسد لعدم ظهور الاحكام
عليه ويستغرق في لجة الوحدة باطنا فاذا علمت هذا واستحكم في القلب
ثم اعلم وان كان الاستتار للانبياء تحققا في القلب الحقيقي لكن توقفه ليس بان
موجب العتاب وهذا التوقف من جملة المزاة لم يكن الكبيرة لانهم معصومون
منها وسر التوقف اربعين يوما بوجهين الاول نبينا على جبينه سبقته ذكرنا الفقير
من الاداب بعده والثاني انه لم يكن في التقدير لازم ظهور الدعوة اياما معدودة
كما علمت في عدم ظهور النبي بعد النبي ستين في ايام الجاهلية لتقرره في القدر
وهذا مقتضى ظهور سر الجلال حاصا على المدعوين بقدر هذا وليس العجب في حزنه
وعليه السلام لان الحزن والالم لعدم اطلاعه عليه السلام على سبب تعطيل في الوحي
والحزن على التعطيل يحتمل الوجهين الاول مضى الاوقات خاليا عن دعوة الخلق
وهو مقتضي الحزن لانه ثبت ان الحزن على ما فات في الماضي والثاني
لاستغنا بحضرة الذات ان لا ينعكس معاملة النبوة كما قال الله تعالى
ان الله لغني عن العالمين وان كان الانبياء قطعا مخصوصين على النبوة وايضا

قد ورد عن عيسى عليه السلام

Marfat.com

قال سبحانه فی السورة الاسرا ويسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربي وما اوتيتم من العلم الا قليلا ولئن شئنا لنذهبن بالذي اوحينا اليك ثم لا تجد لك به علينا وكيلا الا رحمة من ربك ان فضله كان عليك كبيرا واذا جرت فی السوال الذين كنتم فی تحقيق سر الاستثنا بحسب ما ظهر علی استعدادي الضعيف فكتبت فی بيان ما لا تبينهم حال الخلائق وقصرتهم فيه ونستعين بالله سبحانه من الخطا فی بيانه اعلم يا اهل الفهم ان الخلائق كلها جملة واحدة مظاهر لصفتين ذي الحسنين اعني صفت الجمال صفت الجلال وخصوصيت ظهور كل صفت خاصة بها فظهور صفت الجلال بحكم سبقت رحمتي غضبي ابتدای وسبب الوجود وثبوت كل مظهر يظهر فی المظاهر الخاصة اطلاقا وتقييد اطلاقا بداية كما كان قبل وجود المظاهر وتقييدا من حيث المقتضيات المحققيات فی حسنة فظهور صفت الجمال اطلاق وتقييد اخير محض فيضيد الناظر ای ناظر كان اهل ولاية العامة والخاصة او الاخص والخاص لان فی مظاهر الجمال فی عين احاطة المظهر للمظهر اطلاقا يحصل بعد ظهور التقييد الغانا وذاكرا ما يحجب قدره دهشته وارده لا يخلو عنه العوام ايضا كما لا يخفی وظهور صفت الجلال خير محض بحيث الظهور الاطلاقی فی المظهر كما قبل ما ضع الله فهو خير من حيث الظهور الا

طلاقي المنسوب الى نعالى الحسنى غير محض في خلقه كماله من حيث الظهور التقييدى كما

الذي هو نفس المقيد المخلوق له سبحانه فشر نقص لانهم معذبون ومحرومون

من اكرام وانعام بل يزيد عليهم في كل ان سبب الشر كما قال سبحانه بدلناهم

جلودا غيرها ليذوقوا العذاب فكما مقتضى حسن الجلال في حقه الخلود من النعماء

وترتب العذاب عليه انا فانا كذالك تسمية وجود اثار الشر لاقتضاء كمالات

حسنه فاذا افترقت في الظهورين المذكورين المتصلين وتعاكست نيّة وحدت

ان لاناني التقرب واجب ان ينظروا الى الظهور الاطلاقي في كل وقت

ولا ينظروا الى جنبة التقيدي التي تسمى بالشر لانه تترك شيئهم مع صدق

تحقق المقيد في مرتبة الاثار اذا وقع ضرورة الشرعي وامروا به ووالوقوع الحدود

وغير ذالك في حق الشرير في هذا الوقت ايضا وجب على العرفاء العارفين

حقه في عين الحدود والخوف على نفسه خوف الابتلاء به فاذا علمت هذا

وجب عليّ السكوت قلبا ولسانا من ان يخطر معاصيه في قلبي او يتكلم

عيباته قبل الضرورة المذكورة في القدر فاذا علمتم بالدقة فوجب عليكم السكوت

قبل الضرورة وبالعيب في سكم من ذكر الجاسين عند الفقراء الاكرهم

غافلون حد بها بالاضرورة فانه زلّة في اصطلاح الاولياء من تربة القرب والاصل

اذ لا وجب التوبة علی ما مضی والترک فی الآن والعزم علی … الا
علی ما سوا لا نا نحن لا نحصل المحاورة فی کلام العربی ونقصد ان نکتب بالعبارة
ستیة فاذا اخذت القلم تترشح کلمات العربی متوالیة من لوح المحفوظ کما ترشح
قطرات المطر علی الارض الیابس وتزداد حسنا او نعمة جزاکم اللہ خیرا انہما
سئلتم من هذا الای والحمد للہ کنت سببا بظهور هذه العلوم لینتفع بها المسترشدون
ومرتبة الجزاء علی السائل المحجوب مکتوب نوع سوم در بیان عام وخاص تحریر قیت
سبحان الذی یفیض علی العالمین بنفسه یعنی فیض العام وفیض الخاص
فاما الی فیض العام الذی هو بظهور الجمال والجلال مشترک فیظهر حضرته بهما فی
وقت بعد وقت والکفار مظاهر انوار جماله المثبتة فیهم ووجودهم ولکن لا کانوا
قابلین ان یرفع عنهم حجاب البشریة ویعطی لهم الوجود الموهوب حتی یعرجوا الی
مقام القرب بقطع حجب الظلمانی والنورانی التی وقعت بینهم وبین اللہ تعالی
بحکمته البالغة فاصبحت الازل بلا حیلولة لسطوات الجلال وسبحات
وجه الذات تشفق علیهم کما قال النبی صلی اللہ علیه وسلم ان اللہ سبعین الف حجاب
من نور وظلمة الی آخر الحدیث وهذا لان اهالی فیض العام متلذذون لوجود القرب
صفات الجلال بانعم عن القرب لانهم لا یحسبون حتی یتلبسوا بوجود الموهوب

Marfat.com

ويتخلقوا باخلاق الله تعالى بظهور الفيض الخاص الذي هو ظهور الجمال الخاص
فاذا علمت هذا فانظر الى الانبياء والاولياء واهالي الجنة لانهم متولدون
مرة ثانية كما قيل لن يلج ملكوت السموات حتى يولد مرتين ويكونوا خالياً
من كل الوجوه عن وجود البشرية وكمالاته حتى لا يبقى فيهم منها عين ولا اثر
ويتخلقون باخلاق الله سبحانه فانهم الان ليسوا محل ارجاع الضمير الذي في كلمة
اليه وقعت في الحديث الى كلمة ما الذي هو مشعر الاثنينية لانهم يتخلقوا الآن باخلاق
الله وليس في النبي واخلاق النبي الاثنينية كي يتحرق بسطوات التجلي فاذا تحقق هذا
تحقق ان العالم كله موجود بفيض انوار الجمال ومحفوظ عن الاحراق لان الاحراق
من خصوصية انوار الجلال وظهورها بعد رفع الحجب ولا يرتفع الحجب الذين هم في
مرتبة العام بظاهر لانوار الجمال والجلال مشتركاً لتفويض تربيتهم في هذه المرتبة
بصفة الجمال فلا ينقطع تربية الجمال عنهم حتى لا يكونون قابلين لتحمل انوار
الجلال ولا يكونون متولدين بالوجود الموهوب ولا يتخلقون باخلاقه سبحانه لئلا
يدخلن الاجنبي في حضرة القرب والتلاشي بسطوات جلاله شفقة عليه وتأدب
بالجناب الالهي جل شأنه كما قال سبحانه ان الله لغني عن العالمين اي عن الذين
لا يخرجون من وجود البشرية ولا يتصفون بصفاته واذا اتصفوا قال سبحانه

فی حقهم کنت سمعه و بصره دیده در حدیث فبی یسمع و بی یبصر و بی ینطق و بی
یمشی مجید لهذا الرجل الکامل مرتبتان مرتبة المظهریة من جهة الوجود البشریة
و مرتبة المظهریة من جهة تخلقه باخلاقه فمن حیث مرتبة البشریة قال علیه السلام انما
انا بشر مثلکم انسی کما تنسون فاذا نسیت فذکرونی و من حیث مرتبة القائمة
بصفاته تعالی قال علیه السلام انا احمد بلا میم و لی مع الله وقت لا یسعنی فیه ملک مقرب
و لا نبی مرسل فسبحان من لا شریک له و لا یصل احد من الانبیاء و الاولیاء بحجاب
قدسه الا بوجود الموهوب و اتصاف بصفاته تعالی فلیس للغیر دخل حتی تحرق
سبحات وجهه العزیز فافهم سعه بس کنیم خود بزرگان را این بس الحمد لله العبد السلام
مطالعه فرمایند فقیر در باب رابعه یا را که در تحقیق حقیقة الاحادیث جزء تمام اما سوال
را از جواب چاره نبود لهذا ابیات چند معانی گشوده اگر شبهه باند مکرر مقرر رقوم فرمایند
تا شیر فیایت سوم مکتوب نود چهارم در تحقیق قول حضرت خواجه بزرگ قدس سره روح العبد سبحانه
بیگانگی دانست اما بیگانگی نشناخت زیرا که شناخت از شهود خیزد وجود شناخت فی
شهود است مراد حضرت خواجه قدس سره از وجود نسبت اصلی است اما نسبت عارضی
لازم نسبت است از حضرت انبیاء علیهم الصلوة و السلام هم بر تجرد الغرض علم یعنی
دانستن نسبت بر طریق اجمال در روح در ابتداء خلقت قبل از تعلق جسد حق را

سبحانه میدانست

سبحانه بیان است که فنائی ما است با حقیقت ذات و صفات خود را بطریق
مظهریت اسما و صفات واجبی جل سلطانها بر طریق تفصیل نموده است
و قبل از اطلاع بر حقیقت مظهریت و مظهریت بشریت اجمالی که وجود دانا است
متحقق است این را دانستن شیٔی میگویند بر طریق اجمال و چون اطلاع بر حقیقت
مظهریت خود و مظهریت اسما و صفات واجبی بخشیدند و در هر مرتبه خود جز اسم
و جز صفت مشاهده اسما و صفات واجبی نموده دانا را که از راه بشریت
منسوب باو بود و مظهر آثار مطلق جل شانه یافت وجود بشریت منتفی گشت این را
شناختن میگویند پس روح را نسبت شهود بعد تعلق جسدی عطا میفرمایند
اگر نمایند قبل از تعلق دانستن است و شناختن مرتبت زیرا که این موقوف
بر شهود است مکتوب نود و پنجم بخواجه فیض الله تحریر یافت سعادت شعار اشکر بجا آورند
که در بایست جمعیت دست داده و ترک دنیا منظور نظر گردیده فضل حق دهند صحبت
اهل دنیا و دنیا مبتدی و متوسط را زهر قاتل است و صاحب کمال منتهی در عین
صحبت از اهل دنیا و در عین جمع مال از اهل دنیا و مال جدا است منتهی نایب
حق است برای تربیت فلان علی فلان در تربیت بی صحبت میسر آید حق تعالی
خبر داده که بندگان بعضی چنان هستند که خرید و فروخت با مردم از ذکر الله ایشان را

باز دارد نظر در دفع تعلق دل خود از دنیا باید بست در صورت با اهل دنیا
اگر باشند و دل قطع از محبت ایشان کوشند گویا جدا هستند بدیگری نظر نباید
کرد مگر بحسن ظن و در خود هر چند کوشند سعادت است واقعه دوم و سوم که خود را
بصورت بابا یافتند برهان کمال عقیده است و در شیخ گم شدن را بفنا فی الشیخ
تعبیر میکنند ثمره ذکر است که مرید در پیر فانی شود و خود را گم باید دیدن انتهی
برهان نور ایمان قلب است چون کار بوزن ترقی لهذا قدری کم می یابند
مبارک است و هر چه بیشتر توجه آید همه علامت ترقی است سعی باید تا خود را
گم کنند بجز نیستی حق در رضای حق مرشد منظور نماند والسلام مکتوب نود و ششم
در جواب عریضه که در ضمن ذکر نسبت سوم آنکه دل چون بذکر پر میشود در جوش می آید و سعی
پیدا میکنند بعد از آن گویا پختگی پیدا میکند جوش فرو می نشیند دیگی که تا زمانیکه
خام است در جوش است چون پخته شد جوش فرو می نشیند الغرض خود را بحضور
بحضور بسپارند بنهجی که رو بطرف این مقامات نشد هر چند مقام عالی باشند نزد
مرتبه حضور مقامات مفیده را مثل قطره بحضور دریا والسلام تعبیر واقعه اول
آنکه لطائف سته این شخص چنانچه قلب و روح تجلیات در واقعه می نگرند
گاهی بصورت ستاره و گاهی بصورت ماه و گاهی بصورت آفتاب و اینهمه علامت تصفیه قلب

Marfat.com

است خوش نموده است و واقعه دوم بشاره از ثمره آن تصفیه و بمردم دادن
کلمات بشارت از تصفیه از آنچه از حق ثمره حاصل شده و تعبیر واقعه سیوم آنکه هر دو لطایف نفس
روح و قلب بصورت دو شمع می باشد و دیدن صورت با بشارت از حضور با
از برای محافظت حال شما است تا شیطان و خلل نکنند همه بشارات را استعدادات
دانسته بکار مراقبه بکمر محکم ببندند تا انوار سفلیه به انوار لطیفه چون نما ظاهر شوند
حتی که کیفیت بر خبر مکتوب نود و هفتم در تعبیر واقعات بخواجه فیض الله تحریر یافته است
است که خدا بجا آرند و آنکه بردار میکنند مراد ازین مجاهده در ریاضت طریق
و شما که نمی ترسید بلندی استعداد است که مجاهده را به محبت اختیار میکنید
و آنکه در انوار ما گم میشوید و با خدا جل شأنه سخن میگوئید تجلیات کلام حق است
که بصورت نور ظاهر میشود و آنکه مراد خود را گم میکنند فنا اتم سالک از آنست
که همه را گم میکنند این عقده سر گو رستنی است و آمدن نانها نوا سبب حق است
که بر شما می آید و بمردم قسمت کردن آن بشارت آنست که ایما بشغل ترنک فخلدت الخزائن
بدیگری از ان ارشاد باید کرد و اینهمه بشارات اند که بر سالکان می آیند حمد
بجا آورده متوجه حضور دلی باشند مکتوب نود و هشتم در جواب مسائل سطور
مستفسار سلام خواستند یک از انها است نورانی که نفث کنند و همه معامله مرقومه

Marfat.com

باد تعلق دارد از و اطلاع نیافتند دآنندی که ظلمانی د هم نورانی است از د
بیان طلبید استید و از تنگ است د نیست او نرسید و بیان طرف ثانی ظاهر است
باید که از طرف اول نورانی محض مطلع شوید اگر سید یست د به تفصیل نوشتید تا از طرف
ثانی از ین طرف د بیان آورده مرسول داشته شود مکتوب نور نهم سائل در راستند علی
جواب شبهات شفقاچون جواب موافق سوال نوشتید و از ان
آوند که هر گز نشکنید بیان نکردید همون بیان سابق کردید معذور داشته باشد
ضرور جواب معروض سیم عزیز من اولا از شهود اول و ثانی و ثالث و غیر ذالک مطلع شوید
باید دانست که شهود مقابل غیب است مرتبه غیب مرتبه ذات و صفات قدیمی ازلی بی
کیف حقیقی الله سبحانه است و شهود اول آن مرتبه نور اول که نور محمدی است صلی الله علیه وسلم
داین مرتبه اگرچه حادث است اما مخفی البدایت است و مخفی الکیف لهذا این مرتبه
شهود اول را غیب نسبی و قدیم نسبی و ازلی نسبی و مجهول الکیف گویند و شهود
ثانی از ان شهود اول روح اعظم حضرت ست علیه السلام شهود ثالث جسد
مبارک حضرت علیه السلام که فوق عرش است که عنصر اصل جمیع اصول مفصل
و عنصر مجمل است و از ان جسد مبارک که نور محض است تمام مراتب کرهای مجمل
و عناصر مفصل شهود پذیرفته بس سالک که در نقشامی آرد احاطه عناصر که مظهر در

مراتب اجسام مخلوقات احاطه دارد به لطافت محض سالک طالب حق را
تجرد مجرد میسازد و سالک تمام مراتب داخلی و خارجی خود را از دمی یابد و از
جمیع جهات [illegible] یاد میتواند کرد چون این تعلق نظر فی شهودی برای تمکن
نسبت استعداد سالک ازین شهود ترقی می یابد آنچه از دمی یافت از دانش
سابق در هم شکست می یابد و ظرف شهود فوق را جامع و مرجع حقیقی آنچه آنجا
می یافت ازین می یابد تا الی مراتب الترقیات جابجا یافته از اول
الی غایت شد و نهایتی انجذاب پیدا کرده ترقی می یابد الی آخر جمیع مراتب
الشهود و هو الشهود الاول زیرا مرتبه الشهود الاول اذ لیس فوقه شهود یبقی
علی اصحاب الشهود و یا دری هست که ازین شهود ترقی یابد و نسبت حقیقی
انمحق و چون کاملی شد تر آن اکتفا نمود و قدر می ماند یابد آنست
آنست [illegible] تجرد داخل اهل ولایه اولیا هست که آن ولایت را
بعضی مراتب حاصه و بعضی اولیا صغری همه فرموده اند این شهود لوی از احمالیت
دارد [illegible] ابدیت [illegible] تا که ازین برابر الی مستقر آنچه
نوشته آید سلوک الکاملان و حدیث [illegible] نوشته آید و مطلع [illegible]
که از طرف [illegible] و [illegible] آید داردن و فیض

Marfat.com

غیر اطراف است و در دیو ستانکان وسمنه قان باعتبار استحقاق همه کس را
می‌پوشانند و انظار می‌شکنند از اغوا فرموده و در جواب سائل بردم
نمایند مکتوب صدم در جواب سائل نوشته‌اند هیچ مرتبه چه جذب و چه سلوک آنچه نوشته بودم
از و خارج نیست چنانچه در تحقیق خود نوشته‌اند همه کس را می‌پوشانند و انظار
می‌شکنند کشیدن جذب نیست عجب آنکه تحقیق مرا لبیس انداخته سخن بر لباس
اشکال نزد خود فهمیده می‌نویسید و این خلاف حدیث است کجا قیل کان
رسول الله صلی الله علیه وسلم یستر الاشعرا و نیز معلوم شد که سخن اینکه را
که در لباس متعلق می‌گویند این امتحان است و بزرگان گفته‌اند الممتحن محروم فهمه
همه کس بزند پیش کسی که نزد بزرگی رفته بودند و کسی نیست امتحان داشت
بی نصیب آمدند و یک عزیز نیست تا در زمرهٔ مقبول شده هرگاه کلمهٔ جامعهٔ جمیع
مراتب سلوک و جذب و انابت و اجتباء و اصطفا نوشتم و نه در یافتند حکیم
اولا نفهمیدند که سلوک چیست و جذبه چه و در کدام مقام می‌شود انابت چه
و اجابت چه اهالی آن کدام‌اند و اصطفا چه و جادهٔ کدام مقام اگر می‌نویسید بهتر والا
بنویسید که همی وا تمام از مان تفصیل این بیچاره نیز نوشته لازم، مگر آنچه می‌نویسید
یک طرف چنین است در راه سلوک و مراتب قرب ابتعش شماند مسئلات مراتب اند

Marfat.com

که از جهت قلت فهم سالک مرتبه لطیف را بصورت ثقیل چنانچه ظرف و غیره می‌نمایند

مکتوب صد و یکم بمیان محمد کاظم در جواب استفسار صدای هیبتیه سبحانه ما کان لبشر ان یکلمه الله

الا وحیا او من وراء حجاب الی آخره ازین آیه کریمه متحقق میشود که هر چه بلباس

صوت ظاهر است صوت نورانی باشد یا جرمانی و جسمانی همه لباس حادث اند بلکه

دارد مرتبه صوت و حرف که نفس معنی عام است و اول لباس کلام مطلق نیز داخل مرتبه

تقیید و حدوث اما متکلم قدیم است یا حادث اگر قدیم است ذاتا و صفاتا بجمیع تعینات

ذاتیه و صفاتیه بلا تعدد و تکثر و بلا زمان و بلا مکان بلباسها خود را ظاهر کرده

و این ظهور نیز دو مرتبه دارد ظهور اطلاقی است یا تقییدی اگر اطلاقی است

ظهور حقیقت ذات جامع حقیقی است اطلاقاً بمظهریه ظهور کمالات مخفیه صفات

خود کما قال کنت کنزا مخفیا الی آخره الحدیث و اگر ظهور تقییدی است ظهور

کمالات مخفیه است لمظهریة المظهور الاول الاطلاقی هذا بیان المتکلم الذی

علی مرتبتین و اگر متکلم حادث است لا حاجة الی قسمته لانه حادث من کل الوجوه المنقسم

و داخل فی ظهور کمالات المخفیه و یسمی المرتبة الاول المتکلم بقسمین بظهور

نفس الکلام الواجبی و لا غلط فی هذا المسامع لانه من تعلیم العلم اللدنی

الاصلی بوراء الاطلاق و الحجاب و هذا مرتبة الوحی علی جبرئیل و مرتبة الالف د

على اثر انبياء عليهم السلام وفي تبعهم نصيب تام وازين من الاولياء وهم
الذين يترقون من الولايات الثلاثة الظلمانية ويصلون الى مرتبة ولاية
الانبياء المسمى بمرتبة الصفاتية الحادثة بكلام النفسي الذي المدرج في شهود الاول
الذي يسمى بنور المحمدي عليه الصلوة والسلام عزيزمن درين بيان من بعد ازين تمام
انسب ديوانه هم هستم كه سابق نوشته ام مصرعه لسوكم خود زبر كار ايشان ست
مكتوب صد دوم بعزيز صد و شصت تمام سمه سبحانه الحمد لله الذي زين السماء بزينة الذاتية
والصفاتية بالتجليات والذين يترقون بترتيب الصفات اكثر معالتهم
بالتجليات الصفاتية ولو يترقون نادرا بالتجلي الذاتي لبسبب هذا التجلي التجلي
البرقي في حقهم ولو يسعلوا بالفرق بين التجلي الذاتي والصفاتي اقول
اولا ان التجلي بلباس صفة من الصفات يظهر بصورة المعنى
الذي هو لهذا الصفة سوى الفرض صفة المعنى المخرج في وقت
ان بالمعنى الشاملي بلا الى سائر الصفات ويسمى بالسير في الصفات
فاذا تم هذا السير بحسب استعداده فهو على نوعين الاول ان يقيم السالك
في هذا المقام ويتكرر عليه المعاني الماضية يعود الى الموت والثاني
واحصل له بحسب استعداده غلبة عليه النزول الى ذات المتجلي ويتيسر باطنه
من اكثره

من الكثرة الى الوحدة هذا على نوعين بعض منهم من يتمكن في هذا المقام
الدنيا بين من الى ما شاء الله وبعضهم يترقى في الآن بلا توقف
من مرتبة التفصيل وهي مراتب تجليات الصفات الى مرتبة الاجمال وهي
مرتبة تجلي الذات وفي هذا المقام الاجمالي يتجلى الحقيقة الجامعة الواحدة
بلا كثرة المعاني كما هو شأن تجليات الصفات فاذا فهمت هذا فاعلم
ان واصل الاول المقيد هو في مرتبة كمالات ولاية خاصة التي تسمى بولاية
الاولياء عند البعض وبولاية الصغرى عند البعض الاخر والثاني اهل النفس
ولاية المذكورة باسماء الثلثة فهذا اهل هذه الولاية على شرط الصراط المستقيم
وكل من هو في هذا المقام فهو اهل تجليات الصفاتية وسبب تقيده في هذا المقام
عدم خلوصه عن الاغراض ولو مخفية وهو اهل الفناء المقيد ولا دخل له في فناء
الفنا فكل ما ذكرت في المرتبتين هم اهالي مراتب الظلال بفرق كثرة
الظلال وقلتها لان كلهم مغلوب بالتجليات ومبتلا فيها الا تعلم
ان التجلي ظهور الشي صفة او ذاتا في الحجاب قلته او كثرة لا اهالي التجليات
فاذا فهمت هذا فافهم مكتوب صد و سوم بعزيزي با سمه سبحانه الحمد لمن هو الحامد والمحمود
في المرتبتين مرتبة الاطلاق القديمي الازلي والحد وفي التقيدي الشهودي

في الاول بلا توسط الغير وفي الثاني بواسطة المظاهر الحدوثي سبحان من احتجب
عن الخلق بنوره وخفي عليهم لشدة ظهوره فهو الظاهر الذي لا اظهر منه وهو الباطن
الذي لا ابطن منه فهو الواحد الذي ظهر في بطونه وبطن في ظهوره الحمد لله
که لطیفه متعاقبه را مملو بمعانی نیت وسینه را منشرح گردانید جزاک الله خیرا
مکتوب صد و چهارم در بیان تعبیر واقعات عزیزی فرموده نظر خاک بسوی خاک تا بر رسید دلها که بحر خاک
نیست مظهر دلها است بدل خاک سبب زیادتی بعد استتار کلها است
خوب است مراد از طفل نفس است چون بوقت پیدا میکند دادگر کشتی
باز می آید امیدواری کثرت علوم و معانی میکرد و مراد از شیر کثرت علوم است
هر که در خواب بیند که شیری نوشتیم در حدیث نوشته که بشارت است اگرچه
علم است بخیر سبحانه او بشارت را که مقدمه فنا است بر منصه ظهور آورده حدیث است
آیت اللهم اجعل في قلبي نورا وتحتي نورا وامامي نورا وخلفي نورا واجعل لي نورا
همه بشارت نور علی نور است در حق سالکان طریقت مراد از دریا اینجا دریا
وحدت و معانی است ظاهر است که دریا معانی اسرار حق لانهایت است
لهذا رسول علیه السلام در قرآن شریف فرموده قل رب زدنی علما و کشتی
وسیله حضرت پیر خود است که سلسله این وسیله او سیله سنی خود میرساند

داتجت

و آنجا [illegible] دائمی آب دریا [illegible] ای است و آنکه کنار ظلمت [illegible]

الممت عبارت الانوار لطیفه اخفی است که در آنجا سالک با آن نور سر سید

و شمار او را استعداد ظهور آن متمثلا در عالم مثال بشارت از استعداد قوی است

امر او حاجات و حجاب اینها که نوشته شد در کاغذ علا[illegible] ذکر کرده داشته

باشند عاینه است برات را از مراتب علاحضرت حسن داده اند به کم یا یا برات

که بعضی امور جانانه یا کرده [illegible] ران را احوال [illegible] را از لطافت قلبی آیت

درون نفس قوت ایمانی است [illegible] دریای نور وحدت عینیت که قرب تر می آید

ما ما ما اگر در نور [illegible] انوار که از نفع نمی نماید جذب غیبی آیت

که در او اختیار منیت و خوف که گشایش می آید مقتضای جسد عنصری آیت

که حکم روح مکر [illegible] در بجروه است خود را نمی تواند سبز در عالم که اراها انور

می [illegible] دریای [illegible] لی تماست و [illegible] نیز را از مراتب ظلال است

لطافت [illegible] بلباس هلال پیدا [illegible] هو معالم [illegible] بیشتر است

بیت نو مناسب اصلا کمال [illegible] کم شد [illegible] وصال است

[illegible] اصله

میسد
و کره حوادث واقعه این همه انوار لطایف روحی اند که بلباس این تجلیات سیما

و علامت تصفیه رذائل [illegible] از زنگار عناصر [illegible] و [illegible]

تربیت از مراتب قرب و علم علامات ایشان بر هر آنست که پیش رود در رهبر

مرید است تا بغلطی سوی دیگر نرود و مرد غرق شونده دو نوع معنی دارد یکی که

اگر شخصی تابع شریعت و تابع سنت را اینچنین [illegible] بر فنا کلی اوست و اینکه

گاه گاه شود از سیده معامله وسط اوست دوم آنکه اگر شخص مبتدع و خلاف

شرع را اینچنین غرق شونده دیده شود علامت بر گمراهی و محرومی کل اوست

متابعت خلاصه اینکه اگر قبل و بعد این واقعات تضرع و جمعیت و نفی خواطر

غیر خویش است این طورات رحمانی هستند و هر گاه اصل ما بعد این بی باکی و تفرقه

اکثرت خواطر است ازین انوار خود را باید که [illegible] باده باید خواند که خبر از ظهور

غیر رحمانی میرسند و ابلیس لعین [illegible] من حق تعالی در حق این طایفه تابنده فرموده

را ازین بحث تحقیق معلوم شد که هر چه نور ظلمت در رسید آید آنرا ابتدا از دین متابعت

شرع باید سنجید ذلک من الغافلین ایمه واقعات نورانی و غیر آن

خواب آید اما قبل از ظهور واقعه [illegible] صور [illegible] بسط واقعه

[illegible] بود [illegible] ماسد [illegible] مکتوب مدانچه جواب و اوقات خواب واقعه [illegible]

اول که این آب رحمت الهی است که بر دل رسد آدمی ذاکر حق پیر نیز علامت

آب رحمت این که از طرف راست می آید این آب بر زمین نمی افتد
تمام در بدن میرود جواب واقعه دوم انکه این خلعت نور مرتبت که تو بسیار
می بینی چون عطا میشود در بر می بندند و آن نور سفید نور لطیفه روحی است
که بظهور آن در حضور شهود محو میشوند و دانه دانه ریختن بر بدن مثل جواهر باشد از آن
در تمام بدن اسرار دارند جواب واقعه سیوم انکه کبوتر نفس است که بصورت
کبوتر بتجلی شده ... باید تا و لطیفه کند چون ... آنجا تا بالمحال نسبت
حقیقت بصورت ... شده تعلیم ... جهاد با نفس ... باید تا
نفس را فربه شود جواب واقعه چهارم انکه بالا شدن بر کوه ... عروج
و ترقی ... دافع آن ... از عروج ... و دیگر ... خبرها
ظهور ... و دیگر سنگ ... که ... ظهور ... دفع بعض ظهور ... دیگر است
و بر آن ... سنگ بر ... دفع موانع عروج است والله یعلم وانتم لا تعلمون
جواب واقعه پنجم ... بار بود از جهت رعایت نماز تا نماند که احضار
والا کار باختیار مختار حقیقی ... اگر از رکوع و سجود در بیخودی خبر ...
آن نماز ... باید نمود جواب واقعه ... انکه در ... فرمودند
که عاشق را کمی ... ظاهر دارد و قبول آن ... تصدیق بر مرتبه عشق ...

جلیه او خفیه جواب واقعه سیوم بسیار خوب مخبر از متابعت شرع و جانفشانی
شما در راه امر معروف و قبول سعی مشکور و حفظ از ظلم النفس و شیطان و رجوع
بجناب حضرت رسالت پناه و یاد داشت عقیده پیر دستگیر در درون سنگ
نمونه از تصرف اولیاء است جواب واقعه دیگر حقیقت تضرع و نیاز بصورت آب
متبدل بجواهر شده از چشم می ریزد و چون آب بر زمین می افتد ضایع میشود
و همین میگردد لهذا این آب چشم عشاق در جسم غرق شده بهر عضوی برکات
نورانی می فرماید و کسل و غفلت باقیه را بدر می اندازد ذلک فضل الله یؤتیه
من یشاء جواب واقعه دیگر ذکر علی نور از لطیفه قلبی ظهور می فرماید و کشتی
مدد غیبی است که طی مسافت دریا ازو توان کرد از هر طرف را بحضور نبوی
جل شانه از هر چه غیر حق باشد تا بستن راه آن بندها زاغ البصر و ما طغی
مشاهده محالات دانستند جواب از کثرت انوار واردات غیبی این واقعه خبر میدهد
امیدوار ترقی باشند تو مبتلاش اصلا کمال نیست و لیکن گم شدن گم کن
وصال است دل همچنین می باید خلاف شرع خطرات اند رفت است حق
همین است که آنچه بقلب و کیفیت بخدای را در ورای آن باید داشت مخفی
آن باید کوشید آنچه سابق نوشته ام در الحال هم بر طریقه اخلاص و یقین و عشق است

وعشق است جواب چون معامله ساتی بر طبق متابعت این هم بسیار

عروج و ترقی است الحال امید باید فهمید که هر واقعه که تاویل آن نتوانند فهمید

بنسبه کل باشد خواهند نوشت ضروری در زیاده اوقات بر مراقبه صرف نمایند

واقع که در فهم نیاید حاجت نوشتن نیست جواب واقعه بشارت است

طلب بسیار کرد امداد الهی که بر تو رسیده بود آن برحمت ظاهر گردانند

بیرون را امداد خدا دهد قلب را یاد کرد از اینجا است که بعرفه خاطر راه نیابد

نور بشارت است بسیار کرد باد جواب واقعه خوب است حال جمع داشته

بیکار خود مشغول باشد جواب واقعه ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله

ذو الفضل العظیم صحبت این نعمتهای خوبی استعداد شما است حضور بود

ا... رحمت الله دیگران بود در بشارت اول ... آن را نزد خود دارا

من کل الوجوه بحضور بسیار که عالم تمام در حضور بر نور چنان مخفی گردد چنانچه

ستاره ها در حضور آفتاب در حضور خود را محو سازند که حضور هستی خود از میان

برخیزد جواب دوم آنکه دل عاشقان در عین خواب بیدار است جواب سوم برادر

از مسجد خانه قریب بود و ... در راه ... سالک بنام (خودی) برود

در مراد لا امانت بیدار را ... خود ... است و هر بابی بدر ... از ثمره آن وصل

Marfat.com

است و چون بر امل گشتی بوده است آنوقت بیحجاب میشود غایت
محبت اینکس در آنجا حضور محض است بلی عبارت و محو شدن از برای از مصنوع برنگ
ایستادن است کلمه دو دقیقه که در راه دیده در پایان اند که سید راه
همراهان میشوند چون بکنار پایان را عبور کردند یکی از آن دو کس پیدا گشتند
از پایان بطور یکایک دانستند چرا که همراهان بیخبر نیستند آن دو کس را بوصیت خود
بیان کردند که گفتند ... و گفتند که بهر یکی دو دانه ایم داده اید
گردند تا بدلیری قطع آن راه نمایند ذلک فضل الله یوتیه من یشاء باری
جواب واقع باید دانست که شمشیر را بر قطع قطاع الطریق و کفار پیدا کرده
اند و چون قطاع الطریق در راه سلوک طریقت شیطان و هوای نفس است
که شمشیری برای قطع اینها ... لیکن ... است که به هیچ قریب نفس
و شیطان از ترقی بند نمیشود نه شمشیر است همه قریب نفس و شیطان قطاع
میباشد چنانچه عزیزی گفته در مدح مجاهدان طریق قطاع القطاع فی همم داین
بشارت بزین است که صاحب این داقو را همت در استعداد او نهاده اند
ای ... هوا و ... لاکن ... همت اضطراری است و چون در مرتبه
ترقی نمود همت اختیاری عطا او میشود ... اختیار

سالک دیده بود

Marfat.com

سالک درین مرتبه تا با تمر بمرت را جاری کند و بجا خرج نکند والسلام بیت

رونق عهد شباب است دگر بستان را ها ها میرسد مژده گل بلبل خوشنحان را ها ها

مثنوی بلبل ایمن بود از باد خزان ها ها که بیا بر فرح از رونق گلهم دارا ها ها

کما قال سبحانه لنبیه صلی الله علیه وسلم لا تفرح ان الله لا یحب الفرحین مکتوب

بیست و هشتم از طرف فیض الهٰه بیک الله بهوی و توضیح الکالها بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله بعنایات واجب الوجود و بیمن برکات حضرت از هر طرف دلجمعی

جمع آمد امیدواری از فضل و کرم حضرت چنین است که توجه ظاهری

و باطنی در ترقیات استجابت فرمایند بعده مخفی نماند که اکثر در مراقبه واقعات

دیده میشود دیگر روز در مراقبه بودم که یاسل آورده اند فقیر را گریه درخشد جواب این نوشته سید

دیگر آنکه اکثر در مراقبه قبیله خود گم کرده ام تعبیر این چه باشد دیگر روز دیگر در مراقبه چند

اداستاد رو برو فقیر آمده استاده است بسیار خوب صورت چند بچه ها دارد یک

جانوری یکی از بچه های او برد طاوس پریده بر بهوفت دبچه خود از پای جانور گرفته

آمد در آن وقت بر دل فقیر آمد طاوس باین جلدی پریده از پای جانور بچه خود را

گرفته آمد در واقعه بان طاوس تعجب کردم اکنون کمی بینم منتش هفت باشد

و چند بچه ها دارد جواب این نویسید دیگر آنکه بجناب رسالت پناهی متوجه بودم آمد داری

بگوش دل رسید که می آیند حضور زیاد شد و از طرف پیام شعله‌ها پیدا شدند

درانوقت یک قطعه غنچه‌های نورانی در نظر آمد در میان اینجانب رسالت پناه

صلی الله علیه وسلم آمد با من ملاقات نمود واقعه روز دیگر در [illegible] بودم در دست اقدس

یاران شان بلند بلند سلام میکنند [illegible] رسیده فقیر بر کرسی [illegible] که حوصله

مراتب [illegible] داده بدست آن شخص گفت که والا نشان [illegible] میگوید

مراتب شان [illegible] داده [illegible] در امان [illegible] ابدی باید که ارا

[illegible] قوم فرمایند مکتوب در تعبیر واقعات بفیض الهیه یک صد و رفت

محبت الفقراء [illegible] افیض البدیه سلام خوانند رقعه مضمون حضرت و بعضی

واقعات رسید [illegible] الهیه واقعات [illegible] تر قتبار صحبت

[illegible] کردن [illegible] اوقات تضرع و افتقار بر دل جاری کرد و فرح رو نماید

دو واقعه اول [illegible] تمام [illegible] است و مراد از لباس گرفته اعطای نفوس

[illegible] دوم [illegible] اصل [illegible] مقدار قیاس است که فرد اول

[illegible] واقعه [illegible] رجوع [illegible] که خوشنما [illegible] تجلیات

[illegible] خصوصیت خاصه

خود دیگر همراه [illegible] بیدمرید نسبت و ترقی است

Marfat.com

در تجلیات زیراکه تجلیات بعضی بر صفات جماد که نمو در آن متصور نی
منحصر بهمین رتبه و بعضی بر صفت نبات که مقتضی نمو و ترقی بر آن است
مقتضی بسیر فصل و بریدن بحیه که مشعر بر سد ترقی است کار ابلیس است اما چون
در استعداد اهل این تجلی اقتضاء ترقی است فعلی که سبب سد است از ین جانب حسب
وادر بظهور می آید لهذا قصد الملک کما لیس نیافت تعبیر و از دیه چهارم که مقدمات
ظهور حضرت سرور کائنات مشعر بر کمال صدق برآنحضرت است صلی الله علیه وسلم
لعل رحمة ربک یاتیک علی حسب التصدیق و یکون موصلا الی اللقا
شق صدر [illegible] ایضا مشعر بر ترقی از رتبه ظلمت که تجلی است و مبنی وصول
بمرتبه الا الله و شعاعها از طرف [illegible] با وجود ما قابلی این فقیر او را سلسله
[illegible] شده رسیده [illegible] دریں اسرار [illegible] دائم مشعر بر [illegible] علم ولایت محمدی است
صلی الله علیه وسلم [illegible] اسلام [illegible] مناسبت علم
نورانی [illegible] حضرت است این جوهر نفس آن [illegible] خبث الغرض
[illegible] حج در احوالی [illegible] تخلو متخیله [illegible] حضرات حق سبحانه
[illegible] باشند [illegible] آورد حمد بجا آورده [illegible] ایشان مشغول نباید
مناسبت و فرحت و لذت را که از عدم [illegible] از بعض [illegible] تمام [illegible]

اندوخت و تضرع را باید بیش دانست ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء مکتوب

بنام فیض اله بیگ در تعلیم مراقبه مبتدی و منتهی بود و درکردن دوری از خود که همین حجابست

رقیمه سعادت متضمن چند واقعات عجیبه و طلب تاویل از نوع رنج خواجه فیض شد

تبرک دل ورود بخشید قابلیت استعداد شما در بن واقعات که متضمن کمالات اند

معلوم گردید حق سبحانه از واقعه معاینه آرد برهمان کاغذ حسب هم رنگیک هر واقعه

تاویلی تحقیقی نوشته ارسال داشته شد بمطالعه خواهد آمد بر محض واقعات اکتفا

نباید کرد چه بسیار خس باید آورد تا روی محبوب مثلا بی واسطه مراتب عالم

دو مرتبه عیان وصول بخشد عزیزان دیگر را خصوص برادر خورد را که داخل طریقت است

سلام رسانند و از یاران صحبت نیز سلام خوانند مراقبه اینست که بند چشم

بند و گشاده با مراقبه باشند مراقبه دو مرتبه دارد مراقبه سالک و مراقبه منتهی

مراقبه سالک برای جمع دو راحت و دفع اغیارست و مراقبه منتهی که از ساحت سینه

و دل او ظلمت و دخل اغیار زدوده شده همه اهمیت اغیار برای حضور مطلوب

حقیقی است تا جمیع حواس ظاهری و باطنی بر حضور متفق شوند مصرعه

نماند مرا درد الا جلال الاحبا چه بزرگی فرموده بیت چندان بروای که دوئی برخیزد

ور هست دوئی بره روی برخیزد تو او نشوی ولی اگر جهد کنی جائی برسی کز تو توئی برخیزد

تم الکلام

Marfat.com

خیر الکلام ما قل ودل مکتوب در بیان خطرات نفسانی و شیطانی وغیره موجب تحقیق حضرت
از تحریر پیر دستگیر قدس سره معلوم شد که خطره کار ابلیس است یا کار نفس تا زمانی
که قلب غالب نیست نور قلب بعد ورود خطره بر دلی تمیز نمیکند که این خطره از خارج
آمده یا از نفس ناشی شده از اکراه می پندارد و بیرون می اندازد تا زمانیکه
غالب نشده نفس و ابلیس در کار خود مجاهده درمیان است اگرچه نسبت کثرت
خطرات جمعیت کم است اما چون نور دلی تمیز یافت که از ابلیس یا نفس است
و مکروه پنداشت همه وبال آن بسوی آن هردو است و باین شخص منسوب نیست
و نیز معلوم شد که بسبب عدم تعدیل اربعه عناصر آن هر دو عدو دخل میکنند و چون
تعدیل هر چهار عناصر موقوف بر کمال است اما نور قلب بعد ورود مطلع بر حقیقت
آن میشود مکروه باید دانست و نور قلب چون در ابتدا تعلق ندارد کاره و بیزار
باید بود از تحریر حضرت معلوم شد که قبل کمال و بعد آن نیز خطره می آید اما بعد
کمال و چون تعدیل اربعه عناصر است قدم پیش بردن نمیتواند و ناقص مقبول چون
نور دل تمیز در خطره عدو دارد و مکروه پندارند و اگرچه بند کردن نمی توانند
اما تابع او نخواهند شد چون دانسته شد پس از غم این که مثل کاملان نمیشوم
که خطره دخل هرگز نیاید خود را پریشان نباید کرد و مجاهده ورزد او باز ای

ما شاء الله الامور مربوطة باوقاتها باین تسلی باید کرد اکثر مردم بخطرات
مغلوب اند که خود خطره شده اند و محجوب می باشند زیرا که نور دل که تمیز کرده
مکروه داند ظهور نکرده شکر باید کرد که بنور دل تمیزی پیدا است خطره را خطره
میدانند مقصود مکتوب الله ولی الذین امنوا یخرجهم من الظلمات بکمال
قدرته الی النور فارجوا من کمال قدرته ان یعطی العروج من النور الی النور حصول
هذا العمل یتوقف علی التوجه الکامل اعنی شیخ المشایخ عبدالقادر النقشبندیة
وجزاه الله سبحانه علی هذا المدد والتقویة والسلام علی من لدیه متضمن بیندالا
استدعا مکتوب بعزیزی تحریر یافته باسمه سبحانه تحیه سلام ازین قلیل
البضاعت بعرض جامع علوم مولائی و مقتدائی اماده بحکمت الدینیة
ثبته الله علی قواعد الحکمة معروض باد استدعا آنکه بضاعت قلیل این
علیل از مرتبه تقلید و دلیل بمرتبه تحقیق و وصول بتوجه آن مظهر عجیب راه یابد و از نجا
از قلب لی علت خروج فرماید و ما ذلک علی الله العزیز والسلام علی من
لدیهم متضمن باستدعا مذکور ارجو من الصالحین الذین عندکم دعا الخیر فایده
هو الله الذی لا اله الا هو بر ضمایر اولی الابصار پوشیده نیست که در اصطلاح
اهالی ظواهر که لولایت عامه تعبیر نموده اند در آیة نفی اله باطله اتفاقی است

که کفار

Marfat.com

که بمعیار ظاهر شریعت مثل اصنام و شمس و قمر و نجوم را مستحق عبادت دانسته
بآداب عبودیت اختیار نموده اند و قطع تعلق از اینها باولی تامل در عدم استطاعت
ایشان بنصوص فضل تام دست میدهد چندان مجاهده در کار نیست در ولایات
ولایت خاصه توجه بوجود کثرت بلکه بثبوت کثرت داخل اله باطل است پس
درین ولایت آنچه کرده بنفی تعلق از کثرت میسر باشد حتی که نسیان ذات و صفات
صاحب این ولایت مع نسیان علم هذا النسیان ضروریست بلکه در مراتب کثرت
عین وحدت را می یابند بلکه کثرت را عین وحدت می بینند بغلبه ظهور فیض
خاص و در غیر نشه چون کثرت در نظر این کس بغلبه حسب برنگ وحدت نمودار شده
و از دایره رقیه برآمده در حکم اله باطله شده و چون کثرت در نظر سالک
حکم وحدت بغلبه حسب این کس پیدا کرده و نور وحدت بهر فرد کثرت احاطه نموده
قطع تعلق ازین باستنکی بمجاهدات اصلیه بلکه بفضل اخص تعلق دارد
تا حسب این عارف بر افراط در مرتبه اعتدال آرد و داغ رقیه که بسبب قلت بصارت
محجوب بود ظهوری پیدا کند و غبار غلبه حبی که بر نظر دل نشسته بود بفضل اخص زدوده
گردد الآن هذا العبد کان عبدا خالصا لله سبحانه وکان ممیزا بین العبد
والمعبود و یکون ابتلاء بولایه الاخص کما کان الثانی ابتلاء بولایه

الخاص و یکون مومنا بالغیب و یترقی عن مرتبة الشهادة و الشهود و الکثرة
لا یکون حجابا لهذا المتحقق اما چون هنوز وصول او بسته توجه است اگرچه توجه
مجهول الکیف باشد تعلق اینکس با توجه در حکم تعلق بما باطلاست و چون
توجه اینکس باین رنگ می‌باید قطع این توجه که تعلق و تفضل خاص
الخواص دارد مجاهد واصل الاصول برای قطع این توجه درکار است و وقتی
که توجه معدوم باشد دائمی از و نماید کان هذا العبد واصلا بولایة خاص الخواص
وهی ولایة الانبیاء علی نبینا و علیهم الصلوة و السلام و در نبوت اینکس
از جمیع مراتب شرکت التحقیقی و النبی خلاصی یافت و کان مومنا بالایمان
الغیبی الحقیقی کما کان الثالث مومنا بالایمان الغیبی النسبی و کان من الجماعة
الذین یقال فی حقهم العلماء ورثة الانبیاء فتامل فی الفرق الذی من لوازمات
الاربعة و چون اصل مرتبه اخیره اگرچه از جمیع مراتب ظلیه برآمده و واصل
صفات حقیقیه که مرتبه اصل است گشته اما هنوز بیارب صفات وصول ذات
جامع بالاصالت موقوف است پس در نیولا تعلق او بالاصالت بالصفات
است چون صفات که قایم بذات اند دو جهت دارند جهت وجوب من حیث الذات
و جهت امکان من حیث الافتقار تعلق این عارف غالبا بافتقار اینها

داده

Marfat.com

واقع وسبب غلبه تعلق بصفات شمه بقیه هوا است وهوا اگرچه قلیل است
از دائره ابااطیل شمرده اند کما قال سبحانه افرایت من اتخذ الهه هواه پس قطع
تعلق ازین هوا و ترقی الی جناب الذات الجامع البته افضل اخص
الخواص است مجاهده درین دخل ندارد و اذا حصل انه بمحض فضله کان واصلا
بکمالات النبوت بنور متابعتهم و اهل هذه المرتبة الخامسة اگرچه بهره از کمالات
نبوت یافته اما اینکس را نبی نمیتوان گفت اذ التحقق بیان هذه المرتبة الاخیرة
المقتبسة من انوار النبوت العامة النبیین بفضل الله سبحانه ابیّن التفرق بین نبوت
نبینا و نبوت الانبیا علی نبینا و علیهم الصلوات والتسلیمات فاعلم ان
جمیع الانبیاء وان کانوا واصلین للذات الجامع بالنسبة الی جمیع غیرهم
وهم الاولیاء ولکن بالنسبة الی نبینا علیه الصلوة والسلام مع وصول
الذات شمة المیلان الی الصفات متحقق فیهم فشمة المیلان الیها ناشئ
عن شمة الهوا وان کان هذا الهوا فیهم فی مرتبة الاباحة والعزیمة تقتضی قطعه
وشان هذه العزیمة مختصة بنبینا محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم کما هو محقق
بحدیث اسلم شیطانی اللهم یسرنا برکت متابعه نبینا صلی الله علیه وسلم
شمه من خصوصیته علیه السلام مکتوب م بجواب سوال میان الهدین

Marfat.com

ظهور فیض صفات حق سبحانه عام است و خاص در ظهور عام اضافت آن بسوی
مظهر است چنانچه صفات بشر مثل سمع و بصر و کلام و غیر ذلک را فیض صفات
حق گویم اما صفات حق نگویم صفت بشر گویم و در ظهور خاص اضافت آن
بسوی حق مینمایم صفت بشر نمی توان گفت چنانچه صفت کلام حق که در
مظاهر کثرت متعدده ظهور فرموده و بلباس حرف و صوت ظاهر شده این همه را
کلام حق گویم حقیقت اینچنین است که از فیض صفات دیگر آنچه به بشر رسیده
این ظهور فیض صفت بشر گردیده مثل کلام بشر و بصر و علم بشر و غیر ذلک و ظهور
این صفات دیگر را همین یک حیثیت است بخلاف صفت کلام که این صفت را
بدو مرتبه ظهور است یکی عام و دیگر خاص از ظهور عام صفت کلام در بشر موجود
میگردد و بآن تکلم می نماید درین ظهور این صفت و این تکلم بسوی بشر منسوب است
کلام بشر را که ظهور کلام حق نیست کلام حق نگویم زیرا که تکلم بصفت بشری بکسب بشری
تعلق دارد زیرا که حرف و صوت را اینجا بکسب و سعی بشر پیدا می آید و از ظهور
خاص که کتب سماویه بر انبیا علیه السلام نازل شده حق متکلم است بکلام نفسی
بلباس حرف و صوت و درین لباس کلام هرچند ملبس هست اما حرف و صوت
نورانی است که مخلوق را دخل نیست بلکه حق سبحانه کلام مطلق را بی واسطه

غیری ملبس

Marfat.com

غیری بلباس حروف و صوت ظاهر ساخته و بخود منسوب نموده چنانچه میفرماید
نحن نقص علیک احسن القصص در سورهٔ یوسف و شهود اول هم اگرچه
بتوسط مخلوق است اما این مرتبه جامعه شهودیه را هرگز ذات و صفات
خود نفرموده بلکه مخلوق فرموده که مخلوق هست و هرچه درین مخلوق اول
از ذات و صفات موجود است از ذات و صفات حق نگوییم بلکه از
فیض ذات و صفات گوییم کما قال النبی علیه السلام العالم من نوری و انا
من نور الله گفته که خود را ذات الله یا نور الله گفته و همچنین عالم را از نور خود
گفته بس هر فردی را از افراد عالم ذات حضرت یا نور حضرت نگوییم بلکه از
فیض نور میگوییم سوای کلام مطلق که آن را صفت بظهور خاص که بالا ذکر یافت
با وجود لباس حروف و صوت مخلوقه کلام ذات حق گوییم و این نسبت محض
خاصه صفت کلام است که هم بفیض عام مثل فیض صفات دیگر یافته و هم
بفیض خاص ممتاز از فیض صفات دیگر که محض بکلام لفظی ظاهر و هیچ صفتی را در این
خصوصیت شریک نیست واضح تر بگوییم که از فیض عام هر صفتی ایجاد صفتی است و صفات
نشر و بر آن صفت خود نشر بنیاد عالم و متکلم است این صفت نیز نسبت تکلم گشته
د بسوی کلام الهی تکلم منصف است و در فیض خاص حق سبحانه خود بخود متکلم بلباس

Marfat.com

نفس معنا بمظهریست تر خاص حضرت علیهم الصلوة والسلام و بلکه آنک

حرف و صوت نورانی بمظهریت جبرئیل در این تکلم صفت کلام غیر است

نه غیر متکلم است خود متکلم بکلام نفسی است فقط الفرق در شهود اول وحدت

جامع صفات کامله خداوندی حقیقی خلاصه آن حقایق انسانیست انسان

کامل جامع در مرتبه حقایق حقیقت انسانیه آنحضرت صلی الله علیه وسلم از جمیع

حقایق انسانیان در شهود اول مندرج در حقیقت انسانیه حضرت صلی الله

علیه وسلم است در شهود ثانی جمیع حقایق انسانیان که هر یک جامع حقیقت

روحی و جسدی هر فرد انسان است و خارج منفصل ظهور نموده بخصوصیته

خاصه هر یک نه الا همان مرتبه روحی و جسدی در اوقات موقوته در هر مرتبه

با خاصیت روح جسد همان حقیقت هر یک انسان موجود نشود و اسرار

مندرجه در مرتبه جامع اول روحی و جسدی در هر مرتبه بخصوصیت خاص در اوقات

موقوته بظهور می آید نه ابدالاباد انما الظهور اسرار بتوسط این جامعیت

تامه واقع لاهل الجنة فی الجنة و لاهل الجهنم فی الجهنم بعد شهود ثانی هر نفس

مندرج شهود خاصه هر یکی در ظهور بود و خواهند شد انبیه ظهورات ... ل

باعتبار واجبی الظهور متغیر باشد با وجود اعتبار هر حقیقت حقیقی دیگر

اما اول

اما بواسطهٔ فیضی که خاصهٔ جامعیت حضرت است علیه الصلوة والسلام
بحکمت بالغه فیضیات اند هیچ یکی را ازان واسطه چاره نیست مکتوب عزیزی
صدور یافته بود و رقیمهٔ مشفقانه متضمن معانی و اسرار و مسوده دیگر متضمن
اسولهٔ چند مفتخر گردید بمطالعهٔ آن شرح صدر حاصل شد اما چون بعضی
عبارت در مکتوب باصطلاح حضرت پیر دستگیر صاحب طریقهٔ احمدیه
مطابقت نداشت در تحقیق آن معروض میگردد که در تحقیق حقیق ایشان
قدس سرهم عالم را وجود موهوم گفتن منع است زیراکه موجودیت عالم
برای اظهار صنعت نفس الامری است نه صنعت نفس موهومی واکه عدم
استقلال عالم را اشاره نموده موهوم میگویند و در هر آنی موجود و معدوم
برعایت انفصالیه دیده این اطلاق مینمایند نمی بینند که درین هر دو جهت
موجود شدن و بعدم رفتن هیچ جهتی ازین هر دو موهوم نیست بلکه جهت
وجود در وقت خود وجود نفس الامری است همچنین جهت عدم در وقت
خود عدم نفس الامری است و مراد از وجود عالم جهت وجود است نه جهت
عدم شتان ما بینهما جهت وجود که عالم است نفس الامری دانیم
اما غیر مستقل و در هر آنی متبدل و متغیر دانیم این تغیر و تبدیل نفس الامری

است و وهمی نیست هرگاه تغیر و تبدل وهمی نباشند فالذی هما وقعا
علیه کیف یکون وهمیا عجب ازین تحقیق که میدانستند که این شهود غیب مطلق است
در مرتبهٔ ثانی تا ظهور صفت حقیقی نفس الامری درین شهود مشهود گردد پس
شهود که مظهر حقیقت نفس الامری است چون وهمی باشند و برای آنکه استقلال
لازم نیاید اگر وهمی گویند ضرر نیست چرا که تغیر و تبدل او صریح مشعر بر عدم
استقلال اوست پس عالم را نفس الامری گوییم در عین تغیر و تبدل تا مرتبات
بروی نیز وهمی نباشند در کتب بکات و خلاصه غور نمایند تا بر اصطلاح ایشان
مطلع شوند دیگر آنچه در آیهٔ کریمه واتبع ملة ابراهیم حنیفا اشاره دارند غرض من
اگرچه حضرت افضل مخلوقات و متبوع جمیع انبیا اند و در اصل خلقت شهود
اول ایشان علوم و معانی نصیب ایشان مندرج ساخته اند اما اطلاع بران
موقوف بر اوقات داشته اند چون حضرت ابراهیم علی نبینا علیهم الصلوة
والسلام بر طریق خلافت طلیعت جامعه ذاته المعانی و علوم مندرجه که نصیب
سرور کاینات علیه الصلوة والسلام اند و در شهود اول ایشان در مرتبه
خصوصه خود ظهور نموده اند و بعد ازین جامعیت مذکوره را به ملت ابراهیمی مسمی فرموده اند
وانبیاء دیگر را اراده طلیعت این حضرت بعض کمالات و معانی داشتند

بجای المعهود

Marfat.com

بملتی منقوده اند که پیدا آمده اند و اطلاع بر این معنی جامعیت و انفراد موقوف بر تعلیم

علیم حقیقی بوده کما قال سبحانه و علمک مالم تکن تعلم و نیز فرموده اند وحدت

عا ملا داعی چون وقت ظهور حضرت رسید و پیدا آمدند بمقتضای کثرت

اقتضا آن بود که ملت حضرت عیسی را اختیار کنند و چون مقدمه

جامعیت انبیاء ملت ابراهیمی بود مامور شدند به تبعیت آن تا بران مقدمه تمام ترا

جامعیت را وضع کنند و در مرتبه تفصیل جلوه دهند و لفظ واتبع برای صورت

انبیاء مقدمه بیت بر مرتبه تفصیل جامعیت والا فی الحقیقه مقدمه تابع تفصیل

جامعیت است والمقصود من المقدمه هو الفصل اذ انها [illegible] فهم ان

الصلوه الی ابراهیم علی نبینا و علیهم الصلوات والتسلیمات بحسب الظاهر

وعلی نبینا بحسب الشان ان التفصیل الجامعیه التی هی اصل المقدمه المقدره للظهور

الا بما لی هذا اذا کان نبوت الابراهیمی در انتهاء و نبوت نبینا الی یوم

القیامه [illegible] کذا اکمل السلام علیه الی یوم القیامه [illegible] قدم علی

الامه [illegible] رعایتها حق نبیه علیه الصلوه الی یوم القیامه لعظم شانه

و بها [illegible] برهانه علیه الصلوه والسلام مکتوب عزیزی صدور یافت

کان الله ولم یکن معه شیئا الله ذات مستجمع الصفات الکمال الظاهره

وكل صفة تقتضي [illegible] [illegible] الأزلي [illegible]

من أنه ظاهر [illegible] بحانه [illegible] تفصيح [illegible] في الحضرة [illegible]

وجود المظاهر في غيب الغيب لا من حيث [illegible] وجهات [illegible]

كما شاء فتعلقت [illegible] العلم بها كما كان متعلقاً باقتضاء كل [illegible] قبل [illegible] المرتبة

غيب الغيب وكنز المخفي وحقيقة العالم بهذه الجهة [illegible] مراد ومعلوم

في مرتبة التقدير بوجود العلمي التقديري والموجود في الخارج [illegible] الإرادة

أن كون وجوداً [illegible] متعلق بمرتبة الغيب [illegible]

العالم الذي كان [illegible] الأحدية الجمعية التي هي باب الظهور

[illegible] [illegible] [illegible] العلوم

الآن موجود الأثر [illegible] [illegible] المرتبة [illegible]

مقدور [illegible] [illegible] والعلم بها مخلوق ووجود

[illegible] التخالق [illegible] العالم [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] الظهور الخارج الكوني [illegible] [illegible]

النور المحمدي مذكور في النكات وهذا مقتبس من مشكوة تحقيق سيدي مولانا

Marfat.com

صاحب طريق الاحسائية قدس الله اسرارهم لان عند سيد باصفات
الله ظاهرة كالذات الواجبي فظاهرية الظاهر بكرر التحصيل حاصل بل مقتضيات
المخفية في غيب الغيب تقتضي ظهورها في الخارج الكوني لتعلق بها الثواب
والعقاب لا شبهة وتاويل وعند الصوفية العلية التي اهالي النفس والاتية
الخاصة الصفات عين الذات والذات مجرد عن الاضافات لا تميز
للصفات من الذات الا في مرتبة العلم الواجبي والتميز عندهم على نوعين اجمالي
وتفصيلي ويسمى الاول الوحدة ويسمى الثاني الواحدية ويقولون الاول انعكاس
اجمالي والثاني انعكاس تفصيلي ويسمون الثاني بالاعيان الثابتة وبعضهم
بصور العلمية ويسمى بهذه المرتبة الثانية حقيقة العالم والعالم انعكاس
هذه المرتبة الثانية في مراتب نور ظاهر الوجود وبهذه التحقيق الثواب والعذاب
تشكل الابتلاء وتاويلات بعيدة كما هو شان اهالي السكر ويقولون في الخارج
[illegible] العالم في العلم وما دفع عليهم من الشبهات مذكور في تقابل الصفات
في مكتوبات الابرار وعند مجدد الالف الثاني قدس سره العزيز حقيقة عالم
[illegible] كه در ذات عدم والعالم اعطا فيض وجودي با آن
ظلال واعدام وجود او صفات در مرتبه وهم در مرتبه وهميه بسرعي الضعيف تابع

اتفاق یافته کہ برفع دہم مرتفع نشود درینجا ہم ترتب عذاب و ثواب
بتاویلات کفتہ میشود وا الفرق بین ہذہ النکات و التحقیقات لکل
واحد عند اہل البصیرۃ ظاہر یکتوب بصوفی بلند بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد الحمد و الصلوٰۃ و تبلیغ
التسلیمات بعرض محب صادق طالب حق بلند ہمت وفقہ اللہ سبحانہ میرساند
رقیمہ شریفانہ متضمن استفسار عبارت حضرت نکات مفتخر کرداندند یا قلیل
البضاعت راچہ یارا کہ درکاہی کہ از مرتبہ لاف نتشتم با شد دربیان آن دم زنیم
و از حقیقت حلو متحیلہ نویسیم چنانچہ فرمودہ اند کہ رسیدن بدلایت و نبوت
انبیا علیہم الصلوٰۃ و السلام آسان نہ ا اندا اما انچہ از بزرگان شنیدہ ام
و از ان در فہم ضعیف آمدہ بیان باید نمود بدانند کہ در ولایت خاصہ وصول
بعلم حصول و حاصل از ان معلوم الکیف است و در ولایت احص وصول
بعلم حضوری است اما ثمرہ علم حصولی یافتیت و حاصل دران مجہول الکیف
است لہذا در اول توجہ معلوم و در ثانی توجہ مقصود در کمالات ولایۃ انبیا
علیہم الصلوٰۃ و التسلیمات وصول بعلم حضوری لوبئی از حصول یافتیت
لہذا در ینمرتبہ یافت مطلوب بی یافت محتملہ ادراک است بخلاف مرتبہ
اخص کہ نسبت توجہ خفی نیز معلوم درانمرتبہ یافت محتملہ ادراک مطلوب است

کما هو شأن التوجه الخفي پس این را جمال اهل العلم [illegible] ربانی [illegible] است [illegible] در
العلم سبحانه در همه مرتبه چنانچه او معدوم است عرفا [illegible] هم [illegible] زیراکه عرفان
تعلق بعلم حصولی دارد و نیز در همه مرتبه ثبت غیر محتمله ادراک [illegible] محقق [illegible] چون علم
ازلی حاضر است علم را از علوم ضروری [illegible] پس حق معلوم است بعلم اما
مثل غیره یعنی نه مثل اهل و الانبیه [illegible] که در اینجا [illegible] او مرتبط [illegible] اهل [illegible] در به
مثل اهل ولایة اخص که در اینجا معلوم بهو الکیف بود در انبیاء علی
نبینا وعلیهم الصلوة والتسلیمات اگرچه معلوم است اما [illegible] مجهول الکیف
[illegible] بلکه [illegible] معلوم [illegible] الکیف پس انچه حضرت فرموده اند که معلوم هیچ نیست
نه محصول و مجهول [illegible] معنی [illegible] است [illegible] معلوم معدوم الکیف [illegible]
دائمه نه [illegible] حضور علم [illegible] الربه و اصل اصل [illegible] است [illegible] اما
در صفات است [illegible] ظهور و حصول ذات [illegible] صفات [illegible] دارد و انچه فرموده اند معلوم
هیچ نیست نه محصول نه مجهول مثل غیره تعالی ای تعالی الله عما یصفون [illegible] ان
مجهول الکیف اما معلوم [illegible] الکیف ثابت [illegible] بهر [illegible]
از کمالات نبوت انبیاء علی نبینا و علیهم الصلوات والتسلیمات [illegible]
حاضر است که ذات بذاته حاضر و اعلیم است و علم [illegible] ذات اوست پس [illegible]

Marfat.com

ولایت انبیا علی نبینا و علیهم الصلوات والتسلیمات بعلم حاضر است
و بعلم حاضر بودن بصفت علم وی ملکاً بدیهی می آید و بسر زاید نیست بعد
معلوم است در ذات بذاته حاضر بودن علم قابلیه ذاتیه متحقق و لیکن زاید
نه چون بذات حاضر و تعلق معلوم به حاضر بودن بعلم است نسبت معلوم
هیچ نیست چنانچه بحضور علمی بود در مرتبه ولایت که بعلم حاضر است متعلق
بیکیفی موجود و در مرتبه نبوت که ذات بذاته حاضر است معلومیت غیر
متحقق هر معلومیتی که از اقسام ثلثه باشد در مرتبه حراف این نزول
متحقق و کمال خلو موجود چه از حق و چه از غیر حق خلو از غیر حق ظاهر است و از حق
یعنی در مرتبه خاصه و اخص الخاصه وصول بحق فهمیده بودند حال آنکه حق نبود
باید گذشت و بحق حقیقی باید پیوست و گذشتن از مرتبه عرفان از آنست
محتاج ادراک مطلوب در ولایت انبیاست می دهد بفضل الله سبحانه در
خلافت بطریق اولی میسر و آنچه حضرت میان محمد شریف قدس الله سره
فرموده اند که بدانند که این نفی معلومیته در وصول حضرت ذات از راه
ظهور علم است نه از راه وجود علم یعنی آنچه در حضور و ظهور علمی معلوم بود
در حضور ذات بذاته اطلاق نتوان کرد اما صفت وجود علم را قایل باید

ازین

Marfat.com

عزیزمن همه اسوده را جواب درین عبارت درج شده بدقت فهم نمایند
وبهمین طور یاد سفر نموده باشند به اندک اکتفا نموده مکتوب در جواب فضائل پناه
شیخ ... غیره تحریر یافت. الحمد لله اولاً وآخراً ذات بابرکات اکابر همواره
بر صراط مستقیم باشند از مطالعه استفتا در روایات و نیز از مطالعه
نسخه تصنیف در بیان کمال قدرت واجب تعالی و مع ذلک استثنا بعض
از تحت قدرت حقیقت بوضوح انجامید و نیز زبانی یارانی که استفتا
آورده بودند طلب شده معلوم شد تا خود را رساند حقیقت نیست کردنیم
فقیر این مناسب مینماید که در آنچه که تحت قدرت دادن آن نقصان در کمال
قادر مطلق شود از تحت قدرت دادن خطاست چنانچه ذات وصفات
باری تعالی وعدم ممتنع الوجود که شریک باری است تعالی شانه و در غیر آن
آنچه بذات وصفات از آن نقصان نه آید در بعضی قبول محض چنانچه ممکنات
و در بعضی سکوت چنانچه محال عقلی و علم آن بعلام الغیوب باید سپرد زیاده
نمیتوانم گفت اگر باین دانش قایل مجلس شریف باشم بر آسمو الاسما خود دانا
حاجت دیگری نیست الا مکتوب در تفضیلی مذکوره صدور یافت
الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی نور رود نوازش نامه کشف

Marfat.com

ظلی نیز بیرون و اعلی است هر یک بنسبتی و توسط از کمال آن بساید درباید
اینقدر روا مینماید که نهایت ولایت عالیه بعلم کسبی تا پایه اجتهاد است
جمعیت باطن برای کمال این ولایه شرط نیست اگر جمعیت هم میسر است
مناسب همین مرتبه است و نهایت ظل ولایه خاصه تا ازال انوار و ذوقها نیست
و ظهور کمالات و ذوقها و آرام او در تجلیات صوری و معنوی و نورنسبت و وصول
او درین منحصر اگر از ظهور تجلیات توقف واقع شود همانوقت بی آرام است
و خود را بعید می فهمد و نهایت وصول اصل ولایه خاصه با کشف نفس
انوار است و وصول مراتب ارواح چنانچه حضرت شیخ شیوخ فرموده
که سالی روح را بخدائی پرستیدم اگر فضل حق سبحانه دستگیری نمیکرد
خلاص ازین مهلکه محال بود و کار بار ایشان بشهود مطلوب است
و اکثر بلکه جمیع معارف ایشان تنزلات حضرت معروف بی شهود
بی آرام اند و بی حصول و دور بعید اگر قول ایشان این است بیت
دمی بیحق زدن محض این گناه است ها بخود مشغول بودن کفر راه است ها
ثبوت غیبت در مرتبه شهود نزد ایشان کفر و زندقه است و نهایت
ایشان درین مرتبه یافت مطلوب و وصل ایشان بوصل متلبس موصوف

یعنی ای

که انبیا بعضی اینست خود وصول اند ارند نهایت وصول انتهی آل لا
لا اعلی ورای مراتب انوار روحانی است معرفت او از اطلاق
تنزلات حق بالا رفته و مرکز اطلاق که زاید از لسان شریع شریف
استعمال شده را امیقدر هست که اگرچه در همین تنزه عرفان مفقود است
اما در همه مراتب موجود و اهل این تنزه مسمی باهل جهل است که
عن حقیقة المطلوب و اکثر باین ترانه مترنم است بیت عنقا شکار کس
نشود دام باز چین کانجا همیشه باد بدست است دام را الا وصل این
عزیز اصل عرفان معروف زیرا که باطن اینکس از همه حیثیات ظلالی
کشفی و نوری و شهودی مفرا گشته و دایما نایافت مطلوب مطلوب
دارد اگر لوی در باطن نرک کس از کشف شهودی ظاهر شد و انکار و استغفار
اراد حدیث انه لیغان علی قلبی الی آخره را در همین موطن حمل نماید
و نهایت وصول اهل کمالات ولایت انبیا ورای از بای نهایت
ظلال و میسر از جهل بلکه عرفان ظلی مفقود و علم اصلی موجود بلکه با خود
است فی الی اختیار مدح اینکس از حیطه عقل و کشف ظلی دور و وصول
بحقایق اشیا خاصه این نادر العصر است و وصل این عزیز بوصل

Marfat.com

بیاس موجود وحقیقت ثابت در وصل ابن سعید میسر نیست وصف
ترا چنانچه توئی چون کنم بیان ہاہا کز ہرچہ در خیال من آید زیادہ ہاہا
واز اہلبیت اہل کمالات نبوت چہ بیان نماید وآنچہ بیان نماید کم
گیسی است که بفهمد والله ولی الرشاد ۱۲ منہ بسم اللہ الرحمن الرحیم
لایلتق بالمتقین ان یستنجز وا ویستغفر وللذین یکسبون کبائر الاثم
مثل المیسر والمسکرات حتیٰ ویاکلون اموال الناس عمداً وظلماً حتی
یتولو ویصلو فان اللہ من بعد سہل الشدائد الامور ایضاً کیف
یظلمون وانت فیہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیگر باید دانست کہ ہزار اسم اسرار اسرار اسم الرحیم نیز از ظہور کمالات

درجه الف و لام اول اند زیرا که [illegible] ظاهر

حقایق لام و الف اند و مراتب اسم الرحیم ظهور حقایق لام و [illegible]

و رجوع تمام اسماء بحقیقت الف است فالبا که مظهر اسم اعظم

است این مجمل را بجا نجا [illegible] ماند گرد اکر [illegible] خلو

تعلیم حضوریست اما بهر قدر که میر اید در بلا احاطه [illegible] همه

[illegible] ختم است دیگر آنکه در ابیات [illegible] مراد از الف

لام میم هر سه مرتبه ذات و صفات و کمالات اند از الف لام

مرتبه ذات و از لام مرتبه صفات و میم مرتبه کمالات مع ذاکر

که در بیت اول بسم الله الرحمن الرحیم نقطه تدویر الف لام میم

از ذات است و خط و دائره و محیط دائره که نقطه است

تمثال است بر نوعیت ذات را که ما ینبغی [illegible] خط تدویر

الف لام میم فرموده در دکر تدویر میم محیط است رمزا یعنی

مرتبه ذات جمیع مراتب صفات و کمالات را مشتمل است

و در مرتبه [illegible] همه یکی محض اند [illegible] محیط مشتمل است

و مقدم است من حیث حقیقت بر وجود دائره و خط آن [illegible]

هر چیز را کمال ذات او تمام است [illegible] بجهت ظهوریت

کمال ذات [illegible] نموده بود دیگر [illegible] ۳ [illegible] برای مطالعت

انتها که اراده [illegible] نسبت در این [illegible] بسم الله الرحمن الرحیم

نقطه محیط الف و لام میم چون اگرچه به نسبت ذات صفات دایره

نقطه [illegible] کمالات [illegible] نقطه [illegible] چون کمالات [illegible] اخفا

محض [illegible] ذات و صفات [illegible] نقطه [illegible] آید

یاد فرموده و محیط اشاره و مجال [illegible] کمالات [illegible] الف

بسم الله الرحمن الرحیم دایره نقطه الف لام میم اشارت بکمالات است

چون کمالات در صفات مندرج اند و دایره نیز در [illegible] نقطه و محیط

مندرج اند کمالات را دایره [illegible] نموده اند چون در میان ذات

و صفات و کمالات [illegible] الف لام

هم آورده اند باوجود [illegible] از جهت [illegible]

[illegible] محمد

[illegible] جمیع نموده حاصر

[illegible] الله [illegible]

[illegible]

اندراج اسماء سته هزار نوشته اند و بهر یک حرف و اسم خطوط مخصوصه کشیده
اند بملاحظه آنکه نشاید در فهم نیاید مفصلاً در عبارت می آرم یعنی در تسمیه اسم الله
جامع هزار اسم تسبیحی چهار انبیا است علی نبینا علیهم الصلوة والسلام حضرت
سرور کائنات و حضرت موسی و حضرت داود و حضرت عیسی علی نبینا
و علیهم الصلوة والسلام نود و نه نام که جامع تمام اسماء قرآنی است در الف و لام
مندرج اند آما غالباً در لام اول و سیصد اسماء تسبیحی که بحضرت موسی تعلیم شده
و در توریت مذکور اند کمالات حقیقت لام ثانی اند و سیصد اسماء که حضرت
داود به تسبیح آن مامور اند و در زبور بیان فرموده اند کمالات حقیقت چشمه
اول هاء اسم الهه که بطرف لام است هستند و سیصد نام که حضرت عیسی
بآن مسبح اند و در انجیل مذکور اند در چشمه ثانی حرف هاء که بطرف الرحمن است
مندرج اند و کمالات حقیقت چشمه ثانی حرف هاء هستند و اسم اعظم در الف
و لام اول مندرج است آما غالباً در الف اسم الهه اندراج هزار اسم که در
اسم الهه که مندرج اند در بیان آمد هزار اسم که بدیگر انبیا سوای چهار
مذکوره برای تسبیح امر شده اسرار اسم الرحمن اند و در کتب ایشان
مکتوب اند و هزار اسم که بدیگر یا بآن مسبح اند کمالات اسم الرحیم اند

ومراتب بسم الله الرحمن مظاهر حقایق لام والف اند ومراتب بسم الرحیم مظاهر حقایق
لام وها ودر جمیع تمام اسما که لا تعد ولا تحصی اند بالف اله که غالبا مظهر اسم
اعظم است پس ازین تحقیق معلوم شد که هر که بسمله را میخواند ظاهرا تمام اسما را
میخواند اما این هر دو نوع است اضطرارا وجبلا فمنا من علیم ومنا من جهل
بفرق المراتب کل واحد منهما آیات ظاهرا الا ان العلم للتقادیری جبلا واما اختیارا
علما بر دو مرتبه است یکی تعلیم المرشد بملاحظة الخ الی علما تعلیم العادی الا تکالی
وهذا ایضا تقلیدا والا کان الفرق بین هذا وهذا کالفرق بین [illegible] والانسان
او بحضور السری وعلم الحضوری بالادراک حص وهذا العارف تتکلم التسمیة
بحضور المعلم وبحضر فی التسمیة [illegible] الی [illegible] العدد و[illegible]
فقیر [illegible] را [illegible] بربانه [illegible] داد [illegible] الخ لنفهم [illegible] اقتباس
از کلام حضرت پیر قدس سره نموده معروض داشته از دور و نزدیک یاران نعمت
تحقیق یاد دارند ایدک الله بتبصره مکتوب لعزیزی صدور یافت سالک چون
سیر لطایف همه اگر جمع کرده باشد وبه بیکیفی رسیده [illegible] و[illegible] چون
خواهد که بر طور این طریقه بازنزول نموده تصفیه اکند تا رحضور خود وصفت این طریقه
داخل نمود ونیز کاملیجوز زبر لطیفه سیر کنند اما شرطی که مبتلا به نظر نشود ودر علمی

تکلف

Marfat.com

تکرار اسم ذات بزبان دل متوجه بنسبت بیکیفی کرده ... نموده بفضل خاص

بوده باشد بعد از آن چون بیاد داشت اسمی رسد چنانچه ... شده عروج کند

... نظر ... نماند منظور او جز ... تا بیک شبانه روز تکرار نظر بر اسم داشته مسمی را

... ظهور دارد در یاد داشت اسمی نظر از اسم بمسمی رود و در شب یاد داشت

... که چون نظر بر نفی بحکم ... نظر از لطائف بر داشته لوح لطائف

... نماند ... نظر ... این نظر ... قلبی بود که بذاته

را حاصل است و چون یاد داشت متوجه شد این نظر روحی است و این مرتبه

اگرچه ... ابد احل وصل تلبس است و این مرتبه را منسوب باهل نفس

ولایت خاصه میکند و این فضل خاص است ... باین میگذارند

اگر ... اصل است. ازین مرتبه تا نهایت ... را توجه و اکثری را

... تعلیم ... سالک آگاه میشود ... می یابد که وصل این در مرتبه

تلبس است و هرچه شهود معلوم ما است اگرچه ... است ظل است در تعبیر

مطلوب مبتلا هستم از فیض حق بواسطه حقی مرشد یا تعلیم علی مرشد در نفی

شهود و معلوم که ظل است گوشت ... در ... است بحقیقت لا

در تحت نفی می آرد اگرچه نفی مشهود میشود اما ... لباس بیکیفی

و معلوم از کشف پوشیده که نسبت این سلک تمامی دامن از گذارند

زمانیکه این سالک در مرتبت ظلال مستلا است و منفی ان متوجه است

طالب نایافت است و چون از مرحمت اکثر ظلال فارغ شد از اظل الاحد

کران توجه نور است طلوع نسبت ان را حب نایافت مسکه گویند

صاحب ولایت را خاص میرسد و در فضل احص در اول مرتبه شهود ... در

ثانی منتهی اخص اینمرتبه برزخ است بین الولایة الخاصیة و ولایت خاص

الخواص در این مرتبه نایافت است اما حقیقت نایافت غیر حاصل محض

واصل صفات سلسله ... له منقطع ... کار او ... اگرچه از اثبات

مقصود حقیقی دم میزند اما هنوز ... فضل خاص الخواص است که از ثبت

براو ده باثبات حقیقی رسانید در ولایت خاصه حصول علمی بود اینجا حصول

حضوری که لباس حضور پوشیده این سالک منتهی مستعد است که این حضور

لباس را نیز در نفی نفی ارد از ... حقیقی مطلع مرتبت تعریف قلم انجا از

... گشت چون دیگر در تجرد اشتان که توجیهات برای لواب و

عزا از نوشته شدند چهار قسمت اما ... این ... نفی و جبری ...

مجدد لعدمیت نفی ... ذرات ... الا المتجدد بالعدمیة غیر المتجدد الاول

و هو الیه

وهذا البیان موقوف علی البیان الثانی و چون مسئله تجدد امثال مشکل است
و نازک و دست صاحب حصول بان نمیرسد اگر چه مشاهده تجدد نباشد پس
با وجود مشاهده تجدد و علم کیفیت آن از الحق و بالتالی علم حضوری حقیقی
باید سپرد الغرض اعتقاد تجدد باید و بعد عذاب و ثواب اخروی قائل
باید شد و علم کیفیت آن را که مشعر عذاب و ثواب اخروی باشد
بحق سبحانه باید سپرد تا قول صوفیه قدس الله اسرارهم و قول علماء ظواهر هر دو
درست افتند والسلام مکتوب بعزیزی صدور یافت حامداً لله
و مصلیاً علی رسوله و بعد السلام معروض آنکه رقیمه مشفقانه شرف ورود
بخشید و از عنایات حق سبحانه در حق خود و یاران صحبت خبر داد عزیز
مرا بهیچ و بیهیچ کاری این فقیر ناقص که نام فقرا را از ننگ و عار است
اول باید دانست که همه انبیاء واصل ذات جامع صفات اند اما بتبع
حضرت صلی الله علیه و سلم همچنین در اسم الله الف متنوع است
و در سه حروف دیگر تابع لیس متنوع را وصول از حرف الف آمد و
توابع را از حروف دیگر پس باید دانست که الله اسم ذاتی است
و الرحمن و الرحیم اسم صفاتی است پس با وجود وصول جمیع انبیاء

Marfat.com

علی نبینا و علیهم الصلوة و تابع بودن همه وصول حضرت را از بعضی که
وصول ذاتی غالب است انهارا غالباً بهره از حروف اسم ذات است
اگرچه بهره از اسم صفاتی هم داشته اند و این نسبت در حضرت ابراهیم
و حضرت موسی و حضرت عیسی حضرت دارد و غالب است لهذا از اسرار
هر حروف اسم ذات بهره شده است و چون دیگران را به نسبت ایشان
وصول صفاتی غالب است لاجار بهره از اسم الرحمن و اسم الرحیم غالب
دادند و اسمای کتب ایشان از سر الا اسمین متبرکین آمده همچنین چون
متبوع از اسم الله حقیقت است و حروف دیگر تابع و ذات متبوع
و صفات تابع لاجار بهره وصول از نفس ذات جامع صفات نصیب
حضرت آمد و به نسبت ایشان چون دیگران را بهره از صفات که تابع اند
مر ذات را غالب لاجار به نسبت حضرت صلی الله علیه و سلم به صفات
منسوب شدند اگرچه وصول ذاتی هم داشتند و تفصیل اسمای سه هزار
معلوم حق سبحانه است تا حضرت پیر هم بوده باشد به تعلیم علام الغیوب مکتوب
بمیر محمد صدور یافت دلربود و دلنواز شتنامه سراپا لطف عاصی مستفید
گردید و مطالعه آن در عجب تعجب آورد که اینچنین متقی بی موقع به عیوب مردم اغنیا

زیراکه کلام حق جل سلطانه خوار ارتکاب کنند که احتمال آن را واردات ... الوهیت
وعده صاحب حسنات تشکل اسما اما چون بیست ... بسیار امر غیبت بیان ام
وعده تقسیم است ... دره ... ضروری گوئیت نماید ایمان باخدا دنیا بود
دو قسم است وعده الهامی مخصوص و وعده لوحی که عام است به یک
وعده الهامی ... بیست اشارت مخصوص بیست ما ... محامی
والغیب ... چنانچه فرموده بهر یک عام است که لوحی وعده و اردو
فرموده بزرگان بود باید محلم است ... محلم ... بعض ... الحکم
خود بحسب ... عنیت ... حطره ... در ... زبان به اندر
داخل غیبت است فکیف ... و زبان ... بزرگان ... این
حضرت مکتوبات از مکتوبی در ... باید ... میر محمد مکتوب بیست
ایشان کلان قدس سره انچه در تحقیق قلب نوشته اند مجمل آن بیان
کرده اند بعون الله سبحانه در تعبیر ان واضح میکنیم اینچنین فرموده اند که قلب
ایشان ... که در ... دایره و اینکه چهار قلب دیگر اند دایره بعد
دایره ... اول ... لطیفه ... یعنی لطیفه نفس
و اطراف قلب ... ست و روح و سر و خفی و اخفی همچنان در قلب مذکور

متضمن لطائف مذکوره است اما در قلبی که بعد قلب اول است بسبب تنگی
و پای آن قلب دو لطیفه نفس و اخفی ظاهر است و در سوم قالب لطیفه خفی
نیز ظاهر نه و در قالب چهارم لطیفه سری نیز ظاهر نه و در قالب پنجم لطیفه روح
نیز غیر پیدا از قلب اخر که پنجم در میان آمد بخیر قلب که کاز ظروف بجمیع
قلوب است نمی نماید و الحاصل در جمیع قلوب این اسرار و ایات پیدا نبود در میان
قلب پنجم بر عارف ظاهر میشود و این مرتبه از النهایت بهم مراتب میغیر باشد
و لایق مظهریت تمام و مناسبت بکمال الصانعیه بهیچ امری دیگر یافته نمیشود
و لغایت بکمال بیان فرموده اند هرچه فرموده اند اما بموجب تحقیق حضرت
پیر دستگیر بنوری غایت این بیان که با لطیفه قلب پنجم فرموده اند نا و لایت
ملاء اعلی که تحت نبوت ابدا الابدیت حضرت پیر بنوری قدس الله سره که در اصطلاح
بولایت اخص مسمی است بجز پیدا نشد از بیان و لایت بکمالات انبیای
نبوت الشان علی نبینا علیهم الصلوة و التسلیمات نساکت اند و الله
اعلم بنوی در علوم بیان آن شواهد بود بموجب اصلاح حضرت بنوری
قدس سره نخست قلب است قلب اول حقیقت انسانی است که اصل
جمیع قلوب تحتانی و پنج قلوب دیگر ظلال قلب اول اند پس و لایت

عالم تعلق اظلال

Marfat.com

عامه تعلق بظاهر ظاهر قلب اول تحتانی دارد که ظرف آن قلب اول تحتانی
مضمر است و ظل ولایت خاصه بظاهر آن قلب اول متعلق است و اهل
اهالی کمالات نفس ولایت خاصه بقلب ثانی که قلب اول ظرف اوست
وصول دارند و اهالی نفس ولایت خاصه به قلب ثالث که قلب دوم ظرف اوست
میرسند و اهالی کمالات ظاهر ولایت اخص به قلب رابعه که ظرف او قلب
ثالث است میرسند و در آن سیر میکنند و اهالی نفس ولایت اخص که بولایت
ملاء اعلی مشهور است اصحاب قلب پنجم اند که قلب چهارم ظرف اوست
و صاحب قلب پنجم جمیع مراتب ظلال تحتانیه را طی کرده صاحب مرتبه کاملاً اصل
شده و در مراتب تحتانیه قلوب تحتانیه اربعه فنیت را اصل ظلی بود و این
کامل مکمل از ظلال تحتانیه خلاص یافته از وصل بوصل رسیده و از نیابت
بنا یافت و صاحب کمال عالیه شده گویا که صد مرتبه از مراتب تحتانیه خود بالذات
دریافت حصول وروی لوی نمانده اما با وجود نایافت لوی از توجه
باقی است زیرا که قطع مطلق توجه بعد ظهور علم حضوری واجبی است و این
عالی نزلت اهل نفس ولایت اخص و آن خاصه ولایت انبیاء است
علیهم الصلوة والسلام کالبرزخ است در مرتبه علم حصولی و علم حضوری لهذا

حضرت پیر دستگیر بنوری قدس سره در حق این مرتبه فرموده که بسبب خفاء توجه
متوجه در رنگ متوجه الیه است کسی عزیز عالی همت را بچون بنماید پس مرتبه اصل قلب
ششم اصلی که حقیقت انسانی است و اصل جمیع قلوب نهگانه تحتانیه است خاصه
کُمّلی کمالات ولایت انبیا و کمالات نبوت انبیا است علی نبینا و علیهم الصلوة
والتسلیمات چون این هر دو مرتبه در همه ولایت تحتانیه اصالت صرف دارند لاجرم
وصول اهل هر دو مرتبه به قلب اصلی باشد و به این اصالت تحقق دریافت
رسیده از علم حصولی تا مرتبه گذشته بعلم حضوری و حضور علم و حضور در حضور
میرسند و سالکان تمام قلوب تحتانیه شده جمیع قلوب را برنگ قلب اخیر حاصل
می سازند و دران قلوب بوی از علم حصولی نگذارند الا مطهر است بعلم الحضوری
فقط و سالکان حقایق و معانی هر شی لطیفه کردند لیکن دران قلوب نهگانه اطلاع
بر حقایق این مراتب بعلم حصولی بود و توقفی است هم قلب را بسبب برزخیت داخل
این حضرات قلب اخیره را اطلاع بر جمیع حقایق تحتانیه و فوقانیه بعلم حضوری است
شتان ما بینهما ببین تفاوت ره از کجا است تا بکجا و انکه خفاء لطایف
خمسه غیر قلب بود در مقامات مختلف فرموده تحقیق آن اینست مکتوب بعزیزی
صدور یافت اللهم ات محمدن الوسیلة والفضیلة والدرجة

الرفیعة و ابعثه مقاما

Marfat.com

الرفیعة وابعثه مقاما محمودن الذی وعدته وارزقنا شفاعته یوم القیامت
انک لا تخلف المیعاد باید دانست که مقام محمود مقام اخیر است و متعدد است یکی آنکه
در دنیا بحضرت عطا شده و در جمیع حیات دران سرور مرتبه کمال مقام
نصیر او در کمال مرتبه بصیرت سیری حضرت را دایما عطا فرمودند که این بصیرت در
جمیع انبیا خاص بحضرت است دوم مرتبه رویت بصری که در معراج میسر آمد و بان
سرفراز فرمودند چنانچه در همین دو شان سری و بصری یعنی بصیرت و رویت
فرموده صلی الله علیه وسلم لی مع الله وقت لا یسعنی فیه ملک مقرب و لا نبی
مرسل دانکه دایمی مقام محمود عبارت است در حق حضرت و این دعا صدور بعد وفات
حضرت است مرتبه شفاعت است در آخرت وقت حساب در وجه است که
در آن وقت هیچ یکی جرات شفاعت نتواند کرد و اولیا و انبیا نفسی نفسی گویند
و حضرت است صلی الله علیه وسلم امتی امتی بحضور ذات پاک سبحانه بر
زبان آرد سبحان الله چه شان عظیم است عالی و آنکه بعضی فقرا گمان کنند که مقامی
فوق عرش اند این قول ضعیف است هرگاه حضرت بالامکان در معراج
مشاهده باشد مرتبه دوام بحث فوق را بجا الیس اجمعهم بالابل هم مکتوب
و فضیلت صدور فرمایات سلمکم الله سبحانه در تحقیق رابعه فقرا است شاربیعه بود

Marfat.com

بدانکه مراد از چهار قسم این مراقبه ذات بحت و هستی و حقیقت است
و حقیقت الحقایق صرف — مراقبه سر فرو کردن برای حصول ذکر قلبی و معنی
مراقبه انتظار است و آن بر دو مرتبه است در ولایت خاصه انتظار یافت واردات
تجلیات است و در ولایت احدیت انتظار حقیقت یافت ابتهاج …
مراد … علم حضوری بی جهت … کرده اند در ولایت انبیا است و حقیقة
الحقایق آن در مرتبه حضور درجه و درکه در کمالات نبوت انبیا است علی نبینا
و علیهم الصلوات والتسلیمات باید دانست که معنی انتظار در توسط است و فنا آن
و حقیقت حقیقت الحقایق و نفی حقیقی است و در مرتبه اصل لیس عن مراقبه
که معنی مراقبه را منحصر به انتظار … از افزود … اند … نموده اند
دار مراقبه ولایت انبیا و کمالات … رسالت آن علی نبینا و علیهم الصلوات والتسلیمات
هیچ نگفته زیرا که چون اکثر سنوه آن در ولایت … گردیده … و ذکر
در ولایت … فایده … کالشاذ کالمعدوم بیان آن توقف
داشته شد والله اعلم بالصواب مکتوب بعالیقدر حضرت بیگم جیو
صدور یافت لله الحمد والمنة که نوازش نامه عالی شفقه بکریمه عالیقدر
حضرت بیگم صاحب … در … افاضت ورود بخشید از خوبی حضرت …

مبارک و برخوردار عالیقدر خواجه محمد یوسف جیو و بیگمهای خورد مطلع ساخت
سینه را منشرح گردانید خصوص بیان شوق باید حق زینت بخش خریت توابع
گردنید باید که اسم الهه را جل جلاله بر دل خود نقش سازند و سر نگون زبان را
بکام چسپانده کلمه خود را بر دل یقین فرموده بذکر الهه مشغول باشند وقت
فجر بعد ادای نماز تا بر آمدن آفتاب یک نیزه بدین متوجه باشند و برای توت
ذکر در دل کلمه طیبه لا اله الا الله محمد رسول الله اندرون بعد از نماز اشراق مسکفته باشند
باین طریق که چشم بسته نظر خیالی بر ناف انداخته لفظ لا را از ناف ببالا
کشیده دم خود را بند کرده مد للدا براه سینه تا بیتانی برده اشاره الهه
بطرف راست خیال کرده و معنی در الا اله نفی غیر حق تصور نموده لفظ الا الله
از بازو راست کشیده بر قلب که زیر پستان چپ است بخیال ضرب داده
معنی این که مقصود من الهه است حاضر کرده دم را براه بینی گذاشته متوجه
به قلب با اسم الهه مشغول شده باشند و بعد از آن باز نظر بر ناف انداخته
بحبس دم لا را بالا کشیده بطریق سابق معنی حاضر کرده ضرب الا الله بر
دل میکرده باشند بهمین طریق بیست یک دم پی در پی بعد از نماز اشراق
کشیده دعا خوانند و وظیفه زبانی بعد از آن هر قدر که توانند بخوانند موافق

Marfat.com

شوق اگر دست دهد بهمین طریق نیت کرده‌ام سینه و دل را از همه خالی
دارند زیاده دعا است مکتوب بصوفی [illegible] ساکن جلال آباد صدور یافت
شوق مهربان صوفی صاحب بعد سلام از فقیر مطالعه فرمایند حضرت شیخ اکبر بیان
محمد شریف چیو قدس سره درین عبارت الحجه بیان فرموده صریح و اصح است
حاجت شرح نیست و الحجة العزیز شرح آن نوشته اند این نسبت همه بیان
بیان این نسبت عارف و نظر عارف نیست [illegible] ذات و ذات
سکوت محض است چنانچه حضرت پیر دستگیر میفرمایند حق هستی مطلق است
بالذات و [illegible] ادراک [illegible] و جملگی مفهومات ها
عدمیه و غیریه مفهوم الکیف ها او بالا از تحقیق این اطلاقات
[illegible] این رباعی حضرت میان محمد شریف چیو [illegible] صفات
للهو و الغیره فرموده اند درست آمد اما ظهور ذاتی نورست که وجود
کرده [illegible] فرمودند خلاف ظاهر رباعی صوفی [illegible] بود زیرا که
طالو [illegible] [illegible] اند
[illegible] حقیقت او [illegible] ذات و صفات بحیثیت انه ذات
از اطلاق مفهوم الکیف چه عین و چه غیر منزه است جای سخن نیست

دیگر آنچه لذا هر ... گویند در نسبت نظر عارف است و الا در شان حقیقت

ذات و صفات باطلاق محض علیم و عالم حقیقی است و الکان الآن سبحانه

کان الله ولم یکن معه شیء ای کان علیماً و عالماً بالاطلاق المحض والآن

کما کان ای کما کان علماً علماً بلا اراده و عموم ... الا ان نظر

الا ... الی الاصلی ... الاول الی الذات

والصفات بالحضور وفی الحضور بحلو المحض من تعدد المراتب التالی

الی الصفات من الکمالات ... بها یتعلق العلوم الکاملات

... حضوری العلم و علم ... بالنسبة الا علم الحضوری

... بالعرفان ... فان خانه ...

فرمودند که ظهور ... نظر عارف ... است

... الی آخره والذی ... حقیقة الذات وجود محض است

... ظاهر و اظهر است ... نظر عارف ... اظهر و

ظاهر ... والظاهر ... ترتیب المراتب ... فی ... الاطلاق و

الحقیقی ... العرف ... که ذات نور محض است ... صفات نور محض

نور اول ... ذات ... نور ثانی که نفس صفات است نسبت الیه

لا عز ... محجہ ... است ... محجہ ... نا ... رد ... ل

ہمیواں نقف مرسرایہ از تواکیف ہست لیس چنانچہ نفی ہر دو عین غیر از

نسبت صفات باداب لازم بخیبان کہ ... عین ... ذات

از جہت کیفیت ممتنع آ ... لازم برای فرق ... احوال

ہموں حط نوشتہ ... کہ تفہیم مکتوب بیان محمد نافع صدور یافتہ

نافع ... لمعان ملاحظات ... آنحا ... تحقیقی مطابق حل ... از مطالعہ

تسمید علیا زیادہ ادار ... انتفاع ... در ... بیان آوردہ اند ... یار

وجوہ ... بحار ... حروف مقطعات الم مطلع کلام ...

... الم ... سور ... حالت ... اند و تسمیہ بنقطہ

منضمن ... وم ... است ... معنی ... حقائق

الکاہ در معنی ... بالغت ... تسمیہ ... علیہ الرحمۃ دایرہ نقطہ

الف لام میم ... در ... بیان ... حای

نمودہ ... در تضمن ... اراده لطف ... بادتی

... در ... الا ... و د

... وسع ذالک ...

مصنف علیہ الرحمۃ

[illegible] اراد از ذکر [illegible] این جا دم شود از حروف

[illegible] ذات [illegible] صفات و کمالات علیحده علیحده

مفهوم و در [illegible] حقیقت [illegible] دیگر در صورت حروف [illegible]

در تسمیه شریفه [illegible] معانی [illegible] حقیقی دیگر

نسبت لاهوت وغیره متضمن بسیاری است [illegible] تجدید [illegible] دایره

نقطه محض است حقایق ذاتیه را و حقایق دایره و محیط دایره که مراد

از دایره و محیط دایره مرتبه کمالات و صفات است مراتب را کیفی محض بلا زیادتی

کما یقولون اهل الکلام در عینیت کما قال الصوفیه الوجودیه فی الکثرة وسموه

تسمیه منجر شده مرتبه ذاتیه نقطه است محیط الف لام میم را یعنی کمالات را که

دایره محتاج اند ازان عبارت است و میم دلیل بران است چون میم در حروف ثلثیه

داخل است در ذکر حروف ثلثه منظور مصنف علیه الرحمة درینجا حرف میم است و میمون

تسمیه نسبت کمالات صفاتیه دایره است در ظهور تفاصیل صفات الا که پس تسمیه

شریفه حقایق الف لام میم را معیت یعنی کیفی محض مشتمل است ظهور حقایق

مراتب را باطلاق محض یعنی عینیت و غیریت نیز مع ذالک تفصیل هر سه مرتبه

عالیه است ذات و صفات و کمالات تا این ذکر مراد حضرت مصنف علیه الرحمة مجملا از

ابیات ثلثه وحروف الف لام میم نوشته شده در حاشیه علمحده این ابیات ثلثه

نیز در مفصلا بتحقیق دقیق نوشته شده لهذا نسخه مشار الیها همراه این خط یابند

ناشیه ابو ثبت [illegible] برای این ترقیم یافته سوال و جواب قریب بسطر

[illegible] نامه نافع الحمد لله علی نعمائه والصلوة علی رسوله سید الکونین

وسیلة المتحیرین آثار رحمت حسب استعداد عالی مظهر انعامات متعالی انفعه الله سبحانه

بالنفع الکثیر از فقیر حقیر [illegible] السمی بعبد بحسب الاسم مطالعه فرمائند رقیمه مشتمل بر پنج فرد

علحده که متضمن سوالات خوبه بود شرف ورود [illegible] سلوک هر لطیفه را با ولد دات

آن مرقوم بود [illegible] خوبی آن [illegible] شمارت شکر آمد که باستعمال هر لطیفه به پنج روز

عجائبات از [illegible] گرد [illegible] تخیلین متعلق با [illegible] اسمی ترقی

نمی [illegible] و لذت [illegible] باد [illegible] اسمی آمدن نمی دید مگر به لطیف

شتقانه همه سلوک که لطائف [illegible] اد [illegible] برای [illegible] اسمی است چه [illegible]

مسمی بحقیقت عطا [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] ولا محض [illegible] [illegible] [illegible] حقیقی و لذ [illegible]

باید بود کما قال شیخ المشایخ سید عبد القادر جیلی قدس الله سره السامی من

اراد العبادت بعد الوصول فقد اشرک بالله العظیم سبحانه [illegible] لطیفه

برمعانی

Marfat.com

زمان و ... حسن ... ج ... س

... ا ... ت ... بد ... ف

ا ... اوقات ... کنید انکه چون بوده ... اگر ... ت ... الکو

شده است شده و سعی در اوقات حتی الامکان باید داشت و بفضل

کوشید با انکه اشتهار شده سعی ترقی نموده بغیب حقیقی که فی الحقیقة مسمی است او

بنفی توجه به بی توجهی باید پیوست در عین بی توجهی ظهور دقت باید

کرد تا توجه خفی رخت بربندد و از نایافت بحقیقت نایافت بنوازند

و ثمره بی توجهی علم حضوری است باید این علم حضوری حقیقی را

از حصول علم واجبی شمایند اگرچه این مرتبه در علم از علم حصولی است الله

چنانچه فرموده فرد علم حضوری کجا و حصول علم کجا ببین تفاوت

ره از کجاست تا بکجا اما هنوز واسطه علم واجبی که داخل و وصول صفات گشت

ماهیت دلوی از زاویه بیلایست اگرچه در اینجا این لوی زاویه از

زاویه علمای ظواهر فرق عظیم دارد و وصل انبیا بنفس ولایت

انبیا تبعا بهره مند است پس اگر بنوازند بفضل اخص الخواص بهره

نمایند بنظر بصیرت بی توجه بباید که ذات تعالی علیم است و علیم قابلیت

ذاته اوست و ذات بذاته بصیر است و بصر قابلیت ذاتیه اوست قس
علی هذا فی جمیع الصفات در نبوا انکس بهره مند متحقق بالصفات از مرتبه
نبوت انبیا علی نبینا و علیهم الصلوة خواهد بود بعد از ان اگر محمدی
المشرب است در بهره مندی کمالات مرتبه نبوت از بهره مندی مرتبه
نبوت نبی خویش علیه الصلوة والسلام بتدریج یا بالتعجیل با خواهد بود ذلک فضل
ذالک فضل الله باز بر مرتبه یاد داشت مسمی تا کید مینمایم که چون لا
بیاد داشت مسمی بی کیفی پیدا اید مقصود رو بما نخت باید اورد واگر
احیانا قصد آید پیدا با ید گشت و نمسمی باید شد همت عزیز من هم مسکن
دوستی ا انجا خواهد و این بیوسن لراحوور رستن است دیگر اگر فرد علیحده
متضمن احوال دوست خاص احبابان بجواب در هر مقام نخ دافقرا
ناقصانه مقلدانه متحقق محققانه بعینه مرسول داشته باقوف
عرایضه بنظر خواهد آمد اگر احیانا چیزی سوال باقی ماند مطلع سازند
مکتوب بیان محمد الهدین صدور یافت الکا باش که صورت متخیله محض
ترا اسن خیال است باید دانست که صورت در رنگ و شکل هر چه در
دانش و بینش اید لازم نفی انست اگر در دانش آید سالک را العکس

مکتوب ملا ... از ... در ... ...

از نبوت

از صورت تنها بتحقیق اقربیت و معیت و احاطه خود صاحب حسب تراشنده
صورت را از صریح علاقه‌ایست بی کیفی نسبتی معلوم خود میشود احاطه و معیت بحیثی یعنی
بتراشنده صورت صریح ظاهر است که تراشیدن صورت بی اقربیت و احاطه
دغیر ذالک محالست چراکه تراشنده صورت اگر از صورت دور باشد چگونه تصرف
کند و صورت پیدا آرد و با وجود معیت و احاطه بیکیفی بحیثیتی یعنی تراشنده صورة
باوجود این که خود به اقربیت کمال صورت را تراشیده اما خود در مراتب صورت
جمیع مثل خود نمی باید پس مشکله است چون از تراشش حقیقت معیت
و احاطه بی کیف تراشنده را ثابت شد پس تحقیق یافت که چون
تمام ماسوی حق نزد حق با حق مماثلت و مجانست ندارد چنانچه تراشنده
را با جمیع صور تراشیده شده مماثلت نیست پس این تحقیق بدست
آورده صورت قدر تراشنده صورت را از ذهن دور کرده به بیکیفی محض
در ذات و صفات حق تعالی عارف بوده بی توجهی محض شاغل
ذکر ذات و صفات الله سبحانه باید بود اگر در فهم این عبارت
آید بهتر والا بالمشافهه ذکر خواهد شد مکتوب میان گل محمد صدر دریافت
الحمد للمحمود حقیقی که درین تعلقات پراکنده و حرص اکثره ذکر و فکر خود

Marfat.com

ان محب صادق را لذتی و شوقی بخشیده و از گلشن راز ریا معطر
بانوار عطا فرموده حمد بر حمد افزائید و هر دم از آنچه نباید باز آئید و واقعات
حسن اگر در بیداری ثمره آرند و رائی را انا فانا از قید تعلقات مذمومه
برآرند و از عیوب نفس آگاه دارند نعمتی است عظمی اگر همین رویا را
رائی را مغرور سازند و از امور مالایعنی دور نه اندازند بلائی است
بر بلا شکر این نعمت آنکه در بیداری در اطاعت مولی و متابعت
حبیب الله برهانه کمر محکم بندید و ازین و آن نه اندیشید اللهم
وفق المحبی علی ما امرته الجمعة من هو
وسیلة بظهور الاوامر والنواهی تصور نقط
در ذکر تا زمانی است که ذکر از قلب جاری نیست چون ذکر جاری باشد
بجای تصور یا سمانی ذکر ضرور نیز و تعلق با ذکر تا زمانی است که مذکور ظهور نفرموده
چون ظهور فرموده تصور و ذکر در حضور مذکور مضمحل میگردد بلکه در انجا ذکر عین
شرک اگرچه شرک طریقت است اما طالب را هرچه از پیر رسیده در پرورش
آن کوشد بیش و پس نیندیشد زیرا که همچون دانه اول که در زمین دل مرید تخم
نهاده پیر است سبزه شده شجره شده و بار می آرد اگر باغبان پرورش دانه

نکند تخم از کجا

Marfat.com

نباید شجره از کجا آید سعادت شعار احوالهای شما هم نور بخش امیدوار ذات با ثمر

اگر خیر را باستغراق کنند خود را با بسیار بدبینی از دردن شنوا اشعار دار برون

بیگانه دستش ها ها انجمن زیبا از دستش کم بود اندر جهان ها ها برای دفع خطره خوف

آیه کریمه ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون و بعد وصول رقیمه گرامی آب

نیمه وضو و مسده نوشته باشند مکتوب بهمان مثل محمد للقاء الحمد لله اولاد آخر رقیمه سعادت

پیوند عقیدت منش گل محمد فرحت بخشند حقیقت واقعات لبریز بخش است و صحت واقعات

از لذت باغش ذکر اعمال صالح در بیداری است امیدوار لیست باید واقعات را آن هم

بیداری ظهور میکند باشند وار خودی را ثابت برآورده بهشتی دمار ادی آرند خود را

همه این ثمره ذکر نفی با سوی است لیس لازم که سعی بلیغ در آمد رفت نشست برخاست

بران دارند که پاس انفاس بذکر عالی متحقق شود همه بخلق مذکر شده باشند بالغه

صبر را شعور کرده باشند صرف اوقات بر ادای اوامر غنیمت دانند زیرا که سلامتی

حواس را بجز واند شد اند و لا صحت باشند بعد و شوار شدند آثار خوشنودی نوشته باشند کشیده

رسیدت ترز دماغ مانند خبر خیریت برادر عزیز شیخ اسعد باد مردم باشد از فقیر یاد دعا

و جماعه فقرا خصوص محمد فاضل و محمد عیسی سلام خوانند الغائبان گل محمد

بوردو رقیمه مخلص کل صفت فرحت افزود دست دعا بجناب الهی آن مرد دانسته آمد

نکاریکه حصول رضا باشد مشغول شوند اخوی گل محمد وی بمحبت محمدی حق نفس دنیا هند

مکنون بعربری صنوده مستغنا گبه اصطلاح بعضی بزرگان که خود را طایفه احمدی

میگویانند نوشته بودند که دایره عالم مثال را بر چند چند مهاسد و سرا اواکثر را عالم

مثال میگویند بر دیگر حق تعالی را بجای عالم جزئیات تفصیلی انکار دارند این قول شان

انکار احمدیه طایفه نسبت خود را ... میکنند حضرت باقی طایفه احمدیه قدس سره العزیز

در تفسیر فاتحه در شرح کلمه رب العالمین عوالم را از قیاس بیرون فرموده اند و فرموده اند

معراج حضرت فوق سموات چون تشریف بردند قطار شتران روان دیدند که از اول

رسیدند که پایه اول این قطار را ندیدند و نه از آخر آن ... عرض کرد که ازان

روز که پیدا شده ام این قطار را همین طور روان دیدم باز حضرت سرور صلی الله علیه وسلم

... این عرض کردند که خداوندا میخواهم که آنچه پوشیده است از حقیقت

این مطلع شوم حکم شد که یک شتر را نشانه زده چون نشان زدند ... سید

که بر گرسنه دو صندوق نور بار است چون ... یکی صندوق را

پرده دور کرده اندرون نظر کردند چه بینند که مثل این عالم در صندوق عالمی

در ... این عالم ظهور شده در کاشانه ... حضرت صلی الله علیه وسلم و غیر عالم را

حشر داشته فرموده اند پس ازین قول معلوم شد که علم تفصیل عوالم خاصه

تجلی

حق سبحانه است از حد بیان بیرون است و نیز صاحب الطریقة الحسنیه در مکاتبات
الاسرار حق سبحانه را عالم کلیات و جزئیات فرموده و منکر را که عالم جزئیات
نداند ملحد و مبتدع فرموده و بر خلقت سموات آیات ناطق اند چنانچه
خلق السموات والارض وما بینهما فی ستة ایام فرموده در عالم خلق
داخل ساخته نه در عالم مثال پس باید فهمید که قایل این قول میتواند که از
طریقه حسنیه چیزی سند کرده اما کما هو مطلع تصنیف حسنیه خواهد بود اما این اصطلاح
که الطریقة الحسنیه منسوب میسازد بسبب نارسیدگی است و آنچه در حالت
وحدت وجودی و وحدت شهودی بعضی عزیزان سخن میگویند در دو
حالت را معاً قایل اند متفقا اگر آن عزیزان منع جمع هر دو نسبت در آن
احد سفر بالمنید درست است که بی عروج از اول ظهور نسبت ثانی در تحقیق
آن متحقق و اگر سفر باشد که هر شخص که به نسبت وحدت وجودی مشغول شد
از هر دو هر گز نسبت شهودی روی نمی نماید و همچنین بالعکس این قید
ممنوع است مسلما است که نسبت شهودی اید و وجودی نه اید و بالعکس
دل است که بر شخص واحد اول نسبت وجودی ظهور نماید بعد از آن
عروج میسر آید و نسبت شهودی جلوه کند اما هر که به نسبت شهودی اول

Marfat.com

وصول پیدا کنند به نسبت وجودی هرگز نزول نخواهد نمود مگر نادراً والنادر کالمعدوم
ازانکه نسبت توحید وجودی از لطیفهٔ قلبی خیزد که مقدم است بر جمیع لطائف و نسبت
توحید شهودی از لطیفهٔ روحی ظهور می‌نماید که فوق از لطیفهٔ قلبی است توحید وجودی
بسبب اتصال عنصری است که قلب را است در ملاحظه کثرت بوحدت راه می‌یابد
لهذا موجودات متکثره را وجود واحد می‌یابد اینجا تجلی حق سالک را است و تجلی اسم
الرحیم است که بحکمت بالغهٔ خود او را در کثرت عنود ارجمند تضعیف استعداد سالک
و چون سالک ترقی ازین نموده به لطیفهٔ روحی رسید لطیفهٔ روحی که از اتصال عناصر
میسر است در عین تعلق بدن از عناصر منزه گشته و غلبهٔ عناصر که بسوی کثرت
میکشند فرونشسته بی امتزاج عناصر بوحدت او خواهد آورد در کثرت از نظر خواهد
برداشت صاحب وحدت شهودی خواهد بود و شهود وحدت قطع نظر از کثرت
ظهور خواهد فرمود اینجا تجلی حق بر حق خواهد نمود و این تجلی اسم الرحمن است بعد
آن سالک چنانچه در لطیفهٔ روحی از تعلق کثرت خلاص یافته بود همچنین در ترقیات
بسوی فوقانیه از شهود خلاص خواهد یافت زیراکه صاحب شهود اگرچه از کثرت گرفته
خلاص یافته اما او خبر اخبر یافته کثرت است که در شهود مشهود است خلاص یافته بضعف
استعداد و قلت بصیرت و چون بیان لطائف دیگر طولانی میخواهد قلم را اینجا کشیده

ا۔ ماخذ

مهمان فرد [illegible] تا آنچه مرقوم بود اگرچه امانت [illegible] جا فاستم [illegible]

[illegible] الله که باشد [illegible] امانت عام نخواهد [illegible] ازی در امانت عام [illegible]

هرکه [illegible] را امانت حقیقی [illegible] امانت [illegible] مرشد [illegible] ادکی از سه قسم

[illegible] داده بود [illegible] [illegible] است [illegible] شد [illegible]

تلمه [illegible] امانت [illegible] [illegible] مرشد [illegible] کردن [illegible]

[illegible] از [illegible] اعتبار ساقط بود [illegible] رشد داده امانت [illegible] [illegible]

[illegible] اجابت [illegible] بود [illegible] از کمالات اصطلاحیه [illegible]

استعداد سالک [illegible] اجمال امانت حقیقی دارد [illegible] [illegible] ان

را [illegible] ان شاء الله تعالی بهذا السلوک فی الحقیقة امانت

[illegible] خواهد بود اگرچه فی الحال [illegible] صورت سلوک نمودار شود فافهم و بکر [illegible]

مرقوم بود اکنون آنچه عذاب [illegible] مستعد [illegible] [illegible] [illegible] بعد [illegible]

این وصی [illegible] [illegible] الاعلی عام خلق الله [illegible] جلائل [illegible] کرامات از جمله عالم

[illegible] ذکر فی الله سبحانه فی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] الله سبحانه [illegible] ظهور کمالاته للعالمین [illegible] و [illegible]

الحذار [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] رفعت [illegible] بود [illegible] علی الحسب

Marfat.com

بعداث الخلائق وانچه مرقوم بود که در ولایة خاصه اولیا ... مانت
مثل حضرت جنید وغیره بودند چگونه توان گفت که ایشانرا
علم حضوری وحضور علم اصلی نباشد رتحقیقا نامه را بیان باید
نه اسامی حضرت جنید را که انبیست هرکه در ولایة خاصه مصطلحه حضرت
پیر دستگیر حضرت بنوری است قدس سره و تحت لاولایة اخص واخاص
الخواص است البته در علم حضوری وحضور علم ظلی است حضرت جنید
قدس سره از ولایة ظلی ترقی کرده باشند چه ایشان را الولایة خاصه مصطلحه
حضرت پیر قدس سره نامر نیست کلیه باید فهمید ولا تکن من القاصرین وانچه
مکرر در تحقیق کمالات ... نوشته ... سابقا این تحقیق و فرق در تحقیق
حضرت الستار حضرت ... پیر قدس سره نوشته ام از انجا غور کرده بفهمند
باز مجمل ... هرگاه صور علمیه واعیان ثابته مصطلحه متوقیه قدس سرهم که ظلی
ولایت خاصه اند در مرتبه ثانیه که از محمدی است باشد و کمالات معلومات
ازلیه مصطلحه حضرت پیر ... در مرتبه اولی ... تفاوت صحیح
ظاهر است مقابله اعیان ثابته مصطلحه ... قدس سرهم با کمالات ... و
مصطلحه حضرت پیر قدس ... دل از این کی دوران از مرتبه ظلی ودین

در مرتبهٔ اصل ثبوت ایشان با غیبها کان النور بین الارض … و در مرتبهٔ اول غیب

محض کونیه و امکانیه معدوم و در مرتبهٔ ثانیه منبعجه اند و … بنسبت لنوز امکانیه

و بنسبت با تحت خود که موجودات منفصل اند کونیه محض اند پس در تحقیق حضرت

پیر قدس سره ثبوت است کونیه اطلاق محض فی ثبوت امکانیه تقدیری

در تحقیق صوفیه که در مرتبهٔ ثانیه است امکانیه تقدیری اگرچه شهادت را غیب

فهمند و مقید را مطلق دانند لیتضعف البصر کما هو شان هذه المرتبة بخاصة پس

حضرت مجدد چون حقیقت عالم را عدم محض فرمودند با عدمی لا ثبوت و

حضرت صوفیه چون حقیقت عالم را باعیان ثابته و صور علمیه نامیدند ثبوت

امکانیة المقدرة تحت ثبوت الکونیة المطلقة محقق شد و نزد حضرت پیر قدس

سره چون حقیقة العالم کونیة المحض المطلق الثابتة المتحقق عند غیبا بدله

فیهما و القدرة الازلیة التی لا دخل و لا شرکة للعدم فیها الا کما قال المجدد

الف الثانی قدس سره تشریک العدم مع الارادة فی حقیقة العالم التحقیق است مع ثبوته

لوی ثبوت در امکانیه … در مرتبة الامکانیة شهودها و ظهورها فی المرتبة

الثانیة التی یزعمه الصوفیة قدس سرهم غیبا این تحقیق تحقق شد که غیبة

العالم فی الغیب امر ثبوتی ما بالعلم و القدرة بلا شرکة العدم و اعیان

Marfat.com

الثابتة المذکورة فی تحقیق الصوفیة ظهور الاولی فی مرتبة المحمدی فیظهر
الفرق بین ثلثة المذاهب فرقا ظاهرا زیراکه تحقیق صوفیه در تنزل حقائق نور
محمدیست و بیان حضرت مجدد قدس سره در برزخیت لعله بترقی منه قدس سره
و تحقیق حضرت پیر قدس سره از اصل مرتبه کمالات صفات جل شانه
عزیزمن با وجود وضوح تمام چون مطالب عالی است بی جلوه تجلیه بسبب
بصیرت ظلی باین رسیدن نمیتوانند ذالک فضل الله دیگر اینکه بابعض
عزیزان که در کلام حق سبحانه سخن درمیان آمد و قیما بین تنقیح شده از فقیر
استفسار نموده بودند تحقیقا بموجب پیر دستگیر بنوری نور الله مرقده
تحقیق سبعة احرف چنین است فی سبعة احرف ای فی سبعة درجة
در مرتبه وجوب سه درجه مقرر فرموده اند نفس کلام نفسی و نور کلام و ظهور
آن کلام بر متکلم این هر سه مرتبه کلام ازلی است و بلا تعدد و تکثر و بلا
حروف و اصوات بلا کیفیة و این کلام را ظهور ثانی در مرتبه شهود اول
بنقش مدعا محض اینجا نیز حروف و اصوات نیست واما کیفیت مجهوله
متحقق اینجا ظهور اطلاقی است و تقییدی ظهور نفس کلام که ظاهر
محض است اطلاقا و ظهور کمالات مخفیه کلام که بذاته در خفاء محض اند

و این مرتبه ظاهر تقییداً و اطلاقاً تقیده کیفیة مجهولة و این مرتبه بغیر شهود اول
معلوم دیگری نیست ولو کان ملکاً مقرباً لحق سبحانه بمحض فضل خود
این نفس مدعا را چون خواست بلباس حرف و صوت نورانی محض
بر مهبط جبرئیل ظاهر ساخت کما قال ان جبرئیل سمع صوتاً والا علی کلام الله
علی ما اراد الله این هر دو مرتبه یعنی نفس مدعا و حرف و صوت نورانی
بیواسطه مخلوق مخلوق اند و تصرف هیچ مخلوق درین مرتبه نیست و این مرتبه
حرف و صوت نورانی را نیز بی سمع جبرئیل در مرتبه ملکی و روحی هیچ ملکی
مسموع کردن نمی تواند لعلو درجته و چون برای ابلاغ این وحی بحضرت
جبرئیل حکم میشود بلباس حرف و صوت جرمانی خود بر حضرت انبیا
صلی الله علیه وسلم بر اوقات مخصوصه و محال مخصوصه بر امت تعلیماً لحرف
و صوت جسمانی خود بیان میفرمودند درین حرف صوت جرمانی و
جسمانی تصرف ملک در اول و تصرف حضرات انبیا اثر ثانی واقع
حضرت ایشان قدس سره بیان تفصیل سبعة احرف چنین فرموده اند اگر
خواهد که بعینه عبارت حضرت پیر قدس سره ببیند در خلاصة المعارف
تصنیف ایشان نظر خواهد کرد و مکتوب میان عبد القادر در عدم وقوع رویت

Marfat.com

از دنیا تحریر یافت باید دانست چون سالک تحقیق علم در مرتبه علم
حضوری است و اصل این مرتبه مرتبه است اما جبلاً و چون بحضور علم رسید
دانست که این حضور بعلم او سبحانه است و مرا مظهریت علم او تعالی
نواخته اند درینوقت مظهریت علم بلکه جمیع صفات بیان علیه یکمند
که بغلبه مظهریت بصری گمان می برد که حق را می بینیم درین دید مغلوب
میشود و حال آنکه نمی بیند چنانچه در مرتبه علم حضوری علم حضور را علم
خود میدانست لهذا درینوقت در حضور علم مطلع شد که بعلم واجب
تعالی می دانم جهل سابق که بعلم خود میدانست برخاست اما اینکه بغلبه
مظهریت میداند که می بینیم هنوز جهل مرکب بصری بصره باقی است چنانچه
در علم حضوری جهل در علم بود و چون بحضور در حضور مشرف شد
دانست که ذات بذاته علیم و ذات بذاته بصیر است مراخبر یقین اینکه هو ذات
بلاته بصیر است بهره دیگر نیست و خصوصیت بصر باکه برویت او تعالی برخیاب
گردد موقوف بر آخرت و بهشت داشته اند درین حکمتی بالغه است و درینولا
به تعیین مکاشف از مظهریت ترقی نموده در به یقین رسیده و بخبر یقین مکاشف
که هو بحوده بصیر است حق سبحانه مراخبر یقین مکاشف هیچ بذات در ظهور مظهریت

بصری مرا به آخرت

بصری را بر آخرت داشته‌اند در این وقت زعم رویت از راه مظهریت
بصری که بر جز در آن است بر جا است در هر دو سر دو من مرتبه از اخص الخواص گشته
از عارف محقق در این وقت اگر بدات بحت جامع صفات علمیه وارد مظهریته
را اندر اتحاد اند ما جا در وصول ذاتی دارد بخلوت خاص مشرف گشته مع
جلوت ابا با که مظهریت است و در دقت مظهریت وصول الیقینی
بخلوت خاص اندر اتحاد دارد اما بارتفاع جهل که زعم رویت بود این تشخص
را در هر آن دو عبد میسر است اصالت و اندر آنجا هم در مرتبه یقین خاص
هم در مرتبه رو بمظاهر و لبس و آنکه رسیدن بمرتبه اخص الخواص حقیقی را
برهان آنکه آنچه زعم رویت بصری پیدا شده بود و از حقیقت
رویت کمال بر درده بود پرده برخیزد و لیقین پیدا شود که در حق مومنان
رویت بصری در بهشت منحصر است و ظهور خصوصیت مظهریت بصر در
بهشت است و اگر کسی داند که می بینم داند که تتمه شهود خفی در دید
او باقی است که نمی باید چنانچه توجه در ولایت اخص باقی بود اما نمی
فهمیدنی همچنان در مرتبه حضور علم تتمه شهود باقیست که برویت قایل
است و نمی فهمد لقلبت البصرة مثل زن مستحاضه است که از ایام طهر

Marfat.com

وحیض مطلع نیست استحاضه را که با حیض فی الجمله مناسبت است بسبب جهل
حیض می انگارد چون علم پیدا کند و در ایام طهر و حیض تفاوتی صریح یابد استحاضه را
استحاضه داند حیض را بر ایام مخصوصه خود یقین بندد ذلک فضل الله یوتیه
من یشاء مکتوب بفضیلت مآب شیخ محمد اکرم الحمد لله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی
لولا ان هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق مخاطب دانا با تمیز فضیلت
مآب شیخ محمد اکرم خلاصی از قول الزاید اهل الشرع و علی تحقیق اهل التحقیق
رساله در بیان اصطلاح حضرت میر و سکر نوری قدس الله سره ارسال کرده
فوایدی که در آن بیان آورده چون اگرچه اکثر مراتب خلاف اصطلاح حضرت
میر بوده اند و در خلافیات اصطلاح بیان منحصر نیستند اما چند مرتبه که صریح البطلان
نموده اند در تحقیق الهام فوق در حق بابا الفضل الله سبحانه و بسرکت حضرات
انبیا علی نبینا و علیهم الصلوة والتسلیمات و حضرت میر قدس الله سره بحسب فهم
رکیک خود چند کلمه بیاران اتالی از امتیاز نوشته شد اللهم ایاک نعبد و
وایاک نستعین لکالکان و بیکا الکمان را لازم که از راه ادب پیش
ولیس نه زند و سطر عبرت برین چند کلمات نموده از آن راه نفس الامری
انکار نشوند اعوذ بالله من الشیطان الرجیم هیچ مدرکه ظاهری و باطنی

تمنای فردا باقی نماند منشاء این تحقیق و ماخذ این بیان ظاهر آنست که
حضرت پیر ما قدسنا الله بسره الاقدس در خلاصة المعارف در فصل
سیوم از باب دویم از قسم ثانی در بیان حقیقت علم حضوری فرموده اند
که چون وجود از ذات و صفات از غیر حق از خود و از غیر خود برخاست محض
بحضرت واجب تعالی بالتحقیق بیقین صادق بی تردد قرار گرفت اما
یقینی که محض کشفی باطنی نباشد بلکه در ان یقین حواس ظاهری و باطنی
بیانست عقلی و نقلی و علمی همه یکجا حکم گرفته باشند انتهی و ظاهر است که
مراد از ظاهری درینجا خیالی عقلی و وجدانی قلبی است نه دید بصری چه
مراد آنست که ایقان و اطمینان مرتبه علم حضوری از محض تخلیص سری
میسر نمی شود تا که خلو متخیله هی در جمع نگردد و متخیله حکم تجرید نکند چنانچه
کلام الحق خلاصه برین مدعا روشن برهان است و آن اینست که چنانچه در
یقین و ایمان سماعی تقلیدی همه را برابر شکی بوده اکنون درین
یقین و ایمان وجدانی موهبی بی کسبی هم برابری شکی و بی شبه و بی
تردد باشند الی قوله هر چند در سر تو کس خود غور رسی میکند که اما هیچ معلوم
نشد غیر از وصول یقینی هیچ بهره از آن نصیب خود در نمی یابد و این است علم الیقین

اهل کمالات مرتبه ولایت انبیا علیهم الصلوة والتسلیمات لا قوله لیس این علم حضوری
باشد وچون تحقیق کرده دریافت که مارا هیچ ادراک ذات و صفات تعالی
داده نشده معلوم نیست پس ذات که فی الحقیقة این حضور بآن مرتبه منزه نفس
علم را که از صفات واجبی است سبحانه الی قوله ای عزیز پس این باشد
عین الیقین اهل کمالات مرتبه الا انبیا علیهم الصلوة والسلام که بحضور
نفس صفت العلم مطلق تعلق دارد انتهی سبحانه منفرد اند که دریافت حقایق
حضور و حضور حال است که هرگاه تحقیق نمود علم غیر ذات غیبت به حضور
ذات دانسته شد که در ابتدای علم است و صفت زائده غیر ذات
الی قوله پس دال کمالات خود بخود حاضر است صفتی غیر ذات شده که نزد
حاضر داشته نشده حضور در حضور و است حق الیقین اهل کمالات مرتبه
ولایت انبیا علیهم الصلوة والتسلیمات والتحیات که حضور صرف است
انتهی و بیان کمالات ایشان که درین مقام هیچ [illegible] مرتبه ثلثه
مذکوره به ثبوت رسید [illegible]
[illegible]
انوار قدس [illegible]

در حق این منع

Marfat.com

بین این [illegible] مطلق فرموده باشند و بینید این [illegible] از این قوس [illegible]

سر در باب [illegible] ربط و ده باشند انتساب المعارف بکه کرده [illegible]

داد [illegible] سود دیگر اما ظهور حصول اتفاقیه که [illegible] مین که تمنای [illegible]

باقی بماند خالی از دو وجه [illegible] بالارم نیست [illegible] مطلق رتبه علم حضوری با

حضور علم را و [illegible] است بر حجاب این در مرتبه [illegible] انسیاق عبارت

[illegible] ذات [illegible] ائمه علیهم الصلوة والسلام باین کشف [illegible]

و رفع حجب خارجی در دنیا الالتقیه آمدند و دولت این کشف غطاء و عدم

[illegible] اهل [illegible] ان شدند و حال آنکه [illegible] تمنا نرفتند

[illegible] حضرت [illegible] موسی علی [illegible] علیه الصلوة والسلام [illegible] تمنا در

دنیا لحظات [illegible] مواعات گشته [illegible] علی نهاد علیه

الصلوة والسلام [illegible] را از روی [illegible] دیده [illegible] حضرت [illegible]

و امرا [illegible] انکه مامور شدند و [illegible] ان محمدی

علیه الصلوة والسلام [illegible] را [illegible]

[illegible] را و [illegible] مسلمان [illegible]

علیه الصلوة والسلام را [illegible] نشد در [illegible]

Marfat.com

وحضور علم که بمن مرتبه که فی بها است حال انکه این عارف کامل از اربر
همین دو ملک و اول محض ثابت نمیابد زیرا که میگوید که وصول بر علم
حضوری بی مالی کامل است چنانچه از روی فرد باقی نماند و نیز ظاهر است
که بی حصول کشف بصری از ری دانا باید پس برین تقدیر ازدو
مرتبه باقیه بر نسبت فنا ... ا ... و حلف رباید دانست که حضرت سیدنا
قدس الله سره الاقدس چنانچه در عبارات اله ارار تفاع حجب خارجی
ربرده ابرای عیرعبا ... اد لمه السلام اشان منع ... ده اند بحجاب
رعبارات دیگر تجاسع نموده اند و حضرت نبی اکرم را صلی الله تعالی
علیه وسلم ... واح مخصوص داشته اند و در قسل اول از باب ثانی
ار ... هم خلاصه ... ف ... اورده اند که قطع حجب خارجی هیچ کس
نیز ... بحز رسول صلی الله علیه وسلم بحجب جسد و روح اما بحجب روح
بی بصر جسدی دیگر انبیا را هم علیهم الصلوة والسلام در دار دنیا و بعض
اوا ... اا است ... ی علیه الصلوة والسلام هم حاصل است علیهم الرضوان
الرحمه فلعله بند هم از ینجا است که العلماء ورثة الانبیاء و علماء امتی که
ا ... ا ... ا ... ا ... ول ... هم ... سل ... م از ... ثانی

از قسم دوم

از قسم دوم فرموده اند که بعد از بسیار سلوک چند اذکار و افکار و تصورات
بعد از بودنی حیز در تجلیات صوری و نوری و معنوی واقع شود الی قوله خیالی اگر چه
از انجا بمی برآید الا بعضی از ینجا است که میگویند خدا را باسم و رسم در ان چشم
سر بتوان دید پس هر چه منظور و محسوس است بیکیف نیست هر چند بیکیف
دانند انتهی و در فصل ششم از باب ثانی آورده اند که چون بوصول قدمی
الحالت فی صوری به نهایت ظاهری و باطنی شخص چون بمعراج خاص بود پس
بوصول نبرد در حالت اداء نماز حیثیت کمال حضور حضرت اقدس الی آخره
مخفی نیست این عبارات که رویت در دنیا خاصه حضرت حبیب الله است صلی الله
علیه وسلم و غیر او را اسلا روا نیست در ثبوت مظهریت صفات را یعنی آنست
که هر گاه که صفت علم خود را با غیر خود ظاهر باشد علم حق را سبحانه باوی ظاهر
باید این را ظهوری و هر گاه بر غیر مخلوق نظر کار و لیکن حق الحق نسبت ظاهر
حاضر باید بر ولا غیر خود را ظهوری بواسطه مرتبه کمال الذی استوی علی هذا المقیاس قوله
ذاتیت ذات تعینی است باید بر گذشت گویم اگر تعین ادراکی مراد است ان
خود از مرتبه علم حضوری و اپس مانده است در همه مرتبه گنجایش دارد که احتراز
از وی لازم کرده و اگر هویت غیر مفهومی مراد بود درست که در مرتبه

Marfat.com

نیز ذات بلا صفات و کمالات بخصوصیة بلاکیف دیدن لازم آید

دیگر عجب از دانایی قایل رویت آنکه خود را مظهر اتم ذات و صفات و کمالات

نمی شمرده دارد مظهریت بعلم حق سبحانه خود را علیم و بصیر او تعالی بصیر قرار

داده بگفته که باین مظهریت چنانچه حق تعالی خود بصیر ذات بحت بجامع صفات است

ما نیز ذات بحت جامع همین بصر بصیر ایم و اندیشه نکرده که هرگاه حق تعالی

با هر جمیع عالم خلق و عالم امر است و من در خود هیچ از این انکشاف امور

مقدوره نمی یابم پس ذات بحت که بیکیف صرف است و غیب محض باین

چشم تقلیدی ظلمانی چگونه ببینیم زنهار تا تیکه پیش و پس و تحت بالا شش اعالی

بهشت را دیدن ما برابر نشد این فهمیدن من بیجا است و از حق دور

بلکه ترقی کند و با خود گوید که اگر لو فرضا عالم ملکوت را هم با جسم تو هم و مثل

همه شیاطین نفسانی بدنی و بصری از راه مظهریت لم حقیقی عطا فرمایند

چون در دنیا نزد علما بعض و بعض صحابه که امه از رویة حق سبحانه یک مرتبه

یا دو مرتبه جاه حضرت سرور کائنات است پس بدانیم که این دیدن در دنیا

وهم محض است و ادراک چنین وهم خلاف سنت و جماعت اعتبار موجب ضلالت است

دیگر عجب از آن زنده و فهمید که فهمید در جهل مرکب ماند حق تعالی از چنین

قایلان از جهل

Marfat.com

قائلان را از جهل مرکب برآرد و بر نفس الامر بینا کند در قصیده منظومه متفقه

علماء اهل سنت [illegible] فرماید در حق این چنین قائل فرموده   من قال فی الدنیا

اراه بعینه فذالک زندیق و طاغی و تمردا   و خالف کتب الله والرسل

کلها و راغ عن الشرع الشریف و ابعدا   وذالک ممن قال فیه النها

یری وجهه یوم القیامة اسودا   اما چون قائل این قول سنی و از اهالی

جماعت [illegible] قول را در حالت سکر و شهود باید گمان برد و مثل قائلان

غیبت معذور باید داشت که شهود السبب [illegible] و مجهول الکیفی ذو

شبهه [illegible] که [illegible] فرموده که صاحب حال معذور

[illegible] خود را از اهل صحو میگویانند

و معلوم [illegible] که [illegible] توانند دو جهت خبر دارند علانیه

[illegible] الصراط المستقیم [illegible] اری الله [illegible]

اهل [illegible] اگر چه تحقق [illegible]

[illegible] اما داخل اهل سنت و جماعت [illegible] قوله و سبحانه [illegible]

[illegible] که وصول [illegible] الی اخر العبارات

اوقع فی بیان [illegible] قائل که از مراتب [illegible] و از علم خصوصی

Marfat.com

وحضور علم ترقی بیان کرده بحضور در حضور خود را رسیده دانسته و مظهریت اتم
قابل حتی که برویت اخروی برغم خود در دنیا رسیده تمام متابعت کمال آنحضرت
برخود نارسیده ازین معلوم شد که آنچه این را رسیده متابعت رسیده پس ازین تحقیق
ظاهر شد که اتباع علی نبینا و علیهم الصلوة و نیز آنحضرت صلی الله علیه وسلم در پی
نفی تبرک رسته کانه باوجود رویت دایمی کار عوام اتقایل تا آخر خاتمه سالک اند
نعوذ بالله منه سبحان الله این عجب رویت است که در عین ستر متحقق
چون اینجا رسیدم بسبب این عقیده فاسده قلم را نبد کردم و از بیان دیگر عبارات
که اکثر خلاف اصطلاح حضرت پیر بید سکوت ورزیدم حق سبحانه توفیقش دهد
وازین عقاید بتخویف ساخته بر صراط مستقیم آرد ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او
اخطأنا مکتوب بحاجی خداداد سید الطائفه حضرت شیخ جنید قدس سره
فرموده باشرف کلمه فی التوحید قول ابی بکر رضی الله عنه سبحانه من لم یجعل
لخلقه سبیلا الی العجز عن معرفته عزیزمن در قول حضرت صدیق رضی الله عنه
بیان معرفت من حیث الدرک والکیفیة است نه معرفت کما هو باسمائه وصفاته
بلا کیفیت و درک که آن بایمان بالغیب متحقق است بلا تفاوت لان الکیفیه
دران جناب والدرک معدوم و کلمه عجز که واقع شده هرگاه کیفیت دران جناب

معدوم بود

معدوم بود عجز از چه باری در نور محمدی صلی الله علیه وسلم که مجهول الکیفیت است عجز از
یافت کیفیت او اطلاق میتوان کرد که مجهول الکیفیة است و هرچند عقل عاقل در یافت
کیفیت ان غور میکند نمیتوان در یافت الا المجهول الکیفیة که علم کیفیت ان خاصه
علم علام الغیوب است پس درست افتاد که معرفت بالغیب حقیقی ممکن الوقوع است
و معرفت نور محمدی صلی الله علیه وسلم بالکیفیة غیر واقع الا المجهول الکیفیة و
در ذات و صفات الله سبحانه که بی کیف و غیب حقیقی است چون کلمه عجز
مشعر به طلب کیفیت است انجا که کیفیت معدوم اطلاق عجز از چه و در نور محمدی صلی
الله علیه وسلم اطلاق عجز بسبب عدم در یافت کیفیت ان معقول پس باین تحقیق
تاویلات شارح که در بیان عجز رفته حاجت نماند و در قول حضرت صدیق که کلمه
عجز واقع شده علم ان با نحضرت باید سپرد بیت ز دریای شهادت چون نهنگ
لا بر ارد سر تیمم فرض گردد نوح را در عین طوفانش مراد تمثیل است معنی انکه
چون لا در یای شهادت که مرتبه فنا است و از نهنگ مراد سالک است و مراد
از سر نشه فنا است یعنی چون سالک بمرتبه فنا برسد اموری که منع شرعیه اند
در وقت بسبب عدم ارتکاب ان امور مباح میشود چنانچه با وجود دریا که وضو فرض است
با وجود ان عذر ضروری تیمم فرض میشود بخوف مرض استعمال وضو منع است

مکتوب در جواب تعبیر خواب میان الهدین صدور یافته شیر موذیست
نفس بهیمی موذی تر نفس بصورت شیر کلان ظاهر شده خوب شد که رده شد
و الا مطیع خود می ساخت الغرض چون مسلم را نفس اماره از فریبهای مخفی صیغه نجات
که مغلوب بسازد هر چند فریبهای مخفی کرد علیه نیافت اخیار بتمام قوت خود بر ظاهر
بصورت شیر متمثل شده قصد هلاکت مسلم کرد حق سبحانه تعالی مسلم را بجناب نجیه
از فریبهای مخفیه محفوظ داشته همچنین از فریبها جلیه محفوظ داشت یک امید است
که مطمئنه گردد و مردان نفس عبارت از مطمئنه شدن است بشارت نیک است
امیدوار اطمینان نفس آن خواب بیننده را باید بود مسئله در سلم هفت شرط
برای جواز سلم لازم است یکی آنکه جنس مال را بیان کنند دوم آنکه مقدار
پارچه بیان کنند سوم آنکه پارچه ردی باشد یا صحیح چهارم آنکه پیمانه باشد یا بارکیل
پنجم آنکه پارچه در چه جا داده شود ششم آنکه در وعده خود خریدار برساند
یا خریدار خود برداشته بیارد هفتم آنکه در عین همان مجلس مبلغ قیمت
همان وقت به بایع بسپارد در آنکه در مبلغ قرض سلم جایز نیست مکتوب
در جواب واقعات بحقایق و معارف آگاه حاجی محمد امین حاجی
خداداد صدور یافته بعد سلام فقرا وصل

Marfat.com

[illegible] در [illegible] این خواب از معنی انه لیغان علی قلبی

[illegible] الله کل یوم سبعین مره او مائة مره بحسب اختلاف روایت

باید فهمید که در حین حیات خود حضرت صلی الله علیه وسلم فرموده اند حال آنکه

وقت وجود حضرت وصحابه کرام بود حالی این [illegible]

[illegible] که [illegible] اندرون [illegible] حضرت [illegible]

گشته بجایکه بسقف روضه مبارک رسیدن میخواهد [illegible] است چنانچه

[illegible] حضرت امتی امتی خواهند فرمود چون بعضی اعمال ناجیی [illegible]

[illegible] نالایق واقع شده اند مثل اب قدری غم را از آنحضرت فرو نشانده اند

وحاجی جیور را باید که [illegible] متوجه بطرف حضرت حق برای منافع ظاهری و باطنی

نبوی واخروی خلق بوده باشند تا حصول رضای حضرت سرور کائنات

شده باشد رفع غین قلبه قلبه میشده باشند زانی که بهر دانکس رفع غبار

در دل [illegible] حضرت صلی الله علیه وسلم رحمت بر انکس انداخته [illegible] واسطه

در ظاهر انکس اکبر داده اند بعد از حضرت صلی الله علیه وسلم و [illegible] خود را حاجی خدار

[illegible] می بینید چیزی تقوی طرفین تفاوتی واقع شده کما قال

الایمان عریان ولباسه التقوی در [illegible] اعلاج است [illegible]

استغفار نموده مان ارتقوی مرتفع کردد و انچه حاجی خداداد در خواب دیده اند که بر

پیشانی ایشان حاجی محمد امین بوسه داده و بحاجی چه می پرسند که شما

حضرت صدیق اکبر را دوست میدارید این بمعنی است تمام نسبت بلکه واقعی است

که بوسه پیشانی ازان خبر میدهد و از حاجی خداداد هم می پرسند که شما را حضرت

صدیق دوست میدارد در این بشر تحقیق نیست نه استفهامی بدلالت بوسه

بر پیشانی اما این خواب مشعر است برین که دوست داشتن حضرت صدیق

شخصی را از دوست داشتن ان شخص حضرت صدیق را محقق تر است

زیرا که از دوست داشتن ان شخص حضرت صدیق را رضی الله عنه دوست

داشتن حضرت صدیق او را لازم نیست از جهت احتمال عدم قبول دوستی او

و دوست داشتن حضرت صدیق ان شخص را از دوستی طرفین مشعر است

نزد فقیر تعبیر این خواب چنین معلوم میشود والله اعلم بالصواب

مکتوب بیان الهدین در جواب استدعای توجه عزیزی مرشد که مقصود از انچه معنی است

باید فهمید که شود نیست که یقین پیدا شود که هرچه هست باختیار حق است و هرچه

هست بر وقت خود ظهور میفرماید چنانچه در حدیث فرموده اللهم

اعطنی ایمانا دائما یباشر قلبی یقینا صادقا حتی اعلم انه لن یصیبنی

Marfat.com

الا آنکه [illegible] لی رسالة [illegible] بیاد این کرده است [illegible] رضا

او [illegible] حکایت سبب [illegible] باید بود و چلی ضابر [illegible] او

طالب ترقی و استقفا علی حکایت از ظهور نسبت تجریدیه [illegible] باید [illegible] ظهور

لطیفه فاو [illegible] عزیز من شما از آن [illegible] گفتم اگر چه [illegible] گرداند و در

زیادتی استعداد است و نقصان آن را خود هم بسیار است مقابله کمالات

حضرت میر قدس سره گفتم ادب اموختم که خود السید بجناب بزرگان مثل

و رحجه بی قوت باید شمرد و استعداد ضعیف باید پنداشت چون وقت تحقیه

نبود لهذا موقوف داشتم سوال معنی تخلقوا باخلاق الله حضرت ایشان

ای اتصفوا الصفات و اگر کسی سوال کند که ازینجا مشابهت بنده بحق

لازم می اید از انکه چون بنده متخلق باخلاق الله شود مشابه حق گردد

و حال انکه بدلیل عقلی و نقلی ثابت شده که لیس کمثله شیء اصلا شبه

باشیا و لا شبه شیء مکتوب تفصیل باب شیخ عبد الهادی طالب علم

در جواب تخلقوا باخلاق الله عزیز من این عبارت را معنی بحسب هر مرتبه ولایت

مناسب اهل آن ولایت است [illegible] ولایات موجب [illegible] حضرت جمع

پنج قسم است ولایت عامه و ولایة [illegible] ولایت اخص و ولایت خاص

خاص الخواص وولایت اخص الخواص است و اهالی ولایت عامه که بکمالات ظهور اند
وبرسوخ در کمالات مرتبه شریعت رسیده اند که من کل الوجوه تابع
نقل اند عقل را سهوا اینها که مقتضای رتبه نبوت است من کل الوجوه باحکام
نقلی متحقق شده اند بوی از مخالفت نقل در ایشان دخل نداده و نزد
اهالی ولایت خاصه که بجذبات صفات خداوندی مجذوب اند الرتبت
که اندکاک نسبت اضافات افعال که در ولایت عامه بخود بود در
تجلیات جذبات صفات خداوند سبحانه مضمحل میگردد و فاعل حقیقی بجز
واحد حقیقی موجود نمی شناسند تا آنکه در مرتبه ذات وصفات وافعال وجود
بجز مظاهر حقیقت شهودی باید بحدی که مظاهر مذکوره از نظر منخرند و نیز ظهور
نظر عین مظهرات می شناسند بلکه ظهورات مذکوره در ذات واحد حقیقی عین احدیت
ذات جامع می یابند و نهایت این ولایت اضمحلال التعینات است تعینات
کونیه شهودا و وجوبیه لا اذا اس هذا الاسرار القیاس لان هذا الشخص المصحح یحلل
تتحلق بالخلاق الذی لا دخل للقیاس والطلاقة فیه بالبقی من بیان تلمت
المراتب الباقیة من الولایات لا دخل للعیان الذی مناسب لاهل العقل لهذا
موقوف می سازیم ملتمس سعادت شعار نور الحسین صدور یافت

شفیق مهربان

تنق مهربان از الحسنین از شقی درمانده عبد النبی سلام خوانند یعنی آیة کریمه
والذین فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضاً برسیده بخوانند سه قسم است مرض
مثل موت را مرض وفاتی مرض موت خاصه کسانی است که در میثاق اول
و آخر سجده نکردند بنو ایشان این مرض مقتضی در آخر که است روز افزون
در کفر اند در کفر می میرند و کسانیکه اول سجده کردند و آخر کردند مرض او
فاتی خاصه انسان بسلامتی ایمان تا موت مبتلا بمعاصی اند و به از صاحبی
نصیب ایشان نسبت مذنب او وفاتی اند برکت ایمان جنت رفت
قلیل با کثیر نیست خواهد رفت و مومنان از فاتی اهل اند
اگر ایشان معصیت دارند از معاصی می بایند امیدوارند که
بی عذاب در بهشت روند طایفه سوای انبیا علیهم الصلوة
والسلام ایشان مرض ندارند اما طایفه الثالث الی بی عذاب
در بهشت خواهد رفت چون انا عند ظن عبدی فی حدیث قدسی است
الثالث الله تعالی بر مومن خود انا عند که در
نه اند والسلام این حدیث قدسی تمام نوشته انا عند الظن
عبدی فان خیرا فخیر وان شرا فشر المکتوب بجای خدا داد صد و شصت

الحمد لله الذی نور قلوب احبائه بمعرفته و الهم علیهم بالیق بمرتبتهم
باحبانه کما قال غوث الاعظم رضی الله عنه عن الهامه نقلا عن الله
سبحانه قال لی سبحانه یا غوث الاعظم الحال هنی جاز الدلیل بلسان
المقال فمن امن به فقد قبل و من رد الحال فقد کفر و من اراد العبادة بعد
الوصول فقد اشرک بالله العظیم عزیز من درین فهم فقه حال بر دو مرتبه است
حال من ظهور کمالات صفات اللطیفه فوجب قبوله و حال من ظهور
الکمالات صفت القهریه فوجب انکاره و رده فعلامت حال اللطیفه
متابعت الشرع احصامه الحال من کل وجه و حال القهریه نوعان الاول
الحال للمؤمن المبتدع و هذا [illegible] الطافین الرد والقبول فمن رده
قبوله السکوت افضل و الثانی الحال للکافر المتکبر و هذا قابل الرد و قبوله
کفر نعوذ بالله منه عزیز من طاعت مولا را شانه بر دو مرتبه است اول مرتبه
مبتدعی و متوسط را است که هنوز حجاب در میان دارد و آن را عبادت
نخوانند متوسط اگرچه من وجه حضور دارد اما هنوز فی نفس الامر
غائب است فللغائب لزم العبادة باللسان او بالجنان لتکون الموصلة
الی مرتبه العبودیه فصاحب العبودیت جانب الله سبحانه بلا حجاب ناظر

الی ذاته تعالی

الی ذاته تعالی و صفاته لیقع منه سبحانه بصیرت الیسری لسکوت الاول

لان اذا انیظر الی ربه ان یصیف ذاته بصفات الکمال بلا نقصان فهو صف

العبد الربه الآن شرک و کفر فلزم ترکه فی هذا المرتبة العبودیت کما قال خزننا

وهو الذا فی النظم الفارسیة بیت تذکر غیر حق او نیست غیر مطلق ؟؟

بذکر حبیب حق شرک است الحق مکتوب بحقایق آگاه شیخ عبد القادر

جهان آبادی صدر رفیت با حقایق آگاه مظهر الطاف الهی معمور محبت

فقیر طالب دریافت معانی شیخ صاحب انعانی بر لوح و مراتب ان که

تعلق بحکمه دارند و عدم الاطلاعنا علی الحکمة بالوجب الصیت بهره یاب

باشند لوح را ظاهر است و باطن یافت معانی خاصه کملان و اهل تکمیل ان شنیدست

باخوشه چینیان اهل تکمیل را چه طاقت که در بیان ان زبان کشاید

مگر آنکه بعقیده عدم اطلاعنا علی الحکمة الخ محکم باشیم و ظاهر ان بعلماء

ظاهر تعلق دارد اما چون سوال را از جواب چاره نیست قدری از ظاهر ان

بیان می نمائیم باید دانست چون انسان در شب بخواب مبتلا می باشد

فضل الهی به دو رکعت نماز سنت و فرض مامور کرده اند تا در ادای ان

درمانده نشود و بعد نماز فجر تا اشراق فضل و کرم برای کار معاش ...

خالی گذاشتند و چون از کار معاش ضرور به فارغ شدند برای تکرار شکرانه
ایزدی دو رکعت زیاده از فجر در ظهر و عصر افزودند اما برای وسعت وقت
ظهر در اول سنت چهار گانی و در اخر آن دو رکعت مقرر فرمودند چون
وقت عصر عرصه تنگ دارد بخیر چهار رکعت فرض تکلیف سنت ندادند
و چون وقت مغرب از عصر تنگی دارد یک رکعت از عصر در مغرب تخفیف دادند
و برای تنگی وقت مغرب فرض را مقدم داشتند سنت را بسبب تنگی
وقت مغرب بر دو رکعت آوردند و چون وقت عشا وقت اکل و
شرب ستی اللازم استبراست اگرچه وقت عشا وسعت دارد فرض را
مقدم بر سنت مقرر فرمودند بسبب وسعت وقت چهار گانی فرض مقرر
فرمودند چون وقت ستی بود دو رکعت سنت مامور فرمودند و چون طاق
در رکعات نماز روز و شب در کار است و مستحب است سه گانی مغرب در
روز و شب مقرر کردند و باقی شب را نوافل گذاشتند و چون قیام مقرر برای
نیاز و مناجات است قرات را فرمودند و چون در رکوع و سجود سرنگونی است
مناسب تسبیح است و چون وقت قومه و جلسه سر بالا کردن است و این
مقتضی تکبیر است تکبیر را خاصه حق دانسته به الله اکبر بیان باید کرد چون با ین حمد

ثنا بنده را اگر حق تعالی سامع این حمد و ثنا است پس ضروریه سمع الله
باید پرداخت و چون سمع الله را اعتقاد کرد متصل ان ربنا لک الحمد
مقرر شد و چون از همه مراتب و فرایض فارغ شد و الصلوة معراج المومنین
واقع است مناسب انکه ختم نماز به تشهد باشد تا مخبر از صلوة معراج المومن
شد و چون از همه مراتب نماز فارغ شد کلمه که بسلامتی از افات خبر
دهد و مبارک بادی بجماعه مومنین است وان السلام علیکم است متکلم
باید شد و السلام علیکم و علی من تبعکم مکتوب در جواب واقعات
عزیزی از مخلصان   نشه فقا متمثل شدن ذکر آب دادن از بالا نفرود
برای اراستکی حجب است و انکه ذکر الروح راحة گفته اند بدو معنی است یکی انکه
اداز روح لطیفه ربانی روح است در ینجا این معنی است که در مرتبه ذکر قلبی
تکرار محض می باشد اما مرتبه شهود وحدت رو نمی نماید اگر ظاهر هم
شود نسبت وحدت وجودی رو خواهد نمود و در مرتبه وحدت وجود تعلق
بکثرت باقیست هذا راحت موقوف بر توحید شهودی است با نتفار
کثرت و نظر بمحض وحدت لهذا در شهود راحت است همه را با بر حید
در شهود راحت است اما درین راحت ترکت نفس و خیال باقیست تو فیق

اللہ سبحانہ ازین نیز باید گذشت و بعدم راحت باید پیوست قال اللہ سبحانہ
لا تفرح ان اللہ لا یحب الفرحین دوم آنکہ مراد از روح حقیقت الثانی است
در لطایف تحتانیہ کہ ظہور کمالات حقیقت انسانیہ اندر راحت بے حرکت
خیال است و در حقیقۃ انسانی بعد قطع سیر لطایف ستہ راحت حقیقی است
بی تحرکت خیال و چون در مرتبہ بندگی حقیقی خوف و خشیت للازم عبد است
لہذا بہ لا تفرح تعلیم فرمودند و ظہور حضرت سرور صلی اللہ علیہ وسلم بدو
مرتبہ است یکی برای تخلیص سالک بر محنت و ریاضت این درد و سطاست
اما این اختیاری کسبی نیست محض فضلی است دوم محض برای نوازش
و این در مرتبہ کمال اکمل بہ اہالی خدمات قطبیت و غوثیت است و
این اہل مناسب را برای تحقیق خدمات ظہور حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم شرط است تا زمانیکہ ظہور حضرت نشود قوت تصرفات در ادا
خدمات پیدا نشود الغرض مبادی راحت ظہور باید اما این را محض بر حصول
رضای حضرت سپارد و بذکر محض مشغول میشدہ باشد مضطرب نبود
والسلام مکتوب بیان الہدین در جواب تحقیق اسولہ قلب کہ قلب
مستعمل نمودہ بسلطان چگونہ لایق معرفت ہا مولی شدو و صد زیارت
قال اللہ سبحانہ

Marfat.com

قال الله سبحانه در جواب ابلیس اعوذ بالله من الشیطان الرجیم ان عبادی
لیس لک علیهم سلطان الا من اتبعک من الغاوین پس از این آیه
قرانی ظاهر شد که انسان دو قسم است مظهر جلال و مظهر جمال و قلب خاصه
مظهر جمال است و مظهر جلال را در قلب شرکت هست مگر اوقاتی و آن
دو قسم است ابتدائی محض و انتهائی شرکت ابتدائی غیر معتبر است
و شرکت انتهائی معتبر و آن در انتها خاتمه بخیر می بخشد و این دو قسم
شرک است بهره از جمال می بخشد اگرچه بنسبت عصیان ابتدائی مستوجب
خواهد شد و در آخر ثمره جمال پیدا خواهد آمد المقصود آنکه مظاهر جمال را
فی الحقیقت الله سبحانه تابع انبیاء گردانیده و مظاهر جلال را تابع ابلیس
لعین کرده مسلمین را باید که بحسن ظن خود خود را خاتمه بالخیر و مظهر جمال
پندارد و امظهریت جلال استفاده از حق سبحانه بطلبد اگر بالخیر خاتمه یافت
این عمل استفاده نیز در پله حسنات خواهند انداخت و اگر نعوذ بالله
خاتمه بالخیر نیافت در ایام اسلام که عمل استفاده کرده این عمله باعث
تخفیف در عذاب خواهد شد ان شاء الله تعالی و اگر عمر تمام در کفر رفته الله تعالی
وارد اسد اوه کردم اند هردو سزا[ی] در عذاب خواهد شد رکی اعمال

اعمال ہم کسی باب بقیۃ الظمان بحسبہ مکتوب اصطلاح

اثناء ولی محمد محمود ربانیت اخوی مشفقی میان ولی محمد از فقیر عبد النبی سلام

خوانند رقعہ مشفقانہ متضمن طلب بیان مسائل مفصلہ رسید فرحت

فیت انچہ بیان نسبت اطنی خود نوشتہ بودند بمطالعہ در آمد اخوی

سلامت ہرگاہ نسبت بیکیفی جناب قدس تعلیم یافتند معائنہ الوان و تجلیات

وغیرہ را چہ مناسبت بہ نسبت بیکیفی مگر سابقا ظہور کردہ باشد نسبت

بیکیفی مانع از معائنہ الوان و تجلیات نیست آری تا زمانیکہ نسبت بیکیفی

احاطہ نکردہ اگر تجلیات و معائنہ الوان رو نماید میتواند شد رہا بدکہ جناب

قدس را منزہ از جہات ستہ بیقین باید دانست و علم حضوری و حضور

علم را شان علی است تا زمانیکہ نسبت بیکیفی کما حقہ جا نگیرد علم

حضوری کی است و حضور علم بعد علم حضوری کمال مرتبہ دارد در

ولایت انبیاء متحقق است و انچہ تفصیل اسامی نوشتہ بودند

نمودار ی بحر محیط بیکیف در بلی کیف غوث ہمی خشند برای دفع

خلل دماغ با جماعۃ مسلمین فاتحہ خواندہ شد خدا سبحانہ شفا بخشد

بعد تعلیم ذکر سلطان تعلیم علم کردہ بودند مراد از علم علم حضوری است

بانمودہ

هنوز وقت علم بیشتر است و علم حصولی علم مخلوق است و علم حضوری

و حضور علم موقوف بر تعلیم جدید است و معلوم الکیف ذات الله سبحانه

مع الصفات و مجهول الکیف نور محمدی است صلی الله علیه و سلم و معلوم الکیف

همه مخلوقات از و بیان احدیت و واحدیت و وحدت نیز موقوف

بر صحبت جدید است و واجب الوجود ذات باریتعالی است و جایز الوجود

معلوم است که موجود شدن او باختیار خدا سبحانه است و ممکن الوجود

مخلوقات موجوده اند اگر حق سبحانه خواهد عدم کند و اگر خواهد موجود دارد

و ممتنع الوجود شریک باریتعالی است که هرگز موجود نشدنی نیست در اینجا

معدوم است والمتقین الذین یؤمنون بالغیب کسانی هستند که بی

کشفی بکمال یقین بر الله سبحانه تعالی دارند شما باید که از جهات

ستة الله سبحانه را منزه فهمیده بی‌کیف یقین باید بست ان الله

لا یضیع اجر المحسنین والسلام مکتوب بحقایق آگاه میان عبد القادر جیو

صدور یافت مات الله کان و لم یکن شیء و لم یکن نوازشنامه عالی از جناب

... ما اوقات از اینجا که از رقم شده بود شنفتا از دفقیر چون وقت

... ارم و وقت عقابت کال ... تحفه قادر ... آن ... ان ... و در کیفیت

نماز که اوّل از آن متصوّر نیست فرض کرده اند و وقت ظهر را وسیع
کرده اند و وقت دو کشادگی طبیعت است چهار رکعت فرض فرموده اند
و چون در وقت عصر نیز فراخی وقت بسیار کشادگی طبیعت است
چهار رکعت ارفرموده اند و وقت شب چون بعد فراغ همه کار
دنیوی ماندگی ال است احساناً دو کرباً یک رکعت تخفیف داده اند
و چون وقت عشا نیز به غفلت آلوده است اما چون در وقت عشا
کثرت کمال و تمام نشد سبب در اوای آن اختیار دارد مشابهت ظهر
و عصر کرده چهار رکعت در آن وقت فرض فرمودند مع کثرت و قت
احساناً و کرماً و چون در آخر روز نماز وقت مغرب بر طاق بحکمت بالغه
اختیار افتاد بسبب کثرت وقت احساناً و کرماً در شب نیز به تعلیم
سنت سنیه بنماز وتر به طاق امر فرمودند و الله اعلم بالصواب
سوال فقیر صحبت الهدین قبله ایمان من سنتا حضرت موسی صلواة
الله علی نبینا و علیه السلام در راه یک شبانی را دیدند که با مولی جل شانه
باین کلام متکلم میشد که خداوندا اگر پیش من بیائی ترا شیر دوشیده
بنوشانم خفت ترا اندورم علی هذالقیاس بسیار کلمه بجناب حضرت

Marfat.com

حق سبحانه تا شایان معاتبه نگشته بودند می‌گفت قبیله گاها حضرت موسی
علیه السلام موافق امر که مامور بامر و بالغ از نهی بودند او را منع فرمودند که
این کلمات شایان جناب حق جلت سبحانه چون ازیشان رفته متکلم
معمولی شدند حالا شایان معاتب شدند که تو برای وصل کردن آمدی
نه برای فصل کردن آمدی قبیله گاها مست حضرت موسی علیه السلام
موافق امر که مامور بدعوت خلق الله بودند سبحانه کار کردند عالم غیب
نمودند که معاتب شدند و اگر این گفته شود که او از محبت کمال این کلمات
می‌گفت و خاصه جناب پاک بود که کلمات او پسندیده بودند ازین کار
دعوت در جناب معطل می‌افتد چنانچه بزرگان فرموده اند که اگر
کسی بر هوا برود و بر آب و آسمان اود اگر در وی یک سر مو خلاف شرع
یافته شود واو دا کاذب و مفتری باید انگاشت لهذا حضرت موسی را هم
او را از کلمات کفر منع فرموده دفع ازان امر جواز که انجیلین معاتب شدند
یقین است که فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة عنایت این چنین سبب
ارشاد شود از جدا و مکتوب در تحقیق عتاب حضرت موسی صلوات الله
علی نبینا در جواب میان الهدین صدر ریاست بمقتضای عقل عاقل

Marfat.com

وچه روا جیب است که برای توحید حق سبحانه عقل بمنزله نبی است اما در اوصاف او تعالی و معرفت تفصیلی چو شیء قیاس عقل کفایت نمی کند بنبی صلی الله علیه وسلم برای امور تفصیلی صفات و دیگر احکام واجب است تا تعلیم ان نماید پس چون ان شبان را دعوت تفصیلی صفات و احکام نرسیده بود و در مرتبه توحید الوهیت بی تردد بود لهذا معذور بود بسبب علم توحید و عدم لزوم حق احکام و تنزیه صفات سبحان بی ادبانه او موجب الزام او نشد لهذا این عتاب بحضرت موسی بود و عتاب دو مرتبه دارد عتاب لطیفه و عتاب قهریه این عتاب از نوع لطف بود چنانچه طفل لا یعقل را کسی از بازی منع کند پدر طفل تابع را گر نکند ملاطفت که این بازی طفل از نادانی است معذور است نظر بر آخر کار باید کرد که چون حضرت موسی باز ان شبان را جسته یافتند تائب و محقق یافتند تو غلط حضرت موسی کار او بخته شد و تعلیم تفصیلی رسید فافهم سوالی قبل ایمان من شبان است از سبب نقصان کمال خود باز بلتجی این عاصی است نصیحت و ارشاد اعلی موجب تفصیل معرفت و رسیدن بحقیقت اذنی شد پس باعلی باعث عتاب چیست اگرچه عتاب لطیفه شد را دل قابل الانعام در ترقی است

نه لایق عتاب

نه لایق عتاب زیاده حد از سبب دیگر عتاب خواستند نه انعام ایضاً مکتوب بالهدین

در جواب الهدین چون اظهار معجزه برای لزوم قبولیت احکام شرعی شرط است

الا آنکه اظهار معجزه که جهت قبول احکام است بر شبان نشد احتمال بود که آن شبان

از آن حالت که بروی بود مضطرب گردد و موجب بی اعتقادی از طرف موسی علی

نبینا علیه السلام شبان را پیدا شود و بسبب عدم اظهار معجزه انکار پیدا کند لهذا

عتاب شد که اولاً اظهار معجزه این شبان را کنید بعده تعلیم تا در دل او ثبت تحقیق

معجزه فرموده حضرت جا گیرد دوم آنکه عتاب موجب تحقیق هدایت که شبان شده ثبت

که موسی علی نبینا و علیه السلام در پی تجسس او بسبب عتاب شدند و بعد تجسس مهتدی

یافتند و بر حقیقت شبان و بر هدایت او مطلع شد او را که او را بسبب کلمات

او ملحد گمان داشته بودند الحال بر حال اسلام او مطلع شدند مکتوب بجانب جناب

میر نعمت خان صدور رفت الحمد لله که رقیمه بدستخط خاص عالیم نسبت

والا شان برین عاجز بی‌نوا انداخت و مطالعه آن فرحت بخشید مرقوم بود که

بیاد داشت مسمی اشتغال دارم شغل حقیقت بی‌کیفی باید فهمید در اول کار

بی‌کیفی صورت بسته ملحوظ ذاکر می‌باشد ذاکر را می باید که آنچه در دل صورت بندد

از ساحت سینه آن را دور باید کرد و سعی باید کرد که خیال از تخیلات خالی گردد

نماند مگر حق حقیقی که از تصور منزه است و نماند مگر ایمان به بیکیفی حقیقی بر جناب
اقدس مانده در علم بحجه بیکیفی حقیقی بهیچ نمانده خلو متخیله از خیال میسر آید اگر بعد
عمرها این ایمان نصیب گردد چون این از فضل محض است منظور این سعی نبوده است
زیاده آنکه آنچه حقیقت در خط ثانی نوشته بودید که فتح نصیب طایفه مومنین گشت
حمد بجا آورند که حق سبحانه طایفه کفار را مقهور کرد امید حق سبحانه در هر کاری ممد و
معاون شان باشد مکتوب بمیان رستم خان صدور یافت مشفق مهربان خان صاحب
میان رستم خان سلام فقیرانه خوانند رقیمه مشفقانه متضمن واردی که بفضل
حق سبحانه بر شما ظاهر شده بمطالعه در آمد از مطالعه آن فرحت کردید الحمد لله
والمنة که بطفیل پیر دستگیر بعد مدت مدید وفات آن حضرت بر شما ظاهر
شده شکر خدا بجا آورید که در نابینای این زمان که مقدمه نور بیکیف است
بینائی بخشیده اما آگاه باید بود و باید فهمید که هر نوری که در جانه و تحت آسمان
ظاهر شود کیفیت دارد هر چند سالک آن را بیکیف دانند چرا که هر چه در
مکان و زمان است متکیف است و بیکیف نیست اما مجهول الکیف است
سالک از جهت مجهول الکیفی بسبب عدم دریافت کیف آن را بیکیف
می دانند سالک را باید که با عقیده شرعی آن را وزن کند و بداند که هر چه در مکان

وزمان کنجد نوری است مخلوق که برای تسلیه سالک مقدمه رویت دار در دنیا

سالک نموده اند نه رویت واین مقدمه اکر برقع محجب کثیره بریک حجاب ثبت

نور محمدی است صلی الله علیه وسلم که مجهول الکیف است وسالک که غلطی

خورده ان را حق می فهمد از عدم حفظ عقاید شرعیه است که غلطی خورده بر رویت

رفته رویت در دنیا خاصه انحضرت وقت معراج یکبار واز دیگر انبیا به خصوصیت

مخصوص اند ان هم یکبار پس این نور را نور حضرت صلی الله علیه وسلم

یا ظهور نور او صلی الله علیه وسلم در مرتبه ثانی یا ثالث این نور را مقدمه

نور حق باید فهمید واز رویت حق در اخرت امیدواری کمال باید کرد چنانچه

عزیزی فرموده در عبارت عربی شعر من قال فی الدنیا اراه بعینه لا

فذالک زندیق طغی وتمردا ؟؟ وخالف کتب الله والرسل کلها ؟؟

وزاغ عن الشرع الشریف والعدا ؟؟ وقول حاجی فیروز قدس سره خلاف

از کلیه دینی است اکر رویت ذات بنداشته واکر رویت بصری در همانی

فهمیده نه رویت بصری درست است واین ظهور نور که بر شما ظاهر شده

از قول میان فیروز مرتبه دیگر دارد این را مقدمه رویت باید بنداشت

ودر پرده این نور حق را سبحانه بیکیف حقیقی باید دید از مکان وزمان منزه

چون آن و   و از چگون مبرا شد بس کنم خود زیرکان را این بس است مکتوب محمد یار
ساکن چلزی الحمد لله و سلام علی عباده الذی اصطفی بورود رقیمه محبت
صادق الوفا المنه متضرع و ملتجی الی جناب مجیب الدعوات خالصاحب فقیر
بر حال خود متنبه گردید بنابر آن حال خود مگر تضرع و التجا اللهم تقبل التجائی
والتجار اخی و بمطالعه آن احوال چند از آن بوضوح پیوسته مرقوم بود که بعضی
عزیزان فرموده اند که اول گردش است و آخر ورزش چه معنی دارد مجابا
گردش بمعنی سلوک است و ورزش بمعنی وصول بجذبه اینمعنی موافق مذهب
کسی که سلوک او مقدم بر جذبه است دوم معنی آنکه گردش بمعنی ریاضت
و ورزش بمعنی اختیار ذکر قلبی از مرشد یافتن بعد ریاضت و اینمعنی
موافق کسی که در طریقه ایشان ریاضت مقدم بر سلوک است سوم معنی آنکه
گردش بمعنی جذبه متضمنه در سلوک مبتدی و ورزش بمعنی غالب آمدن
جذبه بر سلوک و خالص شدن از امتزاج سلوک اینمعنی موافق طریقه
حضرت نقشبندیه است قدس سرهم که جذبه را مقدم بر سلوک گفته اند ضمناً
و این به برکت کامل این طریقه است و لها علامات اختصرت لطول بیانها
چهارم آنکه گردش بمعنی وصل و ورزش بمعنی فصل و آنمرتبه باینمعنی

Marfat.com

خاص حضرت خواجه نقشبند است قدسنا الله بسره بیانی طویل دارد این پرچه
کاغذ حامل ان نمی تواند شد پنجم انکه کردش بمعنی انابت در رشش
بمعنی اجتباد است بمعنی موافق طریقه احسنیه افضلیه در طریقه نقشبندیه که مخصوص
بحضرت پیر دستگیر حضرت سید ادم است رضی الله عنهما زیرا انکه شروع
طریقه مخصوص برایشان از انابت است ونهایت ان باجابت میرسانند
این انابت را مثل انابت طرف دیکر نباید پنداشت در طرف دیکر انابت
تطفل است وانابت ایشان بعد فراغ وخلاصی از تطفل نشان ما بینهما
بس کنم خود زیر کانرا این بس است   انکه نوشته اید که در سواری دست نشسته
نسبت یاد کرد و یاد دوام شنیده می یابم باز نوشته اید که اکر امر شود نفی واثبات جهر
کنم عجب است کسانیکه یادداشت به وقت از خود می یابند در طریقه ما
از جهر در نفی واثبات کذشته اند ترقی کرده اند معلوم شد که هنوز ان برادر
نسبت غلبه نکرده اند در حضور نفی واثبات میکرده باشند واکر دل رغبت
بر جهر کند در وقت خلوة بجهر متوسط الطریق مسنون کاهی میکرده باشند
تا زمانیکه نسبت قلبی غلبه کند وبرای طاقی مرقوم بود فقیر خود را لایق این نیافت
لهذا موقوف ماند واجه برای رساله مرقوم بود مختصر نصیحت انکه در حدیث

فرموده کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل و عدّ نفسک
من اصحاب القبور این را انکه از سند تمام رساله مختصر است و انچه بطریق
الحاح نسبت ادبار و سیه روئی بخود می کنند و نه مؤمنم نه مسلمان الخ
می نویسید این الفاظ اهل ایمان را اگرچه ایمان هم باشد نباید بر زبان
آورد خود را مسلمان دانید و بسبب عصیان عاصی دانید نه کافر نعوذ بالله
من الکفر والشرک اگر عزیزی گفته است مغلوب الحال بوده باشد و قول اهل سکر
را لا اعتبار له الغرض اگر نسبت رسوائی و غیر ذالک می یابید غنیمت
دانید عجز و انکسار قلبی باو متصل سکیرده باشند که ذکر عجز و تضرع را
از سر غفلت شمرده اند اما تضرع نه این قدر که خود را مدبر و مردود و سیاه دانید
زیرا که این القاب در حق کفره واقع اند چنانچه فرموده جل شانه وجوههم
مسودة زیاده دعا است مکتوب میان الهدین در جواب تحقیق در آنکه بر
بعضی مقبرها بدعت میشود این کارها باختیار کسی نیست با وجود اختیار شرعی بنده
بی اختیار است صاحبان مقبرها برین غمناک اند در دفع این هرچند دعای
میکنند قبول نمیشود لاچار برضا بقضا راده غمناک می باشند و قبول دعا
او را همچنین کار عاجز اند نمی بینی هرگاه حق سبحانه بهر ذره قریب است در هر زمان

Marfat.com

بعد اطلاع از الہام خداوندی واقف میشوند ہرگاہ در ملک علام الغیوب
این چنین کار بقضا حق سبحانہ بوقوع آید مخدوم عالم بہاؤالدین را غالب
دانستن عین نادانی است اینچنین معاملات را چون بر خلاف شرع دیده
شود بقضا باید سپرد و دوم مصلحت نیست ملک بدم زدن انکار از قضا است
و این کفر محض است لذت بر بقضا ناگرفتن این مرتبہ ثانی است مرتبہ لطیفہ است
و در اول مرتبہ قہریہ است مصرعہ ببین تفاوت ره از کجا است تا بکجا مکتوب در
تحقیق اسماء تسمیہ بعباد شعار ہدایت اللہ باید دانست کہ آیہ تسمیہ کہ مرکب بسم اللہ الرحمن الرحیم
و رحمن و رحیم است متضمن سہ ہزار اسم حق سبحانہ است کہ برای تسبیح خود
بجمیع انبیا و ملائکہ تعلیم فرموده تا بآن اسماء ہر صنف بہ تسبیح مخصوص خود
خدا سبحانہ را یاد کنند ہزار اسم کہ ملائکہ بآن تسبیح می کنند در اسم الرحیم
مودع است و ہزار اسم کہ جمیع انبیا کرام بآن مسبح اند سوای چہار نبی حضرت
عیسی و حضرت داود و حضرت موسی و حضرت محمد رسول اللہ در اسم
الرحمن مودع است و ہزار اسم کہ این ہر چہار نبی بآن یاد حق می کنند
در اسم اللہ سبحانہ مودع است اما تفصیل سیصد اسم کہ بحضرت عیسی
در انجیل تعلیم یافتہ در چشمہ اول ہا اسم اللہ مودع است و سیصد اسم

که بحضرت داود در زبور بتعلیم گشته در شیمه دویم ها که بطرف لام است موضوع شست
و سفید اسم که بحضرت موسی در توریت بتعلیم گشته در لام اول که بطرف
ها است موضوع است و نود و نه نام که حضرت ما محمد رسول الله در حضرت
قران بتعلیم یافته در لام ثانی که بطرف الف است موضوع است و باقی ماند یک
اسم اعظم که ظهور ان در الف اسم الله است در جمیع اسماء و دیگر محیطات است
پس هر که تسمیه را بحضور دل و بحضور هر کلام بخواند که سه هزار اسم مذکور را
خوانده شد و امیدوار ثواب کل باشد مکتوب بمرجال الله مفتی
جالندهر در طلب روایات نور العین در تحقیق بعضی مسائل مسئله اول اگر
احسن یگفت باین نیت که حتی المقدور الفاظ قران ادا کردی درست است
اگر گفت باین نیت که حضرت قران را نیک کردی خوف کفر است مسئله دوم
در غسل نیت شرط نیست کما فی الکتب حقیقة اب پاکی باید اما چون در علم
پاک دلیل سعی نمیکند گنه کار میشود اما سجده ایشان درست است اما بکراهة مسئله
بر قول صحیح مفتی به روح از جسد جدا میشود کما قال الله سبحانه در مدح فرشتگان
قابض روح وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا مسئله اگر ناکح و منکوحه راضی میشوند از رسوم که خاصه
کفار اند نکاح درست است و اگر راضی اند باید دید که ان رسم خاصه کفر است و ناکح

Marfat.com

و منکوحه راضی اند خوف خلل در نکاح است و ذکر خاصه کفر نیست بان مسلم عاصی میشود
باحتمال تجدید نکاح مسئله اگر زن یا مرد از زبان کلمه کفر بر آورد و در عهد امام علم ندارد اگر
داند هرگز نگوید در صورت بعضی علماء سعد و رسیده اند اما در ترک سعی در علم عاصی
میشود لکما ذکر او لا و بعضی علماء در دار اسلام سعد و رسیده اند اما بعد اطلاع نزد ایشان
توبه لازم اما نکاح نمی شکند مسئله نفس نخشی بی شهود داخل نکاح فاسد است
اگرچه از بعضی علماء جواز آن نقل کرده اما چندان این قول اعتبار نزد جمهور ندارد
مسئله اگر شخصی اداء وجوه قراءت از شخصی دیگر خوب میکند اما آن ادنی اگر
وجوه قراءت ادا نمی کند اما الفاظ را صحیح میخواند که تغیر معنی که مفسد نماز نیست
نماز اعلی پس انکس داخل لاباس است و اگر در حروف غلطی میکند اما تغیر
معنی که مفسد نماز باشد در قراءت نیست ترک اقتدای اعلی را و پس انکس اولی است
والا ترک اقتداء لازم مکتوب بمیان محمد فضل در طلب جواب بعضی اسوله
از احادیث صدور رفیت ظاهر است و منحیث وقوع تصرفات و خوارق عادات
چنانچه احبار صوفی مثلا خاصه علماء باطنی است که جامع علوم ظاهر و باطن اند نه آنکه فقط
جاهل از علم ظاهری خرق عادت ظاهر کند و محافظت سنت نکند این خرق
عادت در مرتبه استدراج است با انبیاء بنی اسرائیل اینها را تشبیه دادن غلط است

وحدیث نوم العالم عبادة در حق علماء ظاهر و باطن است اما علماء ظاهر را بسبب کثرت
مطالعه کتب شرعیه نوم او عبادت است و علماء باطن را بموجب متابعت حدیث تنام
عینی ولا ینام قلبی در ظاهر نوم و در باطن قلب بیداری است اگرچه هر دو مقبول اند
اما در ان و درین فرق بسیار است کما لا یخفی علی صاحب الفطن و منع امانت در
حدیث علم عالم است نه امانت فعل مستبدعانه عالم و ایمان شهودی مزید بر ایمان
غیبی است ایمان غیبی در حسب است و ایمان شهودی نور علی نور اما در احسبیت
اما کد و سعی و طلب بعد حصول ایمان غیبی برای حصول ان درجات دارد و اختیار
بین القدریه والجبریه بمعنی است که مقابله اختیار الله سبحانه بنده مجبور است و بمقابله
ابنای جنس خود چنانچه وحوش و طیور مختار است اینجا اختیار بمعنی تمیز کامل در
میان ابنای جنس خود سوال این اختیار بمعنی تمیز کامل پر کاه بر تقدیر زیادتی و
کمی نمی تواند کرد و مامور و منهی ساختن چه معنی دارد و جواب حق سبحانه بحکمته
بالغه منظور امر و نهی این مختار ضعیف را از دو صنف که صاحب تمیز و بی تمیزی است
در تقدیر فرموده و لا یسئل عما یفعل و هم یسئلون را منظر خود باید داشت و زیاده
برین سوال کردن بی عقلی است در مسئله چاه و اوند باید فهمید که در اصل اوند
پاک در آب پاک و نشستن متحقق است پاکی ان بس تا زمانیکه بیقین پلیدی یا د

Marfat.com

نرسد پلید گفتن بدظنی است در حق شی که در اصل بیقین پاک است حال آنکه
الله سبحانه فرموده یا ایها الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن
پس بکمال غیر از یقین پلید گفتن منع آمد و گویا مسلمین را باین ظن غیر مقبول
در خلل انداختن است نعوذ بالله منها مکتوب بسعادت شعار هدایت آلیه

خادم در وسند عا و قرائت نماز اشراق وغیره ۵

در نماز اشراق با فاتحه آیة الکرسی در رکعت اول یکبار و در دوم قل یا بخواند
در استخاره در اول الم ترکیف و در دوم لایلاف و در نماز ضحی در اول رکعت
والشمس و در دوم واللیل و در سیوم والضحی و در چهارم الم نشرح چهار رکعت
بیک نیت خواند در وقت مغرب بعد فرض و سنت نفل اوابین خواند اقل
ان دو رکعت و اکثر ان شش رکعت و در هر رکعت سوره اخلاص سه بار باید خواند
دو دو رکعت نیت بسکرده باشد و در تهجد بعد نیمه شب و قبل صبح صادق هر چه
توفیق باید خواند و دو دو رکعت و هر نیت متقرر کند چهار رکعت اقل نماز تهجد و دوازده
رکعت اکثر ان اگر سوره یسین یاد دارد ختم سوره کند و اگر یاد ندارد در هر رکعت
سوره اخلاص یکبار یا سه بار بخواند باز اگر توفیق باید تا صبح صادق مراقبه کند
و چون نماز فجر گذارد بعد دعا ذکر و تسبیح و مراقبه تا برامدن آفتاب مشغول شود

Marfat.com

حتى يلج الجمل والدعا مكتوب در تحقيق معني قول حتى يلج ملكوت السموات

الي اخره ودبيت حضرت مولوي اعوذ بالله من الشيطان الرجيم وبالله نستعين

سوال عزيزي فرموده لن يلج ملكوت السموات والارض من لم يلد مرتين

وحضرت مولوي مثنوي روم قدس سره نيز فرموده يكصد و هفتاد

قالب ديده ام همچو سبزه بارها روئيده ام درصورت اين هر دو قول

معني تناسخ مفهوم ميشود حال انكه اعتقاد تناسخ كفر است الحيه موافق شرع

باشد معني اين بيان فرمائيد بينوا توجروا جواب معني عبارات متشابهات

نظر بر قائلان كرده بايد فهميد چنانچه درعبارت حديث وآيه اطلاق

لفظ قدم ورجل بر حق سبحانه كه منزه از جسم وجوهر است آمده وهمين

الفاظ از مجسمه برذات او تعالي وارد ميشود چون معني قول مجسمه ميكنيم

ميگوييم كه نزد مجسمه حقيقت اين الفاظ بعينه بر حق تعالي اطلاق كردن

جائز است واين كفر محض و چون معني آيه وحديث كه اين الفاظ وارد شده

ميكنيم تسليم با تاويل و چون او تعالي از جسم وجوهر منزه معني حقيقي

ان را كه مثبت جسميت اند كفر ميدانيم همچنين اين اقوال صدر كه از

بزرگان دين وصاحبان اسلام تمكين واقع اند از ملحد ومبتدع نيز

واقع اند قول ملحد مثبت حقیقت تناسخ است خذلهم الله سبحانه و قول
اکابر برین مقتضی تسلیم یا تاویل موافق عقاید شرعیه نبی کریم جسمیت
ازان پیدا نشود سوال در تسلیم از خود سکوت محض و قبول ان بحسب مراد ان
بزرگ است اما اگر تاویل کنیم چگونه در موقع بیان اریم بیان فرمائید جواب
چون معلوم شد که معنی حقیقی ان قول مثبت تناسخ است و ان
ممنوع شرعی است صرف ظاهر معنی نموده باید فهمید که در طریق سلوک
تبدیل حالی بحالی در ترقی از مرتبه اول بمرتبه ثانیه رو میدهد هر مرتبه اول
بفنائی میرسد و مرتبه ثانیه سالک ازان باقی میشود درین لقا چندین سکونت
کرده باز ازان رو بترقی می ارد باز حالت مرتبه اول بفنائی میرسد
و بمرتبه ائنده باقی میشود و معامله او بطوری دیگر متحقق میشود در ان
مقام نیز قدری سکونت داشته حصول فواید نموده باز رو بترقی
می ارد الی ما یقتضی استعداد السالک نهند او بعضی که اهالی استعداد
کامل اند در یک مرتبه تمام مرتبه فنا حاصل نموده بوصل حقیقی الذی
لا فناء له میرسند و دایما بوصل حقیقی بهره ورند و بعضی بسبب عدم
قوت استعدادیه با ترتیب از مرتبه بمرتبه دیگر ترقی فرموده و در ان

Marfat.com

قوت پیدا کرده مرتبه بمرتبه فنا و بقا حاصل مینمایند و صاحبان این استعداد
بعضی مبتدیان اند و بعضی متوسط و لب است که کار پیشش هنوز باقی است
در میان کار به بقا قایل فنا مخلوط و مسرور مانند چون این تفضیل فهمیده شد
باید دانست که نزدیک اکابر تبدیل اوصاف سالک است از مرتبه بمرتبه دیگر
با وجود آنکه همین شخص واحد است که سیر مراتب فنا و بقا نموده و نیز اصحیح
در نزد ملحد و مبتدع تبدیل جسدی بجسدی واحد واقع و نیز ابا طل و کفر

مکتوب بعزیزی در منع از صحبت کفار که صاحب استدراج اند تحریر یافت

بورود رقیمه عقیدت اسلوب فرحت افزود بمطالعه آن حقیقت مرقومه بوضوح
انجامید شفقا رجوع شما با مردم فقرا محض برای حصول فایده است لیکن جزئی
که شما از قبیح و ضرر آن خبر نداشته باشید با بابان لازم و واجب است که از آن
خبر دهیم و از ضرر آن مطلع سازیم و مخلص آنست که مخلص را از نیک و بد راه
مطلع سازد ضرر اگر بینیم که نابینا و چاه است اگر خاموش بنشینیم گناه است
قسم رب محمد صلی الله علیه وسلم از آن روز که شنیده بودم که شیخ صاحب
بنزد منکر دین محمد صلی الله علیه وسلم با اعتقاد و حسن کشف او سیر در
و ظاهر میکنید که بمجرد نشستن آنچه مطلب است از صحبت آن منکر دین

Marfat.com

حاصل میشود خوف پیدا است که مبادا ان معتقدین ظلمت صحبت منکرین
در اعتقاد دین خلل پیدا کند و باعث ضرر اخرت گردد میخواهم بیشتر که از همین معنی اگاه
سازم لهذا باین تقریب اظهار ضرر صحبت ان مخدوم مشفق را باستدراج کافر
اعتبار نباید کرد ابلیس لعین که مردود قطعی است خیلی استدراج دارد که در یک لحظه
ادمی سوی مغرب مثل باد میگیرد و دور از تحت الثری تا اسمان بیک لمحه سیر میکند و دجال
کافر در وقت حضرت امام مهدی ظهور خواهد کرد و بعجائبات استدراج اکثر مسلمین
را بطرف خود خواهد کشید و بی دین خواهند شد تا انکه حضرت امام مهدی را
با و اقامت مقابله جنگ نخواهد بود و حضرت عیسی علیه السلام فرود خواهد
امد و ان کافر بیک نظر قهر ایشان گداخته خواهد شد و ظلمت کفر از جهان
تا چهل سال من کل الوجوه دور خواهد بود هرگاه با وجود انچه بتصرف این
ملعون چنان مقهور قهر الهی باشند کفار اینوقت که اثری از تصرف ابلیس ندارند
و حال انکه ظلمت انکار دین محمدی صلی الله علیه وسلم از ایشان هویدا چه اعتبار
بر ایشان باید کرد مگر ناقصی که در دین و کفر تفاوت نداشته باشد و کرامت
اولیا و استدراج کافر را برابر فهمید پس انکس کلمه گو کافر است ان مشفق
را چون بعقاید دین اراسته میدانم لهذا بملاحظه انکه مخلص دین در غلطی نیفتد

اگاه نمودم تفهمد که مرا با شما درین نصیحت نوع دیگر است نعوذ بالله منها
بلکه از عقاید دین واقف کردم در قران مجید خوانده اید که حق تعالی از
دوستی کفار منع میفرماید یا ایها الذین امنوا لاتتخذوا
عدوی وعدوکم اولیاء هرگاه خدای تعالی با طایفه کفار را
دشمن خود گفته پس دوستی با دشمن خدا دشمنی با خدا است و دشمنی با خدا
محض کفر است پس دوستی کافر بکفر میرساند دیگر انکه با کافر ملاقات کند
برای اینکه او را نصیحت از کفر برارید این ملاقات منع نیست اما کافر
را دوست خدا داشتن کفر محض است فقیر را با شما از دل وجان اخلاص و محبت
لهذا از لغزرا کلام اینجانب زم نوع دیگر در خاطر نیارند فقیر را خیر خواه خود دانند و بدعا
اشتغال دارند ١٦٤ مکتوب بیان یار علی در تحقیق عارف کامل و واصل
صدور یافت سبحان من ظهر فی بطونه وبطن فی ظهوره باید دانست که
عالم حقیقت ذات جامع کمالات از مراتب تحتانی یعنی مراتب کونی
گذاشته بمرتبه حقایق اشیا که غیب الغیب محض و مراتب مخفیه اند
رسیده ذات جامع راجه در مراتب غیب الغیب وجه در مراتب شهادت
ظاهر بلاحجاب اطلاقا می یابد و هر دو مرتبه را محض ظهور حقیقت ذات

Marfat.com

جامع می را ... پس این عالم کامل از ظلمیت برآمده باصل حقیقت
ذات پیوسته از ظلمیت بویی ندارد و همه ظلال را بحقیقت ذات بوجود
و ثابت می یابد درین وقت این عالم کامل از حجاب بی حجابی و از ظلال
گذشته بحقیقت ذات عالم شده و اطلاق سیر را که آن انتقال از زمانی بمکانی
بمکانی است بران جناب مناسب نمی بیند و بجز اطلاق ظهور که آن از
انتقال مبرا است بر زبان و بیتر نمی راند فسبحان من ظهر فی بطونه وعارف
واصل مراتب ظلال مقید بقید ظلمیت است و طالب ترقی است
چون بحقیقت ذات نرسیده معامله ترقی او متعلق باسماء و صفات است
از ظل اسمی باسمی و از صفتی بصفتی ترقی می نماید لاجرم در حق عارف
مذکور اطلاق سیر و انتقال از ظلی بظلی میتوان گفت فسبحان من بطن
فی ظهوره اینجا مقرر زیرا که حجاب بروی ظاهر و حقیقت بلباس
ظل بروی مختفی تا کجا کلام را کشیده بریم که مرتبه حقیقت ذات پایان
ندارد و بجواب سائل بپردازیم و قصه کوته کنیم سائل را باید که بفهمد که
بنسبت عالم کامل که اول حقیقت او بیان نموده شد نام سیر برو
نهادن از علو به پستی آوردن است و از مرتبه حقیقت ذات سیر اسمی

Marfat.com

وصفی مغضوب نمودن امری بر عارف واصل بواسطه ظلال است صبر

اسمی گنجایش دارد که او را العالم از مرتبه ظل اسمی بمرتبه ظلی دیگر ترقی

لازم لهذا المحقق اول را العالم کامل نامیده شد زیرا که بحقیقت

رسیده مظهر حقیقت علم واجبی شده از عرفان هیچ نمانده و محقق

ثانی را العارف مسمی نموده شد زیرا که از ظلال گذشته بحقیقت

علم مطلع نشده اگرچه معرفت ظلی پیدا کرده اما امیدوار است که

هدایت حق سبحانه رهبری کند و از ظلال کلی خالی ساخته بحقیقت

رساند ان شاء الله تعالی ذالک فضل الله یوتیه من یشاء والله

ذو الفضل العظیم اخوی شفیقی یا علی تحیه سلام خوانند و عریضه

مطالعه فرمایند نوشته بود که خط پایند مکتوب به نواب عبد الصمد خان

در تاکید تعلیم که در اخر ملال رخصت یافته صدور یافت فقیر عبید النبی

بعرض عالی نواب صاحب بعد تحیه سلام میرساند فقیر بعد از رخصت

در رفاقت خانصاحب جانی خان بمنزل رسیده اداب خدمت

کثیر جماعه بجا اورده خداوند سبحانه زیاده ازین توفیق عطا فرماید

توقع از انجناب انکه بسبب اجیره باطنی راحتی الامکان پرورش

بانداز لطور

نمائید تا سور شهود و حضور حق سبحانه ظهور فرماید و برای فنا و بقا که مال صورت متخلیه بیان ورا آخر رخصت نموده بودم صورت متخلیه را از نظر آورده یقین بینند که هر آن هر بنده را فنا ذاتی و صفاتی است و بقا از فیض مولی جل شانه بنهجی که دیده پیدا کند و ملکه گردد و اداب مولی جل شانه بنهجی که دیده پیدا کند ملکه گردد و اداب کما یلیق للعبد الفانی هویدا گردد توحید عوام یکی گفتن است نه یکی دیدن عوام دید کثرتی دارند و گفتن وحدت و خواص کثرت گویند و وحدت بینند زیاده دعا و برکت دارین جل مجده یاد او دهی منفر موده باشند بمکتوب بمیان صوفی بلند ساکن جلال آباد بالله نستعین وحدت وجودی در اصطلاح صوفیه علیه وحدت در کثرت است و وحدت وجودی نزد اکابر این طریقه بکثرت وحدت وجودی صوفیه قدس سره مانع نظر از کثرت بلکه نظر بکثرت مانع نظر بوحدت وجودی است و وحدت وجودی اکابر این طریقه مع نظر بکثرت متحقق نظر بکثرت مانع وحدت وجودی ایشان نیست صوفیه در نظر بکثرت محجوب شوند و این اکابر بحقیقت الحقایق میرسند شتان ما بینهما عزیزمن صوفیه قایل بوحدت وجودی بسبب غلبه

شهود در کثرت و غلبه شهود مانع نظر بکثرت شهود حیثیت یعنی
شهود غیب در مرتبه ثانی چون نظر صاحب شهود بمرتبه ثانی نیست از مرتبه
غیب محجوب شتان ما بینهما و در اصطلاح ایشان کمالات صفات
واجبی که بحقائق اشیاء معروف اند در مرتبه ثبوت تقدیری باراده
در علمی محض دارند و در مرتبه غیب بکونیه متحقق بحکم وجود غیبی هیچ اند
و وجود غیبی ثابت و تحقق مقتضی ظهور تقییدی امکانی از عدمیت
منزه و چون در احوال صوفیه در مرتبه شهود متحقق و کمالاتی که نزد ایشان
بصور علمیه و اعیان ثابته مشهور اند شهود کمالات غیبی در مرتبه
شهود که اثر شهود اول نور محمدی می نامند بکونیه تقییدی مقتضی
ظهور مرتبه امکانی منفصله تحتانیه اند لهذا از مرتبه مشهود صوفیه بصور
علمیه مسمی است که کونیه این مرتبه غیبیه نیست کونیه شهودی و اکابر این طریقه
چون از غلبه شهود غیب بر آمده ناظر غیب اند و مختار اند و در نظر
بغیب و بکثرت داد مجبور شهود صوفیه عالیه اشیاء را مظهر حق
دانند و مظهر عین مظهر می فهمند زیرا که صاحب شهود اند چون
مرتبه شهود اگر چه بنسبت ما تحت خود لطیف الطف است اما

فی الحقیقة

فی الحقیقة مقید است بکیفیت مجهوله الا جاری بتفاصیل مراتب خود عینیت دارد پس صوفیه باطلاق عینیت در هر مرتبه متحقق است من وجه صادق اما در وصول ناقص مقتضی ترقی و اکابر این طریقه غیر اشیا را مظهر حق دانند بواسطه حقیقت محمدی اما اشیا را عین حق ندانند پس عذاب نزد ایشان بر غیر و نزد صوفیه چون قایل عینیت اند فهم کن که عذاب بر که آمد تعالی الله عن ذالک و در ولایت خاصه علم حضوری ظلی است و بعلم حصولی متعبر است زیرا که در علم حضوری بزعمی که مظهر علم شهود اول است و علم شهود اول ظل مرتبه غیب مطلق است اگرچه ظل را اصل دانند و حصول را حضور فهمند از انابت علم است و از انابت خاص و از انابت اخص و انابت خاص الخواص از انابت تام در ولایت عامه متحقق است زیرا که روی بحق استدلالی دارند و انابت خاص در ولایت خاص زیرا که از استدلال گذشته به تحقیق مش وجه رسیده اند بطور کشفی وجدانی از انابت شهود دریافت دارند بواسطه شهود بحق و انابت اخص در ولایت اخص متحقق زیرا که اهل

اینمرتبه ز یافت شهودی ترقی نموده بی یافت روی آورده و از وصل
شهودی بفصل آمده از انابت از محض تا یافت متحقق اما چون هنوز
اینکس را توجه حقی باقیست اگرچه مجهول الکیف است بواسطه توجه
حقی مجهول الکیف است از انابت بحق دارد و از انابت خاص الخواص در ولایت
انبیاء متحقق نیست زیرا که اهل اینمرتبه از استدلال و شهود و مرتبه توجه
مجهول الکیف گذشته و وسایط تمام را قطع کرده بغیب حقیقی بغیب محض
رو بمادرای آورده پس صاحب انابت سابقه بواسطه روی
بحق نداشته آن انابتها را در حساب ناشمرده و انابت اصیل را
با انابت یاد آورده و صاحب این انابت بوصول حقیقی پیوسته ذاتک
فضل الله عزیز من وجه تخصیص اینطریقه به انابت آنست که بجمیع لطایف
متوجه شوند بلکه وجه تخصیص اینطریقه بعد گذشتن از لطایف
بذات شریف حضرت علیه الرحمة و از تبع لصاحب استعداد یقین
ابتدای و توسط تعلق خفی و بیتوجهی محض و چون در مرتبه ولایت
عامه از شهود بهره یافته اند و در ولایت خاصه بهره یاب بیش خصوصیت
پیدا کرده لاچار بولایت خاصه مسمی اند اگرچه در اصل شهود اند

کثرت منتفی است

کثرت منتفی است اما چون شهود نیز از جملهٔ کثرت است ابند از فی الحقیقة
و صاحب فنا النبی اند و بحقیقت اخص ممتاز شدند که انجا فنا حقیقی ثابت
فافهم لا لتکن من القاصرین مکتوب بعنایت الله خان وزیر صدور دریافت
فرد سبحانه سبحانه سبحانه الهاً سبحان من تحیّر فی ذاته سواه
فسبحان من احتجب عن الخلق بنوره وخفی علیهم لشدة ظهوره
فهو الظاهر الذی لا اظهر منه وهو الباطن الذی لا ابطن منه فسبحان
من ظهر فی بطونه وبطن فی ظهوره لیس کمثله شیء بعد تحیة سلام بعرض
نواب عالی جناب میرساند نوازش نامه متضمن معانی عجیبه و اسرار عالی
غریبه بمعرفت خان صاحب اعزخان در جواب عریضه پرتو افکنده بمطالعه رسید
آن بر انواع شی مشهود به نمود آمده مهر با یمن در این ایام شیب که در مدح آن
وارد است الشیب نوری لا احرقه النار اگر یکیان وزبان بنوع علالت
و سند صداقت بصدق باطن و بکار کتائی در باندکان خواهند پرداخت
نا امید که بکفر اوزار سابقه کاهی کردد چه جای که سالها بصدق طویت بدین
معروف کردند مسند امارت مسند حضرات انبیا است علی نبینا و علیهم الصلوة
والتسلیمات که بعد عروج تمام بنزول بآن مسند بمنصب نبوة سرفراز فرموده اند اما حیف

Marfat.com

که اهالی هوا با متزاج ظلمات عنصری از انوار فیض عدالت مهجور و مستتر
مانده‌اند و چنان می‌نماید که گویا این سند مسند اهل هوا و ضلال است لهذا
بسبب این غلطی غافل هم بکثرت الهجوم ظلمات طایفه اهل هوا الدین
سند تبرا میخواهد و فی الحقیقه لیس کذالک بلک اگر دستگیری کنند
جلت انه نتیجه کمال متابعت حضرات معصومین علیهم الصلوة والتسلیمات بعد
تعلق این سند و ابلاغ احکام رب تعالی برنمیکام متحقق الفرض حیث
مالکس بحکم و متوجه ادای حقوق انیمکام باداب تمام باشند مکتوب
بحافظ محمد عیسی درجها ما اباد جهد در آیت حافظوا علی الصلوت والصلوة
الوسطی رمز از این ایة کریمه بتاکید سوی حفظ صلوة خمس لطایف خمسه کنند
چون در لطایف خمس لطیفه سر مرجع و بتوع جمیع لطایف است و وسط جمیع
لطائف واقع برای حفظ صلوة او تاکید فرموده بکلمه والصلوة الوسطی
ببلاغة کامله چون ظاهر است که بی حضور این لطایف صلوة ظاهر
بر فی ناقص لهذا فرموده نبیه در رسوله صلعم لاصلوة الا بحضور القلب
پس بامعنی صاحب سلوک لطایف از اهل علم ظاهر افضل و اقوی اند
نعلیکم یا ایها الاخوان بحفظ السرایر فان الله مطلع علی الضمایر مکتوب

بمیان محمد ارز

Marfat.com

بمیان محمد اشرف در جواب واقعه ای ذالک الکتاب لاریب فیه
ای کتاب الذی فرستاد رسول الله صلی الله علیه وسلم اسمک محمد صالح
لاریب فیه مبارک متبرک وسمی بهذا الاسم مع ثبوت اسمک من قبل
هذا ولا محل شبهة فی اسم الاشرف من جهة انه کان فی زمان اسم
اب الکعب کان فی اب الکعب اسما بلا مسمی وفیکم بالمعنی المحمود بالمسمی
المشهود لانک اشرف الذی سماک رسول الله صلی الله علیه وسلم و آله
محمد صالح بارک الله فی هذا الاسمین الشریفین برکة تامة اذا کان اشرف
المخلوقات سماه اشرفیت خاصة به اشرف المخلوقات تادبا فخلاصة
الکلام انک اشرف اباحة والصالح عزیمة مع جواز عمل الرخصت
ادنی احتیاط العزیمة فالاولی ان اسمک الصالح لقیم اقرانه محمد تبرکا صلی الله
علیه وسلم فختم الکلام بالصلوة علی من سماک بهذا الاسم اللهم
صل علی محمد و آله وسلم مکتوب بمیان شیخ عبد الغنی صدور یافت دانا
فقرا فضیلت ماب شیخ صاحب میان عبد الغنی جیو از فقیر سلام
خوانند چون استحکام رابطه را یاد اوری قریب لازم است حقیقت
اند بود مینویسان شهند و در یگانه و بیگانه بیگانگت شهند زیرا که

Marfat.com

به نسبتی که همه را با مولی عز و جل است چون منظور شد لهٰذا کی متحقق آمد اشیا را

بحسب مراتب داری ظهور کمالات صفاتیه نباید فهمید بحدی که این دید

خالی کردد فقیر را با جماعه فقرا اسلام میرسانند مکتوب بعزیزی در تحقیق

معانی العلم نقطة سوکثرها الجاهلون بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله

والسلام علی عباده الذین اصطفی در تحقیق معانی اَلعِلمُ نُقطَةٌ وَکَثَّرَ

الجاهِلُونَ استفسار رفته بود مستفسار تحقیق معنی این عبارت بر

متکلم این کلام ظاهر است اما آنچه در فهم رکیک این عاجز می در آید

آنست که در تحقیق اهالی حقیقت درجات علم که ممکن را بان تواخته

اند اجمالاً بر پنج مراتب منحصر ساخته اند اول واقدم جمیع درجات

مذکوره درجه نبوت مطلق که مشرف بان مسمی به اخص الخواص است

وتحت ان ولایت اهالی نبوت که متصف بان مسمی خاص الخواص است

وتحت ان ولایت ملائکه مقربین که اہل ان موصوف اخص است

وتحت ان ولایت اولیاء امت که داخل در ان موسوم بولی خاص است

وتحت ان ولایت مومنین عالم که مشهور بعامه ولایت است پس

برطور اجمالی بحسب هر درجه این قول شریف را معنی علی حده وتفصیلی جدا بعینی

Marfat.com

بر طور اهالی ولایت عامه که ابتدای این ولایت بعد ایمان بالله تقلیدیه
صحیح شرعی است و نهایت این تا مرتبه اجتهاد و قیاس معنی قبول مصدر
اشیت عملی که بجناب مجتهدین عظام عطا نموده اند محیط و جامع است جمیع
مراتب مفصله تحتانیه خود را بی احتیاج بسوی تفصیل بنحو نقطه که محیط جمیع
مراتب حروف است و آن عزیزان در عین این مرتبه اجمال و نیز نقطه
ازان تغیر کرده شد تمام مراتب تفاصیل مندرجه در اجمال راه یافته اند
چون استعداد توابع خود را بحیثیت علم تفصیلی از رسیدن بان علم
مجمل قاصر دیده اند ازان تفاصیل آن علوم مندرجه گشوده اند و بر اصطلاع
اهالی ولایت خاصه که ابتدای این ولایت بعد حصول لذت است
بذکر قلبی و نهایت این تا مرتبه توحید شهودی است آن معنی است
که علم و معرفت عارف حق بجناب قدس او سبحانه محض نقطه شهود
اوست بی لباس حروف و الفاظ و چون وصول این مرتبه خاصه
منتهیان این ولایت است و متوسط و مبتدی را از عدم قابلیت
استعدادیه رسیدن بان دشوار بس لاجار حقیقت منتشهود را
نظر در مراتب مندرجه او که بصورت تجلیات تلونات از کار

متقصر ظهور اند گرما و لطفا برای دور ماندگان بلباس حیثیات
تجلیات وغیره ظاهر ساخته اند و تعلق بان اهل آن را جایز داشته
و بر تحقیق اهالی ولایت اخص الخص اینست که علم و عرفان حقیقی عارف
مرتبه جهل است بعد از علم چنانچه حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلی
قدس سره السامی از درگاه رب العزت سوال کرد که یا رب ما علم العلم
قال الجهل من العلم و چون هر یکی را باین استعداد علمی سرفراز ساخته
اند لاچار برای دور ماندگان مرتبه فنا و شهود را که متضمن حقیقة
علم مصدر است واضح ساخته اند و اولیاء تحت او در ابان لوخته اند
و بر طریق اهالی ولایت خاص الخواص تحقیق این قول اینست که علم
وصلی که عارف را از ان نصیب است اری جهل از علم است اما
وصول باین جهل بعد انعدام توجه عارف است من کل الوجوه
از حق دون حق و انعدام توجه محض ظلمت نا یافت را توجه مقصود است
نه معدوم یعنی بحجب مجهول الکیفیة در مراتب سری او موجود است اینجا
که در انجا توجه و متوجه در رنگ متوجه الیه بیچون بنماید از جهت عدم
امتیاز بین الغیب النفسی و النسبی بلکه انعدام توجه موقوف است

بر ظهور حقیقت

Marfat.com

بر ظهور حقیقت نایافت و ان بهره یافتن است از مظهریت صفات
واجبی بی توجهی عارف و چون این نسبت پس مرتبه ایست الهی بحت
این درجه را نیافت نواخته اند و سکون و ران بابها جایز داشته
پس مرتبه بی توجهی بمحو نقطه است و مرتبه توجه بکثرت ظاهر و در تحقیق
مرتبه نبوت انبیا علیهم الصلوه والتسلیمات کرا طاقت که وزند اما
بموجب تعلم الهی ان مرتبت تحقیق این قول چنین مینماید که کمال عرفان
در حق بنده وقتی تحقق شود که بی توجهی محض حاضر با بیان با الله باشد
بی مطالعه مظهریت و مظهریت پس نزد این عالم الحق هر مرتبه تحتانی
مرتبه کثرت است که بسبب بار سعدی الهی مراتب تحتانیه با نیز مرتبه فوقانی
وحدت ایمانی را بکثرت علمی نموده اند لطفا علی العباد و اهل
هر مرتبه را در ضمن کثرت از وحدت حقیقی ایمانی بهره ور ساخته
ذالک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم باین
تحقیق معلوم شد جهلی که بسبب کثرت و تفصیل شده جهل نسبی است
و ممدوح است نه مذموم و در کشتن ها الحا هلون اسناد فعل کشتن
بسوی فاعل حقیقی بنیت سالک مجاز نیست یعنی اسناد سبب بسوی

سبب امی کانو سببًا للتکثر لعدم استعداد فافهم مکتوب
بحافظ محمد عیسے در جواب تحقیق الست بربکم قالو بلی صدور یافت
مکتوب مشتمل بر چند سوال بعد مطالعه ان فرحت حاصل گشت مرقوم
بود که خطاب الست بربکم بعالم ارواح واقع شده جواب بلی
بجا آوردند درینولا که روح در لباس عنصر محجوب گشته بحدی که غیر
لغت معروفه خود مثل عربی وغیره بسبب محدود مفهوم نمیکنند مرکب
روح وجسد بقدر ضرور جها بر آورده عقل وتمیز داده خطاب الست
بربکم وارد کردند بقول انسانیان که بلی است عهد بستند بعد عهد
باز عود در پشت حضرت آدم علیه السلام نمودند کان لم یکن شدند
بعده که هر فرد از انسان بترتیب مراد خداوندی از پشت حضرت
آدم علیه السلام پیدا شدند بوسائط پیدا میشوند از لم یکن شیئًا
ظهور مینمایند وچون بعد لغت معروفه خود طاقت ادراک ندارند
لهذا از لغات دیگر محجوب شدند ودرین سر الست دقیق لا یعلم
الا الله سبحانه وبعد انتفاع بروح از جسد چون قوت ادراک
لغات ومعانی عطا خواهند فرمود جواب منکر نکیر واکثر علوم دیگر

Marfat.com

بر ایشان آسان خواهد بود بفضل الله سبحانه دیگر واضح باد که مرتبه
ذات الٰه سبحانه چون بقابلیات ذاتیه خویش متحقق است
نزد محققین صوفیه فی الحقیقة اطلاق تجرد که بمعنی قطع نظر از
صفات جائز نیست آری در مرتبه تفهیم و تصور چون از خصوصیت
ظهور هر مرتبه ذات و صفات از بیان چاره نیست لاچار من حیث
حیثیت مفهوم هر مرتبه را بتجرد بیان نموده دیگر آنکه چه ذات ما یان
و چه صفات فی الحقیقة فیض یاب از ذات جامع کمالات ذاتیه
خداوند سبحانه است هرگاه صفات کمالات ذاتیه باشند پس هر
فیضی که در ظاهر از صفات می نماید فی الحقیقة آنهم معیت بذات است
تا فهم مکتوب بعزیزی در امور منهیات صدور یافت بسم الله الرحمن الرحیم
بسم الله و الحمد لله و بالصلوة علی رسوله علیه و آله و الصلوة ای سعاده
لوحان زمانه از فقراء یگانه زمانه این ادعا دارید که بعوض هدایا خود را
در اینچنین امور ممنوعه غیر مرضیه او تعالی با استماع ترکیب سازند و ایشان
در حصول این بلا بی انجلا راضی باشند عجب است بفهمند که برکت
درین طایفه در ترک این امور منهیه است اگر یک سر موی باطن خود را

در اینچنین مهمات مشغول نمائند جمعیت اصلی و قرب حقیقی از عرصه
باطن ایشان رخت بربندد ... ای کرامت ... رواج پیدا ... عزیز
اینطایفه برای خیرخواهی شما است واگر خیرخواه نباشند بدخواهی
در حق شما از ایشان هرگز منظور نیست اگرچه شما را دشمن شما
دران زینت داده باشند پس ازین جماعت دفع این تعلق
خواهید که خیریت خاتمه باشامت این امور غیر مرضیات ظلمت
بنور ایمان ملحق نشود وچون اخذ اعداد مرسوله مشروط بشرائط
معروفه بود واز افات الشرط فات المشروط مقرر است باز مرسولات
قبول نیفتاد عذر دارند مکتوب بمیان الهدین صدور یافت
در نسبت نایافت مسالک مثل دیوار می باید که محض مجهول مینماید
وپریشانی وسرگردانیست چراکه حضرت ایشان فرموده اند عجبی
که سرگشته شود طالب دوست ۴۴ عجب نیست که من در اصل سرگردانم الا
شاید که حقیقت نایافت نفهمیده اید والله در نایافت وصل حق
حقیقی است سرکوه سر زدن از جمله وسوسه شیطانی نیست دریافت
حق از همه یافت بکیفی نایافت پیدا کنید و بس مکتوب بعزیزان

صدور فیت انت العلیم الحکیم الحمد لک والسلام علی عبادک الصالحین

چون بفضل خاص بی بهانه خود اولیائی خود را بانوار تلوینات و تجلیات

در ابتدای و وسط نواخته استعداد ایشان را برای تحمل بار امانت

پرورش میفرمائی و بعد از ان بفضل اخص از قید توجه بتجلیات

خلاص نموده بمراتب شهودی که داخل وصل بتلبس است برادرده

نیایافت عطا فرمایی و از انجا بالطائف بی بهانه اخص الخواص

بحقیقت نایافت مشرف میفرمائی زهی اقتدار الذکمال تو که بعضی را

بحسب مناسبت بمرتبه ولایت غالباً بخلوت رغبت دادی و کار

و بار ایشان را در ان خانه خلوت جاری میسازی و بعضی را از انجا

نجات کرده بجلوت حی اری و از منصب ارشاد عام که خاص جناب

انبیا و است بمناسبت کمال تبعیت عطا میفرمائی در حق طائفه

اول خلوت سم قاتل نمودی و در حق آن مکمل که طائفه ثانیه است

خلوت را عین نقصان مقرر فرمودی الا انسبت آن خلوت در دل

ایشان را در رتبه خلوت ترقی دادی استدعا مینمایم که این عاجز

را از اوش خوری این خم غفیر عطا میفرمائی بابه بپایه مراتب دو تو

بودن عُلیا ... معرفت ...

ا ا ... او طائفہ ... اہم ... یاد

یا ... اعا ... نیز ملاوا

کا ... احکام ... در

کلام اللہ ... ذات ... بیت ... بعث

وجود ... اثبات ... وکلام لو کلام

... ورطہ ... کلام ... کانی ... ثبوت

... السلام ... حساب ...

ال جبرائیل ... و ... دوتیر ... آثار

بیسج مخلوقی را در ان ... حروف صوت حرفی

جنانچہ بیان حضرت ... السلام وکلام ملکی غیر نبی صلی اللہ

... اطلاع ... چہارم حرف ... حضرت

عا ... مکتوب خواجہ حاجی صوفی عبدالکریم

صد ... لطائف عالم ... حون ... لود حوا

سمی حقیقی کہ اللہ ... حرف ... علمہ کرد کہ لطائف معلوم

مجموعہ نظم ۹

Marfat.com

میرود … حقیقی … بتجلی … مشرف گردد و آن را در اصطلاح …

این مرتبه دیگر … … را … این را علم

حضوری میخوانند این … در کمالات … ذات … این مرتبه

حقیقی ذات … ظهور … نماید این مرتبه را حضور … میخوانند

هرچند حضور … به کیفی است اما در مرتبه ذات حقیقی حضور

در … است به علم حضوری و حضور علم و درین مرتبه … در مرتبه

علم حضوری اگر فرق … در مرتبه حضور در حضور علم حضوری

حضور در علم فرق … در حضور در حضور ایمان حقیقی بذات

حقیقی است و یقین صادق میابد به کیفی حقیقی … مرتبه … معنی

حقیقی متحقق میشود این مرتبه حضور در حضور … و خفی و اخفی

حقیقت تعلق دارد اگرچه مراتب تحتانی نیز بهر سه لطائف تعلق دارند

اما مرتبه متبوع و آن مراتب تابع تابع کجا و متبوع کجا مقصود متبوع است

و آن مراتب در میانه ترقی در ترقی است شکر خدا بگوید که این نعمت

نصیب داده مردم دیگر … را البته مدت … شود شکرانه این دولت

نماز خوانده فاتحه خیر خوانید که حق تعالی پایدار بدارد الصفا مکتوب

در جواب صوفی عبدالکریم حیدر فرموده اند از اسرار الهی انکه از ایشان

پرسیده بودند از … چرا که … سابقا مقرر و مقدر گشته

پس دعا خواستن چه معنی دارد دوم طایفه … و انکه همه

شما از این … است اما مقدر بر دو مرتبه است مقدر بتقدیر

مبرم و مبرم النسبت اگر در حصول او هیچ وجه جایز نیست پس دعا خواستن

در مبرم تضییع اوقات است دوم معلق … آنست که اگر … او

بر دعا معلق داشته اند چون بر دعا معلق شد بدعا میگردد و دیگر

تمام … که … حیثیت و معلق کی است پس مشیت … هر که … است

حق سبحانه تعالی … را بر دعا معلق نموده است خلق را بر دعا موقوف

ساخته پس بنده را باید که برای تعلق دعا خواند چرا که حق تعالی

… بر دعا معلق داشته باشد و دعا ناخواستن مخالفت امر مولی

جل شانه کردن است و آن منع است بزرگان ما از دوم طایفه اند

که مخالفت امر مولی جل شانه نه دارند نسبت امر معلق بر دعا نمیکنند

و اول طایفه که دعا نمیکنند شاید که بر المحتوم داشته باشند یا

نسبت … بود … والله اعلم بالصواب … دعا حضور دلی …

کیکج

برای م

برای ا... ... ادبا ... ... سب لاگ

الها ... طا ... سد

تا ... ا ... بتریم

... ال ...

... تاریخ وفات حضرت شیخ عبدالنبی ... قدس الله سره العزیز

ای دریغ از چشم ظاهر بین ... نهان ... ... اولیا

ماه فیض اعر ... سالکان ... پرتو خورشید شیخ ...

شمع جمعی ... ... دانیا

... اسلام حریم ... ... قلوب ... ... جا

شاه ... ... الاصفیا

قبله ... ... عزت جان ... ... عبلا

... عرفان نور صدق ... صید ... ... الا ... ... هدا

صدر ... شاد ... طهران ... شیخ ... ... انتما

صحرا ... ... عبدالنبی ... ... تما

آسمان ... ... التجا

یارب از فضای [illegible] ها | [illegible] اما
وصف الاحاطت از [illegible] ها | از [illegible] فیض نظارت کل نما
از کسوف [illegible] ها | صبح روشن [illegible] در فضا چون [illegible]
شد جهان [illegible] جسم و [illegible] ها | کالبه بی [illegible] دم را ضیا
سوختند [illegible] ها | [illegible] کلاک [illegible] قضا
زالتس این تعذیب [illegible] | عالمی [illegible] [illegible]
گشته طغیانی چو سیل [illegible] شکن | اشک خونین [illegible]
زین جگر [illegible] ها | درد [illegible] آسیا
از پی تاریخ این [illegible] ها | دل [illegible] فلک رسا
یافته از عنایت حسن طلب ها | [illegible] دید مهر ابتدا

۱۱۴۶

خلیفه علی برحق

۱۱۴۶

عالم علم لدنی [illegible] ها | بحر عرفان مظهر نور [illegible]
[illegible] از وجود [illegible] فیض [illegible] | آخرت [illegible] خواهد از روی [illegible] جلا

لفظا مع

نفظ ضی ...
... دستگیر ...

... ان
...

... ما

طی ... ام
... دوست اعظم ...

... ا
... دارد ...

... ا
... اولیا

لوکه ... صدق و ... زال
... ان ... ثبتی

وخ ... تا ... ما
... شرع ان مقدار

... طریقت ... خاص ...
... ا

... از ... لی
فی ... ره ... جا

... ان ... عام ...
... سوی ...

ظلمتی افتاد اندر عالمی
تیره گشته صورت ارض و سما

سال تاریخ ... الش از خرد
چون ... از ... صدق و وفا

گفت ... از ...
... کرم حلم و حیا

... قربان گشت که در روضه است
... ای نور الهدی

ترجمۂ اردو

مجموعۃ الاسرار

Marfat.com

شجرۂ عالیہ نقشبندیہ احسنیہ

نام ہائے شجرۂ پیراں شنو اے مہتدی
ورد خود کُن تاتواز امداد ایشاں برخوری

شیخ ما عبدالرسولِ نقشبندی مرشدی
شیخ او حضرت محمّد شہریار معنوی

خواجۂ عبدالنّبی ہم شیخ طاہر باشرف
حاجی عبداللہ از و حاجی شریف متّقی

شیخ آدم شیخ احمد خواجہ باقی خواجگی
خواجہ درویش محمّد زاہد احرار ولی

خواجہ یعقوب و بہاؤالدین دیگر میرِ کلال
خواجہ باباواں دگر خواجہ علی رامیتنی

خواجہ محمودؔ است و عارف خواجہ عبدالخالق آت
خواجہ یوسف باز شیخ فارمدی بُوعلی

بُوالحسن پس بایزید و جعفرِ صادق بود
قاسم و سلماں اَبابکر و رسولِ ہاشمی

بر نبی و آل و اصحاب ہمہ پیران ما
صد ہزاراں رحمت حق باد نازل دائمی

احقر سعید احمد مہاجر اُرمڑ

Marfat.com

مکتوب : ۱

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ احسنیہ کے بارے میں تحریر ہوا۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ فقیر عبدالنبیؒ ساکن قصبۂ سیام نے حضراتِ نقش بندیہ کا طریقۂ سلوک حضرت حاجی عبداللہ سلطان پوریؒ سے بے انتہا خدمت کے بعد حاصل کیا۔ اُن کی وفات کے بعد حضرت حاجی شیخ محمد طاہر عالم پوریؒ سے باقی ماندہ حاصل کیا، وہ حضرت حاجی عبداللہؒ کے خلیفۂ کامل تھے نیز میاں محمد جانؒ ساکن قصبہ میانی کی صحبت سے بھی استفادہ کیا۔ وہ بھی حضرت حاجی عبداللہؒ کے کامل خلفا میں سے ہیں، اور ان دونوں بزرگوں یعنی شیخ حاجی محمد طاہرؒ اور حضرت محمد جانؒ نے قطبِ دوراں حضرت عبداللہ جی سلطانپوریؒ سے براہِ راست طریقت وحقیقت میں کمال حاصل کیا ہے اور حضرت عبداللہ جیؒ نے علمِ طریقت، غوثِ زماں حضرت محمد شریف جیؒ سے حاصل کیا ہے اور انہوں نے قطب الاقطاب حضرت شیخ آدم بنوریؒ سے، اور انہوں نے سلسلۂ قادریہ، چشتیہ اور دوسرے سلسلوں میں سلوک کی منزلیں طے کرنے کے بعد حضرت مجدد الف ثانی غوث صمدانی المعروف

بہ حضرت احمد فاروقی سرہندیؒ سے براہِ راست فیضِ طریقت حاصل کیا ہے حضرت سرہندیؒ نے شیخِ کامل حضرت خواجہ محمد باقیؒ سے، اور انہوں نے حضرت مولانا خواجگی امکنگیؒ سے، اور انہوں نے حضرت مولانا درویش محمدؒ سے، انہوں نے حضرت محمد زاہدؒ سے، انہوں نے حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ سے، اور انہوں نے حضرت یعقوب چرخیؒ سے اور انہوں نے شیخ المشائخ حضرت خواجہ بہاء الدین نقش بندؒ سے، انہوں نے بڑی خدمت کے بعد حضرت میر سید کلالؒ سے، انہوں نے حضرت خواجہ بابا سماسیؒ سے، اور انہوں نے بڑی خدمت کے بعد حضرت خواجہ شاہ علی رامیتنیؒ المشہور بہ عزیزاں سے اور انہوں نے حضرت محمود انجیر فغنویؒ سے اور انہوں نے حضرت خواجہ محمد عارف ریوگریؒ سے اور انہوں نے حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانیؒ سے اور انہوں نے حضرت خواجہ یعقوب یوسف ہمدانیؒ سے اور انہوں نے بڑی خدمت کے بعد حضرت شیخ ابو علی فارمدی طوسیؒ سے، اور انہوں نے حضرت خواجہ ابو القاسم گرگانیؒ سے، اور انہوں نے بڑی خدمت سے حضرت ابو الحسن خرقانیؒ سے اور انہوں نے بایزید بسطامیؒ سے، اور انہوں نے حضرت جعفر صادقؓ سے، اور انہوں نے حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ سے اور انہوں نے حضرت سلمان فارسیؓ سے اور انہوں نے حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیقؓ نیز حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے علمِ طریقت بلا واسطہ حاصل کیا۔

مکتوب : ۲

راہِ سلوک، نقش بندی طریقے سے طے کرنے کے متعلق لکھا گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جان لو کہ طریقت میں سلوک کی ابتدا لطیفۂ قلبی کے ذکرِ خفی سے ہوتی ہے اور یہ لطیفہ قلبی بائیں پستان سے دو انگل نیچے ہے ۔ اس لطیفہ میں اسم ذات کی تکرار کی جاتی ہے، اور لفظی صورت میں بھی پسندیدہ نام کو دل کے لوتھڑے میں داخل کیا جاتا ہے، لیکن اس طریقے سے کہ اس پسندیدہ نام کی تکرار میں صرف جامع کمالات کی ذات

کا یقین ہو۔ اس مقام پر اپنی استعداد کے مطابق سالک فنا اور بقا حاصل کرلے گا اور جو شئے ضروری ہے' وہ یہ ہے کہ ذکر میں لذّت اور جمعیتِ خاطر پیدا ہو اور محبت غلبہ پائے، اور اس کے بعد نفی و اثبات سے حبسِ دم فرماتے ہیں اور اس کا حاصل دنیا سے تعلق کی نفی ہے۔ اس سے ذکرِ قلبی کی طاقت بھی بیشتر ہوتی ہے۔ اس ذکر کے بعد لطیفۂ روحی جسے ایک طرح سے دل میں کہتے ہیں، کا مقام دائیں پستان کے دو انگل نیچے ہے۔ اس مقام پر تجلیات اور فنا کی کیفیت کچھ اور ہی ہوتی ہے کہ اگر ہاتھ آجائے تو پھر جمعیتِ خاطر اور لذّتِ مطلوبہ حاصل ہوجاتی ہے۔ اس کے بعد لطیفۂ سرّی کا ذکر سینہ میں، لطیفۂ خفی کا ذکر پیشانی میں' اور لطیفہ اخفی کا ذکر دماغ میں کرتے ہیں۔ سالک کو اس کی استعداد کے مطابق یہ تجلیات، فنا اور یہ مرتبے حاصل ہوتے ہیں اور ضروری ہے کہ یہ ذکر قلب اور روح میں کیے جائیں۔ جب یہ لطائف اللہ کے نام سے نور حاصل کرتے ہیں ان کو سیرِ لطائف کہتے ہیں۔ اس کے بعد جامعیت کے خیال سے اخفی سے قدم تک وجود کے ہر ذرہ میں ذکر کرتے ہیں اور سبب وجود کا ہر ذرّہ ذکر کرنے لگ جائے، تو اس کو ذکرِ سلطان کہتے ہیں۔ کبھی کبھی ذکرِ سلطان اس طرح غلبہ کرتا ہے کہ جس پر نظر پڑے اور جو کچھ سنائی دے، اور جو کچھ چھونے اور چکھنے کے حواس سے متعلق ہو جائے، اس میں اللہ کا نام پایا جائے گا۔ اس کے بعد اگر سالک مستعد ہے اور اسے ہر لطیفہ کی تکرار یاد رہے، تو نام اس طرح تبدیل ہوجاتا ہے کہ ہر لطیفہ میں بلکہ اپنی پوری ذات میں وہ اللہ کا نام آواز کے مدّ و جزر کے ساتھ نورانی اور پُر صفا پاتا ہے۔ اس مقام پر یاد رہے، کلمۂ طیبہ کی نفی و اثبات کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ لیکن ضرب اور حبسِ دم ہر بار ہر اللہ کے نام کی مدّ کے ساتھ نفی و اثبات کی تکرار یادداشت کی طرح کرتے ہیں۔ چونکہ یہ مقام حرف اور آواز کے بغیر نام کے نورِ صفائی و حضوری کے ذریعے حاصل ہوتا ہے، اس پر بدن کا ذکر ختم ہوجاتا ہے، لیکن روح کے ذکر کے سلسلے میں اس طریقہ کی خصوصیت

Marfat.com

یہ ہے کہ سالک ان مقامات پر جذبات کی شدّت سے بے ہُودہ اور فضول باتوں کا مرتکب نہ ہو، صرف شرعی عقیدہ کی پیروی سے عبادت میں مصرُوف رہے اور اگر اس مقام پر دہ عجائبات کے ظہور کی وجہ سے بے خوفی سے مغلوب ہو جائے، تو اس تمام کو ولایتِ خاصّہ کا سایہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد اس ذکر کا آغاز ہوتا ہے، جو بدنی مراتب کے ضمن میں روح کے جوہر سے تعلق رکھتا ہے یہ وہ حضُوری ہے، جو کسی لفظ، حرف، سمت، مقام، فوق اور تحت سے بے نیاز ہے، جیسا کہ اس کی ذات کے شایاں ہے۔ اس کو حضُوریِ مسمّیٰ یادداشتِ مسمّیٰ، اور شہودِ مسمّیٰ کا نام دیتے ہیں۔ اس مقام پر اس طریقہ کی خصوصیت خالص پاکیزگی، بے کیف حضوری اور محض شہُود ہے اگرچہ دوسرے طریقوں میں یہ وحدت الوجود اور عینیت بن جاتا ہے جیسا کہ شیخ محی الدین ابن عربیؒ اور دوسرے متاخرین کے کلام سے پتہ چلتا ہے۔ اس مقام پر سالک کی استعداد کے مطابق تصرّفات ظاہر ہوتے ہیں۔ اللہ کے سوا باقی سب سے قطعِ تعلق مقصود و مطلوب ہوتا ہے، یہ مکمل استغراق و تنزیہ ہے، اور اللہ کی ذات و صفات میں فنا ہو جانے کی بدولت حاصل ہوتا ہے۔ اس مرتبہ کے مالک کا مقصد جب تک تنزیہ اور شہود اور بقا کا حصُول ہے، اسے ولایتِ خاصّہ کہتے ہیں۔ اس ولایت کو بزرگوں کی اصطلاح میں ولایتِ صُغریٰ کہتے ہیں۔ جس وقت اللہ پاک کے فضل سے توجّہ جو خیال کے تصرّفات میں سے ہے، گُم ہو جانے اور نایافتگی کے درجہ پر پہنچ جائے، تو اسے ولایت اخص (انتہائی خصوصی) کہتے ہیں اور چونکہ ولایت اخص میں توجہ معدوم نہیں ہوتی، بلکہ بے کیف ہونے کی وجہ سے خود گُم ہوتی ہے، اس لئے اس کا کیف نامعلوم ہوتا ہے۔ لہذا اس ولایت کو ولایتِ مجہُولہ کہتے ہیں اور سالک نے اپنی طاقت کے حساب سے جو فضل عام کی وجہ سے موجود ہوتی ہے، محنت و کوشش سے کام کو اس منزل پر پہنچایا ہوتا ہے۔ اس سے آگے فضلِ خاص کی ضرورت ہے، تاکہ اس کے علم کے مرتبوں کے مطابق اس پر ضروری علم کا اظہار اور حقیقت انسانی کا انکشاف ہو، تاکہ مخفی توجہ

Marfat.com

سے اطلاع پا کر اس بلند مرتبہ پر فائز ہو اور حقیقی بے توجہی سے جس کا انحصار اللہ تعالےٰ کے علمِ حضوری اور حضوری علم پر ہے، مشرف ہو۔ اس وقت توجہ معدوم ہو جائے گی۔ اور توجہ کے بغیر اپنے آپ کو یقیناً کیفِ حقیقی کے بغیر حاضر جناب رسبحانہ وتعالےٰ پائے گا۔ اس سے اُسے معلوم ہو گا کہ میری یہ حضوری مروّجہ علوم کی وجہ سے نہیں، بلکہ ضروری علم کی بدولت ہے کہ تمام اشیا کا عالم، بے توجہی اور انسانی حقیقت کے مرتبے سے ہے۔ اگر اللہ سبحانہ وتعالےٰ مرشدِ کامل کی پوشیدہ برکت سے خود بخود عطا کر دے، تو یہ محض اس کا فضل ہے ورنہ مُرشد کی باطنی نظر کی تعلیم کی بدولت وہ ادنےٰ مقامات سے اعلےٰ مقامات تک عرُوج کرے گا اور اپنی انسانی حقیقت کو معلوم کرلے گا کہ اس شخص کا یہ پہلا مرتبہ نورِ اوّل کے ضمن میں بے حجابی سے، پہلے نُور یعنی نُورِ محمدّی صلی اللہ علیہ وسلّم کی متابعت کرنے سے ہے اور اس حضوری کے مرتبہ کے مالک اور حضوریِ علمی کو ولایت انبیاء کے کمالات سے بہرہ وری کہتے ہیں۔ اس مقام پر جس طرح سالک کو صفتِ علم کا اظہار حاصل ہو گا۔ اسی طرح وہ تمام ضروری صفات کے اظہار سے مُجمل یا مفصّل طور پر بہرہ یاب ہو جائے گا اور صرف بے توجہی کی بدولت خود کو اور غیر کو ذات وصفات کے اعتبار سے ذات واجب کے کمالات کے منظہر سے، جو مطلق اور بے کیف ہے، بغیر کسی تشبیہ کے شائبہ کے حاصل کرلے گا اور اس کی نظر اس ذاتِ بے کیف کے حضوریِ اظہار کے ذریعے سے غالب وکامیاب ہو گی اور چونکہ اس اعلےٰ مقام میں صفات کا حصول ہوتا ہے، اس لیے اگر خدا کے فضل سے معلوم ہو جائے کہ ذات اپنے ذاتی اوصاف کی محرم ہے اور اسی طرح دوسری صفات کے بارے میں بصیر وسمیع ہے اور یہ ذاتی اوصاف اس کے یقیں سے زیادہ ہیں، تو صرف بے توجہی کی بدولت تحقیق اظہار کی طرف پیش رفت کرے گا اور اپنی تمام ذاتی قابلیتوں کو اُس کے حضور میں صرف کر کے نایافتگی کی حقیقت سے بہرہ ور ہو جائے

Marfat.com

گا اور پھر اللہ کے علم کی بجائے اللہ پر ایمان لے کر حاضر ہوگا۔ اس وقت وہ نبوتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص کمالات سے بہرہ یاب ہوگا اور ذاتِ جامع صفات کو پالے گا۔

میرے عزیز! ولایتِ انبیاء اور نبوّتِ انبیاء کے کمالات تک پہنچنے کو آسان نہ سمجھا جائے۔ ان مقامات کی باریکی اور بلندی "نکات الاسرار" سے واضح ہوتی ہے اگر چاہو تو ان کی تفصیل وہاں دیکھ لو، یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔

مکتوب : ۳

جو صاحبِ طریقۂ احسنیہ کی اصطلاح کے بموجب چھ لطائف کی تحقیق کے بارے میں مخدوم زادہ محمد عمر کے نام لکھا گیا وہ حضرت حاجی عبداللہ کرنالی کے فرزندوں میں سے ہیں۔

الحمدُ للّٰہِ وسلامٌ علیٰ عبادہِ الّذین اصطفیٰ خصوصًا علیٰ نبیہٖ محمدٍ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

(تعریف اللہ کی، سلام اسی کے منتخب بندوں پر، بالخصوص اس کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ان کی آل اور اُن کے تمام صحابہ پر)

اللہ تعالےٰ تمہیں نیک راہ پر چلائے۔ جان لیجیے کہ نقش بندی مسلک میں طریقہ احسنیہ کے مقصد قریب ترین ہے اور سالکوں کو اس کی تفصیل جاننا ضروری ہے مختصر طور پر اس کا کچھ حصہ چند سطروں میں لکھا جاتا ہے۔ جان لینا چاہیے کہ جب کوئی سچا طالب اللہ پاک کی توفیق سے اس طریقہ کے بزرگوں میں سے کسی ایک عزیز سے متوسل ہوتا ہے، تو وہ سب سے پہلے استخارہ سکھاتے ہیں اور استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد جب سونے کا وقت ہو جائے اور دنیا داری کی باتوں کی ضرورت نہ رہے، تو تازہ وضو کرے اور ایک سو ایک بار "اَستغفِرُ اللّٰہَ رَبّی مِن کُلِّ ذَنبٍ وَّاَتُوبُ اِلَیہِ" (میں ہر گناہ سے

Marfat.com

اپنے رب کی پناہ مانگتا ہوں، اور توبہ کرتا ہوں) پوری صدق دلی سے پڑھے۔ اس نیت سے کہ تمام جسمانی اور روحانی گناہوں سے جو مجھ سے سرزد ہوئی ہیں۔ میں نے توبہ کی، اور نئے سرے سے مسلمان ہوا ہوں۔ اس کے بعد اٹھ کر دو رکعت نماز استخارہ کی نیت کرے، یعنی کہ میں دو رکعت نماز استخارہ ادا کرتا ہوں، تاکہ حق تعالےٰ مجھے اپنے رسولؐ کی متابعت میں اپنی رضا کے حصول کے لیے محکم رکھے۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ آیت الکرسی ایک بار، اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورہ " الکافرون "، ایک بار پڑھے۔ اپنے آپ پر پوری طرح خوفِ خدا طاری کرے اور گریہ وزاری کرے۔ اور نماز ختم کرنے کے بعد ایک سو ایک بار درود شریف پڑھے، اس کے بعد ایک سو ایک بار کلمۂ تمجید پڑھے اور اس کے بعد نہایت عجز و انکساری سے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے۔ جب نیند کا غلبہ ہو، تو زمین پر سو جائے اور اگر معذور ہے، تو پھر جس طرح چاہے سوئے۔ اس کے بعد جو کچھ خواب میں بشارت ہو، مُرشد سے بیان کرے اور اگر پہلے روز بشارت نہ ہو، تو پھر تین روز تک اسی طرح استخارہ کرے یا استخارہ کے بعد اپنے دل پر نگاہ دوڑائے کہ کیا استخارہ کے بعد اپنے دل کو اُسی طرح اعتقاد میں مضبوط پاتا ہے، جس طرح پہلے تھا۔ یہی بشارت ہے۔ پس مُرشد کو چاہیے کہ تنہائی میں اسم اللہ کے ذکر کی تعلیم دے۔ یہ اللہ کا اسم ذات ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی زبان کو تالو سے لگائے، اور خیال کی نگاہ قلبِ صنوبری پر ڈالے، اور آنکھیں بند کر لے اور قلب صنوبری کا مقام بائیں پستان سے دو اُنگل نیچے ہے اور یقین رکھے کہ گوشت کے اس لوتھڑے میں لطیفۂ نورانی ودیعت کیا گیا ہے۔ اسے دل کہتے ہیں۔ پس پوری طرح اس کی طرف توجہ کرے اور اس گوشت کے لوتھڑے کے اندر سے اللہ جلّ شانہ، کا نام کہلوائے۔ اس طریقے سے کہ اس نام کو غیرِ ذات نہ جانے، اور حتی المقدور اس حالت کو اُٹھتے بیٹھتے ہاتھ سے جانے

Marfat.com

نہ دے۔ اس کے بعد مُرشد کو چاہیئے کہ خود اس کے قلب کی طرف توجّہ کرے۔ اور اس توجّہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی ہمّت اپنے مرید کے قلب کی طرف لگائے اور اپنے قلب کے منہ کو مرید کے قلب کے منہ پر تصوّر کرے، اس طرح کو درمیان میں کوئی اور خیال نہ آنے پائے۔ اور پورے خشُوع وخضُوع سے اللہ پاک کی جناب میں التجا کرے کہ ذکر کا نُور سالک کے دل میں قوّت پیدا کرے، اور قلبی جذب کے ذریعے مرید کے قلب کے باطن کو اپنی طرف کھینچے۔ اور اسی طرح کم وبیش ایک ساعت (گھنٹہ) تک مرید کے حال کی طرف متوجہ رہے، اس طریقے کے اکابر کی ارواح پاک کو اپنے شاملِ حال جان کر اس تصرّف کو ان کی طرف سے اس وقت یا اس کے بعد امداد جانے۔ اس کے بعد مُرید سے پُوچھے۔ اگر وہ اچھی طرح سمجھ گیا ہے اور اس نے آرام پالیا ہے، تو سورۂ فاتحہ پڑھے اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بیعت لے، اور اسے خدا کے حوالے کرے اور اسے بتا دے کہ طریقۂ نقش بندیہ میں یہ طریقہ احسنہ خلیفۂ زماں حضرت سیدی شیخ آدم بنوریؒ کی طرف سے ہے۔ جب مرید اسم ذات کے ذکر میں لذّت پانے لگے، تو اسے نفی واثبات کے کلمہ کی تعلیم دے۔ جب نفی واثبات کو مشہور طریقے سے اکیس(۲۱) بار تک پہنچا دے اور اپنے دل میں بے تعلّقی کا اثر پانے لگے، تو حق تعالےٰ کا شکر ادا کرے۔ اس کے بعد لطیفۂ رُوحی کے ذکر کی تعلیم دے اور اس کا مقام دائیں پستاں سے دو اُنگل نیچے ہے، اور لطیفۂ رُوحی کو سفید، سفید کپاس کی طرح، تصوّر کرکے اسم ذات کا ذکر جس طرح کہ لطیفۂ قلبی میں لکھا گیا ہے پورے خشُوع سے کرے اور ہر وقت۔ اس سبق کو دہرانا ہے، حتیٰ کہ ذکرِ قلبی کی طرح اس میں بھی خاطر جمعی اور لذّت حاصل کرے۔ لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سالک کو ان دو لطیفوں میں تجلیات سے سابقہ پڑتا ہے۔ لیکن سالک کو چاہیئے کہ حتی الامکان اپنے آپ کو ان تجلیوں سے مغلوب نہ ہونے دے، اور قلبی نظر میں اللہ تعالیٰ کے تنزیہ کو محکم کرے۔ اس کے بعد لطیفۂ سرّی (خفیہ) کی تعلیم دے۔

Marfat.com

یہ نہ سمجھے کہ یہ سفید یا سُرخ رنگ اس لطیفہ کا ذاتی رنگ ہے، بلکہ یہ اس کے کمالات میں سے ایک کمال ہے، جو عالمِ مثال میں سالک کی تسلّی کے لیے ظاہر ہوتا ہے اور جب سالک نچلے مرتبہ پر تعلیم حاصل کرلیتا ہے تو اس لطیفہ کی شکل سالک کی پسندیدہ صورت میں بطور نیک فال کے ظاہر ہوتی ہے، تاکہ متفرّق اُمور سے اس طرح سے جو اُس لطیفہ سے قربت رکھتا ہو تعلق پیدا کرے اور مختلف اندیشوں کی نفی ہوجائے اور اس مخصوص لطیفہ کا مقام سینے کے درمیان ہے، دونوں پستانوں کے درمیان۔ اور اسم ذات کا ذکر اس طریقے سے، جیسا کہ اس سے پہلے ذکر ہوچکا ہے، بار بار کرے اور اپنے آپ کو تمام اوقات میں اس ذکر میں لگائے رکھے، حتّٰی کہ خاطر جمعی اور لذّت حاصل ہونے لگے۔ اس کے بعد اسی طرح لطیفۂ اخفیٰ کی تعلیم دے اور اس مخصوص لطیفہ کا مقام پیشانی میں ہے اور اس مقام پر مذکورہ طریقے سے اسم ذات کی تکرار کرے۔ اس لطیفہ کے حصول کے بعد لطیفۂ اخفیٰ کی تعلیم کرے اور اس لطیفہ کا مقام سالک کے سر کے اُوپر، تالو ——— میں ہے۔ مذکورہ بالا طریقے سے اسم ذات کی تکرار سے یہاں بھی لذّت حاصل کرے۔ یہی بیان ہے، اس حدیثِ قُدسی کا جس میں فرمایا گیا ہے "اِنَّ فِیْ جَسَدِ بَنِیْ آدَمَ مُضْغَۃً وَفِی الْمُضْغَۃِ قَلْبٌ وَفِی الْقَلْبِ فُؤَادٌ وَفِی الْفُؤَادِ سِرٌّ وَفِی السِّرِّ خَفِیٌّ وَفِی الْخَفِیِّ اَخْفٰی وَفِی اَخْفٰی اَنَا"۔ (بنی آدم کے جسم میں ایک لوتھڑا ہے، اس لوتھڑے میں ایک قلب ہے، اس قلب میں ایک فواد ہے، اس فواد میں سِرّ (راز) ہے، اس سِرّ (راز) میں ایک خفی ہے، اس خفی میں ایک اخفیٰ ہے اور اس اخفیٰ میں "مَیں ہوں"۔)

میرے عزیز! بزرگوں کی اصطلاح میں اس سیر کو سیرِ لطائف کہتے ہیں اور جب بار بار کرنے سے یہ سیر ختم ہوجائے اور سالک اپنی استعداد کے مطابق مختصر یا مفصّل طور پر اس سیر کو حاصل کرے، تو چاہیے کہ اُسے پھر لطیفۂ قلبی کی طرف لایا جائے۔ اور اسم کی یادداشت کی تعلیم دی جائے، کیونکہ اس سے پہلے تکرار اسمی ہی تھی اور اسم کی

Marfat.com

یاد داشت کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ کے نام کو قلب کے اندر سے، جو نورِ محض ہے اس طریقے سے کہے کہ تکرار کا ارادہ نہ کرے، بلکہ اللہ کے اسم کی مد کو لمبا کرے، اور ایک آواز کی طرح نکالے، اور اس ایک آواز کی اس طرح حفاظت کرے، کہ ٹوٹنے نہ پائے اور اگر ٹوٹ جائے، تو پھر نئے سرے سے شروع کر دے اور یاد داشت کی قوت کے لیے نفی و اثبات کے نام کو لمبی مد کے ساتھ، چاہے حبسِ دم کے ساتھ اور چاہے حبسِ دم کے بغیر، اختیار کیا جائے اور جب یہ نسبت اس طریقے سے قوت پکڑ لے کر اپنے دل میں بلکہ تمام لطائف میں، بلکہ تمام بدن میں، اس کے نورِ تمام کی بدولت اس آوازِ محض کو ایک جیسا پیدا کر لیں، تو ان لطائف کی بات، جو بدن اور الفاظ سے پیدا ہوتے ہیں ختم ہو گئی۔ اب اُن لطائف کے بارے میں کوشش کرنی چاہیے، جو الفاظ کے بغیر ہیں۔ اب اسم کی یاد داشت کے بعد مُسمّٰی کی یاد داشت کی تعلیم دینی چاہیے۔ یعنی قلب کے مقامِ خاص کو نظر میں رکھ کر اس لطیفہ پر نظر ڈالنی چاہیئے، جو ایک امرِ نورانی ہے اور جس کا ذکر اُوپر ہو چکا ہے۔ محض ایمان سے حق سبحانہٗ تعالےٰ کو بے پردہ حاضر یقین کرے، لیکن بے کیفی اور بے جہتی سے، اور تمام جہات کو نظر سے ہٹا دے اور جان لے کہ اللہ تعالےٰ بے کیف و بے جہت حاضر ہے۔ چنانچہ اس علم کو کسی وقت بھی آنکھ اور سمجھ سے اوجھل نہ ہونے دے۔ اگر غفلت سرزد ہو جائے، تو پھر اسی طریقے سے حاضر کرے، حتیٰ کہ مشاہدۂ نور کو سر سے پاؤں تک گرفت میں لے لے اور اس میں پوری طرح محویت پیدا کر لے، یہاں تک کہ نورِ حق کے سوا اپنے یا اپنے علاوہ کسی اور کو نہ پائے۔ اس مقام پر اگر اشیاءِ شہود کے غلبہ کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کی معیت میں عینِ حق نظر آنے لگیں، تو اس طائفہ کی اصطلاح میں اسے توحیدِ وجودی کہتے ہیں اور اگر اشیا کو گم کر دے، تو ان اشیا کے پرے حق تعالےٰ کے جمال کا نظارہ کرے گا اور اشیا کو نظر سے ہٹا دینے کو توحیدِ شہودی کہتے ہیں اور جاننا

Marfat.com

جاننا چاہیے کہ یہ دونوں مقامات اس ولایتِ خاصّہ میں پیش آتے ہیں، جو اولیائے اُمّت کی ولایت کا حصّہ ہے۔ اس سے پہلے سیرِ لطائف کی تجلّیات وغیرہ سے اسم کی یادداشت تک جو پیش آتا ہے، وہ ولایت اولیا کے سایہ میں ہوتا ہے، اگرچہ ولایتِ اولیا والے اُس ولایت کے اہلِ ظلّ کی نسبت زیادہ کمال رکھتے ہیں۔ لیکن ابھی اُس مطلوب حقیقی کا حصول جو اشیا کے پردے کے بغیر ہو، اس سے آگے ہے۔ اسے اس کی اُمید کرنی چاہیے۔ سالک کو چاہیے کہ ان تجلیات و مشاہدات کی لذّت میں پھنس کر نہ رہ جائے، بلکہ مزید ترقی کا طلب گار بنے۔ اس کے بعد اگر وہ پیرِ کامل بن جائے، تو ان غلبات کے گرداب سے محض توجّہ ہی سے اپنے مرید کو باہر نکال لے گا اور اس کے ذہن کو ان تجلیات و مشاہدات اور توجّہات سے خالی کر دے گا اور نایافتگی کی تعلیم دے گا اور نایافتگی کے سلوک کا طریقہ یہ ہے کہ جو کچھ مرید کے ذہن میں حق کے ساتھ یا حق کے بغیر، خواہ وہ لطیف والطف ہی کیوں نہ ہو، قرار پائے اور تصوّر میں آئے، اُسے بالکل نکال کر خالی الذہن کر دے اور ہر وقت اس کی سابقہ توجّہ کو زائل کرنے کی کوشش کرلے۔ تاکہ اس کے باطن میں مطلوب و غیرِ مطلوب کی طرف کوئی توجّہ پیدا نہ ہو، بلکہ اس کا مطلوب بے توجّہی اور یقین صاف ہو جائے۔ یہاں تک کہ کچھ بھی معلوم نہ رہے، سوائے نورِ یقین کے۔ سالک جب تک اس معاملہ میں توجّہات کے دُور کرنے میں لگا رہتا ہے، وہ ولایتِ اخص کے مرتبہ کا سالک ہوتا ہے اور جب نفی کی حاجت نہیں رہتی اور توجّہات و تصوّرات کی آمد و رفت سے آئینۂ دل صاف ہو جائے، اور بے توجّہی اور بے تکلّفی حاصل ہو جائے، تو وہ ولایتِ اخص کے کمالات پا لیتا ہے۔ لیکن ابھی اس واصل کی توجّہ اور تصوّر معدوم نہیں ہوا ہوتا، بلکہ مفقود ہوتا ہے، جیسا کہ اس سے پہلے مکتوب میں ذکر کیا گیا ہے اور یہ پاکیزہ ولایت چار مقرّب فرشتوں کے سپرد ہے اور ان کی متابعت میں اولیائے اُمّت کے نصیب میں بھی ہے بلکہ

استعداد کی مناسبت پیدا ہو جائے۔ اور جاننا چاہیے، کہ اس ولایتِ خاصہ کے مقام میں توحیدِ وجودی، اور توحیدِ شہودی کے مقامات ہیں۔ جن کا ذکر ہو چکا ہے توحیدِ وجودی لطیفۂ قلبی سے پیدا ہوتی ہے اور توحیدِ شہودی، لطیفۂ روحی سے ظاہر ہوتی ہے اور نایافتگی کی نسبت لطیفۂ سرّی کا خاصّہ ہے اور اللہ ہی جانتا ہے کہ ہزاروں میں سے کس کس کو اس نعمت سے نوازا جاتا ہے۔ وہ اللہ کا فضل ہے۔ جسے چاہے، دے۔ وہ بڑا ہی فضل کرنے والا ہے۔ جاننا چاہیے کہ نایافتگی کے مقام کے بعد یافت کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب سالک لطیفۂ سرّی کو تجلیات سے خالی کر لیتا ہے، تو اس وقت اگرچہ مشاہدہ کا تخیل ہی ہوتا ہے، تاہم وہ وصلِ حقیقی کے دائرے میں داخل ہو جاتا ہے۔ لیکن چونکہ وہ اس حقیقت سے آگاہ نہیں ہوتا، اس لیے وہ اربابِ جہل میں سے ہوتا ہے۔ اب اگر پہلے فضل کے بعد اللہ تعالےٰ مزید فضل کرے، تو وہ یک لخت ہی اپنے آپ کو عناصر و نور کے مرتبہ سے بلند تر پاتا ہے اور اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس نسبت کو پالینا حقیقتِ انسانی ہے اور یہ نورِ اوّل کی قابلیتوں میں سے ایک قابلیت ہے، اور نورِ اوّل، نورِ محمدی ہے صلی اللہ علیہ وسلّم۔ اس کو شہودِ اوّل بھی کہتے ہیں، یہ علم مُرشد کی تعلیم سے یا شاذ و نادر تعلیمِ غیبی سے علم ہو جاتا ہے کہ میرا مطلوب تک پہنچ جانا، جو ولایت خاص تھی، اپنے علم کی بدولت اور اپنے علم کی خصوصیات کی بدولت تھا۔ اس مدت میں کہ مجھے اس نعمت سے نوازا گیا ہے اور اس نعمت کا حصول اللہ تعالےٰ کے علم اور اس کے علم کی خصوصیات کی بدولت ہے اور اپنی خصوصیات کی وجہ سے میرا علم محض توقف و معطل ہے۔ میرا علم جو کچھ جانتا ہے، وہ اللہ تعالےٰ کے علم کی خصوصیات کی وجہ سے جانتا ہے۔ چنانچہ جب یہ بات سمجھ جائے، تو وہ ہر وقت اپنے ذاتی، صفاتی اور کمالاتی مرتبوں کو اللہ تعالےٰ کی ذات، صفات اور کمالات کا مظہر جانے، اور اس کے اظہار کے سوا اور

Marfat.com

کچھ نہ پائے۔ کیونکہ یہ طے شدہ بات ہے کہ جس نے چکھا نہیں اس نے جانا نہیں۔
چونکہ ولایت کے ہر درجے کی ابتدا، وسط اور انتہا ہوتی ہے اس لیے اس مرتبہ کی ابتدا میں آخری غلبہ جسے ولایتِ انبیاء (ان سب پر درود و سلام) کہتے ہیں، باطن کی تنہائی کی کوششِ محض ہے، جو حقیقت کی حیثیت سے حق کے پانے یا نہ پانے کی وجہ سے ہے اور اس مرتبہ کے وسط میں تنہائی میسّر ہوتی ہے اور تنہائی کی حقیقت کو پالینا اس امر کی اطلاع ہے کہ اپنی صفات، اور اللہ تعالےٰ کی صفات کو سمجھ لیا گیا ہے۔ اس مرتبہ پر اگرچہ وہ جانتا ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی بدولت ہی جانتا ہے اسی کی بینائی سے بینا اور اسی کی قدرت سے قادر ہے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ابھی تک اللہ تعالےٰ کی ذات سے اس کی صفات کی نسبت کی حقیقت اس عارف پر کماحقہٗ پوری طرح ظاہر نہیں ہوئی ہوتی چنانچہ جب وہ یہ جان لے گا کہ اللہ تعالےٰ کی صفات اس کی ذات سے زائد نہیں اور یہ کہ عالم کو علم کی وجہ سے عالم اور بینا کو بینائی کی وجہ سے بینا وغیرہ، کہا جاسکتا ہے، بلکہ ذات خود جاننے والی (علیم) ہے اور علم ذات کی ذاتی قابلیت ہے، اور ذات اپنی ذات سے بینا ہے، اور بینائی اس کی ذاتی قابلیت ہے اور اسی طرح وہ تمام صفات ہی غیبت اور غربیّت کے اطلاق کے بغیر ہے۔ چنانچہ دنیا حق ہے اور اللہ پاک کے حکم سے خود بخود ہے اور عارف کے لیے یہ سوائے اللہ کی ذات، صفات اور کمالات کے مکمل اظہار کے اور کچھ نہیں اور اس وقت وہ بجز یقین اس مرتبہ کی نہایت پر فائز ہوگا۔ لیکن کسی شخص کو اس مرتبہ پر مُجمل یا مُفصّل طریقے سے نوازا جائے گا یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے، وہ جسے چاہے دے۔

اے بھائی! جتنی تنہائی کی نسبت زیادہ ہوگی۔ اس دائرہ ولایت میں دخل اتنا ہی زیادہ ہوگا اور انبیا کی نبوّت کے کمالات کے بارے میں کیا کہا جائے کہ اس مرتبہ کی حقیقت، کہنے اور لکھنے سے ماورا ہے۔ لیکن اتنا کہے دیتا ہوں کہ اگرچہ انبیا کی ولایت

Marfat.com

اور ان کی نبوّت دونوں اصلیت کے دائرہ کے اندر، اور ظلّیت (سایہ) سے پاک ہیں، لیکن اتنا ضرور ہے کہ ولایت میں اللہ تعالےٰ کی صفات کی حقیقت سے وصل ہوتا ہے اور یہ ہر ایک کی استعداد کے درجات کے مطابق ہے، جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا (یہ رسول ہیں جن میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں اس کی ہدایت دی۔ اور ہم یہ ہدایت نہ پاتے، اگر ہمیں اللہ ہدایت نہ دیتا، اور ہمارے رب کے رسول نہ آتے)

مکتوب : ۴

برادرانِ دین کے نام اللہ تعالےٰ کی حدیثِ قدسی کی تحقیق کے بارے میں لکھا گیا۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد برادرانِ دین مطالعہ فرمائیں کہ حدیثِ قدسی میں آیا ہے۔ "اِنَّ فِیْ جَسَدِ بَنِیْ آدَمَ مُضْغَةً وَفِی الْمُضْغَةِ قَلْبٌ وَفِی الْقَلْبِ فُؤَادٌ وَفِی الْفُؤَادِ سِرٌّ وَفِی السِّرِّ خَفِیٌّ وَفِی الْخَفِیِّ اَخْفٰی وَالْاَخْفٰی اَنَا" (بنی آدم کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے، اس لوتھڑے میں ایک قلب ہے اور اس قلب میں ایک فواد ہے اور اس فواد میں ایک سِرّ (راز) ہے اور اس سِرّ میں ایک خفی ہے اور اس خفی میں ایک اخفیٰ ہے اور وہ اخفیٰ میں ہوں) چنانچہ سمجھنا اور جاننا چاہیے کہ بزرگ صوفیہ کی اصطلاح میں ان لطائف خمسہ کے علاوہ لطیفۂ نفس کو بھی شاملِ سلوک کیا گیا ہے اور سب سے زیادہ ضروری مطلب اس لطیفہ کو سنوارنا ہے۔ اس کی اہمیت کے باوجود اس حدیثِ قدسی میں اس کا ذکر یا تو اس کی ابتدائی کمینگی اور بخیلی کی وجہ سے نہیں آیا، یا پھر تمام لطائف کو احاطہ اور شامل کرنے کی بنا پر آخر میں ہوگا۔ یا پھر کسی اور وجہ سے ہوگا۔ الغرض ہر

Marfat.com

لطیفہ کے ظہور کے لیے جسم کے اندر مخصوص جگہ ہے جو اپنی مخفی قابلیتوں کی نسبت سے ظہور میں آتا ہے اور اس ظہور کو ظہورِ ظلّی کہتے ہیں۔ اور ایک ظہور مکان کے تعین کے بغیر بدن کے اندر نفس اور ذات کے ظہور سے واقع ہوتا ہے۔ اس ظہور کو ظہورِ اصلی جانتے ہیں اور سمجھ لینا چاہیے کہ لطیفۂ قلبی کے ظہور کا مقام صنوبری لوتھڑا ہے جو بائیں پستان کے قریباً دو انگل نیچے ہے اور یہ مرتبہ ولایت خاصہ کی ابتدا کا ہے۔ اس مقام پر ولایت خاصہ سالک کی شروع کی مشغولیت لفظ "اللہ" کے ذکر سے ہوتی ہے اور ذکر کی صفائی اس وقت ہوتی ہے، جب یہ صنوبری لوتھڑا سوائے اللہ کے نام کے نقش کے، تمام دوسرے نقوش سے پاک ہو جائے اور اس صفائی کی علامت آئینۂ خیال میں سرخ رنگ کے لطیفہ کی نمود ہے اور لطیفۂ روحی کے ظہور کا مقام، جس کو حدیث میں "فواد" کے نام سے پکارا گیا ہے، دائیں پستان کے نیچے قبل ازیں ذکر کردہ فاصلے پر ہے۔ اور لطیفۂ سرّی کے ظہور کا مقام سینے کے درمیان ہے اور لطیفہ خفی کے ظہور کا مقام پیشانی میں اور لطیفہ اخفیٰ کے ظہور کا مقام دماغ میں ہے۔ یہ تحقیق حضرت شیخ المشائخ حضرت پیر دستگیر آدم بنوری کی ہے۔ اگرچہ بعض عزیز اس بارے میں اختلاف کرتے ہیں لیکن یہ اختلاف کشفی ہے اور اس لطیفہ کے سالک کی ابتدا بھی اسم اللہ کے ذکر سے ہوتی ہے اور لطیفۂ روح کی نمود سفید رنگ سے شروع ہوتی ہے۔ لطیفۂ سرّی کی نمود سبز رنگ میں، لطیفۂ نفس کی نمود زرد رنگ میں، لطیفۂ خفی کی نمود زیادہ سیاہ رنگ میں ہوتی ہے اور یہ بلند ذکر ہر ایک کو اس کی استعداد کے مطابق اپنی الٰہی تجلیات سے نوازتا ہے جن کی کوئی انتہا نہیں اس مقام پر سالک کی رسائی ظلّی مظاہر کے اُن لطائف کی مخفی صلاحیتوں کے ساتھ ہوتی ہے، جن کا کوئی ظہور نہیں ہوتا۔ سوائے نوع بنوع تجلیات کے۔ اس وصل کو وصلِ ظلّی کہتے ہیں جب سالک کی استعداد اُسے اس مرتبہ سے آگے ترقی کے لائق بنا دے، تو کسی قسم

Marfat.com

کے لفظ و حرف کے تکلّف کے بغیر وہ باطنی نظر سے ذات پاک کو دیکھنے والا اور اس کی طرف متوجّہ ہو جاتا ہے اس احسنیہ نقشبندیہ طریقۃ کی خوبی دیکھئے کہ اکثر دوسرے طریقوں میں سالک کو اس توجّہ کی تعلیم تشبیہات کے انداز میں دی جاتی ہے، حتیٰ کہ بعض ساری ساری عمر انہی تشبیہات میں گزار دیتے ہیں، سوائے ان لوگوں کے جن پر اللہ اپنی خاص رحمت نازل کرے، بلکہ وہ وصلِ تشبیہی کو کئی مراتب تک رسائی سمجھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تجلّی ذات سے نہیں، بلکہ متجلّی لہٗ کی صورت کے سوا قائم نہیں ہوتی اور جس پر تجلّی کی جائے اس کی مثال بھی آئینہ کی طرح ہے کہ وہ اس میں اپنی ہی صورت دیکھتا ہے اور ذاتِ حق کو نہیں دیکھتا اور ذاتِ حق کو دیکھنا ناممکن ہے۔ پس وہ یہ توقع نہ کرے کہ اس تجلّیِ ذاتی سے آگے کے مدارج کی طرف ترقّی ہو سکتی ہے۔ گویا اُسے جوہرِ نفیس کی طلب سے منع کر کے خزف ریزوں پر قناعت کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔

ہمارے بزرگوں نے اس سلسلے میں ان لوگوں کے متعلق فرمایا ہے کہ ہم بھٹکے ہوئے اگر ترقّی کی طلب نہ کریں اور انہی خزف ریزوں پر قناعت کریں، تو پھر کام کیا کیا؟ ہر کوئی اپنا اپنا طریقۃ اختیار کرتا ہے چنانچہ طریقۃ نقشبندیہ کے بزرگ مذکورہ سلوک کے شروع میں تنزیہ محض بے کیفی اور بے جہتی کی طرف توجہ کا حکم فرماتے ہیں۔ اس جگہ پر حضرت خواجہ بزرگ نقشبند کی بات کو مطلب سمجھ لینا چاہیے کہ ہم فضل حاصل کرنے والوں نے نہایت کو ابتدا میں درج کیا ہے۔ ہمارے راستے میں "فتوح" بہت اور "مشکلات" کم ہیں۔ دوسرے لوگ "مشقتِ کم" کے معنی اور "فتوحِ بسیار" کا مطلب کسی اور طرح سمجھتے ہیں۔ لیکن اس فقیرِ حقیر کے نزدیک اگرچہ اس طریقۃ میں مشکلات زیادہ سے زیادہ ہیں، لیکن ان فتوحِ عالی کے مقابلے میں جو تنزیہ کی ابتدا میں اُسے حاصل ہوتی ہیں، کم ہیں۔ اور اپنے دامن کو تشبیہ کی گرد سے آلودہ نہیں کرنا چاہیئے اگر مجھے ہزار برس کی عمر بھی مل جائے اور ایک لمحہ بھی آرام نہ کروں اور شدید ریاضت

Marfat.com

کر دیں، تو بھی یہ ساری مشقت ایک جو کے برابر قیمت نہیں رکھتی اور تشبیہ کے سالک، مقصودِ حقیقی سے بہت ہی دُور ہیں، کیونکہ وہاں تک تشبیہ کی پہنچ ہی نہیں، اور مراتبِ تشبیہ سے تعلق رکھنے کی وجہ سے وہ مقصودِ اصلی سے واقف ہی نہیں۔ اگر مشقّت کم کریں گے اور اس کے عوض میں مقصودِ اصلی کو نہیں پائیں گے تو ان کے لیے مشقّت زیادہ سے زیادہ ہے۔ میں مختصر طور پر کہتا ہوں کہ جب لفظ آواز اور جہت کے لباس کے بغیر اللہ تعالےٰ کی ذات کی طرف توجّہ کی جائے، تو اس طریقہ پر چلنے والے کو بے اختیار توحیدِ وجُودی مل جاتی ہے۔ یعنی جلال کے انوار اور جمال کے نُور کے غلبہ سے ہر وجود مضمحل ہو جاتا ہے اور آنکھوں کے سامنے اشیاء انوارِ ظلّی کے لباس سے مشہُود ہوتی ہیں اور یہ شہُودِ جلال و جمال کا ہوتا ہے اور چونکہ اشیاء سے وجود کی نسبت ظلّ (سایہ) کی سی ہوتی ہے، اس لیے یہ درمیاں سے اٹھ جاتا ہے، اور اس کو ظلّ کے لباس سے ظاہر کرتے ہیں اور یہ قلبی نظر کے ذریعے لطیفۂ قلبی کے نفس کی نمُود ہوگی اور چونکہ رُوح کو ہر وجود کے ذرّہ ذرّہ سے، اور ہر روح سے، جو ہے، ایک تعلقِ اتصال ہے، جو الگ نہیں کیا جا سکتا، اس لیے اس وقت انہی انوارِ روحی کی بدولت یہ محبوب ظاہر و بے حجاب ہوگا۔ اگرچہ یہ بے حجابی بے شمار ذرائع سے جمال و جلال کے انوار سے حاصل ہوتی ہے اور اسی وجہ سے یہ دائرۂ ولایت میں داخل ہے، لیکن دوئی کا پردہ پڑا ہوتا ہے اور سالک بے حجابی کی نعمت سے مفلس و محرُوم ہوتا ہے اگر بے حجابی ہوتی ہے، تو انوارِ روحی سے، کیونکہ وہ انوارِ جسم کے اجزاء سے متصل ہونے کی بدولت "گویا کہ وہی" ہو گئے ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو ایک جزو کی خاطر ظاہر کرتے ہیں۔ اگرچہ پہلا وصل الفاظ کے وسیلے سے اور دوسرا وصل الفاظ کے وسیلے کے بغیر ہے، دونوں وصل پوشیدہ ہیں۔ لیکن اس دوران میں سالک تاریکی کے سایہ کے ایک درجے کو چھوڑ کر نُورانی لباس میں پہنچ گیا اور ترقّی کا رُخ

Marfat.com

کرلیا۔ کیونکہ شروع میں وہ ناظرِ مضغہ تھا جس کے پاس خیال کی نظر تھی اور اس کا مقصود انوارِ قلبی تھا اور اب وہ ناظرِ قلب ہے اور اس کا مقصود انوارِ روحی ہے اور جب انوارِ قلبی، جسم کی ظلمات سے رنگے جاتے ہیں اور اس رنگے جانے سے انوارِ روحی دُور ہوتے ہیں، اس لیے دونوں وصلوں کے درمیان ایک واضح فرق نمایاں ہوتا ہے۔ اس جگہ "لوتھڑے میں قلب اور قلب میں فواد" کا مطلب سمجھ لینا چاہیے کہ وہ سالک کی ترقی کی خبر دینے والا ہے اور ان کمالات کا حصول ولایتِ خاصہ میں ہے۔ اگر کسی شک اور عیب کے بغیر اللہ تعالٰے کا فضل سالک کے شاملِ حال ہو اور اسے توحیدِ وجودی سے توحیدِ شہودی کی طرف لے جائے، یعنی اشیا کو دیکھے بغیر دیکھنے والا اور مشاہدہ کرنے والا بنادیں اور انوارِ ذاتیہ کی طرف متوجہ کردیں، تو وہ اس مقام پر لطیفۂ روحی کی طرف متوجہ ہوگا اور لطیفۂ سرّی کے انوار اس کی طرف متوجہ ہوں گے "اور فی الفواد سرّ" (فواد یعنی دل میں راز) کے معنی یہی ہوسکتے ہیں اور روحی اور سرّی نورانیت کا باہمی فرق یہ ہے کہ اگرچہ روح قالب کی ظلمات میں رنگی ہوئی ہے لیکن انوارِ قلبی کی برزخی کیفیت کی بدولت جنہوں نے رنگ کے بوجھ کی امانت کو اپنے لیے نور بخیز کیا ہے، یہ رنگ روح پر نہیں چڑھایا گیا۔ اس لیے وہ بالکل پاک اور صاف ہے۔ لیکن برزخ کی مناسبت کی وجہ سے اپنے بلند مرتبہ سے فرق اور دُوری رکھتی ہے، خواہ وہ مجہول الکیف ہی کیوں نہ ہو۔ اگرچہ یہ وصل بھی پوشیدہ وصل کے دائرے میں داخل ہے، لیکن اس سے پہلے جن دو مرتبوں کا ذکر کیا گیا ہے، ان کا لباس ظلمت اور جسم کا تھا۔ اس مرتبہ نے وہ کچھ دیکھا۔ جو اس نے دیکھا میرے عزیز! گزشتہ دونوں مرتبے اس ولایت کے سائے ہیں اور اس مرتبہ کو حضرت بنوریؒ کی اصطلاح میں ولایتِ خاصہ کہتے ہیں۔ دوسرے مُحقّق اسے ولایتِ صُغریٰ کہتے ہیں اور اکثر بزرگ صوفیہ نے اس مرتبہ پر قیام کیا ہے۔ کیا خبر کس کو یہ اعزاز دیا گیا ہو؟ اس کے

Marfat.com

بعد اگر لباس کی دلیل سے بے حجابی کی طرف لے جایا جائے، تو وہ صاف صاف صاحبِ وصل اور منتخب ہو گا۔ یہ دونوں مرتبے ایسے ہیں کہ اگر عین حالتِ شہود میں اس سے پرے کی طرف مائل ہو، تو مطلوب ہے۔ منتخب شخص میں ایک جذبہ ہوتا ہے۔ یعنی اس شخص کا پالنے والا اسم الہادی ہوتا ہے، جو دلیل کے اسم کی تربیت کا امتزاج رکھتا ہے۔ اس مقام پر لطیفۂ سِرّی ناظر ہے اور لطیفہ خفی منظور اور سرِ خفی کو اسی تحقیق سے سمجھنا چاہیے۔ منتخب شخص امتزاج سے پاک اور خالص ہو گیا ہوتا ہے، اگرچہ ابھی اس کا انتخاب ظِلّی ہوتا ہے۔ اس وقت رائے قابلیّت خفی ہوتی ہے اور جو ظاہر و نورانی ہوتی ہے، وہ اخفیٰ ہوتی ہے اور یہیں سے خفی میں اخفیٰ (فی الخفی اخفیٰ) ظاہر ہوتا ہے اور اس ولایت کو ہمارے حضرت جی کے ہاں ولایتِ اخص (خاص الخاص) کہتے ہیں اور دوسرے اکابر اسے ولایتِ عُلیا کہتے ہیں نیز اس مقام پر توجہ اور توجہ کرنے والا، جس کی طرف توجہ کی جائے، اس کے رنگ میں رنگا جاتا ہے چنانچہ اگرچہ اس مقام کا پانے والا حجّت سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ کیونکہ "اخفیٰ" اور "انا" کے درمیان کوئی واسطہ نہیں رہتا، جو حجاب بن سکے، لیکن ذاتِ پاک کے ساتھ لطیفہ اخفیٰ کا تعلق ہونے کی وجہ سے اس سے مراد "انا" ہے اور چونکہ سالک کا مقصود نُورِ اخفیٰ ہوتا ہے اور اگرچہ وہ ذات پاک سے بے حجابی کا تعلق رکھتا ہے، اس نئے سالک کی توجہ ابھی باقی رہتی ہے، خواہ وہ توجہ بے کیف اور معدوم ہی کیوں نہ ہو۔ اس مقام پر نفسِ معلُوم کی بدولت معلوم شدہ کیفیت، غیر معلُوم بن جاتی ہے، اور اس حیثیت کو حیثیت مجہولہ کہتے ہیں، کیونکہ اس کا حامل حقیقتِ مطلوبہ سے بے خبر ہوتا ہے اور یہ بے خبری سابقہ علم کی نسبت ہزاروں درجے ترقی پر ہوتی ہے۔ اگر اس کے بعد فضل ہو جائے، تو پھر ناظر، اخفیٰ ہوتا ہے اور منظور، ذاتِ الٰہی ہوتی ہے چنانچہ فی الاخفیٰ اسی معنی کی خبر دیتا ہے۔ اس مقام پر توجہ کی بُو نہیں رہتی۔ اور یہ دونوں مقامات

Marfat.com

ایسے ہیں کہ اگر توجہ کی بجائے علم اللہ مل جائے، تو وہ انبیاء کی ولایت کے کمالات کا مالک بن جائے اور اگر "علم اللہ" کی بجائے "ایمان باللہ" مل جائے تو وہ انبیا کی نبوت کے اصل کمالات کا مالک بن جائے اور یہ قسمت کی بات ہے کہ کس کو مل جائے آخری دو مرتبوں کا ذکر ہم نے اشارتاً کیا ہے، ان تک پہنچنے والا سمجھ جائے گا۔ مقلد کے لیے یہی چند حرف کافی ہیں۔ السلام علیکم وعلیٰ من لدیکم (تم پر سلام اور تمہارے ہم نشینوں پر بھی سلام)

مکتوب : ۵

سید عبد الرشید جہاں آبادیؒ کے خط کے جواب میں۔

شروع خدا کے نام پر جس کا کوئی شریک نہیں، جس کی صفات میں کوئی تنازع یا اختلاف نہیں اور جس کی کوئی صفت اس کی کسی دوسری صفت کے مخالف نہیں سب تعریف اسی کو سزاوار ہے جس نے اپنے فضل سے عبد الرشید کو الواب مکتوبات کے حالات سے معانی اور اشارات کی خبر دینے والا بنایا۔ ہم بھی ان کی متابعت میں اس امر کی تفصیل بیان کرتے ہیں، جو بہت ہی اہم ہے اور اپنی بات کرنے سے پہلے طوالت سے بچ کر اللہ پاک کی مختصر طور پر حمد کرتے ہیں، جس کی صفات کی کوئی ضد نہیں اور جس کی کوئی صفت ایک دوسری کی ضد نہیں۔ اگرچہ اس کی صفات میں جلال بھی ہے اور جمال بھی، لیکن ان صفات میں کوئی تضاد نہیں، کیونکہ یہ دونوں صفات نقصان کا تقاضا کرتی ہیں، لیکن وہاں کوئی نقصان نہیں حمد وصلوٰۃ اور دعوات و تسلیمات کے بعد مکرمی و مشفقی کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ کے نوازش نامے کے وصول ہونے سے فقیر بر تقصیر عبد النبیؐ سرفراز ہو گیا اور جو کچھ آپ کے مہربان قلم نے معانی و اشارات کی صورت میں لکھا تھا، اس کے مطالعہ سے شرحِ صدر حاصل ہوئی۔ اللہ کا شکر اور احسان ہے کہ آپ نے نصائح اور ہدایا سے اس عاجز کی رہنمائی کی۔ اس کا شکریہ کس طرح بیان کروں کہ قلم ایسا کرنے سے

Marfat.com

قاصر ہے۔ آپ کے گرامی نامہ کو حوُر و قصوُر سے معموُر جنّت الفردوس کی طرح پایا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس مرتبہ کی تربیت عطا کرے اور تنو مند کر کے ایسی الفت پیدا کرے کہ حوُر و قصور سے صرف نظر کر کے ہماری توجّہ اس جنّت کی طرف مبذول کرائے، جس میں حوُر و قصوُر نہیں اور جس میں اللہ تعالیٰ اپنی تجلّی سے ہنستے نظر آتے ہیں جیسا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "اللہ کے پاس ایک جنّت ہے جس میں کوئی حوُر نہیں، کوئی قصر و محل نہیں، اللہ تعالیٰ اپنی تجلّی کے ساتھ ہنستے ہیں۔ اس ہنسنے سے مراد اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی جناب میں ہنسنا خطا ہے۔ جب پہلے مقام پر حوُر و قصوُر کا ذکر ہوا تو اس میں وصل پوشیدہ ہے اور استعدادِ عالی کو اس سے تسلی نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ حجاب بےدر حجاب محبوُب سے الگ ہوتا ہے اور خدا سے پوری اُمید ہے کہ وہ اس مرحلہ سے گزار کر بے پردہ توجّہ کرے گا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ پرے سے پرے بلکہ اور پرے سے پرے ہے اور اس وصل کو وصلِ عُریاں کہتے ہیں اور اس مقام پر اگرچہ بیرونی غلبہ ختم ہوجاتا ہے، لیکن وہ توجّہ جو آخری حجاب ہوتی ہے، باقی رہتی ہے اور یہ تربیت دونوں مقامات پر اسم ولیل کے ظہُور کے وصل سے ہوتی ہے اور اس کا پھل علمِ لُدنّی، خدادادِ علم، کا سایہ ہے اور یہاں مدد کرنے والا جذبہ ہے۔ اس لیے ہر اہلِ صفا پر لازم ہے کہ وہ اللہ سے اُمید رکھے کہ وہ اپنے اسم 'ہادی' کے ظہور کے طفیل ہمارے باطن میں علم لُدنی کے سایہ کی بجائے علم لدنّی اصلی ظاہر کردے تاکہ اس کی بدولت توجّہ منقطع ہوجائے۔ پس جان لیجیے کہ وصل جسے وصلِ تلبیس (پردہ دار) کہا جاتا ہے وہ ولایت کی ابتدا میں ہوتا ہے، اور اس ولایت کے وسط کو بعض کے نزدیک ولایتِ صُغریٰ اور بعض کے نزدیک ولایتِ اولیا کہتے ہیں اور وہ وصل جس کو ہم نے وصلِ عُریاں لکھا ہے وہ اس ولایت کے آخر میں ہوتا ہے اور شروع میں توحید وجُودی حاصل ہوتی ہے اور بعد میں توحید شہودی اور وہ وصلِ ظلّی اور تصرّفِ خیال کی انتہا ہے۔ اور اس کے بعد وصلِ ظلّی کا کوئی دخل نہیں رہتا۔ بلکہ ان

Marfat.com

دونوں مرتبوں کے بعد وصل منقطع ہو جاتا ہے اور فصل ظاہر ہو جاتا ہے اور اس ولایت کو ولایتِ اخص اور ولایتِ ملاءا الاعلیٰ اور بعض مشائخ کے نزدیک ولایت العلیا کہا جاتا ہے اور اس سے توجہ کٹ جاتی ہے لیکن معدوم نہیں ہوتی، بلکہ وجود اور عدم کے درمیان مشتبہ رہتی ہے ترقی کرنے والے بندے پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس اشتباہ کے دُور کرنے کی دُعا کرے۔ یہ حالت توجہ کے معدوم ہونے پر موقوف ہے یہ کیفیت اصلی علمِ لُدنی کے ظہور سے پائی جاتی ہے اور یہ اللہ تعالے کے فیضِ عام سے ہے، جو ازلی اور قدیمی صفات سے متصف ہے، جس کی ذات وصفات سے کوئی مطلع نہیں ہوتا سوائے اس کے، جسے اللہ تعالے اصلی علمِ لُدنی سے سرفراز فرمائے اور اس وصل میں حجاب کا کوئی تتمہ اور کوئی فاصلہ نہیں ہوتا اور اس میں ان روشن اور حقیقی اشیاء کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا اور کوئی شے خفیہ نہیں ہوتی۔ اور یہ جان لینا چاہیے کہ یہ آخری بلند مرتبہ خلوالمتخیلہ اور تخلیص السرّی کہلاتا ہے۔ اس میں کوئی حجاب، فاصلہ، نسبت اور اشارہ بطرفِ مطلوب نہیں رہتا۔ اس کے تین مرتبے ہیں۔ اس کی ابتدا کو علمِ حضوری کا مرتبہ، اس کے وسط کو حضورِ علم کا مرتبہ، اور اس کی انتہا کو حضور در حضور کا مرتبہ کہتے ہیں اور اس مرتبہ سے اہل قبور بھی واقف نہیں۔ حالانکہ وہ حُور وقصُور کی نعمتوں سے فیض یاب ہو رہے ہوتے ہیں اور ان تینوں مرتبوں کی تحقیق نہایت مشکل اور پیچ در پیچ ہے۔ اس کی تشریح کاغذ کے صفحہ پر نہیں ہو سکتی۔ اس لیے اسی مختصر پر اکتفا کیجیے، اس ولایت کو انبیائے بزرگ کی ولایت کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک یہ ولایت کُبرلے ہے۔

اس مرتبہ کے بعد انبیائے کرام کی نبوّت ہے اور ان دونوں مرتبوں کے درمیان کوئی فرق نہیں، سوائے تفصیل اور اجمال کے۔ کیونکہ پہلے وصلِ اصلی وعلمی میں حقیقتِ قدیم کی صفات کا تفصیل سے ذکر ہوتا ہے اور دوسرے وصل میں ایقانِ اصلی اور ایمانِ قلبی کی طرف علم کا عروج ہوتا ہے اور یہ تمام کمالات سے مزیّن ذات سے وصل ہے اور یہ

Marfat.com

اجمال ہے، جو ایک بحرِ عظیم ہے، جس کی بے شمار تفصیلات ہیں اِس اجمال و تفصیل کو اُس اجمال و تفصیل پر قیاس نہیں کرنا چاہیے، جو نچلے مرتبوں میں پائے جاتے ہیں، کیونکہ ان میں تشبیہات، حجابات، تلبیس اور غلطیاں بھی ہیں۔ یہ دونوں مرتبے۔ یعنی ولایتِ انبیا اور ان کی نبوّت، انھی تک مخصوص ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ مقرّر کر دیا ہے کہ ان کے بعض کمالات ان کے بعض اولیا پر، پیروی اور متابعت کی بدولت مکمّل اور حقیقی طور پر، محض تشبیہ اور سایے کے طور پر نہیں، ظاہر کیے جائیں اور یہ اللہ کا فضل عظیم ہے۔ جسے چاہے، اسے دیتا ہے۔ یہ خوش بختی کی بات ہے۔ دیکھیں کس تک پہنچتی ہے۔ ان دونوں بلند مرتبوں میں خیال و جذبہ کی بُو تک نہیں ہوتی۔ بلکہ ان میں توجّہ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے پسندیدگی اور برگزیدگی ہے۔

مکتوب : ۶

یہ مکتوب اُس حدیثِ قدسی کی تحقیق میں ہے، جس میں فرمایا گیا ہے کہ "میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ میں جانا جاؤں۔ چنانچہ میں نے مخلوق کو پیدا کیا تاکہ پہچانا جاؤں۔"

اللہ تعالیٰ اپنی تمام صفات، شانوں اور اُن کے تقاضوں کے مطابق واحدِ حقیقی ہے اور عین وحدت و توحید میں اس کی تمام صفات، شانیں، اور ان کے تقاضے مجمل و مفصّل اسی کو معلوم اور محقّق ہیں اور اُن کے ظہور کے مختلف مراتب میں پابند ہونے کے بارے میں وہ مکمل طور پر بے نیاز ہے جیسا کہ میرے ایک عزیز نے کہا ہے ؎

ہر شان و صفت کہ ہستیِ حق دارد در خود ہمہ معلوم و محقق دارد

(اللہ تعالیٰ کی ذات جو شان و صفت رکھتی ہے، اسے اپنے طور پر پوری طرح معلوم ہے)۔

Marfat.com

وہ پابندیوں کے بارے میں آپ اپنا محتاج ہے اور ان کے دیکھنے سے بالکل بے نیاز ہے۔ چنانچہ کتابوں میں یہ جو خزانۂ پوشیدہ کا ذکر ہے، تو یہ پوشیدگی دراصل پوشیدگیِ عُرفی نہیں ہے۔ بلکہ اپنی کمال ذاتی اور صفاتی بے نیازی کے باوجود اُسے اپنی صفات اور ان کے تقاضوں کا ظہور پسند آیا، جیسا کہ اس نے فرمایا "میں نے چاہا کہ میں جانا جاؤں" اور چونکہ وحدتِ حقیقی کا مرتبہ، صفات و ملزومات کے تمام مراتب کا جامع ہے، اس لیے وہ غیبِ حقیقی کے مرتبے میں اپنی جامعیت کے ساتھ ظاہر ہے، اور اس کی محبت کے تقاضے سے اس کی تمام صفات و ملزُومات کے ظہور کا مرتبہ ایسا ہے کہ اسے "غیب الغیب" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ پہلے اجمالی طور پر شہُود کے مرتبے پر اور دوسرے تفصیلی طور پر، کہ کہا "پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا تاکہ جانا جاؤں" چنانچہ اپنی حکمتِ کاملہ سے اس "غیب الغیب" کے جامع مرتبے کو شہُود کی جامعیت سے ظاہر کیا۔ چونکہ وحدتِ حقیقی اپنی تمام ذاتی صفات کے ساتھ ازل سے ظاہر اور شہُود کی قید سے پاک ہے، اسلئے عینِ شہُود کے عالم میں بھی ظاہر و حادث ہونے کی قید سے آزاد ہے۔ یہ صرف کہنے کے لیے ہے جیسا کہ فرمایا "صرف اللہ تھا اس کے ساتھ اور کوئی شے نہیں تھی اور وہ اب بھی ویسا ہی ہے، جیسا کہ پہلے تھا" جس طرح وہ پہلے کسی قید کے بغیر ظاہر تھا، اسی طرح وہ اب بھی اپنے ظہُور سے ظاہر ہے۔ کوئی حلول، کوئی اتصال، کوئی قید اور کوئی فصل نہیں۔ اور صاحبِ بصیرت اپنی آنکھوں سے مطلق غیب کو اُسی طرح دیکھ سکتا ہے، جس طرح دنیا کے ظہُور کے بعد۔ اور اس کے سامنے کوئی پردہ نہیں۔ اس پہلے دیکھنے کے مرتبہ کو شہُودِ اوّل کا نام دیا جاتا ہے اور شہُودِ اوّل کا یہ مرتبہ ذات کے ظہُور کے ضمن میں اسمائے جامعہ اور صفاتِ حقیقی کی بدولت ہر اسم، صفت اور اس کے ملزُومات کو اپنے اندر شامل رکھتا ہے، خواہ انسان اور فرشتے کے حقائق ہوں اور خواہ جو کچھ زمین و آسماں میں اور ان کے اندر ہے۔ اور چونکہ شہُودِ اوّل کے مرتبہ میں انسانی صفات

Marfat.com

کے انوار دوسری تمام مخلوقات کے انوار سے افضل ہیں، اور انبیا حضرات کے انوار تمام انسانوں کے انوار پر محیط اور عالی ہیں، اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اس حدیثِ قدسی کے مطابق "اگر تو نہ ہوتا، تو میں اپنی ربوبیت ظاہر نہ کرتا" تمام کائنات کے سرتاج اور حاصلِ موجودات ہیں، کا نور تمام انبیا (سب پر سلام و درود) کے نور سے زیادہ افضل، کامل، قابلِ اطاعت اور ظاہر ہے، وہ شہودِ اوّل کے مرتبہ میں واجب الاطاعت ہیں، کیونکہ آنحضرت کا نور مرتبہ اوّل کے غیبِ مطلق اور وحدتِ حقیقی اپنی تمام صفاتِ ذاتی کے ساتھ ظاہر و موجود ہے اور صفات کے ملزومات جو غیب الغیب ہیں اور ذاتی پوشیدگی کا درجہ رکھتے ہیں، اس لیے نورِ محمدی جو اللہ تعالےٰ کی شان کا مظہر جامع ہے شہودِ اوّل کے مرتبہ میں خارجی طور پر ظاہر و موجود ہوا اور دوسرے تمام مراتب شہودہ اس شہودِ اوّل کے مرتبہ میں مخفی اور پوشیدہ ہیں، چنانچہ ثابت ہو گیا کہ اگر شہودِ اوّل کے مرتبہ کو مجموعی طور پر نورِ محمدی کا مرتبہ کہیں، تو مناسب ہے اور جب شہودِ اوّل کے مرتبہ کی جامعیت کی حقیقت "جو نورِ محمدی ہے" بیان ہو گئی، تو اس کے بعد اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اس کے مفصّل مراتب کو بیان کیا جانا چاہیے۔ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں اللہ کے نور میں سے ہوں اور تمام عالم میرے نور سے ہے"، اگرچہ حکمتِ بالغہ سے نورِ محمدی کے ضمن میں، کہ اسے شہودِ اوّل کہتے ہیں، اسماءِ صفاتِ حسنہ کے تقاضوں کے انوار کو مخلوق فرمایا گیا اور ہر فرد کے نور کو روحانی اور جسمانی ظہور کا مقتضی قرار دیا۔ لیکن چونکہ تخلیق سے مقصود اللہ تعالےٰ کی معرفت کا ظہور تھا، جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا "تاکہ میں جانا جاؤں"، اس لیے معرفت کا ظہور معرفت کے نور کے ظہور کے بغیر اور ہر فرد کے نور کے ظہور کے بغیر ایک دوسرے سے روحانی اور جسمانی طور پر اجمال کے مرتبے سے حاصل نہیں ہوتا اور تمام توابع کا ظہور تمیزی، اوّلیں واجب الاطاعت کے ظہور پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے، موقوف ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے نُور میں دو قابلیتیں ہیں یعنی ایک روحانی ظہور کے مقتضی کی قابلیت اور دوسری جسمانی ظہور کے مقتضی کی قابلیت۔ پہلی قابلیت کے تقاضے کے مطابق کہ ظہور روحانی کی مقتضی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اعظم کی بدولت تمام ارواح، مرتبہ خارج میں پیدا ہوئیں اور تمام انسانوں کی ارواح کو مراتب کی تفصیل سے درجہ بدرجہ ایک دوسرے سے تمیز کرنے کے لیے نام دے کر روح اعظم سے جو اُمّ الارواح ہے، ظاہر کیا' اور پردۂ پوشیدگی سے رہائی دی۔ دوسری قابلیّت کے تقاضے کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے نُور سے جو جسمانی ظہور کی مُقتضی ہے، آنحضرت کے اصلی بدنِ مبارک کو کہ تمام عناصر کے مراتب کا اجمال ہے عرش کے اُوپر پیدا کیا گیا، اور وہاں سے عناصر کے مراتب کے اجمال کو عرش کے نیچے رکھا گیا، اور وہاں سے مناسب ترتیب کے ساتھ عناصرِ مفصّل کو آسمانِ دنیا پر بھیجا گیا اور ان تمام عناصر کو اجسامِ مُفصّلہ کا سرچشمہ قرار دیا گیا اور" عالم میرے نُور سے ہے" کا مطلب یہی ہے لیکن ارواح و عناصر کی تمیز شدہ کثرت کے باوجود اصل مقصد یعنی معرفت ابھی میسّر نہیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ بزرگ (اللہ ان کی روح کو پاک کرے) کا قول ہے کہ رُوح اپنی پیدائش کے وقت خدا سے بیگانہ نہ تھی لیکن اس بیگانگی کو پہچانتی نہیں تھی کیونکہ شناخت اور پہچان شہود سے پیدا ہوتی ہے اور شہود وُجود کے منافی ہے۔ یہی وجہ ہے[1] کہ رُوح نے جو اپنی لطافت کے باوجود اپنے وُجود کا احساس رکھتی ہے، اور ماسوا کو فراموش کرنا جسمانی تعلق پر موقوف ہے، اپنی تخلیق کے اصل مقصود کے حصول کے لیے اور رضائے خداوندی کی خاطر جسم کی ظلماتِ میں داخل ہونا گوارا کیا۔ لیکن چونکہ اس ظُلماتِ

---

[1] اہل تصوّف کے ہاں مجاہدہ و مشاہدہ سے یہ بات طے شدہ ہے کہ روح عالمِ ارواح میں فرشتوں کی طرح تھی، اور فنا کی نسبت سے منسوب نہ تھی، کہ وہ تلاش کرتی۔ پس اسے سمجھئے۔

Marfat.com

جسمانی سے نجات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہورِ واجب الاطاعت کے بغیر نہیں ہو سکتی تھی، اس لیے اللہ تعالےٰ نے سرورِ کائنات کے ظہور کے تمام مقدمات کو اوّل و آخر کے مراتب کی ترتیب سے ہر امّت میں ظاہر کیا اور ان کی محبت کی برکت سے اپنی اپنی استعداد کے مطابق بعض انبیا نے درجۂ کمال کو پہنچ کر معرفت حاصل کی۔ لیکن چونکہ معرفت کا حصول واجب الاطاعت کے نُور کی پیروی کرنے سے ہے، ہر امّت کے لوگوں نے اپنی ہمت و استطاعت کے مطابق اپنے اپنے واجب الاطاعت کی پیروی سے معرفت کا کچھ حصّہ حاصل کیا۔ اور تحمّل معرفت جو حضرت سرورِ کائنات کے ظہورِ جامع پر دار و مدار رکھتی ہے، آنحضرت کے ظہور کے بعد اس امت کے ہر فرد کو اس کی استعداد کے مطابق مرحمت فرمائی اور قیامت تک اُمید ہے کہ معرفت کے کمال کی انتہا جو خدائے لم یزل کو محبوب ہے، اس اُمّت کے خاتمے پر ختم کی جائے گی یہی وجہ ہے کہ قرآن کی موجودگی سے تمام گزشتہ الہامی کتابیں منسوخ ہو گئیں، اور قرآن خود ہر قسم کے نسخ سے محفوظ رہا ہے۔ اے اللہ میرے لیے معرفت اُسی طرح آسان کر دے جس طرح تو نے ہمارے نبیؐ پر کی تھی، اور ہمارا خاتمہ ایمان اور اسلام پر فرما۔ اے لوگو! حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجو، جیسا کہ ان کی شان کے شایاں ہے۔

مکتوب : ۷ (الف) سوال

شیخ سعید ساکن تہارہ کے بعض سوالات کی تحقیق ہیں۔

سُوال۔ نحمدہٗ ونصلّی علی النّبی الکریم۔ حقائق و معارف کی پناہ اور بزرگی و کمالات کی بارگاہ حضرت شاہ عبد النّبی جیُو کی خدمت میں خداوند تعالےٰ انہیں سلامت رکھے، وہ فقر کی مسند پر متمکن رہیں اور اہل دنیا کو فیض پہنچاتے رہیں۔ از طرف فقیر محمد سعید۔ سلام مسنونہ کے بعد عرض ہے کہ آپ کی بزرگی کے اوصاف، اور حقائق و معارف

کے کمالات بعض لوگوں کی زبانی سُنے، اس وجہ سے آپ سے ملاقات کا شوق بے حد و انتہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ کوئی ایسا ذریعہ پیدا کر دے، کہ یہ دُوری کا حجاب اور مہاجرت کا پردہ اٹھ جائے اور آپ کی زیارتِ پُرمسرّت حاصل ہو۔ بعدازاں آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ چند سوالات کے جوابات ضمیر پُرتاثیر سے مل جائیں تو اس فقیر کی تسلی ہو جائے۔ **پہلا سوال:** تمام درویش اس دنیا (عالمِ ناسُوت) کی بات تو کرتے ہیں، لیکن کسی نے اس کی حقیقت کو اتنا مفصّل بیان نہیں کیا، یعنی کہ اس کی ابتدا کیا ہے؟ اس کی انتہا کیا ہے؟ جس سے بات پُوری طرح سمجھ میں آجائے۔ **دُوسرا سوال:** رُوح کے ذکر کی کیفیت کے بارے میں بزرگوں نے فرمایا ہے کہ زبان کا ذکر اس کی سخت آواز ہے، دِل کا ذکر اس کا اندیشہ ہے اور رُوح کا ذکر اس کی راحت ہے۔ اس کا مقام کہاں ہے؟ اور اس کا ذکر کیا ہے؟ **تیسرا سوال:** درویش کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایسا ہے جہاں نہ کوئی عاشق رہتا ہے، نہ معشوق۔ وہ مرتبہ کونسا ہے؟ اور دونوں کس طرح محو اور ختم ہو جائیں گے؟ **چوتھا سوال:** حضرت رسُولِ مقبُول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے ربّ کو معراج کی رات ایک بے ریش لڑکے کی صورت میں دیکھا اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو معراج کی رات عورت کی شکل میں دیکھا۔ بے ریش لڑکے اور عورت کا کیا مطلب ہے؟ امید ہے کہ آپ براہِ کرم دُرست جواب سے ممنون فرمائیں گے۔

مکتوب : ۷ (ب) جواب

سیّد محمّد سعید کے مذکورہ بالا سوالات کے جواب ہیں۔

باسمہٖ۔ تمام عظمت اور بزرگی خدا کے لیے ہے اور جتنی عظمت کا خیال دل میں آئے، اللہ تعالےٰ اس سے بہت آگے ہے۔ چنانچہ جب تُم نے یہ بات جان لی، تو سمجھ لو کہ

Marfat.com

جو کچھ تمہارے دل میں آئے گا۔ وہ عالم ناسُوت سے ہے، اور جب اس سے تجھے چھٹکارا حاصل ہو جائے، اور جب تیری قوّتِ متخیلہ اللہ تعالےٰ کے ذکر کے سوا ہر شے سے خالی ہو جائے، تو پھر وہاں رب کی شان ہوتی ہے۔ اس تحقیق سے ظاہر ہو گیا کہ جو شخص ناسُوت میں پھنسا ہوا ہے، اس پر نسیان کا غلبہ ہوتا ہے۔ عاشق و معشوق میں نقطۂ وحدت سے تعلق رکھنے کے بعد کثرت ختم ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ علم، جو ان دونوں میں تمیز کر سکتا ہے، وہ حقیقت مطلُوبہ سے ناواقف ہوتا ہے۔ اس لیے اس سالک پر واجب ہو گیا کہ وہ اس مقام سے اللہ تعالےٰ کی طرف ترقّی کی دعا کرے، تاکہ وہ حقیقی مومن بن جائے۔ پس جان لیا جائے کہ یہ ناسُوت کا مقام ہے، جس کی تحقیق کلام کے شرُوع میں ہو چکی ہے اور یہ سب قلب کا کمال ہے، جس کا ذکر مقامِ روح کے نیچے ہے اور جب قلب کے مقام میں وسوسہ اور اندیشہ پیدا ہو، تو یہ مقام سالک کے ٹھہرنے کے لیے نہیں، بلکہ اُسے اس سے آگے بڑھ جانا اور کمالِ روح سے مل جانے چاہیے اور وہاں ربّ کے سوا اور کوئی نہیں اور یہ مقامِ راحت ہے، جو ایک طویل ذہنی سفر طے کرنے کے بعد ملتا ہے۔ پس جاننا چاہیے کہ مقامِ ناسُوت میں متوسّط سالک کے لیے مختلف صورتوں میں تجلّیات ہوتی ہیں، جو بعض اوقات انسان کی صورت میں خواہ مرد یا عورت، کبھی گھوڑے کی شکل میں بھی اور کبھی اس دنیا کی دوسری مختلف صورتوں میں پھرتی ہیں اور ناسُوت کا لفظ الناس (انسان) سے نکلا ہوا ہے، اور انسان کی بزرگی کی وجہ سے اس ساری دنیا کو عالم ناسُوت کہتے ہیں اور چونکہ انبیا کی شان، قوّتِ متخیلہ اور متصورہ سے بلند ہوتی ہے۔ اس لیے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ اللہ تعالےٰ کو ایسی صورت کے لباس میں دیکھیں۔ اس لیے ہم پر واجب ہے کہ رب کے نام کو جبرئیلؑ سے منسوب کریں، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت یوسف کی حکایت میں بیان کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا

Marfat.com

کہ میرے رب نے میرے لیے کیا عمدہ ٹھکانا بنایا۔ اور بعض مفسرین نے ایسے مقامات کی تحقیق میں کہا ہے کہ ایسے الفاظ متشابہات میں سے ہیں۔ ان پر ایمان لانا چاہیے، لیکن ان کا کھوج نہیں لگانا چاہیے۔

مکتوب : ۸ (الف) سوال

حضرت میر علیم اللہؒ کی طرف سے، جو ظاہری و باطنی کمالات رکھتے ہیں تخلیقِ عالم کے بارے میں استفسار۔ کہو، تمام تعریف اللہ کے لیے ہے، اور سلام اُس کے منتخب بندوں پر۔ فقیر علیم اللہ کی طرف سے یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ تخلیقِ عالم کے بارے میں بزرگ مجتہدین اور صوفیائے کرام کے بیانات میں بظاہر تضاد پایا جاتا ہے، اس لیے کہ بزرگ مجتہد اس دنیا کی پیدائش عدم سے جانتے ہیں۔ اور صُوفیائے کرام نُور سے سمجھتے ہیں۔ یہ دونوں گروہ اپنی اپنی تائید میں کتاب و سنّت سے دلیل پیش کرتے ہیں اور یہ دونوں گروہ دین کے سرخیل ہیں۔ لیکن ان کے اقوال میں تضاد ہونے کی وجہ سے کسی ایک قول کو قبُول کرنا مشکل ہے، کیونکہ ایک کی بات کا اقرار کرنے کا مطلب، دوسرے کی بات کا انکار کرنا ہے۔ لیکن محققؒ دونوں اقوال میں مطابقت پیدا کرنے کے لیے تخلیقِ عالم کو منفی صفات کے نُورِ خاص سے جانتا ہے، جو عدم اور وجود سے مخلُوط ہے۔ ان دونوں اقوال میں سے ہر ایک، دونوں مذکورہ ارکان، یعنی عدم اور وجود سے ثابت ہے۔

نکتہ :

واجب الوجود کا وجُود اسی طرح ہے، جس طرح حق تعالےٰ کی ذات کا وجُود صفات کے ساتھ، اور عدم مانعِ وجود ہے، اور اللہ تعالےٰ سے شریک کی مانند ہے۔ اور اِن دونوں کے درمیان برزخ ہے، جسے ممکن الوجود عدم اور ممکن العدم وجُود قرار دیتے ہیں۔ اور تخلیقِ عالم کو ممکن الوجود عدم سے محال نہیں سمجھتے۔ اسی طرح ممکن العدم

Marfat.com

وجود سے اس کی عدمیت کو ناممکن نہیں سمجھتے اور منفی صفات مثلاً لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ (اس کی طرح کوئی اور شے نہیں) اور لم یَلِد ولم یُوْلَد (نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ کسی نے اس کو جنا) اور لا شریك لہٗ (اس کا کوئی شریک نہیں) وغیرہ وغیرہ، اور مذکورہ صفات کے وجُود کو جو عدم و وجود سے ملا جُلا ہے، نُور کے علاوہ نہیں مانتے۔ جیساکہ حضرت جیو قدس سرہٗ نے ایک رباعی میں فرمایا ہے:۔ رباعی

نُوراست وجُود، عینِ نُوراست وجُود!

ظاہرِ علمی بمقتضیاتِ وجُود!

وجہی مخفی کر بود حیث العرفاں

اظہر شدہ با ظہورِ عرفان بشہُود!

ترجمہ:۔ وجُود نُور ہے۔ اور نُور وجُود کا عین ہے۔ وجُود کے تقاضوں سے علم کا ظہور ہوتا ہے۔ عرفان کے حساب سے ایک رُخ پوشیدہ رہتا ہے۔ اور وہ عرفاں کے ظہُور سے شہُود میں ظاہر ہوتا ہے۔

اور یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ محققینؒ کے نزدیک ذات و صفات میں سے کوئی شے سمجھ میں نہیں آسکتی۔ چنانچہ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ قول دلیل ہے "ادراک، ادراک کو سمجھنے سے قاصر ہے"۔ اس مرتبہ کو علم الیقیں اور علمِ حضُوری مانا جاتا ہے۔ اور جب سالک اس مرتبہ سے بلند ہو جاتا ہے، تو اس علم کو حق تعالےٰ کا علم جان کر اپنے آپ کو اس علم سے حاضر محسُوس کرتا ہے۔ اس مرتبہ کو عین الیقیں اور حضوریِ علم سمجھتا ہے اور جب اس مرتبہ سے بھی بلند ہوتا ہے، تو اس علم کو حق تعالےٰ کی ذات کے سوا نہیں سمجھتا۔ اس مقام پر اللہ کی صفات لَا غیرہٗ ولا عینہٗ (اس کے سوا اور اس کی مثل کوئی نہیں) کے معانی واضح ہوتے ہیں۔ اس مرتبہ کو حق الیقیں اور

Marfat.com

حضور ہی حضور گنا جاتا ہے۔ مزید برآں چونکہ بزرگوں کے نزدیک اللہ تعالےٰ کی صفاتِ "لاغَیرُہٗ ولاعَینُہٗ" کو ذات کے ساتھ صفات مقرّر کر کے واجب الوجود کے واحد مرتبہ سے الگ نہیں گنا جاتا، اور چونکہ حق تعالیٰ خود بخود قائم ہے اور اس کی ذات کے ساتھ اس کی صفات ہمیشہ سے ہیں۔ اس لیے اس کا کوئی مثیل نہیں اور لاغَیرُہٗ ولاعَینُہٗ" کی یہی نسبت اس کی تمام صفات کے ساتھ لازم ہے۔ اس لیے اس کی منفی صفات (کہ اس سا کوئی نہیں)، اور مُثبت صفات کے درمیان یہی نسبت جان کر اس کی مثبت صفات کر اس کی منفی صفات سمجھتے ہیں اور اس کی ہر مثبت اور منفی صفت اس مقام پر غیریت کی وجہ سے ظاہر ہے اور ممکن الوجود جو منفی نُور کی بدولت کہ عدم اور وجود سے مخلوط ہے، غیریت کی ان دو وُجوہ سے مخلوق ہے یعنی نہ وہ واجب الوجود کے مرتبہ پر ہے اور نہ قیام کے مرتبہ پر، کیونکہ وہ خود بخود قائم ہے اور شریک، اللہ تعالےٰ کی صفات کے برخلاف اگرچہ خود بخود قائم نہیں لیکن واجب الوجود کے مرتبہ میں شریک ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ ممکن الوجود ہر حالت میں ذات وصفات سے الگ ہوتا ہے، اور جو لوگ تمام وجوہ سے یا کسی وجہ سے عَینیّت کے قائل ہیں، واضح غلطی سے منسوب کیے جاتے ہیں اور اللہ ہی جانتا ہے کہ اُس کی شان کے امور کیا ہیں اور وہی ہدایت دینے والا ہے۔ چونکہ منفی صفات کا نُور عدم و وجود سے مخلوط ہے، اس لیے بزرگ مجتہد اور صوفیائے کرام تخلیقِ عالم کے سلسلے میں عدم و وجود دونوں کے قائل ہیں۔ اور چونکہ ذات اور اس کی مُثبت صفات دونوں مثبت ہیں، اس لیے مثبت صفات اس کی ذات کے زیادہ قریب ہیں، اس لیے اللہ تعالےٰ کی ذات کو مثبت صفات سے پکارا جاتا ہے۔ اور مفعُول و مخلُوق کے مرتبہ میں فاعل و خالق کی ممکنات، منفی صفات کے برخلاف پُوری طرح ظاہر ہیں۔ کیونکہ منفی صفات کی ذاتِ ممکن سے قُربت ہے۔ وہ عدم و وجود سے مخلُوط ہیں۔ لہٰذا مفعول و مخلوق کی ذاتِ ممکن منفی صفات

کے خاص نُور کی بدولت ثابت ہے۔

عطیہ:

غیریت کے تمام پہلوؤں کے حساب سے ممکن کا مرتبہ، منفی صفات کے نُور کے مرتبے سے کہ اُسکے نور سے وہ مخلوق ہے، وہی تعلق رکھتا ہے، جو متکلّم کی باتوں کی آوازیں کہ وہ آناً فاناً عدم و وجود میں ہوتی ہیں۔ متکلّم اور کلام سے ان آوازوں کو موت کی سی نسبت ہے۔

عطیہ:

واضح ہو کہ خالق، جس طرح مخلوقات کی تخلیق سے پہلے، تخلیق کے وقت اور تخلیق کے بعد باقی ہے اور مخلوقات اپنے خالق کی عینیّت کے بغیر یا غیریت کے باوجود آناً فاناً فنا پذیر اور ہلاکت پذیر ہیں، اسی طرح متکلّم بھی کلام سے پہلے، کلام کے وقت اور کلام کے بعد، ثابت و قائم ہے اور اس کا کلام عینیّت کے بغیر اور غیریت کے باوجود فنا پذیر اور ہلاکت پذیر ہے۔ نیز اس پر اللہ تعالیٰ کا کلام شاہد ہے
کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ (اس کی ذات کے سوا ہر شئے ہلاک ہو جانے والی ہے) اور
کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ (ہر شئے فانی ہے) اس لیے کہ ہلاک اور فانی دونوں دوام کا مفہوم رکھتے ہیں۔ یعنی بلا قیدِ زمانہ اس کے لیے ہلاکت اور فنا ہے۔

مکتوب ۸۰ (ب) جواب

متقی و سیدی سید علیم اللہؒ کے نام جو حضرت پیر دستگیرؒ کے خلیفہ ہیں، اس مسئلہ کی تحقیق میں کہ تخلیقِ عالم عدم سے ہے، یا نُور سے اور اس بیان میں کہ تخلیقِ عالم مثبت صفات سے انتساب رکھتی ہے، یا منفی صفات سے۔

اوّل و آخر، ظاہر و باطن تمام تعریف صرف اللہ کے لیے ہے۔ حضرت میراں جیوؒ کے آستانِ سیادت پناہ کے کمترین خادم کی طرف سے نیازمندانہ سلام کے بعد عرض

ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی آپ کی ملاقات کا شوق تھا، لیکن ان چند صفحات کے مطالعہ نے، جو آپ نے تخلیقِ عالم کی تحقیق کے بارے میں لکھے ہیں، آپ کی کشش کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ آپ کی ملاقات سے استفادہ کروں۔ لیکن یہ امر وقت پر موقوف ہے۔

آپ کی تحریر کے مطالعہ سے چند شبہات جو اس خاکسار کے دل میں پیدا ہوئے ہیں، وہ پیشِ خدمت ہیں۔ اُمید ہے کہ آپ ان کی تفصیل فرمائیں گے۔ آپ کے علمِ مبارک میں ہے کہ محققین کے نزدیک اشیاء کی حقیقت سات[1] صفات کے متعلقات سے وابستہ ہے۔ مثلاً معلوماتِ علم کے متعلق، مقدوراتِ قدرت کے متعلق اور مرادوں کے ارادے کے متعلق، اور علیٰ ہٰذالقیاس۔ ان صفات اور ان کے متعلقات کا ظہور خود "لا" سے واقع ہوا ہے اور اشیاء کے وجود، صفات کے متعلقات سے عبارت ہیں۔ جیسا کہ خلاقی، رزاقی وغیرہ اور آپ نے معرفت کی جو باتیں لکھی ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ تخلیقِ عالم منفی صفات کی وجہ سے ہے، جو عدم و وجود سے مخلوط ہیں۔ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ مثبت صفات ذات کے قریب ہیں اور منفی صفات ممکن کے قریب اس مقام پر چند سوال پیدا ہوتے ہیں۔ پہلا: یہ کہ چونکہ آں جناب کی کوئی بات خلاف سنتِ رسول نہیں، پھر یہ کہنا کہ منفی صفات عدم و وجود مخلوط ہیں، کس بنیاد پر ہیں اور کس لیے ہیں، اور اگر بالغرض یہ مان بھی لیا جائے، تو بھی یہ عجیب بات ہے، کیونکہ جب یہ بات طے شدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات وجوب کا مرتبہ رکھتی ہیں اور عدم محض "لا شئے" ہے، تو پھر صفاتِ واجب، عدم کے ساتھ کس طرح اختلاط کر سکتی ہیں؟ اور کیوں کر سکتی ہیں؟ کیونکہ یہ سب امکان و اعتبار سے تعلق رکھتی ہیں۔ دوسرا: یہ کہ جس

---

[1] سات صفات، حیات، علم، قدرت، کلام، سمع، بصر اور ارادہ

Marfat.com

طرح ذات کے ساتھ صفات کی معیت برابر ہے، اسی طرح صفات تمام ممکنات کے ساتھ ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کو دوسرے کے ساتھ قریب یا اقرب کی نسبت کس طرح دی جا سکتی ہے؟ کیونکہ یہ مطلق ہیں، نیز اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ مخلوقات میں منفی صفات کے سوا کوئی مثبت صفات موجود نہ ہوں۔ جیسا کہ سننے، دیکھنے، جاننے اور رکھنے وغیرہ کی صفات ہیں اور اگر بالغرض یہ مان بھی لیا جائے کہ مخلوق کی صفات منفی صفات کی اُمّ الصفات (ماں) ہیں اور باقی تمام صفات ان کے ماتحت ہیں۔ کیونکہ اگر منفی صفات کا ظہور دوسری تمام صفات کے ظہور پر سبقت رکھتا ہے۔ تو پھر ماننا پڑے گا کہ اس سبقت کی وجہ سے، اپنے سوا، ہر قسم کے ظہور پر اس کو بالا دستی حاصل ہو گی۔ اور صورت یہ ہے کہ تمام اولیا اللہ کے نزدیک سات صفات امّ الصفات (تمام صفتوں کی ماں) ہیں، خواہ یہ وجوب کا مرتبہ ہو اور خواہ امکان کا مرتبہ۔ کیونکہ قابل اطاعت ہونے اور اطاعت کرنے کا اطلاق، صفاتِ واجب پر ان کے متعلقات کو دیکھنے سے ہوتا ہے نہ کہ خود ان پر۔ کیونکہ وہ سب تو اللہ تعالےٰ کی ذاتِ واحد کی قابلیتیں ہیں، کیونکہ یہ سب سمجھ میں آنے والی ہیں اور اُس مرتبہ میں ہمارے اِدراک کا کوئی مقام ہی نہیں۔ تیسرا یہ کہ منفی صفات مثلاً لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ، لم یلد ولم یولد وغیرہ ذات کا نقصان پورا کرنے والی اور کسی دوسرے شریک کے وجود اور مثبت صفات کو مانع ہیں، جیسا کہ علم غیب و حاضر اس کے خالق، باری، اور مصوّر ہونے کا ظاہری مقتضیٰ مخلوق ہے۔ اگرچہ یہ بھی مخفی طور پر نقصان کو پورا کرنے اور شریک کے وجود کو منع کرنے والی ہیں۔ اس لیے اس لحاظ سے زیادہ صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ تخلیق عالم کا سبب مثبت صفات کے نور کو کہا جائے۔ اور یہ حقیقت کے لحاظ سے بھی درست ہے۔ کیونکہ پہلے پہل تمام وجوہ سے کہ اس سے پہلے موجود ہوں، علم کے معلوم ہونے، قدرت کے اندازہ کرنے اور ارادے پا لینے کا استعمال اطلاقاً ہوا ہے، اور یہ سب ازل سے مقرر

Marfat.com

شدہ وقت پر اعتبار کے مرتبہ پر مشہودات کی موجودگی کی متقضی ہیں۔ اور یہ وقت کا مقرر ہونا بھی معلومٌ و مقدُور کی شان رکھتا ہے۔ اور کُنتُ کنزاً مخفیاً (میں ایک مخفی خزانہ تھا) اسی مرتبہ کے اعتبار سے کہا گیا ہے۔ اور اس صورت کے لحاظ سے بھی کہ تخلیقِ عالم اپنی ہر حیثیت سے پابند ہے، خواہ ظاہر کرنے، خواہ ظاہر ہونے کی حیثیت سے۔ اور ایک دوسرے کی نسبت سے مظہریّت، تقدیر ازل کے حساب سے مقرّرہ اوقات پر پیدا کرنے اور موت دینے میں موجود تھی، موجود ہے، اور موجود رہے گی۔ یہ حالت ابد تک رہے گی۔ خَلقتُ الخلقَ لاُعرف (میں نے مخلوق کو اس لیے پیدا کیا کہ پہچانا جاؤں) کا مقام اسی حیثیت سے ہے، اور اس کا ایک حاصل یہ بھی ہے کہ اس سے بزرگ مجتہدین اور صوفیائے کرام کے اقوال کا تضاد بھی ختم ہو جاتا ہے، کیونکہ موجودیت کے لیے اور ممکن الوجودِ عدم کے ظاہر ہونے کے لیے ایک ایسے نُور کی ضرورت ہے، جو ازلی اور ابدی ہو۔ اور وہ صفاتِ ذات کا نُور ہے کہ ازل ہی سے اس کے انوار کے کمالات دنیا کی ظاہر و مخفی موجودات پر حکم چلا رہے ہیں اور یہ دنیا تقیّد و حدوث کے مرتبے سے ایک قدم اِدھر اُدھر نہیں جا سکتی۔ سوائے عدم کے مرتبہ کے، اور جب تک ازل سے مقرّرہ وقت وجود میں نہ آجائے، زندگی، موت اور دوسری صفات دنیا کے کسی ذرّے سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں، اور کوئی شے عدم سے وجود میں نہیں آتی۔ پس دنیا تقیّد، حدوث اور وجود کی مختلف حیثیتوں سے کہ انہی خصوصیات سے اس نے نام پایا ہے، عدم سے الگ ہے، اور معلومیت، مقدُوریت اور مرادیت کی حیثیت سے نُورِ ازل و مطلق سے اس کا کوئی تضاد نہیں رہتا اور جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اس کا مطلب پوری طرح واضح نہیں ہوا کہ کس قسم کا تضاد پیدا ہوتا ہے، اور امید ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو جس حقیقت سے آگاہی بخشی ہے، تحریر فرمائیں گے۔ تاکہ

Marfat.com

ہم درماندہ لوگ سچّی سعادت حاصل کرسکیں. کیونکہ یہ بندۂ حقیر لکھنے کے معاملے میں اُمّی ہے، اگر کوئی غلطی ہوگئی ہو تو درگزر کریں اور اصل بات کی طرف نگاہ رکھیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اجر دے گا۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالےٰ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

مکتوب ۹: (الف) سوال

فضیلت مآب شیخ علی احمد سہارن پوری کی طرف سے بعض حقایق کے بارے میں چند سوالات۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس کے کے حبیب پر درود بھیجتے ہیں. عبدالصمد علی احمد کی طرف سے سلام. عرض ہے کہ ہردوار کے اس علاقے میں کفّار کا ایک عبادت خانہ ہے. ہر سال ہر طرف سے ہندو یہاں جمع ہوتے ہیں. خاص طور پر بارہ سال کے بعد کفّار کا زبردست اجتماع ہوتا ہے اور عقل ان کی تعداد شمار کرنے سے عاجز ہے، جب اس معاملہ پر غور کیا گیا، تو معلوم ہوا کہ اس عبادت خانے کے اندر بھی ایک حقیقت ہے، جس طرح کعبہ معظمہ جو اللہ تعالےٰ کے نام کا مظہر ہے، کے اندر ایک حقیقت ہے اور انسانوں کے دلوں کو جو مناسبتِ ازلی کے مطابق اس حقیقت سے تعلق رکھتے ہیں، بے اختیار اپنی طرف کشش کرتی ہے، بلکہ ظاہر بیں نظروں میں وہ حقیقت اُسی ہیئتِ اجتماعی سے عبارت ہے، جس طرح کسی سلطنت کی حقیقت اس کے بادشاہ اور فوج سے ظاہر ہوتی ہے، چنانچہ ہندو پرخطر رستوں کے باوجود ہزاروں منزلیں مارتے، گرتے پڑتے یہاں آتے ہیں اور ایک مقرّرہ وقت پر دریائے گنگا کے کنارے اشنان کرتے ہیں. اس لیئے اِن دونوں عبادت گاہوں میں وہ فرق معلوم نہیں جس کی وجہ سے

Marfat.com

ایک کا برحق ہونا اور دوسرے کا باطل ہونا ثابت ہو. حافظ شیرازی نے کہا ہے ؎

در عشق خانقاہ و خرابات فرق نیست

ہر جا کہ ہست، پرتورُوئے حبیب ہست

ترجمہ، (خانقاہ اور شراب خانے کے عشق میں کوئی فرق نہیں ۔ جو بھی جگہ ہے، وہاں دوست کے چہرے کا جلوہ ہے)

اگر ایک کو ہدایت دینے والے کا مظہر کہیں، اور دوسرے کو گمراہ کرنے والے کا مظہر کہیں، تو پھر کافی نہیں، کیونکہ ہدایت و گمراہی اضافی باتیں ہیں۔ اسی طرح جمال و جلال، اور سعادت و بدبختی بھی اس قسم کی چیزیں ہیں مثلاً لاہور جانے والے کی نسبت ہادی کی ہے اور دہلی جانے والے کی نسبت گمراہ کُن کی ہے، اور اس کے برعکس۔ اور یہ کہ اپنے ربّ کی نسبت سے جو بندہ شاہراہ پر ہے، وہ دوسرے کے رب کی نسبت گمراہ ہے اور کعبۂ معظمہ کی حقیقت کا روشن ہونا سب پر مشترک ہے. چنانچہ یہ حقیقت کسی پر کم، کسی پر زیادہ تجلّی ڈالتی ہے۔ چنانچہ اُس کی حقیقت بھی بعض پر کم اور بعض پر زیادہ پر تو ڈالتی ہے۔ بلکہ ہندوؤں کے کئی فقیر جو وحدت کے شہود سے واقف ہیں، راقم الحروف کے ساتھ بھی راہ و رسم رکھتے ہیں۔ قبلہ گاہی! آپ پر سلام ہو۔ دنیا کا کاروبار عجیب ہے، اللہ تعالےٰ کی ذات جہاں تک سمجھ میں آتی ہے، ورا الورا (پرے سے پرے) ہے۔ اور اُسے مخلوق سے کسی طرح کی کوئی نسبت نہیں۔ سوائے اس کے کہ خلق اللہ تعالےٰ کی مظہر ہے لیکن ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک (مٹی کو عالم پاک سے کیا نسبت)

اور خدا کی قسم کسی نے خوب کہا ہے ؎

کس ندانست کہ منزل گہِ معشوق کجاست

ایں قدر ہست کہ بانگِ جرسے می آید

ترجمہ (کسی کو معلوم نہیں کہ معشوق کی منزل کہاں ہے، بس اتنا ہے کہ گھنٹی کی آواز آ

Marfat.com

رہی ہے)

حق تعالےٰ کی صفات کے ناموں کی مختلف نشانوں اور حالتوں نے جو اعتبارات سے عبارت ہیں ہستی کے آئینوں میں روشنی ڈال کر اپنا ظہور کیا ہے اور اس ظہور کا نام عالم ہے۔ اور افرادِ عالم اگرچہ حقیقت کے اعتبار سے متحد ہیں، لیکن مظہر کے تعین کے اعتبار سے ایک دُوسرے کے برخلاف ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام مخلوق اپنے رب کے حوالے سے ہدایت یافتہ ہے اور اپنے علم اور ارادے کے مطابق عمل کرتی ہے، جیسا کہ تحریر کیا جا چکا ہے۔ مزید براں یہ مشہور حدیث کہ "ہر شخص فطرتِ اسلامی پر ہے" کے مطابق ہے اور حدیثِ قدسی کے مطابق بھی کہ اللہ کی رحمت کو اس کے غضب پر سبقت حاصل ہے۔ چنانچہ ہر شئے کو اپنی ذات سے اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل ہے، اور گمراہی اور غضب جو عذاب کا سبب ہیں، اللہ تعالےٰ کی نسبت سے سب سے آخر میں طاری ہوں گے۔ کیونکہ "عرض" کو "جوہر" پر ہمیشہ کے لیے غالب تصوّر نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ شیخ محی الدین عربی، شیخِ اکبر نے یہ جو فصوص الحکم میں فرمایا ہے کہ "اہلِ شقاوت بھی طویل و شدید عذاب سہنے کے بعد سعادت و نیک بختی سے ہم کنار ہوں گے"، درست ہے۔ اللہ آپ کو سلامت رکھے۔ اس فقیر کا اس معاملے میں کہ کتاب و سنّت کے قطعاً خلاف ہے، حضرت شیخِ اکبر کے ایک ماننے والے سے بہت بحث و مباحثہ ہوا، جس کو تحریر کی صُورت میں مُلاقات کے وقت آپ کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ اس وقت ہندوؤں کا یہ مسئلہ پیشِ خدمت ہے، کیونکہ اس نے میرے دل و دماغ پر قبضہ کر لیا ہے چنانچہ ایک درویش کے ہاتھ یہ عریضہ آپ کی خدمت میں بھجوا رہا ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ اس پریشاں دل کے حال پر توجہ اس طرح فرمائیں گے، کہ اس اُلجھن کا حل ہاتھ آ جائے۔ اگر اس کے اندر کوئی حقیقت ہے تو بھی، اور اگر نہیں، تو بھی، آپ

Marfat.com

کی توجّہ سے میرے دل سے یہ اُلجھن نکل جائے۔ اے اللہ ہمیں اشیا کو اس طرح دکھا جس طرح کہ ان کی حقیقت ہے۔

مکتوب: ۹ (ب) جواب

فضیلت مآب علی احمد سہارن پوریؒ کا مکتوب ملا۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے " وہ اللہ ہی ہے جو ایمان لانے کو ظُلمات سے نکال کر نُور کی طرف لے جاتا ہے اور جو کُفر کرنے والے ہیں، وہ شیطان کے ساتھی ہیں، جو اُنھیں نُور سے نکال کر ظلمات کی طرف لے جاتا ہے" اے سچے دوست اور علم کے چاہنے والے، سلام مسنُون۔ ان دونوں باتوں کے درمیان کا فرق مندرجہ بالا آیات کریمہ کے اچھّی طرح مطالعہ سے سمجھ میں آ جائے گا۔ انشاء اللہ اس کی تفصیل تحریر کی جائے گی۔ آپ کا مکتوب ملا۔ اور اس کے مضمون سے آگاہی ہوئی یہ جو پوچھا گیا ہے کہ دریائے گنگا کے کنارے اجتماعِ کُفّار سے (اللہ ان پر لعنت کرے) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عقل اس کا شمار کرنے سے عاجز ہے، بالکل اسی طرح جسطرح کعبہ معظمہ میں ہوتا ہے۔ پس ان دونوں عبادت گاہوں میں کیا فرق ہے، کہ اس میں ایک کے حقیقت اور دوسرے کے باطل ہونے کا سبب معلوم نہیں، اس کے جواب میں ہادیِ مُطلق کی مدد سے یہ عرض کرتا ہوں (اور اُسی سے مدد مانگتا ہوں) کہ معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالےٰ ہی حقیقتِ واحد ہے، اور تمام ذاتی و صفاتی کمالات، اس میں جمع ہیں۔ اور اس کے کمالات میں سے کوئی کمال، اور اس کی صفات میں سے کوئی صفت، ایک دُوسری سے اور اس کی ذات سے کسی لحاظ سے بھی متضاد اور مخالف نہیں۔ اگر حقیقت، جمال اور اس کے تمام کمالات کی صفت ہے، تو جلال اور اُسکے کمالات کی صفت سے محبّت رکھنے والا اُسکا عین (مثل) ہے اور اسی

طرح جلال کی صفت کی حالت ہے۔ جس طرح جمال کی صفت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اپنی پوشیدہ قابلیتوں کو مخصوص شکلوں میں ظاہر کرے، اسی طرح صفتِ جلال کی پسند اور اس کا تقاضا ہے اور اس کے برعکس بھی۔ اور صفات کا ایک دُوسرے سے محبت کرنا اور ایک دوسرے کا محبوب ہونا یہ معنی رکھتا ہے کہ انہیں ایسے مراتب کی تفصیل کی موجودگی میں ذاتِ واحد سے محبت ہے اور اس کے تقاضے سے وہ ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ چونکہ صفتِ جمال کا تقاضا اور مقصدُ اللہ تعالےٰ کی ذات کی نزدیکی اور ہمراہی ہے، جو مخصوص مظاہر سے حاصل ہو سکتی ہے، جیساکہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ۔ (اللہ احسان کرنے والوں کے قریب ہے) اس لیے اُس کی عبادت کی جاتی ہے، جو قربت اور ہمراہی کے مراتب کا تقاضا کرتی ہے اور مقدس عبادت گاہیں، جو معبودِ حقیقی کے قربت کے نُور سے معمور ہیں، اس کے جمال کے مظاہر کا حصہ ہیں۔ اور چونکہ صفتِ جلال کا تقاضا ذاتی غضب کی وجہ سے دوزخ کے مختلف طبقات میں دُوری اور محرُومی ہے، اس لیے ان کے اعمال سراب کی طرح ہوتے ہیں، جن کا تقاضا دُوری اور گمراہی کے دوزخ کے درجات ہوتا ہے اور اُن کی تاریک اور پوشیدہ عبادت گاہیں قُرب و نزدیکی کے مراتب سے دُور ہیں، صاحب نظر لوگوں کے نزدیک یہ جلال کے مظاہر ہیں۔

ثُمَّ رَدَدۡنٰهُ اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ ۙ (پھر اسے الٹا پھیر کر ہم نے سب نیچوں سے نیچ کر دیا)[1]

---

[1] پھر ہم نے اُسے سب سے نچلے مقام یعنی عالم طبیعت میں لوٹا دیا، تاکہ اس کے ذریعے ظہور، اظہار، اطوار، اور شعور کے آثار کو زندہ کیا جائے۔ چونکہ اس آیت کے باریک حقائق تفسیر میں ایک نہایت دل پذیر طریقے سے بیان کیے گئے ہیں، ان احوال کی خبر زیر مطالعہ ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے انسان کو اس طرح زمین میں پیدا کیا، کہ اُسے ایک صورت دی، اور عمر کی ابتدا ایسی ہوتی ہے کہ اس حالت میں وہ کوئی کام نہیں کر سکتا، اور اس عمر میں کسی میں کوئی طاقت نہیں ہوتی سُورہ والتین کی یہ تفسیر، تفسیر حسینی کے مطابق ہے

Marfat.com

کا ارشاد اسی مطلب کو واضح کرتا ہے۔ پس عبادت اور عبادت گاہوں کی حقیقت صفتِ جمال کے تقاضے سے جمال کا مظہر ہیں اور اپنے اپنے مظہر کے اعتبار سے مرتبۂ وصال کے قریب۔ پس یہی حقیقتِ حق سے ملانے والی ہے۔ اس کے مقابلے میں پرستش اور پرستش گاہوں کی حقیقت صفتِ جلال کے تقاضے سے غضب کے مظاہر ہیں اور وہ بھی اپنے اپنے مظہر کے اعتبار سے محرومی و دُوری کے مراتب پر ہیں اور ان دونوں کامل صفات کا تقاضا ازل ہی سے پہلی حالت میں اللہ تعالیٰ کی قربت اور دُوسری حالت میں اللہ تعالیٰ اسے دُوری ہے۔" اس سے نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ کیا کرتا ہے، بلکہ لوگوں سے پوچھا جائے گا۔"

چنانچہ انبیاء کی عبادت گاہوں اور مردُود شیاطین کی پناہ گاہوں میں فرق ظاہر ہو گیا۔ اللہ انبیاء اور ان کی اطاعت کرنے والوں پر رحمت کرے اور شیاطین اور اُن کی اطاعت کرنے والوں پر لعنت کرے۔ اور مومنوں کی عبادت گاہوں کا نتیجہ اس ذاتِ کامل سے قُربت و وصل ہے اور عبادت گزار مومنوں کو یہ چیز ہمیشہ حاصل رہے گی۔ اور شیاطین کی عبادت گاہیں دوزخ کے طبقات میں ڈالنے والی ہیں، اور ہمیشہ کی دُوری اور محرُومی ہے، جس میں کبھی کمی نہیں آئے گی اور" اللہ تعالےٰ کی سُنّت میں کبھی تبدیلی نہیں پاؤ گے"۔ اور یہ تبدیلی کس طرح ہو سکتی ہے کیونکہ ان دونوں کامل صفات کا ظہور اپنے اپنے مخصوص مقام پر ہوتا ہے، اور اللہ تعالےٰ کی ذات پاک کا یہی تقاضا ہے۔

بے شک اللہ پاک ہے اور یہ جو حدیثِ قُدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت اس کے غضب پر سبقت لے جائے گی، تو اپنے تقاضے کی وجہ سے ایک قُربت معبُود کی مظہر ہے اور دوسری محرُومی کے دوزخ کے طبقات میں ڈالے جانے کی کیفیت ہے۔ یقیناً یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آگئی ہوگی۔" اللہ نے انسان کو وہ سکھایا، جسے وہ نہیں جانتا" اور" حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ" اور" حق کو مت چھپاؤ جب کہ

Marfat.com

تم اسے جانتے ہو" اور یہ جو لکھا گیا کہ" ہر شئے کو اپنی اصل کے اعتبار سے حق تعالےٰ کا قُرب حاصل ہے" اس کی حقیقت یوں ہے کہ اللہ تعالےٰ کو اپنی ذات و صفات سے مخلوقات کے ہر ذرے کے ساتھ کسی قسم کی روک ٹوک، حجاب، سمت کے بغیر صاف صاف آیات کے مطابق قُربت و معیّت کا حاصل ہونا ثابت اور طے شدہ ہے۔ لیکن یہ قُرب و معیّت اشیاء کے ساتھ عام ہے، اور اس عام قُربت کا خاص نتیجہ اُن کا موجُود ہونا اور نیست و نابُود نہ ہونا ہے اور" اللہ کافروں کو گھیرنے والا ہے"۔ پس عام قُرب کے اعتبار سے مومن اور کافر برابر ہیں اور قُربِ خاص کا پھل پانا دو وجہ سے بندہ کو توفیق کیا گیا ہے۔ ایک انبیاء کی موافقت اور اطاعت کے حصُول کے لیے، دُوسرے ان کی اطاعت کی بدولت، علمِ لُدنی سے بہرہ ور ہونے کے لیے۔ اور یہ قُرب جو ہمیں ملا ہے۔ انبیاء پر اعتقاد رکھنے کی وجہ سے نصیب ہوا ہے اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔ اور اطاعت و اعتقاد کے نُور سے محرُوم لوگ ازل ہی سے اس قُرب سے بے بہرہ ہیں۔ بمطابق آیت کریمہ" جو لوگ ایمان لائے، پھر انہوں نے کُفر کیا، وہ پھر ایمان لائے، پھر کافر ہو گئے، اور پھر اس کُفر میں دُور نکل گئے۔ اللہ ان کو ہرگز معاف نہیں کرے گا اور ہدایت نہیں دکھائے گا"۔

میرے عزیز! جب ذات و صفات کی وجہ سے دُوری و محرُومی، قہر کے مظاہر ہوں، تو کس میں یہ طاقت ہے کہ قہر کے مخصوص مظاہر الگ کر کے اُسے وقت کے سپُرد کر دے۔ اور جو اللہ تعالےٰ کے قہر کا مظہر ہے، اُسے قبولِ رحمت کا مظہر بنانا، ذاتِ حقیقی کے تقاضے کے برخلاف ہے۔ پس ان دونوں کامل صفتوں میں کس طرح حقیقی موافقت پیدا کرنا ثابت ہو سکتا ہے" اللہ کی پکڑ بڑی سخت ہے"، اور" جو شخص اللہ، اس کے ملائکہ اس کی کتابوں اس کے رسُولوں، جبرئیل، میکائیل کا دُشمن ہے" اور" تحقیق، اللہ کافروں کا دُشمن ہے" کے مصداق کون ایسا ہو سکتا ہے۔ جو اس دُشمنِ غالب

Marfat.com

کو کسی شرط کے پورا کیے بغیر صلح پر آمادہ کر سکے۔ اور اللہ کی باتیں تبدیل نہیں ہوتیں"۔
البتہ رحمت و غضب کے مشترکہ مظاہر جو گناہگار مومن ہیں۔ کئی زمانے گزرنے کے
بعد ظاہر ہوں گے اور غضب، رحمت کے قبضہ میں چلا جائے گا۔ اور چونکہ گنہگار
کفر کے طریقے پر ہوتے ہیں، اور ایسا کفر کرنے والا دراصل اللہ کے ساتھ ایمان کی
بدولت قربت رکھتا ہے، اسلیئے اگر اس پر اس گناہ کی وجہ سے عذاب نازل ہوتا ہے، تو ہم
"عرض" کو "جوہر" پر ہمیشہ کے لیے غالب تصور نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ اہلِ سنت والجماعت
کا مسلک ہے، اور چونکہ شیخ اکبر (محی الدین عربیؒ) طریقت کی بلندیوں پر فائز تھے،
اور شریعت کا کافر اس مرتبے سے نیچے گرا ہوا ہے، اور اس کا منظور نظر اس مرتبے کا
منکر ہے، اسلیئے اگر مخالفین کے خدشے کو دور کریں اور اہلِ حق کی بات کے پیش نظر
یہ کہیں کہ اہل شقاوت کا انجام، یعنی ایسے شقی لوگ جو کفر کے طریقے پر چل رہے ہیں،
ہزاروں زمانے گزرنے، اور ہزاروں عذاب سہنے کے بعد سعادت کو حاصل کریں
گے، تو مناسب ہے، اور دین کے مقررہ امور کے قطعاً مخالف نہیں۔ وہ شخص
عجیب دانا ہے کہ اس نے شیخ اکبرؒ کی بات کو وہ معنی پہنا دیئے، جو ان کے مقام
سے بہت دور اور ہزاروں انبیاء، اور تمام آسمانی کتابوں کے مخالف ہے۔ اور اس
مطلب سے، جو حضرت شیخ اکبرؒ کی شان کے شایاں اور آیات و احادیث کے مطابق
ہے، غافل و بے خبر ہے اور اس کے باوجود اپنے آپ کو حضرت شیخ اکبرؒ کا اطاعت
گزار کہلواتا ہے، اور ہر طرف اللہ ہی اللہ ہے۔

حرفِ درویشاں بدزد مردِ دُن تا بخواند بر سلیمی زاں فسوں

(ترجمہ:۔ کمینہ آدمی درویشوں کی باتیں چرا لے جاتا ہے، تاکہ ان کی بدولت سلیم الطبع
آدمی پر اپنا جادو چلائے)

اور جہاں تک حافظ شیرازیؒ کے شعر

Marfat.com

درعشقِ خانقاہ وخرابات فرق نیست — ہر جا کہ ہست پرتوِ رُوئے حبیب ہست!

کا تعلق ہے، اس کے معنی کتنے عُمدہ ہیں، یعنی چونکہ خانقاہ وخرابات دونوں اللہ تعالےٰ کے جمال وجلال کی صفات کا ازل کی حکمتِ کامل کے تقاضے کے مطابق مظاہر ہیں، اس لیے عاشق کو خانقاہ وخرابات کے عشق میں کس طرح فرق محسُوس ہو سکتا ہے، کہ وہ ایک کا اقرار اور دُوسرے کا انکار کرے، حالانکہ دونوں اس کی ذاتِ محبُوب کے جمال وجلال کے مظہر ہیں۔ لیکن خرابات کا مالک اور ایسے مقامات کا بانی جو انبیا کی اطاعت کے برخلاف ہے عشق سے دُور کا واسطہ بھی نہیں رکھتا اور اس کی ذاتی استعداد کُفر اور محرُومی کی تاریکی میں پوشیدہ ہے اور جیسا کہ محبِ حقیقی نے اپنے سچے کلام میں کہا ہے "اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔" اس لیے محرُوم لوگ اطاعت وپیروی کو کس طرح ایسے عشق سے منسُوب کر سکتے ہیں کیونکہ ان کا میلان حرص وہوا کی طرف ہوتا ہے۔ بدترین شخص وہ ہے، جو دُوسرے انسان کو گُمراہ کرتا ہے اور چونکہ اللہ تعالےٰ نے حکمت بالغہ سے اس کا نام ازل سے گمُراہ لکھا ہے، ایسے شخص کو عاشق کہنا اللہ تعالےٰ کی مخالفت کرتا ہے۔ ایک اور لطیف بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ خانقاہ وخرابات کے عشق میں کسی فرق کا نہ ہونا حقیقت ومرتبۂ فنا کی حیثیت سے ہے۔ لیکن ان میں بقا کی فضیلت ومرتبہ کے اعتبار سے واضح فرق ہے۔ اور کیوں فرق نہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے مظاہر جمال کو محبُوب فرمایا ہے اور مظاہر جلال کو ناپسند کہا ہے اور کون ایسا محبّت کرنے والا اور بقاء غیر کے مرتبہ سے واقفیت رکھنے والا ہو گا، جو حقیقی بقا کے مالک سے دُشمنی کرے گا اور اس کے ناپسند کو پسند کرے گا۔ ایسا وہی کر سکتا ہے، جو دائرہ محبّت سے دُور ہو اور ناپسندیدہ لوگوں کی صف میں شامل ہو اور "ہم اپنے نفوس کی بُرائیوں اور اپنے اعمال کی خرابیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں"۔ صاحبِ کمال لوگوں نے یہ

Marfat.com

اقرار کیا ہے کہ اوسط درجے کے لوگ وصلِ غیر حقیقی سے ملبوس ہوتے ہیں، اور مظاہر کے مرتبوں میں ظاہر ہونے والے کے مرتبہ کو نظر انداز کر کے سوائے نظر آنے والے کے کسی اور کو نہیں دیکھتے۔ چنانچہ اپنی نارسائی کی وجہ سے ان کی یہ دید حقیقت تک نہیں پہنچتی اور دونوں مظہروں کے درمیانی فرق کو معلوم نہیں کرتی، لیکن جب اُسے مرتبۂ بقا مل جاتا ہے اور حقیقی دید میسّر ہو جاتی ہے، تو پھر اسے معلوم ہوتا ہے کہ محبوب کا محبوب کونسا ہے اور محبوب کا مبغوض کون ہے۔ اور یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے اسے دیتا ہے"۔ اور جو یہ لکھا گیا کہ حق تعالےٰ کے ناموں کی مختلف شانوں اور حالتوں نے جو اعتبارات سے عبارت ہیں نیستی کے آئینوں میں روشنی ڈال کر اپنا ظہور کیا ہے ...... " تو اے مہربان! اللہ تعالےٰ کی صفات اور شانیں بھی ذات کے رنگ میں منزّہ اور پرے سے پرے ہیں۔ ظالم کے ساتھ اس کی ذات کی عدم مناسبت اس معنی میں ہے کہ وہ ہمارے ادراک کی قید میں نہیں آتی، اور چونکہ اس کی صفات اور شانیں بھی ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں، اس لیے نیستی میں مناسب طور پر شریک ہیں۔ لیکن چونکہ اُس کی قُربت و معیت استغنا اور بے کیفی کی انتہا کی وجہ سے، حقیقی اور ہر ذرّے سے منزّہ و پاک ہے، اور اس کا فیض بخشنا اور فیض پانا ظاہر ہے اور مناسبت کا نُور پیدا ہے، اس لیے اس نُور کی مناسبت نے انہیں مرتبۂ اعلےٰ پر پہنچایا اور واقف اسرار کر کے بے کیفی کی حقیقت سے آگاہ کیا ہے۔ اگر نُور متناسب نہ ہوتا تو پھر مطلوب کی حقیقت کون پاسکتا تھا۔ اللہ تعالےٰ کو عدم مناسبت کے خیال سے دُور نہیں کرنا چاہیے۔ جو اُسے دور تر رکھتا ہے، وہ اس سے دُور تر رہتا ہے کیونکہ وہ پُکارنے والے کے قریب ہے۔ اور جو یہ لکھا گیا کہ "بعض ہندو شہودِ وحدت کے نشہ سے سرشار ہیں"، میرے عزیز! وحدت کے شہود کے تین مرتبے ہیں۔ اوّل: اللہ تعالےٰ کی ذاتِ وحدت کا شہود۔ یہ رتبہ انبیاء کی پیروی کے بغیر حاصل نہیں ہوتا

Marfat.com

جیسا کہ "... اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو۔۔۔۔" سے آگاہ کیا گیا ہے، چونکہ ہر ذرّے کے وجود کا تعلق اس وجودِ شریف (اللہ تعالےٰ) سے ہوتا ہے اس لئے اس منبعِ حقیقی سے بے واسطہ کسی وجود کا شہود محال اور ناممکن ہے اللہ تعالےٰ اپنا طریقہ تبدیل نہیں کیا کرتا۔ **دوئم**: روحِ جامع کی وحدت کا شہود ارواحِ مفصّل کے مراتب میں ہے ان ارواح کا تعلق اجسام سے ہوتا ہے اور یہ شہود بھی ان مومنوں کا حصہ ہوتا ہے جو طریقت کے درمیانی راستہ پر گامزن ہیں اور وہ یہاں سے اللہ پاک کے فضل سے اور ایمان کے نور کے ذریعے اپنی اصل منزل کی طرف ترقی کرتے ہیں اور کبھی کبھی اہلِ ہوا ایں بھی اس شہود کا ظہور ہوتا ہے یہ اس میں مقید ہوتا ہے اور ایمان کے بغیر باطن میں دکھائی نہیں دیتا۔ **سوئم**: عنصرِ مجمل کی وحدت کا شہود جو عرش کے نیچے ہے، آسمانِ دنیا کے تحت مختلف عناصر کے مراتب میں ہے۔ اور انبیاءؑ کے اکثر منکرین کو اس شہود کے ذریعے مصیبت میں ڈالا جاتا ہے، اور خواہش کی شدّت سے یہ مرتبہ ان کج اندیش لوگوں کی نظروں میں تحقیق شدہ دکھائی دیتا ہے اور عناصر اربعہ کی تاریکی کے دشت و صحرا سے ان کی نظر اُوپر نہیں جاتی۔ اور اگر ریاضت اور مجاہدہ کی کثرت و شدّت سے تزکیۂ نفس کر بھی لیں، تو پھر بھی اسی شہود میں محصور رہتے ہیں۔ اہلِ ہوا دل کی صفائی سے محروم رہتے ہیں۔ اگر یہ دونوں شہود، اہلِ ہوا کے مشاہدہ کو حضرات انبیاء کے اعتقاد کے سرچشمے کے ذریعے، مظہریت میں صفتِ جمال کے مشترک ہونے کی بدولت رہنمائی کر دیں، اور حرص و ہوا سے باہر نکال لائیں، تو پھر درجات میں ترقی ہو گی، ورنہ تاریکی کے دوزخ میں جا گرائیں گے۔ اور ان پر ابدی عذاب نازل ہوگا۔ ایسا مشاہدہ کرنے والا اطاعت و پیروی سے محروم رہ کر عذاب میں مبتلا رہے گا۔

اس تحقیق سے واضح ہو گیا کہ شہودِ وحدت کے سر دیکھنے والے کو حقیقی واحد کی ذات سے ملا ہوا نہیں سمجھنا چاہیے۔ جب تک اس میں انبیاءؑ کی پیروی کی دلیل نظر نہ آ جائے۔

Marfat.com

اور "تم خواہشات کی پیروی نہ کرو، کیونکہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں گی"۔ بلکہ پختہ ایمان نہ رکھنے والے مومنوں کو اس قسم کے مشاہدہ کرنے والے سے دُور رہنا چاہیے" تاکہ اس کی تیرگی اس مومن کے اندر بھی سرائت نہ کر جائے، کیونکہ اس قسم کے لوگوں کی مذمت میں "وہ گمراہ ہیں اور گمراہ کرتے ہیں" کا انتباہ ہوا ہے۔ ع

بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است

ترجمہ (اب میں اسی پر بات ختم کرتا ہوں، کیونکہ سمجھ داروں کے لیے اتنا ہی کافی ہے)
آپ پر اور جو آپ کے نزدیک ہیں اُن سب پر سلام۔

مکتوب : ۱۰

اللہ تعالےٰ کی ذات سے اُس کی صفات کی نسبت کے بارے میں حقیقی تحقیق۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے، جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ بزرگوں کی کوشش نے اللہ تعالےٰ کی ذات سے اس کی صفات کی نسبت کو ایک مختصر بات یعنی "لَا ھُوَ" اور "لَا غَیْرُہٗ" میں بیان کر دیا ہے۔ اور یہ بظاہر سوال کرنے والے کے جواب میں ہے۔ جس نے عینیت، اور غیریت، کے بارے میں سوال کیا تھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں 'عینیت، اور غیریت، کا اطلاق شریعت عطا کرنے والے نے نہیں کیا۔ اور یہ دونوں الفاظ قوتِ ادراک کی سمجھ کے اعتبار سے بنتے ہیں، اور اللہ تعالےٰ کی ذات و صفات، اس کی تقدیس اور بے کیفی کے کمال کے ساتھ موجود ہیں۔ اس لیے اس کی تعریف کرنا اس فانی علم کے ذریعے جب کہ اس نے علم قدیم کی تعلیم نہیں دی، پرلے درجے کی بے ادبی ہے۔ "پاک ہے وہ تیرا رب عزت والا رب، ان تمام باتوں سے، جن سے اسے موصوف کرتے ہیں۔ اس لیے عینیت کی نفی اور بے کیفی کی غیریت پر ایمان لانا، ہر ایک کے لیے دائمی طور پر لازم ہے حتیٰ کہ

Marfat.com

خود بے کیفی کا مفہوم بھی ختم ہو جائے۔ اور بے کیفی کے مفہوم کی طرف توجہ کرنے کی بجائے اللہ کے علم کے ساتھ حاضر رہے بلکہ ایسی حالت ہو کر یقین رکھنے والا جب خود غور کرے، تو یقین کے خفی بلکہ اخفیٰ مرتبوں کے حصول سے بھی اپنے آپ کو پاک اور صاف سمجھے۔ اگرچہ اس صفا کا یقین رکھنے والا ایسی خلوت کے کمال پر کھڑا ہے جس کے خاص الخاص درجہ کا ولایت کے کمالات کے حصول کے بغیر تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اجتہاد کرنے والے حضرات اجتہادی قیاسات کی جرأت کے ذریعے، ایمانِ بے کیف کہنے کے سوا، خوف زدہ ہیں اور انبیائے پاک بھی اپنی ذات میں کہتے ہیں کہ (اے اللہ) جیسا کہ تو ہے، اس طرح تیری تعریف نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ نفس، قیاس کے ذریعے خطا و صواب کا مرتکب ہو سکتا ہے، جبکہ ہمارا مقصد محض ایمانِ بے کیف کے ذریعے ہی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ہے، حاصل ہوتا ہے اور " اللہ تعالیٰ تمہیں اس کے وجود سے خوف دلاتا ہے" کی آیت کے مطابق اس کا نفس، مرتبۂ کمال کو پہنچتا ہے، اور اصل حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا میں غلطی اور درستی کے اس قسم کے احتمال کے ساتھ غلط اور صحیح کی کوشش کرنا، اور جرأت دکھانا کسی بھی بزرگ مجتہد کی شان سے دُور، بلکہ دُور ترین ہے، کیونکہ جو مقامِ یقین کے لائق ہے، اسے گمان و قیاس کے سپرد نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ گمان و قیاس سے جو شے ظاہر ہوتی یا تصور کی جاتی ہے، وہ مخلوقات کی قسم سے ہے۔ دنیاوی معاملات کو تفصیل کے بجائے مختصر طور پر بیان کرنے سے ہمارا مقصد حاصل نہیں ہوتا، لیکن شرع میں اس طرح اکثر مقامات پر معاملہ مُعطّل ہو جاتا ہے۔ صورت یہ ہے کہ دنیاوی مسائل کے بارے میں مناسب اجتہاد کے بغیر معاملہ اکثر پابندی و تبدیلی کے مقام پر ہوتا ہے۔ الغرض جب قدیم بزرگوں کی یہ مختصر بات، بعد کے بزرگوں تک پہنچی، اللہ اُن کے اسرار کو پاک رکھے، تو انہوں نے مذکورہ تحقیق اور اللہ تعالےٰ کی تقدیس کے بارے میں تفصیل کا دروازہ کھول

Marfat.com

دیا اور "لا ھو" اور "لا غیرہ" کے متعلق بیان فرمایا۔ اور ان دونوں پہلوؤں سے یہ طے کیا کہ اللہ تعالےٰ کی صفات نہ اس کی ذات سے زاید ہیں نہ الگ اور اسی بات کو اختیار کرنا چاہیے کہ ایسے قیاسی علم میں بزرگوں کی یہی تحقیق ہے۔ اور اللہ ان کی کوششوں کو مشکور کرے۔ اور اللہ تعالےٰ کے مقدّس مرتبوں پر بے کیفی کے ایمان سے کمال بے نیازی کا حصول اُمّت کے ان لوگوں کے دل کی کجی دُور کرنے کے لیے ہے، جن کے خیال میں اس مختصر سے کلمہ کے ذریعے دو متضاد باتوں میں مفاہمت ہو جاتی ہے اور اس تفصیل سے ان کے دل کی تشفّی ہو جاتی ہے۔ لیکن دانشِ کامل کے نزدیک یہ طے شدہ اَمر ہے، کہ خواہ اس امت پر ان کی شفقتیں کتنی ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالےٰ کی "وراء الوراء جناب" کے بارے میں یہ ایک قیاسی تحقیق ہی ہے، جسے اختیار کر لیا گیا ہے، لیکن ان کی یہ تحقیق اس مرتبۂ قیاس میں بھی بلا وجہ معتبر نہیں، کیونکہ یہ مجتہد کی شان سے بعید ہے۔ چنانچہ اس دینِ متین کے علماء سے جو مجتہدوں کے وارث ہیں، ان وجوہ کے بارے میں پوچھا جاتا ہے کہ اُن کا ان مجتہدین کی قیاسی بات کو تحقیق کے بغیر قبول کر لینا محض تقلید نہیں ہوگا، کیونکہ ان کی کامل نظر میں بزرگوں کے کلمۂ جامعہ کی پیروی ہی بہتر ہے؛ کیونکہ اس میں غلطی کا امکان نہیں۔ یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ ذات کے ساتھ صفات کی نسبت میں لفظ زاید سے متاخر حضرات کی تحقیق کے مطابق بڑے بڑے سوال پیدا ہوتے ہیں۔ پہلا یہ کہ لفظ زاید کے اطلاق میں ایک پوشیدہ غیریت ہے، اور غیریت کو اختیار کرنا خواہ وہ پوشیدہ ہی ہو، بزرگوں کے کلمۂ جامعہ کی مخالفت کرنا ہے؛ دوسرا یہ کہ یہ لفظ اکٹھا آیا ہے اور زاید (بڑھا ہوا) اور مزید (بڑھایا گیا) دو چیزیں ہیں، چنانچہ دو چیزوں کے درمیان عدم انفکاک، ان کے اتّحاد و اتّصال کی دلیل ہے؛ تیسرا یہ کہ اگرچہ زاید خارج میں قابلِ انفکاک نہیں ہوتا، لیکن فہم و ذہن کے مرتبے میں کیونکہ ہمارے علوم کی تحقیق کا دار و مدار ہی اس پر ہے، یہ قابلِ انفکاک ہے۔ مثال کے طور پر حیات، وجود، علم اور

قدرت کی صفات، جو اس کی ذاتی قابلیتیں ہیں، اگر ذات پر زاید کہیں، تو ذہنی نظر سے دیکھئے، کہ اس کی ذات اس حیثیت سے کس شان کی ہوگی، یعنی صفات کی ضد کے بغیر اس کو دیکھا نہیں جا سکتا۔ **چوتھا** یہ کہ آیا زاید اور مزید بلندی مرتبہ میں دونوں برابر ہیں یا ایک، دُوسرے سے برتر ہے۔ اگر برابر ہیں، تو شرکت یقینی ہے اور ایک دوسرے کی اطاعت ثابت نہیں ہوتی اور ایک کا دُوسرے سے جدا ہونا، دُوسرے کا نقصان ہے، کیونکہ صُورت یہ ہے کہ صفات کا ایک دُوسرے کا تابع ہونا، اُن کی ذات سے مقرّر ہے اور ذات کو صفات سے جدا کرنے سے اوّل الذکر کا نقصان ہے، اور آخر الذکر کی فنا ہے، اور اگر ایک، دوسرے پر غالب ہے، تو پھر غالب کا مغلوب سے بے نیاز ہونا، کرنا، اور مغلوب کا غالب سے کمال حاصل کرنا قابل فہم۔ حالانکہ یہ طے شدہ بات ہے کہ ذات سے صفات کی بے نیازی اور صفات سے ذات کا کمال حاصل کرنا غیر معقول ہے اور اگر ہم اس کے برعکس ہیں، تو انہی کا یہ طے شدہ اصُول ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات صفتِ وجُود سے مُوجود ہے، حیات کی صفت سے "حی" ہے اور صفت علم کی وجہ سے "علیم" ہے، جو ان کے نزدیک ذات میں نہیں، بلکہ ذات پر زاید ہیں۔ چنانچہ جب مُوجُود، حی، اور علیم کی ذات، وجود، حیات اور علم کے بغیر نہیں ہوسکتی، تو ذات کی حقیقت کا پوچھنا اور صفات کا تکمیل حاصل کرنا کس طرح تصور کیا جا سکتا ہے۔

پانچواں یہ کہ اُنہی کا طے شدہ مسئلہ ہے کہ ذات خود بخود قائم ہے اور صفات ذات کی وجہ سے قائم و موجود ہیں، کیونکہ اگر ذات صفت کی بدولت قائم ہو، تو مطاع کا وجُود مطیع کا مرہونِ منّت ہے اور یہ بات دو حالتوں سے خالی نہیں۔ اوّل یہ کہ ذات کو اپنی حیثیت سے ازلی طور پر مکمل و کامل تسلیم کریں یا کہ تسلیم نہ کریں۔ اگر تسلیم کریں، تو اُن کے قول کے مطابق اُسے خود بخود قائم جانیں۔ نہ کہ زاید صفت سے، جو قیام ہے اور اسے ذات سے موجود سمجھیں نہ کہ زاید صفت سے، جو موجود ہے اور اگر ذات سے

Marfat.com

حیؔ جانیں نہ کہ صفت زاید ہے جو حیات ہے اور اسی طرح اور۔ اور یہ بات بھی انہی کے طے کردہ اصول کے خلاف ہے، کیونکہ وہ ذات کو اس کی ذات سے قائم قرار دیتے ہیں، نہ کہ صفت کے ذریعے سے۔ موجود، حیّ، علیم، وغیرہ کے برخلاف، اور اسی طرح اور۔ اور اگر ان کے اقرار کے خلاف تسلیم کریں یعنی ذات کو ذات کی بدولت موجود، اور حیّ اور علیم جانیں نہ کہ وجود اور حیات اور علم کے ذریعے، چنانچہ اُسے خود بخود قائم جانیں، صفت کی بدولت نہیں، نیز زائد صفات کی تحقیق و ثبوت، محض تحصیلِ حاصل ہے۔ اور اگر ہم ان کی مسلّمہ بات مان لیں، یعنی ذات کو خود بخود قائم جانیں اور موجود اور حیّ، وجود اور حیات کے مثل جانیں، تو پھر بھی دو مشکلیں پیدا ہوتی ہیں۔ **پہلی** یہ کہ اگر اسے اس کی ذات سے قائم جانیں، اور موجود اور حی، وجود اور حیات کی وجہ سے، تو اس میں تفریق کی کیا وجہ ہے؟ **دوسری** یہ کہ قائم کا اطلاق اگرچہ اس کی ذات ہی سے کریں، پھر بھی قیام کی صفت لازمی طور پر متحقق نہیں ہوتی خواہ یہ لازمی نہ بھی ہو، کیونکہ اسم صفاتی ہے اور اسم صفاتی صفت کے بغیر نہیں ہوتا کیونکہ وہ اس کا مصدر ہے۔ اور معاملہ برعکس ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ لازم ہے کہ ذات قیام کی صفتِ زائد سے قائم ہو، اور تمام صفات کے نفوس، قیام کی صفت اور صفتِ قیام کے نفس سے اپنے قیام میں دوسرے کے تابع نہیں ہوتے، سوائے اس کے کہ وہ خود قائم ہوں۔ اور صورت یہ ہے کہ یہ بھی اُن کے ضابطے کے خلاف ہے۔ پس اے اہلِ فہم، بات کو سمجھو۔ اگر ذات کو کاملِ ازلی کی حیثیت سے خود بخود قائم مان لیں، تو تمام قوموں میں یہ بات ناپسندیدہ ہو گی۔ اور خود بخود قیام ثابت نہیں ہوتا۔ اگر یہ کہیں کہ زاید کا اطلاق صرف سمجھنے کی خاطر ہے، کیونکہ تفہیم کے مقام پر ذات کا مفہوم کچھ اور ہے، اور صفات کا مفہوم کچھ اور، تو پھر حقیقت کو پانے کی حیثیت سے کچھ نہیں کہا گیا اور حال یہ ہے کہ ہماری بحث وجوب کے مرتبہ کے بارے میں ہے، جو قدیم اور ازلی ہے اور مفہوم

وتفہیم پر مقدم ہے۔ ایمان کے لائق یہ ہے کہ یہ دونوں مرتبے اس کے پیدا کردہ ہیں۔ اس لیے اس آیت شریفہ کے مطابق واللہ خلقکم وما تعلمون (اللہ نے تمہیں پیدا کیا، اور جو کچھ تم جانتے ہو)، یہ دونوں قابلِ فنا اور تغیر پذیر ہیں (آیت شریفہ: جو شے ہے، فانی ہے، سوائے تیرے رب ذوالجلال والاکرام کے) اور جو چیز قابلِ فنا اور تغیر پذیر ہو اس سے وجوب کا مرتبہ تلاش کرنا انصاف سے دور ہے، اور پراگندہ تصورات سے علم میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ گذشتہ دور کے عظیم مجتہد بزرگوں کی تحقیق کو جو بزرگوں کے متفقہ قول کو لفظ زاید سے بیان کرتا ہے، اسی ایک درجہ پر مذکورہ معنی کے اعتبار سے پابند کرنا کمال کی بدگمانی ہوگا۔ کیونکہ ان مجتہدین کا ارادہ، وجوب کے حقیقی مرتبہ کی تحقیق سے ایک کلمہ جامعہ کے ذریعے جو اللہ تعالےٰ کی بے کیفی کے کمال کو ظاہر کرے، خلقت کی ہدایت کرنا تھا۔ تاکہ ہر مقلد اور محقق تقلید یا تحقیق کے ذریعے ایمان کی حقیقت سے باخبر ہو جائے۔ اور اس خیالی اور تفہیمی تحقیق سے کوئی ترقی حاصل نہیں ہوتی۔ اور اس عبارت سے نفیِ مطلق کی سمجھ نہیں آتی، کیونکہ جب تک میں بات نہیں سمجھوں گا، کس کو منزّہ سمجھوں گا؟ اور کس کی عبادت کروں گا؟ بلکہ فہم کی نفی سے مطلوب کو سمجھنے کا احتمال ہے۔ کیونکہ جب تک میرے یقین کے آئینے سے موجودات کے نقش صاف نہیں ہو جاتے، کیف کے ہونے یا نہ ہونے کا علم میرے خانۂ یقیں میں پوشیدہ رہتا ہے، خواہ اس کا علم نہ بھی ہو اور نہ نفسِ معلوم غیر معلوم ہے، بلکہ وہ معلوم ہے، اور اس نقصان پر قالو پانا جب کہ یہ غیب سے واقع ہو۔ ایک نفس ہے، اور چونکہ اللہ تعالےٰ کو سمجھنا ناممکن ترین بات ہے، اور اس قولِ مفصل کی تحقیق، حقیقی تحقیق سے ظاہر نہیں ہوتی۔ اس لیے یہی بہتر ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات سے اس کی صفات کی نسبت جاننے کے سلسلے میں ایمانِ بے کیفی کے ذریعے اس کلمہ جامعہ کو مان لیں اور ان بزرگوں کی منشا کے مطابق جیسے کہ اسلام کے دوسرے مسائل میں مجتہدین کی باتوں

Marfat.com

پر ہم ایمان لاتے ہیں زاید کے اطلاق کو بھی مان لیں۔ ان کی تحقیق انہی کے سپرد کریں اور کلمہ جامعہ کو اپنا معمول بنائیں کہ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں، کیونکہ یہ اللہ تعالےٰ کی تقدیس وعظمت کا کمال ہے کہ بے شمار ذاتی قابلیتوں کے باوجود جن کو صفات کا نام دیا گیا ہے، اس کی نسبت، صفات کی جانب، صرف بے کیفی کی ہے، کیونکہ بے کیف اور بے کیفی سے بے کیف کی نسبت عینیّت وغیریت کی ہے۔ بلکہ عینیت وغیریت کا مفہوم اس کی مخلوقات سے ہے نہ کہ اس کی عظیم صفات سے۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

مکتوب : ۱۱

صفات کے ساتھ صفات کی قابلیتوں کے بارے میں تحقیق۔

سلام کے بعد۔ جیسا کہ ہم نے ذات سے صفات کی نسبت کے بارے میں تحقیق کی ہے کہ وہ لَا هُوَ اور لَا غَيْرُهٗ ہے۔ یعنی ذات، جو بے کیف ہے، کی نسبت صفات سے، جو بے کیف ہیں، بے کیفی کی ہے، اور عینیّت وغیریّت کیفیات کی سی چیزیں ہیں۔ اس لیے ذات وصفات کے وجود کو ایک دوسرے پر غیریت وعینیت کا اطلاق کرنا منع ہے۔ اسی طرح صفات کی قابلیتوں کے وجود کو صفات سے بے کیفی کی نسبت ہے، کیونکہ صفات کی قابلیتیں بھی بے کیف ہیں، اور جو کچھ اس مقام پر ظاہر ہے، وہ صفات کی قابلیتوں کے کمال کا ظہور ہے نہ کہ خود کمالات کا۔ کیونکہ صفات کے کمالات بذاتِ خود غیب الغیب ہیں، خارج میں ظہور کرنے سے پہلے، اور ظہور کرنے کے بعد، اور یہ کہنا کہ صفات کمالات کے لباس میں ظہور پذیر ہوئی ہیں، حضرت جیو کے مسلک کے خلاف ہے۔

Marfat.com

مکتوب : ۱۲

منفی صفات کے بارے میں۔

اوّل و آخر ہر تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔ میاں حافظ محکمؒ اور فقیر اللہؒ کے مکتوب ملنے سے خوشی ہوئی اور اس کے مطالعہ سے اس کی حقیقت واضح ہوئی۔ یہ جو آپ نے اللہ تعالےٰ کی منفی صفات کے بارے میں تحریر کیا ہے، کہ بعض بزرگوں نے منفی صفات کو بھی مثبت صفات کی مانند کہا ہے اور موجود سمجھا ہے، تو عزیز من ! غور سے دیکھنا چاہیے کہ منفی صفات کا اطلاق کرنا، صفت کی نفی کرنا ہے، نہ کہ صفت کا اثبات کرنا مثلاً "لم یَلِد" (وہ پیدا نہیں کرتا) صفتِ توحید کی نفی ہے۔ نہ کہ اس کا ثبوت۔ اسی طرح "لیس کمثلہٖ" (اس کی مثل کوئی نہیں) 'مثل' کی نفی ہے، اثبات نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ منفی صفت سے اللہ تعالےٰ سے وہ ناقص صفت خارج کرنا ہے نہ کہ اسے ثابت کرنا، سوائے اس کے کہ یہ کہیں کہ اس کی منزّہ ذات میں اس نقصان کا ہونا اُسی کا ذاتی وصف ہے، کیونکہ وہ ناقص صفات کو اپنی ذاتِ پاک میں جگہ نہیں دیتا۔ چنانچہ یہ شان اور صفت، مثبت صفت ہے نہ کہ منفی صفت۔ چنانچہ ان دونوں باتوں میں تطبیق کرنی چاہیے کہ منفی صفت کو مثبت کہنے والا اس کی شان وصفت کو گھٹانے والا ہے اور منفی صفت کو منفی کہنے والا اس کی شان وصفت کو ناقص کرنے والی صفت کو صفات میں سے خارج کرنے والا ہے۔ اگر کہیں ملاقات کا موقعہ ملا، تو اس کی تشریح روبرو کی جائے گی۔

مکتوب : ۱۳

مرتبۂ صفات وکمالاتِ صفات پر غیب الغیب کے نام کے اطلاق کی تحقیق۔

اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں عطا کی ہیں، ان پر اس کی بے حد حمد وثنا، میرے عزیز خوش نصیب

Marfat.com

بھائی، بعد سلام آپ کے مشفقانہ مکتوب کی آمد نے خوشی پیدا کی۔ مدت سے یہ خواہش تھی کہ عزیز کوئی گہرے مطلب کا سوال کرے۔ اس خط کے مطالعہ سے وہ خواہش پوری ہوگئی۔ اے سعادت مند! اس عاجز نے اس تحقیق میں ہر دو اختلاف کو حاجی سلطانپوری (اللہ ان کے راز کو پاک کرے) کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ انہوں نے اس عبارت کے چھ لطیف نکات پر تعجب کر کے فرمایا تھا کہ جو کچھ نکات میں ہے، یہی ہے اور اسے ہی دیکھنا چاہیے اور اس کے بعد اور کچھ نہ کہا اور دوسرے عزیزوں سے بھی اس وقت تک کوئی تحقیق ظاہر نہیں ہوئی۔ اس موقعہ پر اس عاجز کے دل میں خیال آیا، گویا غیب سے ڈالا گیا، کہ ذات وصفات اور ملزومات کی دو شانیں ہیں۔ پہلی شان تو یہ ہے کہ "میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا" اس شان کے مطابق ظاہر ہے کہ ظاہری ذات وصفات کا مرتبہ اپنی ظاہریت سے غیب سے موسوم ہے، اور اس شان میں ملزومات کا درجہ پوشیدگی اور دخلِ محض کا ہے، اور ان کی انتہا غیب الغیب کی مُسمّیّت کی متقاضی ہے۔ دوسری شان یہ ہے کہ "میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں چنانچہ میں نے مخلوق کو پیدا کیا، تاکہ وہ پہچانے" اس دوسری شان کے مطابق ظاہر ہے کہ ملزومات کے رُتبے اپنے ظہور کے لباس سے اس شان میں ظاہر ہیں۔ اور اپنی ظاہریت کے سبب غیب کے نام اور ذات وصفات کے مرتبے سے، ملزومات کے ذریعے اس مرتبہ پر اطلاق کی وجہ سے ہویدا ہیں۔ پس اس معنی کے اعتبار سے اس شان میں "ذات وصفات" یہ ہے کہ اس کا نام غیب الغیب رکھا جائے اور جب شان کی تحقیق سے یہ ظاہر ہوگیا کہ ان دو باتوں کے دو پہلو ہیں، یعنی حضرت پیر دستگیرؒ نے پہلی شان کے مطابق ذات وصفات پر غیب کا اطلاق اور ملزومات پر غیب الغیب کا اطلاق فرمایا ہے۔ اور حضرت محمد شریف جیؒ، چونکہ پیر دکار ہیں اور چونکہ اُن کے مُرشد نے غیب کا اطلاق ذات وصفات پر اور غیب الغیب کا اطلاق ملزومات پر جیسا کہ دُوسری شان کے مطابق مرتبہ ظہور

ہے، بیان نہیں فرمایا، اس لیے مجبوراً دُوسری شان کی تحقیق کو، جو پہلی شان کے تحت ہے، مراتبِ ظہور کے بپیش نظر خصوصیت سے ہر مرتبہ کے مطابق بیان فرمایا اور غیب کا اطلاق مناسب ملزومات سے، اور غیب الغیب کا اطلاق ذات وصفات پر زیادہ مناسب سمجھا۔ اور پھر چونکہ ذاتِ انسانی کا راز واحدِ حقیقی کی ذات کے راز کو ظاہر کرتا ہے۔ اور ہر لحاظ سے اُس کا مظہر ہونے کی وجہ سے اس کی ذات، صفات و ملزومات کی سردار ہے، اس لیے مجبُوراً تمام لطائف پر سِترِ انسانی کی سرداری کو حق مان لیا۔ اور وہ جو فرمایا کہ غیب، علمِ حضُوری کا مظہر اور غیب الغیب حضُورِ علم کا مظہر اور نفس ذاتِ رُبّانی کے راز کی حقیقت ہے اس سب کچھ کے باوجود حضُور کی حیثیت سے اس کا وجود حرف کے مرتبہ میں ہے۔ یہ اس معنی میں ہے کہ چونکہ عرُوج کی حیثیت سے اُن کی تحقیق دوسری طرف سے ہے، اس لیئے عرُوج کی سمت حصُول کے مرتبے سے، جو نفس ظہور ہے، ملزومات کے مرتبہ سے جو غیب، سے اس شان کے اندر اسم یافتہ ہے، اس شان سے شرُوع ہوتی ہے۔ اور جب حصُول کے علم کے مرتبہ سے عرُوج حاصل ہو گیا، تو علمِ حضُوری نے ظہور فرمایا علمِ حضوری کے مظہر اس نے غیب، کا مرتبہ جو ملزومات میں ہے۔ واقع اور ظاہر کیا، اور علم ظہُوری ظہورات کے لباس میں ملزومات کی وصولی ہے اور یہ بات تحقیق شدہ ہے اور جب اس مرتبہ سے ترقی ہوئی اور صفات کی وصولی میسّر ہوئی تو حضُورِ علم نے ظہُور فرمایا۔ پس اس حضورِ علم کا مظہر، مرتبہ صفات ہے اور صفات اس شان میں غیب الغیب ہیں۔ اور ان کی اطلاع کے مطابق یہ امر تحقیق شدہ ہے، اور جب اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس مرتبہ سے عرُوج ہوا، اور ذاتِ جامع کمالات کا وصل میسّر ہوا، اور علمِ حضُور کی حضُوری میں حضُور حاصل ہوا۔ اور اس علم کا حضُور اس عارف کے حصّہ میں دے دیا گیا، چنانچہ اس بات کو سمجھ لیجئے۔ یہ وہ مظہریت نہیں

Marfat.com

جو مخلوق ہے۔ نہیں۔ بلکہ جب ہر غیب اور غیب الغیب کے مرتبہ کا وصول ظہور میں آئے گا، تو اصل کا نتیجہ، علم ضرور کی شکل میں نکلے گا۔ لاچار علم حضوری مرتبہ غیب میں اور حضور علم غیب الغیب کے مرتبہ میں چھ مفصل لطائف صاف ظاہر ہیں، جن کا بیان انسانی راز ہے اور انسانی راز ظہور ثانی کے مرتبہ میں داخل ہے اور ظہور ثانی دوسری شان کے ماتحت ہے اس لیے ملزومات کو غیب سے اور صفات کو غیب الغیب سے موسوم کرنا زیادہ مناسب ہے ؏

بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است

(ترجمہ میں اسی پر بات ختم کرتا ہوں کیونکہ زیرک انسانوں کے لیے اتنا ہی کافی ہے) اگر کبھی ملاقات کا موقعہ ملا۔ تو جو کچھ باقی رہ گیا ہے روبرو کہا جائے گا۔ انشاءاللہ تعالےٰ۔ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے اور عبادت میں غفلت نہ کیجیے۔

مکتوب: ۱۴ (الف) سوال

احاطۂ ذاتی کے بارے میں تحقیقات کے متعلق۔

تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں ہدایت بخشی، اگر وہ ہدایت نہ دیتا تو ہم ہرگز ہدایت نہ پاتے اور ہمارے رب کی طرف سے حق کے ساتھ انبیاء ورسول آئے۔ میں شیطانِ مردود سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ خبردار۔ اللہ ہر شئے پر حادی ہے علمائے ظاہر اللہ تعالےٰ کا احاطہ علمی اس آیت کریمہ کی تعبیر وتاویل کے ذریعے کرتے ہیں اور "اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا" کی آیت کریمہ کو مفسرین اسی معنی میں سمجھتے ہیں، اور حضرات صوفیہ پہلی آیت سے احاطۂ ذاتی بیان کرتے ہیں، اور دوسری آیت سے احاطہ علمی سمجھتے ہیں۔ اور اگر ذہن کی نظر سے دیکھا جائے تو احاطہ علمی والی بات، بلاشبہ درست معلوم ہوتی ہے، اور احاطۂ ذاتی کی بات پر جسم

Marfat.com

اور ظرف کے ہونے کا گماں ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی تحقیق بیان فرمائیں تاکہ دونوں باتوں کی تفصیل ظاہر ہو جائے۔

مکتوب: ۱۴ (ب) جواب

میرے عزیز! اس عاجز کو اتنا حوصلہ کہاں، کہ اکابرانِ دین کے اقوال کے متعلق زبان کھولے، لیکن چونکہ سوال کرنے والے کو جواب دینے کے بغیر چارۂ کار نہیں، کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ "سوال کرنے والے کو مت جھڑکو"۔ اس لیے اپنی کمزور عقل کے مطابق میں نے صوفیائے کرام کے آفتابِ نُور سے جو کچھ حاصل کیا ہے، اس کو بیان کیا جاتا ہے۔ علمائے ظاہر کی سمجھ نے جو کچھ سمجھا اور کہا ہے، ہم لوگوں کی بساط کیا ہے کہ اس پر بات کریں، لیکن سائل کے ساتھ چونکہ معاملہ بے تکلّفی کا ہے۔ اس لیے اگر ہمارے حضراتِ ظاہر اور صُوفیہ کے درمیان اس بارے میں جو بحث کی گئی ہے، اس کو بیان کیا جانے، تو درست ہو گا۔ چنانچہ اس لحاظ سے کچھ بات کہی جاتی ہے۔ لیکن سب سے پہلے سائل کے سوال میں جو کمی ہے، اسے بیان کرتا ہوں۔ اس کے بعد عقیدہ کی تحقیق ہو گی۔ یعنی چونکہ سائل حق تعالےٰ کو جسم اور جوہر سے پاک سمجھتا ہے اور احاطہ ذاتی کی تعلیم جو "اِنّہٗ" کی ضمیر سے ظاہر ہے، اللہ تعالےٰ کی طرف سے سمجھتا ہے۔ نہ کہ کسی اور شئے سے، اس لیے جسمیت کا وہم کہاں سے پیدا ہو گیا۔ اکثر لوگ بات کرتے ہوئے تو نفی جسم کرتے ہیں۔ لیکن جب اچھی طرح جانچا جائے تو ان کا باطن عقیدۂ جسم سے ملوّث ہوتا ہے، اور جسم کے لیے لازم ہے کہ احاطہ ذاتی کی نفی ضروری سمجھی جائے، اس لیے مجبوُراً احاطہ علمی کی طرف رجُوع کرتے ہیں۔ کیونکہ احاطہ ذاتی کے ثبوت میں اُن کے عقیدہ کے مطابق ذات کی مظروفیت اور اشیا کی ظرفیت ثابت ہوتی ہے اور مجسّم جسم کا احاطہ اس حیثیت کے بغیر تصور نہیں کیا جاسکتا۔ اور چونکہ اہلِ سنّت والجماعت جسم، عرض، بلکہ اللہ تعالےٰ کی ذات سے تمام حادث قیُود

Marfat.com

کی نفی کرتے ہیں، اور چونکہ وہ یہ بات اللہ تعالےٰ کی پہلی اور دوسری مذکورہ بالا آیت
سے سمجھتے ہیں۔ اس لیے جسمیت، ظرفیت اور مظروفیت جو حادث اشیا کا خاصہ
ہیں، کا وہم اس جگہ کس طرح پیدا ہوتا ہے اور چونکہ سائل اپنے اعتقاد میں اللہ تعالےٰ
کی ذات کو الطف (بے حد لطیف) اور متبوع (فرماں روا) اور صفت کو لطیف
اور تابع (فرماں بردار) سمجھتا ہے اس لئے ذات کا جو الطف اور متبوع ہے کسی
شے سے احاطہ کرنے سے جسمیت، ظرفیت اور مظروفیت کا وہم پیدا ہوتا ہے اور
یہی وہم، لطیف اور تابع کے مرتبہ میں، جو صفات ہیں، احاطہ کے قابل ہونے سے
ضروری ہے کہ اور بڑھ جائے۔ اس لیے اس وہم کی وجہ سے کیا احاطۂ ذاتی اور کیا
احاطۂ صفاتی سب کو چھوڑ دینا چاہیے۔ اور حقیقت یوں نہیں بلکہ اس سے نفی اول
اور ثبوت ثانی ظاہر ہوتا ہے اور یہ مرجح (ترجیح دینے والے) کے بغیر ترجیح ہے۔ نیز چونکہ
لوگ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی ذات خود بخود قائم ہے اور اس کی تمام صفات، ذات
کی بدولت قائم، اور ذات سے صفات، کا قیام احاطہ ذات کی خبر دیتا ہے۔ اس لیے
وہ صفات کو اپنے عقیدے کی رُو سے کیوں نہیں دیکھتے۔ کہ اس عقیدہ کا باعث اشیا
سے صفات کا احاطہ کرنا اشیا کو ذات کے احاطہ کی خبر دیتا ہے، کیونکہ بے شک احاطہ گھیرنے
والے کی گھری ہوئی جگہ ہے۔ اور چونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ کسی وجہ سے صفات، ذات سے
الگ نہیں، اس لیے کسی شے سے صفات کا تعلق کہنا اور پھر اس سے تعلق ذات کی
نفی کرنا، صفات کے انفکاک (الگ ہونے) کے عقیدہ کو ظاہر کرتا ہے اور پھر چونکہ یہ
بھی جانتے ہیں کہ صفات، ذات پر زاید ہیں، عین ذات نہیں۔ پس جب ذاتی علم کو زاید
سمجھا، تو اس کے احاطہ کرنے کا قائل ہو گیا اور اس سے کیا چیز سامنے آئی کہ احاطہ ذاتی کا
قائل نہیں ہوتا۔ کیونکہ علم اس کی ذات کی ایک صفت ہے، اس لیے اس کی ایک صفت
کا احاطہ ہے۔ چونکہ سائل سوال کے دقائق و رموز سے بے خبر ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے احاطہ کرنے سے، جو اس کے ذہن سے بہت دُور ہے، کیا حاصل کرے گا، قصہ کوتاہ میں بات کو مختصر کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ احاطہ تین قسم کا ہوتا ہے۔ صُوری، معنوی اور حقیقی۔ احاطۂ صُوری ادنےٰ سے لے کر اعلےٰ تک کی مخلوقات کے مراتب کا خاصہ ہے، اور اس احاطہ میں ظرفیت و مظروفیتؔ یا تو ظاہر ہے، یا پوشیدہ۔ اگرچہ بعض جگہ واضح نہیں ہوتا۔ اور احاطۂ معنوی حقیقی صفات کا احاطہ ہے خواہ اشیا کی صفات ذاتی ہو یا فعلی۔ کہ اللہ تعالےٰ ازل سے ابد تک تمام ممکنہ مراتب کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے جس طرح قدرت کی صفت ہے، کہ قدرتی معانی کے تصرفات تمام اشیا کے ساتھ گہرا تعلق رکھتے ہیں، اسی طرح علم، ارادہ وغیرہ کی صفات ہیں۔ اور احاطۂ حقیقی اللہ تعالےٰ کی ذاتِ پاک کا خاصّہ ہے۔ اور احاطۂ حقیقی یہ ہے کہ خواہ صفات و کمالات کی وجہ سے مراتبِ وجُوب ہوں، اور خواہ جوہر، جسم، عرض کے مراتبِ امکان، اللہ تعالےٰ کی ذات سے ظاہر و باطن، قلت و کثرت اور قیام و وجود رکھتے ہیں۔ اور اس کے سوا کسی اور سے نہیں، اور یہ حقیقتِ حقیقی باقی ہر شے کو گھیرنے والی متحقق ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل سے احاطۂ حقیقی کی حقیقت سے باخبر کیا۔ اور اس تحقیق سے جمیعت و ظرفیت کے وہم ختم ہو گئے۔ اور جس کی ضرورت تھی۔ صفحہ اعتقاد پر جلوہ گر ہو گیا۔

اس بات کو سمجھ لینا چاہیے کہ علمائے ظاہر کا احاطۂ ذاتی پر رُک جانا، اس احاطہ کی نفی ہے، جسے عوام احاطۂ صُوری سمجھتے ہیں۔ اس سے احاطۂ حقیقی کی نفی کا پتہ نہیں چلتا۔ کیونکہ اس احاطہ کا ثبوت ایمان محض ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔ اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے۔

مکتوب : ۱۵

شریعت کے بعض عقائد پر یقین رکھنے کی تحقیق کے بارے میں۔

Marfat.com

تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے کفر کی تیرگی سے نکالا اور اپنی مدد اور کامیابی سے دارالایمان میں داخل کیا۔ پاک ہے وہ ذات جو مُردوں کو زندہ کرتی اور انہیں ولایات کے درجوں پر پہنچاتی ہے۔ وہ اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے مخلوقات میں اتحاد و حلول سے منزّہ ہے۔ اور اس کی ذات کے سوا جو کچھ ہے وہ اس کی شانوں اور کمالات کے حسن کا عین ظہور ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے غافلوں کی آنکھوں سے پردہ فرمایا اور اپنے حضور میں حاضرین کو متحیّر بنا دیا۔ آپ کے پُر خلوص اور بے کینہ، محبت سے بھرے ہوئے مکتوب کی آمد نے دل کو آسودہ کیا اور پیاسے دل کو طالبین کے سوالات کے پانی سے سیراب کر دیا۔ یہ جو لکھا گیا تھا کہ مفصل جواب لکھا جائے گا، تو انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔ جس مسئلہ کو واضح طور پر میں بیان کرتا ہوں، اس کو غور سے سنیئے۔ اگرچہ توحید کے مسائل اور اللہ تعالےٰ کی اپنی مخلوق سے قربت اور ہمراہی، بہت سے مجاہدوں اور بے شمار ریاضتوں کے بعد حاصل ہوتی ہے لیکن اللہ تعالےٰ کے اس حکم کی تعمیل میں کہ "سوال کرنے والے کو مت جھڑکو"، جو کچھ عبارت برداشت کر سکتی ہے، اسے حوالۂ قلم کرتا ہوں۔ ہو سکتا ہے، نفع بخش ثابت ہو۔

اوّل یہ جو لکھا گیا تھا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر عالم کو حق تعالیٰ کے علاوہ کہیں، تو مخلوق کے ساتھ خالق کا کیا تعلق ہو گا۔ میرے عزیز! یہ اہم حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالےٰ صانع (بنانے والا) ہے، اور مخلوقات اس کی مصنوع (بنائی ہوئی) ہیں۔ اگر ان کی حقیقت معلوم کرنا چاہیں، تو اپنی صورت متخیّلہ کی مثال سے دلیل مقصد سمجھ لیں۔ خیالات کی تراش کے بعد اپنی صورتِ متخیّلہ کے مرتبہ پر غور کریں اور جان لیں کہ قوتِ متخیلہ نے سر سے پاؤں تک اس تمام عرصہ و مکان میں، جو تمام صورتیں وضع کی ہیں، وہ محض وہم کے مرتبہ پر ہیں اور ان متخیّلہ صورتوں کا بنانے والا، جو شخص ہے، وہ خارج میں موجود ہے۔ اس لیے صاف صاف غیریّت، اور اس صورت کے ساتھ اس شخص کی معیّت کے

Marfat.com

باوجود وہ اس صورت سے اِتّحاد و حلُول کی حد تک منزّہ اور پاک ہے ، مرتبۂ دہم کو حقیقی خارجی مرتبہ سے قریب کی یا دُور کی نسبت نہیں۔ اور یہ مذکورہ باتیں قریب یا دُور کی جنسیّت کے بغیر ثابت نہیں ہوتیں، جیسا کہ غور کرنے والے شخص پر یہ بات پوشیدہ نہیں رہتی۔

میرے عزیز! جب دو چیزوں کے درمیان حدُود کی تحقیق ظرفِ زماں اور ظرفِ مکان سے ثابت شدہ ہے تو پھر وہ شخص عجب نادان ہے جو اللہ تعالےٰ کی لامکانی پر ایمان لانے کے باوجود حد کا احتمال پیدا کرتا ہے۔ حالانکہ ہر حادث صریح طور پر قدیم کی ضد ہے اور تمام اَضداد ایک دوسرے کے سوا حادث پر غیر قدیم کے اطلاق پر رک جاتی ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ دانا کی نظر میں مخلوق، خالق کے بغیر اور خالق و مخلوق کے درمیان غیریّت کے اطلاق سے حدُود کی تحقیق کرنا غیر معقول ہے۔

اور یہ جو لکھا گیا تھا کہ اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالےٰ کی تمام معلوُمات وجُود میں آگئی ہیں تو اس سے ضرُوری ہو جاتا ہے کہ ان کے حقائق کی اشیا، ایک واحد شئے ہوں اور یہ درست نہیں کیونکہ اشیا کے حقائق کو ان متصوّف حضرات نے اللہ تعالےٰ کی معلوُمات قرار دیا ہے۔ اے نیک بخت! متصوّف، تکلّف کرنے والے کو کہتے ہیں یعنی اس شخص کو جو زبردستی صوفی بنا بیٹھا ہو اور ایسا شخص منزل پر پہنچا نہیں ہوتا اس لیے حضراتِ متصوّفہ کی بجائے حضراتِ صوفیہ کہنا چاہیے۔ تاکہ ان کی باتیں قابلِ اعتماد ہوں۔ پس جاننا چاہیے کہ معلوُمات کے پہچاننے میں بزرگ صُوفیہ کی باتیں بہت ہی دقیق ہیں۔ انتی کہ اگر ہم یہ کہیں کہ تمام معلوُمات وجود میں آگئی ہیں، تو ضرُوری ہو جاتا ہے کہ اشیاء اور ان کے حقائق ایک ہی ہوں اور اگر یہ کہیں کہ موجود غیر معلوُم ہے، تو پھر یہ دو صورتوں سے خالی نہیں، یا تو یہ کہیں کہ معلوُم اور تھا اور موجود اس کے علاوہ۔ اس لیے لازم آیا کہ جو وجود میں آیا، وہ حق کو معلوُم نہ ہو، تو یہ نقصانِ علم ہے کہ دُوسرے کو معلوم

ہو، اور موجود اپنے وقت میں غیر معلوم ہو، یا پھر یہ کہوں کہ معلوم علم میں تھا اور جو کچھ وجود میں آیا وہ اس کی شبہ اور مثال ہے۔ اس سلسلے میں وجودِ مثالی اللہ تعالےٰ کے علم میں لازم ہو جاتا ہے اور یہ مخلوقات کی صفات میں سے ہے۔ پس ثابت شدہ بات یہ ہے کہ ہر موجود و مخلوق شے کو اللہ تعالےٰ کی ذاتی صفات سے دو طرح کا تعلق ہے، جیسا کہ قدرت، علم اور ارادے کا ہے۔ اور اس تعلق سے ہر شے ٹھیک ٹھیک مقدور، معلوم ہے اور حق کی مراد'لا' سے ہے اور ان بلند صفات کا تعلق اشیا کے وجود سے پہلے، اور اُن کے وجود کے بعد سے برابر کا ہے اس تعلق میں کوئی کمی یا زیادتی یا کوئی پہلے اور بعد کا فرق نہیں۔ اگر کمی اور زیادتی ہے یا پہلے اور بعد کی کیفیت ہے، تو وہ اس شے کی نسبت سے اللہ تعالےٰ کے علم و قدرت کے اعتبار سے نہیں۔ اللہ تعالےٰ اس سے پاک ہے اور وجودِ مثالی کے حصول کے بغیر ہر شے اس کے علم بلکہ علمِ حضوری میں ہے۔ اور ہر شے کو تمام وجود اور اعتبار سے وہ مرتبہ حاصل ہے، جو شُدنی (ہو جانے والا) ہے، جس میں زماں و مکاں کے تمام مراتب شامل ہیں، جو ازل سے ابد تک حق کو جانتا ہے اور ہر شے اپنی اصل شکل میں اُسے معلوم ہے، نہ کہ ان کے حصول کی شے، جس سے بعض صُوَرِ علمیہ مراد لیتے ہیں۔ ہر گز ہر گز نہیں صوَر اور حصول کی اللہ تعالےٰ کے علم میں گنجائش نہیں، بلکہ یہ شے اپنے موجود ہونے سے پہلے اور بعد میں اس کے علم میں ہے۔ اور یہ وہ نادر معارف ہیں، جو اللہ تعالےٰ طریقۂ نقش بندیہ میں، طریقہ اجتبیہ کے مالک کے دل پر نازل کرتا ہے۔ اور اس کا تعلق صفاتِ فعلیہ سے ہے جیسا کہ خالقیّت اور رازقیّت ہے اور اس تعلق سے ٹھیک اسی طرح مخلوق، رزق پانے والی، اور فنا ہونے والی ہے۔ چنانچہ ہر چیز صفاتِ فعلیہ کے تعلق کی حیثیت سے مخلوق، موجود اور حادث (تغیر پذیر) ہے اور صورت یوں نہیں کہ معلوم کوئی اور شے ہو اور موجود کوئی اور شے۔ یہ محض تنازع ہے۔ پس

Marfat.com

تحقیق سے ثابت ہوا کہ یہی زید معلوم ہے اور یہی زید موجود، نہ کہ غیر زید۔

اور یہ جو لکھا گیا تھا کہ ضروری ہے کہ شے کی حقیقت عین شے ہو، تو میرے مُشفق! یہ بات اس وقت ہو سکتی ہے جب میں یہ کہوں کہ معلوم ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ حیوانِ ناطق، حیوانِ ناطق ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ جو موجود ہے وہ معلوم ہے۔ اور اس کے علاوہ اور کچھ نہیں، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ انسان حیوانِ ناطق ہے۔ پس انسان حیوانِ ناطق کے سوا اور کچھ نہیں۔ اس لیے کسی شے کی حقیقت درست شئے ہوتی ہے، فرق عبارت میں ہے۔ شئے اور حقیقت میں نہیں ع

بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است

(ترجمہ: میں بات کو اسی پر ختم کرتا ہوں کیونکہ داناؤں کے لیے اتنا ہی کافی ہے)

اور وہ جو لکھا گیا تھا کہ متصوّف حضرات نے مخلوقات کو واحدیت (ایک ہونے) کے مرتبہ میں رکھا ہے اور خالق و مخلوق میں صرف نام کا فرق رکھا ہے جیسا کہ اولے اور مینہ، حالانکہ وہ ایک ہی شے ہیں۔ میرے مشفق! اگر مخلوقات کو واحدیت کے مرتبہ میں اس معنی میں کہوں کہ واحدیت کے مرتبہ کے اجزا میں سے ایک جزو ہے، تو یہ صاف غلطی ہے۔ کیونکہ واحدیت مرتبہ صفات ہے اور مرتبہ صفات، حصے بخرے کرنے سے پاک اور منزّہ ہے۔ صوفیا میں سے کوئی بھی اس مرتبے کے حصے بخرے کرنے کا قائل نہیں۔ البتہ اگر کوئی متصوّف ایسی بات کہے، تو بعید نہیں۔ کیونکہ وہ ظلیت (سایہ) کے مرتبہ پر ہوتا ہے اور صاحب ظِل غلطی سے محفوظ نہیں۔ اور وہ جو اولے اور مینہ کی مثال دیتے ہیں، اس سے مراد جزئی نہیں، میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں بلکہ میری یہ مثال بعض لحاظ سے صفاتِ مطلق کے ظہور سے ہر شئے کی تحقیق و ثبوت کے لیے دی گئی ہے۔ جیسا کہ اولہ صاف صاف پانی کا ظہور ہے لیکن جزئیت کے مرتبے سے بالکل الگ ہے۔ لیکن اگر صرف نام کے الگ الگ ہونے سے کہیں، اور

حقیقت، کو ایک جانیں، تو یہ اہل صفا صوفی کی بات نہیں ہوگی، بلکہ اہلِ ہوس متصوف کی بات ہوگی۔ اے ہمارے رب ہمیں اپنی رحمتِ خاص عطا کر اور ہمارے معاملے کو درست کر دے!

مزید یہ کہ اگر تخت پوش کا ایک تختہ پلید ہو جائے، تو یہ دیکھنا چاہیے کہ اگر ان سب تختوں کو ایک دوسرے سے میخوں سے اس طرح جوڑا گیا ہے گویا کہ ایک ہی تختہ بن گیا ہے، تو پھر وہ تخت پوش ایک تختہ کی حیثیت رکھے گا۔ اس سارے تخت پوش پر نماز جائز نہیں خواہ پاک جگہ پر نماز ادا کرے یا ناپاک جگہ پر۔ لیکن اگر تختوں کو لکڑی کے ساتھ جو تختے تختے ہو، میخوں سے جڑا گیا ہو، اور اس لکڑی کی بدولت وہ تختے آپس میں ملے ہوئے ہوں اور اسی لکڑی کی وجہ سے وہ تختے جدا جدا ہو سکتے ہوں، تو پھر پاک تختے پر نماز ادا کرنا جائز ہے۔ اس طویل تختے کا جواب بھی، جس کی ایک طرف پلید ہو گئی ہو، اسی میں پوشیدہ ہے اور چادر کی کیفیت بھی یہی ہے۔ اس کے بھی پاک کونے پر نماز جائز نہیں اگر مقتدی کو غفلت کی بنا پر امام کے رکن کا پتہ نہ چلے، تو چھوٹے ہوئے رکن کو ادا کرنے کے بعد امام سے ملنا درست ہے، اور اگر کوئی رکن درمیان میں سے چھوٹ جائے، اور امام سے ملے تو درست نہیں۔

اپنی مسواک کے سوا کسی دوسرے کی مسواک پکڑنا جائز نہیں، گری پڑی چیز اٹھانے میں یہ نیت رکھے کہ اس کے مالک تک پہنچا دے گا۔ اگر کوئی حائضہ اپنی عادت سے پہلے پاک ہو جائے، تو طہارت کے بعد روزہ اور نماز تو ادا کرے، لیکن شوہر کے نزدیک نہ جائے۔ قرآن مجید میں حرفِ "ا" جیسا کہ "یَتلُوا" میں لکھتے ہیں، جیسا کہ معلوم ہے، صیغہ جمع اور صیغہ واحد میں فرق ظاہر کرنے کے لئے ہے، کیونکہ بعض واحد صیغے، جمع کے صیغے کی شکل میں آتے ہیں، جس جگہ "لا" کی علامت ہو، ٹھہرنا نہیں چاہیئے۔ اور بعض قاری بعض ایسے مقامات پر، جہاں وقف کرنا بہتر ہے، وقف نہیں کرتے اور

Marfat.com

اس کی سند صحابۂ کرام سے لاتے ہیں جو سارا قرآن وقف کئے بغیر پڑھ جاتے تھے۔ اور سُورہ فتح میں 'افواجا' پر حاشیہ لکھا ہوتا ہے، 'وقفِ نبیؐ'۔ وہاں تھوڑا اسا رکنے میں عذر ہے۔ بزرگوں نے اس کے نہ ہونے کی حالت کو بہتر سمجھا اور کہا ہے، اگرچہ ان کا نام نہیں لکھا گیا۔ الغرض قاعدہ یہ ہے کہ جو شخص ترکیبِ الفاظ کی بدولت معانی سے باخبر ہے، اگر وہ الفاظ کے فرق کو سامنے رکھے، تو اس کے لیے وقف کرنا ضروری نہیں۔ اور یہ وقف اور دوسرے مسائل جو سمجھ میں نہیں آتے، بالمشافہہ صحبت سے دُور ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے اور میری خطائیں معاف کرے۔

مکتوب : ۱۶

کلام اللہ کی حقیقت کی تحقیق کے بارے میں۔

اللہ گنتی کے بغیر ازل سے کلام کرنے والا ہے، ازل سے واحد حقیقی کے کلام سے مخاطب ہے، اور مخاطبوں سے اس کے کلام کا ظہور متعدد الفاظ میں مرتبۂ حدوث میں، کمال فضل و کرم سے، ایک دل پذیر بات کی صورت میں، جو دوستانِ مہجور کا شرف بڑھانے والی ہے، نہایت پیارے نورانی دوستوں کے ذریعے نہایت اچھے وقت میں ہوئی، اور اُس نے ضروری امور کی حقیقت سے آگاہی بخشی۔ چونکہ میں نے آں عزیز کو عقائد کی وضاحت نہ رکھنے والے چند مکتوب لکھے تھے، اور ان دنوں عزیزوں میں ایسے مسائل سر اٹھا رہے ہیں، اور ان کے حل میں وہ بہت کوشش کر رہے ہیں، اس لیے ان عقائد کی تصحیح کے لیے اللہ کے فضل سے جو باتیں بڑی واضح ہوگئی ہیں، انہیں قلم بند کر کے آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔ امید ہے کہ اللہ کے حکم سے اس سے بھی مسلمانوں کی خدمت ہوگی۔

چونکہ اہلِ سنت والجماعت کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ حق تعالیٰ ازل الازل سے خود

Marfat.com

اپنے کلام سے بے حد و حساب کلام کرتا ہے، اور گنتی حروف والفاظ سے پیدا ہوتی ہے اسلیئے ان دونوں کی اس مرتبہ عالی میں گنجائش نہیں، اور گنجائش بھی کس طرح ہو سکتی ہے کہ حق تعالےٰ کلام نفسی سے خیالی اور زبانی کلام کرتا ہے اور حروف و تعداد کا خاصہ ایسے ہی ہے جیسا کہ خیال وزبان۔ اور خیال وزبان کا نہ ہونا کمال کو ثابت کرتا ہے۔ اور چونکہ اس معنی کی تحقیق اکثر لوگوں کے لیے کئی ایک وجوہ سے مشکل تھی، مثلاً اول یہ کہ چونکہ اللہ تعالےٰ ازل میں کلام کرنے والا تھا۔ اور اس کے سوا اور کوئی شئے نہ تھی (آیت کریمہ "اللہ تھا اور اس کے ساتھ اور کوئی شئے نہ تھی" اس لیے اللہ تعالےٰ کے کلام کا ظہور کسی مخاطب کے بغیر تھا اور مخاطب کے بغیر کلام کرنا بالعموم لغو سمجھا جاتا ہے، اور اگر فرض کرو، ہم بے مخاطب سے بھی مثبت معنی نکال لیں، تو ظاہر ہے کہ کسی شخص کا بات کرنا سمجھنے سمجھانے کی غرض سے ہوتا ہے اور چونکہ اللہ تعالےٰ اپنے ازلی علم کی بدولت وجوب وامکان کے تمام مرتبوں کا بے کم وکاست جاننے والا ہے اس لیے جو بات کلام سے سمجھی جائے گی۔ وہ دو حالتوں سے خالی نہیں ہو گی۔ یا تو معلوم سے زیادہ یا عین معلوم۔ پہلی صورت میں علم کا نقصان ہے اور دوسری صورت میں تحصیلِ حاصل۔ اور پھر یہ کہ جو کچھ اس سے ظاہر و واضح ہے اور اس سے ہم تلاوت و قرأت کے ذریعے شرف حاصل کرتے ہیں، وہ متعدد ہے اور کثرت سے ہے اور از روئے شریعت عقیدہ یہ ہے کہ حق تعالےٰ کا کلام ہماری زبانوں پر جاری، ہمارے دلوں میں محفوظ اور کتابوں میں تحریر ہے اور جو کچھ جلد کے اندر ہے، وہ قرآن ہے اور اللہ کا کلام ہے اور صورت یہ ہے کہ شریعت کے مقررہ مراتب کے لحاظ سے جو کچھ تحقیق اور ظاہر ہوا ہے، وہ مقدار اور اجزا والا ہے۔ اس لیے اگر ہم کلام مطلق کو ان مذکورہ مرتبوں سے پرے جانیں، تو پھر جو کچھ پڑھا جاتا ہے، اور جو کچھ محفوظ ہے، اسے کیا کہا جائے؟ کیا انہیں مخلوق اور غیر کلام سمجھیں؟ اس صورت میں ہم نے کلام اللہ کی تلاوت نہیں کی ہو گی

Marfat.com

اور یہ بات نجات یافتہ فرقہ کے طے شدہ اصُول کے خلاف ہے۔

اور اس معنی کی حقیقت بزرگوں کے طفیل (خدا اُن کے اسرار کو پاک رکھے) اس عاجز پر یوُں ظاہر کی گئی ہے کہ حق تعالےٰ ازل سے اپنی ذاتِ قدیم کا خود مدح کرنے والا، خود وصف بیان کرنے والا اور خود تعریف کرنے والا ہے۔ اور اس میں، وحدتِ حقیقی کے تمام محامد اور تمام اوصاف شامل ہیں۔ یہ مدح و تعریف نُورِ مطلق کے ذریعے بے حرف اور بے آواز۔۔۔۔ اس طرح ہے، جس طرح کہ چاہیے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس کی صفات میں سے ہر صفت، اور اس کے ناموں میں ہر نام نفسِ ذات کی مدح و تعریف ہے، اور اس کی لاانتہا قابلیات میں سے ایک قابلیت ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنی ذات کا سب سے بہترین تعریف کرنے والا، اور اعلےٰ ترین ثنا کرنے والا ہے۔ اور یہ مرتبے لاانتہا اور بے نہائت ہونے کے باوجود گنتی سے پاک اور بری ہیں۔ بلکہ وہی حقیقی طور پر بے کیف ہے کہ لا انتہا کمالات کے باوجود اس میں گنتی اور حصّے بخرے کرنے کی گنجائش نہیں۔ "سبحان اللہ" کا کلمہ جس کی کوئی انتہا نہیں اور جو اس کے اوصاف میں سے ہے، گنتی اور اجزا کی نفی کرنے کے لیے کافی ہے، کیونکہ جو شے گنتی اور اجزا میں آجائے، بے شک اس کی کوئی نہ کوئی انتہا ہوتی ہے بلکہ ہر عدد اپنے طور پر مُنتہی ہے، کیونکہ جب نہائت ختم ہوگئی تو عدد اور اجزا بھی ختم ہو گئے۔ اور چونکہ متکلّم کے بغیر مدح اور وصف کی تکمیل نہیں ہوتی، اس لئے اسم متکلّم سے موسُوم، اور صفت کلام سے موصوف ہے۔ اس اصلی حقیقت اور وحدتِ تحقیقی کے پیشِ نظر اُس کے لیے اپنے سوا کسی غیر سے مخاطب ہونے کی ضرُورت نہیں۔

چنانچہ اس تحقیقِ کامل سے اللہ تعالےٰ کا کلام بلا عدد اور بلا جزء، اور ازل کے ازل سے بے شک و شبہ موجود و ثابت ہے۔ چونکہ کلام کی صفت اس کی ذاتی صفات میں سے ہے اور ذاتی صفات کا ظہور دو مرتبوں میں ہے، قدیم کے اعتبار سے مرتبۂ

Marfat.com

واجب، اور حدوث کے اعتبار سے درجۂ امکان۔ اس لیے مذکورہ بالا سنتِ کلام کا ظہور پہلے مرتبہ میں قدیمی اور ازلی ہے اور اس ظہور سے اللہ تعالی اسم سے مسمّٰی ہوتا ہے۔ اور اس ظہور میں اسے اپنے سوا کسی غیر سے مخاطب ہونے کی ضرورت نہیں اور دوسرا مرتبۂ ظہور الیہ ہے کہ اس کی صفات میں سے ہر صفت، اور اس کی تمام تعریفوں میں سے ہر تعریف، غیب الغیب کی پوشیدہ قابلیات میں سے ہے، جن کی کوئی انتہا نہیں۔ اور یہ مخفی قابلیات ظہورِ ثانی اور موجودیتِ خارجی کا تقاضا کرتی ہیں اور اس کے لیے حقیقی ارادہ اور حکمتِ بالغہ کی ضرورت ہے، جو ازل سے مقررہ کردہ اوقات پر موقوف ہے اور یہ اوقات بھی صرف انہی قابلیتوں کے تقاضوں کا ظہور ہیں، تاکہ مخفی قابلیتوں کے ظہور سے اس مرتبۂ ظہور پر ظاہر ہوں۔ اور مدح و ثنا کے تمام مرتبے اپنی لانہایت قابلیتوں کے ساتھ، کہ خزانۂ پوشیدہ انہی سے عبارت ہے، غیب کے مرتبے سے شہادت کے مرتبہ میں محبت کی بدولت اپنے نفوس کی حیثیت میں ظہور پاتے ہیں۔ اور اندماج (پیوستگی) کے مرتبہ سے عرفاں کے مرتبہ میں اپنی قابلیتوں کے نفوس کی حیثیت سے تقیّد یا حدوث کی حالت میں تفصیل سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور جب اِن کے ظہور کے اوقات اپنی مقدورہ شرائط کے ساتھ آپہنچتے ہیں، تو وجودِ حقیقی کے فیض کے ظہور سے موجودیت، عدم کے پردے سے محسوسات کے اس مرتبہ میں ظاہر ہوتی ہے، اور اس کو اس کی نمود کے حساب سے زندگی دی جاتی ہے۔ اس طرح یہ سب کچھ اللہ تعالے کی مدح و ثنا کی بدولت ظہور میں آگیا۔ اور غیب کا معاملہ عرفان کے مرتبے میں شہادت اور تفصیل سے ظاہر ہو گیا اور ان مراتب کے شہود میں آجانے سے مکمل ذات و صفات کا ظہور خوبی بخت سے واقع ہو گیا۔ اور اس مقام پر آیت کریمہ "جو کچھ آسمانوں میں ہے اللہ کی حمد کرتا ہے" کے معنی سمجھنے چاہیں، چنانچہ کائنات کا ہر ذرّہ اپنی ذات کے ذریعے اللہ تعالے کی مدح و تعریف کا ظہور ہے اور اس کے کلام مطلق

Marfat.com

کے ظہور سے دوسرے مرتبہ میں کلمہ ہے، جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں ہے، اور لفظِ کلمہ سے مراد حق تعالےٰ ہے اور "مَا نفدت کَلِمَاتُ اللّٰہِ" (اللہ کے کلمات کو قید نہیں کیا جاسکتا) اس مدعا کو ثابت کرنے والا اور اس دعوے کی وضاحت کرنے والا ہے۔

مکتوب: ۱۷

حضرت پیر دستگیر بنوری قدس سرّہ کے قولِ منظوم کی تحقیق میں۔

من ترا ایستم ہمیں حمد است ۔ تو مرا نیستم، ہمیں حمد است۔

(ترجمہ - میں تیرے لیے کیا ہوں، یہی تعریف، اور تو میرے لیے نہیں سوائے اسی تعریف کے) اور اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ تو ہے، میں نہیں ہوں۔ چنانچہ صفتِ کلام کے اس ظہور سے دوسرے مرتبہ پر حدوث و تقیّد تھا۔ اس ظہور سے اللہ تعالےٰ، اسم سے مسمّٰی ہو کر بعدِ کمال ظاہر ہوا۔ اور واحدِ حقیقی کے کلام سے دونوں مرتبوں پر متکلّمِ تحقیقی تھا۔ اور کائنات کا ہر ذرّہ کلامِ مطلق کے کمالات کا ظہور ہوتا ہے اور مذکورہ بالا تحقیق کی رُو سے اور اس دوسرے ظہور کی بدولت کلام کی صفت دو قسم کی ہے ایک عام اور دوسری خاص۔ اور عام قسم میں مخلوقات کا ہر ذرّہ حصّہ دار ہے، اور سب سے نہائت عام مرتبۂ ظہورِ عام کے مرتبہ میں نورِ محمدی کا ظہورِ انوار کے مرتبہ میں ہے، اور جسموں کے مرتبے میں آنحضرت کا جسم ہے۔ اور اس درجہ کا عام ہونا اس معنیٰ میں ہے کہ کائنات کا ہر فرد اگرچہ "کُن" کے حکم سے کلمہ کا ظہور ہے اور تمام حمد و ثنا کے لائق اپنے کمالات کے ظہور کی بدولت صرف وہی محمودِ حقیقی ہے، لیکن افعال و اقوال وغیرہ میں سے جو کچھ اس فرد کے پاس ہے، وہ ان پابندیوں سے منسوب اور ان کے متعلق ہونے کی حیثیت سے ہے، جو اس مرتبۂ پابندی کی وجہ سے حاصل ہے اگر کلام مخلوق ہے، تو وہ مخلوق

Marfat.com

کی طرف مُضاف ہے، اور اگر شنید وغیرہ ہے، تو پھر بھی اسی سے متعلق ہے۔ کیونکہ ان کی تخلیق میں مخلوق کا بھی تھوڑا بہت واسطہ رہا ہے، بلکہ ان کی تخلیق میں مخلوق کی طرف انتساب کی تخصیص بھی تخلیق کی گئی ہے اور اس خصوصیت کی حفاظت کرنا ہر فرد پر لازم ہے اور یہ خاص قسم آسمانی کتب کی لفظ و معنی کی حیثیت سے ہے، فقط لفظ کی حیثیت سے نہیں، اور احادیث قدسی کے الفاظ گویا عام اور خاص کے درمیان برزخی حالت رکھتے ہیں اور خاص قسم میں بے حد مکمل اور بے حد جامع قرآن مجید ہے، اور اس کتاب مُبیں میں کسی فالتو لفظ کا نہ ہونا، اس دعوٰے کی دلیل ہے اور اس مرتبہ پر اس کے خاص ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ لفظ اور معنی کے حساب سے اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب ہے۔ اور اس کے مطلق حقیقی کا کلام ہونے کی دلیل یہ ہے، کہ اس صفت میں کوئی دوسری شئے اس میں شریک نہیں، اور سوائے ظاہری الفاظ کے کوئی مخلوق درمیان میں حائل نہیں، اور کسی غیر کا تصرف نہیں۔ بلکہ عین تخلیق میں ان مبارک الفاظ و حروف نے اللہ تعالےٰ سے ذاتی انتساب حاصل کیا اور ان کی اس خصوصیت کی حفاظت تمام زمانوں میں تمام مسلمانوں پر عائد کر دی گئی۔

پس یہ بات ثابت ہو گئی کہ مظہریّت میں قابلیات کا ظہور ہے اور خود خالق حقیقی کا کلام اپنی تمام قابلیتوں کے ساتھ، جیسا کہ اطلاق کی جاتی ہیں، ظاہر ہے۔ اور عین ظاہر ہونے کی حالت میں پڑھا ہوا اور پڑھنے والا، زیرِ حفاظت اور حفاظت کرنیوالا اور ہمارے صحیفوں میں لکھا ہوا ہے۔ وہ قرأت کے بغیر قاری، حفاظت کے ادراک کے بغیر حفاظت کرنے والا اور حروف و کاغذ کے بغیر بلکہ تمام ذرات کو گھیرنے والا ہے اور صرف بے کیفی کو ظاہر کرنے والا ہے اور جو کچھ سمجھا جاتا ہے اور جس میں وہ گھرا ہوا ہے، وہ قابلیتوں کے ظہور کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور اسے (قرآن) اللہ تعالےٰ کے دیدار سے

Marfat.com

قیاس کرنا چاہیئے جو آخرت میں مومنوں کو کرایا جائے گا، اور اس وقت اللہ تعالےٰ کو دیکھا جا سکے گا۔ لیکن اس کا احاطہ اور ادراک نہیں کیا جا سکے گا۔ اور اس دیدار میں کوئی شک وشبہ کی بات نہیں۔ اور کلام کی حقیقت کا تعلق اللہ تعالےٰ کے ساتھ اس کی صفتِ ذاتی کی نسبت سے ہے اور الفاظ وحروف کا انتساب اللہ تعالےٰ کی طرف، اس کے مخلوق ہونے کے رتبۂ عالی سے ہے۔ اور اس کا ظاہر ہونا کلامِ مطلق کا خاصہّ بلکہ حقیقت ہے کیونکہ یہ منظّم بیان جو تختیوں کا غذوں وغیرہ پر ثبت کیا ہوا ہے، ایسا ہے کہ اس میں کسی مخلوق کا حصہ دار ہونا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ سوائے اس کی مظہریّت کے۔ اور "میں نے اس میں اپنی روح پھونکی" کے یہی معنی ہیں۔ اس جگہ مراد روحِ مطلق سے ہے، جو ساری مخلوقات کا مبداء منشا ہے۔ سُبحانَ اللہ، اسی سے قرآن کے حرُوف اور الفاظ کا بلند مرتبہ سمجھ لینا چاہیئے کہ روحِ مطلق کی اضافتِ تعظیمی کو آنکھ سے جوہرِ بسیط کا مرتبہ دیا گیا ہے۔ ان حروف والفاظ کو اس مرتبہ محسُوس ومرکّب کو مخلوقیت کی رہ سے بے واسطہ تخلیق کیا گیا ہے۔ پس ان حروف کے معنی اور حقیقت کے متعلق کوئی کیا بیان کرے۔

الغرض قرآن کی تمام آیات سے نہایت مکمل، نہایت جامع اور نہایت شامل، آیتِ تسمیہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ہر سُورت کے شرُوع میں واقع ہوتی ہے اور ہر سورت کی ابتدا اور اس کا آغاز، بلکہ ہر کام کی ابتدا اس سے ضروری ولازم ہوگئی ہے۔ پس جامعیت کے اعتبار سے تمام کمالات کے مقابلے میں یہ واحد النفسی کلام اس آیتِ عظیمہ کی حقیقت ہے اور اس مبارک آیت کی لفظی صورت ایسی صورت ہے کہ اپنی اصل کی حقیقت ہے، جو کلامِ مطلق ہے اور اس کلامِ مطلق کے کمالات پڑھنے اور سمجھنے کے اعتبار سے حقائق ہیں، بلکہ قرآن مجید کی دوسری آیات، اور دوسری آسمانی کُتب کے حقائق بھی اسی میں ہیں۔ اور کلامِ نفسی کا مرتبہ جامعیت

Marfat.com

اور مدحِ مطلق کے اعتبار سے جو تسمیہ کی حقیقت ہے، اپنے تمام کمالات کی متنوع (سرادار) ہے اور تمام ظاہری مراتب، جو قابلیتوں کے ظہور ہیں، کلامِ مطلق کے کمالات ہیں۔ اور مقررہ اوقات کے مطابق ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اور یہ محض "کُن" کے حکم کے بلند تقاضوں کے مطابق کلامِ مطلق کی قابلیت سے دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اس تحقیق سے واضح ہو گیا کہ تسمیہ الف، لام، میم کی حقیقت اور صورت کے لیے ایک جامع نقطہ ہے۔ اور الف لام، میم سے وجوب کے تین مرتبے[1] مراد ہیں ------ اور یہیں سے ان اشعار کی تحقیق کرنی چاہیے جو حضرت پیرؒ نے تسمیہ کے حق میں ارشاد فرمائے ہیں۔ والسلام والاکرام۔

گرچہ دُورم ولے قریب ترم — طالبِ روئے دوستانِ خودم

(ترجمہ: اگرچہ میں دُور ہوں لیکن (حقیقت میں) بہت قریب ہوں (کیونکہ) دوستوں کی دید کا طالب ہوں۔)

اور جان لینا چاہیے کہ تسمیہ حق تعالےٰ کا کلام ہے۔ اگر یہ سوال کریں کہ اہلِ تحقیق کی یہ طے شدہ بات ہے کہ حق تعالےٰ بے حرف و آواز ہے اور تسمیہ تو تمام حروف پر مشتمل ہے، اس لیے اس پر کلام کا اطلاق کرنا کس طرح جائز ہے؟ جیسا کہ تمام آسمانی کتابیں صحیفوں میں لکھی ہوئی ہیں، زبانوں سے پڑھی جاتی ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں محفوظ ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تسمیہ اور تمام آسمانی کُتب پر کلام کا اطلاق دو وجہ سے ہوتا ہے یا تو تعلقِ تخلیق کی وجہ سے یا تعلقِ توصیف کی وجہ سے۔ اگر انہی لکھے ہوئے حُروف پر اللہ کے کلام کا اطلاق کریں تو یہ بھی درست ہے۔ لیکن اس تعلق کو تعلقِ تخلیقی کہتے ہیں کیونکہ اس کے تمام حروف حق تعالےٰ کی تخلیق ہیں اور یہ مطلقِ حقیقی کے کلام کا مظہر ہے، جو حرف و آواز سے پاک ہے اور اس کی تخلیق میں کسی مخلوق کے ہاتھ کا دخل تصور نہیں کیا جا سکتا۔ سوائے مختصر بیان کے اور چونکہ یہ مبارک اور بلند

---

[1] یعنی الف سے ذات، لام سے صفات اور میم سے مُراد اللہ تعالےٰ کی ذات کے کمالات ہیں۔

الفاظ تمام مخلوقات کے دخل سے پاک ہیں اور الفاظ کو بولنے والے کی طرف نسبت کرنے کے سوا کوئی اور چارہ کار نہیں، اس لیے مجبوراً ان الفاظِ عالیہ کو اللہ تعالےٰ کے کلام سے منسوب کیا گیا ہے، تاہم اس تخلیقی تعلق کی وجہ سے شانِ عظمت ملاحظہ کی جانی چاہیے کہ روحِ اعظم کو جو تمام مخلوقات میں سے مخلوقِ اوّل ہے اور پاکیزگی کا بلند مرتبہ رکھتا ہے، روحانی اور نورانی مرتبوں میں تعلقِ تخلیق سے مشرف کیا گیا ہے، جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ "میں نے اس میں اپنی روح میں سے کچھ پھونکا" اس سے مراد وہ لکھے ہوئے، محسوس کیے ہوئے، قید کیئے ہوئے اور جسم رکھنے والے الفاظ ہیں۔ جو بے شمار واسطوں سے حقیقی اور قدیمی کلام کے مظہر ہیں۔ انہیں اس حقیقتِ حقیقی سے منسوب کر کے کیا بیان کیا جائے کہ اس کی صفات قدیم، ازلی اور ابدی ہیں۔ کس کو حوصلہ ہے کہ ان مظاہر کے لباس کے بغیر اس کے وصال سے عزت پائے۔ بمطابق آیت کریمہ اور "انسان کے لیے نہیں کہ وہ اللہ سے کلام کرے، بجز اس کے کہ وحی کی جائے، یا پردے کے پیچھے سے بات کی جائے"۔ اگر حروف سے نظر اُٹھالی جائے، تو ان حروفِ مبارک کے ذریعے ہمیں حق تعالےٰ کے کلام سے جو حصّہ عطا کیا گیا ہے، اور اس کے بولنے اور اس کے یاد کرنے سے محض ان حروف کو تقدیم وتاخیر کے بغیر ادا کرنے سے صحبتِ حقیقی میسّر ہو جاتی ہے۔ اگر اُس مرتبۂ حقیقی پر کلام کا اطلاق کریں تو بجا ہے۔ لیکن یہ تعلقِ توصیفی کا معاملہ ہے، کیونکہ بات کرتے وقت یہ مبارک الفاظ کہنا مطلقِ حقیقی کے کلام کا ادا کرنا ہے نہ کہ کسی غیر کا۔ اس لیے اگر ان الفاظ کے بولنے سے کلامِ حقیقی کا بولنا میسّر نہ ہو، تو پھر ہم نے کیا کام کیا؟ وہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے، دیتا ہے اور یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ ہم کلامِ مطلق کی شانِ عالی کے باوجود جو حروف کی گرد سے پاک اور منزّہ ہے، ان الفاظ بابرکت کے اظہار سے اللہ تعالےٰ کے کلام سے کمی بیشی کے بغیر فیض یاب ہوتے ہیں۔

Marfat.com

جاننا چاہیے کہ کلامِ مطلق کا ظہور اوّل نورِ نفس مدعا کے اعتبار سے ہے کہ اس مقام پر حرف و آواز نہیں، اگرچہ وہ نورانی ہوتے ہیں اور یہ پہلا ظہور، پہلے نور میں ہے، جو حضرت محمدؐ کا نور ہے۔ اور لطیفہؒ پوشیدہ اس سے ظاہر ہوا ہے۔ دوسرا ظہور نورانی حرف و آواز سے حضرت جبرئیلؑ کا نور ہے، جو اس آواز کو سنتا اور کلام کرتا ہے۔ اور "جو کچھ اللہ تعالےٰ ارادہ کرتا ہے" سے یہی مراد ہے تیسرا ظہور حرف و آواز کا وہ ظہور ہے، جس سے جبرئیلؑ انبیا سے کلام کرتا ہے، چوتھا ظہور حرف و آواز کا جسمانی ظہور ہے، جس سے انبیا کلام کرتے ہیں، پانچواں ظہور حرف و آواز کا کتابی ظہور ہے، جس سے مقدّس کتابوں کی کتابت کی جاتی ہے۔

اس لیے مومن کو چاہیے کہ وہ ان پانچوں مرتبوں سے جس مرتبہ پر وہ مشرّف ہو، اس مرتبہ کے عین وصول ہونے پر کلامِ مطلق کے مرتبۂ حقیقی بلکہ متکلّم ازلی کا کسی حلول اور اتحاد کے بغیر وصول ہونا سمجھے۔ اور اس پر یقین کرے تاکہ کوئی حجّت باقی نہ رہے ؏

یار درخانہ و من گردِ جہاں گر دیدم

(دوست گھر میں تھا اور میں دنیا بھر میں پھر رہا تھا)

مکتوب: ۱۸

محمد صادق جالندھریؒ کے نام اس عقیدہ کی تحقیق کے متعلق کہ انسان فاعلِ مختار ہے۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو عظیم ہے اور سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو کریم ہے، عرض ہے کہ سچے دوست کو صدقِ حقیقی سے حصّہ ملا ہوا ہے اور سچے عقیدے کی پہچان عطا کی گئی ہے، اہلِ سنت والجماعت کے عقیدے کے مطابق مسئلہ اختیار[1] میں اللہ تعالےٰ کا بے نہایت فضل عطا ہو۔

---

[1] مثنوی معنوی کے اشعار کی طرف اشارہ، جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

۱۔ اگرچہ اس کا کوئی کام اختیار کے بغیر نہیں، لیکن اختیار اس کے اختیار میں نہیں۔

۲۔ اگرچہ وہ نیکی کرنے سے دور ہے، لیکن وہ اس اختیار کے ہاتھوں مجبور ہے۔

۳۔ جس پشیمانی سے وہ کانپتا ہے، اس کی پشیمانی کب لرزاں ہوتی ہے۔

میرے عزیز! تم نے اسم قہار کی نسبت سے اختیار کے مسئلے میں، اور گناہگار بندے کے مبتلائے عذاب ہونے کے بارے میں پوچھا تھا کہ جب ہر ذرہ اور ہر مخلوق ہر لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے ارادے اور قدرت کی پابند ہے اور کسی زمانے بلکہ کسی گھڑی میں جو کچھ بھی وہ کام یا آرام کرتی ہے، وہ سب اس کے اپنے اختیار اور ارادے کے خلاف ہوتا ہے، اس لئے بندہ کو مختار کہنے اور اس فعل اختیاری کو موجبِ عذاب ٹھہرانے کا مطلب کیا ہے اور اس بے انتہا اضطراب کے باوجود اس کو مختار کا نام دینے کا ثبوت کیا ہے اور اس قدر بے اختیاری کے باوجود اس کو عذاب دینا کہاں کا انصاف ہے؟

میرے عزیز! اس مسئلے کو سمجھنے کی دو راہیں ہیں۔ ایک تقلید کی راہ سے اور دوسری تحقیق کی راہ سے تقلید یہ ہے کہ چونکہ میں نے نجات پانے والے اہلِ سنّت والجماعت کو تمام دوسرے مذاہب سے زیادہ حق پر پایا ہے، اس لیے تمام مسائل میں جیسا کہ انہوں نے طے کیا ہے، مسائل مذکورہ کو سُن کر ہر خاص و عام کو پُورے خلوص سے ان پر یقین و اعتقاد رکھنا چاہیے، خواہ ہم ان کے دلائل سے واقف نہ ہوں اور دل کے پورے یقین کے ساتھ جاننا چاہیے کہ اہل حق کی اس جماعت نے جو کچھ مقرر کر دیا ہے، وہ برحق ہے جیسا کہ ایک ابتدائی طالب علم کو اعلے علوم کی حقیقت کے بارے میں، جس میں اسے دسترس نہیں ہوتی، کوئی شک نہیں ہوتا، اگرچہ وہ بات کو پُوری طرح نہیں سمجھتا لیکن وہ اس اعلیٰ علم کی حقیقت پر ایک غیبی اور تقلیدی ایمان رکھتا ہے اس میں اُسے کوئی شک و شبہ نہیں ہوتا۔ لیکن اس کی حقیقت کی تحقیق کرنا، اشیا کی حقیقت کی تحقیق کرنے پر موقوف ہے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے اللہ ہمیں بے ہُودہ مشاغل سے بچا اور ہمیں اشیا کی حقیقت جیسی کہ وہ ہے، دکھا''۔ اور وہ تحقیق بلند مقام رکھتی ہے کہ خاص الخاص میں سے بھی کسی کسی کو یہ بلند مقام حاصل ہوتا ہے اور وہ نبی پاک کے اتباع

Marfat.com

ہی سے سرفراز ہوتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور چونکہ آں عزیز کی روشن بیان زبان سے یہ بعید نہیں کہ اس نے مبتدیوں کے سادہ دماغوں میں مسئلے کے سمجھانے کے لیے اس قسم کی باتیں دماغ میں ڈال دی ہوں، اس لیے چند باتیں جو بزرگوں کی طرف سے امانت ہیں، حق کی تلاش کرنے والوں کے لیے بیان کی جاتی ہیں۔

جان لینا چاہیئے کہ وجود میں آنے سے قبل ہر مختار و مجبور اللہ تعالےٰ کے علم، ارادے اور قدرت کی وجہ سے اس کی ذات، صفات اور کمالات کی بدولت معلوم و مقدور تھا، سب کچھ اللہ تعالےٰ کے اختیار میں تھا۔ اور یہ سب کچھ مرتبہ خارج میں اس کے اسماء کے حسنِ کمال کے اظہار کے لیے ہے۔ لیکن اسے اس کے اظہار اور اس حکمتِ بالغہ میں کوئی فائدہ نہیں تھا۔ چنانچہ ان معلومات، مرادات اور مقدورات میں سے بعض اپنے مقام پر مخصوص لطایف کی صفات کی مظہر ہیں اور بعض صفات قہریت کی مظہریت۔ ان دونوں صفات میں سے ہر صفت اپنے مخصوص مظاہر کی صورت اختیار کرتی ہے۔ اور چونکہ ان عالی شان مرتبوں میں ظہور کے لیے وہ تمام مظاہر میں کامل تر اور قوی تر ہے اور اس لم یزل کی تمام صفات کے ظہور کے بغیر اس کی مظہریت کی مکمل تحقیق نہیں ہو سکتی اس لیے وہ اعلیٰ علم وارادت اور قدرتِ ازلی کے مرتبہ میں اپنی موجودیت سے پہلے ہی وجود، حیات، علم، ارادت اور قدرت اور سمع وبصر وغیرہ کی صفات سے لائق و موصوف تھا۔ اور معلوم، مراد اور مقدور بن گیا، جیساکہ صفتِ اختیار سے اور اس بلند درجہ میں موجود و حیّ، عالم و مرید، قادر و سمیع اور بصیر وغیرہ کے نام سے موسوم ہوا بغیر اس کے کہ موجود ہوں یا خارج۔ اور اسی طرح اسم مختار سے اور چونکہ موجودیت کے بعد جو کچھ ان کی طرف سے ان کی بدولت ان کے اندر ظاہر و پیدا ہے خواہ وہ ان کی ذات و صفات ہوں، خواہ افعال و آثار: کسی کمی و بیشی کے

بغیر وہی ظہور پہلے مرتبہ کا ہے' اس لیے اس مرتبہ میں بھی ان اسما کے مسمّٰی اور ان صفات کے موصوف انہی مخصوص صفات کے ساتھ سامنے آئے ہیں. بغیر کسی کمی یا بیشی کے اور وہ دوسری تمام مخلوقات میں سے زیادہ مختار اور زیادہ صریح ہے اس لیے ذی علم اور صاحب عقل پر لازم و واجب ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اسے جس نام اور جس صفتِ موجودیّت سے قبل مسمّٰی اور موصُوف کیا ہے، اور اپنے ناموں اور صفتوں میں تصرّف کرنے والا بنایا اور اُس کی اس مرتبہ علم و ارادہ میں استعداد بخشی اور اس نے قبول کرنے سے انکار نہ کیا اور اُسے قبول کر لیا؛ جیسا کہ اس آیت کریمہ میں آیا ہے کہ "ہم نے اپنی امانت پہاڑوں..." اُسے اپنی استعداد کے مرتبہ سے آگاہی دی گئی ہے اسلیئے اُسے چاہیے کہ موجودیّت کے بعد بھی اس مرتبہ میں اپنے آپ کو اپنی اِن تمام خامیوں اور خوبیوں کو جاننے اور اپنے آپ کو اپنی خواہشات کا غلام بنا کر طبعی ناموں سے موسُوم نہ کرے اور اپنے آپ کو جاہل و مجبور قرار نہ دے اور جان لے کہ دنیا کی تخلیق، صرف اللہ تعالےٰ کی جمالی اور جلالی صفات کے کمالات کے حُسن کے اظہار کے لیے ہے اور ہر صفت اپنے قدیم اور ازلی تقاضے کے مطابق اس بات کی متقاضی ہے کہ مخصُوص خارجی مظاہر میں جلوہ گر ہو. اور اس کے تقاضے میں ہر خارجی مظہر کو مخصوص نام سے موسُوم اور ذاتی اور فعلی صفت سے موصُوف کیا گیا ہے اور چونکہ انسان کو تمام دوسرے مظاہر کی نسبت زیادہ مکمّل اور زیادہ عُمدہ مظہر کے لیے مقرّر کیا گیا ہے، اس لیے اگر ہر اسم کے حُسنِ کمال کے ظہُور کا ثمرہ مظہر میں پیدا نہ ہو سکے اور اس معاملے میں اگر مظہر میں ویسی تمیز اور علم پیدا نہ ہو، تو اس مظہر کے حق میں مکمّل مظہریت کس طرح ثابت و محقّق ہو گی. اس لئے صفاتِ جمالی کا پھل مظہر کے راحت و آرام میں ظاہر ہونا ہے اور اس صفت کو ازل میں ثواب کا نام دیا گیا ہے اور جلالی صفات کا پھل درد اور رنج ہے. اور اس کو عذاب کا نام دیا گیا ہے اور اس علمی امتیاز کا وجُود تمیزِ حقیقی اور علمِ قدیمی کی صفت

Marfat.com

سے ہے اور چونکہ اللہ تعالےٰ کی تمیز اس کے قدیمی علم سے اختیار کی صفت کے بغیر واجبی نہیں ہے اس لیے کون وحدوث کے اختیار کو واجبی اورازلی اختیار کے ظہور کے لیے ایک معلوم مرتبے کے مطابق خارجی وجُود عطا کیا گیا ہے تاکہ دوسری ہرشان کے مظاہر سے الگ ظاہر ہو اور اپنی جنس سے فعلِ اختیاری کے سبب جو اگرچہ کوئی ہے، الگ تمیز حاصل کرلے اور خبیث وطیّب کی تمیز اسی بات کی دلیل ہے اور چونکہ خبیث کو طیّب سے پہچاننا امر ونہی کے ظہور کے بغیر نہیں ہو سکتا، اس لیے وہ اس معلومیت اور مقدوریت کے مرتبے میں امر ونہی کے لیے جس کا اُسے حکم دیا جاتا۔ اور منع کیا جاتا ہے، خارجی وجود کے مرتبہ میں اُسی طرح مامور اور مُنہی ہے اور امر ونہی کے ظہور کے سبب اپنے اندر کمالِ امتیاز پیدا کر لیتا ہے تاکہ جہالت سے نکل آئے اور ظہور کامل کے لائق بن جائے۔

میرے عزیز! لوگوں میں مسئلہ اختیار کے معاملے میں جو شُبہ وانکار پایا جاتا ہے، وہ بھی ان کے اختیار سے اس مرتبۂ معلوم میں اللہ تعالےٰ کے اختیارِ حقیقی کے کمالات کے ظہور سے معلوم ومقدور ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اپنی حکمتِ بالغہ سے اپنے کمالاتِ علمی کے اظہار کے لیے جو صفاتِ جمالی کا خاصّہ ہے۔ انہیں مکرم ومعزز نہیں بنایا اور یہ بھی ان کی حقیقی استعداد کی نااہلی کی وجہ سے ہے۔ اگرچہ یہ بات بعض کے حق میں دائمی اور بعض کے حق میں وقتی ہوتی ہے اور چونکہ انہیں مرتبۂ امکان اور مرتبۂ وجُوب کے درمیان اتنی قوتِ تمیز نہیں دی گئی تھی کہ چاہیے تھی۔ اور انہیں ظاہر ہونے اور ظاہر کرنے والے کے درمیان تحقیق کرنے کی لیاقت نہیں دی گئی، اس لیے وہ کہتے ہیں کہ چونکہ وہ اپنے ہر فعل، قول، اسم اور صفت میں مصرُوف، اور اللہ کی قدرت واختیار کے ماتحت ہوتے ہیں، اس لیے ہم اپنے حق میں مختار وقادر کا نام، اور اختیار وقدرت کی صفت کس طرح مان لیں، کیونکہ کسی فعل وقول میں اللہ تعالےٰ کی اطاعت کے

تعلیم دی، جو اس مہربان ذات کے لائق ہے، اور اسے کثیف اوہام کے گرداب سے بغیر اپنے آپ کو مستقل اور فاعل پالیں، تو پھر البتہ اس فعل و قول میں اختیار کی صفت ہم میں مانی جا سکتی ہے اور چونکہ ایسا نہیں۔ اس لیے اختیار میں نہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ حق تعالےٰ اپنے بے انتہا فضل سے اگر اُن کے حق میں ازلی ارادہ سے مخصوص اوقات میں کوئی مقدّر شئے ---- ان کے سینے میں ڈال دے، تا کہ وہ جان لیں کہ ہم اور جو کچھ ہم میں پیدا و ظاہر ہے وہ ممکن ہے، ہماری ذات سے، ہماری صفت سے ہمارے فعل سے۔ اور ممکن اس کو کہتے ہیں جس کا ذات وصفات اور افعال کی حیثیت سے ہونا اور نہ ہونا واجب الوجود کے زیرِ اختیار ہو۔ اور حق تعالےٰ کے سوا اور کچھ واجب نہیں، اس لیے اگر ذات ہمارا وجود ہے کہ اس سے ہمارا وجود موسوم ہے اور اگر سُننا، دیکھنا، جاننا اور ارادہ کرنا ہماری صفات ہیں، جن کی بدولت ہم سُننے والے دیکھنے والے، جاننے والے اور ارادہ کرنے والے ہیں، تو ہونے اور نہ ہونے میں ہم پُوری طرح واجب الوجود کے سمع، بصر علم اور ارادہ کے محتاج ہیں۔ جس طرح ہماری اختیار کی صفت کہ چاہیں تو لیں، چاہیں تو چھوڑ دیں، اس درجہ بین ہے کہ اس کی بدولت ہم تمام دیگر مخلوق سے اپنے آپ کو الگ شمار کرتے ہیں اور اس صفتِ اختیار کے لیے ہم واجب حقیقی کے محتاج ہیں۔ اور اختیار اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے، جو واجب قدیمی ہے، ازلی اور لم یزلی ہے، جو غیر، تغیر، اور تبدیلی کی شرکت سے پاک ہے۔ اور اللہ تعالےٰ مختارِ کل ہے۔ اور جو اختیار ہماری صفت ہے، وہ ممکن اور حادث (مٹ جانے والا) ہے۔ وہ فانی اور ہلاک ہونے والا ہے اور ہر آن اپنے بغیر اور اپنے ساتھ ہے، اور اختیارِ واجب سے کسی طرح شرکت کی بُو نہیں رکھتا۔ اور ہم شرکت کی آرزو کس طرح کریں، کہ اللہ تعالےٰ نے تخلیقِ کائنات میں اپنے حُسن اور کمال کا اظہار کر کے اپنی حکمتِ بالغہ سے مخلوقات کو اپنی ذات اور صفات کا مظہر بنایا ہے۔ اگر ہم اپنے لیے مستقل اختیار، تلاش کریں، تو یہ اللہ تعالےٰ کی جناب میں ناموافقت کا اظہار کرنا اپنے

Marfat.com

ہوئے احاطہ میں لے لے، جبکہ ایک کامل اور مکمل عارف، جس کا میں نے اُوپر ذکر کیا ہے، جب جہالت کی پستی سے حقیقی علم کے درجے تک پہنچتا ہے، تو جان لیتا ہے کہ منعمِ حقیقی کے لیے دعوئے کمال کرنا، اور اس کے کمال میں کمی تلاش کرنا ہے۔ اور یہ بالکل نادانی ہے۔ اور اس عقیدے کو اس نادان کا اختیار کرنا، اللہ تعالیٰ کے اسم مختار کی وجہ سے قہر کی تجلّی ہے۔

میرے عزیز! اگر تو دیکھے، تو تُو پائے گا کہ تیرے مولا نے تجھے فاعل و مختار کہا ہے، چنانچہ آیت کریمہ "عمل کرو، جیسا تم چاہتے ہو" سے یہ ظاہر ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرکے تُو اپنے آپ کو غیر مجبور اور غیر مختار قرار دے رہا ہے، تو یہ مخالفت خود تیرے اختیار کی کھُلی دلیل ہے، کیونکہ اگر تُو مختار نہ ہوتا، تو یقیناً جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تیری زبان سے بھی کمی بیشی کے بغیر وہی کچھ نکلتا۔ اور جان لے کہ اختیار سے انکار کرنا بذاتِ خود اختیار ہے اور اختیار سے انکار کرنا اسی اختیارِ حقیقی کے ظہور کا مظہر ہے۔ اور صفتِ جلالی کے حُسنِ کمال کی جلوہ گری ازل سے ہے۔ یہ کوئی نئی شے نہیں۔ اور نہ ہی کوئی مزید۔ جب تو اس کو دیکھ لے گا تو پھر قدر و صبر کے کنوئیں سے باہر نکل آئے گا۔ اور اہلِ حق کی خصوصیت سے مخصوص ہوجائے گا۔ اے ہمارے ربّ اپنی رحمت عطا کر بے شک تو بے حد عطا کرنے والا ہے۔

مکتُوب : ۱۹

باکمال اور حقیقت آشنا میاں شیخ محمد فاضل جیو کے نام، اس بارے میں لکھا گیا کہ اپنے روزمرّہ کے علم پر نظر رکھ کر اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ سے دُور سمجھ کر، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے باز نہیں رہنا چاہیے اور ترقّی درجات کی خواہش کرنی چاہیے، اور شہود کے مرتبے سے ترقّی کی آرزو کرکے خلوت کے مقام کو حاصل کرنا چاہیے۔

تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے انسان کو اس وصف و توصیف کی

Marfat.com

نے اسے خاص نعمت سے نوازا ہے، اور اسے اپنی صفات، کی حقیقت کے مظہر کی، اپنے علم قدیمی کے ذریعے تعلیم دی ہے، جو پوری طرح محیط ہے، اور پھر وہ انہی اوصاف سے متصف ہوتا ہے جس کی اُسے علم اور حمد سے تعلیم دی گئی ہے، جو اس قدیم ذات نکالا، اور اپنی تعلیم کے ذریعے حقِ عرفان کی شناخت کرائی اور اوصافِ قدیم سے اپنے آپ کو موصُوف کیا، جو احاطۂ کاملہ کے سبب متفقہ طور پر مسلّمہ ہے۔ پس انسان کے لیے اللہ سبحانہٗ نے تعلیم کے ساتھ اسے بیان کیا اور اس کے علم کی مظہریت علمِ لدنی سے ہوئی، جو اصلی اور قدیمی ہے۔ یہ بات اس اَمر سے خالی نہیں کہ انسان نے علم کا اطاعت سے احاطہ کیا ہے اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے " وہ لوگ علم سے میرا احاطہ نہیں کر سکتے" یعنی مخلوق کے عام علم سے، جو اللہ تعالےٰ کی مظہریت سے عاری ہے اور عام علم کے ساتھ اسے اپنے اوصاف سے استغنا زیادہ محبوب ہے، اور اس کی ذات کا تقاضا ہے، کہ ہم اس کی توصیف انہی اوصاف سے کریں، جو اس نے ہمیں سکھائے ہیں، اور اس کی تعریف حمدِ حقیقی سے کریں، جیسا کہ ہم نے اُسے وصفِ قدیمی سے متصف کیا ہے، جب یہ تحقّق ہو گیا، تو ثابت ہو گیا کہ وہ عالم عارف، عام، وہمی اور خیالی علم سے ملنے والے وصف سے ترقی کر گیا ہے اور تعلیمی و قدیمی وصف کے درجے پر جا پہنچا ہے۔ پس وہ عارف عجیب ہے، جس نے اس دوسرے عالی مرتبے کو ترک کر دیا، جو اُسے محض فضیلت کی وجہ سے حاصل ہوا تھا۔ اور پھر وہ اپنے متروک ادنےٰ مقام میں گر گیا، پھر وہ اس کی طرف دیکھے گا اور گمان کرے گا کہ اس کا نفس محرُوم ہے اور وہ پُرانے ذاتی اوصاف تک نہیں پہنچ سکتا۔ یہ ربّ کی تعلیم کی عدم تحدیث ہے اور اس کے اس قوَل کی صریح مخالفت ہے کہ " پس تو اپنے رب کی نعمتوں کی تحدیث کر۔" آپ کو معلوم ہو کہ اس مکتوب کے عین لکھتے وقت مجھے یہ خیال آیا کہ وہ عارف، صرف وہمی اور رسمی عارف تھا، اور اس کی نظر عالی مرتبے کی وہمی طور پر مقلد تھی۔ لیکن اس کا مقام مرتبے میں اسفل تھا۔ پس یہ ضرُوری ہے کہ وہ اپنے نفس کو حقیقی وصف تک نہ پہنچنے

Marfat.com

کے لائق ہے۔ وہ ذات اللہ کی ہے، جو ظاہر اور غنی ہے اور جسے غنا محبوب ہے۔ اس کے غنا کا تقاضا ہے کہ وہ ظاہر ہو، اور یہ باطنِ حقیقی ہے، اس کی یہ باطنی کیفیت اور شہود سے منزّہ، محبوب چیز ہے۔ اس کے کمالات کا اظہار اس کے شہود کے اعلےٰ مقامات کا تقاضا کرتا ہے، تاکہ اس کے دوست جان لیں کہ انہیں اسمِ باطن کے ساتھ مشاہدہ کرایا جا رہا ہے اگر اللہ چاہتا، تو انہیں ہدایت پر جمع کر دیتا، لیکن ایک خاص مدت تک انہیں مُہلت دی جا رہی ہے اور پھر اس کے ہاں حقیقی غائب کا اطلاق عدم منزادفات پر مبنی ہے، جس کا تقرّر کیا گیا ہے۔ محققین کے نزدیک کیا اس کی کوئی نقل یا خبر ہے؟ پھر کاملین مکمّلین کے ہاں یہ واضح ہو چکا ہے، کہ طالب کی نظر میں تمام ظِلّی مرتبوں کا ارتفاع عرفانِ شہودی تک ہے، جس کا حصول خروج کی بجائے لطیفہ روحیہ سے ہے اور اس معروفِ ظاہری سے ہے، جو حضورِ سِرّی میں نُورِ اوّل ہے۔ پس حضور سے خرُوج، غایت التصوّر میں دخُول کی انتہا ہے، اور وہ خدائے تعالیٰ کی ذات ہے۔

حاشیہ: وہ لوگ یہ کہتے ہیں، کہ جو احدیت اضافات سے مجرّد ہے، معلوم نہیں کی جا سکتی۔ چنانچہ انہوں نے گمان کر لیا، کہ اس (احدیت) کی بارگاہ تک کسی شخص کی رسائی وحدتِ احدیت کے تعینات کے ظہور کے لباس کے سوا کسی اور طرح نہیں ہو سکتی۔ یہ ظہور مرتبۂ مقیدہ میں ہوتا ہے۔ عارف کی حضوری، مرتبۂ مقیدہ سے آگے نہیں ہوتی اور ان کا یہ قیاس اللہ سے غافل ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے، اصل بات یہ نہیں، کیونکہ عین ممکن ہے کہ اصحاب معرفت کیلئے یہ ایک ایسا آئینہ ہو، جس کے ذریعے حقیقی حضوری کا علم حاصل ہو جائے اور ایسی حقیقی تعلیم سے وہ عارف، اللہ کی ذاتِ جامعِ حقیقی سے بلا حجاب واصل ہو جائے، تاکہ اس کا اسم اُس عارف کے آئینے میں پوری طرح واضح ہو جائے۔ گویا یہ اس کے محبوب کا ظہور ہے اور ازل کا مقتضیٰ ہے۔ پس عارفِ اوّل، مرتبۂ ظلال والوں میں سے ہے اور یہ اسم باطن کا مقتضیٰ ہے اور عارفِ ثانی جو عارفِ کامل اور عالمِ مکمّل ہے۔ اور فی الواقع علم باری تعالیٰ کا مظہر ہے، مرتبۂ اصلیہ میں سے، اور ذاتِ جامعِ قدیم تک اس کے فضل سے پہنچنے والوں میں سے ہے۔ یہ اس کے اسم ظاہر کا مقتضیٰ ہے۔

Marfat.com

مکتوب ۲۰: (الف) سوال

میاں عبدالکریم وزیر آبادیؒ کی طرف سے چند سوالات کی تحقیق میں :-

حقائق و معارف سے آگاہی رکھنے والے، اور تصوف و کمالات میں دسترس رکھنے والے اور محققین کے سردار اور عظمت پناہ میاں محمد جانؒ اور حاجی الحرمین شیخ محمد طاہر جیوؒ خدا کرے ہمیشہ مسندِ ارشاد پر قائم رہیں اور خلقِ خدا کو فیض بخشتے رہیں۔ یہ عریضہ عبدالکریم وزیر آبادی کی طرف سے ہے جو نیازمندانہ سلام کے بعد آپ کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ آپ سے ملنے کا شوق بے حد و نہائت ہے، لیکن ملاقات وقت پر منحصر ہے جب بھی اللہ تعالےٰ نصیب فرما دے۔ امید ہے کہ آپ اپنی یاد سے خوش فرماتے رہیں گے، اور اپنی عافیت کے حالات سے اطلاع دیتے رہیں گے کہ اس بات میں فقیر کی سربلندی ہے۔

عرض یہ ہے کہ بعض عزیزوں نے سوال کیا ہے کہ تکوین (تخلیق) کی صفت، صفات سے مشروط ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ صفات سے غیر مشروط ہے۔ اور ماہرین کا مسلک بھی یہی ہے کہ صفات سے غیر مشروط ہے۔ اس لیے اس کا بذاتِ خود ظہور مشکوک ہے کیونکہ فرض کیا، اگر باری تعالےٰ کی حقیقی صفات میں سے کوئی ایک صفت سلب کرلیں۔ مثال کے طور پر اگر صفتِ قدرت سلب کرلیں، تو اس سے عجز لازم آتا ہے۔ اسی طرح اگر تکوین کی صفت سلب کرلی جائے۔ تو کیا نقیض پیدا ہوگا؟

مزید یہ کہ تجددِ امثال میں حضرت پیر دستگیر حضرت جیوؒ نے لکھا ہے کہ تغیر مطلق ہے اور عدم منقید، اور نفس منبع ابدی ہے۔ اس موقع پر سائل سوال کرتا ہے کہ اگر عالم ایک ہی آن میں معدوم اور موجود بھی ہوسکتا ہے، تو جہاں تک عرضِ دنیا کا تعلق ہے، اس میں تو کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا، لیکن جہاں تک جوہر عالم کا سوال ہے، یہ سوال تشنۂ جواب رہتا ہے اگر اسی طرح کا ایک اور عالم اسی وقت پیدا کرلیا جائے، تو

Marfat.com

غیر فاعل پر فعل کی جزا لازم آتی ہے اور اگر جوہر اوّل کو وہی پیدا کرتا ہے تو اس سے تحصیلِ حاصل لازم ہوگی (یعنی حاصل شدہ کو حاصل کرنا ہوگا)۔ امید ہے کہ ان سوالات کا جواب ایسی زبان میں لکھیں، جو عوام کی سمجھ میں آ سکے۔

اور یہ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وہ ہر روز ایک نئی شان میں ہوتا ہے حق تعالےٰ ہمیشہ مصروف ہے اور اس کی صفات میں تعطیل جائز نہیں، جب یہ دنیا نہیں تھی، تو حق تعالےٰ کیا کر رہا تھا، اگر اس کے ذاتی و صفاتی کمالات کے ظہور سے پہلے تعطیل صفات کی تفصیل تھی، تو یہ جائز نہیں، کیونکہ اس سے نقص لازم آتا ہے اور اللہ ایسی بات سے پاک ہے، اگر وہ کسی کام میں لگا ہوا تھا تو اس سے عالم کا قدیم ہونا لازم آتا ہے۔ تسلی بخش جواب عطا فرمائیں۔

مکتوب : ۲۰ (ب) جواب

عبد الکریم وزیر آبادیؒ کے سوالات کے جواب میں مسئلہ تجدید امثال کے بارے میں تحریر کیا گیا۔

سب تعریف اس کے لیے ہے، جس کے لیے تمام عظمت و کبریائی ہے، جس نے آدم کو تمام اسماء سکھائے اور درود ہو نبی کریمؐ پر، اس کی آل اور تمام اصحاب پر۔ اس فقیر کی طرف سے سلامِ غائبانہ عرض ہے۔ آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ جو سوال درج تھے، ان کا مطالعہ کیا۔ اگرچہ یہ احقر نادانِ محض ہے، اور اس بات کی بساط نہیں رکھتا کہ اتنے اعلےٰ مضامین کے جوابات دے سکے، لیکن چونکہ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب اور اولیا کے ذریعے جو تعلیم دی ہے اور اپنے دین کے بھائیوں کو بتانے کا حکم دیا ہے، اور وہ اُس کی ضروری امانت ہے، اس لیے جواب تحریر ہے۔

پہلے سوال کا جواب یہ ہے، جیسا کہ معلوم ہے، خلق کو خالق نے پیدا کیا ہے اور حق تعالےٰ کا تعلق عالم حدوث و امکان سے نہیں۔ بلکہ وجوب و قِدَم سے ہے اور اس

Marfat.com

مرتبہ میں کیا عالم اور کیا صُوَر و امثال۔ وہ بے کیفی سے معلوم ہیں اور یہ شُبہ معلُوم و موجُود کے کے درمیان تفریق نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔ حق تعالےٰ کے علمِ حضُوری کو خلق کے علمِ حضُوری پر قیاس نہیں کرنا چاہیے۔ دونوں کے درمیان بہت فرق ہے، علمِ حصُولی میں کسی شے کی صُورت کا حصُول ذہن میں ہوتا ہے، جب کہ علمِ حضوری میں خود نفس شے کا تصوّر شے کے بغیر حاضر ہوتا ہے۔

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ تکوین فعلِ حقیقی کی صفات میں سے ہے، فعلِ حدُوثی کی صفات میں سے نہیں، جیسا کہ شیخ ابوالحسن اشعریؒ اور معتزلہ نے قیاس کیا ہے اور وہ تفرقہ جس کی ہر صفت اس کی ذات کی ضِد سے موصوف نہ ہو، حقیقی ہے اور وہ صفت جس کی ذات ضِد سے موصوف ہو، فعلی ہے اور شیخ ابوالحسن اشعریؒ بھی اسے تسلیم کرتے ہیں، لیکن لازم آتا ہے کہ کلام میں ارادے کی صفت حقیقی نہ ہو، کیونکہ ذات ان کی ضِد سے موصوف ہے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے، تنگی نہیں چاہتا اور اسی طرح " اللہ ان سے کلام نہیں کرتا اور نہ ان کو پاک کرتا ہے اور ان کے واسطے سخت عذاب ہے" اور اگر شُبہ دُور نہ ہو تو عقیدۂ حافظیہ، اس کے حواشی اور علمِ کلام کی دوسری کتابوں کی طرف رجُوع کریں۔

میرے مخدُوم! تمام صفات حقیقی ہیں اور جیسا کہ پیرِ دستگیرؒ نے بیان فرمایا ہے، صفاتِ فعلی اور صفاتِ ذاتی ہیں، باوجود اس کے کہ سب حقیقی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ صفاتِ ذاتیہ کا ظہُور قدیم ہے اور صفاتِ فعلیہ کا ظہُور حادث ہے اور تمام ذاتی اور فعلی صفات بذاتِ خود قدیم ہیں۔ اور صفاتِ فعلیہ کا ظہور حدوث ہے کیونکہ یہ ان کی خصوصیت کہی جاتی ہے۔ لیکن ظہُور تبعی میں جو صفاتِ ذاتی کے تابع ہے، یہ قدیم ہے کیونکہ ان کے درمیان " لا ھُو" اور " لا غیرہٗ" کی نسبت ہے۔ اور یہ بات بہت کم سے سُنی جاتی ہے اور اس کی واقفیت کا دار و مدار ان کی اصطلاحات کے جاننے پر ہے۔

Marfat.com

تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ تجدّدِ امثال کا مطلب یہ ہے کہ ہر مخلوق، خواہ اس کا تعلق جوہر سے ہو یا عرض سے، ہر لحظہ اور ہر آن متغیر ہے یہ تغیر ظاہر میں بھی ہے اور باطن میں بھی، یعنی ذات میں بھی اور صفات میں بھی۔ اور حدوثِ عالم پر علماء کی بھی دلیل ہے، اگرچہ وہ تجدّد کے قائل نہیں اور اللہ تعالٰے کا ارشاد "ہر شے ہلاک ہو جانے والی ہے سوائے اس کے چہرے کے" اس پر دلیل قوی ہے۔ اس لیے یہ ہلاکت تمام مخلوقات کے لیے، کیا جوہر میں کیا عرض میں بلکہ ذات پر لازمی طور پر ہر لحظہ واقع ہوتی رہتی ہے، اور اگر اس آن میں عین ہلاکت میں اس عطا کردہ وجود کی وجہ سے معزّز و مکرّم نہ ہوں، تو محض عدم میں چلے جائیں گے، اور اللہ سبحانہ تعالٰے کے اقتدار کے کیا کہنے۔ ایسی فوری ہلاکت کے باوجود بعض کا ظہور نہیں کیا، اور بعض کو ابدی طور پر ظہور بخشا۔ جیسا کہ عقیدہ شریعت میں مقرّر ہے، آٹھ چیزیں فنا نہیں ہوتیں۔ اور اس کا مطلب یہ ہے، جسے حضرت جیوؒ نے تغیّر مطلق اور عدم مقیّد کہا ہے اور نفس کو جو جزوِ ابدی کہا گیا ہے، تو وہ اس معنی میں نہیں کہ عالم اس واحد میں سے عدم مطلق میں چلا جائے گا۔ اور اس کے بعد پھر اسی مثل میں وجود میں آئے گا۔ کیونکہ یہ خلافِ واقع اور قابلِ اعتراض ہے اور اگر بعض صوفیہ کے کلام میں لفظ عدم آیا بھی ہے، تو اس سے ان کی مراد بھی تغیّر مطلق ہو گا۔ نیز یہ بات صُوفیہ اور اشاعرہ کا جواب ہے۔ چونکہ صوفیہ عدم مطلق کے قائل ہیں، ان کے لیے جواب عدم مقیّد کا ہے یعنی عدمیت مقیّد ہے، اعراض سے اور تغیّر مطلق، اشاعرہ کا جواب ہے، جو جوہر کے بغیر تجدید اعراض کے قائل ہیں، یعنی تغیّر کی حیثیت سے تجدّد جوہر اور عرض میں شامل ہے کیونکہ جوہر و عرض سب دائرہ امکان میں داخل ہیں۔ اور ہر ممکن حادث ہے اور اس کے حدُوث کی دلیل اس کا تغیّر ہے۔ اس بات کو سمجھیے!

چوتھے سوال کا جواب...... کہ وہ ہر روز نئی شان میں ہوتا ہے" اس معنی میں ہے کہ اللہ تعالٰے کی ذاتی صفات اپنے متعلّقات کے ساتھ ہر وقت کام

Marfat.com

میں لگی رہتی ہیں اور صفات فعلی میں جو تعطیل آتی ہے اضطراری نہیں بلکہ اختیاری ہے۔ اگر صفاتِ منفی کو جو صفاتِ ذاتی کی بدولت ہیں، غور سے دیکھا جائے تو پتہ چلے گا کہ سو جان کے بدلے میں بھی سستی ہیں چونکہ ہم حق تعالیٰ کو اس کی تقسیم کی بدولت حال، ماضی اور مستقبل سے منزہ جانتے ہیں اس لیے تعطیل[1] کو جسے ہم زمانۂ مستقبل سے پاک جانتے ہیں کیوں نہ درمیان سے نکال دیں۔ پس غور کیجیے۔ سلامتی ہے اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔

مکتوب : ۲۱

دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت کے عدم وقوع کے بیان میں، سوائے رسولِ کریم کے۔

دنیا کے اندر بیداری کی حالت میں سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے دیدار کے جواز کے بارے میں اہلِ سنت والجماعت کے چاروں مذاہب متفق ہیں اس پر اللہ کا شکر ہے لیکن معتزلہ اس جواز کے منکر ہیں، کیا دنیا میں اور کیا آخرت میں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی رؤیت کے وقوع کے بارے میں دنیا میں ہی سر کی آنکھوں سے دیکھ لینے کے متعلق مذاہبِ اربعہ میں سے کوئی شخص انبیاء و اولیا کے دیکھ لینے کا قائل نہیں لیکن سردارِ انبیا کے بارے میں صحابۂ کرام کے درمیان اختلاف ہے حضرت عائشہؓ اور کئی دوسرے صحابہ دنیا میں رؤیت بصری کے قطعاً نہ ہونے کے قائل ہیں، نہ شبِ معراج میں اور نہ کسی اور موقع پر۔ بعض صحابہ آنحضرت کے شبِ معراج اور ایک اور موقعہ پر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیت بصری کے قائل ہیں، ان دونوں گروہوں میں بھی اختلاف قیاس کی وجہ سے نہیں، بلکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہے۔

---

[1] کہ لَا هُوَ اور "لَا غَیْرُهُ" ہیں، اس سے قطعاً تعطیل کا مفہوم برآمد نہیں ہوتا۔ میرے محترم اس سے آگاہ ہونا چاہیئے یہ ایک بہت باریک بات ہے۔

Marfat.com

حضرت عائشہ رضؓ اور بعض صحابہ نے آنحضرت کے معراج سے واپس آنے کے بعد ان سے پوچھا، کیا آپ نے اپنے ربّ کو دیکھا؟ یعنی کیا آپ نے معراج کی رات اپنے ربّ کو دیکھا۔ انہوں نے کہا اللہ نُور ہے، پس میں اسے کیسے دیکھ سکتا؟ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے اللہ کو دل کی آنکھ سے دیکھا۔ بعض دوسروں نے پوچھا۔ کیا آپ نے معراج کی رات اللہ تعالےٰ کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ نورانی ہے، میں نے اسے دیکھا۔ اور ایک بار یا دو بار دیکھنے میں بھی اختلاف ہے۔ لیکن زیادہ تر اتفاق اس کے خلاف ہے جضرت امام اعظم رضؓ نے فرمایا کہ احتیاط کا تقاضا ہے کہ چشم سر سے معراج کی رات یا کسی اور وقت رؤیت کے وقوع یا عدم وقوع کے بارے میں خاموشی اختیار کروں اور کچھ نہ کہوں۔ اور اس بات کا علم اللہ تعالےٰ کے سپرد کردوں۔ اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ اصحاب کبار میں سے اور بزرگ مجتہدین میں سے کوئی بھی دنیا میں اپنے طور پر رؤیتِ بصری کا قائل نہیں، اور کسی کو بھی کمال کے باوجود دنیا میں یہ چیز حاصل نہیں کیونکہ انبیاء کا پہلا قدم اولیا کی انتہا ہے، اس زمانہ کے بعض جاہلوں[1] کا عجیب حال ہے کہ آنحضرت کے حق میں ایک بار بھی رؤیت ثابت نہ ہونے کے باوجود، اپنے اور اپنے تابعین کے حق میں رؤیت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ نتائج اخذ کرنا بھی نہیں جانتے، اور پھر بھی ہر گھڑی اور ہر زمانے میں

---

[1] ۔ میرے عزیز، یہ جاہل کہنے والے بے دلیل دعوےٰ کرتے ہیں، کیونکہ عین دعوےٰ کرتے ہوئے تین احادیث کا ذکر کرتے ہیں اور ان سے بے کھٹکے قوتِ ظلماتی کی خاطر لذت اندوز ہوتے ہیں، حالانکہ رویت کے وقت بہشت کی نعمتیں فراموش ہو جائیں گی، جیسا کہ قصیدۂ امالی میں کہا گیا ہے، "جب وہ اسے دیکھیں گے، تو تمام نعمتوں کو بھول جائیں گے"

Marfat.com

بے توقف اس رؤیت کے قائل ہیں. بلکہ وہ کہتے ہیں کہ بغیر رؤیت کے ایمان مکمل نہیں ہوتا، بلکہ ناقص رہتا ہے، ان کی یہ بات رؤیت کی بات سے بھی زیادہ سخت ہے. کیونکہ ان کی اس بات سے لازم آتا ہے کہ ان کا ایمان اس شخص کے ایمان سے بھی عالی ہو جس کے حق میں "لَنْ تَرَانِیْ" کا واضح خطاب آیا ہے. اور یہ صاف کفر ہے. وہ گمراہ ہیں اور گمراہ کرتے ہیں. وہ شیطان کی جماعت ہیں. خبردار! بے شک وہ شیطان کی جماعت ہیں، وہی خسارے میں ہیں، اور یہ جو بعض اولیا کی طرف سے رؤیت کی بات ہوئی ہے، وہ خُفیہ رؤیت ہے، رؤیتِ بصری نہیں، کیونکہ یہ گمان اہلِ سنت والجماعت کے مسلک کے خلاف ہے اور ان کے حق میں ایسا کہنا انتہا درجہ کی بدگمانی ہے ایک قصیدۂ منظوم میں کہا گیا ہے:۔ ترجمہ:

(۱) جس شخص نے یہ کہا کہ اس نے دنیا میں آنکھوں سے اللہ تعالےٰ کو دیکھا ہے، وہ زندیق ہے. اس نے سرکشی کی اور غرور کیا۔

(۲) اس نے اللہ کی کتاب اور تمام رسولوں کی مخالفت کی، اور وہ شرعِ شریف سے بھٹک گیا۔ اور دُور ہو گیا۔

(۳) جس شخص نے بھی ایسا کہا، قیامت کے دن وہ روسیاہ ہوگا۔[1]

تفسیر بیضاوی میں اس آیت کریمہ "لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً ......" کی شرح دیکھ لی جائے کہ وہ کیا فرماتے ہیں. اس تفسیر سے یہ بات تحقیق تک پہنچ گئی کہ وہ جو بعض نادانوں نے تفسیر بیضاوی میں سے "اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ" کے معنی سے رؤیتِ بصری مُراد لی ہے، وہ ان کی محض نادانی ہے. اور یہ

---

[1] اور یہ وہ شخص ہے جس کی شان میں کہا گیا ہے کہ اس دن بعض چہرے سفید ہوں گے، اور بعض چہرے سیاہ ہوں گے

نادانی تفسیر کی عبارت نہ سمجھ سکنے کی وجہ سے ہے۔ اور دنیا کے اندر رویتِ الٰہی کے بارے میں عقیدے کی وضاحت کے لیے کُتبِ حدیث میں سے معتبر اسناد کے ساتھ حسب ذیل عبارتیں پیش کی جاتی ہیں:۔

فصل اوّل

حضرت جریر ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا، رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: کہ بے شک تم جلد ہی اپنے رب کو کُھلم کُھلا دیکھ سکو گے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ تم عنقریب اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے، جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو، اور اس کے دیکھنے میں تمہیں کوئی دقت نہیں ہو گی۔ اس لیے اگر تم سے ہو سکے۔ تو سُورج کے نکلنے سے پہلے اور سورج کے غرُوب ہو جانے سے پہلے کی نماز کو فراموش نہ کر دینا۔ پس انہیں ادا کرو۔ اس کے بعد آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی۔ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا (سُورج کے طلوع اور سُورج کے غروب سے پہلے اپنے ربّ کی حمد بیان کرو) متفق علیہ۔

اور حضرت صہیبؓ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب جنتی لوگ جنت میں داخل ہوں گے، تو اللہ تعالےٰ اُن سے فرمائے گا: "کیا تم چاہتے ہو کہ تمہیں مزید انعام سے نوازوں" وہ عرض کریں گے "کیا آپ نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں بنا دیا؟ کیا آپ نے ہمیں جنّت میں داخل نہیں فرما دیا؟ اور کیا آپ نے ہمیں دوزخ سے نجات نہیں دی"؟ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ اس موقع پر پردہ اٹھا دیا جائے گا۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کے روئے مبارک کو دیکھیں گے اور جو کچھ بھی انہیں دیا گیا ہو گا۔ اس میں سب سے زیادہ محبُوب انہیں اپنے ربّ کو دیکھنا ہو گا اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی، لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا

Marfat.com

الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ" (صحیح مسلم)

فصلِ ثانی

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے، آپ نے کہا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ ادنےٰ ترین جنتی کی قدر و منزلت یہ ہوگی، کہ جنت میں اپنی جگہ سے ایک ہزار برس کی مسافت تک اپنے باغوں، اپنی عورتوں، اپنی نعمتوں، اپنے خدمت گاروں اور اپنے تختوں کو دیکھ سکے گا، اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک گرامی قدر وہ ہوگا، جو صبح و شام اپنے رب کی ذات کو دیکھے گا۔ پھر آنحضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی "وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاظِرَۃٌ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ" (اسے احمد اور ترمذی نے روایت کیا)

حضرت ابو رزین العقیلیؓ سے روایت ہے: آپ نے کہا کہ میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، یارسول اللہ کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو خلوت میں دیکھ سکیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ "ہاں"، ابو رزینؓ نے کہا، میں نے عرض کیا کہ کیا اس کی مخلوق میں اس کی کوئی نشانی ہے؟ حضور نے فرمایا، اے ابو رزینؓ کیا تم میں سے ہر ایک چودھویں کے چاند کو روک ٹوک کے بغیر نہیں دیکھ سکتا۔ ابو رزینؓ نے نے کہا کہ "ہاں"، حضور نے فرمایا کہ چاند اللہ تعالےٰ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے اور اللہ تعالےٰ بزرگ و برتر ہے (روایت ابوداؤد)

فصلِ ثالث

حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا؟ آپ نے فرمایا کہ وہ تو نور ہے، میں اسے کیسے دیکھ سکتا تھا؟ (روایت مسلم) ابن عباسؓ نے آیت مَاکَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰی ○ وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی ○ "نظر نے جو کچھ دیکھا، دل نے اس میں جھوٹ نہ ملایا۔

Marfat.com

اور ایک بار پھر اُس نے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اترتے ہوئے دیکھا) کے متعلق فرمایا۔ کہ رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ تعالےٰ کو اپنے دل کی آنکھوں سے دو دفعہ دیکھا (روایت مُسلم) اور ترمذی کی روایت ہے کہ ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ربّ کو دیکھا اور عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا اللہ تعالےٰ نے نہیں فرمایا "اُسے بینائیاں نہیں پاسکتیں، مگر وہ بینائیوں کو پالیتا ہے" اس پر ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہ نے فرمایا افسوس ہے تم پر، یہ اُس وقت ہے، جب اللہ تعالےٰ اپنے ذاتی نُور سے تجلّی فرمائے گا۔ دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا۔

حضرت شعبیؒ سے روایت ہے کہ ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہ حضرت کعبؓ سے میدانِ عرفات میں ملے اور انہوں نے حضرت کعبؓ سے ایک بات پوچھی انہوں نے زور سے اللہ اکبر کہا، جس سے پہاڑ گونج اٹھے۔ حضرت ابنِ عبّاسؓ نے کہا کہ ہم بنی ہاشم ہیں، حضرت کعبؓ نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے رؤیت اور کلام کو حضرت محمدؐ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دو دفعہ اللہ تعالےٰ سے کلام کیا اور حضرت محمدؐ نے دو دفعہ اللہ تعالےٰ کو دیکھا۔ حضرت مسرُوقؒ نے کہا کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا: کیا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے ربّ کو دیکھا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ تم نے ایسی بات کہہ دی ہے، جس سے میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں، میں نے کہا ذرا ٹھہریئے اور پھر میں نے اس آیت کی تلاوت کی "لَقَدْ رَاٰی مِنْ آیَاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی" اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ کدھر بھٹکے جا رہے ہو۔ وہ تو جبریل علیہ السلام تھے (جن کو حضور نے دیکھا) جو کوئی تم سے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب

Marfat.com

کو دیکھا یا کوئی ایسی چیز چھپائی جس کے اعلان کرنے کا حکم تھا یا یہ کہ حضور پانچ چیزوں کو جانتے تھے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے" صرف وہی جانتا ہے، قیامت کب ہوگی، اور یہ کہ بارش کب ہوگی...... الخ" تو اس نے حضور پر بہتان باندھا۔ اس آیت سے مُراد یہ ہے کہ حضورؐ نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا، حضورؐ نے جبرئیل کو اس کی اصل صورت میں دو بار دیکھا۔ ایک دفعہ سدرۃ المنتہٰی کے پاس اور ایک دفعہ اجیاد (جگہ کا نام) میں۔ ان کے چھ سو پَر تھے، جنہوں نے سارے افقِ آسمان کو روک رکھا تھا۔ (اسے ترمذی، بخاری اور مسلم نے کچھ اضافے اور فرق کے ساتھ روایت کیا، اُن کی روایت میں یُوں آیا ہے۔ حضرت مسروقؒ کہتے ہیں، کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اگر حضور نے اپنے ربّ کو نہیں دیکھا، تو پھر اس آیت "ثُمَّ دَنٰی، فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (پھر قریب آیا، اور اوپر معلّق ہو گیا یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے کچھ کم فاصلہ رہ گیا) کا کیا مطلب ہے"؟ آپ نے فرمایا، "وہ جبرئیل علیہ السلام تھے، جو انسانی شکل میں آیا کرتے تھے۔ اور اس دفعہ وہ اپنی اصلی صورت میں آئے اور سارے افق پر چھا گئے"۔

اللہ تعالےٰ کے قول فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی، اور" مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی" اور" لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی" کے بارے میں حضرت ابن مسعودؓ نے کہا کہ ان سب میں مراد یہ ہے کہ حضورؐ نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا، جن کے چھ سو پر تھے۔ (متفق علیہ) اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے" مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی" سے متعلق کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ایک سبز جوڑے میں دیکھا اور اس نے زمین و آسمان کے درمیان سارے افق کو بھر دیا تھا۔ اور ایک روایت ترمذی اور بخاری میں ہے، کہ اللہ تعالےٰ کے قول

Marfat.com

لَقَدْ رَاٰی مِنْ آیَاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی کے متعلق ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز رفرف کو دیکھا جس نے اُفقِ آسمان کو روک رکھا تھا۔

حضرت مالک بن انس رضؓ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالےٰ کے قول "اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ" سے کیا مراد ہے؟ آپ سے کہا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس سے مراد اپنے رب کے ثواب کو دیکھنا ہے۔ حضرت مالکؓ نے کہا کہ یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں۔ بھلا وہ کفار کے بارے میں اللہ تعالےٰ کے اس قول سے کیا مراد لیں گے "کَلَّآ اِنَّھُمْ عَنْ رَّبِّھِمْ یَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ" (اس دن وہ اللہ تعالےٰ کے دیدار سے محرُوم ہوں گے) حضرت مالکؓ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ اپنی آنکھوں سے اللہ تعالےٰ کی طرف دیکھیں گے۔ نیز فرمایا کہ اگر مومن قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کو نہیں دیکھ سکیں گے، تو پھر اللہ تعالےٰ کفّار کو یہ عار کیوں دیتا ہے کہ اس دن وہ اللہ تعالےٰ کے دیدار سے محروم ہوں گے (اسے شرح السنّۃ میں روایت کیا گیا)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس وقت اہلِ جنّت اپنی نعمتوں میں مشغول ہوں گے، اس وقت اچانک ان پر اللہ کا نُور چھا جائے گا۔ وہ اپنا سر اٹھا کر دیکھیں گے، کہ یہ ان پر اللہ تعالےٰ کی تجلّی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا: "اے اہلِ جنّت السلام علیکم"۔ یہ اللہ تعالےٰ کے قول "سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ" کا مطلب ہے۔ حضُور نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ ان کی طرف دیکھے گا اور وہ اس کی طرف دیکھیں گے۔ جب تک وہ اس کی طرف دیکھتے رہیں گے، وہ کسی اور نعمت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ ان کی نظروں سے اوجھل ہو جائیں گے۔ اور صرف اس کا نُور باقی رہ جائے گا (روایت ماجہ)

Marfat.com

مکتوب : ۲۲

بعض بزرگ مشائخ کے اقوال کی تحقیق میں، جیسا کہ" میرا یہ قدم تمام اولیا کی گردن پر ہے" تحریر کیا گیا۔

پاک ہے اللہ تعالےٰ اور سب تعریف اسی کے لیے ہے۔ اس نے اپنے مقبول بندوں کے حق میں کتنا فضل فرمایا کہ ان کو اپنے اخلاق کے نمونہ پر پیدا فرمایا، جیسا کہ اُس نے اپنے کلام مبارک میں، آیاتِ محکمہ اور آیاتِ متشابہہ دونوں میں فرمایا۔ اسی طرح اس نے انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام رح کو بھی کلماتِ محکمہ اور کلماتِ متشابہ سے الہام پذیر فرمایا۔ تاکہ اہلِ صفا اور اہل کجی ایک کسوٹی سے متشابہہ آیات کو پہچان لیں، جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے"... لیکن جن کے دلوں میں کجی ہے وہ آیاتِ متشابہ کی کھوج میں لگے رہتے ہیں۔"

سوال بعض اولیاء کلمۂ عینیّت اور ہمہ اوست کے قائل ہیں۔ اور بعض لوائے (پرچم) محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بھی پرے اپنا "لوا" رکھنے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ اور حضرت ایشانؒ کی طرف سے بھی ایک بات کہی جاتی ہے کہ میں نے اپنا مقام حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے مقام سے بھی بلندی پر پایا اور حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کی طرف سے بھی یہ کلمہ مشہور ہے کہ میرا یہ قدم اللہ کے تمام ولیوں کی گردن کے اوپر ہے۔ کیا آپ اس قسم کی مثالوں کو متشابہات میں سے گنتے ہیں، یا ممکنات میں سے؟

جواب۔ یہ تمام اقوال تشابہات میں سے ہیں کیونکہ تاویل کے بغیر یا سیدھی طرح مان لینے سے کوئی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔

سوال۔ اگر کوئی شخص ان اقوال کے ظاہر پر تاویل کے بغیر اعتقاد لے آئے، تو کیا خرابی واقع ہو گی؟

Marfat.com

جواب۔ ان دونوں قولوں میں سے پہلے قول پر کفر لازم ہے کیونکہ پہلے قول کے ظاہر سے ناحق کو حق کہا گیا معلوم ہوتا ہے، جبکہ دوسرے قول میں اپنے آپ کو خاتم الانبیا محمدؐ سے بھی اعلےٰ تر سمجھنا ظاہر ہوتا ہے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔ اور دوسری دو باتوں پر عقیدہ رکھنے والا ان کے معانی کے لحاظ سے بدعت میں مبتلا ہے۔ کیونکہ پہلی بات کے ظاہر سے، جو حضرت ایشانؒ سے منسوب ہے، ان کی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر بزرگی ظاہر ہوتی ہے، جبکہ دوسرے قول سے جو حضرت غوث الثقلین شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کی طرف منسوب ہے۔ تمام صحابہ (اور اگر صحابہ کو صدر اوّل کا دیکھا ہوا کہیں، کہ وہ اس بیان سے مستثنیٰ ہیں، تو کم از کم) امام مہدی پر تو بزرگی کا ادّعا ظاہر ہوتا ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ حدیث پاک، اور اجماع جمہور کے مطابق امام مہدی کو صحابۂ کرام کے بعد تمام اولیا پر قیامت تک بزرگی حاصل ہے یہ ایک طے شدہ اور مسلّمہ امر ہے۔ اس لیے یہ بات مسلّمہ امر کے خلاف ہے۔ اور بدعت اور گمراہی ہے۔

میرے عزیز۔ حضرت غوث اعظمؒ اپنے اوپر امام مہدی کی فضیلت کو بُرا نہیں سمجھتے، اور جب وہ بُرا نہیں سمجھتے، تو پھر بُرائی کیسے کریں گے، کیونکہ عالم کو علم اللّدنی کی تعلیم محض اللہ کے فضل سے ہے۔ اور احادیث کے مطابق ایسا عالم بھی امام مہدی کی فضیلت کو اپنے اوپر روا سمجھتا ہے۔

سوال۔ اگر ان بزرگوں کا ماننے والا کوئی شخص ان چاروں باتوں کا قائل ہو۔ اور عبارت کے ظاہر پر عقیدہ رکھتا ہو۔ اور اس کو فرطِ محبت کا نام دے، تو اس کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟

جواب یہ فرطِ محبت کی وجہ سے نہیں، بلکہ فرطِ حرص و ہوا سے ہے۔ اور اپنے پیر کی مخالفت کرنا، اس سے بدی کرنا ہے، اور اس بات میں ان کی ناراضگی ظاہر ہے۔

Marfat.com

مشکل یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی طرح، پیروکاروں کے عقیدوں سے خود پیشوا بھی زیرِ عتاب آجاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالٰے نے حضرت عیسٰی علیہ السلام سے فرمایا "کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ تعالٰے کے علاوہ خُدا مانو......" تو متبوُع (جن کی پیروی کی جاتی ہے) سجدہ میں گر کر نجات چاہیں گے۔ اور کہیں گے "تیری ذات پاک ہے، ہم نے انہیں تیرے اس حکم کے سوا کچھ نہیں کہا، کہ اللہ کی عبادت کرو، جو ہمارا اور تمہارا ربّ ہے۔" اس لیے ہر پیروکار پر لازم ہے، کہ ان کی اطاعت کرے اور ایمان لائے، اور اس کے پیشوا حق پر ہیں۔ جو کچھ وہ کہیں، اس پر ایمان لائے، اور اس میں کوئی باطل دخل نہیں دے سکتا یا پھر ایسی دلیل دے، جو صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دے۔

سوال۔ چونکہ ایسی باتوں کے ماننے سے چُھٹکارا شاذونادر ہی ہوتا ہے، اس لیے ان چاروں اقوال سے جو کچھ مقصود ہے، ان کی تاویل بیان فرمائیں۔

جواب۔ ہم جیسے کم علم رکھنے والوں کی کیا بساط ہے کہ اپنی طرف سے ان متشابہ اقوال میں دخل اندازی کریں، لیکن ہمارے عزیزوں نے ان اقوال کے بارے میں جو کچھ کہا ہے، وہ اللہ تعالٰے کے اس حکم کے مطابق کہ "اپنے ربّ کی نعمت کا اعتراف کرو" کچھ عرض کرتا ہوں۔ اسے غور و فکر سے سنیئے۔ جب عَینیّت کی بات ماننے والے نے یہ جان لیا کہ دو عدموں کے درمیان غیر کا وجُود اس طرح ہے، جس طرح دو خُونوں کے درمیان خرابی کو پاک کرتا ہے اور یہ بات کہنے والا تمام داخلی اور خارجی تعلقات کا مُنکر ہے اور حقیقت میں وہ کلمہ طیبہ کے معنی سے چھٹکارا پاکر یہ چاہتا ہے کہ توحید کی حقیقت کے متعلق بات کرے۔ وہ دیکھتا ہے کہ علم کا وجُود، جو غیر کی نفی کرنے میں تمیز رکھتا ہے، باقی ہے اس لیے وہ کلمہ طیبہ کی حقیقت میں پناہ تلاش کرتا ہے۔ تاکہ علم کی دُوئی بھی ختم ہو جائے اور موجُودِ حقیقی کی مدد سے علم بھی عالم کے ساتھ صحرائے

نیستی سے نکل جائے۔ پس جب شہود کے لواحق میں سے کوئی شاہد باقی نہیں رہتا اور مشہودِ حقیقی اور اس کی صفات میں سوائے شہود کے، کوئی علم اور تمیز باقی نہیں رہتی، تو پھر اس کی تحقیق کیجیے۔ اور جب صُورِ حقیقی پھونکا جاتا ہے تو اس کے سوا ہر شے مٹ جاتی ہے "لا" کا لفظ بھی اسی طرح ہر شے کو مٹا دیتا ہے، جس طرح اسرافیل صُور پھونکنے کے بعد کوئی شے باقی نہیں رہتی تو پھر اللہ تعالیٰ شہود کے تمام لواحق کے سامنے "کلمہ ہمہ اوست" سے کلام کرتا ہے، یعنی جب اس کے سوا کوئی باقی نہیں رہتا، جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے "جس روز صُور پھونکا جائے گا، تو پھر اللہ کے سوا کوئی باقی نہیں رہے گا۔ صُور اور صاحب صُور (اسرافیل) سمیت سب کچھ مٹ جائے گا۔ تو پھر وہ بلا واسطہ، بلا مظہر، اور بلا مخاطب کلام کرے گا۔ "آج خدائے واحد القہار کے سوا کون بادشاہ ہے"۔ پس جب یہ تحقیق ہوگئی، تو یہ دونوں طرح ثابت ہے۔ یہ قولِ حق ہے اور کسی غیر کی شرکت کے بغیر سوائے پہلی مظہریت کے اس کا کلام ہے۔

جہاں تک "لوائی فوق لوائی محمد" کا تعلق ہے۔ یہاں لواء سے مراد پیش رو (آگے آگے چلنے والا) ہے۔ جیسا کہ معراج میں حضرت جبرئیل علیہ السلام رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیش رو تھے۔ اس لیے پیش رو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فوقیت نہیں رکھتا اور اگر کہا جائے کہ آنحضرت کی پیش روی میں تمام دنیا شریک ہے، تو اس دعوٰے کرنے والے کی خصوصیت کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ عوام آنحضرت کے بے شمار سایوں کے وسیلوں کی نسبت سے پیچھے پیچھے چلنے والے ہیں، جبکہ بات کہنے والا ان سایوں کو قطع کر کے آگے نکل گیا ہے اسلئے وہ پیچھے چلنے والا نہیں رہا بلکہ آگے آگے چلنے والا ہے۔ دونوں میں فرق صاف ظاہر ہے۔

اور حضرت ایشاںؒ کا قول کہ میں اپنا مقام حضرت صدیقِ اکبرؓ کے مقام سے بھی

Marfat.com

بلند پاتا ہوں۔ اس معنی میں ہے کہ جب انھوں نے اولیائے طریقت کے قدموں سے اپنی استعداد کے مطابق عُروج کا مرتبہ حاصل کر لیا، تو صحابہ کرام کے زیرِ قدمی ہونے کی صفت پالی۔ اور جہاں ہر زیرِ قدمی ختم ہوتی ہے، وہاں حضرت صدیقِ اکبرؓ کی زیرِ قدمی شروع ہوتی ہے اور چونکہ حضرت ایشانؒ نے اپنی استعداد کے مطابق اس زیرِ قدمی سے نصیب حاصل کیا ہے۔ اور پھر اس زیرِ قدمی میں اگر حضرت صدیقِ اکبرؓ کے کمالات کی بدولت وہ کسی خاص مقام پر متمکن ہو گئے، تو انہوں نے اس صاحب قدم اور ترقی کی استعداد رکھنے والے کو آنحضرت کے قدموں میں لا ڈالا۔ اور چونکہ ہر زیرِ قدمی کو اس صاحبِ قدم کی قوتِ استعداد کے طفیل اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے خاص مقام عطا کیا ہوا ہے، اس لیے حضرت صدیقؓ نے بھی اپنی قوتِ ہدایت سے حضرت ایشانؒ گران سے کے رُشد و ہدایت قبول کرنے کی اہلیت کی وجہ سے (اپنے زیرِ قدم کو) مقامِ خاص عطا فرمایا اور اس طرح انہوں نے حضرت رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی زیرِ قدمی میں استعداد کے مطابق خاص مقام پایا ہے۔ اس لیے عرُوج میں یہ تمام مقامات جو ہر زیرِ قدمی میں حضرت ایشانؒ کو عطا کیے گئے تھے، حضرت ایشانؒ کے نام سے بحال ہیں اور انہی کی ملکیت میں ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک کو دوسرے پر برتری اور فوقیت حاصل ہوتی ہے، اسی طرح صحابہ کرام میں بھی فَوقیت و اوّلیت مسلّم ہے۔ چنانچہ اس سے واضح ہو گیا کہ حضرت ایشانؒ کے قول میں بلا تردّد بعض باتیں چھوٹ گئی ہیں یعنی وہ مقام جو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مجھ کو عطا کیا ہے، اس مقام کے نیچے ہے، جو حضرت سرور کائنات کی زیرِ قدمی نے ہم کو عطا فرمایا ہے اور یہ بات ظاہر ہے، کسی سے پوشیدہ نہیں۔

میرے عزیز! حضرت ایشانؒ کا یہ قول کہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پس رو (پیچھے چلنے والا) ہوں، بلا وہم خلافتِ مذکورہ کے معنی کو پیش کرتا ہے۔

Marfat.com

اَب میں حضرت غوث الثقلینؒ کے قول کا مطلب بیان کرتا ہوں۔ میں اللہ سے مدد مانگتا ہوں، تاکہ کسی غلطی میں نہ پڑ جاؤں۔

معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت حمادؒ حضرت غوث الثقلینؒ کے ہم عصر تھے حضرت غوثؒ اس وقت ابھی چھوٹی عمر کے تھے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بچہ اپنے وقت کے تمام اولیاء پر فضیلت رکھے گا۔ نیز حضرت غوثؒ کی وفات کے ایک مدت بعد حضرت شیخ فریدؒ سے اس قول کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں بھی اس وقت موجود ہوتا، تو ان کے قدموں کو اپنی آنکھوں پر رکھتا۔ بزرگوں کے ان دو اقوال سے معلوم ہوا کہ اُن کے قدم اس وقت کے اولیاء اللہ کی گردنوں پر تھے، بعد کے اولیا کی گردنوں پر نہیں۔ اور حضرت پیر دستگیر بنوریؒ نے اس قول کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ ان سے پہلے اور ان کے بعد کسی ولی کو قطبیت اور غوثیت کے دونوں مراتب پر بیک وقت فائز نہیں کیا گیا۔ چونکہ ان کو ان دونوں مرتبوں پر ایک ہی وقت میں فائز کیا گیا، چنانچہ یہ ان کی خصوصیت تھی۔ اس لیے اگر یہ کہوں کہ وہ قطب اور غوث، جن کو آپ کی وفات کے بعد قطب یا غوث کا مرتبہ الگ الگ بخشا گیا، اُن کے قدموں کے تلے ہیں، تو جائز ہے، اور یہ کہنا بھی جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان مناصب پر حضرت غوثؒ کی رُوح کے طفیل فائز کیا ہے، اور ان کی زیر قدمی دوسروں کے لیے غوثیت کا مرتبہ رکھتی ہے اور جو غوثیت کے مرتبہ سے آگے نکل گیا، وہ امامت کے مرتبے سے جا ملا۔ وہ اس زیر قدمی سے باہر ہے، اور یہ جائز ہے کہ اس مرتبہ پر جو غوثیت سے اُوپر ہے، ان کے برابر ہو جائے۔ سبحان اللہ کتنی کم اندیشی ہے، کہ عروج کے مراتب، غوثیت تک محدود کرتے ہیں، امامت کا مرتبہ غوثیت کے رتبہ سے اُوپر ہے اور خلافت کا مرتبہ امامت کے مرتبہ سے اُوپر ہے۔ اُسے محدود کرنا جہالت ہے

میرے عزیز! وہ حضرت غوثؒ سے مخاطب ہیں نہ کہ امام یا خلیفہ سے حضرت امام مہدی، امامت اور خلافت، دونوں پر فائز ہیں، جو کہ مرتبۂ غوثیت سے اُوپر

Marfat.com

ہیں۔ اور خلافت و امامت دو ایسے مرتبے ہیں، جو جلی اور خفی ہیں اور ہر ولی جو اصحاب کرام اور حضرت امام مہدی کے علاوہ ہے اور غوثیت کے مرتبہ سے بلند ہو گیا، وہ امامت یا خلافت کے کمالات تک پہنچ گیا۔ وہ امامتِ خفی یا خلافتِ خفی تک پہنچا ہے اور خلافتِ جلی صرف صحابۂ کرام رضی کی خصوصیت ہے۔ اور ان کے بعد حضرت امام مہدی کا حصّہ ہے، اس لیے سمجھنا چاہیے کہ جس وقت کوئی ولی خلافتِ خفی سے بہرہ مند ہوتا ہے، تو وہ اس شخص سے جو غوثیت کے مرتبہ پر فائز ہے، خواہ اس میں دو مناصب جمع ہو گئے ہوں۔ یعنی قطبیت اور غوثیت، پھر بھی اعلےٰ و برتر ہے۔ خلیفۂ جلی، خلفائے راشدین سے نسبت رکھتا ہے اور اُن کی فضیلت احادیث میں ثبت ہے۔ اُن کا کیا بیان کیا جائے اور کون ہے، جو ان کی گہرائی کو پا ئے؟

میرے عزیز! حضرت غوثؒ کا یہ قول کہ اگلوں کے سورج ڈوب گئے، اور ہمارا سورج ہمیشہ بلند افق پر رہے گا اور کبھی نہیں ڈوبے گا، اُن لوگوں کے بارے میں ہے، جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ اور جو لوگ ان کے بعد آئیں گے اور آئے ہیں، ان کی خبر نہیں دیتے اور یہ جائز بلکہ واقعہ ہے کہ بعض آنے والوں کے سورج بھی غروب نہیں ہوں گے، اور آخری سورج خاتم الانبیا کی سنت پر خاتم الولایت ہو گا اور اُسے تمام توابع پر بزرگی اور فضیلت حاصل ہو گی ظاہر ہے کہ تمام اولیاء کا خاتم امام مہدی ہے اور سوائے صحابۂ کرام رضی کے جس کسی نے خود کو امام مہدی پر فضیلت دی، تو اُس نے صاف صاف غلطی کی۔ اس پر واجب ہے کہ وہ توبہ کرے اور عقیدہ سلف کی طرف لوٹ آئے۔

Marfat.com

مکتوب : ۲۳

مومنوں کی اقسام کی تحقیق میں۔

مومن چار قسم کے ہوتے ہیں (۱) منحرف (۲) مقید (۳) متوجہ (۴) سالک۔

منحرف وہ ہے جو مجُوب تک پہنچنے والا اور حاضر سے ملنے والا ہو۔

مقید وہ ہے، جو غفلت کے حجاب میں پڑ کر گناہ میں مبتلا ہو گیا ہو اور قید میں پڑ گیا ہو، اُس کا علاج ندامت اور اللہ تعالےٰ سے توبہ کرنا ہے۔ جب تک توبہ کی قبولیت کے آثار پیدا نہ ہوں، اُس کے حق میں دُوسرے تمام کلمات سے زیادہ نفع بخش استغفار ہے۔ جب توبہ قبول ہو جائے اور اللہ کا خاص فضل رہبری کرے، تو پھر منزل طے کرنے کی طرف متوجہ ہو گا۔ اس دوران اس شخص کو توجہ کی بنا پر سالک کہا جائے گا۔ اور جب راہ کے پردے مثلاً شہوت اور خواہش ہوں، جن کا تعلق جھوٹے خدا سے ہو، تو ان دونوں سے تعلق وحدت خدائے حقیقی کے انوار کے ظہور کو روکتا ہے۔ اس کا علاج کلمہ طیبہ کی تکرار (وِرد) ہے۔ جب تک خواہش و شہوت کی رکاوٹوں کے دُور ہونے کے آثار یقینی نہ ہو جائیں، کلمہ طیبہ کی تکرار بالخصوص اس کے پہلے جُز یعنی لاالٰہ الاّ اللہ کی تکرار اس کے حق میں شفا بخش اور کافی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے خصوصی فضل کے بعد جب مذکورہ بالا رکاوٹیں دُور ہو جائیں گی، تو وہ مجُوب تک پہنچنے والا ہو جائے گا۔ اگرچہ بعض لوگ یہ منزل طے کر لیتے ہیں، لیکن وہ مجلسِ خاص کی دربانی پر ہی رہ جاتے ہیں اور انہوں نے صاحبِ خانہ سے واقفیت پیدا نہیں کی ہوتی۔ اس مقام پر اس شخص کو کلمہ کی صورت کی ضرورت کم پڑے گی، بلکہ اس کو نفع پہنچانے اور پردہ اٹھانے کے لیے لفظ اللہ زیادہ کام آئے گا، کیونکہ یہ اسم مُعظّم ہے اور اللہ تعالےٰ کی، جو محبوبِ حقیقی ہے، تمام صفات کا مجموعہ ہے۔ جب اللہ تعالےٰ کی حقیقی محبت مدد کرے گی اور اس لفظِ معظّم کی تکرار اسم کو یاد کرے گی، تو اس اسم کی یاد داشت اسے اس اسم کے مسمّٰی سے

Marfat.com

واقف کو دیگی۔ اور پھر آناً فاناً شہود و حضور کے مرتبے اس صاحب ولایت پر کھل جائیں گے۔ اس موقعہ پر اس واصلِ حاضر کا کلام کے ذریعے بولنا اور لفظ کو ادا کرنا، اگرچہ وہ لفظ اللہ ہی ہو، مسمیٰ کے حضور میں بے ادبی سمجھا جاتا ہے، سوائے اس کے کہ اُسے ایسا کرنے کا حکم دیا جائے۔ اس مقام پر شہود کا مطالعہ اس خاص شخص کو ایسے مقام پر پہنچا دے گا، جہاں اُس کی آنکھوں میں متعدد خارجی اور باطنی اشیا کا ظہور و شہود سوائے اس واحد حقیقی کے وُجود کے کچھ نہیں ہو گا۔ چونکہ متعدد اشیائے ظلی کی موجُودات، وجُودِ حقیقی کے سوا کوئی ثبوت و قیام نہیں رکھتیں، اس لیے ہر وہ وجُود جو اپنی بقا کے لیے دُوسرے کا محتاج ہو۔ درحقیقت اپنا اطلاق صُورت پر کرتا ہے۔ وجودِ حقیقی پر نہیں کرتا۔ اس لیے اگر ساوڑں کے تمام مراتب میں وجُود ہے، تو وہ اُس موجُودِ حقیقی کا ظہور ہے۔ اگر ثبوت نفسی ہے، تو اسی ثابت نفس الامری کا ظہور ہے۔ اس لیے یہ عارف اس مرتبہ پر پہنچ کر ان مظاہر کے اندر سوائے وجُودِ واحد کے اور کچھ نہیں پاتا۔ اور یہ باطنی دید "ہمہ اوست" (سب کچھ وہی ہے) کہلاتی ہے اور اس کے باطن پر واضح ہو جاتی ہے اور بعض اوقات باطن میں اس نسبت کے ظہُور کے غلبہ کی وجہ سے یہی کلمہ اس کی زبان پر آجاتا ہے اور چونکہ وہ ظاہر ہیں، اس سایہ کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتا اس لیے کُفر کے سایہ سے وجُود کی نفی شمار کرتا ہے، اور نہیں جانتا کہ سایہ نُورِ وجُودِ حقیقی کی نسبت کی نفی سے گواہ ہے اگرچہ کوئی عقل مند ظِل کی ظلمت سے انکار نہیں کرتا لیکن جو اصل کی حقیقت ہے، اُس کی نسبت سایہ کی طرف اصل میں سایہ کی شرکت سمجھتا ہے، اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے "اس کے حکم میں کوئی شریک نہیں"۔

میرے عزیز ظِل (سایہ) کچھ نہیں، سوائے اس کے کہ اللہ تعالےٰ اپنے کمالاتِ ذاتی کے ظہور سے ظلی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، لیکن کوئی حلُول یا اتحاد نہیں ہوتا۔

Marfat.com

اور چونکہ وجودِ حقیقی، جو اصل ہے، کا سایہ میں ظہور دو مرتبوں میں ہے، ایک علمِ حقیقی کے کمالات سے فیضِ کمال کے ظہور کے بغیر۔ لہٰذا وہ سایہ، جو ظہورِ علمی سے فیض یاب نہیں ہوتا اور وجودِ ظلی کی ہستی کی حقیقت سے آگاہی نہیں رکھتا نیز وجودِ صوری کو وجودِ حقیقی سمجھتا ہے، اس کا نام ظابین (دوہم زلف) رکھا گیا ہے اور دوسرے کو چونکہ علمی ظہور سے نوازا گیا ہے۔ اس لیے اسے سایہ میں وجودِ حقیقی کے مشاہدہ سے سرفراز کیا گیا ہے۔ یہ ہے اربابِ شہود کی کثرت میں وحدتِ وجود۔ اور وحدتِ وجود کے دو مرتبے ہیں۔ پہلا مظاہرِ کثیرہ میں مشاہدۂ وحدت، اس کو کثرت میں وحدتِ وجود کہتے ہیں۔ اس مرتبہ کا مالک ظلیت (سایہ پن) کے درجے سے ترقی نہیں کرتا۔ اگر مثال کے طور پر درمیان میں سے ظل کو دور کر دیں، تو وہ محجوب ہو جائے گا۔ اس وصل کو جبلی وصل کہتے ہیں۔ اگرچہ وہ ظاہر بینی کی منزل سے آگے نکل گیا ہو، اور اُسے راہِ حقیقت مل گئی ہو لیکن ظلیت کے لباس کے بغیر اسے اصل تک راستہ نہیں ملتا۔ اس لیے ابھی اس کا کام نامکمل ہے اور ظلیت کی حجت درمیان میں حائل ہے اور جب اللہ تعالےٰ کا خاص فضل رہبری کریگا، اور اسے کھینچ کر قبولیت تک پہنچا دے گا، تو اس شخص کا معاملہ اصلی علم لدنی کے ذریعے دوسری طرح کا ہو گا۔ اور وہ ظلیت سے نکل کر وحدتِ وجود سے کثرت کی طرف تحقیق کرے گا۔ اور اگرچہ یہ دونوں ظل سے وجودِ حقیقی کی نفی میں اتفاق کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ کثرت میں صاحب وحدتِ وجود مظہر کی قید میں ہوتا ہے، اس لیے وہ غلبۂ ظہور کی وجہ سے مُظہِر در مَظہر کو عین مُظہِر سمجھتا ہے اور ظہور کے غلبہ کی شدت کی وجہ سے مَظہر کو مُظہر نہیں سمجھتا، کیونکہ مَظہر کو عین مُظہر جاننا غیر کو وجود کی حقیقت میں شریک جاننا ہے اور کثرت میں واصلِ وجودِ وحدت سایوں کی کثرت کے باوجود، وجودِ حقیقی کی حقیقت کو مراتبِ ظلال سے ماورا پاتا

Marfat.com

ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ سمجھ لیتا ہے کہ میرے وجود کی حقیقت اپنے کمالات کے ظہور کی وجہ سے تمام مظاہرِ بے قید" میں"۔ ایک قسم کی قید کے اطلاق سے ظاہر ہے اور اس عارف کے زمانے میں مطلقِ حقیقی کے علم کا مظہر بلاشبہ ظلیت ہوگا اور یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔ اور اتنی تشریح و توضیح کے باوجود اگر کوئی شبہ ہے، تو وہ اس مسئلہ کی گہرائی کی وجہ سے ہے، جو دلیل کے اٹھ جانے پر موقوف ہے۔

مکتوب : ۲۴

میاں الہ دینؒ کے نام جو طریقۂ قادریہ میں ہیں۔

میں شیطانِ مردود سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور" اپنے دل میں اپنے اللہ کو یاد کر! گڑگڑا کر، اور چھپ کر، صبح اور شام، بغیر اس کے کہ آواز بلند ہو"۔

سعادت مند اور عزیز بھائی میاں الہ دینؒ۔ فقیرانہ سلام کے بعد عرض ہے کہ ایک عزیز سے سنا تھا کہ آپ مراقبہ اور سکوت کے بارے میں شک و شبہ رکھتے ہیں، حالانکہ یہ طریقہ فقرا کو اولیا اللہ سے اور ان کو اصحابِ رسول سے اور صحابہ کرامؓ کو خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم سے ملا ہے۔ امید ہے کہ عزیز کا یہ شک و شبہ استفسار کی غرض سے ہوگا، انکار کی غرض سے نہیں۔ کیونکہ اس امر کا انکار بہت بڑی مصیبت ہے۔ چنانچہ فقرا کے اس طریقۂ مراقبہ و سکوت کے بارے میں چند باتیں لکھی جاتی ہیں۔ ممکن ہے کہ ان سے آپ کے شکوک و شبہات دور ہو جائیں۔

معلوم ہونا چاہیے کہ ایمان کے دو رُکن ہیں۔ تصدیق اور اقرار۔ اصلی اور دائمی رکن تصدیق ہے اور اقرار عارضی اور وقتی رُکن ہے۔ اور یہ تصدیق کی

Marfat.com

شاخ[1] ہے۔ اقرار ساری عمر میں ایک بار کافی ہے۔ بلکہ بعض جگہ قوتِ گفتار کے باوجود اگر جان کا خطرہ ہو یا تصدیق کے باوجود اقرار کا اظہار نہ بھی ہو، تو یہ پھر بھی ایمان کے منافی نہیں، چنانچہ سمجھ لینا چاہیے کہ ان دونوں ارکان کے کئی متعلقات اور توابع ہیں اور وہ جو ذکرِ قلبی ہے، وہ تکرار، یاد داشت، حضوری، دائم آگاہی غم، فکر، خضوع وخشوع کی بدولت ہے، اور یہ دل کی خاصیت ہے۔ اور تصدیق کے متعلقات اور توابع میں سے ہے اور وہ جو زبان کے ذکر کی بدولت الفاظ تسبیح، تہلیل، نماز، تلاوت قرآن وحدیث وغیرہ، دین کے ظاہری علوم کا پڑھنا ہے، وہ اقرار کے متعلقات وتوابع میں سے ہے۔ اس لیے مومن کو اصلی رکن یعنی تصدیق سے کسی وقت بھی گریز نہیں۔ بلکہ اگر خانہ دل ایک لمحہ کے لیے بھی تصدیق سے خالی ہو جائے، تو کفر پیدا ہو جاتا ہے اور ایمان اٹھ جاتا ہے۔ اسی طرح تصدیق کے متعلقات وتوابع کے بغیر ایک لحظہ کے لیے بھی نہیں رہا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت غم وفکر اور خشوع وخضوع میں

---

[1] جب کوئی شخص رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے اسلام قبول کرتا تھا، تو حدیث پاک کہ "اللہ اور بندے کے درمیان ستر ہزار حجاب ہیں" کے بموجب ایمان لاتے ہی وہ تمام پردے اٹھ جاتے تھے۔ رسولِ کریم کے بعد جو ظاہری علوم اور باطنی اسرار کے جاننے والے تھے، ان کے توابع روزِ قیامت تک اتنے بلند استعداد ہیں کہ بعض صرف تعلیم سے ہی اہل انکشاف بن جاتے تھے۔ اور بعض کو ریاضت اور توجہ کی ضرورت ہوتی تھی، اسی لیے طریقۂ سلوک شرع کے مطابق مقرر کیا گیا، تاکہ پراگندہ نہ ہو جائیں اور آنکھیں بند کرنا۔ کان بند کرنا اور گوشہ نشینی اختیار کرنا مقرر کیا گیا۔ اے صاحب تمیز! غور سے دیکھ ان میں کون سی بات شرع کے خلاف ہے۔

Marfat.com

ہوتے تھے، اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اللہ اُس وقت میرے ساتھ ہوتا ہے، جب کوئی مقرب فرشتہ یا کوئی اور نبی وہاں نہیں آسکتا"۔ آپ نے یہ بھی فرمایا" میری آنکھ سوتی ہے، لیکن میرا دل نہیں سوتا"۔ اور اسی قسم کی متواتر اور مشہور احادیث موجود ہیں، جو حضور کے باطنی ذکر و فکر کی وضاحت کرتی ہیں۔ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا یہ قول کہ" میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے" چشمۂ باطنی سے جوش مار کر ابھرا ہے۔ اور دوسرے اولیا اللہ کے بارے میں کہاں تک بیان کروں، کیونکہ کاغذ تنگ ہے۔ اور اتنی تفصیل کی گنجائش نہیں رکھتا۔

اور اقرار، رکنِ فرعی ہے اور یہ تصدیق کی شاخ ہے، چونکہ یہ عارضی و وقتی ہے، دائمی نہیں، اس لیے اس کے متعلقات بھی وقتی اور عارضی ہیں، جیسا کہ نماز وغیرہ کہ بعض حالات میں ان کا ادا کرنا ممنوع ہے، جیسا کہ جنابت کے وقت، بیت الخلاء میں یا جماع کے وقت، اور استنجا کے وقت، برہنگی کی حالت میں اور پیشہ ورانہ بات چیت کرتے وقت، اقرار کے ان متعلقات کے ادا کرنے کو ممنوع فرمایا گیا۔ اس لیے دانا آدمی کو چاہیے کہ حقیقتِ کار پر نظر کرے، اور جان لے کہ وہ ذکر اور حضوری، جو صبح و شام چاہیے، ایسا ذکر ہے کہ تصدیق کی طرح ہم اس سے ایک لحظہ کے لیے بھی غافل نہیں رہ سکتے اور یہ ہماری ذات پر لازم ہے اور چونکہ یہ بات علمائے ظاہر کے درس کے ذریعے ہاتھ نہیں آسکتی، کیونکہ وہ شرعِ ظاہر کے وارث ہیں اور تکرار لسانی کے لیے وقت مقرر کیے گئے ہیں، اسلئے ضروری ہے کہ علمائے باطن کا دامن مضبوطی سے پکڑیں، جو فقرا ہیں، اور شرع کی باطنی حقیقت کے وارث اور دائمی اور حقیقی حضوری سے بہرہ یاب ہیں، جیسا کہ اولیائے کرام کی سنت ہے، تاکہ ان سے فیض یاب ہوں۔ اور میں بعض اہل جہر کے ذکر کے متعلق بات نہیں کرتا، جو مدعا تک پہنچنے کی خبر نہیں دیتا کیونکہ زبان کا ذکر لقلقہ (سخت آواز) ہے۔ قلب کا ذکر وسوسہ (زیور کی جھنکار)

Marfat.com

ہے۔ اور روح کا ذکر خوشی و مسرت ہے۔ یہ اصول اولیا کا مقرر کردہ ہے۔ لیکن جس شخص کو دل اور روح کا ذکر حاصل نہ ہو، اس کے لیے ضروری ہے کہ زبان کا ہی ذکر کرے اور طلب کرتا رہے، حتیٰ کہ اسے باطنی ذکر بھی نصیب ہو جائے۔

مکتوب : ۲۵

نورِ محمدی کے اظہار کے بارے میں۔

سب تعریف اس کے لیے ہے، جس نے نورِ محمدی کی تخلیق کی۔ اس نے ارادہ کیا، اور اُسے الہامی علم کے مرتبے میں تعینِ اول کہا اور اُسے الوحدت کا نام دیا اور وحدتِ حقیقی میں نورِ محمدی کے تمام متضمنات شامل ہیں اور اسے تعینِ ثانی کا نام دیا گیا ہے، اور یہ اصطلاح نزلاتِ خمسہ والوں کی رکھی ہوئی ہے۔

ہمارے شیخ المشائخ شیخ آدمؒ نے فرمایا کہ حقیقتِ محمدی ایک جامع ذات ہے، جو ہر قسم کے زوال سے پاک اور منزہ ہے۔ پس جاننا چاہیے کہ حقیقت کا اطلاق کئی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہاں حقیقت سے مراد مبداءِ فیض ہے۔ وہ حقیقت نہیں، جو جنس اور نوع سے مرکب ہوتی ہے کہ اس پر اعتراض کیا جا سکے۔ چونکہ اس بات کی تحقیق بالمشافہہ طویل گفتگو کی متقاضی ہے، اس لیے اسے آپ کی حاضری پر اٹھا رکھا جاتا ہے۔

فقیر کو ان دنوں سے جب کہ مکمل جلاب لیا تھا، اب تک پیٹ میں مروڑ اٹھتا ہے اور ہر روز آٹھ سے لے کر دس تک دست آ رہے ہیں۔ آپ کے یہاں آ جانے کے بعد مفصل بات کی جائے گی۔ ابیات۔

چونکہ بے رنگی اسیرِ رنگ شد موسیٰؑ با موسیٰ اندر جنگ شد
چوں بہ بے رنگی رسی کاں داشتی موسیٰ و فرعون دارند آشتی

Marfat.com

(ترجمہ) چونکہ بے رنگی ، رنگ کی قید میں آگئی ، اس لیے موسیٰ ، موسیٰ کے ساتھ لڑ پڑا جب تو بے رنگی تک پہنچ جائے گا ، تو موسیٰ اور فرعون کے درمیان آشتی ہو جائے گی ۔

یہاں بے رنگی سے مراد وہ مرتبہ اطلاق ہے جس کا تعین نہیں کیا جا سکتا ۔ رنگ سے مراد مظاہر کی کثرت ہے ، اور اسیر ہونے سے مراد نورِ آفتابِ وحدت سے آبگینوں میں روشنی کا انعکاس ہے اور موسیٰ سے موسیٰ کا جنگ کرنا ایک نبی کی شریعت کا دوسرے نبی کے ہاتھوں منسوخ کیا جانا ہے ۔ اور بے رنگی کا حصول ہدایت کی طرف رجوع کرنا ہے اور موسیٰ و فرعون کا صلح کرنا ، ظاہری مقابلے کا ختم ہونا اور ذمہ داری کی بساط کا اُٹھ جانا اور رنگا رنگ کے مختلف آبگینوں کو ختم کر دینا ہے کیونکہ وہ کثرتِ اعداد کا سبب ہے ۔ مندرجہ بالا ابیات کی یہ شرح میر محمد رضا عفی عنہٗ نے کی ہے ۔

لیکن فقیر یہ کہتا ہے کہ جو کچھ مخدومی میر محمد رضاؒ نے مذکورہ بالا اشعار کی شرح میں کہا ہے ، اگرچہ بہت پاکیزہ اور خوبصورت ہے ، لیکن یہ مطلب شیخ فانی کی مناسبت سے معلوم ہوتا ہے ، کیونکہ صاحبِ فنا کے لیے ظاہری کمزوری اور تقییدات کے مرتبے ہیں ۔ حتیٰ کہ علمِ فنا بھی جب فانی شخص میں باقی رہ جائے ، تو پھر بھی انہوں نے اس کے حق میں آدھی فنا ثابت کی ہے ۔ اس لیے میر مرحوم نے ان اشعار کی شرح میں بیرنگی تک پہنچنے کو اضمحلال کا پابند ہونا ایک عارف کی نظر سے کہا ہے ۔ عارف کا تعین کیا ہے اور غیر عارف کا تعین کیا ؟ اس معنی میں چند سوالات پیدا ہوتے ہیں ۔ پہلا سوال یہ ہے کہ بیرنگی کا اسیر ہو جانے کی وجہ سے آفتاب کے نور سے بے شمار آبگینوں کے انعکاس سے جو مراد لی گئی ہے ، اس میں دو شبہات پائے جاتے ہیں ۔ ایک یہ کہ جو کچھ آبگینہ میں منعکس ہوتا ہے ، اس کی

Marfat.com

حقیقت تو بیان کر دی گئی ہے، لیکن خود آبگینہ کی حقیقت کے متعلق کچھ نہیں بتایا گیا، کہ آیا وہ مستقل ہے یا نورِ آفتاب کا پرتو ہے۔ دوسرا یہ کہ بیرنگی تک پہنچنے کو ہر لحاظ سے سالک کا اضمحلال بیان کیا گیا ہے، اور پھر اس مقام پر حضرت موسیٰؑ کی فرعون کے ساتھ صُلح قرار دی گئی ہے اور صُورت یہ ہے کہ اس مقام پر ان دونوں کا نام و نشان بطورِ ذات تصور میں نہیں لایا جا سکتا، کیونکہ اس مرتبہ پر نام کا ثبوت پیش کرنا اضمحلال کے منافی ہے۔ اس لیے صُلح جو اُن کی صفت ہے، اسے ثابت نہ کرنے کے بغیر ان کی ذات تحقیق شدہ نہیں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ موسیٰؑ کی موسیٰؑ سے جنگ کرنے سے مراد دوسری شریعت کو منسوخ کرنا ہے۔ اور چونکہ جنگ مخالفت کا تقاضا ہے اور ناسخ و منسُوخ کی وجہ سے کسی ایک کو دوسرے سے کوئی مخالفت نہیں ہوتی۔ بلکہ منسُوخ خود اپنے وقت پر منسُوخ کرنے والے کا محبُوب ہوتا ہے، اس لیے جنگ کی تحقیق میں شبہ ہے۔ المختصر مذکورہ بالا اشعار کے معانی کسی شخصِ باقی کی شان کے شایاں ہیں، ایسا شخص جو باقی کامل ہو۔ تحقیق کے مطابق اللہ تعالےٰ ہی ازلی اور باقی اور جمال و جلال کی صفات سے مَوصُوف ہے اور ان دونوں عظیم صفات میں ہر صفت اپنے ظہور کے اقتضا کے باوجُود، بالخصوص اپنی خصوصیت کے لحاظ سے، کسی دوسری صفت کے ظہُور کی مقتضی ہے، اور ظہورِ ازلی کے وقت ہرگز ایک دوسرے کی مخالف نہیں تھی۔ جیسا کہ لَا ھُوَ اور لَا غیرہٗ سے ظاہر ہے۔

حضرت مولانا رومؒ کے مذکورہ بالا[1] اشعار کی شرح بعض عزیزوں نے یوں

---

[1] اسیر رنگ کہنا اسی بات کی دلیل ہے ورنہ اس کا اطلاق عالمِ ارواح اور حق تعالےٰ پر کیسے کیا جا سکتا ہے، اور کون کر سکتا ہے رُوح نہ سرخ ہے نہ سفید اور نہ سیاہ و زرد، وہ مجھُول الکیف ہے اور حق تعالےٰ بے کیف ہے۔ پس اسے سمجھئے۔

Marfat.com

کی ہے کہ بے رنگی سے مرتبۂ اطلاق، اور رنگ سے مرتبۂ تقید اور اسیر ہونے سے مختلف مراتب میں ظہورِ انعکاس مراد ہے اور تقید میں صُلح کو محال سمجھا ہے، لیکن اس عاجز کے دل میں یہ خیال ڈالا گیا ہے کہ بیرنگی سے مراد ان کا شرعی تکالیف سے مبرا ہونا اور مرغوباتِ طبیعت کی طرف عدم میلان ہے اور یہ دونوں عالم ارواح کے مرتبہ سے متعلق ہیں۔ اور وہ بھی اس وقت جب کہ ابھی انہوں نے جسمانی تعلق اختیار نہیں کیا تھا۔ کیونکہ ارواح کی حیثیت سے سب کی آپس میں صُلح ہے، اور جنگ کی وجہ شریعت کی پابندیاں اور طبعی مرغوبات سے تعلق رکھنا ہے، جن کا تصوّر کیا جا سکتا ہے۔ اور جب ہر ایک روح جسم میں اسیر[1] ہو جاتی ہے اور طبعی مرغوبات کی طرف مائل اور شریعت کی پابندیوں کی مکلف ہو گئی، تو اس وقت لُطف کے مظاہر اُن کے قبُول و اختیار میں ظاہر ہونے۔ اور قہر کے مظاہر اُن سے مُنہ پھیر لینے کے سبب واقع ہوئے۔ چنانچہ ہر مَظہر کو اپنے مَظہر کا حق ادا کرنے میں ایک دوسرے سے جنگ پیش آئی۔ جیسا کہ فرعون سے حضرت مُوسےٰؑ کو، اور کبھی حضرت مُوسےٰؑ کو حضرت خضرؑ سے رضائے حقؑ کے خلاف کام کرنے پر جنگ کی صورت پیدا ہوئی، لیکن چوں کہ وہ فی الواقع جنگ نہ تھی، اس لیے اُسی مجلس کے اندر جنگ صلح میں تبدیل ہو گئی، اور بہت سے علوم کے حصُول کا سبب بن گئی جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے "اُن کی برائیاں نیکیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں"۔ غرض یہ کہ جب صاحبِ صفا کو جو صفاتِ لطیفہ کا مَظہر ہے، اس جسمانی مرتبہ سے روح اور علم کا

---

[1] اس دنیا کا تقاضا ہے کہ اسیرِ رنگ ہو، اسی لیے بھائی بھائی کے ساتھ لڑتا ہے۔ خواہ وہ نبی ہی کیوں نہ ہوں، جیسا کہ حضرت موسےٰؑ نے حضرت ہارُونؑ کے ساتھ کیا۔ چنانچہ ہارُون نے کہا: "اے میرے ماں جائے، مجھے میری داڑھی اور سر سے نہ پکڑ"۔

Marfat.com

عُروج حاصل ہوا، اور وہ روح کے اعلےٰ مراتب تک جا پہنچا، اور شریعت کی پابندیوں کو، جو جسم کے تعلق کی وجہ سے تھیں، اس نے وہاں نہ پایا، اور لڑائی کرنے کو اپنی ہمت سے زیادہ پایا، تو وہ صلح کرنے پر مائل ہو کر، اور جنگ سے فارغ ہو کر حقیقی مطلوب کی طرف متوجہ ہوا، اور اس جنگ کا، جو جسم کے تعلق کی خاطر صرف اللہ تعالےٰ کی خاطر واقع ہوئی تھی، ثمرہ حاصل کر لیا۔ اور اس کے برعکس فرعون جو صاحبِ ظلمت تھا، اللہ تعالےٰ کی صفاتِ قہر کا مظہر تھا اور اس کی جنگ محض کینہ کی وجہ سے تھی، چنانچہ وہ مطلوبِ حقیقی تک نہ پہنچ سکا۔ اور آخر کار مبتلائے عذاب ہوا جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا "اور اُن کا آخری ٹھکانہ دوزخ ہے" اور چونکہ اس کی جنگ شریعت کے احکام کی حقیقت سے ناواقفی کی وجہ سے تھی اور جب اُسے تکالیف کی حقیقت کا علم ہو گیا، تو پرانی جنگ پر نادم ہو کر صُلح کی طرف مائل ہو گیا، لیکن چونکہ اس کی جنگ شیطنت کی وجہ سے تھی، اس لیے خوف زدہ ہو کر صُلح اختیار کرنے کے وقت وہ قہر کے ظہور کے ثمرات سے، جو عذاب اور دوزخ کی آگ ہے، ممتاز ہو گیا، اور عین عالمِ تمیز میں خباثت کو پاکیزگی سے جدا کر لیا۔ سبحان اللہ۔ پالنے والے کا یہ کیا کمال ہے، کہ عین جنگ میں ہر ایک مظہر دوسرے سے ممتاز تھا۔ اور عین صُلح میں دونوں مظاہر، جو صلح کے تقاضے کے مطابق تھے، ظہور پذیر ہوئے نیز انہوں نے ان دونوں کمالات کے ظہور کے نتیجے میں تمیز پیدا کر لی۔ اللہ خبیث اور طیب میں تمیز کرتا ہے۔ یہ عجب کاروبار ہے

بعض عزیزوں نے نقش بندی طریقے کو رنگ سے تعبیر کیا ہے اور آشتی کو اس میں ناممکن سمجھا ہے۔ اور اس تحقیق میں جس کا ذکر اُوپر کیا گیا ہے، جنگ کے بعد پابندی کی حیثیت سے صُلح ظاہر ہوئی ہے۔

Marfat.com

مکتُوب : ۲۶

آیت کریمہ "آسمانوں اور زمین میں ہے، جو کچھ ہے، وہ اللہ کی تسبیح کرتا ہے" کے معنی کے بیان میں۔

میرے معنوی بھائی حافظ عیسٰیؒ کو فقیرانہ سلام۔ اللہ کی تسبیح کرنے والوں میں جمادات، نباتات اور حیوانات ہیں۔ اور انسان بھی اس لازمی تسبیح میں ان کے ساتھ شریک ہے، کیونکہ وہ ان تینوں مراتب میں بھی برابر کا شریک ہے، اور یہ تسبیح ان میں سے ہر ایک کے لیے لازمی ہے۔ انسانی تسبیح جو انسان کامل کا خاصّہ ہے، ہمتِ کامل سے ہوتی ہے، اور ان میں اوامر پر چلنے اور نواہی سے بچنے پر، جو انسان کامل کا خاصّہ ہے، انحصار ہوتا ہے اور اس مخصوص تسبیح کو مومنوں بلکہ کامل انسانوں کا خاصّہ سمجھا جاتا ہے اور اسے اعلےٰ درجات اور مثبت نیک اعمال کا تقاضا گردانا جاتا ہے اور اس نیک جماعت کی تسبیح کو اللہ تعالےٰ کی صفاتِ لطیفہ کے انوار کا منظہر پہچانتے ہیں۔ اور کافر، جو حیوانوں کی طرح بلکہ ان سے گئے گزرے ہیں، اس تسبیح سے محرُوم ہیں اور حیوانوں سے تشبیہ دیئے جانے کی وجہ سے وہ انسانوں کے سے ناموں اور رسموں کے باوجود انسانیت کے دائرۂ قواعد سے مکمل طور پر الگ ہیں اور چونکہ ان کی تسبیح، صفاتِ قہر کے کمالات کے ظہُور، اور ان صفات کے حکم سے عدم انحراف کی وجہ سے ہے، ان میں سے ہر فرد کی تسبیح، صفاتِ لطیفہ کی منظہریت کی مناسبت اور مطابقت سے ہر لحاظ سے معدُوم ہوتی ہے۔ لہٰذا اعمالِ حسنہ خواہ وہ صُورتاً ہوں، صفاتِ لطیفہ کے ظہور سے، جو امانت کی طرح ہیں، اس موقع پر تصویری طور پر ظہُور میں آتے ہیں۔ اس وقت جبکہ پوشیدہ حقیقی مناسبت صفاتِ قہریہ میں ظاہر ہوتی ہے، تو صاحبِ امانت، اپنی امانت کو ان لوگوں سے واپس لے لیتا ہے۔ اور امانت کی یہی واپسی جو احاطۂ اعمال

Marfat.com

کے نام سے موسُوم ہوتی ہے اور انسانی صورت کی یہ جماعت انسانِ حقیقی کے درمیان برزخ ہوتی ہے اور انسان کے علاوہ باقی تین صفات یعنی جمادات، نباتات اور حیوانات کے درمیان بھی برزخ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صفاتِ قہر کی یہ پابندی، اُس صفتِ اختیار سے ہے، جو انسان میں پائی جاتی ہے، اور یہی وجہ ہے کہ دل میں صفتِ قہریہ کی فرماں برداری کے باوجُود، وہ آخرت کے درجات سے محرُوم اور بے بہرہ ہیں اور ان اصناف میں شامل ہیں، جن کے بارے میں حق تعالٰے نے یہ کہا ہے کہ "وہ جانوروں کی طرح ہیں" لیکن چونکہ باقی تین اصناف درجات کی بلندی سے محرُومی کی طرح عذاب سے بھی محفوظ ہیں۔ اور یہ برزخیہ جماعت، عذاب سے محفُوظ ہونے کی کوئی مناسبت نہیں رکھتی اور وہ اس مقام سے بہت دُور ہے، جیسا کہ اللہ تعالٰے نے فرمایا، کہ "ان کا رستہ اس سے بھی بُرا ہے"

جان لینا چاہیے کہ چونکہ صفاتِ قہریہ کے کمالات، تسبیح خاص کے اقتضا سے اپنے مخصوص مظاہر کی وجہ سے ان کے اعمالِ حسنہ کو سلب کرتے ہیں۔ ان کی استعداد کا تقاضا اس سلبِ توجہ سے اپنے مظاہر کو عذاب کے درکات میں ڈالنا چاہتا ہے، اس لیے اس جماعت کی اپنے ربّ کے احکام کو قبُول کرنے کی استعداد محض تسبیح اور اس کے امر کی اطاعت سے ہے، اور یہ نہ سمجھیے کہ ہر تسبیح کرنے والے کی تسبیح، بہت بڑے اجر کا تقاضا کرتی ہے۔ نہیں، بلکہ مخلُوق کے بعض افراد کی تخلیق صرف اطاعت کے لیے ہے، بعض صرف صفاتِ لطیفہ کی اطاعت کے لیے اور بعض دوسرے صفاتِ قہر کی فرماں برداری کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ جنّت کے درجات، صفاتِ لطیفہ کی اطاعت کرنیوالوں کیلئے اور دوزخ کے طبقات، صفاتِ قہریہ کے متز نبین کے لیے ہیں کہ وہ سب اپنی تسبیح کے عوض میں اجر کے طلب گار

Marfat.com

ہیں۔ اس بات سے آگاہ رہیے، کہ مظاہرِ قہریہ، دل میں اطاعت کرنے کی وجہ سے درجات کا تقاضا کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے مربّی کا محبوب طبقاتِ دوزخ کا مقتضی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ تسبیح کے دائرے سے باہر نکل جاتے ہیں، اور مربّی کی مخالفت کرتے ہیں۔ عاقل کو اشارہ ہی کافی ہے۔

من ترا کیستم، ہمیں حمد است تو منی نیستم، ہمیں حمد است

میں کس لیے تیرا ہوں، صرف اس حمد کے لیے، اور تو میرے لیے اور کچھ نہیں، صرف اس حمد کے لیے۔

مکتوب : ۲۷

نمازی کی اپنے رب سے مناجات کرنے کی تحقیق میں۔

شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ نماز میں کلامِ حقیقی سے کلام کرنے والا وہی ہے، اور وہی نماز ادا کرنے والے میں ظاہر ہوتا ہے۔ نیاز مندانہ سلام کے بعد عرض ہے کہ فقیر کو خدشہ تھا کہ نماز گزار اپنے رب کے عذاب سے نجات پاتا ہے، اور جب میں نے نماز گزار کی قرأت پر نظر ڈالی۔ تو ثناء و فاتحہ کو مناجات کے معنی میں پایا، لیکن بعض سورتوں میں دیکھا، کہ آیات، مناجات کے معنی رکھتی ہیں۔ مثلاً "رَبّنا آتنا" وغیرہ صاف صاف مناجات ہیں۔ لیکن اس کے برعکس "قُل ھُوَ اللہ احدٌ اور قُل یاایھا الکافرون" جیسی سورتیں نماز کی حالت میں نماز گزار کی مناجات سے کیا مناسبت رکھتی ہیں؟ اسی طرح وہ سورتیں اور آئتیں جو فرعون اور ابلیس کے قصّوں کی خبر دیتی ہیں۔ اس لیے مناجات کرنے والے کے لیے اس قسم کی مناجات کس طرح مناسب ہے، اور اس قسم کے قِصّے تفرقہ پیدا کرتے ہیں۔ اس لیے اس طرح حضوریِ قلب کس طرح حاصل ہو سکتی ہے؟

Marfat.com

اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس خدشہ کو دُور کرنے اور قرأت کے معنی کی تحقیق
میں بمطابق "اقرا......." جو کچھ اس فقیر پر ظاہر ہوا ہے، اس کو ظاہر کرتا ہوں اور یہ صرف
آپ کی آواز کی اصلاح کے لیے ہے۔ "جب نمازی ارادہ کرتا ہے کہ وہ اس حکم کی تشریح
کرے، جس کا مناجات میں اسے حکم دیا گیا ہے، تو پھر عالم علم کے حصول کی قوت
کی طرف دیکھتا ہے اور اس میں بہت نقصان پاتا ہے۔ جب اُسے پتہ چلتا ہے کہ
اللہ کے سوا کوئی ملجا و ماوا نہیں، پھر وہ بلند آواز سے پکارتا ہے، اور اللہ اکبر کہتا
ہے: اے اللہ تو سب سے بڑا ہے، یہ مناجات ہی میرا سرمایہ ہے اور پھر اللہ
تکبیر کے ساتھ اس کی حمد کو سنتا ہے، اس کی مناجات کا پتہ، قدیمی اور حقیقی کتاب
میں سے سُورہ فاتحہ کے ذریعے ملتا ہے۔ اسے پوشیدہ الہام کے ذریعے حکم دیا جاتا
ہے کہ وہ مناجاتِ تعلیمی میں حضورِ قلب کے ساتھ حاضر رہے۔ چنانچہ نمازی کے
لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے یہ سُننے کے بعد، نماز کی حفاظت
کی طرف متوجہ رہے اور جب فاتحہ ختم ہو جائے، اور نمازی نے اس کے معانی
کی حفاظت کر لی ہو، اور اپنی مناجات کا آغاز پھر فاتحہ سے کرنے کا ارادہ کر لیا ہو،
تو اس سے فاتحہ کی تکرار ہو گی، جو ممنوع ہے۔ اس مقام پر نمازی کے لیے مناسب
ہے کہ مولائے حقیقی کی طرف اپنے علم کے ساتھ توجہ کرے اور اسے آمین کے لفظ
سے یاد کرے اور اس کے معانی میں کلامِ حقیقی یعنی فاتحہ کے جملہ معانی شامل ہیں اور
پھر نمازی الہامی تعلیم کے ساتھ آمین پڑھتا ہے اور اللہ کے حضور میں حمد و ثنا کے بعد
اپنے مقصد کی التجا کرتا ہے اور یہ مقصد صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت ہے۔ پھر وہ
غور کرتا ہے تو اللہ تبارک کو غنی اور عظیم پاتا ہے، اور پھر عاجزی کے ساتھ خاموش
ہو جاتا ہے۔ گویا اسے جواب مل گیا ہو، اور اللہ نے اس کی التجا کو دلی دعا کی بدولت
قبول کر لیا ہو، پھر وہ قدیمی کلام مثلاً قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ، یا قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ

Marfat.com

یا دوسری سورتیں اور آیات پڑھنا ہے اور یہی صراطِ مستقیم ہے، جس کے ساتھ وہ کلام کرتا اور سنتا ہے اور حضورِ قلب کے ساتھ حاضر رہتا ہے اور اس سے اور اس کے بعد اپنے اعمال کی اصلاح کرتا ہے۔ اور ان عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ نمازی یہ جانتا ہے کہ مناجات کے لفظ سے مراد "آمین" اور "فاتحہ" ہے۔ جو اللہ کا کلام ہے اور مناجات کی تعلیم کے طور پر اس سے کلام کرتا ہے۔ اور پھر صراطِ مستقیم کی وضاحت کے لیے، قرآن مجید کے ساتھ کلام کرتا ہے اور نمازی یہ دیکھے گا کہ وہ اللہ سے دو طرح کلام کرتا ہے۔ کلامِ حقیقی ہے، جس میں نمازی کی طرف سے سوائے "آمین" کے اور کچھ نہیں، یا الہامِ خفی ہے، اور دونوں بار اور ساری قرأت میں حضورِ سرّی کے ساتھ حصول اور تقیّد کے بغیر متکلمِ حقیقی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اور ولایتِ خاص الخاص سے اس کی شان کے مطابق استفادہ کرتا ہے۔

مکتوب : ۲۸

نماز جمعہ کے فریضہ کے بارے میں حقائق آگاہ جناب محمد اشرفؒ کے نام لکھا گیا۔

اوّل و آخر تمام تعریف صرف اللہ تعالٰے کے لیے ہے اور یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ ہمارے پیرومرشد شیخ المشائخ حضرت آدمؒ نے اپنے ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ نمازِ جمعہ قطعی طور پر فرض ہے اور علماء نے اس کی شرائط میں اختلاف کیا ہے مجھے اللہ تعالٰے کی تعلیمات کے بارے میں انتظار تھا کہ اللہ تعالٰے کی طرف سے صحیح تحقیق حاصل ہو جائے۔ اگر اللہ تعالٰے کسی بہانہ کے بغیر یہ تحقیق و الہام فرما دیں، تو اس پر عمل کروں۔ لیکن اس انتظار کے باوجود میں طرفین میں سے ایک طریق کار پر عمل کیا کرتا تھا۔ اچانک اللہ تعالٰے کے محض فضل

Marfat.com

سے کسی بہانہ کے بغیر میں نے سرورِ عالم رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو تین دفعہ کسی شک و شبہ کے بغیر خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے کمال شفقت سے فرمایا کہ نمازِ جمعہ میں شک کرنا شیطانی وسوسہ ہے۔ اس طرح اللہ تعالےٰ نے میری دُعا قبول فرمائی۔

اس کے بعد میرے دل میں آیا کہ چونکہ اولیائے امت کی تحقیق اور کشفِ ظنّی اور قیاسی ہے، اس نے اسے شرع کے ترازو پر بھی تولنا چاہیے۔ جب فقہی مسائل پر گہرا غور کیا، تو کئی روائتیں بزرگوں کی طرف سے ایسی ملیں، جو میرے الہام کے مطابق نکل آئیں۔ چنانچہ ہمارے علماء پر یہ اختلاف پوشیدہ نہیں، اگرچہ انہوں نے دونوں کو مرجوع سمجھ کر اس بات کو ختم کر دیا ہوا تھا۔ اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں اس طرح ہدایت بخشی۔ پس ہمارے دوستوں اور مخلصوں کو چاہیے کہ جمعہ کی نمازیں کوئی شک نہ کیا کریں اور اطمینانِ قلب سے اللہ تعالےٰ کی طرف سے عاید کردہ فرض کو ادا کریں۔ الہام شدہ حقیقت اس فقیر پر اس طرح واضح ہوئی کہ اس کے بعد بات کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے بزرگانِ عظام پر اظہارِ حق کے لیے ہے، بعض مسائل کے معاملے میں وہ اسمِ ہادی کی صفت کا مظہر ہے۔ اور بعض میں صفتِ اسمِ دلیل کا مظہر ہے۔ کیونکہ پہلے ظہور کے ساتھ سیدھا راستہ عطا کرتے ہیں اور دوسرے ظہور میں ان تمام بزرگوں کے اعمال میں اعتدال نظر آتا ہے اور دونوں کامل صفتوں کا ظہور پوری طرح ثابت ہو جاتا ہے اور خلافت کا معاملہ آیت کریمہ " انی جاعلٌ فی الارضِ خلیفۃ" (میں زمیں پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں) خلیفۂ حقیقی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت سے واضح ہوتا ہے، اور ذاتی استعداد جو حفظِ مرتبہ کے مطابق ہے کہ باوجود صلاحیت سے بہرہ ور ہی ان کی اطاعت سے رونما ہوتی ہے۔ اس لیے اس بات میں کوئی شک نہیں

Marfat.com

کہ ہر اختلافی مسئلہ میں ایک پہلو اسم ہادی کا مظہر ہے اور دوسرا پہلو صفت اسم دلیل کا مظہر ہے اور ان دونوں اسمائے مبارک میں سے ایک کی خصوصیت اسم ستّار کے ظہور کی بدولت حالات کی پردہ پوشی ہے، سوائے اس کے جو اولیا پر کشف کر دیا گیا، یا جیسا کہ علما پر قیاس کے ذریعے ظاہر کر دیا گیا۔ جب اس تحقیق کا پتہ چل گیا، تو اب نمازِ جمعہ کے اختلاف کی طرف نگاہ دوڑائیے۔ جب اس مرتبہ کے ولی کامل کے کشف سے، جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے تعلیم دی ہو۔ اور جسے اللہ تعالےٰ نے قبول کیا ہو، اُن کی بات اور روایت کا صراط مستقیم پر ہونا تحقیق شدہ اور مدلل ہے، تو وہ پیروی کے لائق اور مناسب تر ہے۔ یا وہ اقوال جو دیکھنے میں علمائے ظاہر کے قیاس سے اس قابل ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے ارادہ سے اُن کا اجر عطا کیا جائے۔ اگر اس کشف کے انوار جو بہت واضح ہیں، ان کی نظروں میں اپنے ہی نُور میں محجُوب ہو گئے ہیں اور نُورِ بصیرت کی کمزوری سے انہیں معلُوم نہیں ہوتے، تو پھر یہ لائق اور مناسب تر ہے، اور ایسا کیوں نہ ہو، جب کہ ستارِ حقیقی نے، ان حق کے قاصدوں اور سچے مجتہدین کے قول پر پردہ ڈالا ہو گا، اور ان کی وفات کے بعد وہ لوگ، جو ان سے نسبت رکھنے کے بعد بھی ان کی پیروی نہیں کرتے، اگر اس مسئلہ میں ان کی متابعت نہیں کریں گے، تو سعادت کی چمکدار دلیل اس شخص کو حاصل ہو گی، جو اس نادرِ روزگار کے برحق کشف کو بے تردّد اختیار کرلے گا۔ اور دوسری طرف کے قول کو مختلف اقوال میں سے سمجھ بُوجھ کر ظاہری ادب کی خاطر کسی شک وشبہ کے بغیر نمازِ جمعہ کو نیّتِ عام اور دلی خلوص کے ساتھ بطورِ عبادت ادا کرے گا۔ یہ نماز عوام کی نماز کی طرح نہیں ہو گی۔ بلکہ ان کا معاملہ شک وشبہ کے بغیر ہو گا۔ اور ان کے کام کاج میں دلی اطمینان ہو گا۔ اور کشف کے ذریعے ثابت شدہ

Marfat.com

بات روحانیت پرستوں کی عین رضا کے مطابق ہے ۔یہ عین حق ہے اوران کے بارے میں حقیقی ادب چاہیے ۔یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے ۔جسے چاہتا ہے، اُسے دیتا ہے۔

مکتوب : ۲۹

جناب محمد اشرفؒ کے نام لکھا گیا۔

درُود وسلام کے بعد خاکسار عبد النبیؒ کی طرف سے اپنے معنوی سعادت آثار بھائی محمدؒ اشرفؒ کے نام، جو جب بھی یاد آئے ،اس دُعا کے قابل ہے "اے ہمارے اللہ۔ اس کو اپنے افضل بندوں میں سے اشرف بنا ۔کیونکہ شرف فرشتوں کے لیے ہے ،اور فضل انسانوں کے لیے ۔" سلام فقیرانہ کے بعد عرض ہے کہ سعادتمند میاں غلام رسولؒ کو جو ایک دل پذیر کیفیت کے حامل ہیں، استخارہ کیے بغیر طریقۂ احسنیہ میں داخل کر لیا گیا ہے ،اور اسم ذات سے واقف کر کے درویشی نام بھی رکھ دیا ہے۔ حق تعالےٰ اسے سعادت مند کرے ،چاہیے کہ اُسے اپنی صحبت میں تربیت دیں، تاکہ اس راہ کی لذت حاصل کرے ۔انشاٗ اللہ تعالےٰ ۔اس ماہ کے آخر میں نفی واثبات سے مطلع کریں ۔اور تمام دوستوں اور حال پُوچھنے والوں کو سلام واکرام۔

مکتوب : ۳۰

جناب محمد اشرفؒ کے نام جو "لَقَدْ کرّمنا بنی آدم وحملنا ھم فی البرّ والبحر ورزقنا ھُم من الطیبات وفضلّنا ھم علیٰ کثیر ممّن خلقنا تفضیلا" (ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی ، اور اُسے بحر وبر میں اٹھایا اور ہم نے اسے پاکیزہ

اشیاء سے رزق دیا اور ہم نے اسے اپنی تمام مخلوقات پر فضیلت عطا کی'' کی خلعت سے مشرف ہوں۔ نیازمند عبدالنبیؒ دعائے غائبانہ اور توجہ مربیانہ کا امید وار ہے۔ فقیرانہ سلام کے بعد عرض ہے کہ آپ سے ملاقات ہوئے کئی ماہ کا عرصہ گزر چلا ہے۔ اگر فرصت میسر ہو، تو اس عاجز کو کمالِ تکلیف کے بغیر ملاقات سے نوازیں۔ اور بڑی امید یہ رکھتا ہوں، کہ دنیا و مافیہا کو فانی اور ہلاکت پذیر سمجھ کر اپنے آپ کو اپنے آپ کے سپرد نہ کریں اور اس شیرینی کو جو باطن کا خزانہ اور اصل مراد ہے، ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ اور جب ظاہر ہی باطن کے مطابق ہو جائے، تو توقع رکھنی چاہیے۔ کہ دل کی برکت سے بات کرنا، کھانا کھانا اور سونا بھی باطنی نسبت سے مرتبۂ بدنی پر ظاہر ہوگا۔ اور خداوند تعالےٰ اپنے فضل و کرم اور مظہریت کی نظر کو ذراتِ کائنات سے الگ نہیں کرے گا، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گویائی اور سکوت بھی فکر و نظر کے ساتھ عبرت کے لیے تھی۔ اور اس عریضہ کے حامل کو اس سے پہلے ہی تعلیم کی خاطر آپ کے سپرد کیا ہوا ہے۔ یقین ہے کہ آپ نے وقت کی ضرورت کے مطابق اس کو تعلیم دی ہوگی اور اس اثنا میں روحانی صحبت کے حصول کے بعد اطلاع دیں گے اور اسی طرح دوسرے لطائف سے بھی بتدریج واقف کرائیں گے۔ نیز اپنے دوستوں کو اپنے تقویٰ اور ہمت سے نصیحت فرمائیں گے، اور کم گوئی، اور کم خوری کی تعلیم دیں گے۔ اے ہمارے ربّ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہمیں اچھائی عطا فرما!

مکتوب : ۳۱

اشرف الاخوان محمد اشرفؒ کے نام، خدا کرے کہ بہترین وقت اور بہترین زمانہ، بہترین عزیز کے شاملِ حال رہے۔ میرے عزیز۔ وقت کو غنیمت سمجھئے، آس

پاس سے خود کو بلند کیجیے، لمحاتِ زندگی کی حفاظت کیجیے تاکہ کوئی وقت بھی غفلت میں صرف نہ ہو اور ہمارا کام عبادت میں کوشش کرنا ہے۔ رزق کے بارے میں تشویش کرنا اور غم کھانا، دانا کا کام نہیں، کیونکہ زمین پر کوئی جاندار ایسا نہیں، جس کا رزق اللہ تعالےٰ کے ذمّہ نہ ہو۔ چونکہ ہر ذی جان کا رزق، اس حیوانات کو زندہ کرنے والے نے اپنے ذمّہ لے رکھا ہے اور بڑا پکّا وعدہ کیا ہے، اس لیے وہ شخص بے حد احمق ہو گا، جس کو اس بارے میں شک وشبہ ہو۔ آپ کے کام کا تعلق بے شبہ محکم و مضبوط ہے، لیکن کام بہت زیادہ ہے۔ جب تک زندگی باقی ہے، ترقی کا امیدوار رہنا چاہیے اور یہ ترقی تشبیہ سے تنزیہ کی طرف نہیں، بلکہ تنزیہ میں ترقی ہے۔ آدمی وہ ہوتا ہے جو دنیا کو فانی سمجھ کر ایک جَو کے بدلے میں بھی نہ خریدے۔ سعادت مند میاں علی محمدؒ یہاں موجود ہیں۔ انہوں نے اسم ذات سُنا تھا۔ چاہیے کہ انہیں نفی و اثبات کی تعلیم دی جائے۔ اور وعظ و نصیحت، اور مزید فوائد سے بہرہ مند کیا جائے۔ آپ کم گو بنیں، اور اپنے دوستوں کو بھی کم گوئی کی تعلیم دیا کریں۔ نیز کبھی کبھی اس عاجز کو بھی یاد کر لیا کریں۔ فقیر کے لیے لازم ہے کہ اپنی ذات کو سمجھے، اور اپنے عقیدت مندوں کو فقر کا خواہش مند بنائے تاکہ ان کی برکت سے وہ بھی مقبولوں کے سلسلے میں اکٹھے ہو جائیں۔ سلامتی ہے اس شخص کے لیے جس نے ہدایت کی پیروی کی۔

مکتوب : ۳۲

محمد اشرف جیو سلمہ اللہ تعالےٰ کے نام۔

نیاز مندانہ سلام کے بعد مطالعہ فرمائیں میرے عزیز ولایت میں اصلی اور ظلی مراتب کی تحقیق کے بارے میں آپ کی تحریر بہت خوب ہے، لیکن ان تحریر شدہ

Marfat.com

تمام مراتب کا مقصد، ابھی مخصوص دائرہ کے اندر ہے اور ولایت ونبوّت کے مرتبہ کی حقیقت اس سے زیادہ ہے، اور تعلیم پر موقوف ہے مغز، جو اس کے نُور سے معطّر ہے، اس مرتبہ کی بشارت سے فیض یاب ہوگا۔ اس لحاظ سے خود ہی احتیاط کا اہتمام کرنا چاہیے اور وہ جو واسطہ کے دُور کرنے کے بارے میں لکھا گیا ہے، تو میرے عزیز واسطہ دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک واسطۂ تعلیم، جو مشیت الحجاب (حجاب چاہنا) ہے، دوسرا واسطۂ طفیل جو مرتفع الحجاب (حجاب اٹھانا) ہے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے اور اولیا اور انبیا کی جسمانی اور رُوحانی تعلیم کے نُور سے سالک کی نورانی استعداد قوّت و وسعت پیدا کر لیتی ہے اور اس کے اندر اللہ تعالےٰ سے علمِ لدنی حاصل کرنے کی قابلیّت پیدا ہو جاتی ہے، تو اس وقت جائز ہو جاتا ہے کہ جسمانی اور روحانی تعلیم کے بغیر اللہ تعالےٰ سے علوم کی تعلیم حاصل کرے۔ لیکن اس کی دو شرطیں ہیں: ایک یہ کہ کسی وقت بھی رُوحانی تعلیم سے فارغ نہ ہو، خواہ اسے کوئی مرتبہ ملے یا نہ ملے۔ دوسرا یہ کہ کسی وقت بھی واسطۂ طفیل کو قطع نہ کیا جائے۔ جو کوئی اس کو قطع کرے گا، وہ عدمِ قُربت کا نشان ہوگا۔ سُبحان اللہ۔ بعض لوگ رفعِ واسطہ کو ہی کمال سمجھتے ہیں۔ حالانکہ صورت اس کے برعکس ہے۔ بعض اولیا، کا نفیِ واسطہ کے قابل ہونا، اس واسطہ سے مراد ہے، جو واسطۂ تعلیم ہے۔ سلام آپ پر اور آپ کے ہم نشینوں پر مفصل بھی اور مُجمل بھی۔

مکتُوب: ۳۳

محمدؒ اشرف جیوؒ کے نام لکھا گیا۔

جو میری راہ پر چلا وہ میرا بیٹا ہے اور جو میری راہ پر نہ چلا، وہ میری اولاد

Marfat.com

ہیں۔ سے نہیں۔

اللہ تعالےٰ آپ کو اسراف سے سلامتی میں رکھے۔ اوراق کے مسودّوں پر پر جس طرح کی عبارت لکھی ہوئی تھی، اگرچہ لکھنے والے کے لیے فرحت بخش تھی، لیکن یہ اسراف میں داخل ہے۔ اس کے معانی کو مختصر یا مفصّل طور پر باطن کے صفحہ پر لکھیں، اور رات اور دن کے عمل کے وقت کام میں لائیں، تاکہ اس کا نتیجہ برآمد ہو، راقم کو حاضری کا مُشتاق سمجھیں۔

مکتُوب : ۳۴

میاں محمدؒ اشرف جبوؒ کے نام۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، سعادت کی شرف اندوزی اشرفؒ کے نصیب میں ہو اور اللہ غفور کی یاد سے وہ غرور کی زیادتی سے محفوظ و مسرور رہے اگرچہ درمیان میں فاصلہ بہت ہے۔ لیکن جاناں درجان، کے مصداق وہ قریب اور پوشیدہ ہے۔ صورت کی دُوری، نقصان کی صورت نہیں۔ اس سے محبت میں کمی نہیں آتی۔ بلکہ کوشش کرتے ہیں کہ جام محبت پئیں۔ قطعہ

تو اُو نشوی و لے اگر جہد کنی   جائے برسی کز تو توئی برخیزد

(ترجمہ) تُو وہ تو نہیں بن سکتا، لیکن اگر تو کوشش کرے، تو تُو ایسی جگہ پہنچ جائے گا کہ تو اپنے آپ سے الگ ہو جائے گا۔

چنداں بَرو ایں رہ کہ دوئی برخیزد   ور ہست دوئی، براہ روی برخیزد

(ترجمہ) اس راہ پر اتنا چلتا جا کہ غیریت ختم ہو جائے۔ اگر کوئی غیریت ہوئی بھی، تو راستہ طے کرنے سے ختم ہو جائے گی۔

اللہ تعالےٰ سچی محبت کو صدق کی حقیقت سے بہرہ مند کرے کہ حقیقی فنا و بقا اُسی میں جمع ہے، اور آں عزیزہ (مکتوب الیہ) کے رواں رواں کو مطلوب کے

Marfat.com

شہود کے غلبہ سے مضمحل اور معدوم کر دے۔ اور دنیا کے ننگ و ناموس کی بجائے
بے رنگی اور بے نامی کی خلعت پہنائے جیسا کہ ایک بزرگ نے فرمایا ہے ؎

از ننگ چہ پرسی کہ مرا نام ز ننگ است   وز نام چہ پرسی کہ مرا ننگ ز نام است

ترجمہ: مجھ سے شرم کے بارے میں کیا پوچھتے ہو کہ میری شہرت شرم سے ہے۔
اور شہرت کے بارے میں کیا پوچھتے ہو کہ مجھے شہرت سے شرم آتی ہے۔

اور ظاہری و باطنی متعلقات کو آنعزیز سے منتفق کرے، کیونکہ جب دو[۲] دل متفق
ہو جائیں، تو پھر پہاڑ کو بھی توڑ سکتے ہیں۔ میرے عزیز، لوگ بے نامی کو نام دیتے ہیں
اور بے ننگی کو ننگ پکارتے ہیں۔ تمام لوگ تم سے حال اور مال میں جُدا ہیں۔
ایک دوسرے پر کوئی اعتماد نہیں رکھتے، سوائے اللہ تعالےٰ کی ذات کے حتیٰ کہ
اپنے آپ سے بھی بے خبر ہو جاتے ہیں۔ بلکہ ان کی کوئی غرض اور مراد باقی نہیں رہتی۔
اس کی محبت میں ذاتی محبت معلوم ہوتی ہے۔

اور تم نے اپنے خط میں جو واقعہ تحریر کیا تھا، بہت اچھا ہے الحمد للہ۔ اللہ
کا شکر بجا لاؤ۔ کیونکہ بزرگوں نے اس نعمت کو بڑی محنت کے بعد حاصل کیا
ہے، اس خاندان میں ریاضتِ شاقّہ کے عوض میں پیر و مرشد اور سنّتِ رسُول
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مضبوط اعتقاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگرچہ ریاضت اور
مجاہدہ کے بغیر کام جیسا کہ چاہیئے، مستور رکھا گیا ہے لیکن وہ ریاضت جو نبی پاکؐ کی
پیروی میں کی جائے وہ "ریاضت کی ماں" ہے، کیا لکھوں، خدا کے سپرد کیا۔ خدا
کے سپرد کیا، خدا کے سپرد کیا، اُمیدوار ہوں، کہ حق تعالےٰ تمہارے جیسے مخلص جوانوں
کی برکت سے اس ناکارہ عاجز کی بھی مغفرت فرما دے۔ اور اس گناہگار کو بھی
سعادت مندی سے بہرہ مند کرے، کیونکہ اپنے جیسا اور کوئی خراب اور گناہگار

Marfat.com

نظر نہیں آتا، اس لیے شفاعت کرنے والا بھی کوئی کامل ہونا چاہیے۔

مکتوب : ۳۵

میاں محمد اشرفؒ کے نام لکھا گیا۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے پاک نام سے۔ دُور و نزدیک کے تمام دوستوں کے کام کاج خدائے تعالٰے کے سپرد ہیں، بلکہ سپرد کرنے کی بھی ضرورت نہیں، کیونکہ سب اُسی کا ظہور ہے، بلکہ اپنے مفصل مظاہر کی بدولت وہی ظاہر و حاکم ہے۔ اس عاجز دُعا گو عبدالنبیؒ کے سلامِ فقیرانہ کے بعد مطالعہ فرمائیں۔ چونکہ کافی مدت سے آں عزیز کی طرف سے کسی جسمانی اور رُوحانی اطلاع سے سعادت حاصل نہیں ہوئی تھی، اس لیے عین تنہائی کے وقت بھی آنکھوں میں آنسو تھے اور دل درد سے معمور تھا۔ حق تعالٰے اس عاجز کو ان عزیزوں کے پُرنور چہروں کی زیارت سے مشرف کرے۔ مجھے توقع ہے کہ عزیز روزی کمانے کے تفکرات میں اتنے مشغول نہیں ہو جائیں گے کہ عبدیت کا طریقہ ہی ختم ہو جائے۔ بلکہ آخرت کی عمارات کے طلب کرنے میں لگے رہیں گے اور مصلحت کے مطابق کوئی پیشہ اختیار کریں گے۔ اور اختیار کرنے میں اپنے آپ کو فارغ رکھیں گے۔ آپ پر اور آپ کے ہم نشینوں پر اللہ تعالٰے کی طرف سے رحمت نازل ہو۔

مکتوب : ۳۶

میاں محمد اشرفؒ کے نام۔

قوم کا شریف ترین آدمی وہ ہے، جو اس میں سب سے زیادہ متقی ہے۔ برادرِ مشفق، سلام کے بعد مطالعہ فرمائیں۔ میاں کملؒ اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ رخصت

Marfat.com

ہو گئے۔ اگر زندگی باقی رہی، تو پھر کسی وقت آنے کا ارادہ فرمائیں گے۔ زندگی کے دن بڑی تفرع وزاری سے بسر کرتے ہیں۔ اور جناب شیخ صاحب میاں محمد فاضل جیو کی خدمت میں جواباً خط لکھا گیا۔ دن گزر رہے ہیں اور دعائے خیر کرتے ہیں۔

مکتوب: ۳۷

میاں محمد اشرفؒ کے نام۔

صدق کا ایک ذرہ ہزاروں برس کی عبادت پر بھاری ہے۔ میدانِ خیال مثال کے اعتبار سے وسیع ہے۔ لیکن سچے دوستوں کے اوصاف کی گنجائش نہیں رکھتا۔ کاغذ کا صفحہ عجز سے بھرا پڑا ہے قلعہ ؎

خواہم ز تو تو خود نباشی | باحق باشی، ز خود تراشی

(ترجمہ) میں چاہتا ہوں کہ تو اپنے آپ میں نہ رہے۔ تو حق کے ساتھ مل جائے اور اپنے آپ سے کٹ جائے۔

ہر چیز کہ رہزنِ طریق است | ہستی است کہ راندۂ ہر فریق ہست

(ترجمہ) ہر وہ شے جو طریقت کی رہزن ہے، ایسی ہستی ہے، جو ہر طرف سے دھتکاری جا رہی ہے۔

میرے عزیز! یہاں انار تو مل جاتا ہے، لیکن سرکہ انگوری نہیں ملتا۔ اگر وہاں سے قیمتاً مل جائے، تو لے لیں۔

میری طرف سے سلام اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے فضل و محبت۔ میرے عزیز! آخری نسبت حقیقت میں فنا و بقا کی جگہ ہے۔ لوگ اس میں اس طرح مشغول رہتے ہیں کہ اپنے اور اپنے سوا کا ذرہ، ذرہ سوائے اللہ تعالیٰ کے عرفانی شہود کے ظہور کے، بے تکلف اور بے تاویل کوئی اور شے سمجھ میں نہیں آتی۔ اور اس

Marfat.com

مرتبہ کی حقیقت اس کے حکم کے ماننے اوراس کی منع کردہ شئے سے بچنے میں ہے۔ بلکہ مباح امور کا کرنا بھی گناہ ہے۔ اس گروہ کے نزدیک نیکوں کی نیکیاں مقربین کی برائیاں مشہور ہیں۔ برکت کے ساتھ رہیں، بیس دن تک اپنی جگہ سے حرکت نہ کریں، اس کے بعد اختیار ہے

مکتوب : ۳۸

میاں محمدؒ اشرفؒ کے نام لکھا گیا۔

"اشرف العرب اور افضل العجم کی اطاعت کی جائے" سلام فقیرانہ ملاحظہ فرمائیں، چونکہ بڑی مدت ہوئی کہ آپ سے جسمانی ملاقات نہیں ہوئی۔ اور یہ عاجز حقوقِ دینی کی پابندی کی وجہ سے متعلقہ لوگوں کی خدمت میں لگا ہوا ہے، اس لیے اگر آپ قوتِ اخلاص کی رہنمائی میں تھوڑا بہت صحبت کے شرف سے بہرہ ور فرمائیں، تو زہے نصیب! اگرچہ ایسا کہنا ہے تو بے ادبی، لیکن میں معذور ہوں۔

مکتوب : ۳۹

میاں محمدؒ اشرفؒ کے نام لکھا گیا۔

"اور اپنے رب کو گڑگڑا کر اور چھپ کر یاد کر"۔ اپنے وقت کو اہلِ حرص و ہوا کی صحبت میں بات چیت میں ضائع نہ کریں۔ کسی بات کو اللہ کے ذکر سے بہتر نہ سمجھیں، خواہ یہ ذکر تکلیف سے ہی کیوں نہ ہو۔ اپنا تمام وقت اسی فکر و غم میں صرف کریں۔ اور اس بات کا دھیان رکھیں کہ کسی اور کام سے خوشی کا راستہ نہ کھلے، اگرچہ یہ فعل عرفان، عبادت کے ساتھ ہی ہو، سوائے منعم کی تعریف کے۔ اگرچہ

Marfat.com

نعمت کا اظہار کرنا خود کو اور دوسروں کو بھی فرحت بخشتا ہے، لیکن وہ فرحت اور ہی شے ہے، جس کی تعلیم نبی پاکؐ نے دی ہے اور تعریف اور شے ہے کیونکہ کہا گیا ہے کہ الحمد للہ کہو۔ چاہیے کہ امورِ باطنی میں سے کسی امر کے ارتکاب کے وقت خشوع کی حقیقت سے، جو فنا ہے، غافل نہ ہو۔ یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔ طریقۂ احسنیہ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت نفس کو قلب سے جدا کرنا ہے۔ اگر یہ نہیں ہے، تو نفس قلب سے جدا نہیں۔ اور وہ کام میں اپنا حصہ وصول کرے گا۔ تمہارا رب تمہیں ہدایت دے گا۔

مکتوب : ۴۰

میاں محمدؒ اشرف کے نام

بزرگ ترین بھائی پیٹ کی بھوک[1]، بدن کی عریانی اور مکر کی نبرگی سے سیراب ہو کر اپنے متعلقین بلکہ تمام مسلمانوں کو کھانا کھلانے، تن ڈھانکنے، اور پانی پلانے سے دریغ نہیں کرتے۔ عزیز مکملؒ کے بارے میں آپ کا شکایت آمیز رقعہ ملا جس میں لکھا تھا کہ آں عزیز کھانا کم کھاتا اور لباس وغیرہ مختصر پہنتا ہے۔ حیرت ہوئی کہ آپ جیسے دانا اور محرم نے کھانے اور کپڑے کی کمی کے بارے میں لکھا ہے، گویا لباس پہننا اور سیر ہو کر کھانا ہی اس مخلص کو پسند ہے۔ اے عقل مند! ایسی باتوں سے چمٹا نہیں کرتے، والسلام۔

---

[1] حاشیہ: جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے پیٹوں کو بھوکا رکھو، اپنے بدنوں کو ڈھانپو، اور اپنے بزرگوں کی اطاعت کرو، جو اپنے رب کی عاجزی سے اطاعت کرتے ہیں۔

مکتوب : ۴۱

میاں محمد کمل ؒ کے نام۔ تخلیقِ نُور کی اولیت کی تحقیق اور رُوحِ سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلّم کے بارے میں۔

اے برخوردار! ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم چونکہ اپنے نُور اور رُوح کی تخلیق میں تمام پیغمبروں پر مقدم ہیں، اس لیے اِن تمام مراتب میں بھی وہ ان کے سردار ہیں۔ اور چونکہ پیروکار کا ہر کام خواہ وہ وجُودی ہو یا فعلی، اپنے سردار کی طرف رجُوع کرتا ہے، اور خواہ وہ رجُوع جلی ہو، جس کا تعلق فعلِ اختیاری سے ہے، خواہ رجُوع خفی سے، جس کا تعلق فعلِ اضطراری سے ہے۔ اس لیے اگرچہ عالمِ ارواح کو تکلیفِ شرعی کا مرتبہ حاصل نہیں، لیکن تعلیم حاصل کرنے کے لیے، جس کی اس مرتبہ میں ضرُورت ہے، اسے معلّم کی ضرورت ہے اور اس مرتبہ میں معلّم ہی ان کا سردار ہے اور وہ روحِ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم ہے، نبی کے معنی خبر دینے والے کے ہیں، اور معلّم بھی خبر دینے والا ہوتا ہے، چونکہ عالمِ ارواح میں اس کا مطلب درست ہے، عالمِ اجسام میں جو نبی بھی ظاہر ہوا، وہ اُن کے ظہور کا پیش رَو ہے اور تمام تعلیم کا منشا اُن کی حقیقت ہے۔ مصائب کے وقت صبر و قناعت ضرُوری ہے اور عین وصل کی حالت میں مصائب آتے ہیں۔ اس لیے ان دونوں کا ایک وقت میں جمع ہو جانا درست ہے۔ والسّلام۔

مکتوب : ۴۲ (الف) سوال

میاں محمد کمل ؒ کی طرف سے سوال

خاکِ پا کمل، فیض مآب کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ افعالِ عزیمت پر استقامت کی اور افعالِ رُخصت سے پرہیز کی تعلیم ضرُوری ہے اسی طرح

ایفائے وعدہ کی تعلیم، جو بندے اور اللہ کے درمیان، جو اس عاجز سے وقوع میں آئے۔ نقوشِ ملامت کی تعلیم سے دِل کی تختی پر ان کا نقش جاگزیں نہیں ہوتا اور ملامت سے غم میں اضافہ نہیں ہوتا۔ حفظِ اوقات کی تعلیم بزرگوں کا قول ہے۔ بہترین عمل حال کی حفاظت کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ہی حقوق کی ادائیگی بھی ہے، جیسے والدین کی خدمت (اللہ تعالےٰ انہیں سلامت رکھے) کم کھانے، کم بولنے اور کم سونے کی تعلیم کس طرح میسّر ہو اور اس کے اعلےٰ نتائج کی ترغیب دینے اور ان کی زیادتی پر ڈرانے کی تعلیم کس طرح ہو، اوقات کو معیشت میں کس طرح صرف کرے۔ اور اگر اس ضمن میں کوئی پریشانی آجائے، تو اس کا کیا علاج کرے؟ مُبتدی اور متوسط کی تعلیم کے لیے گوشہ نشینی بہتر ہے یا محفل کی رسم درہ سے آگاہی بھی لوگوں کے لیے بید کے بغیر بھی اجتناب کی تعلیم مناسب ہے، یا نہیں؟

مکتُوب : ۴۲ (ب) جواب

میاں محمّد تمکیںؒ کی طرف جواب

عزیزِ من! اللہ تعالےٰ سے ہمیشہ آگاہ رہنا، اور نفس کا فنا ہونا، جو پہلی جڑ ہے، دو وجُوہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ؎

بے فنائے کُل و بے جذبِ قوی کے حریمِ وصل را محرم شوی

(ترجمہ) مکمل طور پر فنا ہونے اور جذبۂ قوی کے بغیر تو حریمِ وصل سے کس طرح واقف ہو سکتا ہے؟

عزیمت یہ ہے کہ صرف انتہائی ضرورت کے وقت کسب (کمانے) سے تعلق پیدا کرے، جیسا کہ اللہ سبحانہٗ نے فرمایا ہے۔ "رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ" (یہ وہ لوگ ہیں جنہیں خرید و فروخت، اللہ کے ذِکر سے غافل

Marfat.com

کرلیا اور فضیلت چمک اٹھی۔

اور مٹی سے یہ عام مٹی قیاس نہ کیجئے۔ بلکہ اس سے مراد معروف قابلیت ہے، جو نورِ اوّل کے مرتبہ میں تمام لا انتہا قابلیتوں کی سرتاج ہے۔ اور اس سردار اور صفتِ انسانیت رکھنے والے تمام تابعینِ برگزیدہ کا خاصّہ اور واجب الوجود کی صفات کا جامع مظہر ہے۔ اور مٹی ہونے سے مراد اصل سے مل جانا ہے اور وہ پیوستگی کی دلیل کے بغیر خود بخود اصل سے قطعِ نسبت اور اضافے رکھنا تھا۔ اور اب اللہ تعالےٰ کی صفاتِ ذاتی کے کمالات کے ظہور سے نسبت رکھنا، محبوبی طریقہ پر چلنا ہے۔ جب ایسا ہوگیا تو پھر مکمل فنا[ا] حاصل ہوگئی۔ ایسی حالت میں مستثنیٰ کون اور استثنا کس کے لیے ہے؟ عزیزِ من! اگرچہ یہ دو اشعار بظاہر کمال کو ظاہر کرتے ہیں، لیکن جو مطلب اوپر بیان کیا گیا ہے، اس کو دیکھئے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ معاملہ برعکس ہے اور کامل کو اس جنگ طلبی سے۔ بچنا ضروری ہے۔ حق تعالےٰ اس کی حقیقت سے باخبر کرے اور حسد کو نکال دے۔

کہاں تک لکھوں کہ کاغذ چھوٹا ہے اور قلم کا فیض بے انتہا۔ والسلام والاکرام بہتر یہ ہے کہ اگر ہوسکے تو نمازِ جمعہ شہر کی مسجد میں ادا کریں۔ اور اگر آپ کے قصبہ کی مسجد گنجائش رکھتی ہے، تو قاضی کی اجازت سے شہر کی شرط پوری ہو

[ا] اعلیٰ درجہ کی فنا حاصل ہونا استثناء ہے حضرت سلیمان رضؓ نے کہا (رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ) ترجمہ (اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرما، جو میرے بعد کسی کو نصیب نہ ہو تو ہی بہت بڑا عطا کرنے والا ہے) اور یہ استثناء شرک و نفاق و بدعت کے شرکا سے ہے اور ظاہری اور باطنی کرخفی (پوشیدہ) بلکہ اخفیٰ (پوشیدہ ترین) ہے۔

Marfat.com

جاتی ہے۔

مکتوب : ۴۴

میاں اللہ داد کے نام، جنہیں پیراہن، چادر اور مسواک دی گئی اور جنہوں نے حضرت جیو کے خادموں کے لیے ٹوپیاں بھجوائیں۔

اللہ تعالے نے میاں اللہ داد کو جو فطرتاً نیک اور پرہیزگار ہیں، پرانے پیراہن کی جگہ جو رسمی پرہیزگاری کا نشان ہے - اور ظاہری صورت سے ہٹا کر جو فیض پہچانے کا عام طریقہ ہے ایک ایسی نئی نورانی قمیص عطا کرے، جو تنہائی و دانائی کی حقیقت سے بُنی ہوئی ہو اور صرف خاص الخاص اولیا ہی اس قابل ہیں کہ انہیں نوازا جائے۔ اور ابتدائی مراحل سے ترقی دی جائے، اور انہیں چادرِ عصمت عطا کرکے اور استغفار کی مسواک سے سرفراز کرکے حقیقتِ کلمہ کا زرومال بخشے، کیونکہ نفس اسی کی برکت سے مطیع ہے، اور کثرت کی اجناس کی بجائے اسے وحدت کی نقدی سے مالا مال کرے، اور دو ٹوپیوں سے یعنی 'محبی' اور 'محبوبی' کے کمالات سے آراستہ و پیراستہ کرکے معزز و مکرم ٹھہرائے اور لفظ و معنی سے ترقی دے کر مطلوبِ حقیقی کے حضور میں، جو بے کم و کیف ہے اور چھ جہات اور انعام کے ثمرے سے دور ہے، ہمیشہ کامل امداد سے اُن کے باطن کو اپنی توجہ سے حاضر رکھے اور کائنات کے ہر ذرے کو دل کی نظر سے اللہ تعالے کی ذاتی صفات کی قابلیتوں کے ایسے مظاہر بنائے، جو ابھی ظاہر نہیں ہوئے، اور اصلی بشریت تک ہر شے بے حجاب ہو جائے اور کامل فنا حاصل ہو جائے جتنی کہ نہ تو کوئی نام رہے نہ نشان، جو کچھ دکھائے، خدا خود دکھائے اور جو کچھ بتائے وہ خود بتائے اور اس قدر توجہ دی جائے کہ توجہ کرنے والا اور توجہ لینے والا ایک ہی رنگ میں رنگے جائیں، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ترقی ملے اور

Marfat.com

اصلی نشیر بنی اور پوشیدہ نجات مل جائے۔ اس کے بارے میں لکھا جانا چاہیے اور سالکِ منزل تفصیل سے اجمال کی طرف مضبوط ہوتا ہے۔

عزیزِ من! اہل غفلت کی صحبت سے بچنا چاہیے، بالخصوص ایسے شخص سے، جو اس طریقۂ کار کا انکار کرے۔ ایسے شخص کو دشمن سمجھنا چاہیئے اگرچہ بظاہر وہ تمہارے ساتھ دوستی میں شکر کی طرح ہو، لیکن حقیقت میں وہ زہر قاتل ہو گا اور آخری بات کے متعلق جو تمہارے رخصت ہونے سے پہلے تمہیں کہی گئی تھی، پوری پوری کوشش کریں تاکہ ہمیشگی کا ملک ظاہر ہو اور اس کا نتیجہ برآمد ہو۔

اور یہ عجیب بات ہے کہ عزیز نے اطلاع کا جو پرچہ بھجوایا ہے اس میں جسمانی مرض کا تو ذکر کیا گیا ہے، لیکن باطنی صحت اور کیفیت پوشیدہ کا، جو آپ سے مطلوب تھی، کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ میرے عزیز! ابھی بہت کام باقی ہے۔ آپ کمرِ ہمت باندھ کر رات دن مراقبہ میں گزاریں اور لوگوں کی تعریف سے دھوکہ نہ کھائیں اور کسی مصیبت میں نہ پڑ جائیں۔ اور تم جو ایک فقیر ہو، تم سے فقیری کام کے سوا کسی امیری کام کی ضرورت نہیں۔ جس جگہ بھی رہو، اپنے طریقے کے آدمیوں کے ساتھ رہو، کیونکہ ایسے لوگوں کی صحبت نور بخش بھی ہے اور نورانی بھی رہیں کسی جگہ، مطلب کام سے ہے۔ اگر کہیں یاد کا موقع مل جائے تو دعائے مشفقانہ میں یاد رکھیں، اور دو سادہ سی باتیں اپنے ہاتھ سے لکھ کر یا کسی عزیز سے لکھوا کر حقیقتِ حال سے آگاہ کرتے رہیں۔ تم جہاں بھی رہو، اللہ تمہارے ساتھ ہو۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ (سلامتی ہے اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی)

مکتوب : ۴۵

اسفند یارؒ کے نام لکھا گیا۔

Marfat.com

اے کعبۂ مراد کے طالب، اے سعادت کے پُرخطر راہ کے راہی، اے میرے عزیز، جس اندیشہ نے بیس سال سے پرورش پائی ہو، اور ابھی تک اس کی جگہ خیال نے نہ لی ہو، وہ اچانک اپنے وطنِ مالوف کو کس طرح چھوڑ سکتا ہے البتہ اتنا ہے، کہ چونکہ ذکر کے نُور کو پکڑ لیا گیا ہے، امید ہے کہ اگر ریاضت اور مجاہدے کو جاری رکھا گیا، تو تمام خطرات دُور ہو جائیں گے۔ اور اس راہ میں گھڑی روز، ماہ، سال کو کوئی حیثیت نہیں دینی چاہیے، بلکہ ہمت بلند رکھنی چاہیے اور ساری زندگی کو مقصدِ حقیقی کی طرف ایک گھڑی سمجھ کر مراقبہ و مجاہدہ کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔ اگر ہزار سال کی کاوش کے بعد بھی اصل مقصد حاصل ہو جائے، تو عتاب کی نسبت غنیمت ہے، یوں سمجھو کہ ایک گھڑی میں کعبۂ مقصود تک پہنچ گئے۔ ذرا اولیا اللہ کی حکایات کے حالات پر نظر دوڑائیے، تو پتہ چلے گا کہ اس میں بیسیوں برس بلکہ عمریں گزر گئیں۔ بے شک پراگندہ خیالات ہجوم کریں، کمربستہ رہنا چاہیے اور خوف نہیں کھانا چاہیے، کیونکہ اللہ کے فضل سے حق کے لیے ایک گھڑی بھی ضائع نہیں جاتی، بلکہ فائدہ بخشتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ذاتی نام کے نقش کی طرف پُوری ہمت سے توجہ دینی چاہیے اور نفی و اثبات میں لگے رہنا چاہیئے تاکہ پراگندہ خیالات کا خس و خاشاک، جل کر خاک ہو جائے۔ اولیا اللہ کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ بس ایک پل میں کعبۂ مقصود سے واقف کرا دیں اور اصل منزلِ مقصود تک پہنچا دیں، لیکن چونکہ مخلوقات میں سے افضل ترین انسان کے متعلق بھی اللہ تعالےٰ کا یہ طریقہ رہا ہے کہ منزل تک بتدریج پہنچایا گیا ہے، اس لیے اولیا اللہ کے گروہ کو بھی کہ نبی پاکؐ کے پیروکار ہیں، مشقت و محنت میں ڈالا گیا ہے اور یہ مشقت جو دشمن کو دُور کرنے میں صرف کی جاتی ہے، درحقیقت عاشقوں کے لیے راحت و لذت ہے، تم پر جسے حکم دیا گیا ہے۔ اور تمہاری اولاد پر سلام اور

Marfat.com

اگر خدا توفیق دے، تو بہتر یہ ہے کہ تہجّد کی نماز کے بعد حضرت جی کا درود الحاح وزاری سے پڑھیں۔ اگر اس وقت موقع نہ ملے تو اشراق کے بعد یا کسی اور وقت پڑھ لیا کریں۔

مکتوب : ۴۶

میاں محمّد صادقؒ کے نام لکھا گیا۔

اے ہمارے اللہ! ہمیں سچا ایمان اور یقین عطا فرما کہ اس کے بعد کُفر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ایمان و یقین سے بہرہ ور کرے، تاکہ اس کے بعد کفر نہ ہو۔ پس ہر یقین جو اس کی قید میں متعیّن ہے اور کمال تک نہیں پہنچا، اس کا انجام کُفر ہے، اس سے آگے کی طرف ترقّی کرنے کی کوشش کی جانی چاہیئے۔ جس یقین کی تلقین کی گئی ہے اس پر پورا یقین ہے، کیونکہ رسُولِ خُدا صلّی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں اس کی خبر دی ہے۔ الغرض جو مرتبۂ یقین میں منقیّد ہو جاتا ہے، اور یقین کی قید میں ہے، اس کی نفی کرنے میں دریغ نہ کریں اور اُسے کاٹنے میں غم نہ کھائیں۔ حتیٰ کہ غیر مقیّد اور غیر مُدرک کے مُتعیّن ہونے کا یقین ہو جائے۔ الغرض چونکہ تمہیں یہ امتیاز دیا گیا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاؤ۔ اور ترقیات کے امید وار رہو اور اس حمد کی حقیقت، اگر اس کے لائق نہیں، تو اس کی نفی کرنے میں سخت محنت سے کام لو، حتیٰ کہ "حق آگیا اور باطل مٹ گیا"، کے مرتبہ پر پہنچ جاؤ۔

والسلام والاکرام۔

مکتوب : ۴۷

میاں محمّد قاسم ساکن سیام کے نام لکھا گیا۔

Marfat.com

بوالہوس گر لافِ عشقت می زند باور مکن ، اے سرت گردم محبت را نشانِ دیگر است

(ترجمہ) اگر بوالہوس تمہارے عشق کا دعوےٰ کرے، تو یقین نہ کرنا۔ میں تم پر قربان جاؤں، محبّت کی علامت کچھ اور ہی ہوتی ہے۔

دنیا کا طریق کار عجب ہے، مثلاً لوگوں نے سُنا ہے کہ حضرت ابراہیم ادہم کتنے صاحبِ کمال تھے، اور اُن کا شیشۂ دل ہوس کے زنگ سے کس قدر پاک تھا۔ لوگوں کو ان کے درجے کی کتنی ہوس ہے، لیکن اُن کی طرح تعلّقات کو ترک کرنا نہیں چاہتے۔ بلکہ حق کے ماسوا دوسرے تعلّقات میں گرفتار ہونے کے باوجود ان درجات کے خواہش مند ہیں، جو صرف ماسوا کی نفی کرنے ہی سے مل سکتے ہیں۔ بے شک جو محبت وہم کی وجہ سے ہوتی ہے، وہ وہم کی قوت رکھتی ہے، اور قوتِ وہمی کو تعلّقات پر رتّی بھر غلبہ میسّر نہیں۔

میرے عزیز! آپ نے اپنے مراسلے میں جو اس ہیچ مداں، گمراہ و جاہل کے بارے میں تعریف کی ہے، میں اس کے قابل نہیں بخدا ہرگز قابل نہیں، ہرگز نہیں۔ کچھ نہ جاننے کے باوجود عقیدت مند اور ملنے والا سوائے سچا جاننے کے اور کچھ نہیں چاہتا، کیونکہ اس نے حق کی طلب کی ہوتی ہے، اور اپنے آپ کو آنا فانا راہِ حق میں پاکر حالتِ قبض کو اپنی استعداد کی قابلیت سمجھ لیتا ہے۔ اور بسط کو مُرشد کی توجّہ کے نُور سے تعبیر کرتا ہے، لیکن حکم کے مطابق ریاضت و مجاہدہ کی بدولت جیسے خُوب کیا گیا ہو۔ اگر میرے نصیب میں مُرشد کی زندگی میں کچھ میسّر ہو تو بہت بہتر، ورنہ بظاہر عبادت گزار ہوں اور ممکن ہے طالبوں اور مجاہدوں کے گروہ میں شمار کر لیا جاؤں۔ اور اگر کوئی اتنا باہمّت ہو، تو اس سے بہتر کیا ہے، کہ اس کے باطن کی زمین شفقت و رحمت کے پانی سے تازہ و سیراب رکھی جائے اور وہ امانت جو عزیزوں کی طرف سے پہنچی ہے، اسے پہنچا دی جائے۔

Marfat.com

عزیز من۔ اس معاملے میں بہت کوشش کی گئی، لیکن چونکہ اکثر اس کے اہل نہیں تھے، اس لیے چھوڑ دیے گئے۔ آپ کو اور آپ کے ہم نشینوں کو سلام۔

مکتوب : ۴۸

اپنے بھائی حافظ علیؒ کے نام۔

میرے بھائی حافظ عیسیٰؒ، عرفانِ حقیقی سے بہرہ ور ہوں۔ تحریر کیا گیا تھا کہ حدیثِ قدسی میں آیا ہے کہ "میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں، اس لئے میں نے خلق کو پیدا کیا، تاکہ وہ پہچانے" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالےٰ کی پہچان ہے۔ اس لیے یہ بات اس شخص کے حق میں بلاشبہ صادق آتی ہے، جسے معرفت نصیب ہو گئی ہو، کسی دوسرے کے حق میں کس طرح ہو سکتی ہے۔ میرے سعادت اطوار بھائی معرفت کے دو درجے ہیں، معرفتِ اختیاری اور معرفتِ اضطراری۔ معرفت اضطراری دنیا کی ہر مخلوق کو اس کی پیدائش ہی سے ودلیعت کی گئی ہے۔ چنانچہ آیت کریمہ "جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔" اسی مفہوم کو ظاہر کرتی ہے۔ معرفتِ اختیاری کے دو درجے ہیں، ایک معرفتِ عام اور دوسری معرفتِ خاص۔ معرفتِ عام دنیا کے تمام ذی عقل انسانوں کو ملی ہوئی ہے اور اس میں کفار بھی شامل ہیں، اگرچہ وہ انبیا کی طرف مائل نہیں ہوتے اور ان کی تعلیمات کو انہوں نے قبول نہیں کیا۔ چنانچہ آیت کریمہ "کہو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو، تو میری اطاعت کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا" سے واضح ہے لیکن چونکہ خلقت کی تخلیق کا مقصد اللہ پاک کی معرفت ہے، اس لیے اس کے قبول

Marfat.com

ہونے یا نہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ معرفتِ خاص کے مزید دو درجے ہیں: ایک معرفتِ خاص دوسری معرفتِ اخص معرفتِ خاص، توحید، ذات وصفات اور تمام احکام شریعت کو قبول کرنا، (اس طرح کہ اُن میں کوئی شک وشبہ نہ ہو،) احکام کو ماننا اور نواہی سے بچنا ہے، خواہ پُوری طرح ممکن ہو یا نہ ہو، یہ معرفتِ عام ایمان لانے والوں کے نصیب میں ہے اور معرفتِ اخص اس شخص کے نصیب میں ہے، جسے شریعت کے تمام احکام کی پیروی کے طفیل، عمل اور پرہیز کی قوت بخشی گئی ہے اور ایسے لوگ خاص ہوتے ہیں۔ وہ انبیا علیہم السلام اور اولیائے کرام کہلاتے ہیں یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے، اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے۔

مکتوب ۴۹:

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

اے سعادت شعار! وہ جو لکھا گیا تھا کہ جس وقت رُوح سارے جسم پر محیط ہوتی ہے، اس وقت جو افعال وہ بدن کے متعلق کرتی ہے، ان کی وجہ کیا ہے؟ اُس کا جواب یہ ہے کہ ہر فعل جو کسی صورت میں واقع ہوتا ہے، خواہ وہ حرکت ہو یا سکون، چلنا ہو یا ٹھہرنا، چونکہ مظاہر دیکھنے میں اس کا تعلق بدن سے ہوتا ہے، اور روح کا معاملہ اگرچہ وہ بہت عالی ہے، لیکن مخفی ہے، اس لیے ان حالات میں افعال کے بدن کے متعلق ہوتے کے سوا، کوئی چارہ نہیں اور چونکہ جسم کے متعلق تمام افعال کا واقع ہونا رُوح کی وجہ سے ہے، اس لیے سلوک کے بعد جب جسم پر معنی کا اظہار ہوتا ہے، تو اس کی نسبت رُوح سے ہوتی ہے، بلکہ جب اسے ترقی ملتی ہے تو افعال کی نسبت رُوح سے ختم ہو کر فاعلِ حقیقی یعنی اللہ تعالےٰ سے ہو جاتی ہے۔ اور روح بیچوں نہیں، بلکہ بیچوں نما ہے، اور مجہول الکیف ہے۔ اس لئے اس میں

Marfat.com

فی الحقیقت "کیفیت و چوں" ہے، لہٰذا حقیقی بیچوں کے درمیان، جو معدوم الکیف ہے، اور 'بیچوں نما' کے درمیان، جو مجہول الکیف ہے، فرق ظاہر ہے، کیونکہ جس میں 'چوں' ہے خواہ وہ مجہول ہی کیوں نہ ہو، پابندی کے مرتبے میں ہے۔ اور جو شے پابند ہے، وہ حادث اور محتاج ہے، اور آیت کریمہ "جن لوگوں نے کفر کیا، وہ طاغوت کے دوست ہیں، انہیں نور سے نکال کر اندھیرے کی طرف لے جاتے ہیں"، میں کفار کے اخراج کی نسبت، طاغوت کے اندھیرے کی طرف ایسی ہی ہے جیسی کہ فعل کی نسبت سبب سے ہے چونکہ طاغوت ہی کفار کے اندھیروں کا سبب بنا ہے اس لیے فعل کی نسبت طاغوت کی طرف کی گئی ہے۔ فی الحقیقت کفار کے اخراج کی نسبت، اللہ تعالیٰ کی صفتِ قہر کے نور سے ہے، کیونکہ طاغوت اس کا سبب بنا ہے، اور چونکہ معرفتِ عام جو کفار کو حاصل ہے، صفتِ قہر کے ظہور کی وجہ سے ہے، اس لیے کفار مجبوراً ولایتِ حق سے محروم ہیں۔ کیونکہ ولایتِ حق خاص اہلِ معرفت کا حصّہ ہے، جو صفاتِ لطیفہ کا مظہر ہے۔ قہر کے مظاہر کو ولایتِ حق سے کیا کام؟ قہر کی صفات کا ظہور، مظہر پر ظہور کا تقاضا ہے، نہ کہ ولایتِ حق کا تقاضا۔ ولایت حق صفاتِ لطیفہ کے ظہور کی بدولت ہے۔ کفار کے حصے میں ولایتِ حقیقی میں سے کچھ نہیں، بلکہ ان کے حصے میں ولایتِ طاغوت ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا آیت کریمہ میں آیا ہے۔

مکتوب: ۵۰

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

فقیرانہ سلام کے بعد مطالعہ فرمائیں۔ سالک کے کام کی ابتدا اللہ تعالیٰ کے ذکر سے لذت پانے سے ہے، اور اس کے کام کی انتہا اس کا مشاہدہ ملے۔

Marfat.com

اور یہ ابتدا (بدائت) وانتہا (نہایت) صوفیائے وجودیہ کی اصطلاحات ہیں۔
ہدایتِ کار، ولایتِ اخص میں، جو ملاءِ اعلیٰ کی ولایت ہے، مطلوب و مذکور کی طلب نایافت ہے۔ اور نہایتِ کار حصولِ نایافت ہے۔ اگر سالک اس سے ترقی کر جائے، تو اس کی ہدایت علمِ حضوری سے ہے اور اس کی نہایت حضور در حضور میں ہے۔ اور حضورِ علمی اس مرتبہ کا وسط ہے۔ اور یہ تینوں آخری مرتبے ولایتِ خاص الخواص میں حاصل ہوتے ہیں، بحیثیت ہدایت، وسط، اور نہایت کے۔ اور یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔ ولایت کے ان تینوں مرتبوں کی تحقیق، جن کا یہاں ذکر ہوا، پیر دستگیر حضرت بنوریؒ کی تحقیق و اصطلاح کے مطابق ہیں اور اس مختصر کی تفصیل بھی ہے جس کے لیے طویل شرح درکار ہے۔
اور ولایتِ خاصہ، ولایتِ اخص اور ولایتِ خاص الخواص میں فرق یہ ہے کہ ولایتِ خاصہ میں مطلوبہ یافت موجود ہے، ولایتِ اخص میں یافت مفقود و غیر معدوم اور ولایتِ خاص الخواص میں "حقیقتِ نایافت" موجود ہے اور نفسِ یافت معدوم، اور حقِ نہایت اس مقام پر متحقق و ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ ولایتِ خاصہ کے مرتبے کی یافت، جو علم کا پل ہے، حجابِ اکبر ہے، کہ سالک شہود کی لذات کے گرداب میں پھنس کر حقیقتِ مطلوبہ سے حجاب میں ہوتا ہے اور جب اس مرتبہ سے ترقی پا جاتا ہے، تو حجاب اُٹھ جاتا ہے، اور اگر تو غور کرے تو معلوم ہوگا کہ نایافتِ مطلوب بھی، جو مرتبۂ اخص میں مطلوب ہے، علم ہے، جو حقیقتِ نایافت کے مرتبے کا حجاب ہے۔ اور سالک نایافت کی لذت میں ترقی سے دُور رہے۔ (حجاب میں رہے) اور چونکہ ان دونوں مرتبوں میں علمِ حصولی ہے، اس لیے مجبوراً مرتبۂ علمِ حضوری کے لیے حجاب ہے اور ان دو مرتبوں کے بعد، مرتبۂ خاص الخواص ہے۔ چونکہ اس مرتبے کا اہل، علمِ حضوری سے بہرہ ور ہے، اس لیے وہ حجاب

Marfat.com

سے منزّہ اور دُور ہے۔ چنانچہ اس آخری مرتبہ میں جب حقیقتِ ایمان بالغیب پر پہنچ جاتی ہے اور ہر مومن کے علم کی ابتدا ہی "ایمان بالغیب" سے ہے، تو گویا عین انتہا میں اس مناسبت سے رجُوع ایمان بالغیب کی طرف ہوتا ہے جیسا کہ عام مومن پر ظاہر ہوا ہو۔ نیز یہ ابتدا کی طرف رجُوع (رجوع الی البدایت) ہے۔ یعنی ابتدا میں تعلقاتِ دنیا کی چاشنی تھی۔ درمیان (وسط) میں یہ تعلق چاشنی بھی ٹوٹ گیا اور سوائے اللہ تعالےٰ کے ہر شے فراموش ہو گئی اس کے بعد نہایت کو پہنچ کر مذکورہ تعلق پھر تازہ ہو گیا۔ اس تعلق کا بیان مرتبۂ عالی میں ہے۔ چنانچہ اگر معرفت و توحید سے مراد تصوف کی معرفت و توحید ہے، جو ولایتِ خاص کی خصوصیت ہے، تو انبیاء علیہ السلام کا دامن اس قسم کی معرفت کی گرد سے پاک ہے، کیونکہ صوفیا کی معرفت و توحید کی دنیا خیال و وہم ہے۔ اس عالی شان جماعت کے مرتبۂ ولایت میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ کیونکہ یہ وہم و خیال کی تراشش ہے کہ مغلوب الحال ناظر اشیا کو اس حال میں معدُوم سمجھتا ہے۔ ہم اس موجودیت کے عالم میں اسے معدُوم نہیں سمجھتے، لیکن اللہ تعالےٰ کی قدرت سے اس امرِ موجُود کے معدُوم ہو جانے کو محال نہیں سمجھتے۔ چنانچہ کمال کی بدولت انبیاء علیہم السلام کو "حضُور در حضُور" کا وہ مرتبہ میسر ہے، کہ ان کے کمالات بھی اللہ تعالےٰ کے کمالات کی طرح لاانتہا ہیں، ان کی ترقّی سے مراد ہر لحظہ اور ہر آن نئے نئے انعامات کا ظہور ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر لحظہ اور ہمیشہ ترقی درجات حاصل ہے اور یہ ترقی نہ شہُود کی حضُوری سے ہے اور نہ تنزیہ یا تشبیہ کی بدولت، بلکہ یہ ایسی ترقی ہے، جو ہر ایک کے بیان سے باہر ہے۔ اس ترقی کی حقیقت کو اس کا اہل ہی جانتا ہے۔ دوسرا اس سے کیا سمجھ سکتا ہے۔ چنانچہ "ظلم اور جہالت" جو ولایتِ خاصّہ کا حصّہ ہے، اور شے ہے اور اخص اور خاص الخواص کے مرتبے میں

وہ اوپر ہے۔ ہر ایک اپنے سے نیچے کی تعریف کرتا ہے اور اپنے سے اوپر کی مذمت۔
یہ باتیں تنگیٔ کاغذ کی وجہ سے محض اشارات ہیں۔ پس اے سالکِ راہ! جن مرتبوں کو میں نے بیان کیا ہے، انہیں جان لے! ذِکر کی تعلیم کا حصول زندگی میں، خواہ روحانی تربیت سے ہو یا جسمانی تربیت سے، اکثر کیلئے مراتب کی تکمیل کیلئے کامل مرشد کی تعلیم کے ذریعے ضروری ہے۔ بلکہ اس کی موت کے بعد بھی خواہ یہ روحانی تعلیم ہو یا اس کی زندگی میں ہی جسمانی تعلیم اور اللہ سبحانہٗ قادرِ مطلق ہے کہ وہ اس کے برعکس ظاہر کر دے۔ لیکن زیادہ تر یہی طریقہ ہے۔ جس کا ذکر کیا گیا پس سمجھ لینا چاہیے کہ ابتدا میں طلب ہوتی ہے۔ درمیان میں دَرد اور انتہا میں عشق۔ اور اس انتہا کو حقیقی انتہا نہ سمجھا جائے، کیونکہ انتہائے حقیقی سے عشق قاصر ہے۔ وہاں معاملہ عشقِ عالی و فاخر سے پرے ہے۔ چنانچہ جہاں تک عشق کا تعلق ہے وہ مرتبۂ حقیقی بہت بلند ہے۔ نیز اس اصطلاح سے، کہ "طالب فانی ہے اور مطلوب رفیع الشان"، مراد اسکا مرتبۂ حقیقی ہے، جو اس مقام پر حقیقتِ نفس الامری کی حیثیت سے جلوہ گر ہوتا ہے دیکھنے والے کو اس مقام پر اختیار نہیں رہتا کہ اس کے ثبوت کی نفی میں اختیار رکھتا ہو۔ ہاں اختیار اس وقت تک ہے، جب تک اس کی نسبت کا سبب وہم و خیال ہو، اور یہ مرتبہ بہت بلند ہے، کیونکہ یہی حقیقتِ نماز ہے۔ یہاں وسوسوں کا گزر نہیں ہوتا۔ یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔ جس پر مہربانی کرنا چاہے، اُسے نوازتا ہے۔

فائدہ: جو نُور، خیال کی گرفت میں آجائے، وہ مخلُوق ہے، قابلِ نفی ہے، یعنی ہر اس نُور کو جو حساب و تخیّل کے دائرے میں آجائے، اسے مخلُوق سمجھنا چاہیے۔ چنانچہ ہر لطیفہ کا نُور، جو عالمِ خیال میں شکل پذیر ہو کر سُرخ، زرد، سفید، یا بنفشی دکھائی دے، وہ اس لطیفہ کے تزکیہ و صفا کی علامت ہے، یہ نہیں کہ سالک

اس رنگ کی طرف رغبت کرے اور اس کو اپنا معبود بنا لے۔ ہم اس سے اللہ تعالےٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اس طریقۂ احسنیہ کے سالک کا ارادہ، خواہ وہ مبتدی ہو، خواہ متوسط، یہ ہوتا ہے کہ اپنے ایمان میں اُس بے کیف حقیقی کی ذات کے سوا کسی کو جگہ نہ دے۔ اور جو کچھ محسوس ہو، اُسے قابلِ نفی سمجھے، خواہ وہ حس خیالی محسوس ہو یا حسِ ظاہری، جیسا کہ دیکھنے اور سننے کی حِسیں ہیں۔ اور پھر یہاں سے عین مضغۂ دِل کی طرف توجّہ کے عالم میں ذاتِ بے کیف میں یقین رکھے اور مضغہ والفاظ کو مرتبۂ بے کیف کے حصُول کا وسیلہ سمجھے، اسی طرح اگر لطائف کا نُور شکل پذیر ہو، تو اسے وسیلہ ترقی سمجھنا چاہیئے، نہ کہ عین مقصود۔ اللہ اس سے وسیلۂ ترقی محفُوظ رکھے۔

مکتوب : ۵۱

آپ نے جو سوال کیا ہے وہ بے ربط عبارت میں لکھا ہے۔ ہم پہلے سوال کی عبارت کو صاف اور مربُوط کریں گے اور اس کے بعد جواب لکھیں گے۔ انشاءاللہ۔ سوال کی ترتیب یہ ہے :۔

سوال۔ لطائفِ خمسہ، لطافت کا درجہ رکھتے ہیں۔ چاہیے کہ کام کی ابتدا میں جسمانی ظُلمات پر غلبہ حاصل کر لیں، اگر صورت یہ ہے کہ مغلوب و مخفی، جسمانی ظُلمتوں پر غالب آجاتے ہیں، لیکن سلُوک اور مشقت کے بعد اُن پر غلبہ اور صفائی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب ہر مرتبہ لطیفہ، خواہ وہ ارواح سے تعلق رکھتا ہو، خواہ لطائف سے، جب عناصر کی قید میں آجاتا ہے، تو اس پر جسم کا حکم نافذ ہو جاتا ہے اور نُورانی خصوصیت پوشیدہ ہو جاتی ہے اور اس میں حکمتِ خداوندی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالےٰ نے

Marfat.com

سلوک کے مراتب کی تعلیم اپنے چیدہ چیدہ بندوں کو خود دی ہے تاکہ سلوک کی ترتیب جذبۂ غیبی کے ظہور کی بدولت ان مقید لطائف میں سے ہر ایک کو ظلمت کی قید سے نکال کر اصلی خصوصیت تک، جو نورانی ہے اور صفا ہے، پہنچا کر اپنا حصہ وصول کرے۔ اور یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

فائدہ:- اسم ذات کی تعلیم سے پہلے، جب سالک کو تمیز نہیں ہوتی اس کا تمام وجود وسوسوں کی گزرگاہ ہوتا ہے، اور عین اس حالت میں وہ خیالات سے محظوظ ہوتا ہے۔ لیکن جب اسے اسم ذات کی تعلیم مل گئی ہو، اور اس نے یہ ارادہ کر لیا ہو کہ اس اسم کے سوا دل میں اور کوئی خیال نہ آنے دے گا اور صورت یہ ہو کہ پہلے ہی دل میں بے شمار وسوسے ہوں اور اس اثنا میں جب اسم ذات کی وحدت خانۂ دل میں داخل ہوتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ دل اسم ذات کا گھر ہے، تو وہ وسوسے جنہوں نے خانۂ دل کو بری طرح اپنی گرفت میں لیا ہوا ہوتا ہے، فوراً حرکت میں آجاتے ہیں۔ اگر جذبہ وسوسے کی مزاحمت سے فارغ ہو جائے، تو جذبہ غلبہ حاصل کر لیتا ہے، اور اچانک تمام وسوسے دل سے باہر نکل جاتے ہیں۔ اور سالک جذبے کی مدد سے وسوسوں کی مزاحمت سے فارغ ہو جاتا ہے اگر جذبہ غالب نہ آئے، تو سالک کا کام رک جاتا ہے، اور جب وسوسے، صاحبِ دل کو دل میں آنے سے منع کر دیتے ہیں، تو سالک کو اس حالت میں وسوسوں کے لشکر سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے سالک کو چاہیے کہ اسمِ ذات کی وحدت کی قوت سے وسوسوں کے لشکر کی اکثریت سے گھبرا نہ جائے اور اس بات کا تہیہ کر لے، کہ اسمِ ذات جو دل کے گھر کا مالک ہے، دل میں اپنی جگہ بنائے۔ اور وسوسوں کا مقابلہ کرنے کے لیے اس

Marfat.com

وقت تک کوشش کرتا رہے، جب تک وہ وسوسے دُور نہ ہو جائیں سلوک کے معنی یہی ہیں۔ اس لیے اس بارے میں غم نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ اُن وسوسوں کو دُور کرنے کے لیے بہادروں کی طرح کوشش کرتے رہنا چاہیے۔

فائدہ :۔ عالمِ مثال میں قلب کا رنگ کبھی کبھی وقت سالک کو سُرخ نظر آتا ہے۔ غالباً پہلی بار سالک اس طرح کے سُرخ رنگ کو پسند کرے گا۔ اور اگر ذکر غلبہ کرے، تو وہ آواز پیدا کرے گا۔ اور رنگ سُرخ، جو ضروری نہیں، ختم ہو جائے گا۔

فائدہ :۔ اسم ذات اگرچہ چند حروف سے مرکب ہے اور حرُوف مخلوق ہیں، لیکن ایک مُبتدی کے لیے ذاتِ حقیقی کی یاد ان حرُوف کی ترکیب کے بغیر مشکل ہے اس لیے بولتے وقت یہ حادث لفظ اپنے سامنے مسمّیٰ کو رکھتا ہے اور وہی اس اسم کی طرف رہنمائی کرتا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ میں لاؔ کی مدّ کو ناف سے پیشانی تک کھینچنا چاہیے اور وہاں سے الہٰ کے کلمے کو دائیں طرف لانا چاہیے اور وہاں سے کلمہ لاالہ کی مدّ کو کھینچ کر قلب پر ضرب لگانی چاہیے اور پھر اس میں اضافہ کرتے جانا چاہیے، حتیٰ کہ ایک سانس میں اکیس ضربیں لگ جائیں، لیکن آہستہ آہستہ اور یہ سب حبس دم کی حالت میں ہوں۔ شروع میں یہ تین بار اور مسلسل ہونی چاہییں اور اگر اس سے زیادہ لگ جائیں، تو وہ بھی درست ہیں۔

فائدہ :۔ عالمِ مثال میں یہ جو زرد یا سُرخ یا کوئی اور تصور میں آتا ہے، وہ محض مصفّا ہوتا ہے، کیونکہ وہ رنگِ خارجی سے باہر ہے۔ اُسے نُور قرار دینا چاہیے یا خیال۔ اگر وہ قبلۂ نُور کی طرف سے ہے، تو وہ بھی عبادت ہے اور اگر خیال کے زمرہ میں ہے، تو وہ سابقہ خیالات سے متعلق ہوگا۔ اس وقت خیال کی نفی کی ضرورت

Marfat.com

ہے اور وہ نُور، جو اللہ سبحانہٗ کی ذات سے مختص ہے، وہ مُنزّہ ہے، وہ بشر کے حیطۂ تصوّر میں کس طرح آسکتا ہے۔ اگر سالک کو اس نورِ منزّہ سے کچھ حصّہ حاصل ہے، تو وہ اس کا پَرتو ہے، اور بے تصوّر ہے، پس اسے سمجھیے۔

فائدہ:۔ جو کوئی محو ہو گیا، اُس حالت میں اس کا ہر فعل عُذر کے درجے میں داخل ہے۔ اس پر کوئی مواخذہ (پکڑ) نہیں، لیکن ابھی یہ محویت و فنا جس میں سالک ناپسندیدہ اُمور کا مرتکب ہو جاتا ہے، مرتبۂ اصلی میں داخل نہیں، اور نقصان دِہ ہے۔[1]

فائدہ:۔ سُلوک محبت کے شروع میں ہے، اور عشق غلبۂ محبّت کا نام ہے۔[2]

فائدہ:۔ جن باتوں سے روکا گیا ہے، اُن سے بچنا چاہیے، کیونکہ ان کی نیرنگی دل میں خلل پیدا کرتی ہے۔ اور آیت کریمہ "اللہ کی خفیہ تدبیر پر ایمان لاؤ" اسی معنی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

فائدہ: نیند کو موت کی بہن اس معنی میں کہا گیا ہے کہ بس ظاہری تعلق کٹ جاتا ہے، نہ کہ موت کی طرح باطنی تعلق بھی، بلکہ باطن میں معاملہ اور ہوتا ہے (حاشیہ۔ اگر سوتے میں ایک نماز فوت ہو جائے اور آدمی مر جائے، تو آدمی سے اس نماز کی باز پُرس نہیں ہو گی) سالکوں کا طریقہ گاہے بسط یعنی کشائشِ ذکر ہے اور گاہے قبض یعنی تفرقہ۔ اس صورت میں غم نہیں کرنا چاہیے اور کام میں مشغول رہنا چاہیے والسلام۔

---

[1] ترتیبِ جمال کی قابلیت رکھنے والا مودب ہے اور ترتیبِ جلال کی قابلیت رکھنے والا گستاخ ہے۔

[2] اگر وہ ردّ نہ کرے تو جائز ہے، بلکہ ناز ہے۔ اس بات سے باز آ، کہ قصّہ طویل ہے۔

Marfat.com

باسم سبحانہٗ۔ بندے کے لیے پروردگارِ عالم کا ذکر دو طرح سے واجب ہے۔ ایک ذکر لباس کے ساتھ ہے اور دوسرا لباس کے بغیر۔ لباس کے ساتھ، ذکر مُبتدی اور متوسّط کا خاصّہ ہے لیکن جہاں تک ذِکرِ بے لباس کا تعلّق ہے، بے لباس کو انجذاب کے غلبہ سے مغلوب ہو کر (جو اسم الدلیل کی ترتیب سے پیدا ہوتا ہے) سالک عین لباس سمجھتا ہے۔ یہ صاحب تشبیہ کا ذِکر ہے۔ خواہ وہ مُبتدی ہو یا متوسِط۔ اگر اللہ تعالےٰ کی حفاظت میں اسم 'ہادی' کی تربیت سے لباس کو صاحب لباس کے وصول کا ذریعہ پاتا ہے اور لباس کے تعلق کے باوجود اس کا باطن، صاحب لباس سے تنزیہ کی بدولت آگاہی رکھتا ہے اور لباس کو ذریعۂ وصول کے سوا اور کچھ نہیں سمجھتا تو وہ صاحبِ تنزیہ ہے، اگرچہ دونوں کے معاملے میں وصلِ متلبّس (وصل بحالت لباس) سے چھٹکارا نہیں پایا ہوتا لیکن اوّل و ثانی دونوں کے درمیان بہت فرق ہے۔ اوّل کی صاحبِ لباس سے آشنائی اضطراری اور ضمنی ہے، جب کہ دوسرے کے ساتھ یہ معاملہ اختیاری اور کُھلم کُھلا ہے۔ اسی بات سے حضراتِ نقش بندی کے کمالِ استعداد کا اندازہ لگا لینا چاہیے کہ ابتدا و توسّط میں ہی فراغت سے پہلے معنی و الفاظ کے لباس کی عین ضرورت کے وقت لباس سے عاری ہوتے ہیں۔ یہ ہوشیاری کا مرتبہ ہے۔ ان دونوں کے درمیان فرق صاف ظاہر ہے۔ اور صاحب تشبیہ کو اگرچہ یہ شے ضمنی طور پر حاصل ہوتی ہے، لیکن اس طرح کہ گویا اُسے خدائی تدبیر سے امکانِ امن حاصل ہے، کیونکہ یہ اسم الدلیل کی ترتیب کے حساب سے ہے، اور صاحب تنزیہ کا مُربّی چونکہ اسم الہادی ہے، اس لیے امن کی ظلمت کو اپنے مربّی کے نور سے جو اسم ہادی ہے، دُور کر کے وہ خوف کے دائرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

فائدہ: البتہ وہ خوف اچھا اور لازم ہے جو آخر کار ور "لاخوفٌ عَلیھم" کے درجہ پر پہنچا دیتا ہے۔ اس لیے 'اذکیا' پر واجب ہے کہ چونکہ آیت کریمہ" اس کے چہرے

کے سوا ہر شے ہلاک ہو جانے والی ہے" کے مطابق ہر مخلوق کی ہلاکت ایک یقینی امر ہے، اسلئے ہلاک کرنیوالے کے حکم کو عین قدیم شے، جو لم یزال ولم یزل ہے، نہ سمجھے اور اگر کہا جائے کہ ہالک کے حکم کو، جو معدوم کی طرح ہے، نظر انداز کر کے اسے عین کہا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ عینیت کی نسبت، طرفین کے ملاحظہ کے بغیر یقینی نہیں ہوتی۔ چنانچہ جس وقت طرفِ ثانی نے عدم نسبت کا مرتبہ پایا، تو اس کی عینیت، امرِ موجود کی بدولت منفی ہو گئی۔ چنانچہ وہی واحد حقیقی ہے، جو عینیت میں اس کے سوا کوئی شریک نہیں رکھتا۔ ع چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک (خاک کو عالمِ پاک سے کیا نسبت) دو صورتیں ہیں، یا تو وہ غیر حق کو پالیتا ہے یا نہیں پاتا۔ اگر پالیتا ہے، تو ہالک لم یزل کی کی عینیت محض جھوٹ ہے اور اگر نہیں پاتا، تو اس وقت عینیت کی نسبت عقل کے قاعدہ کے خلاف ہے پس سمجھئے۔ والسلام والاکرام۔

سوال۔ حدیثِ قدسی میں مضغہ کا ذکر پہلے کیا گیا ہے اور قلب، جو لطیفہ نور ہے، کا ذکر بعد میں کیا گیا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب۔ اگر مرتبۂ ادنےٰ سے مرتبۂ اعلےٰ کی طرف جایا جائے، تو پہلے مرتبۂ ادنےٰ کا ذکر ضروری ہے، لیکن اگر اعلےٰ سے ادنےٰ کی طرف بیان کیا جائے، تو اعلےٰ کا ذکر پہلے آئے گا۔

سوال جس وقت اصل لطیفہ کی کیفیت معلوم نہ ہو، اور اس لطیفہ کی قابلیات کے معانی کے ظہور سے بہرہ وری ہو، تو اس وقت ناظرِ مضغہ اور انوارِ قلبی کا منظور، جیسا کہ لکھنے میں آیا ہے، کس طرح واقع ہوتا ہے؟

جواب۔ ناظر کے دو مرتبے ہیں، اگر حجاب کی وجہ سے ناظر ہے، تو حجب تک درمیان میں حجاب ہے، ایسے ناظر کی بہرہ وری کو منظورِ ظلی کہا جاتا ہے، اور اگر لباس شاہد کے بغیر، بے واسطہ شہود ہے، تو اس بہرہ وری کو وصلِ اصلی کہتے ہیں۔

Marfat.com

سوال۔ حضرت پیر دستگیرؒ نے فرمایا ہے نفس، روح اور جسم سے پیدا ہوتا ہے اس قول کی مفصل تحقیق بیان فرمائیں؟

جواب۔ اللہ سبحانہٗ نے جسم کو عناصرِ اربعہ سے تخلیق فرمایا ہے اور روح کو اپنی حکمتِ بالغہ سے، زندہ، عالم، بینا اور سمیع بنایا، لیکن جسم کا مرتبہ رُوح سے مُتمیّز رکھا اور ان دونوں کے درمیان ایک برزخ ہے، جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے۔ اور عنصرِ خاص کا تقاضا ظُلمت و کدُورت ہے، جو کفر و معصیت کا منبع ہے اور روح کے مرتبہ کی مناسبت نُور و صفا سے ہے، جو اطمینان و اطاعت کا سبب ہے۔ ان دونوں میں سے ہر ایک پیدائش کے مرتبے میں ایک خاص خصوصیت رکھتا ہے اور ان دونوں کی تخلیق کی غرض ترکیبِ وجود کے بعد اختیاری ہے اور یہ نُور و ظُلمت کے مجموعہ اتحاد پر مبنی ہے۔ لہذا قدرتِ کاملہ نے جسم میں سے عناصر کی تیرگی کو بلندی بخشی، اور رُوح میں سے لطائفِ نُورانی کو نزول بخشا، اور برزخیت کے مرتبہ میں ان دونوں کو جمع کر کے ایک ہیئتِ متحدہ پیدا کی، اور اس کو ایمان و طاعت، اور کفر و معاصی کا مجمُوعہ بنا دیا، اور اسے مجبُوری کی حبس صُورت سے نکال کر اختیار کی صفت سے مَوصُوف کیا اور اس کا نام نفس رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ جیساکہ آیت کریمہ میں اشارہ کیا گیا ہے نفس نے امانت کو اُٹھانا قبول کر لیا اور دوسروں کی طرح انکار نہ کیا اور اللہ تعالےٰ کے جمال و جلال کے کمالات کا مظہر بن گیا اور اللہ کے فضل کی طرح، جو چاہتا ہے، کرتا ہے۔ چونکہ اس تحقیق کے لیے تفصیل کی ضرُورت تھی، اس لیے اتنے ضرُوری بیان پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔ انشاءاللہ کسی اور جگہ زیادہ باریک فہم کے لیے پھر بیان کیا جائے گا۔

والسلام۔

Marfat.com

مکتوب ۵۲:

ایک عزیز کے نام۔

باسمہٖ سبحانہٗ۔ جان لیجیے کہ حدیث قدسی میں جن پانچ لطائف کا ذکر آیا ہے، ان میں سے ہر لطیفہ، صفا کے بعد ایک ولایت سے بہرہ ور ہے اور یہ ولایات پانچ ہیں، یعنی ولایت عامہ[1]، ولایتِ خاصہ[2]، ولایت اخص[3]، ولایت خاص الخواص[4] اور ولایتِ اخص الخواص[5] لطیفۂ قلبی اپنی ابتدا اور وسط میں ولایت عامہ سے بہرہ یاب ہے، اور جو ولایت اولیاء کا سایہ ہے، اسے ولایتِ خاصہ کہا جاتا ہے اور پھر لطیفۂ قلبی کے آخر اور لطیفۂ روحی کی ابتدا اور وسط میں ولایت خاصہ کا حصہ ہے اسے ولایت صُغریٰ کہتے ہیں۔ اور پھر لطیفۂ روحی کے آخر اور لطیفہ سِرّی کی ابتدا اور وسط میں ملاءِ علٰے کے کمالات سے جو بہرہ حاصل ہے، اُسے ولایتِ اخص کہتے ہیں اور بعض اکابر کے نزدیک اس کا نام ولایتِ عُلیا ہے۔ اور لطیفۂ سِرّی کے آخر اور لطیفۂ خفی کی ابتدا اور اوسط میں ولایتِ انبیا کے کمالات کا حصہ ہے۔ اسے بعض محقق، ولایت کبریٰ کا نام دیتے ہیں اور لطیفۂ خفی کے آخر اور لطیفۂ اخفی کی ابتدا اور وسط میں نبوتِ انبیا کے کمالات کا حصہ ہے، اولیا اللہ کی استعداد کے مطابق اور لطیفۂ اخفی کے آخر میں خاص نفسِ ولایت و نبوت انبیا کا حصول ہے اور اس پر صاحبانِ نبوت اپنے اپنے مراتب کے مطابق جاگزیں ہیں۔

مکتوب ۵۳:

ایک عزیز کے نام۔

؎ چوں کہ بے رنگی اسیرِ رنگ شد	موسیٰ با موسیٰ در جنگ شد
چوں بہ بے رنگی رسی کاں داشتی	موسیٰ و فرعون دارند آشتی

ترجمہ۔ جس وقت بے رنگی رنگ میں قید ہو گئی، تو موسیٰ اور موسیٰ کے درمیان جنگ

Marfat.com

چھڑ گئی۔ لیکن جس وقت بے رنگی ملی، تو صورت یہ ہوئی، کہ موسیٰ اور فرعون کے درمیان بھی صلح ہو گئی۔

بیرنگی سے مراد مرتبۂ اطلاق ہے کہ اس میں تعین کی گنجائش نہیں، اور رنگ سے مراد مظاہر کی تعداد اور تعینات کی کثرت ہے اور اسیر[۱] ہونے سے مراد آفتابِ وحدت کے نور کا بے شمار آبگینوں میں منعکس ہونا ہے اور موسیٰ کے موسیٰ سے جنگ کرنے سے مراد ایک پیغمبر کی شریعت کا دوسرے پیغمبر کے ہاتھوں منسوخ ہونا ہے، اور بے رنگی کے پا لینے سے مراد آخر کار ہدایت کی طرف رجوع کرنا ہے اور موسیٰ و فرعون کی صلح سے مراد متقابل صورتوں کا اضمحلال، تشخصی تعین اور تکلیف کو ختم کرنا، اور مختلف رنگوں کے آبگینوں کو جو کثرت اعداد کا باعث ہیں ختم کر دینا ہے (شرح میر محمد رضا عفی عنہٗ)۔

فقیر (شیخ عبد النبیؒ) یہ کہتا ہے کہ جو کچھ مخدومی میر رضاؒ نے مذکورہ بالا اشعار کی شرح میں فرمایا ہے۔ بہت پاکیزہ اور عمدہ ہے۔ لیکن یہ مطلب ایک فانی انسان کے لیے زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے، کیونکہ صاحبِ فنا کا کمزور ہونا ظاہر ہے اور وہ مراتب کی قید میں ہوتا ہے، حتیٰ کہ اگر کسی فانی شخص میں علمِ فنا، کمال حاصل کر لیتا ہے، تو بھی اُسکے حق میں فنا ثابت نہیں ہوتی۔ لہذا بیرنگی تک پہنچنے کو میر مرحوم نے ابیات کی شرح میں عارف کی نظر سے تعینات کے اضمحلال میں مقید کیا ہے۔ عارف اور غیر عارف کے تعین میں کوئی فرق نہیں۔ اس معنی پر چند سوال پیدا ہوتے ہیں، پہلا یہ کہ اسیرِ بے رنگی

---

[۱] اسیر رنگ کہنا عالم ارواح کی طرف اشارہ کرتا ہے نہ کہ حق کی طرف حق تعالےٰ کو کون اسیر کر سکتا ہے اور روح نہ سُرخ و سفید نہ سیاہ و زرد۔ بلکہ مجہول الکیف ہے، جب کہ حق تعالےٰ بے کیف ہے۔

Marfat.com

ہونے سے آفتاب کے نُور سے بے شمار آبگینوں کا انعکاس مراد لیا ہے۔ اس مقام پر دو شبہے وارد ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ جو کچھ آبگینہ میں منعکس ہے، اس کی حقیقت بیان کی گئی ہے، لیکن آبگینہ کی حقیقت کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا کہ آیا وہ مستقل بنفسہٖ ہے یا آفتاب کے نُور کا پرتَو، دوسرا یہ کہ بے رنگی تک پہنچنے کو ہر لحاظ سے سالک کا اضمحلال کہا گیا ہے، حالانکہ وہاں ان دونوں کے نام و نشان کا تصور بھی نہیں، کیونکہ اس مقام پر صُلح کا ثبوت اضمحلال کے منافی ہے، اس لیے آشتی و صُلح، جو ان کی صفت ہے، ان کی ذات کے ثابت رکھنے کے بغیر متحقق نہیں۔

دُوسرا سوال یہ ہے کہ موسٰی کی موسٰی سے جنگ سے مراد، ایک شریعت کی تنسیخ دوسری شریعت کے ذریعے ہے۔ اور چونکہ جنگ مخالفت کے تقاضے کی وجہ سے ہے، اور کسی نبی کو دوسرے نبی سے ناسخ و منسوخ کی بنا پر مخالفت نہیں ہے، اور مخالفت کی تو بات ہی الگ رہی، منسُوخ خود کسی وقت ناسخ کا محبُوب رہا ہوتا ہے۔ اس لیے جنگ کی تحقیق میں کوئی کسر باقی ہے۔ چنانچہ ان مذکورہ اشعار کے معانی کی تحقیق ان کی شان کے مطابق حضرات کامل نے یوں کی ہے کہ اللہ تعالے ازلی و باقی ہے اور جمال و جلال کی صفات سے موصوف ہے۔ ان دونوں صفات میں سے ہر صفت، اپنے ظہوُر کا تقاضا اور اپنی خصوصیتِ خاص کی وجہ سے دوسری صفت کے ظہوُرِ خاص کا تقاضا کرتی ہے اور ہرگز اس کے ظہوُرِ ازلی کی مخالف نہیں، چنانچہ "لاھو" اور "لاغیرہٗ" اسی مطلب کی طرف اشارہ کرتے ہیں، اور اسی طرح ہر ظاہر کا ظہوُر اپنی ظاہری موافقت کی وجہ سے کسی خاص وقت میں کسی دوسرے ظاہر کے ظہوُر کا منکر یا مخالف نہیں، اور چونکہ نے الواقع اس کے معانی اللہ تعالےٰ کے علمِ حقیقی میں ہیں، اس لیے باقیِ کامل نے جب اس حقیقتِ بے رنگی کو پالیا، اور رنگوں کو بے رنگی کے مخالف نہ پایا اور عین حالتِ شعور میں اس

Marfat.com

اس نے اس کے مظہر د بقا کو علمِ حقیقی کے مطابق تلاش کیا، تو مظہریتِ کاملہ کے ایک مظہر کے ساتھ سوائے صُلح و آشتی کے کسی اور حالت میں نہیں پایا۔ لیکن جب باقی ہوا، جس نے فنا کا راستہ نہیں پایا، اور جو بے رنگی کی حقیقت سے بہرہ ور نہیں ہوا، اور جس نے بے رنگی کو مختلف رنگوں میں مخفی رکھا، بصیرت کی صفت کی بدولت اس بات کو سمجھ لیا، تو یہ پوشیدگی وہ مرتبہ نہیں رکھتی۔ وہ گویا اسیری کے ارادے کو اطلاق و بے رنگی کا مرتبہ دیتا ہے، اور یہ ان اہلِ ہوا کی مذمت اور تذلیل میں پہلے مصرع میں کہا گیا ہے یعنی کہ جب بے رنگی اسیرِ رنگ ہو گئی۔ اور یہ نہیں کہا گیا کہ حقیقت نفس الامری کی نسبت سے بے رنگی کے مرتبے میں اسیرِ رنگ ہو گئی۔

اللہ تعالےٰ بزرگ ہے۔ وہ مرتبہ عشق ہے اور یہ بہت بڑا مرتبہ ہے۔ اللہ ہی ہے اور اس کے ساتھ کسی شے کا وجود نہیں اور شروع سے اب تک اس کی یہی حالت ہے بھلا مقید کو اتنی قدرت کہاں، کہ مطلق اُس میں قید ہو جائے۔ مطلق مقید کو گھیرنے والا۔ اور اسیری گھرنے کے بغیر ثابت نہیں ہوتی۔ چنانچہ مذکورہ اشعار کے معانی تشخصِ ثانی کی شان کے مطابق ہیں، یعنی چونکہ محبوب کی نظر میں مطلق حقیقی کا علم عدم مظہریت کی وجہ سے بے رنگی کے مرتبے میں مختلف رنگوں میں پوشیدہ ہے، اس لیے وہ حضرت مُوسیٰؑ کو دوسرے حضرت موسیٰؑ سے شریعتوں کی صورتوں میں اختلاف کی وجہ سے حالت جنگ میں پاتا ہے، کیونکہ حقیقت کے ادراک سے پہلے مختلف رنگوں کی صُورت، جنگ سے مشابہت رکھتی ہے۔ لیکن حقیقت کے ادراک کے بعد مرتبۂ فنا سے مرتبۂ بقا پر ترقی پا جانے کے بعد جب اسے حقیقت کا علم ہوتا ہے، تو اُسے پتہ چلتا ہے کہ صفات و شیون کا ہر مرتبہ اپنے ظہورِ خاص کا مقتضی ہے اور چونکہ صفات کی آپس میں "لا ھُوَ وَلا غیرہٗ" کی نسبت تصدیق شدہ ہے، اس لیے ایک خصوصیتِ خاص کا ظہور دوسری کے لیے محجوب ہے اور مختلف انواع کے

Marfat.com

ظہورات کے باوجود کوئی ظہور اپنے متبوع کے مخالف نہیں، اور بے رنگی کے مرتبہ کے تقاضے کے مطابق ان میں سے کسی ایک میں بھی آشتی کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور آشتی کیسے نہیں ہو گی، جب کہ تمام واحد حقیقی کی ذات کے ظہورات ہیں اور شرکت کی ان میں گنجائش نہیں، اور چونکہ جنگ شرکت کا تقاضا ہے، اس لیے اللہ تعالےٰ کی لاشریکی نے مظاہر کی ذات میں آشتی کے سوا اور کچھ پیدا نہیں فرمایا۔

ع۔ بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است (ترجمہ:۔ اپنی بات اسی پر ختم کرتا ہوں کیونکہ داناؤں کے لیے اتنا ہی کافی ہے)

فائدہ:۔ معلوم ہونا چاہیے کہ تجلی کے چار درجے ہیں، آثاری[1]، فعلی[2]، صفاتی[3] اور ذاتی[4]۔ تجلیِ آثاری میں سالک کا فعل، حق کے فعل کے آثار کے غلبہ کی وجہ سے مضمحل ہو جاتا ہے اور اپنے فعل کے آثار کو حق کے فعل کے آثار سمجھتا ہے اس طرح تجلیِ فعلی میں اپنے افعال کو مغلوب پا کر عین افعالِ حق سمجھتا ہے، یہی حالت تجلیِ صفاتی کی ہے کہ وہ اپنی صفات کو حق کی صفات سمجھنے لگ جاتا ہے اور جب وہ تجلیِ ذاتی سے بہرہ ور ہوتا ہے، تو حق کے آئینے میں اپنی صورت کو دیکھتا ہے اور تجلیات کی یہ تفصیل اس مرتبہ کے متوسطین کی حیثیت سے ہے اور انتہا کو پہنچے ہوؤں کی تفصیل دوسری طرح ہے، اور وہ ان لوگوں پر مخفی نہیں۔

فائدہ:۔ ہر تجلی، اللہ سبحانہ کی صفاتِ ذاتی کے کمالات میں سے ایک کمال ہے، لیکن اگر تجلی بسط و صفا کے وجود کے لیے ہے، تو وہ تجلی، نافع، فائض اور معطی کے اسما کے کمالات میں سے ایک کمال ہے اور اگر تجلی وجودِ قبض کے لیے ہے، تو اس تجلی کو قابض و مانع کے نام کے کمالات میں سے ایک کمال سمجھنا چاہیے۔ پہلے ظہور کے بعد عجز، حمد اور ثنا ضروری ہے۔ دوسرے ظہور کے بعد استغفار و تضرع کرنا چاہیے دلوں کا قبض، نفوس کے بسط میں ہے، اور دلوں کا بسط نفوس کے قبض میں

Marfat.com

ہے، اس لیے اگر عین قبض میں استغفار و تضرع ہو جائے تو پھر بسط و صفا کی منزل شروع ہو جاتی ہے اور یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے، اسے دیتا ہے۔

فائدہ :۔ وجُود کا اطلاق دو درجے رکھتا ہے، واجب الوجود اور ممکن الوجود۔ واجب الوجود وہ ہے جو اپنی ذات سے قائم ہو اور کسی اور کا محتاج نہ ہو، ممکن الوجود وہ ہے جس کا وجود و عدم اپنی ذات سے نہ ہو۔ بلکہ دوسرے کی وجہ سے ہو۔ اور یہ شریعت کے مقررہ عقاید ہیں۔ معلُوم ہونا چاہیے کہ واجب تعالیٰ پر وجُود کا اطلاق اپنی ذات میں ازل سے ابد تک ثابت ہے۔ اس لیے واجب تعالیٰ کا وجُودِ حقیقی ہے، اضافی و اعتباری نہیں، جو کسی دوسرے کے اعتبار سے ہو اور ممکن پر وجود کا اطلاق اس معنی میں ہے کہ اس کا ثبوت عدم کی طرف لے جاتا ہے اور اس سے کئی معنی پھوٹتے ہیں۔ یہ وجُودِ حقیقی کے فیضِ وجُودی کی بدولت وجُود میں آتا ہے اور وجُودِ حقیقی کی نسبت سے اس کے وجُود کو فیضِ وجُودی کہتے ہیں۔ چنانچہ وجودِ ممکن حقیقی نہیں یعنی اس کا وجُود اپنی ذات سے نہیں، اس لیے یہ اعتباری اور اضافی ہے۔ الغرض صوفیہ کی اصطلاح میں حقیقتِ وجُود کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے، جو اپنی ذات کی بدولت قائم ہے، اور وجُودِ اضافی و اعتباری کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جس نے دوسرے کے فیضِ اعتبار سے وجُود پایا ہو۔ پس اسے سمجھئے اور پیچھے نہ رہ جایئے۔ اگر شک باقی رہ جائے، جایئے، انشاء اللہ دُور ہو جائے گا۔

فائدہ :۔ جو سالک غیر حقیقی مقاصد کو دُور کرنے کی کوشش کرتا ہے، اس میں نفی کی تاثیر کی علامت، فساد اور حسد اور اسی قسم کی، دوسری بُری صفات کو دفع کر دیتی ہے۔ اگر سالک کی ذات سے یہ بُری صفات مضمحل ہو جائیں، تو عوام کی دشمنی اور حسد سے سالک کی ذات کو نقصان نہیں ہوتا۔ کیونکہ عوام سالک کے کھانے پینے اور سونے کو اپنے کھانے، پینے اور سونے پر قیاس کر کے مخالفت پیدا کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ کہتے

Marfat.com

ہیں "یہ کیسا رسول ہے، جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے"۔ چاہیے کہ تمام بُری صفات کو مختصراً نفی کی زد میں لے آیا جائے اور اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں، کیونکہ مراقبہ میں "اِنِّیٓ اَنَا اللّٰہُ" (بے شک میں اللہ ہوں) "تمہارا ربّ ہوں" کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ حق سبحانہٗ وتعالےٰ کے کلام کے ظہور کا لطائف کی صورت میں ظاہر ہونا مان لیجیے۔ اور اپنے آپ کو حق سبحانہٗ کے کلام کے مظہر کے سوا اور کچھ نہ جانئے۔ ان کلماتِ مقدّمہ کا ظہور، پہلے پہل اخفیٰ پر، پھر اخفیٰ سے خفی پر اور پھر خفی سے روح کے سرور میں ہوتا ہے اور اس کے بعد قلب پر، پس لطیفہ کو پانے والا، اپنی استطاعت کے مطابق پاتا ہے، کوئی تو مرتبہ اخفیٰ میں پاتا ہے اور کوئی اپنی استطاعت کے مطابق نچلے درجوں میں پاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی توفیق شاملِ حال ہو۔ وہ اللہ پاک ہے۔ وجودِ اعتباری کے معنی کی حقیقت یہ ہے کہ وجود اور شے ہے، اور موجود اور شے۔ اور دونوں چیزیں حقیقی ہیں۔ وجودِ اعتباری کا مطلب کسی شے کے موجود ہونے پر غیر کے وجود کا اضافہ ہے اس لیے وجودِ اعتباری جس کا موجودِ اضافی پر اطلاق کیا جاتا ہے، لفظ "ہونے" کے اطلاق سے ہے اور لفظ "ہونے" سے عبارت ہے۔ یہ مصدری معانی ہیں۔ اور جب یہ ظاہر ہے کہ وجود اور موجود کے درمیان 'ہونا' کا لفظ اعتباری ہے، حقیقی نہیں، تو حقیقت بالآخر وجودِ اعتباری کے موجود ہونے کی عبارت سے اس طرح معتبر ہوتی ہے کہ اس کے اعتبار کے بغیر یہ ایک ایسا نام ہے، جو بے معنی ہے اور ایک ایسا لفظ ہے، جو اپنے وجود کے ثبوت کے لیے کوئی شے نہیں۔ پس ایسی شے جو اپنے ثبوت کی محتاج ہو، محض اس لحاظ سے کہ اس کا نام بھی اپنے اعتبار سے قائم ہے نہ کہ اس حقیقت زائدہ سے، جس میں حقیقت کی کوئی بُو ہو، ہر لحاظ سے ناقابلِ اعتماد ہے۔ چونکہ حقیقت کے علاوہ تمام چیزیں ممکنات میں سے ہیں، اس لیے ظنّیت کے مرتبہ کے حساب سے احتیاج میں غرق ہیں، اور اصل کی مدد کے بغیر اپنی کوئی حقیقت

Marfat.com

نہیں رکھتیں اِس لیے مجبوراً ان کی اس ذاتی ضرورت کو فنا و عدم سے تعبیر کر کے انہیں معدوم و فانی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ جس کا اپنا کچھ نہ ہو، وہ فی الحقیقت معدوم و فانی ہے "وہی اوّل ہے وہی آخر، وہی ظاہر ہے وہی باطن اور اسے ہر شے کا علم ہے"۔ اِس آیت کریمہ کی تشریح رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں یوں وارد ہوئی ہے: رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے ہمارے اللہ تو سب سے اوّل ہے، اور تجھ سے پہلے کوئی شے نہ تھی، تو سب سے آخر ہے اور تیرے بعد کوئی شے نہیں، تو ظاہر ہے اور تجھ سے اوپر کوئی شے نہیں، اور تو باطن ہے اور تجھ سے پرے کوئی شے نہیں"۔

فائدہ:- اللہ پاک ہے۔ میں نے دونوں جہانوں کے خیالات کو اپنے دل سے اس طرح دھو دیا ہے ع کہ شُد بر تختۂ زریں زیک نقطہ دو خط پیدا (کہ سنہری تختے پر ایک نقطے سے دو خط پیدا ہو گئے)

فائدہ:- اہلِ تصوف کی اصطلاح میں توحید خالص کو تمثیل کے انداز میں نقطہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، نیز ان کی اصطلاح میں کیا مرتبۂ وجوب اور کیا مرتبۂ امکان سوائے توحید خالص کے اور کوئی شے نہیں۔ چنانچہ جب تمثیل کے انداز میں نقطہ کا بیان کرتے ہیں اور نقطہ کی سَیر سے مراد خط کا وجود ہے، تو توحیدِ خالص کے ظہور کو، کیا مرتبۂ وجوب اور کیا مرتبۂ امکان، سَیر سے تعبیر کرتے ہیں اور مرتبہ وجوب کو خطِ اوّل سے اور مرتبہ امکان کو خطِ ثانی سے بیان کرتے ہیں۔ جب یہ بات طے ہو گئی۔ تو پھر سالک نے تخئیل کے مرتبوں کو، جس وقت اعداد و شمار سے خالی ہو کر دیکھا۔ تو وہ اپنے دیدۂ بصیرت کے سوا مضمحل ہو گیا، اور پھر کیا مرتبۂ وجوب اور کیا مرتبۂ امکان، اس وقت اس کی آنکھوں میں سوائے توحیدِ خالص کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ وہ جان جاتا ہے کہ وہ خود ہی ہے، جس نے اپنے آپ کو ان مراتب پر جلوہ گر دیکھا ہے۔ اور اس سے پہلے

Marfat.com

لائے سے مرتبۂ وجوب وحدت سے مرتبۂ امکان میں وہ کثرت کا نظارہ کرتا تھا اور حقیقت سے غافل تھا۔ اِس زمانے میں وہ حقیقت سے باخبر ہوا۔ اور آدمی کثرت کے مراتبِ پوشیدہ کی سیر کرتا اور اسرار غیب کے ظہور کا مشاہدہ کرتا ہے۔

فائدہ: یہ ان لوگوں کی تحقیق ہے جو ذات کے مرتبے سے، اضافی چیزوں کو گرادیتے ہیں خواہ یہ اضافت اجمالی ہو، کیونکہ وہ اسکو وحدت کا نام دیتے ہیں اور یقینِ اوّل کہتے ہیں اور خواہ اضافت تفصیلی ہو کہ اس کو یقینِ ثانی اور واحدیت کہتے ہیں اور الٰہ مراتب کے ظہور کو علم کے مرتبے میں جانتے ہیں۔ حضرات انبیاکے کمالات ولایت کے محققین، ان کی جامع الصفات ذات کو وحدتِ حقیقی میں شمار کرتے ہیں اور دونوں مراتب کو اعداد و شمار کے بغیر اور تقدیم و تاخیر کو صرفِ نظر کر کے وحدت میں صرف خارجی مظاہر سمجھتے ہیں یعنی علم اللدنی کی تعلیم کی بدولت، صفاتِ ذاتیہ کے کمالات کو، جو صفات کے تقاضے ہیں اور غیب والغیب کے مرتبہ میں ہیں، علم ظہور کے مرتبہ میں جانتے ہیں اور اُس ظہور کو ارادت و قدرت کے مرتبۂ علم میں معلوم و مراد اور مقدورِ ازلی کا نام دیتے ہیں اور اس ظہور کو ظہورِ ازلی و ابدی بھی کہتے ہیں جیسا کہ کہا گیا کہ ”میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا“ اور جب صفات کے تقاضوں کو علومِ ظہور کے مرتبہ میں ظہور کے باوجود موجودیتِ خارجی کے مرتبہ میں محبوب و مقرر فرمایا، تو جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے کہا ”پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں، چنانچہ میں نے خلقت کو پیدا کیا تاکہ وہ پہچانے“ ان تمام معلومات اور ازلی مرادات کو ممکن الوجود کے خارجی مرتبہ میں ظاہر کیا اور اس کا نام عالم امر اور عالم خلق رکھا۔ جب ذات و صفات مع اپنے غیب اور غیب الغیب کے تقاضوں کے اپنی حقیقی جمعیت کے ساتھ ازلی ہے اور مرتبۂ وجوب اس کے ضمن میں ہے، تو اس مقام پر سیر کے اطلاق کو، جو تفصیل و اجمال کا مقتضی ہے، جائز نہیں رکھتے۔ چنانچہ صفات کی مقتضیات کی جامعیت کو جو غیب الغیب

Marfat.com

محض ہے، ایک نقطہ سے تعبیر کرتے ہیں اور اس کے ظہور کو جو عالمِ امر اور عالمِ خلق کے مراتب پر واضح ہوا، دو خطوط میں بیان کرتے ہیں چنانچہ جب سالک ظلیت کے مرتبہ سے عروج کی طرف جاتا ہے اور معلومات کے ظہور سے وہ، جس مرتبہ میں تشبیہاً مبتلا ہوا تھا اس سے ترقی کر جاتا ہے، اور نقطہ معلومات کو معدوم الکیفیت تک پہنچ کر علم اصلی کے ذریعے حاصل کر لیتا ہے تو دونوں جہانوں کے مراتب مفصلہ کو، جو دو خطوں کی طرح ہیں، ظہورِ معلومات اور غیب الغیب کی ازلی مرادات میں پا لیتا ہے۔ یہ شعر یہاں تک کی خبر دیتا ہے، اور اس سے پہلے خاموش ہے۔ کیونکہ اس شعر کے مالک کا مقام متوسط معلوم ہوتا ہے اور جب غیب کے فضلِ اخص سے مرتبۂ معلومات سے، جو علم حضوری کا مقدمہ ہے، ترقی پاکر علم کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے، تو اس مقام پر حضورِ علمی متحقق ہے اور علم کا مرتبہ معلوم کے مرتبے سے اوپر ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ مرتبۂ علم میں علم حضوری ہو اور محض علم اور معلوم کچھ بھی نہیں اور چونکہ علم، عالم سے زیادہ نہیں اس لیے جامع کمالاتِ ذات اس مقام پر خود حاضر ہے یہ حضور در حضور کا وہ مقام ہے، جس کی خبر حضرت پیر دستگیر حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مصنفات" میں دی ہے۔

"اے اللہ اگر ہم نے کوئی بھول کی ہو یا غلطی کی ہو تو اس پر گرفت نہ فرما" میں نے اپنی ناقص عقل کے مطابق کچھ باتیں کہی ہیں، انہیں سمجھئے۔

فائدہ:۔ اللہ کے پاک نام سے۔ ذات وصفات سے جس شئے کا تصور پیدا ہوتا ہے، وہ لطیفۂ خیال کے صفا سے مغلوب ہوتا ہے۔ اگر تصور کردہ شئے شرعِ شریف کے سانچے کے مطابق نہیں، تو یہ خیال، لطیفۂ نفس کا پیش کار ہے اور اگر شرعِ شریف کے مطابق ہے، تو خیال لطیفۂ قلبی سے مستفیض ہے۔ پہلے خیال کا نتیجہ کفر، بدعت

Marfat.com

اور اسلام سے محرومی ہے اور اسی طرح دوسرے لطائف کا قیاس کرلیں۔

فائدہ :- رباعی۔

ہر جا کہ وجود کردہ سیر است، اے دل! دانی بیقیں کہ محض خیر است، اے دل!
چوں شر نہ عدم بود، عدم غیر وجود پس شر ہمہ مقتضائے غیر است، اے دل!

(ترجمہ :- اے دل! جس جگہ بھی وجود نے سیر کی ہے، یقین رکھ کر، وہ محض خیر و نیکی ہے، چونکہ شر عدم اور عدم غیر وجود سے ہے، اس لیے شر غیر کا مقتضیٰ ہے۔)

ان اشعار کے معانی کا خلاصہ یہ ہے کہ موجودات میں سے جو موجود شے اللہ کی مرضی سے موافقت رکھتی ہے اور اس کی موافقت امر وجودی سے ہے، اس کا وجود سراسر خیر ہے، اور جو موجود شے اللہ کی مرضی سے موافقت نہیں رکھتی اور چونکہ عدم موافقت، امر عدمی ہے، اس لیے عدم موافقت کی وجہ سے وہ سراسر شر ہے۔ پس ثابت ہوا کہ خیر امر وجود کا لازمی تقاضا اور شر امر عدمی کا مقتضا ہے، اور خیر و شر کا پیدا کرنے والا اللہ سبحانہٗ ہی ہے۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست، معرفت کردگار

(ترجمہ صاحب ہوش کی نگاہ میں سبز درختوں کا ایک ایک پتہ اللہ تعالٰے کی معرفت کا دفتر ہے)

ہر پتے سے معرفت کی خبر دو طرح سے ملتی ہے، یا تو استدلال سے، یا کشف سے، چنانچہ جو شخص ان میں سے کسی طرح معرفت کی خبر نہیں رکھتا، وہ غفلت میں پڑا ہے۔ اور یہ جو انسان اور جن کو خاص عبادت کے لیے مخصوص کیا گیا ہے، وہ عبادتِ اختیاری ہے ورنہ یوں تو ہر مخلوق کو عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہے، لیکن وہ عبادتِ اضطراری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عبادت اور اس کے وصف کی تشریح نہیں کی گئی۔

فائدہ :- جو مرید اپنے باطن میں اکثر اوقات راسخ العقیدہ ہونا چاہے، اس کے

Marfat.com

لیے ضرورت کے وقت ظاہری خدمت بھی ضروری ہے اور اگر بلا ضرورت میسر نہ ہو سکے، تو اس سے عقیدے میں نقصان اور کمی پیدا نہیں ہوتی۔ والسلام۔

فائدہ :- ایک عزیز نے کہا کہ مخلوق بات میں نہیں سماتی اور بات میں اس کی قیمت نہیں پڑتی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مخلوق کی بات میں قیمت نہیں پڑتی۔ اس کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ مخلوق کی خرید کے لیے زر کی ضرورت ہے اور یہاں بے زر سخن کی کیا قدر و قیمت، دوسرا یہ کہ سخن کا مرتبہ بلند ہے اور وہ مخلوق، جو غیر حق سے مراد ہے، مرتبہ ادنیٰ رکھتی ہے اور اعلیٰ شئے کو ادنےٰ شے پر خرچ کرنا نادانوں کا کام ہے۔ رہی یہ تحقیق کہ مخلوق (مکّون) سخن میں نہیں سما سکتی، تو اس میں شک و شبہ ہے، کہ آیا عزیز مذکور اپنے کلام میں مذکورہ مخلوق کی عدم گنجائش کا ذکر کرتا ہے، یا غیر مذکور مخلوق کی عدم گنجائش کا ذکر کرتا ہے۔ پہلی حالت میں ظاہر ہے کہ کلام میں گنجائش ہے۔ دوسری حالت میں جو غیر مذکور رہے، ذکر کے بغیر اس کی نفی کرنا درست نہیں ہے۔ یہ ذکر خواہ زبانی ہو یا نیت میں ہو۔ اگر یہ زبان سے ہوا، تو اس سے مراد اصل حقیقت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جس وقت میں لفظِ مخلوق کو اپنے مفہوم تک پہنچا دیتا ہوں، تو وہی عین حقیقت ہے، اور سوال کرنے والے کا غالباً مطلب بھی یہی ہے، کیونکہ کسی لفظ کا بیان اس کے معانی کی اطلاع دیتا ہے، یعنی اس لفظ کے ذکر سے حقیقت تک پہنچا جاتا ہے۔ اگر یہ صورت ہے تو پھر درست جواب حاصل نہ ہوا، بجز اس کے کہ یہ کہوں کہ عزیز کی مراد حضورِ حقیقی کی طرف نسبت کی ترغیب دینا ہے، کیونکہ وہ وصلِ عریاں اور وصلِ نومیدی ہے، تاکہ وصل سے مرتبۂ عالی کی طرف ترقی کا میلان پیدا ہو، اور لباسِ عمر کی قید سے رہائی نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ ہمیں ہدایت دے اور ہمیں منزلِ حقیقی تک پہنچائے۔

فائدہ :- موجود کی دو قسمیں ہیں۔ ایک واجب الوجود دوسری ممکن الوجود۔ ممکن الوجود

Marfat.com

مزید دو حصوں میں قابلِ تقسیم ہے۔ اوّل یہ کہ جوہر ہو۔ اور اس کی پانچ اقسام ہیں۔ جسم[1] ہیولیٰ[2]، صورت[3]، عقل[4] اور نفس[5]، دوسرا حصہ عرض ہے، اور اس کی نو[9] قسمیں ہیں کم[1]، کیف[2]، این[3]، متیٰ[4]، فعل[5]، انفعال[6]، ملک[7]، اضافت[8] اور وضع[9]۔ اور واجب اس سے پاک ہے۔

فائدہ: صانع کے وجود کو ثابت کرنے کا انحصار دو طریقوں پر ہے، ایک عقل سے، دوسرا ریاضت سے، اور عقل سے ثابت کرنے کے دو طریقے ہیں، وہ جو دلائلِ عقلی سے اور انبیاء علیہم السلام کی سنّت و سیرت سے شہادت لاکر ثابت کرتے ہیں۔ انہیں متکلمین کہتے ہیں، اور وہ جو صرف دلائل عقلی سے انبیا کی پیروی کے بغیر ثابت کرتے ہیں۔ انہیں حکماء اور مشائین کہتے ہیں، اور وہ جو ریاضت اور انبیا کی پیروی کے ساتھ ثابت کرتے ہیں، انہیں صوفیاء کہتے ہیں اور وہ جو صرف ریاضت سے انبیا کی پیروی کے بغیر پیدا کرنے والے کو ثابت کرتے ہیں، انہیں اشراقیین کہتے ہیں (حاشیہ ملّا کا ترجمہ مواقف کی شرح پر ہے)

فائدہ: ۔ گمان چار قسم کا ہوتا ہے، پہلی قسم ماموریہ، اور یہ نیک گمان ہے، اللہ تعالےٰ اور مومنوں کی نسبت، اور حدیث میں آیا ہے کہ نیک گمان ایمان کا حصہ ہے۔ دوسری قسم حرام گمان کی ہے اور یہ خدا اور مومنوں کی طرف بدگمانی ہے تیسری قسم "مندوب الیہ" کی ہے اور یہ امورِ اجتہادیہ میں گمانِ غالب سے کام لینا ہے۔ چوتھی قسم مباح کی ہے اور یہ وہ گمان ہے، جو دنیا اور تلاشِ معاش کی مختلف صورتوں میں ہوتا ہے۔ اس میں بدگمانی اکثر سلامتی کا سبب اور بڑے بڑے کاموں کے انتظام میں مفید ہوتی ہے، اور اسے اچھی صورت میں شمار کیا گیا ہے۔ رباعی

آنکس کہ لوائے عیب افراختہ است　　او از تنِ مردماں غذا ساختہ است
وانکس کہ بعیبِ خلق پرداختہ است　　زانست کہ عیبِ خویش نشناختہ است

Marfat.com

فرد: بدنفس مباش، بدگماں باش   وز فتنہ و مکر در اماں باش

ترجمہ (رباعی) جس شخص نے عیب جوئی کا پرچم بلند کیا ہوا ہے، اس نے لوگوں کی آواز کو اپنی غذا بنایا ہوا ہے۔

اور جس شخص نے خلقت کی عیب جوئی میں اپنے آپ کو مشغول کر لیا ہے، وہ اس لیے ہے کہ اس نے اپنے عیب کو نہیں پہچانا۔

فرد۔ بدنفس مت بن، بدگمان بے شک بن،   اور اس طرح فتنہ و مکر سے اماں میں رہ

فائدہ:۔ حکم کے دو مرتبے ہیں، ایک ایجابی اور دوسرا ایجادی۔ حکمِ ایجابی وہ ہے، جو واجب قرار دیا گیا ہو۔ بندوں کو کہہ دیا گیا ہو کہ فلاں کام کرو۔ چنانچہ حکم ایجابی میں اگر کسی بندے سے حکم کے خلاف بات ہو جائے، تو ممکن ہے، اور حکم ایجادی یہ ہے کہ کسی شئے کو موجود ہونے کا حکم دیا جائے۔ اس کے خلاف ممکن نہیں، اس کو بھی حکم کہتے ہیں۔

فائدہ: جان لو، کہ نیکی رضا و محبت اور اللہ تعالےٰ کے امر، ارادے اور قضا و حکم سے ہے۔ اور بدی اس کے حکم و ارادت و قضا سے ہے، نہ کہ رضا و محبت و امر سے، اور رضا و محبت کی یہ نفی متعدی ہے، لازمی نہیں۔

فائدہ:۔ جان لو کہ اللہ کے نام کے چار حروف[1] ہیں۔ الف کی حقیقت سے حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باخبر ہیں۔ پہلے لام کی حقیقت سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ، باخبر ہیں اور دوسری لام سے حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ باخبر ہیں اور ہائے (ھ) کی ایک آنکھ سے حضرت داؤدؑ اور دوسری آنکھ سے حضرت عیسیٰؑ روح اللہ واقف ہیں، ہمارے نبیؐ اور دوسرے انبیا پر صلوات و تسلیمات۔

---

[1] یہ حضرت شیخ آدم بنوریؒ کی تحقیق ہے۔

Marfat.com

فائدہ: حیرت کے دو مرتبے ہیں: ایک حیرتِ مقبُول اور دوسری حیرتِ مردُود،
حیرتِ مقبُول یہ ہے کہ اپنے باطنی حواس کو ادراک کے مُمکنہ حاصلات سے خالی رکھے،
اور تمام حواس کو تصوّری حاصلات سے خالی پانے کے لیے جتنا زیادہ غور کرے، کچھ
نہ پائے اور اس نہ پانے کو پانے کی حقیقت سمجھے، اور حقیقت نہ پانے کو ہی
قُرب و معیت سمجھے۔ حیرتِ مردُود یہ ہے کہ حواس باطنی کے خلاء سے مضطرب اور
پریشان ہو جائے۔ محبُوب کے قُرب سے دُور ہو جائے اور اس کی ہمراہی سے اپنے
آپ کو محرُوم کرلے۔

فائدہ: شرح امالی میں کہا گیا ہے کہ بعض گمراہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ دنیا میں اس طرح
ہے، جس طرح گھاس کے اندر تری۔ اس یقین سے کُفر لازم آتا ہے، کیونکہ اللہ تعالےٰ
کو نہ زمانے کے اندر کہا جا سکتا ہے اور نہ باہر۔ دونوں باتیں کفر ہیں کیونکہ کسی جگہ کو
خدائے تعالےٰ سے نسبت دنیا کُفر ہے۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ جب عرش، کُرسی، آسمان
زمین، آدمی اور پری، کچھ بھی نہ تھا۔ خدا تھا، اس کی کوئی جگہ نہ تھی۔ وہ کسی چیز میں نہیں
تھا اور کسی چیز کے اُوپر نہیں تھا اور اب بھی اسی طرح بے مکاں اور بے جگہ ہے اور
کسی چیز میں نہیں ہے۔ بات ختم ہوئی۔

سوال: یہ جو کہا جا سکتا ہے کہ خدا نہ عالم کے اندر ہے نہ باہر، تو یہ بات دو حالتوں
سے خالی نہیں۔ یا یہ کہ وہ اندر بھی ہے اور باہر بھی ہے یا کہ تیسرا مرتبہ بیان کریں کہ وہ
اندر اور باہر سے پرے ہے، لیکن یہ تو وہی پہلی بات ہے یعنی جس وقت میں نے
اسے پرے کہا، تو یہ بھی باہر ہی کی ایک قسم ہے، اور پھر یہ کہ مصنف نے خود اس
سے پیشتر فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ تمام مخلوقات سے پہلے تھا اب جب کہ اور
مخلوق بھی پیدا ہو چکی ہے، وہ اسی طرح ہے اس قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ
عالم سے باہر ہے اور یہ بات دونوں باتوں کی ضد ہے۔

Marfat.com

جواب :۔ اہلِ سنّت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نہ عالم سے باہر ہے نہ اندر۔ اور اس تحقیق کی دو وجوہ ہیں :۔

اوّل یہ کہ جس کو عالم کے اندر اور باہر کہتے ہیں۔ اور اس نام سے پکارتے ہیں، وہ تمام عالم سے ہے۔ پس اگر اللہ تعالےٰ کو عالم میں کہوں تو وہ عالم میں مقیّد ہو جائے گا اور اگر عالم سے باہر کہوں، خواہ اس باہر کو عالم سے باہر سمجھوں، تو کیسے ؟ کیونکہ وہ عالم سے باہر نہیں، جیساکہ ہم نے ذکر کیا۔ پس یہ بات بھی کہی جائے گی کہ اللہ تعالےٰ عالم میں ہے اور اللہ کی شان اس سے بہت بلند ہے۔ پس صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو موجود و ثابت کہوں اور یہی عقیدہ رکھوں لیکن اسے اندر یا باہر نہ کہوں، کیونکہ یہ دونوں حالتیں حادث ہیں۔ دوئم یہ کہ بالکل اندر کہنا اللہ تعالےٰ کی شان کے شایاں نہیں، اور باہر کہنے کے دو مرتبے ہیں: ایک یہ کہ ایک حد سے دوسری حد تک تجاوز کرنا۔ دوسرا ایک مرتبے سے دوسرے مرتبے سے غیریت اور دوئی رکھنا۔ اگر پہلے معنی کا اللہ تعالےٰ پر اطلاق کروں، تو یہ کفر ہے۔ کیونکہ اس کی جناب میں حدود کی گنجائش نہیں، اور اگر دوسرے معنی میں کہوں، تو یہ درست ہے (کیونکہ وجوب کا مرتبہ امکان کے مرتبے سے پرے ہے۔ اور یہ خود ایمان ہے اور اس کی ضد کفر ہے پس نہ پہلا نصف مراد ہے نہ دوسرا نصف۔ کیونکہ دوسرے کے بارے میں خود کہا گیا ہے کہ جس جگہ خدا ہوگا، عالم نہیں ہوگا۔

فائدہ :۔ اہلِ بصیرت کے نزدیک کوئی اسم اپنے مسمّٰی کے بغیر نہیں ہوتا۔ سمجھنا چاہیے کہ اسم کے تین مرتبے ہیں (۱) مرتبۂ لفظی، (۲) مرتبۂ وصفی اور (۳) مرتبۂ ذاتی جسے مرتبۂ علمی بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ اسم مرتبۂ لفظی کے اعتبار سے مسمّٰی کے بغیر ہے اور مرتبۂ وصفی کے لحاظ سے نہ عین مسمّٰی ہے نہ اس کے بغیر جیساکہ صفات کی نسبت کی تحقیق میں ہم اس سے پہلے مکتوبات میں بیان کر چکے ہیں اور مرتبۂ ذاتی یا مرتبۂ علمی کے اعتبار سے اسم

Marfat.com

عَین مسمّٰی ہے اور ہم مقتُول، اجل کے مقطوع ہیں۔
فائدہ:۔ جو شخص کسی کے ہاتھوں مارا جاتا ہے، اس کی اجل کا وقت کم نہیں ہوتا۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے اس کے لیے جو مہلت لکھی ہوتی ہے، اس میں کمی نہیں ہوئی ہوتی۔ اس کی موت وقت مقرّرہ پر ہی ہوتی ہے اور جب کسی شخص کی موت آجاتی ہے، تو اس میں اتنی کمی وبیشی بھی نہیں ہوتی، جتنی کہ ایک چیونٹی کے قدم اٹھانے اور رکھنے میں ہوتی ہے۔ اس میں کوئی آگے پیچھے نہیں ہوتا بلکہ وہ یقیناً اُسی گھڑی میں وفات پائے گا۔ لیکن گمراہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر وہ فلاں کے ہاتھوں نہ مارا جاتا، تو کچھ اور مدت زندہ رہ جاتا۔ اُن کی یہ بات کفر ہے۔
سوال۔ جب مَوت کا مقرّرہ وقت کم نہیں ہوتا، تو پھر اس کو قتل کرنے والا قابلِ عذاب کیوں ہوتا ہے؟
جواب۔ جب کسی شخص کا مقرّرہ وقت آجاتا ہے، تو اللہ تعالےٰ اُسے یقیناً موت دے دے گا۔ لیکن بندے پر واجب ہے، کہ جب اس کی اجل آجائے تو قتل نہ کرے، کیونکہ یہ اللہ تعالےٰ کی ملکیت ہے۔ اس ملکیت میں تصرّف بھی اللہ تعالےٰ ہی کا ہے اور چونکہ بندہ فاعلِ مختار ہے، اپنے اختیار سے خونِ ناحق کرنا، جس کا کرنا اس پر واجب نہ تھا، لائقِ عذاب ہو جاتا ہے۔ اس کی شرح کا علم خدا ہی بہتر جانتا ہے۔
سوال:۔ چونکہ تمام مخلوقات کی اَجل اللہ تعالےٰ کے ارادے اور تقدیر سے ہے، اور بلا شک وشبہ اپنے وقت سے تجاوز نہیں کرتی، اسی طرح فاعل کی حرکات و سکنات بھی خواہ اختیاری ہوں یا غیر اختیاری، اللہ تعالےٰ کی مرضی اور تقدیر سے ہیں، اور مقررہ حرکات وسکنات کی حد سے بڑھنا بھی گویا خدا کی تقدیر اور اس کے ارادے کے ظہور کے مطابق ہے، یہ دونوں باتیں آپس میں متضاد ہیں۔ اس لیے

Marfat.com

ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ اس کا عذاب قاتل پر ہو کیونکہ اگرچہ اس کی حرکت اختیاری ہے تاہم مقتول کی اجل اللہ تعالیٰ کی مشیّت اور ارادے سے ہے۔

جواب:۔ اس کی دو وجوہ ہیں۔ پہلی وجہ افعال کی صورت کے مطابق اور دوسری وجہ حقیقت کے بموجب ہوتا ہے۔ صُورت کے مطابق یہ ہے کہ جو کچھ ہے، وہ خدا کے ارادے اور قضا کی وجہ سے ہے۔ لیکن فاعل کی دو[۲] حیثیتیں ہیں، یا تو فعلِ منظور کا وقت خود امر و نہی رکھتا ہے اور اس فعل کے مطابق ظہور کرتا ہے، یا یہ کہ اسے منظور نہیں ہوتا۔ اگر منظور ہے، تو اس کے حق میں ارادہ و تقدیر، مع تقدیر فعلی اس پر تقدیرِ ثواب مقرّر کیا گیا ہے۔ اگر منظور نہیں تو عذاب کی تقدیر اور امر و نہی کا ظہور قضا و قدر کے ظہور میں توقف کا جواز نہیں، بلکہ اس لیے ہے کہ خبیث طیب سے جُدا ہو جائے۔ اور بموجب حقیقت یہ ہے کہ عالم کی تخلیق یا تو صفاتِ جمال کے ظہور کی بدولت ہے، یا صفاتِ جلال کے ظہور کی بدولت۔ جس کی تخلیق صفاتِ جمالیہ کے ظہور کی بدولت ہے۔ چنانچہ اس کے افعال اللہ کی مرضی اور حکم سے مقرّر کیے گئے ہیں، جن میں کوئی تجاوز نہیں ہوتا۔ اسی طرح جو کچھ ثواب و درجات سے ہوتا ہے، وہ یہی صفاتِ جمالیہ کے ظہور کی بدولت اس کے حق میں عطا کیا گیا ہوتا ہے، جس کی تخلیق اس کی صفاتِ جلالیہ کے ظہور سے ہوتی ہے، جیسا کہ اس کے افعال کا ظہور صفتِ رضا کے خلاف ظہور میں ہوتا ہے۔ اس طرح جو کچھ عذاب اور طبقاتِ جہنم ہوتے ہیں، وہ یہی صفاتِ جلالیہ کے ظہور کی وجہ سے ہوتے ہیں پس جب سوال کرنے والے کو معلوم ہو گیا کہ حرکت اور غیر حرکت، جو کچھ بھی ہے، وہ خدائی تقدیر ہے، تو اسے چاہیے کہ وہ عذاب و ثواب کو بھی ازل سے مقرّر کردہ سمجھے۔ اس پر ناک بھوں نہ چڑھائے اور بُغض نہ رکھے۔

فائدہ:۔ رُباعی:

روزی فلک ہر آئینہ بر ما جفا کند   در دوستانِ ہم دم مارا جدا کند
آساں کنی اَز مرگ خدایا ہر آن کسے   کیں نسخہ من بخواند مارا دعا کند

(ترجمہ) بے شک آسمان ہم پر کسی دن ظلم کرتا ہے۔ ہمیں اپنے عزیز دوستوں سے جدا کر دیتا ہے۔ اے خدا اس شخص کی موت آسان کر دے، جو میری یہ کتاب پڑھے اور میرے لیے دعا کرے۔

آسمانوں اور ستاروں کے آثار کی نسبت دو طرح کی ہے: ایک یہ کہ اس بات کا اعتقاد کر لیا جائے کہ یہ حقیقی موثر ہیں۔ یہ کفر ہے۔ اگر یہ اعتقاد رکھے کہ مؤثرِ حقیقی تو اللہ تعالےٰ ہے۔ یہ تو اللہ تعالےٰ کے اسما کے احکام کے ظہور کے وسیلے ہیں اور ان میں سے کوئی اسما و صفات کے تقاضوں سے تجاوز نہیں کرتا، تو یہ ایمان ہے۔ پس اس رباعی کے مُصنّف کی مراد آسمان کے افعال کی نسبت دُوسری قسم کی ہے۔ پہلی قسم کی نہیں۔ اور چونکہ اس قسم کے وہم انگیز اطلاقات میں غیر شرعی معانی بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے اولیا اللہ نے اسی قسم کے اطلاقات کو جن سے وہم پیدا ہوتا ہے، ترک کر دیا ہوا ہے، اور دوسروں کو بھی منع فرمایا ہے۔

فائدہ:۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے "اے لوگو اگر میں چاہوں، تو تم کو دُور کر دوں اور تمہاری جگہ اَوروں کو لے آؤں"

سوال: اس آیت سے یہ مفہُوم پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس مخلُوق کو ختم کر دیں اور اس کی جگہ اور مخلُوق کو لایا جائے، تو درست ہو گا۔ اور صُورت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو اپنی قدرت اور ارادے سے معلُوم ہے کہ جو مخلوق اس وقت دنیا میں موجود ہے، ان میں سے بعض کے لیے ابدی ثواب و عذاب مقرر ہے اور اس مرتبۂ ابدیت کے زوال سے محفوظ ہیں، جو ان کے حق میں ثابت ہو چکا ہے۔ اس لیے اگر مذکورہ بالا آیت کریمہ کے مطابق اس کو ختم کر دیا جائے اور اس کی جگہ دوسری مخلُوق کو

Marfat.com

پیدا کر دیا جائے۔ اور اس کے ساتھ ابدی عذاب و ثواب کا معاملہ نہ کیا جائے، تو پھر مقدور، مراد، اور ارادے میں نقصان کا اظہار ہوتا ہے اور یہ بات لائقِ عقیدہ نہیں۔

جواب۔ خدائے قدوس کا مرتبہ اس کی قدرت اور ارادے کی صفات سے ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اسے دو کاموں کی تصحیح کرنے کی قدرت اور ایک کام کی تخصیص کے ارادے کی طاقت بھی ہے اس لیے اگر دو کاموں کی تصحیح کی قدرت کے باوجود جو ثابت ہے، اور ایک کام کی تخصیص کے، جو قدرتِ کاملہ سے ہو جائے اور صفاتِ افعالی کے ظہورات کی وجہ سے خالقیت وغیرہ ہے، وہی کام وجود میں لایا جاتا ہے اور ان سے ابدی معاملے کا سلوک کیا جاتا ہے، تو دونوں کاموں کی تصحیح میں جس کے لیے اس کی قدرت ثابت ہے، کیا نقصان پیدا ہوتا ہے اور اس تحقیقِ مذکور کے بعد جو ارادۂ خاص کی صفت سے ظاہر ہوئی، اگر ہم قدرتِ کاملہ کو جو دونوں کاموں کی تصحیح سے ظاہر ہے، ظاہر کریں، تو کیا خوف پیدا ہو گا، بلکہ یہ تو اللہ تعالےٰ کا کمال ہو گا کہ ایک طرف کی تخصیص میں اس کی طاقت کے معاملے میں کوئی زوال نہیں آتا۔ چنانچہ ابدی معاملے کو ان اشخاص پر مرتب کرنے سے مراد حق سبحانہ و تعالےٰ کے ارادے اور علم کو معلوم کرنا ہے، نیز قدرتِ کاملہ کی خصوصیت کا ثبوت ہے۔ کہ دو کاموں کی تصحیح سے اس کی شان ظاہر ہے اور اس سے اللہ تعالےٰ کے ارادے اور علم کا اظہار ہوتا ہے۔ اس لیے اس میں زوال کہاں؟ پس سمجھئے۔

ما کہ واپس ماندہ، ذراتِ وئیم   اُو دو عالم آفتابی فی ایم

(ترجمہ) ہم جو پیچھے رہ گئے ہیں، اس کے ذرات ہیں، وہ دونوں جہانوں کا آفتاب ہے اور ہم اس کے اندر ہیں۔

بعض اشعار میں حق تعالےٰ کو آفتاب سے تشبیہ دی گئی ہے اور مخلوقات کو ذرات سے۔ اور حالت یہ ہے کہ آفتاب تقید و احتیاج کے مرتبے میں ہے اور تمام

Marfat.com

ذرات اپنے آپ میں مستقل۔ اس پر سوال وارد ہوتا ہے اوّل یہ کہ مقیّد کو مطلق سے کس طرح تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ دوئم یہ کہ ذرّات جو مستقل بالذات ہیں، مخلوقات سے جو فنا پذیر ہیں، کیا نسبت رکھتے ہیں، کہ ان سے تشبیہ دی جائے۔

فائدہ: مثال سے محدود کرنا مقصود نہیں، بلکہ اس مثال سے آفتاب کی اپنی روشنی اور اس روشنی کے بغیر ذرّوں کا پوشیدہ رہنا مراد ہے۔ چنانچہ نُورِ مطلق کے وجُود کا فیض جب عدم کی ظُلمت پر اپنا پرتو ڈالتا ہے اور ان کو عدم کے پردے سے وجُود میں لاتا ہے، تو وہ اس طرح ہے، جیسے آفتاب کی روشنی، کہ ذرّوں کو پوشیدگی کے مرتبے سے جو عدم کے برابر ہے، ظہور میں لاتی ہے اور یہ تشبیہ کم نظروں کو سمجھانے کے لیے ہے، جن کی نظروں میں آفتاب کا معاملہ بہت واضح ہے، ان کے لیے آفتاب کی روشنی سے ذرّوں کا ظاہر ہونا زیادہ قابلِ فہم ہے۔ اور ان کی نظروں سے حقیقی معاملہ پوشیدہ ہوتا ہے۔ مخلوقات کو فیض پہنچانے کی ضرورت کی بات، اُن کی سمجھ سے بہت دُور ہے۔ لہذا ایسے لوگ کسی ظاہری مخلوق شے سے کسی پوشیدہ شے کی تحقیق کرتے ہیں اور اس طرح تسلّی پا لیتے ہیں۔

فائدہ: سوال۔ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے "لبیک" بعید ہے۔ اس کے کیا معنی ہیں؟

جواب: لبیک کے معنی ہیں، مَیں تیری خدمت میں حاضر ہوں اور اس معنی سے لازم آتا ہے کہ کلام کرنے والا اپنی رضا کا اظہار کرے اور جس سے بات کہی جائے، اس کی مرضی طلب کی جائے۔ اس سے اس لفظ کے معنی مخلوقات کے درمیان منصورہ لازم ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی نسبت ایسی بات دُرست نہیں۔

فائدہ: تسمیہ (بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ) کی آیت ذات وصفات وکمالات کے مراتب کو جمع کرتی ہے۔

Marfat.com

سوال: تسمیہ حروفِ تہجی کے چند حروف سے مُرکّب ہے وہ محدود ہے اور حادث۔ اور اللہ تعالےٰ کی ذات اپنے تمام مراتب کے ساتھ قدیم ہے اور حدود سے منزّہ ہے اس لیے آیت تسمیہ کس طرح اس قدر عالی مرتبہ اور قدیم ہو سکتی ہے؟

جواب: اچھی طرح جان لیجئے کہ تسمیہ کے دو مرتبے ہیں، ایک مرتبہ تلفظ کا اور ایک مرتبہ ذات وصفات وکمالات کی حقیقت کا جیسا کہ ہم کہتے ہیں۔ مرتبہ تلفظ بھی حقیقت رکھتا ہے، بس جب ایسا جان لیا گیا تو سمجھ لیجئے کہ تلفظ کا مرتبہ جو تسمیہ سے ثابت ہے، ذات وصفات وکمالات کے مرتبے کا جامع ہے، اور مرتبہ حقیقت بھی جو تسمیہ سے ثابت ہے، اسی طرح ذات وصفات وکمالات کی حقیقت پر مشتمل ہے۔

فائدہ: جس جگہ کوئی وجود ہے، وہاں خدا کے لُطف کا ظہور ہے۔ اور جہاں وجود نہیں، وہاں خدا کے قہر کا ظہور ہے۔

فائدہ: شرعی عقیدہ یہ ہے کہ ہم خدائے تعالیٰ کو شے اور ذات تو کہتے ہیں، لیکن تمام ۶ سمتوں سے پاک۔

سوال: یہ عقیدہ اور اس عقیدے کو بے تردد ماننا، ہر اہل ایمان کے لیے لازم دواجب ہے، خواہ وہ اس تفصیل کی تحقیق کو جانے، یا نہ جانے۔ لیکن خواص کے لیے تفصیل ناگزیر ہے۔ اس لئے بیان کرنا چاہیے کہ جب اللہ تعالےٰ ایک وجود رکھتا ہے، تو پھر سمتوں کی نفی کرنا دو باتوں سے خالی نہیں، یا تو یہ ہے کہ وہ وجود ذاتی وسعت رکھتا ہے کہ اس کے عرض وطول کا سلسلہ لا انتہا ہے یا یہ کہ اس کی انتہا ہے۔ ان دونوں صورتوں پر اعتراض وارد ہوتا ہے، پہلی صورت پر یہ اعتراض ہے کہ اگرچہ اس کی کوئی انتہا نہیں لیکن اس کے مرتبۂ وجود کی وجہ سے سمتوں کا ہونا تو لازم ہے، کیونکہ وجود کی حیثیت خود اس مرتبہ کی متقاضی ہے اور اللہ تعالےٰ ایسا نہیں اور دُوسری صورت پر اعتراض تو ظاہر ہے۔

Marfat.com

جواب: واجب کے وجود کی تحقیق تعقل کی وجہ سے ہے یا معقول کی وجہ سے۔ اور طریق تعقل کے معنی ہیں وجوب کے مرتبہ کو تحقیق سے طلب کرنا، غور کرنا، اور فکر اختیار کرنا، جبکہ تعقل کسی شے اور ادراک کا مقتضی ہے اور اللہ تعالےٰ کی ذات ان دونوں باتوں سے منزّہ ہے چنانچہ رسُول مقبُول صلی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث ہے کہ اس کی ذات کے بارے میں سوچ بچار نہ کرو۔ محقّق اس تحقیق میں ناکام رہتا ہے اور وجوب کے مرتبہ کی حقیقت جاننے سے دُور بلکہ بہت ہی دُور رہتا ہے، جیسا کہ فلسفی حکما چونکہ سائل کا سوال تعقل کے پہلو سے ہے، اس لیے اللہ تعالےٰ کے مرتبہ تنزیہ کی تحقیق چھ جہات سے کرنا درست نہیں اور وجُوب کے مرتبہ کی تحقیق پر غور کرنا، مراتبِ جہات میں ہے چونکہ جہات میں تصور و ادراک کرنا جائز ہے، جیسا کہ حدیث مقبُول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ اللہ تعالےٰ کی نشانیوں پر غور کرو اس لیے سمجھ لینا چاہیے کہ بات کرنے والا اہلِ ایمان ہے اور عقل سلیم رکھتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی ذات وصفات میں ازلی قدیم، اور موجود ہے اس کی ذات کے سوا باقی سب کچھ مخلُوق اور حادث ہے اور ہر مخلوق بے شک وشبہ عدم سے نکلی ہوئی ہے اس لیے ۶ / جہات کو میں عینِ حق کہتا ہوں، یا غیر حق، صاف صاف ممتنع ہے، اس لیے لازم ہے کہ اسے غیر حق کہوں۔ اور جیسا کہ ہم اوپر تحقیق کر چکے ہیں، جو غیرِ حق ہے، وہ مخلُوق اور حادث ہے اور ہر مخلوق شے عدم سے وجود میں آئی ہے۔ اس لیے لازماً ۶ / جہات بھی عدم سے وجود میں آئی ہیں۔ اس لیے جو کچھ عدم سے وجود میں آیا ہُوا اس کو مرتبہ قدیم میں ثابت کرنا غیر معقول ہے اس تحقیق سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالےٰ قدیم اور ازلی ہے اور جہت و مکان وغیرہ سب عدم سے وجود میں آئے ہیں۔ بس بات ثابت ہو گئی، سب تعریف اللہ تعالےٰ کے لیے ہے، جس نے ہمیں اس بات کی ہدایت بخشی اور اگر اللہ، جس نے ہماری طرف رسُول بھیجے، ہمیں ہدایت نہ

Marfat.com

بخشتا، تو ہم ہدایت نہ پا سکتے۔

مکتوب : ۵۴

فنا فی الشیخ کی ترغیب کے بارے میں تحریر کیا گیا۔

عظمت و کبریائی اسی[1] کے لیے ہے ۔ اللہ جل شانہٗ حضرت مولوی صاحبؒ کو اپنی خاص بلکہ خاص الخاص دولتِ بندگی سے سرفراز کرے تاکہ مولائی اور مولا کے ساتھ نام میں بھی شرکت پیدا نہ ہو۔ لفظ مولا کے دو معنی ہیں اور یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں، مولائی کے معنی بندگی کے بھی ہیں ۔ اسی لحاظ سے مولانا رومؒ نے، خدا اُن کے راز کو پاک کرے، فرمایا ہے ؎

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم   تا غلامِ شمس تبریزی نہ شُد

ترجمہ: مولوی رُومیؒ کو اس وقت تک ملک روم کی سرداری نہ ملی جب تک وہ شمس تبریز کا غلام نہ بن گیا۔ یعنی اللہ تعالےٰ کی خاص الخاص بندگی، بندے کے لیے فنا فی الشیخ کے اندر پوشیدہ ہے، یہ جوہر بہت نایاب ہے اور بہت کم لوگوں میں یہ جوہر رکھا گیا ہے ۔ اور اگر اکثر مریدوں میں اطاعتِ شیخ یعنی فنا فی الشیخ کی استعداد پائی جاتی ہے، تو وہ اس لیے ہے کہ انہیں امامت حاصل ہو اور لوگوں میں حکمرانی مل جائے۔ اور یہ شرکِ خفی ہے، اللہ سبحانہٗ ہمیں اس سے بچائے۔

آپ کے مکتوب گرامی کے آنے سے اس فقیر کو جمعیتِ خاطر نصیب ملی اور آپ کی طرف سے یاد آوری اس گنہ گار کے لیے تعریف کا باعث بنی ۔ میرے عزیز

---

[1]: کبریائی میری چادر ہے۔ عظمت میرا تہبند ہے۔ جس کسی نے ان دونوں میں سے کوئی شے چھیننے کی کوشش کی، میں اسے عذاب دوں گا۔

Marfat.com

کو نیستی مطلوب ہے اور وہ اپنے شیخ کی اطاعت میں اسی کو اپنا مقصود قرار دیتے ہیں۔ جیساکہ اُوپر ذکر ہو چکا، نیستی اور شے ہے۔ اور فنائے حقیقی اور شے ہے۔ ان دونوں کے درمیان بڑا فرق ہے۔ میری طرف سے دُعا ہے، قبولیت اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ مخصوص اوقات میں اپنی دعاؤں میں ہمیں یاد رکھیں۔ اور ظاہری رابطہ میں بھی کہ ہمارے درمیان ہے، یاد کرتے رہیں۔ والسلام والاکرام۔

مکتوب: ۵۵

فضیلت مآب مشیخت پناہ شیخ محمد اکرم جیُور کی خدمت میں لکھا گیا۔

وہ جو چاہتا ہے، اپنی قوّت سے کرتا ہے، کیونکہ وہ قوی وعزیز ہے۔ وہ اپنی حکمت سے جیسا چاہتا ہے، تدبیر کرتا ہے، کیونکہ وہ باخبر حکمت والا ہے۔ جب وہ کچھ کرتا ہے، تو اس کے بارے میں مت پُوچھو، کیونکہ وہ اپنے ملک میں حکم چلاتا ہے۔ اور ہر شئے کو حکمت سے بناتا ہے۔ اس لیے مالکِ حقیقی اور حکیم قدیمی سے اس بارے میں کوئی سوال نہ ہو۔ عاشقوں کے دل محبُوبوں کے ہجرت کر جانے سے زلزلۂ فراق سے متزلزل وحیران ہیں۔ اللہ سبحانہٗ تعالےٰ نے وصل اور ہجر کے بارے میں جو کچھ تخلیق کیا ہے، اسے ماننا پڑتا ہے۔

صدق دل سے محبّت کرنے والے، خلوصِ نیّت رکھنے والے، گہرے حقائق سے جو طریقۂ احسنیہ کے علوم کے ہیں، واقفیت رکھنے والے اور صاحب شریعت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے علوم میں فضیلت رکھنے والے میرے بھائی کو جو آیت کریمہ "اللہ تعالےٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ شرف والا وہ ہے، جو تم میں سے سب سے زیادہ متقی ہے" کے کلام کے زیور سے آراستہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کو کمالِ تقویٰ کے زیور سے آراستہ کرے اور اس تجلّی سے

Marfat.com

جو صاحبِ طریقۂ احسنیہ نے نُورِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کی ہے۔ اس پر بہترین سلام۔

سلامِ فقیرانہ کے بعد مطالعہ فرمائیں۔ آپ کے خط سے، جو اخلاص کے معنیٰ کے موتیوں اور خصوصیت کے گوہروں سے بھرپور تھا، خیریتِ حال معلوم ہوئی اور فرقت زدہ دلوں نے راحت پائی۔ گویا آدھی ملاقات میسّر ہو گئی۔ لیکن اس بات پر تعجب ہوا کہ زیارتِ حرمین شریفین سے اتنے سال تک فوائدِ معانی حاصل کیے، لیکن ان حقائقِ اصلی کے بارے میں، جو ان مقاماتِ متبرک سے حاصل ہوئے، ایک رتی بھی قلم کے سپرد نہیں کیے۔ اگرچہ قلم حقائق کی تصویر کشی سے عاجز ہے، لیکن عظمتِ شان کے باوجود اس عبارت میں بھی اس کے ظہور کا کچھ بیان ہے اور اسے جاننے والے تصویرِ قلمی کے مطالعے سے ظاہری تصویر کے بغیر حقائق معلوم کر لیتے ہیں۔

جس وقت اللہ تعالےٰ کا کلام اپنی پوری آزادی کے باوجود، ہمارے حافظے میں، ہماری تقریریں، ہماری قرأت میں اور ہمارے مکتوب کی کفایت میں، بے حلول اور قید ہوتا ہے اور اس کی آزادی کے باوجود تحقیق کرنے والا اس سے صرف فائدہ حاصل کرتا ہے، اُس کے بیان سے تحقیق شُدہ معلوم حقائق، لکھے ہوئے معلوم و متحقق بیان کی طرح یقیناً نہیں ہوتے۔ اس لیے یقیناً کھرے معلوم کردہ حقائق بے مکتوب بھی ہونے ہوں گے۔ اور اس حکم کے مصداق کہ "ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے،" دونوں اطراف کی تحقیق، دونوں طرف کے آئینہ میں ظاہر ہوتی ہے اور ہر طرف کی تحقیق قابلِ تشکر اور قابلِ اصلاح ہوتی ہے۔

عزیز باتمیز، صاحبِ فضیلت و کمالات، عالی مرتبہ شیخ نعمت اللہ ملقب بہ سلیمان، جنہوں نے کئی ماہ سے طریقۂ احسنیہ کی کئی ضروری کُتب کے مطالعہ سے فضیلت حاصل کی ہے۔ وہ حرمین شریف کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں یا نہیں

مُلاقات اور آپ کے پُرخلوص مَراسلے کے مطالعہ کے بعد وہ بڑی محبت سے پیش آئے، اس مُلاقات کے بعد حاجیوں کے طریقہ کی ضرُوریات کا ذکر ہُوا۔ جن کی وضاحت سے انھوں نے کوئی دریغ نہ کیا، وہ بڑی خوش خُلقی سے بات چیت سے لوگوں کو مائل کرتے ہَیں، تاکہ اُن کی صحبت کا شکریہ ادا کیا جائے۔

مکتُوب: ۵۶

جنابِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضُور میں ایک عرضداشت۔

شروع کرتا ہوں، اللہ کے نام سے، جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ اس کی تعریف کرتے ہوئے، جس نے اپنا بھیدلے انسان کی حقیقت کے ساتھ ظاہر کیا اور اس پر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہوئے، جو اللہ کے نُور سے ہے، اور جس کے نُور سے اللہ تعالےٰ نے دونوں جہانوں کو پیدا کیا۔ اے لوگو! اس ذات پر صلوٰۃ وسلام پڑھو۔ اے میرے اللہ! اس ذات پر صلوٰۃ وسلام بھیج۔ اس کی بُزرگی میں اضافہ کر۔ اسے اپنی نعمتوں سے مالا مال کر۔ اسے برکتیں دے، جو عرب وعجم کا سب سے زیادہ سعادت مند ہے، امامِ کعبہ وحرم ہے، علم وحکمت کا منبع ہے، خُلق واحسان اور سخاوت وکرم کی کان ہے، جو عرش ولوح کا مظہر ہے، جو کلامِ قدیم کا ترجمان اور معلّم ہے۔

جو ہمارا سیّد، ہمارا رہبر، ہمارا شفیع ہے، جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے صلوٰۃ وسلام ہو تم پر اے احمد۔ اے اللہ کے حبیب، تم پر صلوٰۃ وسلام۔ اے حمید، تم پر صلوٰۃ وسلام، اے اللہ کی دلیل، تم پر صلوٰۃ وسلام، اے اللہ کے برگزیدہ حامد، تم پر صلوٰۃ وسلام، اے اللہ کے دوست محمود، تم پر صلوٰۃ وسلام، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

لہ انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں۔

Marfat.com

اے اللہ کے رسُول تم پر صلوٰۃ وسلام۔

اے مخلوق میں سے سب سے زیادہ فیّاض، دنیا کے عطیہ میں سے مجھ پر مہربانی فرما، اس دنیائے حوادث میں آپؐ کا وجود ہی کافی ہے۔ مجھ پر ٹوٹ پڑنے والے حوادث آپؐ پر اللہ کے عطا کردہ علم کی بدولت ظاہر ہیں۔ آپؐ کا یہ گناہگار غلام عبدالنبیؒ جو جنت کی آرزو میں مستغرق ہے، عاصی اور شکستہ پا ہے۔ آپؐ کے قدموں اور آپؐ کے روضۂ مبارک کی زیارت سے اب تک محرُوم ہے، جو سب سے زیادہ خسارہ پانے والا اور سب سے بڑا گناہگار ہے، وہ اپنے احوال کی عین حالتِ گناہ میں، التماس والتجا کرتا ہے کیونکہ آپؐ کا علم سب سے زیادہ وسیع اور آپؐ کا خُلق سب سے زیادہ بسیط ہے۔

میرا دینی بھائی نعمت اللہ المعرُوف بہ سلیمانؒ اپنے کمال کے ذریعے زیارتِ حرمین الشریفین کا ارادہ رکھتا ہے، چنانچہ جب اسے حرم شریف کی زیارت حاصل ہو جائے، تو اسے آپؐ کے کمالِ کرم سے اُمید ہے، اس کی نظر آپؐ کے لطفِ کریمانہ پر ہے، تاکہ وہ ان دونوں وسیلوں کے طفیل حرم کعبہ کے جوار میں مقیم ہو اور وہاں قیام کرنے کے ثمرات سے بہرہ یاب ہو، اور اس سے زیادہ کی التجا سوئے ادب ہے۔

مکتوب : ۵۷

روضۂ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خادم کے نام۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے، جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ فقیر حقیر عاصی عبدالنبیؒ کی طرف سے تسلیمات کے بعد جناب افضل الفضلا، حرم شریف کی برکات سے معمور کی خدمت میں معرُوض ہے، اور ان برکات میں سے یہ ضعیف ونحیف، حضُورِ قلب

اور آدابِ حرم کے ساتھ حاضر ہے اور مہربانیوں اور بزرگوں کے ظہور کے مظہر اور ہمارے سیّد اور اشرف الاشراف سے فیض کا خواستگار ہے اور اپنے احوال کے ساتھ التماس کرتا ہے کہ یہ فقیر ولایتِ ہند میں مقیم ہے اور کثرتِ عوارض اور ظاہری جسم کی تگ و دَو کے باوجُود شرفِ زیارت کے مرتبۂ عالی سے اب تک محرُوم ہے اور قاصر ہے۔ اور اُمید رکھتا ہے کہ اس جسمِ ظاہر کے ساتھ یہ شرف بھی کسی وقت حاصل ہو جائے گا۔ پس آپ کے حضُور میں التماس ہے کہ میرے حق میں دُعا کریں، کہ میں اپنے مقصُود کو جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں، حاصل کر لوں۔

نیز میرا بھائی نعمت اللہ عرف سلیمانؒ اپنے کمال کی بدولت، حرمین الشریفین کی زیارت کے ارادے کے ساتھ حاضر ہو رہا ہے۔ پس جب اسے اپنا مقصود مل جائے اور اللہ کے فضل سے شرفِ زیارت سے باریاب ہو جائے، تو آپ کے علم و کرم سے اُمید رکھتا ہے کہ وہ آپ کی اعلےٰ ہمسائگی میں قیام کرے اور ان دونوں برکتوں یعنی علم اور کرم سے استفادہ کرے، جیسا کہ کسی اہلِ کمال نے کہا ہے ؎

(ترجمہ) میں دونوں جہانوں کے غنی کے ہاتھوں سے لینے کی التماس نہیں کرتا بجز اس کے کہ میں اُسے پکڑتا ہوں، جو نیکی اور ہمت والا اور سب سے بڑا سہارا ہے۔

پس جب ذریعہ مل گیا، تو طویل کلام ختم ہو گیا۔ اللہ تعالےٰ کے حبیب پر درُود و سلام۔

مکتُوب: ۵۸

جناب پیرِ دستگیر مُلہم بطریقۂ احسنیہ کی خدمت میں لکھا گیا۔

شرُوع کرتا ہوں اللہ کے نام سے، جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ اس عالی مرتبہ کی خدمت میں، جس نے وہ طریقۂ احسنیہ معلُوم کیا، جو محبت اور محبُوبیت کے درجات سے ملاقات

Marfat.com

کرتا ہے۔ اے اللہ ہم اس کی تعریف کس طرح کریں، جب کہ تو نے اُسے قطب الاقطاب کے لقب سے مخاطب کیا ہے اور جو غموں کو دُور کرنے والا ہے۔

سلام کے بعد یہ فقیر حقیر عبدالنبیؒ عرض کرتا ہے کہ اپنے ظاہری اور پوشیدہ گناہوں کی شامت سے ابھی تک حضرت پیر دستگیرؒ کی زیارت کے شرف سے محروم ہوں۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ اس گناہگار کے حق میں توجّہ کریمانہ فرمائیں گے، تاکہ رُوحانی مدد سے اس گناہگار کو توبۂ نصوح میسر ہو جائے اور تمام ظاہری اور پوشیدہ گناہوں سے زندگی کے آخری لمحات تک آپ کی توجہ کی بدولت محفوظ رہوں۔ اور توجہ مستقیم کے ذریعے جہاں تک فطری استعداد کا تعلّق ہے، چہرے کی سیاہی کو دھو کر آپ کی زیارت کا شرف حاصل کروں۔

میرے دینی بھائی نعمت اللہ الملقّب بہ سلیمانؒ صحیح عقائدِ شرعیہ سے آراستہ ہو کر حرمین شریفین کی زیارت کے لیے روانہ ہو گئے۔ امید ہے کہ وہ روضۂ مبارک کے سامنے جاتے ہی ولایتِ حقیقی سے شرف یاب ہو جائیں گے اور قیاس و گمان کے حجابات اٹھ جائیں گے اور اس گنہگار کی طرف سے اِذنِ مسلسل کی برکت سے وہ طریقۂ احسنیہ میں داخل ہو کر نسبتِ تعلیمی کی طرف متوجہ ہو جائیں گے اور اُمید ہے کہ وہ خُدّامِ خاص میں جگہ پالیں گے۔ اور انہیں خاص خصوصیت حاصل ہو جائے گی۔

مکتوب : ۵۹

فضیلت مآب شیخ موسیٰؒ ساکن ہوشیارپور کے نام۔

جناب فضیلت مآب شیخ موسے جیوؒ، فقیر عبدالنبیؒ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ فرمائیں۔ قرآنِ مجید اور حدیثِ قُدسی کے الفاظ کی قُربت کے مراتب میں،

Marfat.com

جیسا کہ فقہ کی کتابوں میں درج ہے، فرق بیان کیا جاتا ہے، لیکن اس فقیر نے اپنے قُدسی اسرار عزیزوں سے جو کچھ بروئے تحقیق پایا، وہ یہ ہے: اوّل یہ کہ حدیث قُدسی اللہ تعالےٰ کے کلام کے کمالات میں سے ایک کمال ہے، معنوی طور پر بھی اور لفظی طور پر بھی، لیکن معنوی طور پر حضرت جبرئیلؑ پر، یا لفظاً حضراتِ انبیا پر القا ہوتا ہے اور پھر ان معانی کو الفاظ کے تصوری لباس کے مطابق ان بزرگوں کی جماعت کے قلوب پر الہام کے طور پر نازل کیا جاتا ہے، اور وہاں سے زبان کے الفاظ کے لباس میں ان کے علاوہ پر بھی ظہور میں آتا ہے یعنی فرشتے سے انبیا پر اور انبیاؑ سے امّت پر۔ اس طرح ظاہر ہوا کہ حدیثِ قُدسی کو کسی غیر کے واسطے کے بغیر القا کیا جاتا ہے۔ جس میں خصوصی اسرار کو انبیا کے قلوب اور زبان پر معنوی طور پر ایک لباس میں ظاہر کیا جاتا ہے اور قرآن مجید جو آسمانی کتابوں کو جمع کرنے والا ہے اور احادیثِ قُدسیہ، اس حکم کے مطابق کہ "کتاب مُبین میں رطب ویابس نہیں، جامعیتِ کلام کے اعتبار سے ذات، صفات، اور کمالات سے معنوی اور لفظی طور پر اسرار و بیان سے باہر ہیں، اور حکمتِ بالغہ اور صانع حقیقی کی صنعت سے، ہماری صنعت کی شرکت اور ہمارے خیالات کے تصرّف کے بغیر، نوری الفاظ کے لباس میں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ تھوڑا تھوڑا کر کے ضرورت کے مطابق حضرت جبرائیل کو سنائے گئے؛ جیسا کہ کہا گیا ہے " جبرئیل نے آواز سنی۔ اللہ کا کلام اور جو کچھ اللہ نے چاہا" آخر تک ــــ، وہی نورانی الفاظ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بیان کے مظہر الفاظ کے لباس میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے، اور اس میں جبرئیلؑ کا کوئی تصرّف نہ تھا، سوائے اس کے کہ انہوں نے ظاہر کیے، اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کو کسی قسم کے تصرّف کے بغیر جسمانی زبان کے ذریعے اُمّت کو پڑھ کر سنائے۔ اور اللہ تعالےٰ کے نور سے، صاحبان بصیرت پر ان دونوں

Marfat.com

کے مرتبہ کا فرق ظاہر ہو گیا اور چونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی استعداد مرتبۂ حقیقی ہیں اللہ تعالیٰ کے کلام کو سُننے کی تھی، اور تمام مراتب کو جمع کرنے والی تھی، اس لیے کسی قسم کے لباس کے بغیر، نفسِ مُدّعا وغیرہ کو دُنیادی حد کے لباس میں اپنے سُننے کے مرتبے کے مطابق، اس بے لباس کو جس کے متعلق قرآن مجید میں اشارہ کیا گیا ہے " اور کسی بشر کے لیے نہیں کہ وہ اللہ سے کلام کرے، سوائے وحی کے یا پردے کے پیچھے سے ...... الخ" سُنا۔ چنانچہ اس اِستماع کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کی طرف متوجّہ تھے، اور اللہ سبحانہٗ کے فضل سے وہ اپنے اصل مرتبہ تک، جو عرش سے اُوپر ہے، عرُوج کرتے ہیں، اور وہاں سے اپنے بلند مرتبے کو، جو نورِ محمدی کا مرتبہ ہے، پہنچ کر ایسے مرتبے پر پہنچتے ہیں کہ لامکان بلکہ کل مکان، ان کے کمالات کے ظہُور کی وجہ سے دُوسرے مرتبے پر ہوتا ہے اور اس کے بعد ان کی حقیقی استعداد اللہ تعالےٰ کے فضلِ محض سے ظہُور فرماتی ہے، اور اللہ سبحانہٗ نے انہیں اپنے کلامِ پاک سے بغیر کسی وسیلے کے فیض یاب فرمایا، پس برکتیں دینے والے ربِّ ارباب نے اپنے قابلِ سماع کلام کو اس دُنیادی لباس سے عرُوج بخشا، اور اس مرتبۂ عالیہ پر، جو تمام مخلوقات کی تخلیق کے آغاز میں تھا، پہنچا دیا۔ اور چونکہ اللہ تعالےٰ کے کلام کا یہ مرتبہ اس کی ذات سے الگ نہیں، اس لیے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ کی ذات کو کیفیت اور جہت کے بغیر دیکھا اور اللہ تعالےٰ سے لفظ اور آواز کے بغیر کلام کیا۔ اور یہ بیان اس مرتبے کے بارے میں ہے، جس کے متعلق مُحبّ بیان نہیں کرتا۔

مکتُوب : ۶۰

سوال : اللہ دین کی طرف سے عرض کیا گیا :۔

قطعه

اے فخرِ بشر کہ در بلا ہا مددی   وز خُلقِ حسَن شفیعِ ہر نیک وبدی
در چاہِ ضلالتم پریشاں حالم   فریاد رسا بُخذ بیدی بیدی

ترجمہ :۔ اے فخرِ بشر، تو ہی مصائب میں مدد گار ہے، تو اپنے نیک اخلاق سے ہر اچھے اور بُرے کی شفاعت کرنے والا ہے میں پریشاں حال گمراہی کے گڑھے میں پڑا ہوں، اے فریاد کو پہنچنے والے مجھے ہاتھوں ہاتھ پکڑ لے۔

اگرچہ یہ حقیر شخص رتی بھر قابلیت نہیں رکھتا، لیکن پھر بھی کریموں کے لیے مدد کرنا مشکل نہیں۔

جواب : اب جب کہ تم فقیروں کی صحبت میں پہنچ گئے ہو، سرِ تسلیم خم کر دو۔ ذکر و تسبیح میں مشغول رہا کرو۔ جو کچھ تمہارے نصیب میں ہے، اپنے وقت پر ظاہر ہو جائے گا۔ کام یہی ہے کہ اپنی ذات کو درمیان سے خارج کر دو۔

مکتوب : ٦١

اللہ دینؒ کے نام لکھا گیا۔

تمام تعریف اُسی واحد اللہ کے لیے ہے۔ میرا بھائی اللہ دینؒ تکمیلِ دیں کے لیے کمر بستہ رہتا ہے اور تلخی کی تیرگی سے، جو حالتِ یقین میں پوشیدہ ہوتی ہے اور ظہورِ بسط میں، جو آرام و دل جمعی کا سبب ہوتا ہے، تاخیر کی وجہ سے پریشاں نہیں ہوتا۔ محبت کرنے والے کو آرام و لذت سے کوئی سروکار نہیں ہوتا اور اگر لذت و آرام مل بھی جائے، تو سالک کو اس استعدادِ ضعیف کو ضبط میں رکھنے کے لیے تسلی دیتے ہیں۔ قبضِ محمود جلال کا جلوہ ہے، جو بارگاہ کے آخر میں ہے اور واصل کو ہر قسم کی جمعیت و آرام سے، جو سالک کی تسلی کے لیے ظہورِ جمال ہے، اسے ہٹا کر آخر کار مکمل خلوت سے

Marfat.com

ہم کنار کرتی ہے، اور حیرت اور بے چینی میں مبتلا کر دیتی ہے جیسا کہ ایک بزرگ نے فرمایا ہے ۔

بدرد و یقیں پردہ ہارا خیال ۔۔۔ نماند سرا پردہ الا جلال

ترجمہ :۔ دردِ و یقیں کی بدولت خیال کے پردوں کے لیے سوائے جلال کے کوئی بارگاہ نہیں رہتی ۔

میں اس بات کو ذرا زیادہ وضاحت سے بتاتا ہوں کہ فیضِ محمود انتہائے نایافت کی حقیقت کا ظہور ہے اور بسیطِ مُبتدی، متوسط یافت کا آغاز ہوتا ہے ع بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا (ترجمہ) فرق دیکھئے کہ کہاں سے کہاں تک ہے)، "ہر نہایت اپنے آغاز کی طرف لوٹتی ہے" کا مطلب یہی ہے ۔ جب تک سالک کو لذت و جمعیت حاصل رہتی ہے، اُسے فنا سے کوئی غرض نہیں ہوتی، اگر فنا ہو بھی، تو وہ محض خیالی ہوتی ہے، کیونکہ بشریت کا تتمہ اس کی بغل میں ہوتا ہے اور فنائے حقیقی میں بشریت کا معدوم ہو جانا موجود ہوتا ہے، جو جلال کی سطوتوں سے نیست و نابود ہو جاتا ہے ۔ پس سبحان اللہ ۔ اس تحقیق سے ظاہر ہو گیا، کہ محبت کرنے والے کے لیے حقیقی جمعیت خاطر، اسی جمعیت میں ہے اور درد، حیرت و سرگرانی ہے ۔ جس نے چکھا نہیں اُس نے سمجھا نہیں ۔

فائدہ : اے سعادت مند النفی والاثبات کے بارے میں تحقیق کی خاطر لکھا گیا ہے، اس عبارت کو سمجھ کر اس پر عمل کرے ۔

تا بجاروبِ لا نروبی راہ ۔۔۔ نرسی در سرائے الا اللہ

ترجمہ : جب تک تو راستے کو "لا" کے جھاڑو سے صاف نہیں کرے گا، الا اللہ کے گھر تک نہیں پہنچ سکے گا ۔

لفظ "لا" سے نفس کے مقام سے، جو زیر ناف ہے، خیالات کے گرد و غبار

Marfat.com

کو، جو جھوٹے خدا ہیں، دائیں بائیں سے سمیٹ کر، اور اس میں ضمناً جو خباثتِ نفس داخل ہو گئی ہو، جس نے دل اور رُوح کو اپنا محکوم بنا لیا ہو، اُسے اکٹھا کر کے راز کے مقام پر، جو سینہ ہے، راز کے سامنے جو تمام مراتب کا سردار ہے، حاضر کر کے، وہاں سے خفی اور اخفی کے مقامات تک جو علے الترتیب پیشانی اور دماغ ہیں، لے جا کر "لا" کے جھاڑو کے نیچے، جھوٹے خداؤں سے جو کچھ جمع ہو چکا ہو، دائیں طرف مُنہ کر کے پشت کی طرف پھینک کر دستِ ہمّت کو توحید کے الف سے مضبوط کر کے، "اثبات" کے الف سے دل پر شدّت کی بندش سے، لام کے ساتھ ملا کر ضرب لگانی چاہیے۔ چونکہ ایک دفعہ کی جاروب کشی سے، یعنی بار بار کرنے کے بغیر، کام مکمل اور راہ صاف نہیں ہوتا، اس لیے حبسِ دم کو جو مختلف خداؤں کے ذرات کو، ضبط کر کے جھاڑو کی زد میں لانے والا ہوتا ہے، اختیار کر کے بار بار اس کی ورزش کرنی چاہیے، حتیٰ کہ یا تو کام مکمل ہو جائے، یا جان نکل جائے، اور شہادت حاصل ہو جائے۔

میرے عزیز! لکڑی کا جھاڑو تو محض عارضی گرد و غبار کو سمیٹتا ہے، لیکن اگر اصل غُبار کو جو ذرّاتِ زمین پر مشتمل ہے، اٹھانا ہو، تو اس کے لیے طویل عُمر چاہیے، اور پھر یہ لکڑی کا جھاڑو تھوڑی سی مدّت میں ہی پرانا ہو کر ٹوٹ پھوٹ جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب تک سالک کو عطا کردہ جسم نہیں دیا جاتا، اس وقت تک اصل بشریت کے غبارِ غم سے رہائی نہیں ہو گی۔ یہی وجہ ہے کہ اصل بشریت کا زوال، عطا کردہ وجود کے سپرد کرنے کے بعد ہے اور وہ ولایتِ انبیا کا مرتبہ ہے۔ ان پر درود و سلام۔ اللہ کا فضل چاہیے تاکہ وہ کمال کا دروازہ کھول دے۔ عجیب زمانہ آیا ہے کہ نفی و اثبات کا رستہ جسے گزشتہ دور کے بزرگ پندرہ بلکہ بیس سال تک طے کرتے رہتے تھے۔ اس زمانے میں اس سے ایک ماہ کے اندر ہی بعض

Marfat.com

کے دماغ میں خلل پیدا ہو جاتا ہے اور بعض کی ہمت حیلہ گری کی طرف راغب ہو جاتی ہے اور نفی و اثبات کو ایک فالتو کام سمجھ کر ان کے لیے اس سے تعلّق پیدا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور حالت یہ ہے کہ مبتدی، متوسّط، اور منتہی کا ایمان ہی نفی و اثبات سے ہے اللہ کسی شخص پر اس کی ہمت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا، اس کے فضل کی اُمید، بغیر کسی بہانہ کے رکھنی چاہیے اور طاقت کے مطابق کوشش کرتے جانا چاہیے۔

فضیلت مآب، شیخ بدرالدینؒ اور فقرا کی تمام جماعت کو اور فقیرزادوں کو اس احقر کی طرف سے سلام و دعا کہیں، تاکہ "بے حیثیتی" سے "حیثیت" کی حالت میں آجائے۔

مکتوب: ۶۲

حقائق و معارف سے آگاہ حاجی محمد امینؒ کے نام۔

حمد و صلوٰۃ اور سلام کے بعد جامع علوم حاجی صاحبؒ کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ کے مکتوب شریف کے ملنے سے عزّت افزائی ہوئی۔ اس مکتوب نے دقیق نکات سے مطلع کیا۔ حضرت مجدّدؒ کے ایک مکتوب کے بعض معانی کی تحقیق کے بارے میں استفسار کیا گیا ہے۔

وصولِ نظری اور وصولِ قدمی میں فرق پوچھا گیا ہے۔ مجھ جیسے کم فہم اشخاص کو اتنی ہمت کہاں، کہ اپنے خط میں ان دونوں کے درمیان، جو فرق ہے، اُسے بیان کر دوں۔ اور اس بیان کی شرح کروں۔ لیکن ضرورت کے ماتحت اپنی ناقص سمجھ کے مطابق عرض کیے دیتا ہوں۔

یہ بات واضح ہے، کہ "سلوکِ صوفیہ" سے مراد "علمی حرکت" ہے، زمین یا آسمان

Marfat.com

کے فاصلے طے کرنا نہیں، کیونکہ "بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے، خواہ ہم کہیں بھی ہوں"۔ اور علمی حرکت سے مراد علم کو تاریکی کے بعض ان پردوں سے نکالنا ہے، جو علم کے ساتھ پیدا ہو جاتے ہیں، اور اس تک رسائی کرنا ہے۔ کیونکہ اس کے وسیلے میں "اصل زعم" (قیاس اصلی) حائل ہوتا ہے۔ لیکن تیرگی کے پردوں کو چاک کرنے والے نورِ علمی کے دو درجے ہیں۔ ایک یہ کہ کیا یہ شخص اس مرتبہ کا اہل ہے کہ وہاں اقامت کر سکے؟ دوسرا یہ کہ استعدادِ عالی کے مالک کو، بغیر اس کے کہ ابھی اُسے اس مرتبہ سے نکل جانے کی قوت عطا ہو، اس پر اس مرتبے کے اُوپر سے جلوہ دکھاتے ہیں اور اس کے فوراً بعد یا کچھ عرصہ بعد اسے پھر پہلے مرتبے میں لے جاتے ہیں اور اس سے چھپ جاتے ہیں یا اس سے تھوڑی سی آگاہی رکھتے ہیں، حتیٰ کہ یہی آگاہی اسے کھینچ کر اُوپر لے جاتی ہے، چنانچہ وہ وصولِ مقامی جس کا یہ شخص اہل اور جس میں قیام کرتا ہو، وصولِ قدمی ہے اور جس وصولِ مقامی کو اس نے جلوہ کے ذریعے دیکھا ہو، وصولِ نظری ہے۔ چنانچہ معلوم ہونا چاہیے کہ عروج کے مراتب میں جب تیرگی کے پردوں کو پوری طرح دُور کرنا حاصل ہو جائے اور کسی تیرگی کے شائبہ کے بغیر اصل الاصول تک رسائی ہو جائے، تو اس عرصہ میں وصولِ نظری سے جو عروج کے وقت حاصل ہو جائے، فارغ ہو جائے، وصولِ نظری کیلئے جو نزول کے مراتب میں رونما ہو، تیار ہو جائے۔ پہلے وصولِ نظری میں "میں اللہ اللہ کی طرف سیر ہے اور دوسرے وصولِ نظری میں اللہ سے اللہ تک کی سیر اشیاء کے اندر ظہور فرماتی ہے۔ اس لیے اصحابِ عروج میں اسی نسبت سے فرق ہوتا ہے۔ اور اسی طرح اصحابِ نزول آپس میں فرق پیدا کرتے ہیں، جیسا کہ ان مراتب والوں پر مخفی نہیں، پس خواہ یہ نظری اوّل ہو خواہ نظری ثانی، اس کا حامل دُور سے جلوہ دکھاتا ہے۔ چنانچہ صاحب قدم، حق الیقین کا مالک ہوتا ہے، اگرچہ

Marfat.com

وہ نبی ہو۔ اور صاحبِ نظر عین الیقین یا علم الیقین کا مالک ہوتا ہے اور صاحبِ عُروج کو حقیقی حق الیقین کا حصول تمام نیرنگیوں کو دُور کرنے کے بعد متحقق ہوتا ہے، اور صاحبِ نزُول کو حق الیقین کا حصول اس ساری جہالت کے دُور ہونے کے بعد ہوتا ہے، جو حقائقِ اشیا کی تفصیل میں حائل ہوتی ہے۔ چنانچہ پہلا، کمال کے حساب سے ولایتِ انبیا میں رکھی ہے اور دوسرا، کمال کے حساب سے نبوّتِ انبیا میں اکمل ہے اور یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔

مکتوب : ۶۳

حضرت پیرِ دستگیرؒ کے ارشادِ الہامی کی تحقیق میں۔

حضرت پیرِ دستگیر بنوریؒ کے الہامی ارشادات کی تحقیق میں، جن کے کمالات کے نُور کی بدولت قصبۂ بنور، پُرنور ہے اور جہاں کے نُور کی وجہ سے انشا اللہ اطرافِ عالم، قیامت تک منوّر اور مسرّت آمیز رہیں گے۔ اور اس کی سرُور آوری پر مجھے بھی فخر ہے، بلکہ ہر اس کو ہے، جو حُور و قصُور کا وارث ہے، نفس، بدن کی روح سے پیدا ہوتا ہے۔ یعنی انسانی رُوح، عالمِ ارواح میں اپنی انتہائی لطافت کے ساتھ موجود تھی۔ اور جو کچھ اس کی نُورانی قابلیتوں کا تقاضا تھا، ان کی انتہائی پوشیدہ لطائف کی بدولت عناصرِ اربعہ عرش کے نیچے غیر مفصلہ پیدا تھے اور ان کی تیرہ اور مفصلہ حیثیات، کی وجہ سے کمالات کا ظہور مخفیہ تھا، اور ان دونوں مرتبوں کی تخلیق یعنی رُوح اور عنصر، اللہ تعالے کی حکمتِ بالغہ سے حق سبحانہ وتعالے کے مراتب کے ظہور اور جلوہ گری کے لیے تھی۔ اللہ تعالے نے اپنی حکمتِ بالغہ سے پہلے عنصرِ مجمل کو آسمانِ دنیا کے نیچے الگ کیا اور جب ہر رُوح کے خاص بدن کو ان عناصرِ اربعہ سے ترتیب دے لیا، تو روحِ مذکور کو بڑے اعزاز سے ایک معیّن

Marfat.com

وقت پر اس بدن کے اندر پھونکا۔ ان دونوں مرتبوں یعنی روح اور بدن کے اجتماع کے بعد، اس میں ایسی قابلیتیں پیدا ہوتی ہیں جو نور کو گھٹاتی اور جسم کی تیرہ حیثیات کو بڑھاتی ہیں، چنانچہ انہیں عالمِ برزخ میں ظہور بخشا گیا اور چونکہ صرف اپنے مرتبہ کی جدائی اور تنہائی کی وجہ سے ان کی خصوصیت کا خاص ظہور تھا اور ایک کو دوسرے سے کوئی سروکار نہ تھا اور ان دونوں مرتبوں کی تخلیق میں حکمتِ بالغہ کے تقاضوں کا ظہور، جو ظاہر کرنے اور ظاہر ہونے کے لیے تھا، ان دونوں کے امتزاج کی ترکیب کے بغیر نہیں ہو سکتا تھا، اس لیے ان دونوں یعنی روحانی قابلیتوں اور جسمانی قابلیتوں کے ظہور سے عین برزخیت میں چاند کی طرح ایک واحد صورت میں ان دونوں مرتبوں یعنی مرتبۂ روح اور مرتبۂ بدن سے ایک تیسرا عالم پیدا کیا گیا اور اس کا نام نفس رکھا گیا۔ یعنی ذاتِ مقدس کا مظہرِ کامل۔ جس میں جمالی قابلیتیں ہیں، جو نورانی مخلوقات کی موجودگی کا باعث ہیں، اور جلالی قابلیتیں بھی، جو تیرگی کی حیثیات کا مظہر ہیں۔ چونکہ بدن کے مکان کے اندر روح بالکل پوشیدہ ہوتی ہے، اس لیے اس کی قابلیتوں کا ظہور بھی پوشیدہ ہوتا ہے اور بدن کی حیثیت غالب ہوتی ہے۔ جب تک اس کا یہ استکبار دور نہیں ہو جاتا، نفس کفر کرنے اور حکم دینے میں لگا رہتا ہے اور جب اللہ تعالٰے کے فضلِ عام سے نورِ جمال یعنی صفاتِ لطیفہ کا ظہور ہوتا ہے، تو پھر تیسرا حصہ یعنی انانیت و تکبر زوال پذیر ہو جاتا ہے اور نورِ ایمانی سے مومن کا سینہ کھل جاتا ہے اور نفس کے اس مقام کو ملامت سے یاد کیا جاتا ہے۔ (یعنی نفس امارہ، نفس لوامہ بن جاتا ہے اور دنیاوی خواہشات رکھنے کی بجائے گناہوں پر ملامت کرتا ہے)۔ اور جب اللہ تعالٰے اپنے کرم سے اس ظہورِ عام کے بعد، ظہورِ خاص سے اسے حقیقتِ انسانی کی خلعت پہناتا ہے اور جو کچھ جاننے کے قابل ہے اسے بتاتا ہے، اور اس کے

Marfat.com

باقی دو حصوں کی پرورش کی جاتی ہے، تو اُس وقت نفس کو نفسِ مُلہمہ کہا جاتا ہے۔ اور یہ مرتبہ ولایتِ اولیاء تک کا ہو سکتا ہے اور چونکہ اولیائے اُمّت کو اپنے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پیروی و اطاعت میں نبی کی ولایتِ معصومہ کے کمالات میں سے حصّہ حاصل ہوتا ہے، اگرچہ حصّہ ملنے کے بعد وہ نہ تو معصوم ہو گا اور نہ معصُوم جیسا، اس لئے اللہ تعالےٰ، سنّت کی پوری پوری پیروی کرنے کے طفیل، اُسے نُور سے منوّر اور پُرکر دیتا ہے اس مقام پر اس ازلی نیک بخت کو نفسِ مُطمئنّہ کہتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے اے نفسِ مُطمئنّہ! اپنے ربّ کی طرف اس طرح لوٹ کہ تُو ربّ سے راضی ہو اور ربّ تجھ سے راضی ہو۔

میرے عزیز! اس وقت یہ نادرِ زمانہ، نفسِ لطیفہ قابلِ تعریف و مدح ہو گا۔ کیونکہ جاہلیت کے وقت تمام رُوحانی لطائف پر اَسمائے قہریہ کے مظہر کے قریب ہونے کی وجہ سے عناصر کو غلبہ حاصل تھا، اس وصل کے عالم میں دُوریاں دُور ہوتی جاتی ہیں۔ ایسے وقت میں کمال اطمینان کے بعد اسمائے لطیفہ کا مکمل مظہر ہونے کی بدولت، جو اس کی تخلیق کا مقصُود ہے، وہ ذاتِ مقدّس سے واصل ہو جائے گا۔ اور اس پر قُربتوں کا دروازہ کُھل جائے گا۔ اس مقام پر اس حدیث کا مفہُوم سمجھنا چاہیے کہ تمہارے جاہلیت کے نیک، اسلام کے بھی نیک ہوں گے ۔۔ اگر غور کیا جائے!

مکتوب: ۶۴

حاجی الحرمین حاجی محمّد امینؒ کے نام۔

حاجی الحرمین الشریفین حاجی محمّد امینؒ کی خدمت میں سلام کے بعد عرض ہے۔ میں نے ایک سابقہ مکتوب میں لکھا ہے کہ کلمۂ صاحبِ نظر، حق الیقین نہیں بلکہ

Marfat.com

میں نے صاحبِ قدم اہلِ حق الیقین، صاحبِ نظر اہلِ عین الیقین یا اہلِ علم الیقین لکھا ہے اور چونکہ صاحبِ نظر کے لیے تتمّہ سلوک باقی ہوتا ہے اور عین الیقین اور علم الیقین والے دونوں راہ میں ہوتے ہیں، اس لیے لاچار وہ ان دونوں میں سے ایک ہوگا۔ اور اس کی تفصیل بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور وہ جو حضرت مجدد رح نے مکتوب میں لکھا ہے، برحق لکھا ہے اور اہلِ تحقیق کے نزدیک یہ ایک اصول ہے کہ سالک کو عروج کی راہ میں جو تفاصیل پیش آتی ہیں، اور جب وہ تیرگیوں سے گزر کر اصل تک پہنچ جاتا ہے، تو ایسے مقام پر حق، حق کی طرف ترقّی کرتا ہوا بڑھتا ہے۔ اگرچہ اس کی ابتدا سلوک یا جذبے سے ہوتی ہے، لیکن جذبہ و سلوک کے مرحلے طے کرنے کے بعد حق تک پہنچ جاتا ہے، جبکہ ترقّی کا تتمّہ ابھی باقی ہوتا ہے، اگرچہ وہ شروع سے اصل میں ہوتا ہے اور سلوک و جذبہ کو روک کر حق سے ابتدا کرتا ہے، حالانکہ اس جگہ تک پہنچنے کے لیے سلوک و جذبہ طے کیا ہوتا ہے۔ پس اس سے جذبہ و سلوک متحقق ہو گیا۔

اور مکتوب مع ہدیہ کے مل گیا، دعا اور فاتحہ پڑھی، توقع ہے کہ اس طرح معانی کی تحقیق اور بزرگوں کی عبارتوں سے آپ بہرہ یاب ہوتے رہیں گے۔ فقیر زادوں اور شیخ موسیٰ جیو کی طرف سے سلام عرض ہے۔

مکتوب: ۶۵

اللہ سبحانہٗ کے کلام کی تحقیق کے بارے میں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید[۱]، سات حروف یعنی سات قراتوں

[۱] معلوم ہونا چاہیے، کہ قرآن مجید کے کلام کے سات مرتبے ہیں۔ تین مرتبے وجوبی، اور چار مرتبے امکانی۔ تین وجوبی مرتبے یہ ہیں۔ وجودِ کلام، نورِ کلام اور ظہورِ کلام متکلم پر۔ اور چار امکانی مرتبے یہ ہیں۔ اوّل نفسِ مدعا، کہ حرف و آواز اگرچہ نورانی ہوں اسکی گنجائش نہیں رکھتے۔ دوئم حرف و آوازِ نورانی جس سے حضرت جبرئیلؑ کو حصّہ ملا، چنانچہ کہا گیا "جبرئیلؑ نے آواز سنی۔۔۔ الخ" یہ دو مرتبے اگرچہ مخلوق ہیں، لیکن ان میں کسی مخلوق کو کوئی تصرف حاصل نہیں۔ سوئم حرف و آوازِ حرفانی، جیسا کہ حضرت جبرئیلؑ کا فرشتوں کی زبان میں بات کرنا جس کی سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور کو کوئی اطلاع نہ تھی۔ چہارم حرف و آوازِ جسمانی جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صحابہ کرامؓ سے اپنی طرف سے اضافہ کے ساتھ بیان کرنا۔

Marfat.com

پر نازل کیا گیا ہے۔ چنانچہ تمام قاری حضرات کے نزدیک یہ تحقیق شدہ بات ہے اور اس کے معانی بھی سات طرح کے ہیں۔ اور علمائے ظاہر کے مطابق بھی یہ بات پکی ہے اور اہلِ باطن کی دو تحقیقات میں سے ایک تحقیق کے مطابق ہے اور ہفت بطن (معنی) کی دوسری تحقیق بھی اہلِ باطن کی ہے اور اس دوسری تحقیق کی تفصیل حضرت پیر بنوری قُدِّسَ سِرُّہٗ کے نزدیک اس طرح ہے: اللہ تعالےٰ کے کلام کے تین مرتبے ازلی اور قدیمی طور پر درجۂ وجوب میں ہیں، اور ان تینوں مرتبوں کا نام وجودِ کلام، نورِ کلام اور ظہورِ کلام ہے۔ ان تینوں مرتبوں کا متکلم اپنی تمام قابلیتوں کے ساتھ کسی اور کے وجود کے بغیر جانتا ہے۔ اور یہ تینوں مرتبے دوسرے چار مرتبوں کی مظہریّت کے ساتھ، جو مخلوق اور محدث ہیں، عالمِ اصل الاصول، عالمِ انوار، عالمِ اجرام اور عالمِ اجسام میں ظاہر ہیں۔ ان میں سے دو مخلوق واسباب کے واسطے کے بغیر مخلوق ہیں۔ ایک نفسِ مدعا ہے جو حرف وصوت کے لباس کے بغیر ہے، نہ نورانی اور نہ غیر نورانی۔ یہ نورِ اوّل کی مظہریّت کے طفیل ہے اور مظہریّت اوّل کے ذریعے وہ تین مرتبے بغیر کسی پردے کے وجوب کے سامنے ہیں، چنانچہ اہلِ صفا پر "القاء سری" (پوشیدہ القا) اس پر گواہ ہے۔ دوسرا نورانی حرف وصوت ہے، جو عالمِ ارواح میں ان مراتبِ وجوب کی جامعیت کا مظہر ثانی ہے، جسے حضرت جبرئیلؑ نے سُنا۔ چنانچہ عقیدہ یہ ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے اللہ کے کلام کو آواز سے سُنا یا جیسا اللہ تعالےٰ نے چاہا، مثلاً اہلِ نور کے دل میں بات ڈالنے کی طرح۔ اور کلام کے چار مظاہر میں سے دو مخلوق کے واسطے سے مخلوق ہیں، ان میں سے ایک جسمانی حرف وصوت، جس کا حضرت جبرئیلؑ نے آنحضرتؐ پر ظہور کیا۔ اگرچہ آنحضرتؐ اللہ تعالیٰ کے کلام کا ظہور غیر کے واسطے سے نفسِ مدعا کے لیے ہے، جیسا کہ اوپر تحریر کیا گیا، اور حدیث کہ "آدم کی بنیاد پانی اور کیچڑ پر رکھی گئی" اس مفہوم پر گواہ ہے اور دوسرے درجہ پر آنحضرت کے جسمانی حرف وصوت

Marfat.com

ہیں، جن کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام بلند مراتب کے ساتھ اس کلام کو قیامت تک کے لیے تمام مخلوقات پر ظاہر کیا۔ پس جو کچھ ہمارے پاس محفوظ ہے، وہ مذکورہ بالا مظاہر کے طفیل ہے، وہی اللہ تعالےٰ کا کلام ہے۔ کچھ اور نہیں اور اس کا محفوظ ہونا، قاری کی قرأت کے احاطہ سے پاک ہے۔ جس طرح ہمارے احاطہ کے باہر اللہ تعالےٰ ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کو بے کم و کاست سمجھنا چاہیے۔ پس سمجھیے۔

مکتوب: ۶۶

"تحیّر فی ذاتِ سواہٗ" کے ضمن میں:

پاک ہے وہ ذات جس کے بارے میں کسی نے سوچ بچار کی، اور وہ اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے اور پاک ہے وہ جو اپنی ذات کو چھوڑ کر اس کی ذات میں متحیّر ہے۔ یعنی اللہ سبحانہٗ کی جناب میں عین حالتِ ایمان میں مقام بلند کی "نایافت"۔ تحیّر کے معنی نایافت (نہ پانا) ہے اس لیے نایافت سے پہلے جس کی آپ کو تعلیم حضوری تھی، اور وہ حضوری ظلی تھی اور "یافت" کے ساتھ جمع تھی اور چونکہ یافت کے معنی، ادراک (پانا) ہے اور ادراک کو اللہ تعالےٰ تک رسائی نہیں، خواہ یہ ادراک خفی ہو۔ اس کے بعد "نایافت" کی تعلیم نفیِ ذات کے لیے ادراک کا احتمال رکھتی ہے، نفیِ حضور کا نہیں، جس وقت سالک نفیِ یافت کی تعلیم کے بعد "نایافت" میں مشغول ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ حضوری کو کم کر دیتا ہے اس وقت پھر حضورِ تعلیم سے گزر کر عین نایافتِ حضور میں جو وصول ستری کا خلاصہ اور اصلیت یا نایافت کے دائرہ میں داخل ہے، شامل ہو جاتا ہے، چنانچہ نایافت، آخرت میں رویتِ بصری حاصل کرنے کے بعد ثابت ہو جاتی ہے البتہ اس جگہ "یافت" ہے، جس کا تعلق تجلّی سے ہے، ذاتِ پاک سے نہیں۔ جب ذاتِ پاک

پاک سے تعلق ہو گیا، تو گویا نایافت کو ظاہر کر دیا گیا۔ اس لیے چاہیے کہ عین نایافت شہود میں نورِ ایمان کی بدولت اللہ تعالےٰ کی حضوری سے، جو حاصل ہونے والی یافت سے پاک ہے۔ بہرہ ور ہو کر غفلت سے احتراز کرے۔

پس تحریر: اگر کوئی شبہ ہے۔ تو انشا اللہ ملاقات کے بعد روبرُو دُور کر دیا جائے گا۔ مختصر یہ ہے کہ حضوری کی طرف توجّہ کیے بغیر محض "نایافت" میں وقت گزارنا چاہیے، یہاں تک کہ مطلوب کے بغیر توجہ قائم ہو اور حق کی حضوری غالب آجائے۔

مکتوب: ۶۷

میاں عبدالہادیؒ کے نام تحریر کیا گیا۔

بے غرض دوست کی طرف سے مکتوبِ محبت آمیز نہایت اچھے وقت میں ملا مضمون سے آگاہی ہوئی۔ وبا کے پھیلنے کے متعلق لکھا گیا تھا۔ اور بچوں کی سلامتی مطلوب تھی۔ میرے مشفق! کوئی شے تقدیر سے بے نیاز نہیں کر سکتی۔ اور موت ہر ایک کو ایک ایسے طریقے سے بہر حال آتی ہے، جو مقدر ہو چکا ہو۔ اس کا ٹالنا ممکن نہیں۔ ہاں اگر کم اندیشوں کی تسلی کی خاطر تعویذ یا علاج کرتے ہیں، تو یہ موت کا علاج نہیں، بلکہ وہ تسلی نامہ ہوتا ہے، جو اس کے حال کے لیے ہوتا ہے پوشیدہ امر کے ظہور کو رد کرنے کے لیے نہیں، بلکہ صرف اس لیے کہ غم میں پریشان نہ ہو۔ دانا آدمی کو چونکہ معلوم ہوتا ہے کہ موت کا کوئی علاج نہیں، اس لیے وہ تعویذ طلب نہیں کرتا البتہ بعض امراض کا علاج اللہ نے دوا سے کیا ہے اور موت ہرگز کسی ایک شے میں نہیں۔ یہ ایک ہی بار ہے۔ بار بار نہیں آتی۔ ہم نے آپ کو اور آپ کے فرزندوں کو خالقِ موت کے سپرد کیا۔ خدا آپ کو صبر و شکر عطا فرمائے۔

آپ نے چند مسائل کے متعلق لکھا ہے، تو میرے مشفق! فرائض ہر حالت میں فرض

Marfat.com

ہوتے ہیں، کسی اور کی طرف سے ادا کرنے سے ادا نہیں ہوتے۔ البتہ نوافل، جس کسی کے لیے چاہے، وہ اپنا ہو یا بیگانہ، خواہ تمام، خواہ آدھے، خواہ تہائی، عطا کرنے کے مطابق پہنچائے جاتے ہیں۔ اور ان کا ثواب پہنچتا ہے۔

وقتی نکاح (مُتعہ) ہمارے مذہب میں باطل ہے۔

بعض روایات میں دفن کرنے کے بعد راستے سے لوٹ کر کسی چیز سے میت کی امداد کرنا جائز سمجھا گیا ہے۔ لیکن جمہور کا یہ طریقہ نہیں۔

قبروں پر چراغ جلانا بدعت ہے، ہاں اگر کوئی ضرورت پیش آ جائے، تو جائز ہے۔

جس عورت کو ایک یا دو بار، پانچ روز یا سات روز کی عادت ہو، اور بعد میں عادت سے تجاوز کر جائے، تو یہ دیکھنا چاہیے، کہ اگر مدتِ حیض اکثر اوقات کم ہو جائے، تو اس صورت میں پہلی عادت ختم ہو جائے گی اور اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا اور اگر مدتِ حیض اکثر اوقات بڑھ جائے، تو پہلی عادت ہی معتبر رہے گی۔ ایامِ حیض عادت کے مطابق گنے جائیں گے۔ اور زیادتی کے دنوں کی نمازیں قضا ہوں گی اور ان کا ادا کرنا ضروری ہوگا۔ مثلاً عام عادت پانچ دن کی ہے اور بعد میں سات یا آٹھ یا دس دن میں پاک ہو اور پھر یہ عادت بن گئی۔ تو یہ تمام دن ایامِ حیض شمار ہوں گے اور باقی تمام دن ایامِ استحاضہ شمار ہوں گے۔

مُردے کے ساتھ کاغذ لکھ کر رکھنا منع ہے البتہ اگر خشک انگلی سے میت کی پیشانی یا سینہ پر "بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم" لکھنا چاہے، تو یہ برکت کے لیے ہے۔

ولد الزّنا کا جنازہ درست ہے۔

ہلالی کی رات یا عید وغیرہ کے دن مبارک باد دینے کی تیاری میں غلو کرنا اور اسے لازم کرنا یا جمعہ کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا یہ تمام باتیں ممنوع ہیں اور لوگوں کو اس سے منع کیا گیا ہے بلاحظہ ہو شرحِ کافی باب "المکروہات"۔

Marfat.com

مکتوب : ۶۸

میاں عبدالہادیؒ کے نام

برادرم میاں عبدالہادیؒ کی خدمت میں سلام۔ خط ملا۔ سفارش لکھ کر دے دی گئی۔

اور عنین (نامرد) کے بارے میں جو مسئلہ پوچھا گیا، تو عنین وہ ہوتا ہے جو عورت کے قابل نہ ہو، یا شادی شدہ عورت کے تو قابل ہو، مگر کسی دوسری عورت کے قابل نہ ہو۔ اس لیے اگر عنین خلوتِ صحیحہ کے بعد عورت کو طلاق دے، تو اس پر پورے حق مہر کی ادائیگی لازم ہے اور عدت واجب ہو گی اور اگر خلوتِ صحیحہ کے بعد عورت مجامعت کا انکار کرے، تو اگر وہ کنواری ہے، تو دوسری عورتیں اس کا ملاحظہ کریں، اگر اس کا کنوارپن زائل ہو گیا ہو، تو پھر مجامعت ثابت ہو گئی اور اگر عورت کنواری نہ ہو، تو پھر شوہر کی بات یا قسم مانی جائے گی۔ خلوتِ صحیحہ وہ ہے کہ عورت جو مرض سے اور حیض سے پاک، رمضان کے سوا دوسرے ایام میں اپنے شوہر کے ساتھ کسی خالی مکان میں، جہاں کوئی دوسرا نہ جا سکتا ہو، رہے۔ یہ خلوت حکمِ مجامعت رکھتی ہے اس لیے عدّت کے ایام لازمی ہیں۔

مکتوب : ۶۹

اللہ سبحانہ کی ذات وصفات کے مرتبہ کی تحقیق میں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا مرتبہ اپنے تمام ذاتی اور صفاتی کمالات کے ساتھ ازلی وابدی ہے اور ذاتی وصفاتی شانوں کے کمالات کے اسرار پوشیدہ ہیں اور صرف اللہ تعالیٰ کی بلند ذات کو معلوم ہیں، اور کوئی شے اس کی ذات سے دُور اور اس کی معلومات سے پرے نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے یہ مرتبے مختصر یا تفصیل کے

Marfat.com

ساتھ ظہورِ خارجی کے لیے کسی شے کے محتاج نہیں، اور اس کے حُسن کا تقاضا اس کی ہر صفت اور ہر شان کے بارے میں عالم و بصیر ہے، لیکن چونکہ ہر صفت کا حُسن اپنی ظاہریّت کے باوجُود، خارجی ظہور کے تقاضا کرنے کی حد تک اللہ سبحانہ کے علم میں ہے، اور ہر صفت کے حسن کا یہ تقاضا ظہورِ اظہر کا مقتضیٰ کہلاتا ہے، اس لیے اپنے انتہائی استغنا کے باوجُود، اس نے ذاتی و صفاتی شانوں کے اقتضا کے مطابق اپنے خارجی اور عدم سے وجود میں آنے والے مرتبے کو اس عالمِ شہُود میں ظاہر کیا۔

جاننا چاہیے کہ اللہ سبحانہٗ کی صفات کے دو مرتبے (پہلُو) ہیں۔ ایک لطیفہ اور دوسرا قہریہ۔ حُسنِ صفاتِ لطیفہ کے تقاضے کے مطابق، اس کے مظاہر دنیا میں ظاہر ہوئے۔ چنانچہ اس دنیا میں ایمان و اطاعت اور اوامر کی تعمیل اور نواہی کے اجتناب میں سے جو کچھ ہے، وہ سب حُسنِ صفاتِ لطیفہ کا ظہور ہے اور اس ظہور کی جزا آخرت میں جنّت الفردوس میں مستقل قیام اور اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونا ہے، اور اس مقام کی تمام نعمتوں میں افضل و اعلیٰ نعمت، اللہ سبحانہٗ کا دیدار ہے۔

اسی طرح حُسنِ صفاتِ قہریہ کے مظاہر بھی اللہ تعالےٰ نے دنیا میں پیدا کیے ہیں، چنانچہ جو کچھ کُفر اور گناہ اور اللہ کے حکم کی نافرمانی وغیرہ دنیا میں ہے، وہ سب حُسنِ صفاتِ قہریہ کا ظہور ہے اور اس ظہُور کی جزا کے مراتب آخرت میں جہنّم میں مستقل ٹھکانہ اور طرح طرح کے عذاب ہیں، اور ان میں سے سب سے بڑا عذاب اللہ سبحانہٗ کے دیدار سے محرُومی ہے۔

اے عقل مند باخبر دار۔ اگر تو اس ذاتِ پاک کی صفاتِ لطیفہ کے حُسن کمالات کے کا مظہر ہے، تو اس معرفت کو عرفاں کی نظر سے دیکھے گا اور قدم کو شریعت کے سیدھے راستے پر رکھے گا، ورنہ عینِ معرفت میں استقامت کے بغیر ظہورِ قہریہ کے سیدھے

راستے پر اپنے آپ کو الحاد کے گرداب میں پائے گا۔

الغرض ملحد صفاتِ قہریہ کا ظہور ہے اور عارف صفات لطیفہ کا ظہور۔ ان میں سے ہر ایک کو اپنے ربّ کی تربیت سے ہٹنے کا چارہ نہیں اور اس سیاہ جنوں کے ثمرات سے خلاصی نہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی ذات وصفات، اس فیض بخشی اور عدم اور مظاہر کے قریب ہونے کے باوجود مظہر میں حلول کرنے سے پاک اور مبرا ہے پس اسے سمجھئے۔

فائدہ:۔ رسُولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس نے اپنے اللہ کو پہچان لیا اس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں، یعنی اسے معرفت میں کسی شے کی احتیاج باقی نہیں رہتی۔

فائدہ:۔ تیرے دو دانتوں کے اوپر تیرے دو فرشتوں (کرامٌ کاتبین) کی نشست گاہ ہے، تیری زبان اُن دونوں کا قلم ہے اور تیری تھوک ان کی سیاہی، چنانچہ وہ پوری حکمت سے تیری زبان اور تیری تھوک سے تیرے اچھے اور بُرے اعمال کو لکھتے ہیں۔ ان میں سے تیری کوئی شے نہیں۔ اور تو نے فرشتوں کے قد وقامت کے بارے میں سُنا ہوگا، لیکن اس عظمت وجلال کے باوجود تیرے دو دانتوں کی تنگ جگہ میں انھوں نے اپنا ٹھکانہ بنایا ہوا ہے، اور تجھے کچھ محسوس نہیں ہوتا۔

چنانچہ ان لوگوں پر حیرت ہے، جو اس آیت کے مفہوم "حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ" (حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے گزر جائے) کو اللہ تعالےٰ کی قدرت سے بعید سمجھتے ہیں، اور عقلی محال کو خدائی محال قرار دیتے ہیں۔

اے مومنِ سُنّی۔ آگاہ رہ۔ کہ ہم بندوں کے ساتھ قبر، عذاب اور حساب اتنا نازک اور پوشیدہ ہے کہ حساب وعذاب کا معاملہ عام انسانوں کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ اور حساب کے معاملہ میں قبر کی زندگی اسی طرح ہے، جس طرح دنیاوی زندگی میں بیداری ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی مُردہ شخص کی قبر پر کوئی جانور بیٹھ جائے تو صاحب

Marfat.com

قبر جانتا ہے کہ وہ جانور نر ہے یا مادہ۔ جو لوگ قبر کے معاملے کو ایک محسوس معاملہ نہیں پاتے، وہ فطری جہالت سے لاچار ہو کر اس معاملہ کو خواب کی طرح خیال کر لیتے ہیں، اور اس عقیدے کی وجہ سے اہلِ سنّت والجماعت کے مذہب سے دُور ہو جاتے ہیں۔ انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ انہیں معلوم نہیں ہم اس جہل مرکب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ جسے اللہ گمراہ کرے، اس کو ہدایت دینے والا کوئی نہیں۔

مسئلہ: حمل خواہ لونڈی کا ہو یا شریف خاتون کا، جب تک اس میں جان نہ پڑے، اس کا ضائع کیا جانا جائز ہے۔ لیکن جب اس میں جان پڑ جائے، تو پھر اس کو ضائع کرنا منع ہے۔ لیکن اس زمانے میں بعض علما نے کہا ہے کہ یہ فساد کا زمانہ ہے۔ اکثر اولاد بدکار ہوتی ہے اگر جان پڑنے کے بعد بھی حمل ضائع کر دیا جائے تو جائز ہے لیکن پہلی بات پر ہی عمل کرنا چاہیے یعنی جان پڑنے کے بعد ضائع نہیں کرنا چاہیے، اگر کسی دوسرے کی لونڈی سے نکاح کیا ہے، تو حمل کا ضائع کرنا بالکل درست نہیں، خواہ اس میں ابھی جان نہ پڑی ہو۔

مسئلہ: کسی شے کا جو وزن میں برابر ہو، ہاتھوں ہاتھ اُدھار لینا دینا جائز ہے۔ لیکن اس وعدے کے ساتھ کہ دو ماہ کے بعد اس سے اعلےٰ ادا کروں گا درست نہیں، کیونکہ یہ سُود ہے۔ الغرض ایک جنس میں زیادتی اور دوسری طرف سے وعدہ، دونوں منع ہیں۔ خواہ وزن میں برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ لیکن ایک چیز کا لینا اور دوسری کا وعدہ کرنا ایک ہی جنس میں منع ہے۔ اور دوسری جنس میں ایک طرف سے زیادتی جائز ہے۔ تاہم اُدھار اس وقت جائز نہیں، جب کہ دونوں وزن یا پیمائش میں برابر ہوں۔ اور اگر دونوں غیر جنس ہوں، ایک پیمائش میں اور دوسری وزن میں تو پھر اس طرح کا اُدھار جائز ہے۔

مسئلہ: سوتے وقت اگر قرآن مجید پاؤں کی طرف ہو، اور وہ انسان کے

Marfat.com

قد کے برابر بلند ہو۔ تو پھر سونا جائز ہے اور اگر بلندی اس سے کم ہو۔ تو جائز نہیں۔

مسئلہ :۔ اگر کوئی صاحبِ ایمان سو یا ہوا اور نماز کا وقت ہو جائے، تو اسے بیدار کرنا جائز ہے، اگر اس کی مرضی معلوم ہو۔ ورنہ اسے بیدار کرنا جائز نہیں۔ اگر اس کی مرضی یا غیر مرضی کا علم نہ ہو، تو اسے آخر وقت تک نہ جگائے۔ اور اس کے بعد اُسے جگا دے۔

مسئلہ :۔ اگر غسل خانہ کی چھت ہو، تو اس میں ننگے بدن ہونا اور غُسل کرنا جائز ہے۔ اگر اس کی چھت نہ ہو، تو اختلافِ روایت سے مکروہ ہے، البتہ دونوں حالتوں میں بات کرنا منع ہے۔

مسئلہ : اگر سجدہ کے وقت پاؤں کی انگلیوں کا رُخ قبلہ شریف کی طرف نہ ہو، تو ایک روایت سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

مسئلہ :۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو اس کے عُرف یا ذات کی وجہ سے حقیر جانے اور کہے کہ فلاں جولاہا ہے اور فلاں موچی ہے، تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " وہ نہیں مرا، جو مر گیا۔ ہاں البتہ وہ مر گیا جس نے موت سے پہلے موت کی آرزو کی۔ اگر وہ نیک ہے، تو وہ اپنی نیکی کی طرف جائے گا، اس لیے اس کی تدفین میں جلدی کی جائے اور اگر وہ گنہ گار ہے، تو بھی جلدی کی جائے، تاکہ اس کے گنہ کم ہوں۔

مکتوب : ۷۰

ایک عزیز کو ان ابیات کے جواب میں لکھا گیا :۔

چشمِ چشمانہ تواند دید نت ۔۔۔ در خیال آرد غم و خندید نت

ترجمہ :۔ ان آنکھوں سے تیری آنکھیں دیکھی جا سکتی ہیں، لیکن پھر اپنے غم اور تیری ہنسی کا خیال آتا ہے۔

Marfat.com

من چہ باشم لائقِ ایں وصفِ پاک　　عاصیم، حیران ولا ملجا سواک

میں اس پاک صفت کے لائق کہاں ہوں؟　　میں ایک گنہ گار ہوں جس کی پناہ تیرے سوا کہیں نہیں

خاک را برداشتی از زیرِ پائے　　خود نہادی بر سرِ کُشکِ عُلا

تو نے اپنے پاؤں کے نیچے سے مٹی کو اٹھایا　　اور پھر اسے اعلیٰ مقام پر پہنچا دیا

نیاز مندانہ سلام اور مطالعۂ مکتُوب گرامی کے بعد عرض ہے کہ اس مکتوبِ گرامی کا بیان اس سیہ رُو گنہ گار کے لیے ایک شہادت ہے اور دعا ہے۔ حضرت مولنا رومؒ کے بیت کے معنی خُوب لکھے گئے ہیں، لیکن دوسرے مصرع میں صرف تائے (ت) موزوں نہیں معلوم ہوتا۔ ورنہ اس کے معنی بہت عُمدہ ہیں اور میرے ناقص ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ پہلا مصرع استفہامیہ انکاری ہے۔ اور جس وقت عاشق نے اپنی آنکھوں سے اپنے جسم کو محروم پایا، تو مجبوراً تسلّی کے لیے غم اور خندۂ معشوق کا خیال کیا۔ یعنی اس کی ناراضی اور خوشی کے بارے میں خیال کرتا ہے اس لیے اس کے معنی یہ ہیں کہ اگرچہ میری آنکھوں میں یہ بساط نہیں تاہم ناراضی و رضامندی کا مشاہدہ، جو بیم و رجا کا ثمرہ ہے۔ خیال میں لاتا ہوں تاکہ میں ان دونوں باتوں سے محروم نہ رہوں۔ چنانچہ ایک عزیز نے کہا ہے ؎

از ہر چہ در خیال، خیالِ تو خوشتر است　　وز ہر چہ در وصال، وصالِ تو خوشتر است

ترجمہ: جو کچھ بھی میرے خیال میں ہے، اس میں سے تیرا خیال ہی سب سے اچھا ہے، اور جو وصال بھی ہے، اس میں تیرا وصال ہی سب سے اچھا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ صحیح کیا ہے۔

مکتُوب: ۱۷

صاحبزادہ میاں عبدالمجیدؒ کے نام لکھا گیا۔

Marfat.com

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد — فدائے یک تنِ بیگانہ، کاشنا باشد

ترجمہ: سینکڑوں رشتہ دار جو خدا سے بیگانہ ہوں، اس ایک اجنبی پر قربان، جو اللہ سے آشنا ہو۔

اے برخوردار، عزیز القدر، اس ملک کے لوگ اس طرح قربان وفدا ہیں اور یہاں کے صالح لوگوں کی ایک جماعت دن رات اللہ کی یاد میں اس طرح مصروف ہے، کہ میرا ان سے جُدا ہونا، جان سے جانے کے برابر ہے۔ بہر حال چونکہ دُور رہنے والے رشتہ دار بھی دُنیاداری کی وجہ سے خواہش رکھتے ہیں، اس لیے آنے کے سوا کوئی چارہ نہیں، ایک ذاتی سبب کی وجہ سے پانچ چھ دن کے لیے رُک گیا ہوں۔ لہذا صاحبزادہ کو یہ خط لکھا ہے کہ آپ اتنے دن میرے غریب خانہ کو اپنے مبارک قدموں سے سرفراز کریں۔ اس طرف آنے کا ارادہ نہ کریں، اور آپ کو چاہیے کہ ہر طرح ان کی خدمت میں رہیں۔ اور آداب بجا لائیں۔ اس فقیر میں اتنی طاقت کہاں، کہ تشریف آوری کی خبر سُن کر رُک جاتا، لیکن ایک وجہ سے چند روز رُکنا پڑا ہے انشاء اللہ ان پانچ چھ دِنوں کے بعد خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔ شیخ عبدالغنی جیو اور شہر یار جیو اور تمام حاضرینِ مجلس کی طرف سے دعا و سلام۔

مکتوب: ۷۲

میاں محمد فاروقؒ کے نام لکھا گیا۔

گر شود عالم پُر از خوں مالا مال! — کے نترسد اہلِ حق غیر از جلال؟

(ترجمہ) اگر ساری دنیا بھی خون سے لبریز کیوں نہ ہو جائے، اہلِ حق سوائے اللہ کے جلال کے اور کسی سے کہاں ڈرتے ہیں۔ اس قسم کے واقعات کا ظہور اللہ تعالےٰ کے جلال کی تجلیات ہیں۔ جو لوگ اوامر کی پابندی اور نواہی سے پرہیز نہیں کرتے،

Marfat.com

ان کی تنبیہ کیلئے اللہ تعالےٰ کے جلال کی ایسی شکلیں ظاہر ہوا کرتی ہیں۔ تاکہ ان کے ظاہر ہونے کے بعد اگر لوگ توبہ اور ندامت کی طرف رجُوع کریں، تو ایسی باتوں کا ظہُور اُن کے حق میں جلال کے پردے میں جمال کا ظہُور ہوگا، اور معاذ اللہ اگر وہ بے ادبی کے طریقے سے باز نہ آئیں اور دنیا اور آخرت کی رسوائی میں مبتلا ہوجائیں، تو اس قسم کے واقعات ان کے حق میں عذاب کی دلیل ہوں گے، جیسا کہ فرعون کے ساتھ ہوا۔

ہمارے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزوں میں سے ایک معجزہ یہ بھی تھا کہ لوگوں کے پانی خُون بن جایا کرتے تھے۔ میں بات کو مختصر کرتا ہوں کہ اس قسم کے واقعات غیب سے کسی واسطہ کے بغیر وقوع پذیر ہوتے ہیں یا جِنّوں کے ذریعے یعنی جِنّوں کو اس بات پر لگایا جاتا ہے کہ ان کو بازیچہِ اطفال دکھائیں۔ چنانچہ جن لوگوں پر اس طرح کا واقعہ ہو جائے۔ انہیں چاہیے کہ وہ غُسل کر کے تمام اہلِ خانہ کے ساتھ دل وجان سے توبہ اور ندامت کا اظہار کریں اور غسل اور وضو کے پانی کو کسی برتن میں جمع کر کے جس جگہ خون کے قطرے پائے جائیں، وہاں چھڑکیں اور مغرب کی نماز کے بعد اس گھر میں حضرت پیر دستگیرؒ پر درُود بھیجیں اور تین دن تک خشُوع وخضُوع سے اس کام کو کریں اللہ نے چاہا، تو توبہ کی سچائی کی برکت سے ان آفات سے نجات کی امید ہے اور اگر خالص حلال مال میسر ہو، تو اس کا صدقہ کریں اور جتنی توفیق ہو فقیروں اور غریبوں میں خیرات کریں اگر اُس شخص نے کسی کا کچھ دینا ہو، تو اسے راضی کرنا پسندیدہ ہے۔

میاں محمد فاروقؒ کو جس کے نام یہ مکتُوب لکھا گیا ہے، چاہیے کہ اپنا وقت اللہ تعالےٰ کے ذکر سے شیطان کے وسوسوں کی وجہ سے ہاتھ نہ اٹھائے اور لمبی لمبی امیدیں نہ باندھے۔ اور اس حالت میں اللہ تعالےٰ کے ذکر سے جو کچھ میسر ہو، اسے جمعیت دل کے ساتھ یا اس کے بغیر حال اور مستقبل کی جمعیت سمجھے۔ بہت سے لوگ زیادہ کی طلب میں تھوڑے بہت سے بھی محرُوم ہو جاتے ہیں، ایسا نہ ہو کہ انہی کی طرح تم بھی

Marfat.com

ہو جاؤ اور دونوں طرف سے محروم ہو جاؤ۔ تھوڑے کو بہت سمجھو، تاکہ عطا کرنے والے کا شکر ادا ہو سکے۔ اور یہی شکر، کثیر کے حصول کا سبب بن جائے۔ اگر یہ دولت ہزار سال میں بھی میسر ہو، تو پھر بھی غنیمت سمجھو۔

مکتوب : ۷۳

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

مکتوب کے مطالعہ کے بعد سوالات سے آگاہی ہوئی، چونکہ دوسرے اہم مسائل میں سے اہم تر مسئلہ حق تعالےٰ کی ایجاد ہے، اس لیے سب سے پہلے اسی کی تحقیق سے شروع کرتا ہوں۔ جاننا چاہیئے کہ مسئلہ ایجاد کی پہچان کا کمال، عذاب پانے والے کافر اور توبہ کرنے والے مومن کے لیے حقائقِ اشیا کی پہچان پر دارومدار رکھتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ہمارے اللہ ہمیں حقائقِ اشیا اس طرح دکھا، جس طرح کردہ ہیں۔ بہت سے مذاہب حقائقِ اشیا کا علم نہ رکھنے کی وجہ سے قضا و قدر کی تحقیق کی راہ سے ہٹ گئے ہیں۔ اور ایمان سے ٹوٹ کر کفر سے جُڑ گئے ہیں۔ تمہاری یہ ناقص عقل جو عدم ایجاد کو ترجیح دے کر کافر ہو گئی ہے، ایمان سے ٹوٹ کر کفر سے جُڑ گئی ہے۔ اس سے توبہ کریں اور تجدیدِ ایمان کریں۔ اور یہ اعتقاد رکھیں کہ اس کی تحقیق دو قسم کی ہے۔ ایک مجمل اور ایک مفصل۔

مجمل یہ ہے کہ جان لیں کہ اللہ تعالےٰ حکیم مطلق ہے اور اس حکیم مطلق کا کام پوری حکمت سے ہے وہ ترجیح دیئے جانے سے پاک ہے۔ ایک طرف کو دو طرف پر ترجیح دینا، اس کے اختیار کے ماتحت اور اس کی حکمت کے مطابق ہے۔ اس کا اختیار دوسری طرف کے تابع نہیں، یعنی ترجیح کے دو اطراف میں سے ترجیح شدہ طرف اس کے اختیار اور ارادے سے ہے، نہ یہ کہ اللہ تعالےٰ کے ارادے سے قبل ہی وہ ترجیح شدہ

Marfat.com

طرف تھی، اور اختیار اس کے تابع تھا۔ یہ محض کفر اور واضح جہالت ہے۔

اور یہ کہ اگر عقل بعض دقیق باتوں کو نہیں سمجھ سکتی، تو یہ عقل کے ناقص ہونے کی وجہ سے ہے۔ اس میں اللہ تعالےٰ کی ایجاد و حکمت کا قصور نہیں، کیونکہ حکمت سے باخبر نہ ہونا ہماری اپنی کوتاہی ہے۔ یہ عجیب بے عقلی ہے کہ انسان خود اپنی عقل کے ناقص ہونے کا قائل ہے لیکن اس کے باوجود اس کی عدم دریافت کو نقصان کا سبب سمجھتا ہے۔ اور ایجاد میں نقصان کی تجویز کو نقصان سے پاک ظاہر کرتا ہے۔ اس لیے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اس مجمل پر ایمان رکھے، کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے کیا ہے، وہی ہونا چاہیئے تھا اور متفرق خیالات کو شیطانوں کے تیر سمجھے، اور ان کے دُور کرنے کی کوشش کرے تاکہ راہِ راست سے نہ ہٹ جائے۔

اور مفصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی ذات، صفات اور شانوں کے ساتھ ازلی اور قدیم ہے، نیز کہ اس کا ارادہ جمال و جلال کی صفات کے کمالات کے حُسن کے ظہُور کے لیے دوسرے درجے میں شہادت ہے، اور اس کے ظہور کے باوجود غیب ہونا درجۂ اوّل ہے، یعنی مرتبۂ صفات ہے اور استغنا کے باوجود اللہ تعالےٰ ظہُورِ شانی سے ازلی ہے، جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا: کہ میں ایک مخفی خزانہ تھا پس میں نے پسند کیا کہ میں پہچانا جاؤں، چنانچہ میں نے خلق کو پیدا کیا تاکہ وہ مجھے پہچانے۔ پس اللہ تعالےٰ کا ارادہ "لا" سے مخصُوص اور غالب ہو کر قہر کی نازک صفات کے حُسنِ کمالات کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اور پھر مغلُوب و معدُوم ہو کر عدمِ ظہُور کی طرف آیا اور چونکہ جلال کی صفات کا حُسن اس بات کا مقتضی ہے، کہ مظہر سے حُسن سلب کر لیا جائے اور جمال کی صفات کا حُسن مظہر کو بخشا جائے۔ اس لیے لاچار ان دونوں کامل صفات کے تقاضے سے، کہ ان کی مخالفت ممکن نہیں، کافر، جلال کی صفات کا مظہر ہے، اور چونکہ اس کا وجود، صفتِ مذکور کے تقاضائے حُسن کے ظہُور کی وجہ سے

Marfat.com

ازلی تھا۔ اس لیے سلوک کے حسنِ ایمان کی وجہ سے کفر، مغلوب و معیوب ٹھہرا۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا، تو صفتِ جلال کا حسن ظہور میں نہ آتا، اور یہ بات غیر معقول ہے، کہ کافر کا وجود، حسنِ جلال کے ظہور کے لیے ازلی مراد کے تقاضے کے مطابق ازلی ہوتا اس لیے وہ کون صاحبِ عقل ہے، کہ اس کے ظہور کی نفی تجویز کرتا۔ مختصر بات یہ ہے کہ اگر صفات کے تقاضے کے لحاظ سے بھی نہ دیکھیں، اور عقل کو ہی اپنا حاکم بنا لیں، تو عقلِ سلیم بھی حُسنِ صفات کے وجودِ ظہور پر حاکم ہو گی نہ کہ عدمِ ظہور پر۔ پس ہماری رمزوں کو سمجھئے۔ اے بھائی دامنِ کاغذ تنگ ہے۔ اس لیے مفصل بات کو مجمل انداز سے بیان کیا ہے۔ اگرچہ اس کا سمجھنا مشکل ہے۔ اگر اللہ نے چاہا، تو کسی دوسری ملاقات میں باقی ماندہ شبہ بھی دُور ہو جائے گا۔

اضافہ:۔ ذبح اور صدقے کا مسئلہ میں نے لکھ کر بھیج دیا ہے۔ اور ترکہ کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر عورت کا مہر شوہر کے ذمہ ہے اور وہ شوہر کا ترکہ فروخت کر کے یا قیمت لگا کر اس میں سے مہر اپنے پاس رکھ لے، تو جائز ہے اور اگر اس کی قیمت مہر سے کم ہو، تو اتنا نقصان عورت کا ہو گا۔ اور اگر مہر شوہر کے ذمہ نہ ہو، اور غلط طور پر شوہر کے ترکے کو بیچ دے، تو بالغ بچے بلوغت کی عمر کو پہنچنے کے بعد اپنے حصے کی بیع فسخ کر سکتے ہیں، خواہ وہ سب سلامت ہوں یا ہلاک ہو گئے ہوں۔ اور خریدار سے اپنا حصہ لے سکتے ہیں والسلام

مکتوب: ۴۷

فضیلت مآب محمد اکرم کے نام

مجتبیٰ اکرمؒ۔ اس آیت عظیمہ کے نور سے کہ "اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ بزرگ وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے"۔ آپ کے لکھے ہوئے شفقت آمیز

Marfat.com

خط نے وہاں کے حالات سے مطلع کیا، اور یہاں کے حالات جاننے کی خواہش سے آگاہ کیا۔ میرے عزیز! چند دن کے لیے یہاں بھی بہت سی خرابی دیکھنے میں آئی۔ چنانچہ بہت سے لوگ اپنے قبیلوں کے ساتھ بے وطن ہو کر بیٹھے ہوئے تھے۔ چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ یہ اطلاع محض افواہ تھی۔ بعض لوگ اپنے گھروں کو لوٹ آئے ہیں۔ میں بھی شہر میں آگیا تھا۔ ابھی تک اکثر لوگ خوف زدہ ہیں، دیکھیں غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ توقع ہے کہ دشمن و دوست کے خلاف جو بھی پیش آئے، اسے رضائے خدا سمجھ کر تمام امورِ عبادت میں پورے توکل اور صبر سے کوشش کرتے رہیں کہ دراصل یہی کام ہے اور باقی سب کچھ ہیچ۔ اگر آپ کو موقعہ ملے، تو کسی وقت قدم رنجہ فرمائیں۔

مکتوب : ۷۵

فضیلت مآب محمد اکرمؒ کے نام۔

اللہ کے پاک نام سے، اللہ کے نزدیک سب سے بزرگ وہ ہے، جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔ بلند معانی سے لبریز آپ کے مراسلے کی آمد نے دل کو فرحت بخشی، اور سعادتِ ازلی کے آثار سے جو حقیقی اہل تقویٰ کا حصہ اور نبوتِ مصطفویؐ کے کمالات سے بہرہ ورہیں، کا پتہ دیا۔ اے اللہ! جو مستعدین سے دانائی حاصل کرتے ہیں ان میں اضافہ کر، اور انہیں مرتبہ حق الیقین کے حاملین میں سے بنا۔ میرے عزیز! جو کچھ بلندیٔ نسبت کے متعلق لکھا گیا تھا، تو یہ سب کچھ نسبتِ سابقہ کا ماحصل ہے ہر چند سابقہ نسبت درجے کے اعتبار سے زیادہ روشن اور زیادہ کامل نیز زیادہ لطیف اور زیادہ غالب ہے، لیکن چونکہ بعض مستعد حضرات ذاتی مناسبت کی بدولت تنہائی کے مرتبہ سے آگاہی پانے کی وجہ سے تفصیل اور مظہریت کے درجہ سے بالکل قطع تعلق

Marfat.com

چاہتے ہیں اور تخلیص کا یہ مرتبہ، مقامِ تفصیل کا محیط و مرکز ہے اور حقیقی مظہریت اس مقام پر بے تامل حاصل ہوتی ہے، اور وہ اپنے آپ کو مکمل طور پر تنہائی کی اس حیثیت کے، جو معلوم ہو چکی ہوتی ہے، اور اس سعادت کے جو مل چکی ہوتی ہے، سپرد کر دیتے ہیں، اور فکر و اندیشہ سے رہائی پا لیتے ہیں، کیونکہ یہ نسبتِ عالی، سابقہ معانی کو اپنے دامن میں لیے ہوتی ہے، اور ذاتِ حقیقی کے وصال سے بہرہ اندوز ہو کر لاانتہا قابلیتوں کی مالک بن جاتی ہے، اس لیے سابق مرتبہ، صفات کی پیوستگی سے باخبر ہوتا ہے، کیونکہ معدوم الکیفی کی نسبت حقیقت میں غیرت رکھتی ہے لیکن چونکہ مرتبۂ خلو کے بعض حقائق سے آگاہی دینا ملاقات پر موقوف ہے، اس لیے انشاء اللہ اگلی ملاقات پر اُن باریک نکات سے بھی واقفیت دی جائے گی۔ اس لیے چاہیے کہ اپنے آپ کو اسی مختصر حیثیت کے، کہ یہی مرتبۂ خلو ہے، سپرد کر کے اوقات کو اسی طرح مرتب کریں، کہ کوئی وقت بھی اس مقصد سے خالی نہ رہے اور مسلسل ترقی ہوتی رہے اور اعمال کی درستی، اور اخلاق کی بلندی کے لیے انتہا درجے کی احتیاط روا رکھی جائے۔ اور توکل کی کمر مضبوط باندھ کر، اور فقر و فاقہ کو اہلِ طریقت کا خلاصہ جان کر ظاہری اور باطنی نظر کو ہر لحاظ سے اہلِ جہاں سے پوری طرح پاک رکھیں۔ حیف، صد حیف اس شخص پر، جو اصل سے ملنے والا ہو، مگر مظہریت، وصولِ صفاتی اور درجۂ تفصیلی اس کے لیے حجاب بن جائیں، اور اللہ تعالےٰ کے بغیر یہ سب تقصیریں اور گناہ ہیں۔

میرے عزیز! یا یہ کوئی کمال نہیں ہے کہ اہلِ صفا ظاہری اعمال کی آراستگی اور تہذیبِ اخلاقی کریں۔ اور ظاہر کی آراستگی اسی بات کی خبر دیتی ہے اگرچہ باطنی کمال کے بغیر ظاہری آراستگی اس کے مشابہ ہوتی ہے، لیکن اس کا مقام اور ہے۔ اور اس کا مقام اور۔

اپنے والدِ بزرگوار کی خدمت میں میرا سلام پہنچائیں اور اگر موقع ملے تو تمام اعزہ

Marfat.com

کو بھی سلام پہنچائیں۔ میاں پیر محمد کو ایک اسم کی یاد داشت سے واقف کرایا تھا۔ اگر قلتِ صحبت کی وجہ سے کوئی شک رہ گیا ہو تو اس کو جلدی سے پُورا کر دیں اور اپنی صحبت کے ذریعے اس پر توجّہ کرنے سے دریغ نہ کریں۔ زیادہ وقت تنہائی، خاموشی اور مراقبہ کو دیں اور بہت تھوڑا، بلکہ بہت ہی تھوڑا وقت مسائل ضروری کے بارے میں کلام کریں۔ اکثر باوضو رہیں، کیونکہ ظاہری طہارت باطن سے اتفاق کرتی ہے۔ اور جب صورت یہ ہو جائے، تو معاملہ نُورٌ علٰی نُور ہو جاتا ہے۔ والسلام والاکرام

مکتوب : ۷۶

محمد فاروقؒ کے نام لکھا گیا۔

برادرم محمد فاروقؒ خدا کی تائید سے حق و باطل میں فرق کرنے والا بنے۔ انہوں نے ہمارے حضرتِ ایشاںؒ کے چند مبارک کلمات کے بارے میں جو بہت دقیق اور گہری عبارت میں لکھے گئے تھے، اس احقر سے اُن کے معانی کی تحقیق کے لیے تکلیف فرمائی۔ جس سے مجھے سعادت حاصل ہوئی۔ اگرچہ اس حقیر میں اتنی طاقت کہاں، کہ اتنے دقیق اور گہرے کلمات کے معانی میں دخل دے۔ لیکن سوال کرنے والے کو جہاں تک ممکن ہو، جواب دینے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ اس لیے اپنی ناقص سمجھ کے مطابق چونکہ ان کی اصطلاحات سے قدرے واقف ہوں۔ اس لیے ہر کلمہ کے معانی الگ الگ بیان کرتا ہوں، ذرا توجہ سے سنیں۔

لکھتے ہیں کہ حضرت ایشاںؒ نے فرمایا ہے "کہ حق تعالٰے میرے معاملے میں اتنی غیرت رکھتے ہیں، کہ وہ نہیں چاہتے کہ میری تربیت میں کسی غیر کا واسطہ ہو" اس عبارت سے حضرت سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ کی نفی ہوتی ہے، اور یہ ممنوع ہے۔

Marfat.com

میرے مُشفِق! واسطہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک مُثبتُ الحجاب (حجاب برقرار رکھنے والا) اور دوسرا مُرتفع الحجاب (حجاب اٹھانے والا)۔ مُثبتُ الحجاب وہ واسطہ ہے، جس میں کسی زبان کی تعلیم پیشوا و سردار کی وحی اور تعلیم کے ذریعے ہوتی ہے اور مرتفع الحجاب پیشوا و سردار کی اطاعت کا واسطہ ہے۔ جب حضرت سرورِ کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کا کوئی پیروکار کمال پیروی کے واسطے سے مکمّل استعداد پیدا کر لیتا ہے اور اس قابل ہو جاتا ہے کہ حضرت سرور صلی اللہ علیہ وسلّم کی زبانی اور رُوحانی تعلیم کے واسطے کے بغیر علم لدنّی کی تعلیم سے تربیت پا لے، تو اللہ تعالےٰ اس قدر اطاعت کی استعداد رکھنے والے کی تربیت خود فرماتا ہے۔ اور یہ تربیت درحقیقت پیشوا کی پیروکاری کے واسطے کے تحت ہوتی ہے اور اس کے نبی کے معجزہ کا اظہار ہوتا ہے، جو ان کے پیروکار کی پیروکاری کی بدولت ظہور میں آیا۔ اگرچہ بظاہر کوئی واسطہ نہیں لیکن حقیقت میں حقیقی واسطہ ہے، جو پیشوا کی پیروی کا واسطہ ہے۔

چنانچہ جب ہمارے حضرت ایشانؒ کو کمال پیروی سے، جو اللہ تعالےٰ نے حضرت ایشانؒ کو عطا کی، مذکورہ بالا استعداد میسر آگئی اور حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اللہ تعالےٰ کے سپُرد کر دیا، تو غیرتِ خداوندی کا ظہور ہوا، اور علم الدنّی کے ذریعے اصلی تعلیم عطا فرمائی، تاکہ یہ محبُوبِ خدا کا محبُوب، راستے میں نہ رہ جائے اور اس کے پیشوا کی بزرگی ظاہر ہو جائے۔ سُبحان اللہ یہ کتنا عظیم الشان پیرکار ہے اور برہانِ عظیم کا محبُوب ہے کہ اس نے اپنی تعلیم سے پیروکار کو حریمِ کبریا کے قابل بنا دیا اور اس کی تعلیم کا کام اللہ تعالےٰ کے سپُرد کر دیا۔ اور اللہ تعالےٰ کی غیرت نے اپنے محبُوب کی عزّت افزائی کے لیے اس کے پیروکار کو کسی اور کے حوالے نہ کیا۔ یہ بزرگی درحقیقت پیشوا کی بزرگی ہے، بے بضاعت پیروکار کی کیا حیثیت ہے کہ وہ اس بارگاہ کے قابل ہو۔ حقیقت میں یہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کا فیض ہے، کہ

Marfat.com

انہوں نے مہربانی کی۔ اللہ کے فضل نے اس خادم پیر دکار کو پیشوا کی فیض بخشی کے طفیل، اور اُسے اللہ تعالےٰ کے سپرد کرنے کی بدولت اپنے پیشوا کی طرح تعلیم دے کر سرفراز کیا، جیسا کہ مولانا رومیؒ نے فرمایا ہے ؎

بامریدانیم وشاگردانِ حق　　　علم ما از علمِ حق گیرد سبق

(ترجمہ) ہم اللہ تعالےٰ کے مرید اور شاگرد ہیں۔ ہمارا علم اللہ تعالےٰ کے علم سے سبق لیتا ہے۔

نیز اس دولتِ تعلیم سے وہ اپنے پیشوا کا ساتھی بن گیا اور ساتھی بننے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ برابر ہو گیا، کہ ایسا ہونا معدوم ہے۔ البتہ وہ شرکت، جس سے برابری کا سوال پیدا ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص سبق میں شرکت ہے، نہ کہ ایک معلم کی تعلیم میں شرکت۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالےٰ کی سنتِ ایجاد میں عام و خاص شریک ہیں لیکن مخصوص موجودیت اور خاص تربیت میں وہ باہم شریک نہیں اور پہلی شرکت میں برابری ملحوظ ہے، لیکن دوسری شرکت میں برابری نہیں۔ سُبحان اللہ۔

شیخ عبدالحق دہلویؒ نے، اللہ اُن کی خطا معاف فرمائے، حضرت ایشانؒ کے قول کی حقیقت پر، جو شرکت سے ظاہر ہوتی ہے اس گروہ کی اصطلاحات کو نہ جاننے کی وجہ سے اعتراض کیا ہے۔ اور انہوں نے کہا جو کچھ کہا۔

اور یہ جو محبتِ حقیقی کے وصولِ اوّل کو مرکز سے تعبیر کرتے ہیں، تو وہ حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا کا حصّہ ہے اور وصُولِ ثانی کو دائرہ تماثیل میں دکھاتے ہیں، جو اصل میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا مقام ہے۔ چنانچہ حضرت ایشانؒ نے، جو حضرت خاتم الانبیا اور حضرت خلیل اللہ کے نقشِ قدم پر چلتے تھے، اسی پیروی کی مناسبت سے اس دائرہ محبت میں راہ پیدا کر لی۔ اور حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم، جو عالی مرتبہ ہونے کی وجہ سے مرکز سے وصل کرنے والے، اور مکمّل تفصیل ہیں، مرکز میں اپنا مقام رکھتے ہیں۔ اس لیے وہ دائرہ کی تفصیلات حاصل کرنے کی طرف توجّہ

Marfat.com

نہیں رکھتے۔ اس لیے ہمارے حضرت ایشاںؒ کی حیثیتِ تفصیلی سے پیوستگی، جو دائرہ سے عبارت ہے، "جس نے ان کی سُنّت کو روشن کیا، اس کے لیے اجر ہے، اور جس نے اس پر عمل کیا اس کے لیے بھی اجر ہے" کے حکم کے مطابق مرکز کے مجمل کمال کے باوجود، جو خاتم الانبیاء کے لیے ثابت و مسلّم ہے، آنحضرت کی طرف لوٹ کر آتا ہے، اور ضمنی امانت صاحبِ امانت کو پہنچ جاتی ہے۔

نیز حضرت ایشاںؒ کے اس قول کی تحقیق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تفصیلی محبوبیت کا مرتبہ میری بدولت، جو کہ اُن کا کمترین غلام ہوں، حاصل ہوا، محبت کے مرتبے کی تحقیق سے واضح ہو گئی اور اس میں کوئی مشکل نہیں۔ اور چونکہ ولایتِ ظلّی کا مرتبہ شہودِ حق ہے اور جو شہود ہے، وہ وصلِ پوشیدہ اور ظہور کے دائرہ میں داخل ہے اور جب تک شہود سے غائب میں نہیں آتا۔ ظاہرِ حقیقی کا وصول وصلِ یاس سے میسّر نہیں ہوتا۔ اس لیے اربابِ شہود کے لیے ظاہرِ حقیقی کے وصل کو کل پر اٹھا رکھا گیا ہے اور چونکہ ہمارے حضرت ایشاںؒ نے مرتبۂ شہود سے گزر کر مرتبۂ غیب تک ظاہرِ حقیقی کے مطابق اور علمِ لدنی کی تعلیم سے، جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے، پہنچنے کا شرف حاصل کر لیا ہے، لہٰذا اصحابِ شہود کے لیے جس شئے کی امید آخرت میں ہے، وہ انہیں دُنیا ہی میں حاصل ہے۔ چنانچہ غیب سے شہود میں آنا ظاہرِ حقیقی سے حجاب میں ہونا ہے، اس لیے واصلانِ غیب کے حق میں یہ معنی لینا محض شرک ہے۔ پس اسے سمجھئے۔

اور وہ جو لکھا ہے کہ حقیقتِ محمدی ص سے حقیقتِ کعبہ افضل ہے، تو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرتِ کعبہ کی دو حقیقتیں ہیں۔ ایک حقیقت مرتبۂ مخلوق کی ہے اور یہ نورِ اوّل کی قابلیتوں میں سے ایک قابلیت ہے۔ نورِ اوّل نورِ محمدی ص ہے اور دوسری حقیقت مرتبۂ وجوب کی ہے، جو معبودیت یعنی جس کو سجدہ کیا جائے، کی حقیقت ہے

Marfat.com

اور کعبہ کی یہی حقیقت اللہ تعالےٰ کو سجدہ کرنے کی مقتضی ہے۔ اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بھی دو حقیقتیں ہیں، ایک حقیقت مرتبۂ مخلوق کی ہے۔ جو نورِ اوّل کی ذات ہے اور تمام قابلیتوں کو جمع کرنے والی ہے اور کعبہ بھی ان قابلیتوں میں سے ایک قابلیت ہے اور دوسری حقیقت مرتبۂ وجوب کی ہے، جو ذات کی قابلیت ہے۔ اور علمی اعتبار سے ہے، تاکہ تمام شیون وصفات کو اجمالی طریقے سے جمع کرنے والی بنے۔ اور یہ قابلیت معبودیت کی قابلیتوں میں سے ایک قابلیت ہے، چنانچہ ہمارے حضرت ایشانؒ کا قول فضیلتِ کعبہ کے متعلق دوسری حقیقت ہے نہ کہ پہلی پس اسے سمجھئے۔

اور وہ جو لکھا ہے کہ میری تخلیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی سرشت کے بقیہ میں سے ہے، تو جاننا چاہیے کہ ہر نبی کی حقیقی انسانیت کی تخلیق کا الگ مرتبہ ہے، جس میں اپنے کمال کے تمام تابع حقائق شامل ہیں۔ اور انسانی حقیقت، علمی قابلیت ہے، اس لیے ہر نبی کو اس حقیقت سے ایک مخصوص بلکہ نہایت مخصوص حصہ ملا ہوتا ہے، اور ان کے پیروکاروں کو بھی باقی ماندہ میں سے کچھ حصہ میسر ہوتا ہے۔ اس لیے حضرت ایشانؒ کا قول بھی آنحضرتؐ کی بقیۂ طینت میں سے حصہ لینے کا مطلب اس فقیر کے نزدیک یہی ہے۔ اور اس کے بارے میں حدیث نبوی بھی ہے: اَکْرِمُوْا عَمَّتَکُمْ لاِنّھا من بقیت طینت آدم علیہ السلام۔ "بزرگوں کی عزت کرو کیونکہ وہ حضرت آدمؑ کی طینت کے بقیہ میں سے ہیں" مناسبت انسانی کی خبر دیتی ہے اور وہ جو لکھا ہے کہ بعض اولیا، بعض صحابہ کرام سے، بلکہ کئی ایک انبیاسے افضل ہیں اور ان کو تمام اولیا پر شرف حاصل ہے، تو میرے مشفق! یہ تحقیق خبر کے سلسلے میں ہے اور اس کا جواز حضرت خضر اور حضرت موسٰی علیہم السلام سے ظاہر ہے، جو

Marfat.com

کسی سے پوشیدہ نہیں۔

اور وہ جو لکھا ہے کہ آنحضرت کے چاروں یاروں میں سے میں ہر ایک کے درجے سے آگے گزر گیا، اور درجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شرفیاب ہوا۔ اور میں نے اپنے آپ کو اسی رنگ میں رنگا ہوا پایا۔ اس قول کی تحقیق اس طرح ہے، کہ بعض اولیائے کمال کو کسی مقام پر متمکن ہو جانے، استعداد کی فراوانی اور راہِ سلوک کی سیر سے فراغت کے بعد یہ آرزو پیدا ہوتی ہے کہ صحابۂ کرام اور انبیائے علیہم السلام کے مقامات کا معائنہ کیا جائے تاکہ پیروکاروں کے مرتبے کی پستی اور پیشواؤں کے مرتبے کی بلندی کے حقیقی فرق کو معلوم کر کے اس تقلیدی اور سماعی عقیدے کی جو ان کی نسبت رکھا جاتا ہے تحقیق کی جائے اور یہ بات پوشیدہ نہیں کہ ان بلند مراتب کا معائنہ، ادنیٰ پیروکار کو ان مراتب کی نورانیت کے تھوڑے بہت رنگ سے محروم نہیں رکھے گا اور دریائے اشارہ کے طے کرنے کا مطلب اپنی استعداد کی تنگی کا آنحضرت کی استعداد سے مقابلہ کرنا ہے، جو بے شمار مراتب حاصل کرنے کے بعد بھی مزید ترقی کے خواہاں ہیں، چنانچہ "قُل رَّبِّ زِدنِی عِلماً" کی آیت اس معنی کی طرف اشارہ کرتی ہے، سُبحان اللہ کیسی بات کہی ہے کہ اس میں ایسے معنوی اشارے بیان کر دیے گئے ہیں کہ اکثر ظاہر بیں انہیں نہیں سمجھ سکے، بلکہ انہوں نے اس کے برعکس مطلب لیا ہے ؎

بس کنم، خود زیرکاں را ایں بس است (ترجمہ) اسی پر اکتفا کرتا ہوں کیونکہ سمجھ داروں کے لیے یہی کافی ہے۔

مکتوب : ۷۷

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

Marfat.com

سب تعریف اللہ کے لیے ہے، جس کی ہر روز ایک نئی شان ہوتی ہے، اور جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ، کی کئی شانیں ہیں۔ اور ہر شان ایک مخصوص تعیّن کو پیدا کرتی ہے، اور تمام تعینات ایک دوسرے سے مختلف ہیں، ان میں سے بعض انتہائی ادنٰے ہیں۔ اور یہ مناسب نہیں کہ ان میں سے بعض کو کثیر واسطوں کے بغیر حاصل کر لیا جائے، اور بعض کے لیے یہ مناسب ہے کہ انہیں واسطوں کے بغیر پا لیا جائے۔ اور وہ لوگ جو بغیر وسیلے کے پا لیتے ہیں، وہ انبیا ہیں۔ دوسری قسم میں وہ لوگ ہیں، جو اولیا ہیں اور ان کے درمیان بھی درجات کا فرق ہے بعض ہمیشہ کئی وسائل کے محتاج ہوتے ہیں اور بعض صرف ایک وسیلے کے۔

معلوم ہونا چاہیے، کہ کثیر واسطوں والوں کی ابتدا سلوک سے، اور انتہا جذبے سے ہوتی ہے۔ اور ان کے درمیان بھی بعض میں ابتدا ہی سے فرق ہوتا ہے۔ بعض میں وسطے میں، اور بعض میں آخر میں۔ جو لوگ ابتدائے جذبہ میں ہوتے ہیں، وہ ولایت خاصہ کے سایہ میں ہوتے ہیں، جسے ولایتِ اولیا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، اور بعض محققین کے نزدیک وہ ولایتِ صغریٰ میں ہوتے ہیں۔ اور ابتدا کے لوگوں کے لیے یہ عجب نہیں کہ وہ مسنونہ عبادات میں کوتاہی کریں۔ چنانچہ وہ بظاہر بدعات کا ارتکاب کرتے ہیں اور احتیاط کا دامن چھوڑ دیتے ہیں۔ اور یہ مرتبہ، مراتبِ قیود میں سخت پابند مرتبہ ہے۔

اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سالک اس مقام سے رہائی پا کر درمیانے جزُ کے ظہور کے ذریعے ولایتِ خاصہ، نفس کے کمالات سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ اس مقام پر اگرچہ وہ بدعات کے ارتکاب اور ترکِ نماز سے محفوظ رہے گا۔ لیکن توحیدِ وجودی سے مغلوب ہو جائے گا، اور سُکر کے غلبہ کی حالت میں کبھی کبھی فرائض پنجگانہ سے قاصر رہے گا، کیونکہ یہ محفوظ صورت ہے، اور حبیب خاص فضل سے بغیر کسی بہانے کے اس سے خلاصی مل جائے گی اور مرتبۂ انتہا کو پہنچنے والے جزُ کا ظہور ہوگا۔ تو وہ

Marfat.com

شخص توحیدِ شہودی کا مالک بن جائے گا، اور اہلیتِ نفس سے ولایتِ خاصہ کی بزرگی حاصل کرے گا۔ اور ان دونوں مراتب پر پہنچ کر علمِ مطلق کے کمالات یعنی معلوماتِ ازلی کے ظہور سے، مختلف درجات کے حساب سے آئینۂ عرفانیت میں ظاہر ہو گا۔ پس اس کے وصول کا تعلق ولایتِ کامل کے وسط میں محصول الکیفیت کے علم سے اور ولایتِ کامل کے آخر میں مجہول الکیفیت کے علم سے ہو گا۔ اس اثنا میں اس کا علم، ظلی علم لدنی سے جو عرفان کی تعبیر کرنے والا ہے۔ منسوب ہو گا۔ اور علمِ حضوری اور اصلی علمِ لدنی آئینۂ عرفان میں ظہور نہیں کرے گا اور جب بے حد خاص فضل کا ظہور ہو گا، تو اصلی علم حضوری کے ظہور سے غیب کی معلومات کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ اگرچہ اس مرتبہ پر پہنچ کر معلومِ حصولی اور مجہول الکیفی سے ترقی کر کے اور معلوم سے معدوم الکیف تک۔ جو معلومات کی حقیقت ہے، غیب کی حقیقت پا کر اصل کے مرتبے پر پہنچ جائے گا، لیکن ابھی اس کا علم ادھورا ہو گا۔ چنانچہ اس اثنا میں علمِ حضوری کی ابتدا سے مشرف ہو گا اور یہ ابتدا انبیا کی ولایت ہے۔ اس مرتبہ پر علم کے کمالات میں سے کچھ حصہ میسّر ہو جائے گا۔ لیکن ابھی اس حضوری کی حقیقت بہت آگے ہے اور جب اللہ تعالےٰ کا فضل مدد فرمائے گا، تو اللہ کی صفتِ علم تک پہنچ سکے گا اور اس حضوری کو اللہ تعالےٰ کے علم سے حضوریِ ذات پائے گا۔ اس مقام پر علم محض اور معلوم ہیچ ہو گا۔ اس مقام و مرتبہ کو حضوریِ علم کا نام دیتے ہیں اور یہ مرتبہ ولایتِ انبیا کے وسط سے تعلق رکھتا ہے اور جب پتہ چل جائے گا۔ کہ ذات خود علیم ہے۔ اور علم اس کی ذاتی قابلیت ہے اور ذات پر زائد امر نہیں، تو اس اثنا میں نبوّت کے کمالات میں سے وہ کچھ حصہ پا لے گا۔ (ہمارے اور تمام انبیا پر صلوات) اور اس مرتبہ کو حضوری میں حضور کہتے ہیں اور کمالاتِ نبوّت اور ولایتِ انبیا میں سے کچھ حصہ پانے کے بعد وہ کمال کو پہنچ جائے گا۔ اور یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔

Marfat.com

مکتوب: ۷۸

شیخ محمد اکرم درویشؒ کے نام جو ان دنوں مکہ معظمہ میں سکونت رکھتے ہیں۔

اے اللہ مجھے متقیوں میں سے آگے بڑھنے والا بنا، کیونکہ ہم نے تیرے ہاں کے متقی لوگوں کو بزرگ مانا ہے۔

اور صلاح پیشہ اور سعادت اندیشہ شخص اپنے مقصود کی طرف کوشش کرنے میں مخلص و صادق ہوتا ہے، اور اس کے صدق کی علامت یہ ہے کہ وہ جس شے کی کوشش کرتا ہے، اسے پالیتا ہے، اور اس کا مقصود کعبۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ ہوتا ہے۔ اور اس کی سب سے بڑی علامت پُرسکون آبادی اور اس پُرنور دیار میں وقار کا وجود ہے۔ اور اس کی استقامت اور اس کا تقویٰ روز بروز بڑھتا ہے جیسا کہ اہلِ ہدایت شیخ اعظمؒ پر پوشیدہ نہیں۔ اے میرے اللہ! اُسے صراطِ مستقیم پر قائم رکھ اور اس معاملے میں اس کا اتباع کرنے والوں میں بنا، تاکہ ہم بھی اس کی طرح مقصودِ معرفت تک پہنچ جائیں۔

اے شیخ قوم ہم آپ کو السلام علیکم کہتے ہیں، اور اس میں کوئی تکلف اور ریا نہیں، اور پھر ہم آپ سے قیام شریف کے اوّل مناسک میں ہمیں یاد رکھنے کی درخواست کرتے ہیں، تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں خواہشات اور گناہوں کے اندھیرے سے نکالے جو اس طویل عمر کے دوران سرزد ہوئے ہیں، اور جن کا کوئی بیان نہیں ہوسکتا۔ اور اللہ سے ان کے عفو کی اُمید رکھتے ہیں، کیونکہ اس گنہ گار کا ایک متقی بھائی مقام شریف پر اس کا ذکر کرے گا۔ اور وہ ذکر قبولیت سے خالی نہیں ہوگا۔ اور ہم اس بات کو اس دعا پر ختم کرتے ہیں کہ اے اللہ! اسے خالص توبہ کرنے والوں میں بنا، اور اس دیارِ امن میں ایمان پر خاتمہ کر۔ اس عریضہ کا حامل، ایک مخلص درویش و قلندر ہے، اس نے صرف دلی محبت کی وجہ سے حرمینِ شریفین کی زیارت کا ارادہ کیا ہے۔ اسے شرفِ ملاقات

Marfat.com

بخش کر دعظ و نصیحت سے سرفراز فرمائیں۔

فائدہ :۔ مرتبۂ ولایتِ خاص میں نا یافت مطلوب ہے، اس لیے توجہ معدوم نہیں، بلکہ گم ہے۔ یعنی معمولی سے توجہ ہے، لیکن معلوم نہیں ہوتی۔ جانتا ہے کہ معدوم ہے، اور جب اللہ تعالیٰ کا فضل رہبری کرتا ہے، تو توجہ مفقود یعنی توجۂ خفی پر اطلاع پا لیتا ہے۔ اس وقت سمجھ جاتا ہے کہ ابھی توجہ باقی ہے، اور جب توجہ باقی ہوتی ہے، تو اس کا حصول بھی اللہ کے فضل سے باقی ہوتا ہے۔ ولایتِ انبیا کا آغاز ظہور فرماتا ہے اور توجۂ خفی کو جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے۔ چنانچہ جب ولایتِ اخص (خاص الخاص) میں علمِ لدنی کی تعلیم سے ابھی بہرہ مند نہیں ہوتا، تو علمِ حصولی، خفی ہوتا ہے، اور علم حصولی سے کام نامکمل ہوتا ہے، اور ولایتِ انبیا میں علم حصولی ہر لحاظ سے ختم ہو جاتا ہے۔ اور حقیقی علمِ حضوری سے شرف یاب ہوتا ہے، اور مجبوراً توجہ معدوم ہو جاتی ہے اور یہ اللہ کا فضل ہے۔ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔

میرے عزیز! مفقود و معدوم توجہ کا بیان لکھنا اور کہنا آسان ہے، لیکن اس کی پوشیدہ بصیرت کو اگر اللہ کا فضل بے توجہی کی نسبت بخش دے، تو یہ ایک نادر بات ہے، چنانچہ حضرت پیر دستگیر نے فرمایا ہے۔ تنہائی کی متخیلہ بات کو کہنا آسان ہے، لیکن اس تک پہنچنا میرے نزدیک بہت مشکل ہے۔

مکتوب : ۷۹

شیخ عبد الغنیؒ کے نام جو حاجی حرمین الشریفین میاں فیروز شاہؒ کے مخلصین میں سے ہے، لکھا گیا۔

تمام تعریف اللہ کے لیے، جو جہانوں کا پالنے والا ہے اور صلوٰۃ و سلام اس کے حبیب پر، جو اسی شے کا علم رکھتا ہے، جسے اللہ نے دیا ہے۔ سلام اس

Marfat.com

کی آل پر اور صحابہ پر جو امت کے بہترین لوگ ہیں جنہوں نے کشف العلا کے ذریعے حق کو پایا۔

میرے مشفق بھائی شیخ عبدالغنیؒ، سلام کے بعد مطالعہ فرمائیں۔ اس حدیث کی تحقیق میں دریافت کیا گیا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میں "احمد بلا میم" ہوں اور اس کی شرح میں بعض عزیزوں نے فرمایا ہے کہ جب لفظ احمد سے حرف 'م' کو نکال دیا جائے تو لفظ احد رہ جاتا ہے اور میم حلقہ، حلقۂ عبدیّت کو ظاہر کرتا ہے، اور ثبوت فراہم کرتا ہے اور جب آنحضرت کی ذاتِ پاک نے اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرلی اور اضافات و نسبتی سے فارغ ہو گئی، تو پھر دُوئی نہ رہی، اس وقت سوائے 'احد' کے اور کچھ باقی نہ رہا۔ عینیّت کے قائلوں نے یہی کہا ہے۔ چنانچہ اس معنی میں آنحضرت کو عینیت کے قائلین پر جو اولیائے متاخریں ہیں، کوئی بزرگی نہیں رہتی۔ اور ہمارے طریقۂ عالیہ کے بزرگوں نے (خدا ان کے اسرار پاک رکھے) نے بھی اس حدیث کے یہی معنی لکھے ہیں۔

میرے عزیز! اس بے سرو سامان کو اتنی طاقت کہاں کہ اس قسم کی عبارت میں جو رمُوز و اشارات پر مبنی ہے، کوئی دخل دے۔ تاہم میں نے اپنے بزرگوں سے جو کچھ سُنا ہے، اور امانت رہ گیا ہے اسے بیان کرتا ہوں، معلوم ہونا چاہیے، کہ حضراتِ انبیاءؑ کی ذات مغلُوبیّت، اور عینیّت کے مرتبے سے ماورا ہے۔ وہاں صرف صحوِ خالص، عبدیت اور التجا ہے، اس لیے جاننا چاہیے کہ اس حدیث کا مطلب صحوِ خالص کے اعتبار سے یہ ہے۔ کہ "میں تمہاری طرح ایک بندہ ہوں۔ فرق صرف اتنا ہے، کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ اپنے فضل سے غیب کا علم مجھ پر وحی کرتا ہے، اس لیے علمِ لدنی کے مخصُوص علم کی تعلیم سے میں "احمد بلا میم" ہوں اور میم سے مراد مثل ہے۔ یعنی میں اللہ کی حمد کرنے والا ہوں، جس کی کوئی مثل نہیں، اور جس کا حمد میں کوئی شریک نہیں، بلکہ جو شخص بھی

Marfat.com

اللہ کی حمد کرتا ہے، وہ میری حمد کے کمالات میں سے ایک کمال کا ظہور ہوتا ہے۔ اور میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں۔

حاشیہ: میں احمد بلا میم ہوں یعنی میں اپنی آرزو اور امید سے فارغ ہو چکا ہوں۔ اس وقت میں حق کے ساتھ ہوں۔ اس لیے حق کے ساتھ باقی ہو گیا ہوں۔ اب جو کچھ میں کہتا ہوں، حق کے فرمان کے مطابق کہتا ہوں۔ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ چنانچہ اللہ کے ساتھ باقی ہوں۔ اس طرح عینیت لازم نہیں آتی۔ فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے بھی یہی معنی ہیں۔

مکتوب : ۸۰

فضیلت مآب شیخ عبد الغنیؒ کی خدمت میں بعض سوالات کے جوابات میں۔

اول و آخر سب تعریف اللہ کے لیے ہے، سلامتی صرف اس کے لیے ہے جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ اس عقیدت مند اور سعادت کیش کی طرف سے جو فقر کی نعمت سے صاحب افتخار ہے، دو خطوط یکے بعد دیگرے وصول ہوئے جن میں بعض امور کی کشائش اور دل جمعی کا حصول شامل تھا۔ اللہ تعالیٰ اسے روز بروز ترقی عطا فرمائے۔ دوسرے کے عروج میں پہلے کا نقصان پورا ہو۔ اور جو کچھ شرافت کے سایہ سے مطلوب ہے اس کی حقیقت کھل جائے، اور اُسے ترقی ملے۔ پہلا واقعہ جس نے دل پر ہجوم کیا ہوا ہے اور اس کی وجہ سے گناہوں کی عادت پڑ گئی ہے۔ قرآن مجید کی آیت لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ (اللہ تعالےٰ آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخش دے گا) سے کچھ حصہ عطا کیا ہے اور اس آیت کے آخر میں کہ "جو بعد میں ہوں گے، امیدوار ہیں"۔ ایک عمدہ واقعہ ہے، اور یہ جو بھیڑ کو آپ کے سامنے چیر پھاڑ کیا گیا ہے، تو اس سے آپ کی مثال حضرت اسمٰعیلؑ کی طرح ہے۔ وہ شدید تکلیفیں جو آپ کے وجود

Marfat.com

پر نازل کی گئیں۔ گویا فدیۂ ذبح پر اکتفا کیا گیا، یہ ایک خوشخبری ہے، لیکن اس انعام کے باوجود ریاضت ومحنت کو عبادت کا لازمی جزو سمجھ کر جہاں تک ممکن ہو بجا لانا چاہیے۔ اس گنہ گار کے بارے میں آپ جو اعتقاد رکھتے ہیں، وہ ہمارے بزرگوں کے نور نے نیک گمان سرایت کرکے اس فقیر کے ذریعے آپ کے عقیدے میں جگہ پیدا کرلی ہے۔ اس تمام واردات کو ہمارے بزرگوں کی طرف منسوب کریں اور اس فقیر کے واسطہ کو درمیان میں نہ لائیں اور اللہ آپکو اپنی رضا پر چلنے کی توفیق دے اور اسی طرح سے لوگوں کو عجیب وغریب حالات وواردات سے روشناس کرایا جاتا ہے، تاکہ ربط وضبط میں اضافہ ہو۔

مکتوب: ۸۱

میاں اللہ دینؒ کے نام تحریر ہوا

سعادت شعار، قائمِ خدمت، صاحبِ ہمّت میاں اللہ دین جیو کو فقیر عبدالنبیؒ کی طرف سے سلام۔ ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی صُلح ہو چکی تھی چنانچہ سواروں اور بند وقچیوں کو رخصت کر دیا گیا۔ انشاء اللہ تعالےٰ چند روز کے بعد فقیر خود حاضر ہوگا اور شہر کے بزرگوں کی خدمت میں حاضری دے گا۔ اور استفادہ کرے گا۔ آپ اس طرف آنے کی زحمت نہ کریں فقیر وہیں آپ سے ملاقات کرے گا۔

مکتوب: ۸۲

اس امر کی تحقیق میں کہ ہر شے کا دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل "سورہ یٰسین" ہے۔

اول وآخر سب تعریف اللہ کے لیے ہے۔ میرا بھائی میاں اللہ دینؒ، دینِ مستقیم پر قائم رہے اور راہِ حق کی تلاش میں میرے جیسے پیر کی قید میں نہ رہے، کیونکہ اس

کی صحبت میں اس کے کام میں ترقی نہیں ہوگی اور اس طرح کے مقید انسان سے راہِ طریقت کے بزرگ راضی نہیں، ضرورت بہتری کے دن کی ہے نہ کہ اس مریدی کی، جو رسمی، بیکار اور غفلت میں مبتلا ہو۔ خط مع سوال کے ملا۔ میرے بھائی! ہر شے کے دل سے مراد اس شے کا خلاصہ ہے، جس پر جسم اور روح کے تمام مراتب کی ترقی کا انحصار ہو۔ لیکن چونکہ اس خلاصہ کا علم اللہ تعالیٰ کا خاصّہ ہے اس لیے اس پر ہم ایمان لاتے ہیں اور اس کی تعلیم کے بغیر اس کے بیان میں اپنی زبان میں نہیں کھولتے اور جب ہم نے انسان اور دوسرے حیوانات میں دل کو آیتِ قرآنی اور حدیثِ رسول کی رُو سے جسم کا خلاصہ معلوم کرلیا ہے اور اسی طرح جمادات، نباتات وغیرہ میں دل کے ہونے پر ایمان لاتے ہیں، کیونکہ ان کا بھی خلاصہ ہوتا ہے اور اس خلاصہ کو دل سے تعبیر کیا گیا ہے لیکن چونکہ اس قسم کے تمام جسمانی اجزاء کے خلاصہ کی تعلیم نہیں دی گئی، لہٰذا ہم اس پر غور نہیں کرتے اور ایمان لے آتے ہیں۔ جب ہم نے یہ طے کرلیا اور سمجھ لیا کہ قرآن مجید کا خلاصہ سُورۂ یٰسین ہے اور اس سورت کے قرآن کا خلاصہ ہونے کا باعث حدیث یا آیت ہا نہیں، بلکہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ سورۂ یٰسین قرآن کا دل ہے اور ایسا سمجھنے کی وجہ پر ہم غور نہیں کرتے، دوسری بات یہ کہ کلامِ خداوندی، کلام کی ذات اور اس کلامِ مطلق کی برحق آیات کے کمالات کا نام ہے چنانچہ نفسِ کلام کے ساتھ کلام کی نسبت "لاھو" اور "لاغیرہ" کی نسبت سمجھتے ہیں۔ اور اس کے باوجود کمالات کو اطاعت پذیر اور کلامِ مطلق کو قابلِ اطاعت سمجھتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ نفوسِ کمالات کو حقیقت کی نظر سے "لاھو" اور "لاغیرہ" جانتے ہیں اور ظہور کے اعتبار سے بعض کمالات کے ظہور کو قید کے مرتبے میں ظہور کے برابر اور بعض کو بعض پر برتر اور بہتر سمجھتے ہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم کسی آیت کو اس وقت تک منسوخ یا فراموش نہیں کرا دیتے، جب تک اس سے بہتر یا ویسی ہی

Marfat.com

آیت نازل نہیں کر دیتے۔ یہ فرق آیات کے ظہور میں ہے۔ مثلاً کسی وقت دو بہنوں کا بیک وقت ایک کے نکاح میں ہونا حلال تھا۔ پھر بعد میں حرام ہو گیا۔ اسی طرح دوسرے کمال کا ظہور، پہلے کمال کے ظہور سے بہتر ہے۔ اور پہلا کمال اپنے ظہور کے کمال پر بہتر ہونے یا دوسرے کمال سے متفق ہونے کی وجہ سے اس کے ماتحت ہے۔ چنانچہ فضیلت، آپ میاں محمد فاضل جیو نے آیات کے ظہور کے بارے میں اُن کی کمی اور بیشی اور افضل یا غیر افضل کے متعلق کہا ہوگا، ان کی حقیقت کے بارے میں نہیں کہا ہوگا۔ کیونکہ آیات کی حقیقت اصل میں "لا ھُوَ" اور "لا غیرہٗ" کی نسبت سے ہے۔ پس اسے سمجھئے۔ فقیر زادوں اور فقرا کی طرف سے سلام۔

مکتوب : ۸۳

صلاح آثار صوفی بلندؒ کے نام، جو حاجی محمد فیروزؒ کے مخلصین میں سے ہے۔

سعادت شعار صوفی بلندؒ کی ہمت ارجمند ہو۔ جب فقیر کمالِ فقر کو پہنچ جاتا ہے تو غیرِ حق کی خواہش اس کے پوشیدہ دل میں کانٹوں پر چلنے کے برابر ہوتی ہے، اور انتہائی غنا کا کمال، حقیقی غنی پیدا کرتا ہے، اور اس وقت اس کی استعداد کو کُن فَیَکُون، کے قول کا منظہر بنا دیتا ہے۔ لیکن اس میں یہ صفت اللہ کے حکم "کُن" کے ظہور کی مقید ہوتی ہے، کیونکہ حق تعالےٰ مطلق ہے۔ اور وہ ہر وقت اور ہر آن اس امر کا حاکم نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ اللہ تعالےٰ کا خاصہ ہے۔ اس معنی میں کہا گیا ہے، کہ فقیر وہ ہوتا ہے، جو کسی شئے کو جب کہے ہو جا، تو وہ ہو جائے، اور یہ حالت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب وہ اپنے آپ سے خالی ہو جائے۔ اور اپنے آپ سے خالی ہونے کے دو مرتبے ہیں، ایک ولایتِ خاص کے مرتبہ میں، جب اللہ کے سوا ہر شئے کو بھلا کر نشۂ محبت سے مغلوب ہوتا ہے، اس وقت امرِ "کُن" کا ظہور

اس کے وصفِ غنا کی بدولت کائنات کے امور میں تصرف کرتا ہے، لیکن تصرفات ہیں، تحقیقِ علمی کی رُو سے اسے اللہ تعالیٰ کے مراتب سے کوئی نسبت نہیں، جب تک محض توجہ سے علوم کے مراتب مناسب تحقیق کے بعد واضح نہ ہو جائیں اور ظلیت کے لباس سے الگ نہ ہو جائے، کیونکہ امرِ کُن کا مظہر اس مفہوم میں حقیقی متخیلہ کے خالی ہونے پر موقوف ہے، اور ولایتِ خاصہ کے مرتبہ میں خلوئے متخیلہ ایک صورت ہے۔ یہ عرفان ہے علم نہیں اور اس کے پوشیدہ مراتب خیال کے تصرفات سے الگ نہیں، چنانچہ حضرت پیر (اللہ ان کے راز کو پاک رکھے) کی بات صحیح ہے کہ خلوتِ متخیلہ ضروری ہے، یعنی علمِ حقیقی میں تصرفات کے حصول کی تحقیق خلوتِ متخیلہ پر موقوف ہے، اور یہ مقام حضراتِ انبیاء کے مرتبۂ ولایت میں داخل ہے اور ولایتِ خاصہ کے مرتبے میں سالک کو توجہ سے ملتا ہے۔ یہ بات متحقق ہے۔ اس حالت میں عرفان حاصل ہوتا ہے، اور ولایتِ اخص کے مرتبے میں صرف نایافت کی طرف توجہ رہ جاتی ہے، اور خاص الخواص کے مرتبے میں نفسِ توجہ معدوم ہے۔ جان لینا چاہیے کہ خلوتِ متخیلہ میں جب خاص الخواص کی ولایت میں علمِ ازلی کی جانب توجہ حاضر ہوتی ہے، تو ایسے شخص کو غالباً صفاتی وصل حاصل ہوتا ہے، اور وہ صاحبِ علم ہوتا ہے، لہٰذا وہ علمِ حق سے حاضر ہوتا ہے نیز اس کے دل میں کمالات و خلافت کا ظہور ہوتا ہے اور خلافت کے کمالات کے ظہور کی وجہ سے یہ مرتبہ امامت کا مرتبہ ہوتا ہے۔ ابھی یہ شخص خلافت کے مرتبہ کا امیدوار ہوتا ہے۔ جب وہ اس مرتبے سے ترقی کرے گا اور اخص الخواص کے مرتبہ کو حاصل کرے گا، تو اس کی خلوتِ متخیلہ ایک اعلیٰ شان کی مالک ہو گی، اور وہ اللہ کے علم کی بجائے ایمان باللہ کو دیکھنے والا بن جاتا ہے، اور خلافت کے منصب پر علم کے ذریعے قائم ہو کر علمِ مطلق تک پہنچتا ہے اور اس کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتا ہے۔ یہ

Marfat.com

شخص نایاب ہے، اور تکمیل و کامل ہو کر فقیر بہرہ ور بن جاتا ہے اور صفات و کمالات کی ذاتِ جامع کے سوا راہِ وصل میں کوئی شئے حائل نہیں ہوتی۔ یہیں سے فقرا کا یہ قول درست معلوم ہوتا ہے کہ میری ذات "ہو اللہ" ہے۔ اگرچہ اُسے ولایت خاصہ، ولایت اخص اور ولایتِ خواص الخواص میں نیز اس کے مرتبے کی مناسبت سے فقر میں کاملیت حاصل ہوتی ہے، لیکن اس کی کاملیت اخص الخواص کے مرتبے میں طے شدہ ہے، اور نکات الاسرار میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ اس کے بارے میں کوئی علم نہیں۔ یعنی اس کے علم کے بارے میں سوائے ایک تصوری اور مثالی حیثیت کے اور کچھ نہیں، اور محض دخل و تصرف، ایک خیال ہے اور وہ علم کے سامنے معلوم ہے۔ لیکن یہ تحقیق شدہ بات ہے کہ وہ خلافت کے ظہور میں معلوم ہے، لیکن اس کے غیر کی طرح اس وقت تک نہیں، جب تک وصل و شہود نہ ہو جائے اور نفسِ خلافت کے مرتبہ میں، جو حضور در حضوری کا مرتبہ ہے، اس کا علم بھی ظہور ہے اور ایمان محض ہے۔

کاغذ تنگ ہے اور معنی زیادہ۔ ع

بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است

(اتنے پر ہی اکتفا کرتا ہوں کہ داناؤں کے لئے یہی کافی ہے۔)

مکتوب : ۸۴

پُرخلوص حافظ عیسیٰ کے نام چند سوالات کے جواب میں۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد میرے مشفق بھائی حافظ جیوؒ کے نام، جس پر اللہ کا لطف ہو۔ ان کے نامۂ مہربان کے لکھے ہوئے خطوط، جو حافظ جیو، نواب اعزّ خاں الحال نواب صاحب عنایت اللہ خاں اور مشفقی عطا اللہ خاں کے نام تھے، پہنچ جائیں ہے

نیز میاں اسمٰعیلؒ کا لکھا ہوا مکتوب بھی موصول ہو جائے گا۔ یہاں ہر طرف سے تسلّی رکھیں۔
سابقہ سوالوں کے جوابات مفصل لکھے گئے، اُن کا مطالعہ فرمائیں۔ اثبات کی نفی میں
حضورِ معنی ضروری ہے، اگر لطیفۂ قلبی کی توجہ کے وقت لطیفۂ روحی کی توجہ الٹ ہو
جائے، تو بہتر ہے، اگر اتنی طاقت ہو تو مختلف مخصوص رنگوں کے لطائف کا مشاہدہ
بابرکت ہوگا۔ ذکر کی لذّت کی ضرورت ہے، اگر نفس کا تصوّر نہ بھی ہو، تو مضائقہ نہیں۔

اگر کوئی جانور اُونچے گھونسلے سے گر پڑے، تو دیکھنا چاہیے کہ اس کے اعضائے
جسمانی درست ہیں، خواہ اس کے پر و بال نہ نکلے ہوں اور زندہ ہے، تو ذبح کر لینا
چاہیے، تاکہ وہ مُردار نہ ہو جائے۔

تلاوت کے وقت اگر معانی کا علم نہ ہو، تو اتنی توجہ سے ضرور کام لے کہ اللہ
سبحانہٗ، متبرک الفاظ کے ذریعے کلام ازلی سے بول رہا ہے، اور سمجھے کہ اللہ تعالےٰ
کے دربار میں کلام سن رہا ہوں۔

فنا فی الشیخ کے بارے میں یاد رکھنا چاہیے کہ مبتدی کسی معاملے میں کبھی اپنی
حد تک شیخ کی رضا کے خلاف کوشش نہ کرے، متوسّط کی حالت یہ ہوتی ہے کہ شیخ
کی محبت کا غلبہ اس کو اس حال پر پہنچا دیتا ہے، کہ جدھر نظر کرتا ہے، صورتِ شیخ
نظر آتی ہے حتیٰ کہ خود کو شیخ کی صورت میں دیکھتا ہے، یہاں تک کہ شیخ رہ جاتا ہے۔
اور وہ خود محو ہو جاتا ہے اور پھر اس دید کا علم بھی پوشیدہ ہو جاتا ہے۔

جس وقت نمازی، نماز کے لیے کھڑا ہو گیا تا تکبیرِ تحریمہ کہہ کر اللہ تعالےٰ کے
کلام کی طرف متوجہ ہوا، تمام دنیاوی تعلقات سے فارغ ہو گیا، اب ان گزرے
ہوئے اوقات کی نسبت جب اس کا تعلق غیر سے تھا، اس کے لیے معراج کا وقت
ہے۔ معراج عالی اور بلند دقت کو کہتے ہیں۔

اگر بے علمی میں معاش میں کوئی فساد پیدا ہو جائے، اور ایسا مال، حلال مال

Marfat.com

بیں مل جائے اور ان میں تمیز کرنا مشکل ہو جائے، تو سارے مال کی زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے۔ اور ایسی ادائی بھی ثواب سے خالی نہیں۔

بعض دفعہ جب محنت کم ہوتی ہے، تو یہ استعداد کا نتیجہ ہوتا ہے لیکن اگر استعداد محنت میں پختگی نہ پیدا کرے، تو کسی وقت پختگی پیدا ہو جائے گی۔ اس سلسلے میں امید پختہ ہے، خوف نہ کرے۔ استقلال سے کام کرے۔

اگر کسی شخص کی منکوحہ گناہ کی مرتکب ہو جائے، تو بہتر یہ ہے کہ اس کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دے۔ یہی اچھی بات ہے، سوائے اس کے کہ جب کلماتِ کفر کا ارتکاب کرے، تو اس وقت اسے چھوڑ دینا بہتر ہے۔

سوالات کے جواب جلدی جلدی لکھے گئے ہیں، ان کا اچھی طرح مطالعہ کریں۔

مکتوب : ۸۵

سالک کے قبض و بسط کے بیان میں

پاک ہے وہ ذات، جس نے سالکین کے لیے بسط کے بعد قبض اور قبض کے بعد بسط بنائی۔ اولاً اگر کسی کوتاہی یا واضح گناہ سے قبض ہو جائے، اور سالک کو اس کے سبب کا علم نہ ہو، تو دونوں صورتوں میں احتمال تقصیر کی وجہ سے استغفار واجب ہو جاتا ہے۔ اور وہ استغفار کرتا رہے، حتیٰ کہ رضائے ایزدی سے بسط ظاہر ہو جائے۔ اور ثانیاً اگر اس کے بعد پھر پہلے کی طرح قبض ہو جائے، جیسا کہ اس کا امکان ہے، تو وہ ظلال و محیط کی قید میں ہے۔ اور اس کے بعد قبض ممکن نہیں، گویا وہ اس قید سے رہا ہو گیا، اور جو اس قیدِ ظلال میں ہوتا ہے، اُسے قعرِ نسیاں میں گرا ہوا کہا جاتا ہے، اور جب یہ قید ختم ہو جاتی ہے، تو اس کا بشریت کی طرف اعادہ ممکن ہو جاتا ہے، کیونکہ اس کا تتمہ باقی رہتا ہے۔ اور جو قیدِ ظلال سے ترقی کر جاتا ہے، اُسے قعرِ نیستی میں گرا

Marfat.com

ہوا کہا جاتا ہے۔ اور جو اس سے نکل کر اصل فنا تک جا پہنچے، اس کا بشریت کی طرف لوٹنا ممکن نہیں۔ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ نہ اُسے لوٹایا جاتا ہے اور نہ وہ امن کے طریقے سے واپس ہوتا ہے۔ اور یہاں اس کی مراد بشریت سے ہے، وہ بشریت جو اصلی ہے۔

مکتوب: ۸۶

حقایق آگاہ میر محمدؒ کے نام

حمد و صلوٰۃ و تسلیمات کے بعد، صاحب دانش و آگاہی، میر محمدؒ کی خدمت میں سلام محبت کے بعد عرض ہے، کہ خاکسار کے عریضہ کے جواب میں آپ کا مکتوب شریف ملا۔ اور اس کے مطالعہ سے لکھی ہوئی باتوں سے اطلاع ملی۔ ان کا لبّ لباب یہ معلوم ہوا، کہ چونکہ اس فقیر نے اپنے کسی گزشتہ خط میں غیبت سے منع کیا تھا، کیونکہ یہ شریعت میں ممنوع ہے، تو اس سے یہ قیاس کر لیا گیا، کہ امر بالمعروف سے منع کیا گیا ہے اور اس کی تائید میں قرآن مجید کی وہ آیت لائی گئی، جو مومنوں کی صفت بیان کرتے ہوئے کہی گئی ہے۔ کہ" وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں۔ اور بدی سے روکتے ہیں"۔ یہ نہیں سمجھا گیا کہ میں نے منکر (بدی) سے منع کیا ہے۔ کیونکہ غیبت مسلمانوں کی جماعت کی طرف بدگمانی اور ان کے حالات کی ٹوہ لگانا ہے، اور یہ وہی بات ہے، جسے آپ نے خود بھی لکھا ہے۔" اور جو بدی سے روکتے ہیں" اور اس بات کا خیال نہیں کیا کہ بدی سے ردکنا دراصل نیکی کا حکم دینا ہے، اور اس مہربان کی عبارت جو مکتوب شریف میں درج تھی، اسی طرح یہاں نقل کرتا ہوں، تاکہ آپ معروف و منکر میں فرق معلوم کر سکیں اور وہ عبارت یہ ہے" اور وہ لوگ جو تمہارے ہاں پسندیدہ ہوتے ہیں، اُن میں سے اکثر دنیا کے طلب گار ہوتے ہیں۔ اور وہ اکثر دنیا کی مرادوں کے لیے اللہ کی عبادت

Marfat.com

کرتے ہیں۔ اور وہ اس غرض کے سوا نہیں ملنے کے لیے نہیں آتے۔ اکثر کا حال اسلام کو کمزور کر دیتا ہے۔ اور یہ منافقین کا حال ہے، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر کہا ہے، کہ ''وہ ایمان نہیں رکھتے، لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہم اسلام لائے۔۔۔۔۔۔''
اور یہ نہ صرف غیبت کی طرف اشارہ کرتی ہے، بلکہ اس کی تصریح کرتی ہے۔

اور جاننا چاہیے کہ غیبت کیا ہے۔ یعنی کسی مومن بھائی کی غیر حاضری میں اس کے گناہوں کا ذکر کرنا، اور اگر معاصی نہ ہوں، تو غلط طور پر گناہوں سے مُتّہم کرنا۔ اس لیے آپ کی یہ عبارت دو صورتوں سے خالی نہیں، یا تو اس فقیر کے پاس آنے والے گناہ گار ہوتے ہیں یا گناہگار نہیں ہوتے۔ اگر وہ گناہ گار ہوتے ہیں، تو اُن کی غیر حاضری میں اُن کی یاد گناہوں سے کرنا غیبت ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ شدید گناہ ہے، کیونکہ اس گروہ کا نام منافق ہے۔ اور بدگمانی غیبت سے بھی بڑی ہے۔ ''اے صاحبِ بصیرت لوگو، عبرت حاصل کرو''۔ اور اگر وہ لوگ گناہ گار نہ ہوں، تو یہ صریح جھوٹ ہے، بلکہ منافقوں سے مشابہت رکھنے کی وجہ سے کُفر کا خوف ہے۔
''یہ دیکھو کہ کیا کہا گیا ہے اور یہ نہ دیکھو کہ کس نے کہا ہے''۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت عائشہ رض نے ایک دفعہ جب کہ ابھی پردے کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے، اور وہ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس تشریف رکھتی تھیں، دیکھا کہ ایک شخص جا رہا ہے۔ جب وہ نظروں سے غائب ہو گیا، تو بی بی عائشہ رض نے فرمایا ''اے اللہ کے رسُول، یہ آدمی کتنا لمبا تھا''۔ آنحضرت ص نے فرمایا کہ ''عائشہ رض تو نے ایک مسلمان کی غیبت کی ہے، گویا تو نے مُردار کھایا ہے''۔ بی بی صاحبہ نے فرمایا ''یا حضرت ص میں نے سچی بات کہی ہے کیونکہ میں نے صرف لمبے کو لمبا کہا ہے''۔ آنحضرت ص نے فرمایا ''عائشہ رض غیبت یہی تو ہے کہ کسی شخص کے عیب کو اس کی غیر حاضری میں حقارت سے بیان کیا جائے اور اگر اس میں وہ عیب نہ ہو تو پھر ایسا ذکر جھوٹ

Marfat.com

ہوگا"۔ مزید یہ کہ ایک دفعہ بعض صحابہ نے حضرت ابوہریرہؓ کی غیر حاضری میں انہیں سبز قدم (منحوس) کہا تھا۔ اس کے بعد جب وہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، تو آنحضرت نے فرمایا کہ تمہارے منہ سے مُردار کے گوشت کی بدبو آرہی ہے۔ صحابہ نے متعجب ہو کر پوچھا "یا حضرت ہم نے تو مُردار نہیں کھایا"۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تم نے کسی مومن کی غیبت کی ہوگی۔ اس پر آیت نازل ہوئی۔

"میں شیطان مردُود سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اے ایمان لانے والو، ظن سے بے حد بچو، کیوں کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کی ٹوہ نہ لگاؤ اور غیبت نہ کرو، کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے۔" بس اس سے کراہت کرو۔"

میرے عزیز امر اور نہی کے ظہور کا جو مقام ہے، تو یہ تحریر کسی بھائی کی غیبت میں اس کے گناہوں کا ذکر ہے اور ہر کوتاہی میں شامل ہے اور حکم معروفات میں داخل ہے۔ بس اسے سمجھئے اور گمان سے بچیے، اور اس گمان سے بچیے جو تم نے میرے اور میری پسندیدہ جماعت کے بارے میں قائم کر رکھا ہے، اور وہ جھوٹ اور غیبت سے الگ نہیں ہو سکتی۔ تم شکر گزار بنو، کیونکہ ہمارے علم کے مطابق تم نے ایک عطا کردہ نعمت کو جھٹلایا، اور نعمت پر شکر واجب ہے، اس لئے تم کوتاہی کرنے والوں میں شامل نہ ہو جاؤ، اور یاد رکھو، نبوت کی دو شانیں ہوتی ہیں۔

مکتوب: ۸۷

حضرت میر محمدؒ کے نام۔

اس ذاتِ پاک کے نام سے اس کی مدد چاہنے کے بعد۔ شاید میں نے جواب میں کوئی کوتاہی کی ہے، جس کی وضاحت آپ نے طلب کی ہے۔ اور میں کہتا ہوں،

Marfat.com

"اے ربّ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں" اور میں مزید کہتا ہوں، کہ سمجھ لو، کہ عبادت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک رُوح کے ذریعے اور دُوسری بدن کے ذریعے۔ رُوح کے ذریعے کی عبادت زیادہ تر مرتبۂ ولایت پر واجب ہے، اور روح اور بدن کی ملی جُلی عبادت انبیا اور ہمارے نبیؐ، سب پر صلوٰۃ و تسلیمات، پر واجب ہے۔ جیساکہ مولانا رومؒ نے اپنی مثنوی میں کہا ہے ؎

اے بسا ناآوردہ استثنا بگفت   جان شاں با جانِ استثنا است جُفت

ترجمہ: اکثر ایسا ہوا کہ استثنا کئے بغیر بات کی گئی۔ حالانکہ ان کی جان استثنا کے ساتھ پیوست ہوتی ہے۔

اولیاء اللہ کا حال یہ ہے کہ ان میں سے بعض اکثر اوقات عالمِ سکر میں رُک گئے ہوتے ہیں۔ کیا آپ کو علم نہیں، کہ ہمارے نبی محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نبوّت کے عطا ہونے سے پہلے غارِ حرا میں چھ۶ ماہ تک مقیم رہے، اور نزولِ احکام کے نہ ہونے کی وجہ سے اُن پر بدنی عبادت واجب نہ تھی۔ اور وہ اس زمانے میں باطنی عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ اور جب انہیں علم ہو گیا، اور ان کا دل مضبوط ہو گیا، تو انہیں طریقۂ عبادت کا پتہ چل گیا۔ اس وقت تک ان کے دل میں طریقۂ انبیاءؑ مسلّم اور متحقق تھا۔ لیکن اسے زبان پر لانا موجبِ عتاب تھا، کیونکہ اس کے بارے میں احکام واضح نہیں تھے، اور یہ توقف خطا کے احتمال کی وجہ سے تھا، اور یہ لغزش کوئی بڑی لغزش نہیں ہو سکتی تھی۔ کیونکہ وہ معصوم عن الخطا تھے۔ اور توقف کی یہ حالت چالیس دن تک رہی۔ اس توقف کی دو قسمیں ہیں، پہلی جسے شفقت و کرم کی جہت سے بیان کیا جاتا ہے تاکہ اس کے بعد وہ آداب میں کوئی کوتاہی نہ کر جائیں، اور دوسری یہ کہ وہ ان کی قدرت میں نہیں تھی۔ کیونکہ دعوتِ نبوّت کا ظہور چند گنتی کے دنوں میں لازم تھا۔ جیساکہ معلوم ہوا کہ عدمِ ظہور اور ظہورِ نبوّت کے درمیان ساٹھ دن کا عرصۂ جاہلیت تھا تاکہ اس اثنا میں وہ اس امر پہ قدرت حاصل کر لیں۔

Marfat.com

اور یہ حُسنِ جلالی کے ظہور کا تقاضا ہے، بالخصوص جن کو دعوت دی گئی ہو۔
اور آپؐ کے حُزن پر کوئی تعجب نہیں، کیونکہ آپؐ کا حُزن والم عدم اطلاع کی وجہ سے
تھا۔ کہ وحی میں کیوں رکاوٹ پڑ گئی ہے، اور اس حُزن والم کی دو وجوہ تھیں۔ ایک
یہ کہ لوگوں کو اتنا عرصہ دعوت نہ دی جاسکی، اس کا لازمی تقاضا حُزن تھا، کیونکہ یہ ایک
امر مسلمہ ہے کہ حُزن کسی نقصان پر ہوتا ہے، دوسرا یہ کہ آنحضرتؐ کی طرف توجہ نہ کی گئی
تھی، اور نبوت کا ابھی پوری طرح ظہور نہیں ہو رہا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے،
کہ اللہ تعالےٰ دونوں جہانوں سے بے نیاز ہے، اور آپ سلسلۂ نبوّت کو ختم کرنے والے
اور آخری نبی تھے۔ اور اسی طرح سورۂ اسریٰ میں فرمایا گیا "لوگ تم سے رُوح کے
بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیں کہ رُوح امرِ ربّی ہے، اور تمہیں تھوڑا سا
علم دیا گیا ہے، اور اگر ہم چاہیں تو جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے، وہ بھی واپس لے
لیں، اور پھر تو ہم پر کوئی زور نہیں ڈال سکے گا، سوائے اپنے ربّ کی رحمت کے۔
بے شک آپ پر اس کا فضل بہت زیادہ ہے" اور جیسا کہ تحریر کیا گیا، اس سوال کا
جو تم نے "سرِ استثنا" کے بارے میں کیا تھا، جواب کچھ دیا گیا ہے، جیسا کہ اس ضعیف
نے اپنی استعداد کے مطابق ظاہر کر دیا ہے۔ اور میں نے جو کچھ لکھا ہے، وہ لوگوں کے
حال کو ان پر واضح نہیں کرتا، اور قاصر رہتا ہے، ہم اللہ تعالےٰ سے اس کے بیان میں
خطا کرنے سے پناہ مانگتے ہیں۔

اے اہلِ عقل، سمجھ لو کہ ساری کائنات ایک جملۂ واحدہ ہے، جو اس کی دو حسین
صفات یعنی صفتِ جمال اور صفتِ جلال کا مظہر ہے۔ اور اس کی ہر صفت کا خاصّہ
اس کا ظہور ہے، اور صفتِ جمال، "میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی"
کے مطابق ہے، اور ہر وجود کا سبب اور ہر مظہر کا ثبوت، مظہر کے اندر ہوتا ہے،
جو ظاہری اور باطنی طور پر اس کی ذات کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے، جیسا کہ اس سے

Marfat.com

قبل کہا گیا، وہ تقاضائے حسن کے مطابق وجود کے ظاہر اور باطن سے ظہور میں آتا ہے۔

اور صفتِ جلال کا ظہور ایک خیرِ محض ہے، جو مظہر کے اندر ظہورِ اطلاقی کی حیثیت سے ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے بنانے سے قبل تھا، اور وہ ظہور کی حیثیت سے خیر تھا۔ اور وہ ظاہر جو کہ اس کے حقیقی فعل کی طرف منسوب ہے، اس کی تخلیق کے اندر خیرِ محض ہے، جیسا کہ باطنی ظہور کے وقت تھا، جبکہ اس ذات پاک کے لیے مخلوق کا نفسِ مقید، شرِ محض تھا، اور اس میں صرف عذاب دیے جانے اور انعام واکرام سے محروم رہنے والے ہی نہیں تھے، بلکہ ان پر زیادتی بھی کی گئی۔ نعمتوں کا سبب جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کہ "ہم نے ان کی جلدوں کو دوسری جلدوں سے بدل دیا، تاکہ وہ عذاب چکھیں"۔ اور یہ صفتِ جلال کا تقاضا تھا، کہ ان کو نعمتوں سے محروم رکھا جائے۔ اور ان پر آناً فاناً عذاب نازل کیا جائے۔ اس طرح اس کے کمالاتِ حسنہ کے مطابق اس کے وجود اور آثارِ شر کا نام لیا گیا ہے۔ ؎

ؔ۔ بے شک جنہوں نے حق کو چھپایا۔ اور توحید کے دلائل، قرآن کی آیات اور پیغمبر کے معجزات کے باوجود اس کی طرف مائل نہیں ہوئے، ہم جلد ہی ان کو ایسی آگ میں ڈالیں گے۔ جو ان کی کھالوں کو پکا دے گی، یا جلا دے گی۔ اور ہم ان کی کھالوں کو بغیر اس کے کہ وہ پختہ ہوں یا جل جائیں، دوسری کھالوں میں تبدیل کر دیں گے، اور یہ تبدیلی ایک ساعت میں سو بار ہوگی۔ حضرت حسن بصری سے منقول ہے کہ یہ جلدیں گیارہ سو بیس ہزار مرتبہ تبدیل ہوں گی۔ ان کی تحقیق ہے کہ جلدیں جب جل جایا کریں گی، تو پھر اصلی حالت میں آجایا کریں گی۔ یہ تبدیلی صفت میں ہوگی، ذات میں نہیں ہوگی۔ اور یہ عذاب کی صورت ہوگی۔ یعنی انسان کو ہر لحظہ تازہ کیا جائے گا۔ اور اسے عذاب کا مزا چکھایا جائے گا۔ اور یہ عذاب دائمی ہوگا۔ بے شک خدا غالب ہے، اور کوئی اُسے عذاب دینے سے منع نہیں کر سکتا۔

Marfat.com

اور جب میں نے دونوں مذکورہ متصل ظہوروں کو دیکھا، اور ان پر غور کیا، تو میں نے معلوم کیا۔ کہ ان کے قریب رہنے والے لوگوں پر واجب ہے، کہ وہ ہر وقت ظاہری ظہور کی طرف دیکھیں، اور کبھی اس باطنی حقیقت پر نظر نہ کریں، جس کو شر کے نام سے موسوم کیا گیا ہے، کیونکہ ان کے نزدیک اس طرح شرک کے ساتھ صدق ثابت ہو جاتا ہے۔ سوائے اس وقت کے جب کوئی شرعی ضرورت لاحق ہو جائے، یا انہیں دوا کا حکم دیا جائے، یا جب حدود وار اس طرح کی کوئی شے شریر کے ساتھ واقع ہو جائے۔ اور اس وقت۔ عارفوں کے لیے واجب ہو جاتا ہے کہ وہ حدود کے اندر رہ کر اس کے حق میں دعا کریں۔ اور وہ مصیبت میں مبتلا ہونے کا خوف طاری کرے۔

جب مجھے اس بات کا علم ہو گیا، تو میری زبان اور دل پر سکوت واجب ہو گیا، تاکہ اس کے گناہ میرے دل پر نہ پڑیں، یا دل میں مذکورہ ضرورت سے پہلے اس کی عیب چینی کرنے لگ جاؤں اور جب تمہیں اس بات کا پتہ لگ گیا، جو میں نے کہی، تو تم پر بھی ضرورت سے پہلے خاموشی واجب ہو گئی۔ کیونکہ ان میں سے اکثر فقرا کو میں نے بلاضرورت غافل پایا ہے پس اس نے اولیاء کی اصطلاح میں مرتبہ کل سے گرا دیا ہے، اور جب یہ لغزش طویل ہو جائے، تو پھر گزشتہ احوال پر توبہ لازم ہو جاتی ہے، اور مستقبل میں استغفار بغیر عمل کے زبان سے ترک کرنا ضروری ہے۔

اے دوست! ہم نے عربی زبان میں قدرت حاصل نہیں کی، اور اب ارادہ ہے کہ فارسی میں لکھیں، اور جب ہم نے قلم اٹھایا، تو لوحِ محفوظ سے عربی کے کلمات ٹپکے جس طرح کہ خشک زمین پر بارش کے قطرے گرتے ہیں، اور اس کے حسن ولعمت میں اضافہ کر دیتے ہیں اور اللہ تجھے جزائے خیر دے۔ کہ تو نے اس اُمّی سے پوچھا، اور اللہ کا شکر ہے کہ میں ان علوم کے ظہور کا سبب بنا ہوں تاکہ ہدایت پانے

Marfat.com

والے نفع پاسکیں، اور سوال کرنے والے دوست، کو اس کی جزا عطا ہو

مکتوب : ۸۸

فیضِ عام و خاص کے بیان میں تحریر کیا گیا

پاک ہے وہ ذات، جو دونوں جہانوں پر دو طرح سے فیض کرتی ہے، ایک فیضِ عام اور دوسرا فیضِ خاص۔ فیضِ عام والے لوگ وہ ہیں، جو جلال و جمال کی مشترکہ خصوصیت، کے ظہور سے وقتاً فوقتاً فیض یاب ہوتے ہیں، اور اس کے جمال کے انوار کے مظاہر ان کے وجود و ثبوت کے لیے ہیں۔ لیکن وہ اس قابل نہیں، کہ ان سے شریعت کے پردے اٹھا دیے جائیں، اور انہیں بخشتے ہوئے وجود عطا کیے جاتے رہیں، یہاں تک کہ وہ مقامِ قرب تک ان ظلماتی اور نورانی حجابات کو اٹھاتے ہوئے پہنچ جائیں، جو حکمتِ بالغہ سے صفتِ جمال کے تقاضے کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ اور ان کے درمیان پڑ گئے تھے۔ شاید رعبِ جلال اور ذاتِ پاک کی اس پاکیزگی کی وجہ سے وہ کہیں مضمحل نہ ہو جائیں، جو ان پر پڑ رہی ہوتی ہے۔ جیسا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بے شک اللہ تعالیٰ کے نور و ظلمت کے ستر ہزار پردوں میں سے .... تا آخر" اور یہ فیضِ عام کے لوگ ہیں، جو بشری وجود میں موجود ہیں۔ ان کے عروج میں اللہ تعالیٰ کے جلال کی سطوت، مانع ہے۔ یہ لوگ برگزیدہ ہیں۔ یہاں تک کہ انہیں لباسِ بخشش عطا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فیضِ خاص کے ظہور سے اللہ کے رنگِ اخلاق میں رنگے جاتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے خاص جمال کا ظہور ہے۔

جب یہ بات معلوم ہو گئی، تو پھر انبیا، اولیا اور اہلِ جنت پر ایک نگاہ ڈالیں، اس لیے کہ انہیں دوسری مرتبہ زندگی دی گئی ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے فرشتے آسمانوں میں اس وقت تک داخل نہیں ہوتے، جب تک انہیں دوسری زندگی نہیں دی

جاتی۔ اور بشری وجود اور اس کے کمالات سے وہ ہر طرح خالی ہو جاتے ہیں، اور ان میں اس طرح کا کوئی نشان بھی باقی نہیں رہتا۔ اور وہ اللہ پاک کے اخلاق پیدا کر لیتے ہیں۔ پس اب یہ لوگ اس طرف نہیں لوٹ سکتے، جو ایک حدیث میں اس کلمہ کی صورت میں واقع ہے" یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالےٰ کے اخلاق پیدا کر لیے ہیں"۔

جب یہ ثابت ہو گیا، تو یہ بات بھی ثابت ہو گئی۔ سارا عالم انوارِ جمال کے فیض سے عالمِ وجود میں ہے، اور جلنے سے محفوظ ہے۔ چونکہ جلانا۔ اللہ تعالےٰ کے جلال کے انوار کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت ہے، اور اس کا ظہور حجاب کے اُٹھنے کے بعد ہوتا ہے اور وہ لوگ جو مرتبۂ عام میں ہوتے ہیں، ان کا حجاب اٹھایا نہیں جاتا۔ جمال و جلال کے مشترکہ انوار کا اظہار ان کے اس مرتبہ میں تربیت کے لیے صفتِ جمال کے ساتھ کہا جاتا ہے، اور تربیتِ جمال اس وقت تک منقطع نہیں ہوتی جب تک وہ انوارِ جلال کے برداشت کرنے کے قابل رہتے ہیں، اور جب وہ برداشت کرنے کے قابل نہیں رہتے، تو پھر انہیں بخشے ہوئے وجود کے ساتھ زندگی نہیں دی جاتی۔ اور نہ ہی انہیں اللہ تعالےٰ کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے" بے شک اللہ سبحانہ' دونوں جہانوں سے بے نیاز ہے"، یعنی ان لوگوں سے جو وجودِ لِنَفْسِہٖ سے باہر نہیں آتے، اور اس کی صفات کے ساتھ اپنے آپ کو متصف نہیں کرتے۔ اور جب وہ متصف ہو جاتے ہیں، تو اللہ سبحانہ' اُن کے حق میں فرماتے ہیں کہ" میں (ایسے بندے کا) کان ہوں، اس کی آنکھ ہوں، اس کا ہاتھ ہوں اور اس کا پاؤں ہوں، وہ میرے ساتھ سُنتا ہے، میرے ساتھ دیکھتا ہے، میرے ساتھ بولتا ہے اور میرے ساتھ چلتا ہے"۔ اس لیے وہ مردِ کامل ہوتا ہے۔ وہ دو مرتبوں پر فائز ہوتا ہے۔ ایک مرتبۂ مظہریت، جو کہ وجودِ بشریت کی جہت سے ہے، اور دوسرا مرتبہ مظہریت، جو اس کے اخلاق میں رنگے جانے کی وجہ سے ہے۔

Marfat.com

مرتبۂ بشریت کی حیثیت سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں۔ میں بھول جاتا ہوں جس طرح کہ تم بھول جاتے ہو۔ چنانچہ جب میں بھول جاؤں، تو مجھے یاد کرادیا کرو"۔ اور اللہ کی صفت سے متصف ہونے کی بدولت آپ نے فرمایا: "میں احمدِ بلامیم ہوں۔ اور ایک وقت ایسا ہوتا ہے جب اللہ میرے ساتھ ہوتا ہے، اور کوئی مقرب فرشتہ یا کوئی نبی مرسل وہاں نہیں ہوتا۔"

پاک ہے وہ ذات جس کا کوئی شریک نہیں، اور انبیا اور اولیا میں سے کوئی اس ذاتِ مقدس تک نہیں پہنچ سکتا۔ سوائے بخشے ہوئے وجود کے، اور اس کی صفات سے متصف شخص کے۔ پس ایسے شخص کے لیے کوئی خوف نہیں، سوائے اس کے کہ اس کی تجلی سے جل نہ جائے۔ ع۔ بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است

(ترجمہ) اس پر ختم کرتا ہوں کہ داناؤں کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

سلام کے بعد مطالعہ فرمائیں۔ اس فقیرِ درماندہ کی اتنی بساط کہاں کہ احادیث کی حقیقت کے بارے میں تحقیق کی جرأت کروں۔ لیکن سوال کا جواب دینے کے بغیر کوئی چارہ نہ تھا۔ اس لیے چند باتوں کا دروازہ کھولا۔ اگر کوئی شبہ باقی رہ گیا ہو تو دوبارہ لکھ بھیجیں۔ تاکہ مجھے پتہ چل جائے۔

مکتوب : ۸۹

حضرت خواجہ بزرگ کے قول کی تحقیق میں۔

روحِ انسانی، اللہ سبحانہ، کو غیر سمجھتی تھی، لیکن پہچانتی نہیں تھی، کیونکہ پہچان شہود سے پیدا ہوتی ہے اور وجود، شہود کے منافی ہے، اس سے خواجہ (اللہ ان کے راز کو پاک کرے) صاحب کی مراد بشریت اصلی ہے، لیکن عارضی بشریت، بشر کے لیے لازمی ہے اور انبیائے کرام سے بھی بشریتِ الگ نہیں۔ غرض یہ ہے

Marfat.com

کہ علم مختصر طور پر، عقل کا نام ہے اور رُوح تخلیق سے پہلے اور جسم کے ساتھ تعلق ہونے سے پہلے اللہ سبحانہٗ کو جانتی تھی، کہ وہ میرا خالق ہے، لیکن اللہ تعالےٰ کے اسماء اور صفات کے ظہور کے طریقے سے اپنی ذات و صفات کی حقیقت کی تفصیل کو نہیں جانتی تھی؛ مظہریت کی حقیقت، اور بشریتِ اصلی کی مظہریت، جو ایک وجودِ درانا ہے، ایک مسلمہ بات ہے، اور یہ مختصراً کسی شئے کے جاننے کو کہتے ہیں، اور جب اُسے اپنی مظہریت اور اللہ تعالےٰ کے اسماء و صفات کی مظہریت کے بارے میں علم دیا گیا، اور اس نے اپنے ہر مرتبہ پر خواہ وہ اسم ہو، خواہ صفت، اسماء اور صفات کا مشاہدہ کر کے، اور اس کے ان آثار کو جو بشریت کی وجہ سے اس سے منسُوب تھے، اللہ تعالےٰ کے آثار کا مظہر پایا، تو بشریت کے وجود کو فنا پذیر پایا۔ اس کو پہچاننا کہتے ہیں، چنانچہ رُوح کو شہود سے نسبت جسم کے تعلق کے بعد عطا کی گئی۔ تعلق سے قبل کو جاننا کہتے ہیں، پہچاننا نہیں، کیونکہ اس کا انحصار شہُود پر ہے۔

مکتُوب : ۹۰

خواجہ فیض اللہ صاحبؒ کی خدمت میں تحریر کیا گیا۔

سعادت شعار اس بات پر شُکر ادا کرتے ہیں، کہ ایک ہی صحبت میں جمعیّتِ خاطر حاصل ہو گئی، اور ترکِ دنیا منظُورِ نظر بن گیا، اور اسے اللہ کا فضل سمجھتے ہیں، دنیا اور دنیا داروں کی صحبت مُبتدی اور متوسّط کے لیے زہرِ قاتل ہے، اور جو صاحبِ کمال مُنتہا پر پہنچا ہوا ہو۔ وہ دنیا داروں کی صحبت میں بھی اور مال و دولت کے جمع کرنے میں بھی اہلِ دنیا اور مالِ دنیا سے الگ تھلگ ہوتا ہے۔ ایسا صاحبِ کمال شخص اللہ کا نائب ہوتا ہے، جو غافلوں کو تربیت دیتا ہے، اور تربیت بلا صحبت حاصل نہیں ہوتی، حق تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ہمارے بعض بندے ایسے

Marfat.com

ہوتے ہیں کہ انہیں لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنا ہمارے ذکر سے غافل نہیں کرتا۔ اور دنیا سے دلی تعلق پیدا کرنے میں آنکھیں بند کر لینی چاہیں۔ گویا دنیا سے الگ ہیں۔ دوسرے پر نظر نہیں ڈالنی چاہیئے، سوائے نیک گمان کے۔ اور اپنے بارے میں جتنی کوشش کی جائے، نیک بختی ہے۔

رہا دوسرا اور تیسرا واقعہ کہ، آپ نے اپنے آپ کو ہماری صورت میں پایا، تو یہ عقیدے کے کمال کی دلیل ہے اور شیخ میں گم ہو جانے کو "فنا فی الشیخ" کہتے ہیں۔ یہ ذکر کا نتیجہ ہے کہ مرید، پیر میں فنا ہو جائے۔ اور رہا اپنے آپ کو کم دیکھنا، تو یہ دل کی نورانیت کی دلیل کا آفتاب ہے۔ چونکہ کام ابھی ترقی پر ہے، اس لیے آپ نسبتہً کم حصہ حاصل کرتے ہیں۔ یہ بات مبارک ہے اور جتنا زیادہ حصہ ملے گا۔ اتنی ہی ترقی کی علامت ہے۔ کوشش کرتے جائیں کہ اپنے آپ کو گم کر دیں، تاکہ حق کی ہستی اور مرشد کی مرضی کے سوا کچھ بھی پسند نہ رہے۔ والسلام۔

مکتوب : ۹۱

مذکورہ بالا عزیز کے جواب میں لکھا گیا۔

تیسری بات کہ جب دل ذکر سے معمور ہو جاتا ہے، تو جو شخص جتنی دیر تک ناپختہ رہتا ہے، جوش میں رہتا ہے، جب پختہ ہو جاتا ہے، تو جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ الغرض اپنے آپ کو اس طرح ہمیشہ کریں کہ دل ان مقامات کی طرف متوجہ نہ ہو۔ یہ مقام کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو، متعینہ مقامات کے سامنے اس کا مرتبہ ایسا ہے، جیسا دریا کے سامنے قطرے کا۔ والسلام۔

واقعہ اوّل کی تعبیر۔ اس شخص کے ۶ لطائف اس طرح ہیں، جیسے قلب اور روح اس واقعہ میں تجلیات بخشتے ہیں۔ کبھی ستارہ کی شکل میں، کبھی چاند کی صورت میں اور

Marfat.com

کبھی آفتاب کی مانند یہ تمام دل کی صفائی کی علامتیں ہیں، بہت اچھی بات ہے۔

دوسرا واقعہ۔ اس صفائیِ دل کا ثمرہ ہے، اور لوگوں کو پھول دینا اس بات کی بشارت ہے، کہ جو ثمرہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ملا ہے، اُسے عوام میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔ اور تیسرے واقعہ کی تعبیر یہ ہے۔ کہ یہ دونوں لطائف یعنی روح اور دل دو شمعوں کی طرح ہیں۔ اور ہماری صُورت دیکھنا اس بات کی بشارت ہے کہ ہم تمہاری حفاظت کے لیے موجُود ہیں تاکہ شیطان دخل نہ دے سکے۔ ان تمام بشارتوں کو سعادت مندی سمجھ کر مراقبہ کے کام پر کمربستہ ہو جاؤ۔ تاکہ انوارِ سفلی، انوارِ لطیفہ کی صُورت میں ظاہر ہوں، اور یہ کیفیت ختم ہو جائے۔

مکتوب: ۹۲

خواجہ فیض اللہ کو تعبیرِ واقعات کے ضمن میں تحریر کیا گیا۔

جو لوگ اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں، انہیں سولی پر چڑھایا جاتا ہے، اس سے مُراد طریقت میں مجاہدہ و ریاضت ہے، اور آپ جو خوف زدہ نہیں ہوتے، تو یہ بلندیِ استعداد ہے۔ کیونکہ آپ مجاہدہ کو راہِ محبت سے اختیار کرتے ہیں، اور وہ جو انوار کم ہو جاتے ہیں۔ اور آپ خدا کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں، تو یہ کلامِ حق کی تجلیات ہیں، اور وہ جو اپنی تمنّا کو گھٹاتے ہیں، تو سالک کی انتہائے فنا یہ ہوتی ہے کہ سب کو گم کر دیتے ہیں، یہ سکر و مستی کی ابتدا ہوتی ہے۔ روٹیوں کا آجانا حق تعالےٰ کا انعام ہے۔ جو آپ کو عطا ہوتا ہے، اور لوگوں میں تقسیم کرنا، اس امر کی خوشخبری ہے کہ اللہ کی نعمت کا ذکر عام کرو۔ جو کچھ آپ کو ملتا ہے، دوسروں کو دو۔ یہ تمام بشارات (خوشخبری) ہیں جو سالکوں کو ملا کرتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کر کے اس کے حضور متوجّہ ہونا چاہیئے۔

Marfat.com

مکتوب : ۹۳

مذکورہ بالا سائل کے جواب میں لکھا گیا۔

میرے مشفق، سلام عرض ہے۔ ایک نورانی برتن ہے، جسے کھینچا نہیں جاتا۔ یہ تمام معاملہ جو تحریر کیا گیا ہے، اسی سے تعلق رکھتا ہے اور اس کی اطلاع نہیں ملتی۔ اور دوسرا برتن جو سیاہ بھی ہے اور نورانی بھی، آپ نے اس کا بیان طلب کیا ہے اور اس کے ٹوٹنے اور جڑنے تک پہنچے ہو۔ دوسرے ظرف کا بیان ظاہر ہے چاہیے کہ پہلے صرف نورانی برتن کے بارے میں اطلاع دیں، اگر آپ جانتے ہیں، تو تفصیل سے لکھیں، تاکہ دوسرے ظرف (برتن) کے بارے میں لکھا جائے اور آپ کو آگاہ کیا جائے۔

مکتوب : ۹۴

سائل کی درخواست پر شبہات کے جواب میں۔

مشفق عزیزا چونکہ آپ نے سوال کے مطابق جواب نہ لکھا اور اس برتن کے بارے میں کچھ نہ بتایا، جو بالکل نہیں ٹوٹتا، اور وہی پرانی کیفیت لکھ دی، اس لیے معذرت کر دی گئی، ورنہ ضرور جواب لکھتا۔

میرے عزیز! سب سے پہلے آپ کو شہودِ اول، شہودِ ثانی اور شہودِ ثالث کے بارے میں علم ہونا چاہیے۔ جاننا چاہیے کہ شہود غیب کے مقابلے میں ہے، مرتبۂ غیب اللہ تعالےٰ کی قدیمی، ازلی اور بے کیف ذات وصفات کا مرتبہ ہے، شہودِ اول، نورِ اول کا مرتبہ ہے، جو نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ ہے۔ اگرچہ یہ مرتبہ حادث ہے، لیکن یہ مخفی البدائت اور مخفی الکیف ہے۔ لہٰذا اس مرتبے کو یعنی شہودِ اوّل کو، غیب نسبی، قدیم نسبی اور مجہول الکیف بھی کہتے ہیں، اور شہودِ ثانی

Marfat.com

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم یعنی شہودِ اوّل کی عظیم رُوح ہے اور شہودِ ثالث ان کا جسم مُبارک ہے جو عرشِ اعظم کے اُوپر ہے۔ اور تمام اصُولِ مفصّل کا عنصرِ اوّل اور عنصرِ مجمل ہے اور اس جسمِ مبارک سے جو محض نُور ہے۔ تمام مراتبِ مجمل اور عناصرِ مفصّل نے ظہور پایا ہے، پس جو سالک فنا کا رُخ کرتا ہے۔ احاطۂ عناصر جو مخلوقات کے اجسام کے مراتب کو احاطہ کرتا ہے، لطافتِ محض سے راہِ حق کے سالک وطالب کو اپنی ذات میں جذب کر لیتا ہے، اور سالک تمام داخلی اور خارجی مراتب اس سے حاصل کرتا ہے اور کسی طرف سے بھی اس کو نسبت نہیں دی جا سکتی۔ چونکہ ظرفِ شہود سے یہ تعلق قائم رہنے کے لیے نہیں ہے۔ اس لیے سالک کو اس شہود سے آگے ترقی کرنی چاہیے، اور اس سے وہ جو کچھ حاصل کرتا ہے، سابقہ علم کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے، اور ظرفِ شہود اس کو شامل کرنے والا اور جاتے باز گشت ہوتا ہے۔ اسے جو کچھ ملتا ہے، یہیں سے ملتا ہے، اسی طرح ترقی کے مدارج ہیں، جو اسے جا بجا ملتے ہیں۔ وہ پہلے سے بے اختیار ہو کر دوسرے میں جذب ہو کر ترقی کرتا ہے اور آخر کار تمام مراتبِ شہود تک پہنچ جاتا ہے، اور وہ شہودِ اوّل ہے اور یہ شہودِ اوّل کا مرتبہ ہے، جب کہ اس سے اُوپر کوئی شہود نہیں۔ اور اصحابِ شہود پر باقی رہتا ہے اور شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا ہے۔ کہ اس شہود سے ترقی کر کے کوئی غیبِ حقیقی سے جا ملے۔

چونکہ کاغذ تنگ تھا، اس لیے اتنے پر ہی اکتفا کیا۔ کچھ باقی رہ گیا ہے، تو سمجھنا چاہیے کہ یہ شہود جو ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں۔ ولایتِ اولیا کے سایہ میں شامل ہیں اور اس ولایت کو بعض "ولایتِ خاصّہ" اور بعض "اولیا صغریٰ" کہتے ہیں۔ یہ شہود اپنی اصل کا کچھ رنگ رکھتا ہے، لیکن اپنی اصل سے بہت دُور ہے۔ دیکھنا چاہیے کہ کس کو اس سے باہر نکالا جاتا ہے۔

Marfat.com

مکتوب : ۹۵

سوال: مشفقِ عزیز! آپ نے جو تحریر کیا ہے، وہ سالکوں کے سلوک اور مجذوبوں کے جذب کے متعلق لکھا ہے، اور یہ سائل کے کام کی بات نہیں کہ وہ ظرف چھوٹا ہے مخلوق ہے، بنایا ہے، اور دوسری اطراف سے آنے جانے والا ہے۔ وہاں ہر مستحق کو اس کے استحقاق کے مطابق پوشاک پہناتے ہیں اور اس ظرف کو توڑ دیتے ہیں۔ اس معاملے پر غور کر کے مسائل کے جواب لکھیں۔

جواب: مشفقِ عزیز، میں نے جو کچھ لکھا تھا، اس میں سے کیا مرتبۂ جذب اور کیا مرتبۂ سلوک، کوئی شے خارج نہیں۔ چنانچہ اپنی تحقیق کے ضمن میں آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ ہر ایک کو پوشاک پہناتے ہیں اور اس ظرف کو توڑ دیتے ہیں۔ یہ جذب کتنی ہے۔ تعجب ہے کہ میری تحقیق کو نظر انداز کیا ہے اور اپنی طرف سے بات کو مختلف معانی پہنا دیئے ہیں۔ یہ طریقہ خلافِ حدیث ہے۔ جیسا کہ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آسانی والے بنو، نہ کہ تنگی والے" اور یہ بھی معلوم ہوا کہ لباس کے متعلق تھوڑی سی بات کی جاتی ہے، تو یہ ایک امتحان ہے اور بزرگوں نے فرمایا ہے۔ کہ آزمانے والا محرُوم رہتا ہے۔ اس سلسلے میں تین اشخاص کی ایک کہانی بیان کی جاتی ہے کہ ایک بزُرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے دو کی نیت بزرگ کو آزمانے کی تھی۔ اس لئے وہ بے نصیب واپس آئے، تیسرا خوش اعتقاد تھا، وہ مقبُول ہوا۔ جب کبھی میں نے سلوک، جذب، توبہ، اجتہاد، اور اصطفا کے مراتب کے بارے میں کوئی جامع اصُول پیش کیا ہے، تو سمجھا نہیں گیا، میں کیا کروں۔ پہلے یہ سمجھنا چاہیے کہ سلُوک کیا ہے اور جذبہ کیا؟ اور کس مقام میں ہوتا ہے اور توبہ کیا ہے اور قبولیتِ توبہ کیا؟ اس مقام کے حامل کون ہوتے ہیں؟ اصطفا کیا ہے؟ اور کس مقام کا کیا خاصّہ ہے؟ اگر آپ لکھ بھیجیں تو بہتر، ورنہ لکھ بھیجو کہ معلوم نہیں۔ اس وقت ان پانچوں

Marfat.com

مراتب کی تفصیل لکھ کر بھیج دوں گا۔

اور یہ جو آپ لکھتے ہیں کہ ایک برتن اسی قسم کا ہے۔ تو معلوم ہونا چاہیے، کہ سلوک و مراتب کی راہ میں قرب ایسے ہی دکھائی دیتا ہے۔ یہ سب مراتب کی تفصیلات ہیں، جنہیں کم فہمی کی وجہ سے سالک، مرتبۂ لطیف کو بقبل صورت، مثلاً برتن میں دیکھتا ہے۔

مکتوب ۹۶:

میاں محمد کاظم کو صدائے ہویت کے استفسار کے جواب میں لکھا گیا۔

"کسی انسان میں یہ طاقت نہیں کہ وہ اللہ سے کلام کرے، سوائے اس کے کہ اُسے وحی کی جائے یا پردے کے پیچھے سے ......" اس آیت کریمہ سے ثابت ہو گیا، کہ جو کچھ آواز کے لباس میں ظاہر ہوتا ہے، وہ یا تو نورانی آواز ہو گی یا جسمانی آواز۔ تمام لباس حادث و فانی ہیں، بلکہ آواز و حرف کے مرتبے سے پرے ہے جو مقصد و مدعا ہے۔ اور کلام مطلق کا پہلا لباس بھی تقیّد و حدوث کے مرتبے میں ہے لیکن کلام کرنے والا یا تو قدیم ہے یا حادث۔ اگر قدیم ہے، تو وہ ذات و صفات کے اعتبار سے، ذات و صفات کی جامعیت سے وحدت و کثرت کے بغیر، زمان و مکان کے بغیر کئی لباسوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس ظہور کے بھی دو مرتبے ہیں۔ ظہورِ اطلاقی یا ظہورِ تقییدی۔ اگر یہ ظہور اطلاقی ہے، تو یہ جامع حقیقی کی ذات کا حقیقی ظہور ہے اطلاقی طور پر اپنی پوشیدہ صفات کے کمالات کا ظہور ہے، جیسا کہ حدیثِ قدسی میں ہے۔ کہ میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں۔ اس لیے میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔ اگر یہ ظہور تقییدی ہے، تو یہ کمالاتِ مخفی کا ظہور ہے۔ "پہلے ظہورِ اطلاقی کی مظہریت کے لیے متکلم ازلی کا یہ بیان دو مرتبوں سے ہے، اگر متکلم

حادث ہے، تو پھر اس کی تقسیم کی ضرورت نہیں، اس لیے کہ وہ ہر لحاظ سے حادث ہے، اور کمالاتِ مخفیہ کے ظہور میں داخل ہے، اور اسے پہلے مرتبہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ متکلم دو طرح کے ہیں۔ واجبی کلام کے ظہور نفس والے، اور ان کانوں کے لیے یہ بات غلط نہیں کہ وہ علمِ لدنی اور اصلی کی تعلیم سے ہے، اور ان کے اتباع میں بعض اولیا کو بھی یہ مقام حاصل ہے، اور یہ وہ لوگ ہیں، جو نچلی ولایتوں کے درجات سے ترقی کر کے مرتبۂ ولایتِ انبیا تک پہنچ جاتے ہیں، اور یہ کلامِ نفس کے ساتھ مرتبۂ ثانیۂ حادثیہ کہلاتا ہے، جو کہ شہودِ اوّل میں درج ہے، اور جسے نورِ محمدیؐ سے موسوم کیا گیا ہے۔

عزیزِ من، اس بیان میں مَیں اصل آواز ہوں۔ اور جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں میں اُسی کی ذات سے موجود ہوا اسی پر اکتفا کرتا ہوں کہ داناؤں کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

مکتوب : ۹۷

ایک عزیز کے نام تحریر ہوا۔

شروع اس ذاتِ پاک کے نام سے۔ سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو میرا رب ہے، جس کی تجلیات اور ذات وصفات سے اولیاء تربیت پاتے ہیں، اور جو پھر صفات کی تربیت سے لوگوں کی تربیت کرتے ہیں، اور ان کے اکثر معاملات تجلیاتِ ذاتی کی بدولت ہیں۔ اگرچہ وہ تجلیِ ذاتی سے بہت کم بہرہ یاب ہوتے ہیں، اور اس تجلی کو ان کے حق میں ترقی کہا جاتا ہے۔ اگر تجلیِ ذاتی اور تجلیِ صفاتی کے درمیان فرق کے بارے میں پوچھا جائے۔ تو میں کہوں گا کہ جب رب اپنی تجلی کرتا ہے، اور اپنے لباسِ صفات میں صورتِ معنوی کو جلوہ گر کرتا ہے، جو اس صفت کے لیے مخصوص ہے، اور وہ شخص اس معنیِ محض کی خصوصیت تک پہنچ جاتا

Marfat.com

ہے اور پھر دُوسرے وقت دُوسرے معانی کے ساتھ اس طرح، جیسا کہ اللہ چاہیے۔
اور اسے صفات کے اندر سَیر در سَیر کہا جاتا ہے۔ اور جب اس کی استعداد کے بعد
اُسے یہ سیر حاصل ہو جاتی ہے، تو یہ دو طرح کی ہوتی ہے، ایک یہ کہ سیر کرنے والا
ایک مقام پر کھڑا رہے اور حالتِ خوف میں رہے، اور یہ معانی بیان ہو
چکے ہیں، اور موت تک اس میں قید رہے، اور دوسرا یہ اُسے اپنی استعداد کے
مطابق سیر حاصل ہو جائے، اور اس پر ذاتِ متجلّی تک پہنچنے کا ذوق و شوق غالب
آجائے، اور اس کا باطن کثرت سے وحدت کی طرف آنے سے کراہت کرے۔
اور پھر یہ بھی دو طرح سے ہے۔ ان میں سے بعض مقامِ دنیا پر کھڑے رہتے
ہیں، اور بعض اس کے بین بین رہتے ہیں، اِلّا ماشاء اللہ۔ اور بعض اس مرتبۂ فضیلت
سے بلا توقف ترقی کر جاتے ہیں، اور یہ مراتب تجلیات وصفات سے مرتبۂ اجمال
تک ہوتے ہیں۔ اور یہ تجلّیِ ذات کا مرتبہ ہے، اور اس پر مقامِ اجمال کثرتِ معانی
کے بغیر جامع واحدہ کی تجلّی کے ساتھ ہے، جیسا کہ تجلّیات وصفات کی شان ہے۔
جب یہ بات سمجھ میں آگئی، تو یہ بھی سمجھ لیں، کہ واصلِ اوّل مقیّد ہے، اور یہ
ولایتِ خاصّہ کے کمالات کے مرتبے میں ہے، جسے بعض کے ہاں ولایتِ اولیا
اور بعض دوسروں کے ہاں ولایتِ صُغریٰ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ولایتِ مذکورہ
کے لوگ تین طرح کے ہوتے ہیں۔ اس ولایت کے لوگ صراطِ مستقیم کی شرط سے
مشروط ہیں۔ اور جو کوئی اس مقام پر ہوتا ہے، وہ تجلیاتِ صفاتیہ والوں میں سے ہوتا
ہے۔ اور اس مقام پر ان کی قید کا سبب اغراض سے عدم خلوص ہے، چاہے
وہ مخفی ہو۔ اور یہ اہلِ فنا مقیّد ہیں۔ اور ان کے لیے فنا میں فنا داخل نہیں ہوتی
وہ دونوں مرتبے جن کا میں نے ذکر کیا ہے، وہ گروہ ظلال کے فرق کے ساتھ مراتبِ
ظلال کے لوگ ہیں، اور اس مرتبے کی قلت ہے، کیونکہ وہ سب تجلیات سے

Marfat.com

مغلوب ہیں۔ مثلاً کیا تم جانتے ہو کہ تجلّی کیا ہے؟ وہ کس چیز کی صفت کا ظہور ہے؟ یا کوئی ذات ہے، جو حجاب میں ہے چاہے وہ اہل تجلیات کے ہاں قلیل ہو یا کثیر۔ جب آپ نے یہ بات سمجھ لی، تو بس باقی بھی سمجھ لیں۔

مکتوب: ۹۸

ایک عزیز کے نام تحریر کیا گیا۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے۔ اور سب تعریف اُسی کے لیے ہے، جو دو مرتبوں میں "حامد اور محمودؔ" ہے، ایک قدیم اور ازلی، اطلاق کے مرتبے پر، جو حدوثی تقیدی اور شہودی ہے، اور کسی واسطہ کے بغیر اوّل ہے، اور دوسرا احدوثی مظاہر کے واسطے سے۔

پاک ہے وہ ذات، جس نے خلقت سے بذریعہ نُور حجاب کیا، اور جو نُور کے ظہور کی شدّت سے پوشیدہ رہا۔ اور وہ ایسا ظاہر ہے جس سے بڑھ کر کوئی ظاہر نہیں، اور وہ ایسا پوشیدہ ہے۔ کہ اُس سے بڑھ کر کوئی پوشیدہ نہیں۔ وہ ایسا اکیلا ہے جو پوشیدگی میں ظاہر ہے اور ظاہر میں پوشیدہ ہے۔ اللہ کا شکر ہے۔ کہ لطیفۂ مشفقانہ کو معانی مل گئے اور سینہ کُھل گیا۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔

مکتوب: ۹۹

چند واقعات کی تعبیر کے بیان میں

ایک عزیز نے فرمایا ؂

خاک شو خاک تا بر دید گُل　　　کہ بجز خاک نیست مظہر گُل

(ترجمہ) خاک ہو جا خاک تاکہ پھول اُگیں، کیونکہ خاک کے بغیر گُل کا مظہر اور کوئی نہیں، خاک کے چھڑکنے سے پھولوں کی افزائش ہوتی ہے، خُوب بات ہے، اس

Marfat.com

سے مراد طفلِ نفس ہے۔ وہ جب موافقت پیدا کر لیتا ہے، اور سرکشی سے باز آ جاتا ہے، تو علم و معانی کی کثرت کا امید وار ہو جاتا ہے۔

دُودھ سے مراد علم کا خزانہ ہے، جو شخص خواب میں یہ دیکھتا ہے کہ میں دُودھ پی رہا ہوں، تو حدیث میں آیا ہے کہ اسے کثرتِ علم کی بشارت ہو۔ حق تعالےٰ اس بشارت کو کہ مقدمہ فنا ہے، منتہٰ ظہور میں لاتا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے اے اللہ نُور کو میرے اُوپر، میرے نیچے، میرے سامنے اور میرے پیچھے پیدا کر دے یا مجھے نُور بنا دے، یہ نُورٌ علیٰ نُور کی بشارت ہے۔

سالکانِ طریقت کے حق میں یہاں دریا سے مُراد وحدت و معانی کا دریا ہے، اور ظاہر ہے کہ دریائے معانی حق تعالےٰ کے لاانتہا اسرار میں سے ہے۔ لہٰذا قرآن شریف میں رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے فرمایا گیا ''کہہ! اے رب، میرے علم میں اضافہ کر''!

کشتی اپنے پیر کا وسیلہ ہے۔ کہ اس وسیلہ در وسیلہ کا سلسلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک جا پہنچتا ہے

اور آبِ حیاتِ دائمی سے مراد دریائے معانی کا پانی ہے، اور دل میں ظلمت کے گمان ہونے کے مطلب یہ ہے کہ انوارِ الہٰی کی ظلمت ایک پوشیدہ لطیفہ ہے کہ سالک آخر کار اس نُور تک جا پہنچتا ہے، اور آپ کو شروع ہی میں اس کا نظر آنا عالمِ مثال کی تمثیل میں استعدادِ قوی کی خوشخبری ہے۔

یہ واقعات اور ان کے جوابات جو لکھے جا رہے ہیں، ایک الگ کاغذ پر نقل کر کے رکھ لیں۔

شبِ برات کا دیکھنا، یہ مطلب رکھتا ہے، کہ حساب سے چھٹکارا دے دیا گیا ہے، سُورج کے کم دکھائی دینے سے مراد یہ ہے۔ کہ اس میں بعض مکروہ اور

Marfat.com

بعض مُباح داخل ہو گئی ہیں۔

گھوڑے سے مراد نسبتِ قلبی ہے، اور قبلہ رُو ہونے سے مطلب قوّتِ ایمانی ہے، اور دریائے نُورِ وحدت ہے، جو قریب سے قریب تر آرہا ہے تاکہ گھیرے۔ گھوڑے کے پانی پینے کا مطلب نفع بخش نظر نہیں آتا، یہ جذبِ غیبی ہے کہ اس میں اختیار نہیں۔

آپ کو جو خوف آتا ہے، وہ اس خاکی جسم کا تقاضا ہے، جس نے رُوح کے حکم کو قبول نہیں کیا اور جو وحدت کے سمندر میں اپنے آپ کو سپرد نہیں کرتا۔ اور جو دنیا میں تمہیں نُور کا احاطہ نظر آتا ہے، وہ تمہاری تسلّی کے لیے ہے۔

وہ نُور جس میں دھواں ملا ہے، یہ معنی رکھتا ہے کہ سائے کے مراتب ہیں اور حقیقت کا ظہور سائے کے لباس میں ظاہر ہو رہا ہے اور صاف نُور کا معاملہ ابھی دُور کی بات ہے ؎

تو مباش اصلا، کمال اینست بس　　　گم شدن گُم کن وصال اینست بس

(ترجمہ) کمال بس یہی ہے۔ کہ تو قطعاً کچھ نہ رہے، وصال بس یہی ہے کہ تو گُم ہو جائے اور اپنے آپ کو گُم کردے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو ہدایت دے، اور اپنے فضل و کرم سے مراتبِ ظلال کی طرف اور اصل اصول کی طرف روز بروز ترقی دے۔

جوابِ واقعہ: یہ سب لطائفِ روحی کے انوار ہیں، جو ان تجلیات کے لباس میں نظر آتے ہیں، اور یہ اس امر کی علامت ہیں، کہ لطائف، جسم کے غبار کے زنگ سے صاف ہو چکے ہیں، جواہرات سے بھرے ہوئے طبق سے مراد، قُربت کے مراتب کا درست ہونا ہے۔ اور عَلَم (پرچم) نشانِ پیر کی علامت ہے جو آگے آگے چلتا ہے اور مرید کا رہبر ہے، تاکہ وہ غلطی سے کسی اور طرف نہ چلا جائے۔

اور غرق ہونے والے آدمی کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ اگر کوئی شریعت کے

Marfat.com

تابع اور سنت کے پیرو کر اس حالت میں دیکھے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مکمل طور پر فنافی اللہ ہے اور اگر گاہے گاہے دیکھے، تو معاملہ وسط میں ہے۔ دوسرا یہ کہ اگر وہ شخص بدعتی ہے۔ اور شرع کے خلاف چلتا ہے، تو یہ اس کی مکمل گمراہی اور کامل محرومیِ سنت کی علامت ہے الغرض اگر ان واقعات سے پہلے اور بعد میں تضرع و زاری ہے، اور غیر حق کی خواہشات کی نفی ہے۔ تو یہ رحمانی ظہورات ہیں، اور اگر اس سے پہلے یا بعد میں دل میں پراگندگی اور اندیشوں کی کثرت ہے، تو ایسے انوار سے دست کش ہو کر استغفار کرنا چاہیے کہ ان سے غیر رحمانی (شیطانی) باتوں کی خبر ملتی ہے۔ "ان کو سنا دو، کہ میرا داؤ بڑا سخت ہے" اللہ تعالیٰ نے اسی دوسرے گروہ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ پس اس تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ ظلمت و نور میں سے جو کچھ نظر آئے، اُسے شرع کے ترازو پر تولنا چاہیے۔ اور غافل لوگوں میں شمار نہیں ہونا چاہیے۔ اور یہ نورانی اور دوسرے واقعات اچھے ہیں، لیکن ہر واقعہ کے ظہور سے پہلے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں سر جھکا دینا چاہیے۔ اور کسی واقعہ کا انتظار یا اس کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہیے۔ البتہ اگر یہ خود بخود ظہور فرمائیں، تو نور بخش ہیں۔

مکتوب : ۱۰۰

واقعات کے جواب میں۔

پہلا واقعہ کہ رحمتِ الٰہی کا پانی حق کا ذکر کرنے والے شخص کے دل اور جسم پر گراتے ہیں، اس امر کی علامت ہے کہ یہ آبِ رحمت، جو دائیں طرف سے آتا ہے اور زمین پر نہیں گرتا، بلکہ تمام کا تمام بدن میں چلا جاتا ہے۔

دوسرے واقعہ کا جواب۔ یہ ایک نورانی خلعت ہے، جو میرے وسیلے سے تمہیں

Marfat.com

عطا ہوتی ہے۔ اور تمہارے سر پہ باندھتے ہیں۔ اور وہ نُورِ سفید لطیفۂ رُوحی کا نُور ہے کہ اس کے ظہُور سے شہُود کے سامنے محو ہو جاتا ہے، اور بدن پر دانوں کا گرنا جواہر کی طرح ہے کہ ان کی تاثیر سارے بدن میں ہوتی ہے۔

تیسرے واقعہ کا جواب یہ ہے۔ کہ کبوتر نفس ہے، جو اس شکل میں ظاہر ہو کر فریفتہ کرنا چاہتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ کی مدد تمہارے شاملِ حال ہے، حقیقت باپ کی صُورت میں ظاہر ہوئی ہے، اور تمہیں اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنے کی تعلیم دیتی ہے تاکہ تم زینتِ نفس کے دھوکے میں نہ آجاؤ۔

چوتھے واقعہ کا جواب کہ پہاڑ پر چڑھ رہے ہو، عرُوج و ترقی کی خوشخبری ہے، اور راستے میں پتھر کا حائل ہونا ذکر کا چھوٹ جانا ہے، اور ان چیزوں کے بعد دُوسری چیزوں کا ظہُور یعنی پہاڑ کو پھاڑنا اور نُور کا ظاہر ہونا رفعِ قبض اور نُور کے ظہُور کی علامت ہے، اور پتھر کا اڑنا عرُوج کی رکاوٹوں کے دُور ہونے کی علامت ہے۔ اور اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

پانچویں واقعہ کا جواب بَین بَین ہونا چاہیے۔ نماز کی رعائت کی وجہ سے ہر اختیار مختارِ حقیقی کے پاس ہے، اس لیے اگر بے خودی کے عالم میں رکُوع و سجُود کی خبر نہ رہے، تو اس نماز کی قضا دُوسری نماز کے وقت ادا کر لینی چاہیے۔

دُوسرا جواب یہ ہے، کہ آپ نے واقعہ میں فرمایا ہے کہ میں عاشق کو قتل کر رہا ہوں، چھری کا ظاہر ہونا اور اس کا قبُول ہونا، تمہارے مرتبہ عشق کی تصدیق کرتا ہے۔ ظاہری طور پر بھی اور باطنی طور پر۔

تیسرے واقعہ کا جواب بہت خوب ہے۔ یہ شرع کی پیروی کی خبر ہے۔ اور نبیؐ کا حکم دینے کی کوشش کے قبُول ہونے کی علامت ہے اور نفس و شیطان کے علم سے حفاظت اور رسالت پناہؐ کی طرف آنے اور عقیدے کو یاد رکھنے کا نشان ہے۔

Marfat.com

اور پتھر کے اندر سیر کرنا، تصرف اولیا کا نمونہ ہے۔

دوسرے واقعہ کا جواب اللہ کی جناب میں گریہ وزاری اور نیازمندی کی حقیقت، پانی کی طرح ہے، جو موتی بن بن کر آنکھوں سے ٹپکتا ہے اور چونکہ جو پانی زمین پر گرتا ہے، وہ ضائع اور برباد ہو جاتا ہے، اس لیے یہ عاشقوں کی آنکھ کا پانی جسم میں غرق ہو کر ہر عضو کو نورانی مدد پہنچاتا ہے اور سستی اور کاہلی کو باہر نکال پھینکتا ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔

ایک اور واقعہ کا جواب نورٌ پر نورٌ، لطیفۂ قلبی سے ظہور فرماتا ہے اور کشتی غیبی امداد ہے کہ اس سے دریا کی مسافت آسانی سے طے ہو جاتی ہے اور ہر طرف سے اللہ تعالےٰ کے حضور میں لاتے ہیں، اور جو کچھ حق کے خلاف ہوگا، اسے سینے میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ "نہ آنکھ چندھیائی، نہ حد سے تجاوز کیا" کو شاملِ حال جانیں۔ اس واقعہ سے کثرتِ انوار اور غیبی واردات کی خبر ملتی ہے۔ ترقی کی امید رکھیں۔ ؎

تو مباش اصلا، کمال ایں است و بس　　　گم شدن گم کن وصال ایں است و بس۔

(ترجمہ) کمال بس یہی ہے کہ تو قطعاً کچھ نہ رہے۔ وصال بس یہی ہے کہ تو گم ہو جائے اور اپنے آپ کو گم کر دے اسی لیے چاہیے کہ ہر خلافِ شرع بات کو نقصان وہ سمجھیں۔ صحیح بات یہی ہے کہ جو کچھ بھی نقش و کیفیت حاصل ہو، اللہ تعالےٰ کو اس سے پرے سمجھیں، اور اس کی نفی میں کوشش کریں اور جیسا کہ پہلے لکھا گیا تھا، فی الحال اخلاص و یقین و عشق کے اسی طریقہ پر قائم رہیں۔ چونکہ معاملہ سابقہ کی طرح پیروی شرع ہے اس لیے یہ بھی عروج و ترقی کی بشارت ہے۔ فی الحال اسی قدر سمجھ لینا چاہیے کہ جس واقعہ کی تاویل سمجھ میں نہ آتی ہو اور مشکل ہو، اُسے ضرور لکھ بھیجا کریں اور اپنا زیادہ تر وقت مراقبہ میں گزار لیں۔ جس واقعہ کی سمجھ نہ آئے اُسے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ واقعہ کا جواب نیک

Marfat.com

بشارت ہے۔ وہ ظلمت و غبار جو نفسِ سفلی کی وجہ سے دل پر جمع ہوگیا تھا، رحمت کے پانی نے اسے دھو ڈالا ہے اور دل کو صاف کر دیا ہے۔ تاکہ دل میں وسوسے پیدا نہ ہوں۔ اچھی بشارت ہے۔ مبارک ہو۔

واقعہ کا جواب اچھا ہے۔ دل جمعی سے اپنے کام میں مشغول رہیے۔ یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور بڑا فضل کرنے والا اور عظمت والا ہے۔ یہ نعمتیں آپ کی استعداد کی خوبی کو ظاہر کرتی ہیں۔ حضور پُرنور اس مقام پر دوسروں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ آپ کے لیے شروع میں اللہ کی تعریف بجالاتے ہیں اور اپنے آپ کو ہر طرح سے حضور کے سپرد کر دیتے ہیں۔ تمام دنیا حضور پرنور کے سامنے اس طرح گم ہو جاتی ہے جیسے ستارے آفتاب کے سامنے، اور حضور اپنے آپ کو اس طرح محو کر دیتے ہیں، کہ اپنی ہستی درمیان سے اُٹھ جاتی ہے۔

دوسرے سوال کا جواب، کہ عاشقوں کا دل خواب میں بھی بیدار رہتا ہے یہ ہے:۔ مسجد سے مراد اللہ تعالےٰ کا قرب ہے۔ اور آخر کار سالک کا قرب اپنی اصل سے ہو جاتا ہے، اور باپ سے ملاقات سے مراد اپنی اصل سے ملاپ ہے، اور باپ کی مہربانی سے مراد اُس ملاپ کا حاصل ہے۔ اور جب کوئی شخص اپنی اصل سے مل جاتا ہے، تو اس وقت حجاب اٹھ جاتا ہے، اس مقام پر حجابات کا مقصد حضور محض ہے۔ بے حجاب اور محو ہو جانے سے مراد بالکل اصل رنگ میں رنگا جانا ہے۔

اور دو فقیر جو راہ میں دیکھے گئے، وہ دربان ہیں، جو بیگانوں کو روکتے ہیں جب وہ راستہ عبور ہو گیا، تو ان سے یگانگی پیدا ہو گئی۔ اور پاؤں کھینچ لینے سے یگانگی کا پتہ چلتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے ان دو کو مہربان پایا اور اپنی خصوصیت بیان کی، کیونکہ انہوں نے ایک دوسرے سے نیکی کی بات کی اور کہا کہ ایک کی خاطر اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں، اور اُمید دلائی، تاکہ ہمت سے اس راہ کو طے کریں۔ یہ اللہ تعالےٰ

Marfat.com

کا فضل ہے۔ جسے چاہتا ہے، اُسے عطا کرتا ہے۔

اور واقعہ کا جواب جاننا چاہیے، کہ تلوار کو ڈاکوؤں اور کافروں کو ختم کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ چونکہ سلوک کے راستے میں شیطان ڈاکو ہوتا ہے۔ اور اس کو ختم کرنے کے لیے سالک کی ہمّت بلند ہوتی ہے، جو نفس اور شیطان کے کسی فریب سے بھی ترقّی سے نہیں رُکتا۔ اور ہمّت کی تلوار سے نفس اور شیطان کے ہر فریب کو ختم کر دیتا ہے۔ چنانچہ ایک عزیز نے ڈاکوؤں سے جہاد کرنے والوں کی تعریف کرتے ہوئے انہیں صاحبِ ہمّت قرار دیا ہے، اور یہ خوشخبری ہے کہ اس واقعہ کے مالک کی فطرت میں ہمّت رکھ دی گئی ہے تاکہ وہ حرص و ہوا کو کاٹ کر رکھ دے۔

اور وہ جو برہنہ تھا، اس سے مُراد اضطراری ہمّت ہے۔ جب قُربت کے مرتبہ میں ترقّی کی، تو اسے ہمّتِ اختیاری دی گئی۔ اور غلاف سے مراد اس مقام پر سالک کے اختیار کا غلاف ہے تاکہ ہمّت سے کام لے، اور غلط طور پر خرچ نہ کرے ہے

رونقِ عہدِ شباب است اگر بُستاں را ۔۔۔ می رسد مژدۂ گُل بُلبلِ خوش الحاں را

مشو اے بُلبل ایمن تو خود از بادِ خزاں ۔۔۔ کہ نیاید فرح از رونقِ گُل، مُرداں را

(ترجمہ) اگر باغ میں عہدِ جوانی کی رونق ہے، تو سریلی بُلبل کے لیے پھول کی خوشخبری ہے۔

اے بُلبل تو اپنے آپ کو خزاں سے محفوظ نہ سمجھ، کیونکہ مرجانے والوں کو پھولوں کی رونق سے کوئی فرحت حاصل نہیں ہوتی۔ جیسا کہ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا گیا، "مت اِتراؤ، کیونکہ اللہ تعالےٰ اِترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا"۔

Marfat.com

مکتوب : ۱۰۱

سوال : فیض اللہ بیگ لاہوری کی طرف سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے. خداوند کریم کی مہربانی سے، اور حضرت کی برکت سے ہر طرح دل جمعی ہے. حضرت جی کے فضل و کرم سے اُمید ہے، کہ اس خاکسار کی ترقی کے لیے آپ اپنی ظاہری اور باطنی توجہ فرمائیں گے. آپ سے بات پوشیدہ نہ رہے، کہ

(۱) حالتِ مراقبہ میں کئی واقعات دیکھنے میں آتے ہیں. میں ایک روز مراقبہ میں تھا کہ سُوتی کپڑا لایا گیا، اور میرے لیے کُرتہ سیا گیا. اس کی تعبیر لکھیں.

(۲) نیز اکثر مراقبہ کی حالت میں قبلہ گُم ہو جاتا ہے، اس کی تعبیر کیا ہو گی؟

(۳) ایک اور دن جب میں مراقبہ میں تھا، تو ایک مور میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا. وہ مور بے حد خوبصورت تھا. اس کے چند بچّے بھی تھے. اتنے میں ایک جانور آیا اور اس کا ایک بچہ اٹھا کر لے گیا. مور ہوا میں اڑا اور جانور کے پنجے سے اپنا بچہ چھین کر لے آیا اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ مور کس طرح اتنی جلدی اڑا اور جانور کے پنجے سے اپنے بچے کو چھڑا لایا. ابھی میں اس واقعہ پر تعجب ہی کر رہا تھا. کہ کیا دیکھتا ہوں کہ چھ یا سات مور ہیں اور ان کے کئی بچے ہیں. اس کی تعبیر لکھیں.

(۴) ایک روز میں رسالت پناہؐ کی طرف توجہ کیے ہوئے تھا کہ میرے دل نے یہ آواز سُنی. کہ حضورؐ تشریف لاتے ہیں. زیادہ دیر نہ گزری تھی، کہ سیام کی طرف سے کئی شعلے اٹھے. اس وقت مجھے ایک باغیچہ نظر آیا، جو نُور سے معمُور تھا. اسی اثنا میں رسالت پناہؐ میری طرف تشریف لائے اور انہوں نے مجھ سے مُلاقات کی.

(۵) ایک اور دفعہ میں مراقبہ میں تھا، کہ مجھے ایک بہت بڑا عَلَم دیا گیا. اس کا سرا آسمان تک پہنچتا تھا. میں ہر ایک کو کہتا پھرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے

Marfat.com

بہت بڑا جھنڈا دیا ہے۔ اس پر ایک شخص نے مجھے کہا کہ نوابوں کے پاس علم ہوتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے تو یہ جھنڈا اللہ تعالےٰ نے دیا ہے اور نواب تو اپنا جھنڈا خود بنایا کرتے ہیں۔ براہِ کرم اس کی تعبیر فرمائیں!

جواب: فیض اللہ بیگؒ کو واقعات کی تعبیر میں لکھا گیا۔

فقیروں کے دوست مرزا فیض اللہ بیگؒ کی خدمت میں سلام۔ آپ کا خیریت کا خط، جس میں واقعات درج تھے، موصول ہوا۔ میرے مشفق یہ تمام واقعات تجلیاتِ الٰہی کا ظہور اور روحانی ترقیات کو ظاہر کرتے ہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ دل میں تضرّع اور فقر کی حالت طاری ہو، اور خوشی و مسرت محسوس ہو۔

پہلے واقعہ کی تعبیر حق تعالےٰ کی طرف سے انعام و نوازش کی علامت ہے۔ کرتہ کے لباس سے مراد تقویٰ کا عطا کیا جانا ہے دوسرے واقعہ کی تعبیر یہ ہے کہ اپنے آپ کو گم کرنا مقدمۂ فنا کی نایافت ہے، اور اس کی بشارت تقویٰ ہے۔

تیسرے واقعہ کی تعبیر یہ ہے: خوش نما اور دلکش موروں کا آنا مختلف قسم کی تجلیات ہیں، جو حق تعالےٰ کی جامع صفات کے ظہور سے، ہر صفت میں اپنی خصوصیت کی وجہ سے جلوہ نما ہے۔ ان کے بچوں سے مراد تجلیات میں مزید نسبت اور ترقی ہے۔ کیونکہ بعض صفات جمادات کی طرح ہوتی ہیں کہ ان میں نشو و نما نہیں ہو سکتی۔ اور وہ اسی مرتبہ پر انحصار رکھتی ہیں، جبکہ بعض نباتات کی طرح مزید ترقی کی مقتضی، اور مفصّل سیر کو پہنچانے والی ہوتی ہیں، اور بچے کو لے جانا جو ترقی میں رکاوٹ ڈالنے کے مترادف ہے، شیطان کا کام ہے، لیکن چونکہ ان اہل تجلی کی استعداد میں ترقی کا تقاضا ہے، اس لیے وہ فعل، جو رکاوٹ کی وجہ ہے صاحبِ واقعہ سے ظاہر نہیں ہوتا۔ اس لیے شیطان کا منصوبہ کامیاب نہیں ہوتا۔

چوتھے واقعہ کی تعبیر یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا آغاز آنحضرت

پر اعتقاد و خلوص کا کمال ہے؟

شاید کہ تیرے رب کی رحمت تیری سچائی کے مطابق تجھ پر چھا جائے، اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا سبب بن جائے۔

اور اسی طرح ظلمت کے مقام سے ترقی، تجلی کی نشان دہی کرتی ہے اور بزرگی کے مراتب کی طرف لے جاتی ہے۔ اور بام کی طرف سے شعلوں کا اٹھنا، اس فقیر کی نا اہلی کے باوجود سلسلۂ نقش بندیہ کے انوار کی بدولت ہے۔ اللہ تعالےٰ اُن کے اسرار کو پاک کرے اور علم کی نمود، ولایتِ محمدیؐ کے عَلَم کے ماتحت ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سلاطین و امرا کے جھنڈوں کو آنحضرتؐ کی ولایتِ نورانی کے علم سے کیا نسبت؟ یہ جوہرِ نفیس ہے، جبکہ وہ ایک حقیر سی ٹھیکری۔ الغرض ان تمام مشاہدات سے اپنے باطن کو خالی کر کے قوتِ متخیلہ کو حق تعالےٰ کی جنابِ بے کیف کی طرف متوجہ کرنا چاہیے، اور جو کچھ نظر آئے، اس پر اللہ کی حمد کرنی چاہیے اور اسی کی طرف مشغول ہونا چاہیئے اور قلب و نفس کی عدم تفریق کی وجہ سے جو فرحت و لذت حاصل ہوتی ہے، اسے باہر نکال دینا چاہیے، اور حضورِ حق میں زاری کرتے رہنا چاہیے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے، اُسے دیتا ہے۔

مکتوب : ۱۰۲

فیض اللہ بیگؒ کے نام جس میں مُبتدی اور منتہی کو تعلیم مراقبہ دی گئی اور عادات سے دُوئی کو دُور کرنا، کہ یہی حجاب ہے، سکھایا گیا۔

خواجہ فیض اللہ صاحبؒ کی طرف سے ایک گرامی نامہ ملا جس میں چند عجیب واقعات کا ذکر سنا اور ان کی تاویل طلب کی گئی تھی۔ ان واقعات سے آپ کی استعداد معلوم ہوئی جس میں کئی کمالات پوشیدہ ہیں۔ حق تعالےٰ واقعات سے نظر آتا ہے۔

Marfat.com

چنانچہ میں نے اپنی ناقص عقل کے مطابق ہر واقعہ کی تاویل و تحقیق لکھ بھیجی جو مطالعہ میں آچکی ہوگی۔ محض واقعات پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے، بلکہ بہت کوشش کرنی چاہیے تاکہ محبوب کا نظارہ آئینۂ عالم کے واسطے کے بغیر حاصل ہو سکے۔

دُوسرے عزیزوں، بالخصوص چھوٹے بھائی کو، جو اس طریقہ میں شامل ہے، سلام پہنچائیں، اور یارانِ محفل کو بھی سلام کہیں۔ مراقبہ کیا کریں۔ آنکھیں بند، پاؤں کھلے مراقبہ کریں۔ مراقبہ کے دو درجے ہیں ایک درجہ مراقبۂ سالک اور دوسرا درجہ مراقبۂ مُنتہی، سالک کا مراقبہ اغیار کے دخل اور مزاحمت کو دُور کرتا ہے اور مُنتہی کا مراقبہ سینہ و دل سے دخلِ اغیار کی تیرگی کو دُور کرتا ہے۔ اس سے اغیار کی مزاحمت کے بغیر وہ مطلوبِ حقیقی کی حضوری حاصل کرتا ہے، حتیٰ کہ تمام ظاہری اور باطنی حواس مطلوبِ حقیقی کی حضوری و موجودگی پر متفق ہو جائیں ع شاہی بارگاہ میں سوائے جلال کے اور کچھ نہیں رہتا۔ چنانچہ ایک بزرگ نے فرمایا ہے ؎

چنداں بروایں رہ کہ دوئی برخیزد | در ہست دوئی برہروی برخیزد
تو او نشوی ولے اگر جہد کنی | جائے برسی کز تو توئی برخیزد

ترجمہ: اس راہ پر یہاں تک چلتا جا، کہ دوئی ختم ہو جائے۔ اگر دوئی ہوگی بھی، تو ہر طرح سے ختم ہو جائے گی اگرچہ تو وہ نہیں ہو سکتا، لیکن اگر تو کوشش کرے۔ تو ایسی جگہ ضرور پہنچ جائے گا کہ تو خود ختم ہو جائے۔

بہترین بات وہ ہے، جو مختصر اور مدلل ہو۔

مکتوب : ۱۰۳

حضرت پیر بنوری کی تحقیق کے مطابق نفسانی و شیطانی خطرات کے بیان میں۔

Marfat.com

پیر دستگیرؒ، اللہ ان کے راز کو پاک کرے، کی تحریر سے معلوم ہوا کہ خیال و اندیشہ یا تو نفس کا کام ہے یا شیطان کا کام۔ جب تک دِل غالب نہیں ہوتا، دل کا نُور، اندیشہ کے بعد تمیز نہیں کرتا کہ یہ اندیشہ باہر سے آیا ہے یا نفس سے پیدا ہوا ہے۔ اس کو مکرُوہ سمجھا جاتا ہے، اور اسے باہر پھینک دیا جاتا ہے۔ جب تک دل غالب نہیں آتا۔ نفس اور شیطان اپنے کام میں لگے رہتے ہیں، اگرچہ اندیشوں کی کثرت کی نسبت جمعیّتِ خاطر کم ہوتی ہے، لیکن جب دل کا نُور تمیز کر لیتا ہے کہ یہ اندیشہ شیطان کی طرف سے ہے، یا نفس کی طرف سے، اور اسے مکرُوہ سمجھتا ہے، تو اس کا سارا وبال ان دونوں پر پڑتا ہے اور اس شخص کی طرف منسوب نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی معلُوم ہو گیا کہ عناصرِ اربعہ میں عدم اعتدال کی وجہ سے یہ دونوں دشمن دخل دیتے ہیں۔ اور اگرچہ عناصرِ اربعہ کا اعتدال پر رہنا کمال پر موقوف ہے، لیکن دل کا نُور اس کے آنے کے بعد اس کی حقیقت سے واقف ہو جاتا ہے، اس لیے اسے مکروہ سمجھنا چاہیے۔ اور دِل کے نُور کو اس سے کوئی تعلق نہیں رکھنے دینا چاہیے اور اس سے بیزار رہنا چاہیے۔

حضرت کی تحریر سے معلُوم ہوا، کہ کمال سے پہلے اور بعد بھی اندیشہ آتا رہتا ہے، لیکن کمال کے بعد اور جب تک عناصرِ اربعہ میں اعتدال ہو، قدم آگے نہیں بڑھایا جا سکتا۔ اور ناقص مقبُول نہیں ہو سکتا۔ اور جب دِل کے نُور سے تمیز ہو جاتی اور دُشمن کا خطرہ و اندیشہ معلُوم ہو جاتا ہے، تو اسے مکرُوہ سمجھتے ہیں، اگرچہ اس کا روکنا ممکن نہیں، لیکن اس کے تابع نہیں ہو گا۔ جب یہ معلُوم ہو گیا تو پھر اس خیال سے کہ میں کاملوں کی طرح کیوں نہیں، تاکہ اندیشہ ہرگز دل میں داخل نہ ہو، پریشان نہیں ہونا چاہیئے اور مجاہدہ کرتے رہنا چاہیے۔ جب تک کہ اللہ چاہے۔ تمام کام اپنے وقت کے پابند ہوتے ہیں،" چنانچہ اس خیال سے دل کو تسلّی دے لینی چاہیے کہ اکثر

Marfat.com

لوگ اندیشوں سے مغلوب ہو کر خود اندیشہ بن جاتے ہیں، اور اسے پسند کرتے ہیں کہ دل کا وہ نور جو تمیز کر سکتا ہے، ابھی ان میں ظاہر نہ ہوا ہوتا۔ اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ دل کے نور سے تمیز پیدا ہو گئی ہے اور دل اندیشہ کو اندیشہ ہی سمجھتا ہے۔ اپنا مقصود نہیں سمجھتا۔

مکتوب : ۱۰۴

اللہ تعالےٰ ایمان لانے والوں کا دوست ہے، وہ ان کو تاریکی سے نکال کر اپنی قدرت کے کمال سے نور کی طرف لے جاتا ہے۔ اور وہ اس کے کمال قدرت سے امید کرتے ہیں کہ وہ نور سے نور کی طرف عروج بخشے گا۔ اور اس کا حصول شیخ المشائخ عبدالقادر نقش بندیہ کے کمالِ توجہ کے طفیل ممکن ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں اس مدد اور تقویت کی جزائے خیر دے۔ اور سلام ہے ان کے ہم نشینوں اور نزدیکیوں پر، اور اس میں یہ دعا بھی شامل ہے۔

مکتوب : ۱۰۵

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

حق تعالےٰ کے پاک نام سے، اس بے بضاعت کی طرف سے، اس جامعِ علوم پیر و مرشد کے نام، جو اللہ کی مشیت سے حکمتِ دینی کے رہبر و رہنما ہیں سلام۔ دعا کرتا ہوں کہ اس پیاسے کا سرمایہ تنقید و دلیل کے مرتبے سے گزر کر ان مظہر عجائب کی توجہ سے تحقیق تک پہنچ جائے، اور وہاں سے بسہولت آگے نکل جائے۔ اور یہ بات اللہ تعالےٰ کے لیے کوئی مشکل نہیں، اور ان کے ہم نشینوں کو سلام اور اس میں یہ دعا بھی شامل ہے اور میں آپ سے قربت رکھنے والوں سے دعائے خیر

کی اُمید رکھتا ہوں۔

فائدہ:۔ "وہ اللہ ہی ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں"۔ صاحبِ بصیرت لوگوں کے ضمیروں سے یہ بات پوشیدہ نہیں، کہ اہل ظاہر کی اصطلاح میں جو ولایتِ عامہ سے واقف ہیں، خدائے باطل کی نفی کرنے والی یہ آیت آفاقی ہے۔ کیونکہ کافروں نے سورج، چاند اور تاروں کو مستحقِ عبادت سمجھ کر ان کے لیے خدائی آداب اختیار کر رکھے ہیں۔ حالانکہ ان کے بے استطاعت ہونے کے بارے میں تھوڑا سا غور کرنے سے بھی پتہ چل جاتا ہے، اور اس کام کے لیے کوئی زیادہ مجاہدے کی ضرورت نہیں، اور ولایتِ خاص کے لوگوں کے نزدیک کثرت کا وجود، بلکہ کثرت کا ثبوت، خدائے باطل کے اعتراف میں شامل ہے، چنانچہ اس ولایت میں آیت کریمہ میں کثرت سے تعلق کی نفی کی جاتی ہے، یہاں تک کہ اُس صاحبِ ولایت کی ذات وصفات کو بھول جانا، اس علمِ نسیاں کے نسیان سمیت ضروری ہے، بلکہ وہ کثرت کے مراتب میں عینِ وحدت کو پاتے ہیں، بلکہ کثرت کو عین وحدت سمجھتے ہیں۔

اور یہ حالت فیضِ عام کے ظہور کے غلبہ سے حاصل ہوتی ہے۔ چونکہ ایسے شخص کی نظر میں کثرت، وحدت کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہے اور غلامی کے دائرے سے نکل کر خدائے باطل کے حکم میں داخل ہو جاتی ہے اور جب سالک کی نظر میں کثرت، آدمی کی توفیق کے مطابق وحدت کا حکم اختیار کر لیتی ہے اور وحدت کا نور ہر شخص کثرت کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے، تو اس پابندی سے تعلق توڑنا مجاہدات واقعی بلکہ خصوصی فضل سے تعلق رکھتا ہے، یہاں تک کہ اس طریقے سے عارف کا جوش وخروش اعتدال کی حد پر آجاتا ہے۔ اور غلامی کا وہ داغ جو قلتِ بصارت کی وجہ سے پوشیدہ ہوتا ہے، ظاہر ہو جاتا ہے، اور غلبہ

Marfat.com

کا وہ غبار، جو دل کی بصیرت پر پڑ گیا ہوتا ہے فضلِ اخص سے مٹ جاتا ہے۔ سمجھ لو کہ یہ وہ بندہ ہے، جو اللہ تعالےٰ کا خالص بندہ ہے اور وہ عبد اور معبود میں تمیز کر سکتا ہے اور وہ ولایتِ اخص سے اس طرح تعلق رکھتا ہے، جیسا کہ کوئی دوسرا ولایتِ خاص سے تعلق رکھتا ہو۔ پھر وہ غیب پر ایمان لانے والا بن جاتا ہے اور ترقی کر کے مرتبۂ شہادت و شہود و کثرت پر پہنچ جاتا ہے، اور کوئی پردہ نہیں رہتا۔ اور یہ تحقیق شدہ بات ہے۔ لیکن چونکہ ابھی اس کا وصل توجہ سے وابستہ ہوتا ہے، خواہ یہ توجہ بے کیفی کی ہو، اس لیے اس کا تعلق توجہ کے ذریعے خدائے باطل کے تعلق کی حیثیت رکھتا ہے، اور جب ایسے شخص کی توجہ بے کیفی کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہے، تو اس توجہ کو قطع کرنے کے لیے مجاہدے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جب توجہ ختم ہو جائے، تو اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا۔ وہ "عبدہٗ" رہ جاتا ہے اور اس کا تعلق ولایتِ خاص الخواص سے ہوتا ہے، اور یہ ولایتِ انبیا ہوتی ہے، ہمارے نبیؐ اور تمام نبیوں پر درود و سلام ہو۔ اس موقع پر یہ شخص حقیقی شرک کے تمام اثرات سے آزاد ہو جاتا ہے، اور وہ ایمان بالغیب والا مومن بن جاتا ہے، جیسا کہ کوئی اور مومن ایمان بالغیب والا ہوتا ہے اور وہ ان لوگوں میں سے ہو جاتا ہے، جن کے حق میں کہا گیا ہے کہ "علما انبیا کے وارث ہوتے ہیں"۔ پس اس فرق میں، جو ولایتِ اربعہ میں ہوتا ہے، جا ملتے ہیں۔ لیکن ابھی حقیقی صفات کا لباس، پاکیزہ ذات کے وصال پر موقوف ہوتا ہے۔ چنانچہ اس دوران میں اس کا تعلق پاکیزہ صفات سے ہوتا ہے، اور چونکہ وہ صفات، جو قائم نہیں ہوتیں، دو پہلو رکھتی ہیں۔ ایک پہلو ذات کی حیثیت سے وجوب کا، اور دوسرا پہلو نفوس کی حیثیت سے امکان کا۔ اس عارف کا تعلق ان نفوس کے ساتھ غالبانہ ہوتا ہے۔ اور اس غلبہ کا سبب خواہشات کی باقی صفات کی خوشبو ہے، اور خواہش اگرچہ

Marfat.com

تھوڑی ہو، لیکن پھر بھی اسے ایک خدائے باطل کا درجہ دیا جاتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے "کیا تم نے اس شخص کو دیکھا، جس نے اپنی خواہش کو خدا بنا لیا تھا" اس لیے اس خواہش سے قطعِ تعلق کرنا اور اس ذاتِ جامع کی طرف ترقی کرنا، اخص الخواص سے وابستہ ہوتا ہے۔ اس میں مجاہدہ کو کوئی دخل نہیں۔ اور جب یہ مرتبہ مل جاتا ہے تو یہ محض اللہ کا فضل ہوتا ہے اور وہ خود اطاعت کے ذریعے کمالاتِ نبوت سے جا ملتا ہے۔ لیکن اس شخص کو بُت نہیں کہا جا سکتا۔ جب اس آخری مرتبہ کے بارے میں تحقیق کی جائے، تو معلوم ہوگا کہ یہ حق سبحانہٗ کے فضل و کرم سے عام نبیوں کے انوارِ نبوت میں سے ایک حصہ ہے، جو ہمارے نبیؐ اور ہمارے نبیؐ کی پیروی میں دُوسرے انبیا کے درمیان فرق کو ظاہر کرتا ہے۔ ان تمام انبیا پر سلام و دُرود۔ پس معلوم کیجئے، کہ تمام انبیا اور اولیا اس ذاتِ جامع سے ملنے والے ہیں۔ لیکن ہمارے نبیؐ کی نسبت، حصُولِ ذات کی طرف سے ہے، جس میں صفات کی طرف تھوڑا سا میلان ضروری ہے، اور یہ تھوڑا سا میلان تھوڑی سی خواہشات کی وجہ سے ہے، اور اگر یہ خواہشات اباحت و عزیمت کے مرتبے تک ہیں، تو اس کے کٹنے کی متقاضی ہیں، اور یہ شانِ عزیمت ہمارے نبی اکرمؐ کے ساتھ مخصوص ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے۔

"اے اللہ ہمیں حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خصوصیات سے ان کی تھوڑی سی متابعت کی برکت سے سہولت بخش۔"

مکتوب: ۱۰۶

میاں الہ دینؒ کے سوال کے جواب میں

اللہ تعالےٰ کی صفات کے فیض کا ظہور عام و خاص ہے، اور اس کے ظہورِ عام

Marfat.com

کا رُخ خاص طور پر مظہر کی طرف ہے ، جس طرح انسان کی صفات مثلاً سُننا ، دیکھنا ، بات کرنا وغیرہ کو حق تعالےٰ کی صفات کا فیض کہتے ہیں ۔ لیکن ہم اُنہیں صفاتِ حق نہیں کہتے ، صفاتِ انسانی کہتے ہیں ۔ اور ظہُور خاص میں ان کا تعلق اللہ تعالےٰ سے جوڑتے ہیں ۔ اسے انسانی صفت نہیں کہا جاسکتا ، جیسا کہ کلامِ حق کی صفت میں ، جو متعدد کتبِ آسمانی میں ظاہر ہوا ہے اور حرف و آواز کے لباس میں سامنے آیا ہے ۔ ان سب کو ہم کلامِ حق کہتے ہیں ۔ اور حقیقت اس طرح ہے کہ انسان کو جو صفات ملی ہیں ، ان کے فیض سے ان کا ظہُور انسان کی صفت کا فیض قرار دیا گیا ہے ، جس طرح کہ انسان کا بات کرنا ، اور دیکھنا ، اور انسانی علم وغیرہ اور ان دوسری صفات کا یہی ایک پہلو ہے ، جو کلام کی صفت کے خلاف ہے ، کیونکہ یہ صفت دو طرح سے ظہُور میں آتی ہے ۔ ایک عام اور ایک خاص ۔ عام صفت کے ظہُور سے انسان میں کلام کی صفت پیدا ہوتی ہے ، اور اس سے وہ کلام کرتا ہے صفت کا یہ ظہُور اور کلام کرنا انسان سے منسُوب ہے ۔ بشر کے کلام کو ، جو کلامِ حق کا مظہر ہے ، ہم کلامِ حق نہیں کہتے ۔ کیونکہ بات کرنا انسانی صفت ہے اور انسانی کوشش سے تعلق رکھتا ہے ۔ حرف اور آواز انسان کی کوشش اور حصُول سے حاصل ہوتے ہیں ۔ اور ظہُورِ خاص کی بدولت اُن آسمانی کُتب سے ، جو انبیا علیہ السلام پر نازل ہوئی ہیں ، حق تعالےٰ کلام کرتا ہے ، یہ کلام حرف و آواز کے لباس میں ہے ، اور اس لباس میں جو کلام میں مدعا کی شکل میں ہے ، نورانی حرف و آواز ہے ۔ اس میں مخلُوق کی کوشش کا کوئی حصّہ نہیں ، بلکہ حق تعالےٰ نے اپنے کلام کو کسی واسطہ کے بغیر حرف و آواز کے لباس میں ظاہر کر کے اسے اپنی طرف منسوب فرمایا ہے ۔ جیسا کہ سورہ یوسف میں فرمایا ، ہم آپ کو بہترین قصہ سناتے ہیں ۔ اور اگرچہ شہُودِ اوّل مخلُوق کے واسطہ کے بغیر ہے ، لیکن اس جامعہ شہُودیہ

کے مرتبے کو حق تعالےٰ نے ہرگز اپنی ذات وصفات نہیں فرمایا، بلکہ مخلوق فرمایا کہ ہماری مخلوق ہے اور جو کچھ ذات وصفات میں سے پہلی مخلوق موجود ہے، اُسے حق تعالےٰ کی ذات وصفات نہیں کہتے، بلکہ اسے ذات وصفات کا فیض کہتے ہیں۔ جیساکہ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ دنیا میرے نُور سے ہے اور مَیں اللہ کے نُور سے ہوں، یعنی اپنے آپ کو ذات اللہ نہیں کہا، بلکہ نُور اللہ کہا۔ اور اس طرح عالم کو اپنا نُور کہا، اس طرح مَیں دُنیا کے ہر انسان کو حضرت کی ذات یا نُور نہیں کہتا، بلکہ نُور کا فیض کہتا ہوں۔ سوائے کلامِ مطلق کے کہ اس کو ظہورِ خاص کی صفت جیساکہ اُوپر ذکر کیا گیا، مخلوق حرف وآواز کے لباس کے باوجود ذات حق کا کلام کہتا ہوں۔ اور یہ نسبت صفتِ کلام کا محض خاصّہ ہے، جو صفات کے فیض کی طرح، فیضِ عام سے مستفیض ہے اور فیضِ خاص سے دُوسری صفات کے فیض سے ممتاز ہے۔ جو محض کلام نفس سے ظاہر ہے اور کسی بھی صفت کو اس معاملہ میں شرکت نہیں۔ اس بات کو میں زیادہ وضاحت سے کہتا ہوں کہ فیضِ عام سے ہر صفت، صفت کی ایجاد اور انسان کی صفات میں سے ہے اور اس صفت کے ذریعے انسان خود عالم کی بنیاد اور کلام کرنے والا ہے۔ اور انسان کی یہ صفت کلام کرنے کا باعث بنی، اور انسان کے کلام کی حیثیت پس کلام کرنا ایک اضافی بات ہے۔ اور حق تعالےٰ اپنے فیضِ خاص سے نفسِ مدعا کے لباس میں خود بخود کلام کرتا ہے جبکہ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم مظہرِ خاص ہیں۔ اور نُورانی حرف وآواز کے لباس میں حضرت جبرئیل مظہر ہیں۔ اس تکلّم میں کلام کی صفت نہ غیر ہے نہ کوئی غیر متکلم ہے۔ کلام کرنے والا خود اپنے نفس سے کلام کرتا ہے، پس اس طرح حق تعالےٰ کی صفاتِ کاملہ کی توحید کے شہودِ اوّل کا فرق ظاہر ہو گیا۔ ان کا خلاصہ انسانی حقائق ہے، اور اس مقامِ حقائق پر انسانِ کامل یعنی

Marfat.com

آنحضرتؐ کی حقیقتِ انسانیہ اور انسانوں کے حقائق شہودِ اول میں درج ہیں۔ اور شہودِ ثانی میں تمام انسانوں کے حقائق ہیں، جن میں سے ہر ایک انسان کے رُوح اور جسم پر حاوی ہے، اور اس نے خارج میں مفصل ظہور کیا ہے، بالخصوص اس اثنا میں ہر ایک کو مقررہ اوقات پر رُوح اور جسم کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ اس مقام پر روح اور جسم کی جامعیت پر وہی حقیقت ایک نشان پر موجود ہوتی ہے، اور اس مقام پر روح اور جسم کے اسرار خصوصیت خاص سے مقررہ اوقات پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ابدالآباد تک رہتے ہیں۔ اسرار کے ظہور کا یہ معاملہ اس دوسری جامعیت کی بدولت واقع ہوتا ہے۔ اہلِ جنت کے لیے جنت ہیں اور اہلِ دوزخ کے لیے دوزخ ہیں۔

شہودِ ثانی کے بعد ہر وہ حقیقت جو اس شہود میں ہوتی ہے، اپنی خاصیت کے ساتھ ظہور میں آتی ہے اور آتی رہے گی تاہم یہ تمام ظواہر، واجبی اعتبار سے ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن ہر حقیقت دُوسری حقیقت سے جُداگانہ ہوتی ہے تاہم اس فیض کے ذریعے جو رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے، یہ حکمت بالغہ سے فیض یاب ہیں اور کسی کو بھی اس سے گریز نہیں۔

مکتوب: ۱۰۷

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

آپ کا گرامی نامہ جس میں کئی معانی و اسرار مع چند سوالات درج تھے وصول ہوا، اور اس کے مطالعہ سے شرحِ صدر حاصل ہوئی لیکن چونکہ اس مکتوب میں بعض عبارات حضرت پیر دستگیرؒ کے طریقۂ احسنیہ کی اصطلاح کے مطابق نہیں، اس لیے ان کی تحقیق میں عرض خدمت ہے۔ کہ ان کی ثابت شدہ تحقیق کے مطابق عالم کو موہُوم

Marfat.com

کہنا غلط ہے۔ کیونکہ عالم کی موجودگی صفتِ حقیقت کے اظہار کے لیے ہے نہ کہ صفت موہُوم کے لیے۔ اور جو لوگ عالم کے عدم استقلال کے پیشِ نظر اسے موہُوم کہتے ہیں۔ اور ہر لحظہ اسے تیزی سے موجُود و موہوم دیکھ کر اس پر اس بات کا اطلاق کرتے ہیں، وہ یہ نہیں دیکھتے کہ موجُود ہونے اور معدوم ہونے کے دونوں پہلوؤں میں سے ایک پہلو بھی موہوم نہیں، بلکہ وجُود کے پہلُو سے اپنے وقت پر حقیقی وجُود ہے۔ اسی طرح عدم کا پہلو اپنے وقت پر حقیقت کا وجُود ہے، اور وجُودِ عالم سے مراد، وجود کا پہلُو ہے نہ کہ معدُوم کا پہلو ان دونوں میں بہت فرق ہے۔

چنانچہ اس لیے ہم وجُود کے پہلو کو جو حقیقت کا عالم ہے، جانتے ہیں لیکن یہ غیر مستقل اور ہر لحظہ متبدّل و متغیّر ہے، ہم جانتے ہیں، کہ یہ تغیّر و تبدّل حقیقی ہے، وہم نہیں اس لیے تغیّر و تبدّل وہمی نہیں۔ پس جس پر دو واقعات گزر سکتے ہیں، وہ وہم کیسے ہو سکتا ہے یہ عجیب تحقیق ہے۔ کہ جانتے ہیں کہ یہ شہُود و غیب دُوسرے مرتبے میں مطلق ہے، تاکہ اس شہُود میں صفتِ حقیقی کا ظہُور ہو۔ اس لیے شہُود جو حقیقت کا مظہر ہے، کس طرح وہم ہو سکتا ہے۔ اور چونکہ استقلال لازم نہیں، اس لئے اگر اسے وہم کہیں، تو ضرُوری نہیں کیونکہ اس کا تغیّر و تبدّل صاف صاف عدم استقلال کی نشان دہی کرتا ہے، اس لیے ہم عالم کو حقیقی کہتے ہیں۔ اور عین تغیر وتبدّل میں جو نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ وہ بھی وہم نہیں ہوتے۔ نکات و خلاصہ کی کتابوں میں غور کریں، تاکہ اُن کی اصطلاحات سے واقف ہو جائیں، دوسرا یہ کہ آیت کریمہ "ملتِ ابراہیم کی پیروی کرو" کو پیشِ نظر رکھو۔

میرے عزیز، آنحضرتؐ اگرچہ تمام مخلُوقات میں سے افضل اور تمام انبیاء کے سردار ہیں، اور اصل میں ان کے شہُودِ اوّل کی تخلیق سے علوم و معانی اُن کے

Marfat.com

حصّے میں دیئے گئے ہیں، لیکن ان کی اطلاع وقت مقررہ پر رکھی گئی ہے جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے خلافت کے طریقے سے علوم و معانی کے حساب سے، جو رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا حصہ ہیں، شہودِ اوّل میں اپنے مرتبۂ مخصوصہ میں ظہور فرمایا ہے۔ اور جامعیت مذکور کو ملّتِ ابراہیمی سے منسوب فرمایا ہے اور دُوسرے انبیا کو بعض کمالات و معانی کے حساب سے خلافِ ظلیّت رکھا ہے۔ اور ایک منفرد ملّتِ جامع پیدا کی ہے، اور اس جامعیت و انفرادیت کے مطلب کی اطلاع اللہ تعالےٰ کے علمِ حقیقی پر موقوف تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا "ہم نے تجھے وہ علم دیا، جو تو نہیں جانتا تھا"، نیز یہ بھی فرمایا "اور ہم نے تجھے نادار پایا اور پھر مال دار کر دیا" اور جب آپ کے ظہور کا وقت آیا اور آپ ظاہر ہوئے، اور بشریّت کے تقاضے کے مطابق لباس کا تقاضا یہ تھا کہ حضرتِ عیسٰیؑ کی ملّت کو اختیار کرتے لیکن چونکہ ان کی جامعیّت کا سرچشمہ ملّتِ ابراہیمی تھا، اس لیے ان کی پیروی پر مامور ہوئے، تاکہ اس کے مطابق جامعیت کے تمام مرتبے وضح کریں اور مرتبۂ تفصیل پر جلوہ نمائی کریں اور "وَاتَّبِعْ" (پیروی کر) کا لفظ معاملے کو آگے بڑھانے کے لیے ہے تاکہ جامعیّت کی تفصیل کے مرتبے کو حاصل کیا جا سکے۔ ورنہ حقیقت میں مقدمہ جامعیت کی تفصیل کے تحت ہے اور مقدمہ سے مقصود تفصیل ہے اور جب تم نے اسے سمجھ لیا تو یہ بھی سمجھ لو کہ حضرت ابراہیمؑ اور ہمارے نبی کریمؐ پر درُود شریف ان کے مقدمے کی شان کی وجہ سے ہے۔ اور ہمارے نبیؐ پر ان کی شان اور جامعیت، جو کہ اصل مقدمہ ہے کی وجہ سے ہے اور مقدمہ سے مراد اس کا اجمالی ظہور ہے، اور نبوّتِ ابراہیمی تو اپنی انتہا کو پہنچ گئی، لیکن ہمارے نبی کریمؐ کی نبوّت یوم قیامت تک قائم رہے گی۔ اور اسی طرح ان پر قیامت کے دن تک درُود شریف رہے گا۔ اور امّتِ مُسلمہ پر لازم ہے کہ وہ اپنے نبیؐ کے حق میں، اُن کی شان کی بلندی

Marfat.com

اوران کی دلیل کی جامعیت کی وجہ سے قیامت تک درود شریف پڑھتے رہیں۔

مکتوب: ۱۰۸

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

اللہ تھا، اور اس کے سوا کوئی نہ تھا۔ اللہ کی ذات ظاہری کمال کی صفات کی جامع ہے اور اس کی ہر صفت اس کے مخصوص حُسنِ ازل، جس میں مظاہر سے بے نیازی بھی شامل ہے، کے مظاہر کا تقاضا کرتی ہے، پس اس نے اللہ کی قدرت کو غیب الغیب میں ظاہری وجود کی جہت کی تخصیص سے دو فعلوں کی تصحیح کے ساتھ دیکھا، کسی نے بھی اس کی موجودیت کے اوقات کو جس طرح وُہ چاہتا تھا، نہیں جانا۔ جس طرح اس کی ہر صفت اپنے تقاضے سے پہلے علم سے متعلق ہے، اس طرح اس کے ساتھ علم کا تعلّق ہے اور یہ مرتبۂ غیب الغیب ہے، یہ ایک مخفی خزانہ ہے اور یہ حقیقتِ عالم ہے، جو کہ اس حیثیت سے مقدّر ہے، اور مرتبۂ تقدیر میں وجودِ علمی نہ کہ تقدیری کے نام سے معروف ہے، اور خارج میں اصلی اعتبار سے موجود نہیں۔ جب اللہ تعالٰے نے ارادہ کیا، کہ وہ موجود ہو، تو پھر اس نے غیب الغیب کے مرتبے سے تعلّق کا ارادہ کیا۔ صفتِ تخلیق اللہ تعالےٰ کی پیدا کردہ ہے، جو اوّلاً مجموعی اعتبار سے منظورِ محض ہے اور یہ جامع ظہور ہے، جس کی ترتیب میں اطلاقی طور پر تمام صفات شامل ہیں۔ اب یہاں وہ ایک ایسی مقدور اور معلوم و موجود ذات ہے، جو کسی شے میں نہیں، سوائے ایک شئے کے، اور اس مرتبہ کو دو ناموں یعنی معلوم، اور مُراد سے موسُوم کرتے ہیں اور مقدور تعلّقِ قدرت کی وجہ سے ہے۔ اور اس کے ساتھ ارادہ و علم ہے، اور مخلوق و موجود،

Marfat.com

تخلیق وایجاد کے تعلق کی وجہ سے ہے، جب یہ پوچھا جائے، کہ عالم کی حقیقت کیا ہے، تو جواب میں کہا جائے گا، کہ یہ اللہ تعالےٰ کی ان صفات کے تقاضوں کا ظہور ہے، جو پوشیدہ تھیں۔ اور جو عین پوشیدگی میں دنیا کے خارج کے ابتدائی اوقاتِ مقدرہ میں ظہور کے لیے مطلوب و مراد و معلوم تھیں۔ اور نورِ محمدی کی تفصیل نکات میں مذکور ہے اور یہ طریقۂ احسنیہ کے بانی کی روشنی اور تحقیق سے حاصل کیا گیا ہے، کیونکہ ہمارے پیر و مرشد کے نزدیک اللہ تعالےٰ کی صفات، ذات واجبی کی طرح ظاہر ہیں۔ اور ظاہر کی ظاہریت تحصیلِ حاصل کو دہرانا ہے۔ بلکہ غیب الغیب میں ضمنی تقاضے خارجِ دنیا میں اس ثواب و عذاب سے بلاشبہ و نادیل، تعلق کے ظہور کا تقاضا کرتے ہیں، اور صوفیائے کرام، جو اہلِ ولایتِ خاصہ ہیں، کے نزدیک صفات عین ذات ہیں، اور ذات اضافات سے خالی ہے، اور صفات علم واجبی کے مرتبہ کے سوا، ذات سے علیحدہ ہیں، اور ان کے نزدیک تجیز دو طرح کا ہے، اجمالی اور تفصیلی۔ پہلے کو وحدت، اور دوسرے کو واحدیت کہا جاتا ہے۔ نیز وہ کہتے ہیں کہ پہلا عکس اجمالی ہے اور دوسرا عکس تفصیلی ہے، اور دوسرے کو اعیانِ ثانیہ کا نام بھی دیتے ہیں، اور بعض دوسرے کو صورِ علیہ کا نام بھی دیتے ہیں۔ اس مرتبۂ ثانیہ کو حقیقتِ عالم اور عالمِ انعکاس بھی کہتے ہیں۔ یہ دوسرا مرتبہ ظاہری وجود میں نور کا آئینہ ہے، اور اس تحقیق میں ثواب و عذاب مشکل ہے، سوائے دور از کار تاویلوں کے، جیسا کہ اہلِ سکر کی شان ہے، اور اسے علمی اعتبار سے حق اور عالم سے خارج قرار دیتے ہیں، اور انہیں اس سلسلے میں کوئی شبہات واقع نہیں ہوتے، جیسا کہ "تقابل الصفات فی نکات الاسرار" میں ذکر ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نزدیک عالم کی حقیقت اللہ تعالےٰ کی ان صفات کا عکس ہے، جو عدم کے

Marfat.com

کے آئینے میں ہیں۔ اور عالم اس کے وجود کا فیض ہے، جو ان تمام سایوں اور عدم کے ساتھ اور وجود اور صفت کی حیثیت سے، وہم کے مرتبہ میں ہے، اور وہم کا یہ مرتبہ صانع کی ایک قسم کی صفت سے پیدا ہوا ہے، جسے دُور نہیں کیا جا سکتا، یہاں عذاب و ثواب کا ترتیب پانا، تاویلات سے بیان کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ان نکات اور تحقیقات کے درمیان فرق کو معلوم کیجئے۔ اہلِ بصیرت کے نزدیک ان کی اصل ایک ہی ہے۔

مکتوب : ۱۰۹

حضرت صوفی بلندؒ کی طرف لکھا گیا۔

شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے، حمد و ثنا کے بعد محبِ صادق، طالبِ حق اور بلند ہمت کی خدمت میں سلام پہنچے۔ آپ کا شفقت نامہ ملا۔ جس میں حضرت کی عبارت کے بعض نکات کی شرح کے بارے میں استفسار کیا گیا ہے۔ ہم بے مایہ کو اتنی جرأت کہاں، کہ وہ کلام جو مرتبۂ خلافت سے تعلق رکھتا ہو، اسے بیان کریں۔ اور اپنے خیال سے اس حقیقت کے متعلق لکھیں۔ چنانچہ کہا گیا ہے کہ وہ بزرگ خلافت و نبوت تک پہنچنا آسان نہیں سمجھتے۔ لیکن جو کچھ بزرگوں سے سُنا ہے اور جو کچھ مری ناقص سمجھ میں آیا ہے، اُسے بیان کر دینا چاہیے۔ جان لیجیے کہ ولایتِ خاصہ میں علم کے ذریعے پہنچنا اور اس سے فیض یاب ہونا معلوم الکیف اور ولایتِ اخص میں علم کے ذریعے پہنچنا حضوری ہے۔ لیکن اس علم میں سے تھوڑا سا باقی رہتا ہے۔ اور اس کا حاصل مجہول الکیف ہوتا ہے۔ چنانچہ پہلی توجہ میں معلوم اور دوسری توجہ میں مفقود ہے، اور ولایتِ انبیا کے کمالات میں علمِ حضوری تک پہنچنا حصول کی بو نہ

Marfat.com

رکھتا ہے۔ لہٰذا اس مقام پر یافتِ مطلوب، ادراک کی یافت کے بغیر ہے۔ اس کے
برخلاف مرتبۂ اخص، جو توجہِ خفی کے ذریعے بھی معلوم ہو جاتا ہے، جیسا کہ توجّہ
خفی کی شان ہوتی ہے۔ پس یہ اصل سے ملنے والا اللہ کے علم کے ساتھ اللہ کے
علم کے حضور میں حاضر ہوتا ہے۔ اور چونکہ یہ مرتبہ، توجہ معدوم کا ہے، عرفان
بھی غیر موجود ہوتا ہے، کیونکہ عرفان علمِ حصولی سے تعلق رکھتا ہے اور اس مرتبہ
پر یافت بلا ادراک بھی تحقیق شدہ ہے۔ اور چوں کہ علم ازلی کے ساتھ حاضر ہے،
علم کا جاننا ضروری ہے۔ پس حق علم سے معلوم ہے اور اس کے سوا نہیں۔ یعنی
نہ اہلِ ولایتِ خاصّہ کی طرح، کہ وہاں معلوم، حصول کے طریقے سے ہوتا ہے اور نہ
ہی اہلِ ولایت اخص کی طرح کہ وہاں معلوم مجہول الکیف ہوتا ہے اور ولایتِ انبیا
میں، یہ اگرچہ معلوم ہے، لیکن مجہول الکیف نہیں۔ بلکہ معدوم اور معدوم الکیف ہے۔
چنانچہ حضرت رح نے یہ جو فرمایا ہے کہ معلوم، ہیچ نہیں، نہ محصول تو مجہول کے معنی کو
ظاہر کرتا ہے، اور مشیّتِ معلوم معدوم الکیف ہے اور یہ امامت کا مرتبہ ہے
جو علم کے حضور میں حاضر ہے، اگرچہ وہ واصلِ اصل ہے، لیکن واصلِ صفات بھی
ہے، اور ابھی وصولِ ذات میں صفت کا حصول ہے اور یہ جو فرمایا ہے "معلوم ہیچ
نہیں، نہ محصول نہ مجہول۔ اور اللہ تعالٰی کی، جیسے تعریف کی جاتی ہے، مجہول الکیف
ہے لیکن معلوم بلا کیف ثابت ہوا ہے۔ اور انبیاءؑ کے کمالاتِ نبوت میں سے
اسے حصہ حاصل ہے، کیونکہ ذات، اپنی ذات کے ساتھ حاضر و علیم ہے اور علم
اس کی قابلیتِ ذاتیہ ہے، اور ولایتِ انبیاءؑ کے مقام پر علم کے ساتھ حاضر ہے،
اور علم کے ساتھ حاضر ہونا گویا، ایک زائد صفت، صفتِ علم، کے ساتھ حاضر
ہونا ہے، اور یہ صفت زاید یہ عجیب معلوم ہوتی ہے اور ذات کا اپنی ذات
کے ساتھ حاضر ہونا، قابلیتِ ذاتیہ کے علم کا محقق ہونا ہے اور یہ اس پر زائد نہیں

Marfat.com

اور جب ذاتی طور پر حاضر ہو اور تعلق معلوم ہو تو یہ علم ہے، چنانچہ "معلوم" کچھ نہیں جیسا کہ مرتبۂ ولایت میں ہوتا ہے کہ علم حاضر ہے اور بے کیفی کی معلومیت موجود، اور مرتبۂ نبوت میں کہ ذات خود حاضر ہے اور معلومیت غیر متحقق۔ معلومیت تین اقسام کی ہوتی ہے اور مرتبہ خلافت میں اس کا آنا متحقق ہے۔ کیا حق اور کیا غیر حق، کمالِ خلو موجود ہوتا ہے۔ خلو غیر حق سے ظاہر ہوتا ہے، اور حق یعنی مرتبۂ خاصہ واخص سے جو کچھ ملتا تھا، اُسے حقیقی حق سے جا ملنا چاہیئے، اور عرفان کے مرتبے سے آگے نکل جانا اور ادراک کے ماحصل کو پا لینا، ولایت انبیا میں پسندیدہ ہے، اور یہ اللہ کا فضل ہے۔ اور خلافت میں بہتر طریقے سے حاصل ہوتا ہے۔

اور جو کچھ میاں محمد شریف (اللہ انکے راز کو پاک کرے) نے فرمایا ہے، تو جاننا چاہیے کہ یہ معلومیت کی نفی حضرتِ ذات کے حصول میں علم کے ظہور کی بدولت ہے۔ نہ کہ وجودِ علم کی راہ سے، یعنی جو کچھ حضور و ظہورِ علمی میں معلوم ہوتا ہے اُس کا خود حضورِ ذات پر اطلاق نہیں کیا جا سکتا: تاہم صفتِ وجودِ علم کے قابل ہونی چاہیے۔

میرے عزیز، سوالات کے تتمہ کا جواب اس عبارت میں درج کر دیا گیا ہے، اسے غور و فکر سے سمجھ لو اور اسے اسی طرح یاد کر لو۔ اسی تھوڑے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

مکتوب: ۱۱۰

فضیلت پناہ شیخ خان محمدؒ وغیرہ کے جواب میں تحریر کیا گیا۔

اوّل و آخر سب تعریف اللہ کے لیے ہے، آپ کی ذات بابرکات ہمیشہ سیدھے راستہ پر رہے۔ سوالات اور روایات کے مطالعہ، نیز اللہ تعالےٰ کی کمالِ قدرت

Marfat.com

کے بیان میں مسودہ تصنیف، اور اس کے استثنا سمیت جو اس کی قدرت میں ہے، کا ملاحظہ کرنے سے پوری حقیقت واضح ہو گئی، اور ان دوستوں کی زبان سے بھی جو استفتاء لے کر آئے تھے، آپ کی خواہش و طلب معلوم ہو گئی، تاکہ اُسے پورا کیا جائے۔ اس فقیر کے خیال میں حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ جس شئے کو قُدرت کے تحت دینا، قادرِ مطلق کے کمال میں نقصان ہو، اسے قُدرت کے تحت دینا غلطی ہے، چنانچہ اللہ تعالےٰ کی ذات وصفات اور اس کے عدم ممتنع الوجود میں، جو باری تعالےٰ کا شریک ہو، اگر اس کے ماننے سے اللہ تعالےٰ کی ذات وصفات کو نقصان نہ پہنچے، تو بعض حالات میں محض قبول، جیسا کہ ممکنات ہیں۔ اور بعض حالات میں سکوت جیسا کہ محال عقلی باتوں میں، اور اس کا علم اس علام الغیوب پر چھوڑ دینا چاہیے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا جا سکتا اگر اس بات سے اہلِ مجلس کی تسلی ہو جائے، تو ٹھیک ہے ورنہ آپ خود دانا ہیں، کسی اَور کی ضرورت نہیں۔

مکتوب : ۱۱۱

مذکورہ بالا بزرگ کے نام ہی تحریر کیا گیا۔

سب تعریف اللہ کے لیے، اور سلام اس کے برگزیدہ بندوں پر۔ آپ کے نوازش نامہ کے موصول ہونے سے گمان وقیاس واضح ہو گیا، ہر مبتدی اور متوسط اپنے کمال سے جو کچھ حاصل کرتا ہے، اُسے ظاہر کر دیتا ہے۔ ولایتِ عالیہ کی انتہا تحصیل علم کے ذریعے اجتہاد کے درجے تک ہے، اس ولایت کے کمال کے لیے جمعیتِ باطن شرط نہیں ہے۔ اگر جمعیت مل گئی، تو اس مرتبہ کے مناسب ہے۔ اور ولایتِ خاصہ کے سایہ کی انتہا، انوارِ روحانی کا سایہ ہے، اور روحانی کمالات کا ظہور اور اس کا آرام ظاہری، باطنی اور نوری تجلیات بین ہے۔ اس کا پالینا اس

Marfat.com

پر منحصر ہے۔ اگر تجلیات کے ظہور میں توقف ہو جائے، تو وہی وقت بے آرامی کا ہے اور وہ نور کو بعید سمجھتا ہے اور اہلِ ولایتِ خاصہ کے وصل کی انتہا انوارِ نفس کا ظاہر ہونا نیز مراتب ارواح کا پالینا ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ شیوخ نے فرمایا کہ میں تیس سال تک خدا کی جگہ روح کی پرستش کرتا رہا۔ اگر اللہ تعالےٰ کا فضل میری دستگیری نہ کرتا، تو اس ہلاکت خیز مقام سے نجات پانا محال تھا۔ اور اُن کا کاروبار شہود سے متعلق ہے۔ اور ان کے اکثر بلکہ تمام معارف بے شہود اور بے آرام ہیں، اور ان کا کچھ حاصل نہیں، ان کا اکثر یہ کہنا ہے ؎

دمے بے حق زدن محض این گناہ است — بخود مشغول بودن کفرِ راہ است

ترجمہ (حق کے بغیر ایک سانس بھی لینا محض گناہ ہے، اپنے آپ میں مشغول رہنا، راہِ حق سے ہٹ جانے کے مترادف ہے۔)

شہود کے مقام پر غیریت کا ثبوت دینا اُن کے نزدیک کفر اور زندیقی ہے، اور اس مقام پر ان کی منزلِ مقصود، اپنے مطلوب سے مل جانا ہے۔ اور ان کا وصل وصلِ تلبیس ہے، یعنی تلبیس کے بغیر، انہیں اپنے مراتب نہیں ملتے۔ اور اہلِ ولایت کی آخری منزل ملائے اعلیٰ ہے، جو انوارِ روحانی کے مراتب سے پرے ہے۔ اور اس کی معرفت محسوساتِ خمسہ سے بہت آگے ہے، اور شریعت کی زبان سے بڑھ کر جو بات کی جائے، ہرگز پسندیدہ نہیں ہوتی، اور یہ اس حد تک ہے کہ اگرچہ اس مقام پر عرفان مطلوب ہوتا ہے، لیکن ابھی اس کا متعلم بھی موجود نہیں۔ اور اس مرتبے کے لوگ اہلِ جہالت ہوتے ہیں، کیونکہ وہ حقیقتِ مطلوب سے ناواقف ہوتے ہیں اور اکثر کی زبان پر یہ ترانہ ہوتا ہے ؎

عنقا شکارِ کس نشود، دام باز چیں — کانجا ہمیشہ باد، بدست است دامِ ما

ترجمہ عنقا کسی سے شکار نہیں ہوتا۔ اپنا جال اٹھا لیجئے۔ کیونکہ اس جال سے صرف

Marfat.com

ہوا ہی قابو میں آتی ہے۔

اور ان کا وصل، عریاں وصل کے نام سے مشہور ہے، کیونکہ ان کا باطن ظلی، کشفی، نوری اور شہودی حیثیتوں سے خالی ہوتا ہے۔ اور ان کا مقصد ہمیشہ اپنے مطلوب کو نہ پانا ہوتا ہے، اگر ایسے شخص کے باطن میں کشفِ شہودی کی کوئی بو آجائے، تو وہ حد درجے کا انکار و استغفار کرتا ہے اور اس مقام پر حدیث "جب میرے دل میں کشمکش برپا ہوتی ہے......" کا سہارا لیتا ہے۔

ولائیتِ انبیا کے اہلِ کمال کی آخری منزل سایوں سے پرے، اور جہالت سے پاک ہے۔ بلکہ عرفانِ ظلی مفقود ہے اور علم اصلی موجود۔ اپنے آپ میں بے خود ہے۔ لیکن کسی تعریف کے بغیر۔ ایسا شخص عقل کے دائرے اور کشف ظلی سے دور ہوتا ہے۔ اور اشیائے خاصّہ کی حقیقت تک پہنچنے میں یگانۂ روزگار ہوتا ہے۔ اور ایسے عزیز کا وصل یاس سے ہوتا ہے اور اس وصلِ سعید میں نایافت کی حقیقت میسّر ہوتی ہے۔

وصفِ ترا چنانچہ توئی، چوں کنم. بیان   کز ہر چہ در خیال من آید زیادہ ای

ترجمہ: تو جیسا ہے میں اس کا وصف کس طرح بیان کروں۔ کیونکہ جو کچھ بھی میرے ذہن و تصور میں آتا ہے۔ تو اُس سے کہیں زیادہ ہے۔

اہلِ کمالاتِ نبوّت کی اہلیّت کے بارے میں کیا بیان کروں، اور جو کچھ بیان ہوگا، بہت کم آدمیوں کی سمجھ میں آئے گا۔ اور اللہ ہی ہدایت دینے والا ہے۔

شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ متقی لوگوں کے لیے یہ مناسب نہیں، کہ وہ ان لوگوں کے لیے دعائے نجات یا استغفار کریں، جنہوں نے بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کیا ہو، ان کی مثال مُردہ لوگوں یا نشہ بازوں کی ہے یا ان کی، جو دُوسروں کا مال جان بُوجھ کر یا ظلم سے ہتھیاتے ہیں، جب تک وہ توبہ

Marfat.com

نہ کرلیں اور اصلاح نہ پالیں۔ بے شک اللہ بخشنے والا ہے۔ وہ امور کے بعد آسانیاں پیدا کرتا ہے "جس طرح کہ وہ ظلم کرتے تھے، اور آپ ان کو بخشنے والے تھے۔"

مکتوب : ۱۱۲

بحقائق آگاہ محمد نافع کے تیئیس تسمیہ کے سوال کے جواب میں۔

شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔

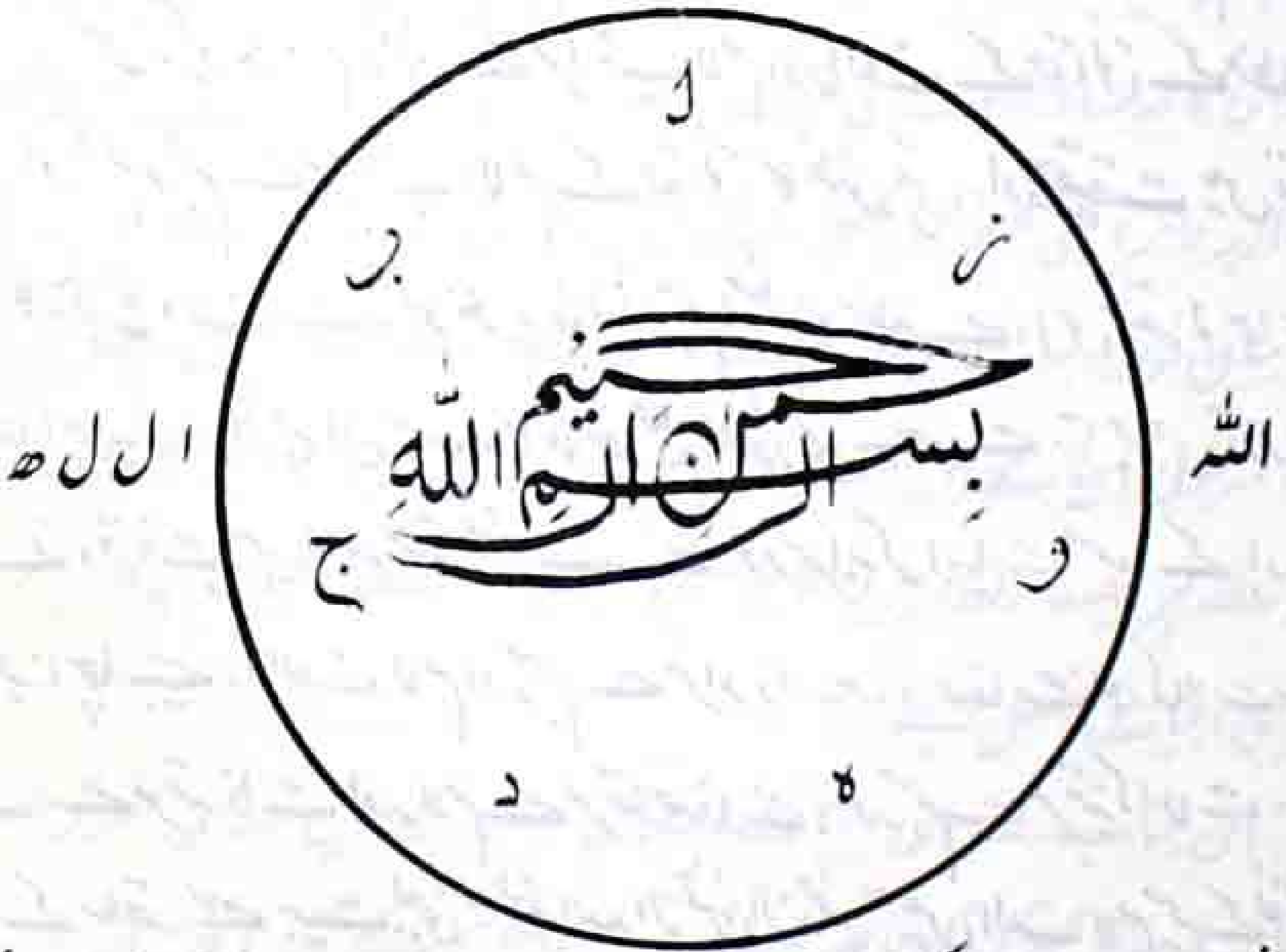

(ا) چشمۂ اول میں جو "لام" کی طرف ہے، تین سو اسماء، جو زبور میں درج ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) رحمٰن کے نام کے اسرار کتبِ انبیاء میں ایک ہزار ہیں۔ اور ان کے علاوہ چار اور مذکور ہیں، جن میں ہمارے نبی ﷺ پر تسبیح کی گئی ہے۔

(ج) رحیم کے نام کے اسرار ایک ہزار ہیں جن کی تسبیح ملائکہ کرتے رہتے ہیں، اور ہر اسم کا تعلق ایک دوسرے کے خط سے معلوم ہوگا۔

Marfat.com

(۴) جبکہ ثانی میں تین سو اسما ہیں کہ اُن کا ذکر انجیل میں ہے اور اللہ کے نام میں چار انبیا کا ذکر ہے۔ ہمارے نبی پر سلام و درود۔

(۵) لامِ ثانی میں تین سو اسما ہیں، کہ اُن کا ذکر توریت میں موجود ہے۔

(۶) اور لامِ اوّل میں قرآن میں مذکور ۹۹ نام ہیں۔ اور یہ تمام اسما پر محیط ہیں۔

(۷) لام کے ساتھ میم کے اتصال سے اسمِ اعظم ملاحظہ ہو کر الف میں تمام اسماء جمع ہیں۔

اور جان لینا چاہیے کہ اسمِ رحیم کے ایک ہزار اسرار بھی الف اور لامِ اوّل مندرج ہیں۔ کیونکہ اسمِ رحمٰن کے مراتب لام اور الف کے حقائق کے مظاہر ہیں، اور اسمِ رحیم کے مراتب، لام کے حقائق کا ظہور ہیں۔ اور حقیقت میں تمام اسما کا رجوع الف ہے، کیونکہ یہ غالباً اسمِ اعظم کا مظہر ہے۔ اس، مختصر کو جا بجا ملاحظہ کیا جانا چاہیے۔ اگرچہ ان سب کا ملاحظہ علمِ حضوری سے ہے: تاہم جس قدر میسر آ جائے، قرأتِ تسمیہ کا ملاحظہ غنیمت ہے۔ دوسرا یہ کہ ابیاتِ تسمیہ کے بارے میں سمجھنا چاہیے، کہ الف، لام اور میم سے مراد ذات، صفات اور کمالات سے الف سے مرتبۂ ذات اور لام سے مرتبۂ صفات، اور میم سے مرتبۂ کمالات۔ اور اس کے ساتھ پہلے بیت یعنی "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" میں الف لام میم کے نقطۂ تدویر میں (گولائی) میں ذات کا بیان ہے، اور نقطہ، اور دائرہ، اور محیط کہ جو لکھا گیا ہے، اطاعتِ ذات کی مثال ہے۔ کیونکہ تسمیہ کہ اس معنی میں الف لام میم کا نقطہ تدویر کہا گیا ہے، اور تدویر کا ذکر محیط کے ساتھ رمز یہ ہے، کیونکہ ذات کا مرتبہ، صفات اور کمالات کے تمام مراتب کا سردار ہے اور دونوں مراتب بے کیفی کے تابع ہیں: چنانچہ نقطہ سردار اور مقدم ہے۔ اس لحاظ سے کہ وہ دائرہ کے وجود اور اس کے محیط کی حقیقت ہے، اور چونکہ تسمیہ اللہ تعالےٰ کی ذات کا مظہرِ کامل ہے، اس لیے تسمیہ (یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) کو کمالِ ذات، کے مظہر کی حیثیت سے

نقطہ قرار دیا گیا ہے۔ اور ان تینوں حروف مقطعات کو اس کے ماتحت کیا گیا ہے۔ کہ سیدھا الف درمیان میں لایا گیا ہے اور دوسرے بیت میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الف لام میم کے محیط کا نقطہ ہے۔ کیونکہ اگرچہ ذات کی نسبت سے کمالات کو مرتبۂ نقطہ حاصل ہے، لیکن کمالات کی نسبت سے خود بمنزلۂ نقطہ ہے۔ اور چونکہ کمالات کو محض پوشیدہ رکھا گیا ہے اور ذات وصفات ظاہر، اس لیے نقطہ سے ذات کو اور محیط سے صفات کو یاد کیا گیا ہے اور محیط کا ارشاد کمالات کی طرف خطاب کرتا ہے اور تیسرے بیت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں الف لام میم کے نقطہ کے دائرہ کا ارشاد کمالات کی طرف ہے۔ اور چونکہ کمالات صفات کے اندر درج ہیں، اور دائرہ بھی نقطہ اور محیط کے درمیان درج ہے، اس لیے کمالات کو دائرہ میں بیان فرمایا گیا اور چونکہ ذات، صفات اور کمالات میں بے کیفی کی نسبت ہے، تینوں ابیات میں الف لام میم لائے گئے ہیں، حالانکہ خصوصیت کے لحاظ سے ہر ایک حرف میں "لاہو" اور "لاغیرہ" سے حضرت جیو قدس سرہٗ کی مراد یہی ابیات مفصل ہے۔

آن جناب نے ان ابیات کے معنی خوب سمجھے ہیں اور اس مختصر کو اس تفصیل کے ساتھ جمع کر کے حاضر ہوتے ہیں۔ چونکہ تسمیہ کے گرد حرف اللہ اور دوسرے اسماء ہیں جن کا تسمیہ میں اشارہ کیا گیا ہے، تین ہزار اسما کا اندراج کیا گیا ہے۔ اس لیے ہر ایک حرف اور اسم پر سے خاص خط کھینچ دیا گیا ہے۔ شاید اس کے دیکھنے سے سمجھ میں نہ آتے۔ اس لیے اس بات کو تفصیل سے عبارت میں بیان کرتا ہوں۔

تسمیہ میں اللہ کا نام ہزار اسماء کا جامع ہے اور یہ چار انبیا یعنی حضرت سرور کائنات، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تمام

Marfat.com

پر سلام و درود) اس نام کی تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ ۹۹ نام جو تمام کے تمام اسمائے قرآنی ہیں الف لام میں درج ہیں۔ لیکن غالباً پہلے لام میں اور تین سو تسبیحی نام، جن کی تعلیم حضرت موسیٰؑ کو دی گئی تورات میں مذکور ہیں۔ اور لام ثانی میں حقیقت کے کمالات ہیں۔ اور تین سو اسماء، جن کی تسبیح کا حکم حضرت داؤدؑ کو دیا گیا تھا، زبور میں بیان فرمائے گئے ہیں۔ چشمہ اول "ہو" کے کمالات۔ حقیقت میں اسم اللہ میں ہیں، جو لام کی طرف ہیں اور تین سو نام، جن کی حضرت عیسیٰؑ تسبیح کیا کرتے تھے انجیل میں درج ہیں۔ اور حروف "ہو" کے چشمہ ثانی میں جو طرف رحمٰن میں ہے، حروف درج ہیں۔ اور چشمہ ثانی کے کمالات حقیقت حروف ہیں۔ اور اسم اعظم الف۔ اور لام اول میں ہے، لیکن غالباً اسم اللہ کے الف میں ہزار درج ہیں، جو اسم اللہ کے بیان میں آئے ہیں۔ ایک ہزار اسماء جو چار مذکورہ انبیاء کو تسبیح کے لیے دیئے گئے، وہ اسم رحمٰن کے اسرار ہیں۔ اور ان کی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں اور ایک ہزار اسم، جن کی تسبیح کی جاتی ہے، اسم رحیم کے کمالات ہیں۔ اور اسم رحمٰن کے مراتب لام اور الف کے حقائق کے مظاہر ہیں، اور اسم رحیم کے مراتب۔ لام اور ہا کے حقائق کے ظہور ہیں، اور تمام اسماء، جو تعداد میں لا انتہا اور ان گنت ہیں، اللہ کے الف سے رجوع کرتے ہیں، جو غالباً اسم اعظم کا مظہر ہے۔

چنانچہ اس تحقیق سے معلوم ہوگیا کہ جو کوئی تسمیہ پڑھتا ہے، بظاہر تمام اسماء کو پڑھ لیتا ہے۔ اندراج کرنے میں اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اضطراراً اور دوسرے جہلاً۔ ہم میں سے بعض عالم ہیں اور بعض جاہل۔ اور یہ فرق مراتب ہر ایک کے لیے ہے، جو یا تو جماعت کی تقلید کے لیے اضطراری طور پر بولا جاتا ہے، یا اختیاری طور پر۔ اور اسی طرح بزرگی کے بھی تعلیم مرشد کی وجہ سے دو مرتبے ہیں۔

Marfat.com

جیسا کہ پہلا نادی امکانی ہے، اور یہ بھی تقلیدی سا ہے، اور ان دونوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یا حضوری بیتری یا علم حضوری کا اطلاق ہوتا ہے، اور یہ عارف ہے جو تمام مرتبوں کا کلام حضور علم سے کرتا ہے، اور نسبت [illegible] تمام اسمائے الٰہی حقیقی طور پر لینا گیتی [illegible] کے [illegible] ہیں۔

آپ [illegible] ہے انتہائی انتظار کے بعد فقیر کو ملا جو کچھ میری ناقص فہم میں آیا اور جو کچھ میں نے حضرت پیر جیو سے سمجھا، اسے پیش کر دیا۔ اس نعمت [illegible] کے لیے [illegible] سے لوگ آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے۔

مکتوب : ۱۱۳

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

اگر سالک نے تمام لطائف [illegible] کی سیر کر لی ہو، اور [illegible] کی حالت کو پہنچ گیا ہو، اور اس کی نظر اوپر کی طرف [illegible] تو [illegible] چاہیے گا کہ اسی طریقے سے دوبارہ نزول کرے [illegible] تفصیل معلوم کرے۔ اگر اس طریقہ کی خصوصیت میں شامل ہو [illegible] تو دوسرے طور پر پانچ روز [illegible]۔ ہر ایک لطیفہ کی سیر کرے، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ کسی لفظ میں مبتلا ہو کر نہ رہ جائے۔ اور اگر اسم ذات کی تکرار میں زبان اور دل کو اس [illegible] کی طرف [illegible] رکھے اور جسے اس [illegible] حاصل کیا ہو۔ تو یقین ہے کہ [illegible] ہو جائے گا۔ اس کے بعد جب اسم ذات کی یادداشت پر پہنچ جائے، تو رفتہ رفتہ اس طرح عروج کرے گا۔ نظر اسم پر [illegible] اور اس کا مطلوب محض بے ایسا ہوگا، تکرار یہ [illegible] نظر اسم پر ہوگی، اور مسمّٰی کو [illegible] نظر رکھے گا۔ اور اسم کی یادداشت [illegible] ہیں۔ نظر اسم سے مسمّٰی کی طرف منتقل [illegible] گی۔ اور جب بے کیفی پر نظر [illegible]

Marfat.com

نظر لطائف سے اٹھ جائے گی، اور اس کا تعلق جسم کے پرے سے ہو جائے گا۔ اور جب یہ جسم سے پرے متوجہ ہو گی، تو پھر یہ نظر روحانی ہو گی۔ اور اگرچہ یہ مراتب بے کیف ہوں گے پھر بھی ایک طرح داخلِ وصل ہو گی، اور اس مرتبہ کو نفسِ ولایتِ خاصہ کے ناموں سے منسوب کیا جاتا ہے، یہ فضلِ خاص ہے۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اسی مقام پر کئی کئی سال گزر جاتے ہیں۔ اگر مرشد صاحبِ اصل ہو، تو اس کو اس مرتبے سے کسی کو توجہ کے ذریعے اور اکثر کو تعلیم کے ذریعے باہر نکال دیتا ہے۔ سالک اس کی تعلیم سے آگاہ ہوتا ہے، اور صاف صاف دیکھتا ہے کہ میرا یہ وصل فی الواقع ظلی وصل تھا۔ اور جہاں تک ہمارے علم میں ہے، اگرچہ یہ تنزیہ معلوم ہوتا ہے لیکن دراصل سایہ ہوتا ہے اور وہ سمجھ جاتا ہے کہ ابھی تک کے بغیر کسی اور میں الجھا ہوا ہوں، اور حق کے فیض سے مرشد کی توجہ خفی سے یا تعلیم جلی سے اس شہود و معلوم کی نفی میں جو ہوتا یا سایہ ہے، کوشش کرتا ہے۔ جو کچھ ملتا ہے، وہ دانش ہے اور حقیقت میں نفی کے تحت "لا" ہوتا ہے۔ اگرچہ نفیِ شہود حاصل ہوتی ہے، لیکن آخرکار ایک طرح بے کیفی کے لباس میں اس کی معلومات میں پوشیدہ ہو جاتا ہے، کیونکہ اس بے کیف نمائی کی وجہ سے وہ اس کا دامن نہیں چھوڑتا۔ جب تک یہ سالک سایہ کی مزاحمت میں مبتلا ہوتا ہے اور اس کی نفی کرنے میں لگا ہوتا ہے، وہ نایافت کا طلب گار ہوتا ہے اور جب اکثر سایوں کی مزاحمت سے فارغ ہوتا ہے سوائے آخری سایہ کے، جو نورانیت کی توجہ کا مطلوب ہوتا ہے، تو اس کو صاحبِ نایافت کہتے ہیں۔ اور وہ صاحبِ ولایتِ اخص ہوتا ہے اور اس پر فضلِ اخص ہوتا ہے۔ پہلے مرتبہ میں متوسط، اور دوسرے میں منتہی اخص۔ یہ مقام برزخ کا ہے۔ جو ولایتِ الخاصیہ اور ولایت خاص الخواص کے درمیان ہے اس مقام پر مرتبۂ نایافت میسر ہوتا ہے، لیکن یافت

Marfat.com

کی حقیقت غیر حاصل ہوتی ہے اور وہ صفات سلبیہ سے وصل کرنے والا ہوتا ہے۔
اور سلب سے کام میں نقصان ہوتا ہے، اگرچہ اثبات سے مقصودِ حقیقی معلوم
ہوتا ہے، لیکن ابھی خاص الخواص کا فضل میسر نہیں ہوتا، اس مرتبہ سے نکل
کر اثباتِ حقیقی تک پہنچا دے۔ ولایتِ خاصّہ میں حصول ظلی ہوتا ہے اور اس
مقام میں حصول خفی، کیونکہ حضوری کا لباس پہن کر سالک اس طرح مستعد ہوتا ہے،
کہ لباس کی حضوری کو بھی نفی میں شمار کرتا ہے، لیکن حضورِ حقیقی سے پوری طرح
باخبر ہوتا ہے ع قلم ایں جا رسید، سر بشکست (قلم یہاں تک پہنچا تھا کہ اُس کا
سر ٹوٹ گیا۔)

دوسرا جواب

تجددِ امثال کے جواب میں، کہ ثواب وعذاب کی خاطر ان کی توجیہات لکھی
گئی ہیں، لیکن ان توجیہات سے کہ باوجود نفس مرنے کے بعد نفس یا ذات کی حیثیت
سے کوئی خبر نہیں دیتا، سوائے اس المتجدد کے، جو مرنے کے بعد متجدد الاوّل کے
علاوہ ہو اور یہ بیان، بیان اللسانی پر مبنی ہے اور چونکہ تجددِ امثال کا مسئلہ مشکل
اور نازک ہے، اور صاحبِ حصول کا ہاتھ وہاں تک نہیں پہنچتا، خواہ متجدد کا
مشاہدہ ہی کیوں نہ ہو جائے۔ اس لیے مشاہدۂ تجدد اور علم کے باوجود اس کی کیفیت
صحیح طور پر اہلِ حق اور اصلی صاحبانِ علمِ حضوری کے سپرد کر دینی چاہیے۔ تجدید پر
اعتقاد رکھنا چاہیے، اور عذاب وثواب اُخروی کا قائل ہونا چاہیے۔ اور اس علم
کیفیت جس کو عذاب وثوابِ اُخروی کا پیدا کرنے والا سمجھنا چاہیے، اللہ تعالےٰ
کے سپرد کرنا چاہیے تاکہ صوفیا اور علما نے ظاہر دونوں کی بات درست شمار ہو۔
والسلام۔

Marfat.com

مکتوب : ۱۱۴

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

خدائے تعالیٰ کی حمد اور اس کے رسول پر درود و سلام کے بعد اور سلام مسنون کے بعد عرض ہے کہ آپ کا شفقت نامہ موصول ہوا۔ اور اس نے اللہ تعالیٰ کی عنایات سے اپنے اور یارانِ محفل کے بارے میں اطلاع دی۔ میرے عزیز! اس فقیر کی طرف ہے اگرچہ وہ ناکارہ ہے اور اس کی وجہ سے فقراء کا نام باعثِ ننگ ہے، یہ سمجھ لینا چاہیے کہ تمام انبیا ذاتِ جامع صفات سے واصل ہیں لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متابعت کی وجہ سے۔ تو اس اللہ کے نام کا الف قابلِ اطاعت ہے۔ اور دوسرے تمام حروف اس کے متبع ہیں۔ چنانچہ قابلِ اطاعت تو الف کے حرف سے اطاعت حاصل ہوتی ہے۔ اور اطاعت کرنے والوں کو باقی حروف کے بارے میں اس لیے جان لینا چاہیے کہ اللہ اسم ذاتی ہے اور رحمٰن و رحیم اسم صفاتی ہیں۔ چنانچہ تمام انبیاء کے وصول کے باوجود اور سب کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہونے کے باوجود بعض کا وصولِ ذاتی غالب ہے۔ ان کو غالباً اسم ذات کے حروف سے حصّہ حاصل ہے۔ اگرچہ انہیں اسم صفاتی کا کچھ حصّہ بھی حاصل ہے، اور یہ نسبت زیادہ تر حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت داؤدؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو حاصل ہے۔ لہٰذا وہ اسم ذات کے ہر حرف کے اسرار سے بہرہ ور ہیں اور چونکہ ان کی نسبت دوسروں کو وصول صفاتی کا حصّہ زیادہ حاصل ہے، اس لیے وہ اسم رحمٰن اور اسم رحیم سے زیادہ بہرہ ور ہیں۔ اور ان کی مبارک کتابوں میں ان دونوں متبرک ناموں کے اسرار کا ذکر زیادہ ہے۔ اسی طرح چونکہ اللہ کے نام کی حقیقت

Marfat.com

متبوع ہے اور دوسرے حروف تابع ہیں۔ اور ذات مقبوع ہے اور صفات تابع، اس لیے مجبوراً ذات، جامع صفات، کا وصول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے میں آیا ہے، اور انکی نسبت سے چونکہ دوسروں کو صفات سے جو تابع ذات، ہیں حصہ ملا ہے، اس لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے وہ صفات سے منسوب ہوئے ہیں، اگرچہ انہیں وصول ذاتی بھی حاصل ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے تین ہزار ناموں کی تفصیل حق تعالےٰ کو ہی معلوم ہے یا حضرت کو اللہ تعالےٰ کی تعلیم خاص کے ذریعے حاصل ہے۔

مکتوب : ۱۱۵

جناب میر محمد کے نام لکھا گیا۔

آپ کے نوازش نامہ سے یہ گنہگار بے حد مستفید ہوا، اور اس ہے مطالعہ نے حیران کر دیا، کہ اس قدر متقی انسان صاحب، فنا لوگوں کے منتقل ہے مرتفع اس کرتا ہے، اور اپنا دقت ضائع کرتا ہے۔ ہم جیسے کم حوصلہ لوگوں کے لیے تو پرُحکمت ہونا چاہیئے تھا لیکن غیبت آمیز بیان سے بہت صدمہ ہوا، بلکہ آپ جیسا صاحب وعدہ شخص جو ستر بار خدا کے ساتھ باتیں کرتا ہو، تو سکوت کو ضرور سمجھ اور وعدہ پر قائم رہنا چاہیے۔ وعدہ کی دو قسمیں ہوتی ہیں، ایک وعدہ الہامی، جو مخصوص ہوتا ہے اور دوسرا وعدہ وحی جو عام ہوتا ہے۔ ہر وعدہ الہامی خاص ہوتا ہے جو عارفوں کے لیے مخصوص ہے اور وہ پورا ہو کر رہتا ہے وعدہ وحی عام ہوتا ہے، ہر ایک کے لیے، چنانچہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے بعض لوگ بعض کی غیبت کرتے ہیں، اور اسکا ترک کرنا جس کا سب کو حکم ہے۔ لازم ہوتا

Marfat.com

چاہیئے ۔ بزرگوں نے فرمایا ہے، زبان تو درکنار اگر دل کے اندر بھی اس کا خیال آئے ، تو وہ بھی ایک مسلمان کی غیبت ہو گا۔ پس قلم اور زبان کی تو بات ہی مشہور ہے ۔ بس اسی پر ختم کرتا ہوں، کہ عاقلوں کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

مکتوب : ۱۱۶

میر محمد جیبو کے نام لکھا گیا۔

معلوم ہونا چاہیے ، کہ حضرت ایشاں کلاںؒ نے اپنے ایک مکتوب میں ، جو قلب کی تحقیق کے بارے میں ہے ، اس کا بیان مختصر طور پر کیا ہے ۔ میں اللہ تعالےٰ کی مدد سے اس کی تعبیر وضاحت سے بیان کرتا ہوں ۔ انہوں نے اس طرح فرمایا ہے ۔ کہ حضرت ایشاںؒ کا دل ایک مرتبہ ہے ، اور اس دل کے دائرے میں چار اور دل ہیں ، دائرہ در دائرہ ، چنانچہ پہلا دل چھ لطیفوں پر مشتمل ہے ، یعنی لطیفۂ نفس اور لطیفۂ قلب تو ہیں ہی ، لطیفۂ روح ، لطیفۂ سرّی ، لطیفۂ خفی ، اور لطیفۂ اخفیٰ بھی ہیں ۔ ہر مذکورہ قلب میں مذکورہ لطائف موجود ہیں لیکن اس قلب میں جو پہلے قلب کے بعد ہے ، تنگی کی وجہ سے لطیفۂ نفس اور لطیفۂ اخفیٰ ظاہر نہیں ، اور تیسرے قلب میں لطیفۂ خفی بھی ظاہر نہیں اور چوتھے قلب میں لطیفۂ سرّی بھی ظاہر نہیں ، اسی طرح پانچویں قلب میں لطیفۂ روحی بھی ظاہر نہیں ، اور یہ آخری قلب ، جسے پانچواں قلب کہا گیا ہے ، سوائے اس قلب کے ، جس کی طرف تمام قلوب ہیں ، کوئی اور دکھائی نہیں دیتا ۔ اور جو کچھ تمام قلوب میں اسرار و روایات کی طرح کا ظاہر ہے ، اس پانچویں قلب میں عارف پر ظاہر ہوتا ہے ، اور اس مرتبہ کو باقی تمام مراتب کی انتہا سمجھا جاتا ہے ، اور اس کی مظہریت کے لائق اور کمال کی مناسبت کے اعتبار

Marfat.com

سے کسی اور شے کو پیدا نہیں کیا گیا، انہوں نے اسے نہایت عمدہ طریقہ سے بیان کیا ہے، تاہم حضرت پیر دستگیر بنوریؒ کی تحقیق کے مطابق اس بیان کی انتہا سے جو پانچویں لطیفہ قلب کے بارے میں ہے اور ولایتِ ملائے اعلے تک جو نبوتِ انبیا کے تحت ہے، ولایت اخص کے نام سے موسُوم ہے، اور ولایت، کمالاتِ انبیا کے بیان کے بارے میں خاموش ہے۔ اللہ ہی اس راز کو جانتا ہے، اور اس کا بیان نہیں ہو گا۔

حضرت بنوریؒ (اللہ اُن کے راز کو پاک کرے) کی اصطلاح کے مطابق قلب چھ ہیں۔ پہلا قلب حقیقتِ انسانی ہے، اور باقی تمام قلوب کی اصل اس کے تحت ہے۔ اور دُوسرے پانچ قلوب، پہلے قلب کے سایہ میں ہیں، اس لئے ولایتِ عامہ کا تعلّق دیکھنے میں قلبِ اوّل سے ہے اور اس قلب اوّل کا ظرف مُضغہ ہے۔ اور ولایتِ خاصّہ کا سایہ اس قلبِ اوّل سے متعلق ہے، اور نفسِ ولایتِ خاصّہ کے صاحبانِ کمال، قلبِ ثانی سے، جس کا ظرف قلبِ اوّل ہے، تعلق رکھتے ہیں اور نفسِ ولایتِ خاصّہ کے اہلِ کمال تیسرے قلب سے تعلق رکھتے ہیں، اور ظاہرِ ولایتِ اخص کے صاحبانِ کمال اس چوتھے قلب تک، جس کے ایک طرف تیسرا قلب ہے، پہنچتے ہیں۔ اور وہاں سیر کرتے ہیں اور نفسِ ولایت، جو ولایتِ ملائے اعلے کے نام سے مشہور ہیں، کے صاحبانِ کمال پانچویں قلب کے لوگ ہیں کہ اُن کے ایک طرف چوتھا قلب ہے۔ اور پانچویں قلب کے لوگ تمام چاروں نچلے مراتب کو طے کر کے اصل کی طرح صاحبِ مرتبہ ہو جاتے ہیں۔ اور چاروں نچلے قلوب کے مراتب حاصل کر لیتے ہیں۔ اور ظلِ تک پہنچ جاتے ہیں، اور پھر نچلے سایوں سے خلاصی پا کر وصل سے وصل تک اور یافت سے نایافت تک پہنچ جاتے ہیں، اور

صاحبِ کمال ہوجاتے ہیں۔ گویا وہ اپنے نچلے مرتبوں سے سو مرتبہ اُوپر اُبھرتے ہیں، اور حصول کی یافت ا سے اس میں کوئی بُو نہیں رہتی، لیکن یافت کے بار جود، توجہ کی بُو باقی رہتی ہے۔ کیونکہ علمِ حضوری کے ظہور کے بعد توجہ سے قطعِ مطلق ضروری ہے۔ اور ایسا شخص نفسِ ولایتِ اخص کا عالی منزلت صاحب ہوتا ہے اور یہ ولایت انبیاؑ کا خاصہ ہوتا ہے، اور علمِ حصولی اور علمِ حضوری کے مرتبے میں برزخ کی طرح ہے۔

اسی لیے حضرت پیرِ دستگیر بنوری قُدس سرّہ نے اس مرتبے کے حق میں فرمایا ہے کہ پوشیدہ توجہ سے وہ رنگ کی طرف متوجہ ہوتا ہے البتہ ایسے عالی ہمت کا کوئی ثانی نہیں ہوتا چنانچہ چھٹے قلب والے کا مرتبہ، کہ وہی حقیقت انسانی ہے، نچلے تمام پانچوں قلوب سے واصل ہوتا ہے اور کمالاتِ ولایت انبیا، اور کمالاتِ نبوت، انبیا کے صاحبان کا خاصہ ہوتا ہے (ہمارے نبیؐ اور تمام نبیوں پر سلام و درود) اور چونکہ یہ دونوں مرتبے تمام نچلی ولایتوں میں شرف رکھتے ہیں، اس لیے ان دونوں مرتبوں کے صاحبان قلبِ وصلی پر ہوتے ہیں۔ اور یہ شرافتِ حقیقت، میں مرتبہ نایافت کو پہنچ کر، علم حصولی سے گزر کر، علمِ حضوری سے، حضورِ علم اور حضورِ در حضور پہنچ جاتے ہیں اور تمام قلوبِ تحتانیہ کے مالک ہو کر تمام قلوب کو آخری قلب کے رنگ میں رنگ دیتے ہیں، اور ان قلوب میں علم حصولی کی بُو تک نہیں چھوڑتے۔ سوائے علمِ حضوری کی مظہریت کے، اور ان تمام چھ لطائف کے حقائق و معانی کے مالک بن جاتے ہیں لیکن ان پانچوں قلوب میں علم حصولی کی بدولت ان مراتب کے حقائق کی اطلاع ہو جاتی ہے، اور اس آخری دل کے مالک کو تمام اُوپر اور نیچے کے حقائق کا علم ہو جاتا ہے۔ اور دونوں میں بڑا فرق ہے کے ببیں تفاوتِ رہ از کجا ست

Marfat.com

تا بکجا (اور دیکھیئے ان دونوں میں کہاں سے کہاں تک کتنا فرق ہے)، اور وہ جو لطائفِ خمسہ کی پوشیدگی کا قلب کے علاوہ مختلف مقامات میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس کی تحقیق یہی ہے

مکتوب : ۱۱۷

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

اے ہمارے ربّ، حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک وسیلہ فضیلت اور بلند درجہ عطا کر، اور انہیں وہ مقامِ محمود دے جس کا تو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے، اور قیامت کے دن ہمیں ان کی شفاعت عطا فرما بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

معلوم ہونا چاہیے کہ مقامِ محمود اور "مقام نصیرا" کے دو مرتبے ہیں۔ ایک وہ مرتبہ جو آنحضرتؐ کو زندگی میں دنیا ہی میں عطا ہوا۔ اور اس مرتبے کے پھر دو حصے ہیں۔ کمالِ مرتبۂ نصیرا اور کمالِ مرتبۂ بصیرت، سِرّی، آنحضرتؐ کو دائمی طور پر عطا کیے گئے۔ اور یہ بصیرت تمام انبیا میں عام اور آنحضرتؐ میں خاص ہے۔ دوسرا مرتبہ رویتِ بصری کا ہے، جو آپ کو معراج میں میسّر ہوا، اور آنحضرتؐ کو اس مرتبے سے سرفراز کیا گیا۔ چنانچہ اسی کی دو نشانیں سِرّی اور بصری ہیں یعنی بصیرت اور رؤیت۔ اس مقام پر آنحضرتؐ نے فرمایا "اللہ سے میرے تعلق کا ایسا وقت آتا ہے، جب کوئی مقرّب فرشتہ، کوئی نبی اور کوئی مرسل درمیان نہیں ہوتا"۔ اور جو دائمی ہے وہ مقامِ محمود ہے، جس کا آنحضرتؐ سے وعدہ کیا گیا ہے اور یہ دعا آنحضرتؐ کی وفات کے بعد کی ہے اور مرتبۂ شفاعت میں ہے جو امت کے حق میں آخرت میں بوقتِ حساب ہے۔ اسی وقت کسی شخص کو شفاعت کی جرأت

نہیں ہوگی. تمام دوسرے انبیا اور اولیا خدا کے حضور "نفسی نفسی" کہہ رہے ہوں گے اور آنحضرت "اُمتی اُمتی" پکار رہے ہوں گے. اللہ اللہ کیا بزرگ شان ہے. اور یہ جو بعض فقرا کہتے ہیں کہ عرش کے اوپر دو مقام ہیں. تو یہ ایک کمزور بات ہے، جس جگہ آنحضرت معراج کے وقت پہنچے ہوں گے. وہاں نیچے اور اُوپر کے مقام کی کہاں گنجائش ہو سکتی ہے. پس اے سمجھنے والو، بات کو سمجھو.

مکتوب : ۱۱۸

ایک عزیز کے نام لکھا گیا.

اللہ تعالے آپ کو سلامت رکھے. فقرا سے مراقبہ کی تحقیق کے بارے میں پُوچھا گیا تھا. معلوم ہونا چاہیے کہ مراقبہ کی چار قسمیں ہیں. مراقبہ کی صورت ہے، معنی ہیں، حقیقت ہے، اور حقیقت الحقائق ہے. مراقبہ کی صورت یہ ہے کہ دل کا ذکر جاری کرنے کے لیے سر کو جھکا لیا جائے. مراقبہ کے معنی انتظار کرنے کے ہیں، اور اس کے دو مرتبے ہیں. ایک ولایتِ خاصہ میں یعنی تجلیات کے وارد ہونے کا انتظار، دوسرا ولایت اخص میں یعنی نایافت کی حقیقت کا انتظار اور مراقبہ کی حقیقت علم حضوری میں اور حضورِ علم میں ہے کہ وہ ولایتِ انبیا میں ہے اور حقیقت الحقائق یہ ہے کہ حضور در حضور میں ہوا جائے اور یہ نبوتِ انبیا کے کمالات میں سے ہے. ہمارے نبی اور تمام انبیا پر سلام و درود.

معلوم ہونا چاہیے کہ انتظار کا مطلب توسط میں ہے، اور ظلال، حقیقت اور حقیقت الحقائق، انتہائے حقیقی میں ہیں. اور یہی اصل مرتبہ ہے. اس لیے جن عزیزوں نے مراقبہ کے مطلب کو صرف انتظار پر ٹھہرایا ہے، انہوں نے صرف ولایتِ خاصہ کے مراقبہ کا ذکر کیا ہے اور مراقبۂ ولایتِ انبیا، اور کمالاتِ

Marfat.com

نبوّت انبیاء کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ کیونکہ اکثر ولایت خاصّہ سے ہی گزرے ہیں اور بہت کم نے اُوپر کی ولایتوں تک رسائی حاصل کی ہے اور "نادر معدوم ہوتا ہے" کے مصداق اُن کا بیان حذف کر دیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ہی صحیح علم رکھتا ہے۔

مکتوب : ۱۱۹

عالی قدر بیگم جیو کی خدمت میں تحریر کیا گیا۔

اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ عالی قدر مکرّمہ حضرت بیگم جیو کا نوازش نامہ مبارک وقت پر موصول ہوا اور اس سے ذاتِ مبارک اور برخوردار عالی قدر خواجہ محمد یوسف جی اور چھوٹی بیگمات کی خیریت کی اطلاع ملی۔ اور اطمینان قلب حاصل ہوا۔ بالخصوص یادِ حق کے بیانِ شوق سے اطاعت گزاروں کی خیریت معلوم ہوئی۔

چاہیے کہ اللہ (جل جلالہٗ) کے نام کو دل پر نقش کیا جائے اور سر کو نیچا کر کے، زبان کو تالو سے چپکا کر، پوری طرح یقین کر کے اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جائیں۔ فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد آفتاب کے ایک نیزہ بھر اُوپر آ جانے تک اسی طرح متوجّہ رہیں۔ اور تقویّتِ ذکر کے لیے کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ" کا وِرد بھی نمازِ اشراق کے بعد کریں۔ اور یہ اس طرح ہو کہ آنکھیں بند کر کے، خیال کی نظر ناف پر ڈالیں۔ 'لا' کے لفظ کو ناف سے اُوپر کھینچ کر اپنے سانس کو بند کر کے اس کی مدّ کو سینے کے راستے پیشانی تک لے جا کر 'الٰہ' کا اشارہ دائیں طرف خیال کریں۔ اور لا الٰہ کا مطلب غیر حق کی نفی میں تصوّر کر کے 'اِلّا اللہ' کو دائیں بازو سے کھینچ

Marfat.com

کر دل پر جو بائیں پستان کے نیچے ہے، خیال میں ضرب لگائیں، اور مطلب یہ لیں کہ میرا مقصود اللہ ہے، اور سانس کو ناک سے گزار کر قلب کے اُوپر اللہ کے نقش کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ اس کے بعد پھر خیالی نظر ناف پر ڈال کر سانس کو روک کر لاالٰہ کو اُوپر کھینچیں۔ اس طرح نمازِ اشراق کے بعد مسلسل اکیس بار کر کے دعا پڑھیں، اور زبانی وظیفہ جتنا ہو سکے، کریں۔ اگر شوق ہمت دے، تو اسی طرح پھر اکیس بار سانس کھینچ کر اور دل کو ہر شئے سے خالی کر کے دعا کریں۔

مکتوب : ۱۲۰

صُوفی بلندؒ ساکن جلال آباد کو تحریر کیا گیا۔

مشفق و مہرباں جناب صُوفی صاحب، سلام کے بعد عرض ہے کہ حضرت پیر دستگیر میاں محمد شریف جیوؒ نے اللہ اُن کے راز کو پاک کرے اس عبارت میں جو کچھ بیان فرمایا ہے، وہ صاف صاف ہے۔ اس کی تشریح کی ضرورت نہیں۔ اور عزیز نے اس کی جو شرح لکھی ہے۔ وہ بھی عارف کی نسبت سے اور عارف کی نظر سے ہے۔ اور ذات وصفات کی حقیقت کی نسبت سے بالکل خاموش ہے۔ جیسا کہ حضرت پیر دستگیرؒ فرماتے ہیں۔ رباعی ؎

حق ہستیِ مطلق است بالذات وصفات — باوےی زقیاس وجملگی مفہومات
عینیت وغیریت، مفہوم الکیف — او پاک تراز تحقیق این اطلاقات

(ترجمہ) حق اپنی ذات وصفات کے ساتھ ہستیِ مطلق ہے۔ اُس کے بارے میں یہ قیاسات اور مفہومات، عینیت، غیریت اس کی ذات سے دُور ہیں۔ اور کیف کے مفہوم سے پرے ہیں۔ وہ ان تمام اطلاقات سے پاک ہے۔

چنانچہ اس رباعی کے مطابق حضرت میاں محمد شریف جیوؒ نے نور کو لاھو، اور لاغیرہ کی صفات سے نسبت دی ہے۔ اور یہ دُرست ہے، لیکن نور ذاتی

Marfat.com

کے ظہور کو جو عین ذات فرمایا ہے وہ اُوپر درج شُدہ رباعی کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے مذکورہ بالا رباعی میں کیا "عین" اور کیا "غیر" کے اطلاق کو مفہوم الکیف بیان فرمایا ہے۔ حقیقتِ ذات اَور ہے، اور حقیقتِ ذات و صفات اور ہے، صفات مفہُوم الکیف سے آزاد ہیں کیا "عین" اور کیا "غیر" اور اس میں کوئی کلام نہیں۔

اور وہ جو لازمیہ اور متعدیہ کہا گیا ہے، وہ عارف کی نظر سے ہے۔ ذات وصفات کی حقیقت کی شان، اطلاقِ محض سے علیم و عالم حقیقی ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا، "اللہ تھا اور اس کے ساتھ کوئی شے نہیں تھی۔ یعنی وہ اطلاقِ محض سے علیم اور عالم تھا اور اب تک جیسا تھا اسی طرح بلا تفاوت اور بلا قید وہ علیم و عالم ہے۔ اور یہ بات عارف پر اصلی علمِ لدّنی کے ظہور کے بعد دو طرح سے ثابت ہوئی۔ ایک ذات وصفات کے حضور در حضور میں تعلقِ معلوم سے خلوِ محض کی بدولت اور دوسری صفات مع کمالات اور اس کے مقتضیات کے بلا کیف تعلقِ معلوم اور حضوری علم اور علمِ حضوری کے نقص سے، اور علمِ حضوری کے ظہور کی کیفیت سے جو علمِ حصولی کے آئینہ میں عرفان کے لیے ہے۔

چنانچہ حضرت محمدؐ شریف جیپورؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی ذاتِ پاک کا ظہور عارف کی نظر میں دو قسم کا ہے۔ آثار یا احکام کی حیثیت سے حقیقت الذات وجودِ محض ہے اور وحدتِ حقیقی سے ظاہر و اظہر ہے۔ یہ عارف کی نظر میں ظہور ہے۔ اور ظہور سے ظاہر تک پہنچنا ہے پہلے ظاہری صفات سے مراتب کی ترتیب کے حساب سے، اور حقیقی واحد کے مرتبۂ اطلاق میں کوئی ترتیب نہیں۔ اور پھر یہ کہ ذات نُورِ محض ہے اور صفات بھی نُورِ محض ہیں۔ اور نُورِ اوّل کو جو ذات ہے، نُورِ ثانی کے ساتھ جو نفس صفات ہے، "لاہُو" اور "لاغیرہ" کی نسبت تحقیق شدہ

Marfat.com

ہے۔ اور نورِ اوّل کو جو ذاتِ محض ہے اپنے ساتھ عین کی نسبت نہیں دی جا سکتی، کیونکہ وہ مقولۂ کیف سے ہے۔ چنانچہ ہر دو عین کی نفی، اور ذات کے ساتھ سوائے صفات کی نسبت کے، اُسی طرح لازم ہے۔ جس طرح وحدتِ ذات کے مرتبہ میں عین کی نسبت کیفیّت کے اعتبار سے ممنوع ہے والسّلام۔

سوال کی قُربت کے اعتبار سے جواب اسی خط کی پشت پر تحریر کر دیا گیا ہے، اس سے کچھ اور نہ سمجھیں۔

مکتوب : ۱۲۱

میاں محمدؒ نافع کے نام تحریر کیا گیا۔

اللہ تعالےٰ کے اسم نافع کی مظہریت کی وجہ سے آپ نافع المسلمین تسمیہ (بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم) کے مطالعہ سے دلی طور پر اُس سے کہیں زیادہ نفع حاصل کریں، جو آپ نے اپنے بیان میں فرمایا ہے اور حقِ سبحانہٗ آپ کو حروفِ مقطعات کے اسرار سے واقف کرے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ الف، لام، میم اللہ تعالےٰ کی ذات، صفات اور کمالات کے حقائق کے اسرار ہیں۔ تسمیہ شریفہ ان حقائق کا مجموعہ اور ان کا بیان کرنے والا، بہت درست ہے۔ اور یہ معنی کہ آپ جیسے حقائق آگاہ نے تیسرے شعر کے معنی میں جس میں مصنّف نے تسمیہ کو الف، لام، میم کے نقطہ کا دائرہ فرمایا، فی الاصل الف۔ لام، میم سے تسمیہ میں زیادتی بیان کی ہے۔ اس میں پریشانی اور تردّد کی کوئی بات نہیں، کیونکہ کسی شئے کے مجموعہ میں اور اس کے بیان کرنے

Marfat.com

والے کے درمیان کسی شئے میں رمز کے طور پر زیادتی صریح ہے، اس لیے کہ رمز میں کسی شئے کا ملانا، اور بیان کرنا سوائے اشارہ کرنے کے اور کچھ نہیں، اور تسمیہ میں صاف صاف زیادہ کرنے اور جزا دینے کے معنی درج ہیں۔ اور اس کے ساتھ مصنف علیہ الرحمۃ کا ذکر کرنا مطلوب ہے۔ ان تین اشعار کے ذکر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حروفِ مقطعات کے ہر حرف سے ذات، صفات اور کمالات کا الگ الگ مفہوم نکلتا ہے اور ہر حرف دوسرے حرف کی حقیقت کی زیادتی کی خبر دیتا ہے۔ اور تسمیہ شریفہ ہر حرف کی حقیقت پر زیادہ سے زیادہ حقیقی معانی کی اطلاع دیتا ہے جو "لا ھُو" اور "لا غیر ھُو" میں شامل اور بیان کرنے والے ہوتے ہیں مثلاً تسمیہ مرتبۂ ذاتیہ کی حیثیت سے حرف حقائق ذاتیہ کا نقطہ ہے، نیز حقائق دائرہ اور محیط دائرہ کا۔ اور دائرہ اور محیطِ دائرہ سے مراد مرتبۂ کمالات صفات ہے۔ یہ بے کیف اور بلا زیادتی کے ہیں جیسا کہ اہل الکلام کہتے ہیں اور بے عینیت ہیں، جیسا کہ وہ اہل تصوف کہتے ہیں، جو کثرت میں وحدت کے قائل ہوتے ہیں اور یہی تسمیہ کمالاتِ صفات کی حیثیت سے تفصیلاتِ ذات کے ظہور کا دائرہ ہے۔ اور وہی تسمیہ مرتبۂ صفاتی کی حیثیت سے الف لام میم کے محیط کا نقطہ ہے یعنی ان کمالات کا جن پر دائرۂ تحتانیہ مشتمل ہے اور میم اس کی رمز ہے۔ چونکہ میم حروفِ ثلاثہ میں شامل ہے، اس لئے حروف ثلاثہ کے ذکر میں مصنف مرحوم نے یہاں میم کا ذکر کیا ہے، اور وہی تسمیہ جو صفاتِ دائرہ کے کمالات کی حیثیت سے ہے۔ صفات کی تفصیل کا ظہور ہے۔

اس لیے تسمیہ شریفہ محض بے کیفی کی معیت میں الف لام میم کے حقائق پر، اور مراتب کے حقائق کے ظہور پر بے عینیت اور غیریت کے اطلاق کی بدولت

مشتمل ہے۔ اور اس کے ساتھ تینوں بلند مراتب یعنی ذات، صفات اور کمالات کی تفصیل بھی ہے۔ اور یہاں حضرت مصنفؒ کے ابیاتِ ثلاثہ اور الف لام میم کے حروف کا ایک اور مطلب لکھا گیا ہے اور ابیاتِ ثلاثہ کا مطلب ایک الگ حاشیہ میں تفصیل سے بڑی تحقیق کے بعد لکھا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ اس کے مطالعہ سے آپ لطف اندوز ہوں۔ اور اس حاشیہ کو آپ کے نامۂ مبارک کی پشت پر اس لیے لکھا گیا ہے تاکہ سوال و جواب آمنے سامنے رہیں۔ والسلام۔

مکتوب: ۱۲۲

میاں محمد نافعؒ کے نام تحریر کیا گیا۔

اللہ تعالےٰ کی نعمت کی وجہ سے سب تعریفیں اسی کے لیے ہیں۔ اور درود اس کے رسُول اور وسیلۂ کونین اور وسیلۂ متحیرّین پر ہو۔

صاحبِ استعدادِ عالی، اور مظہرِ انعاماتِ الٰہی، اللہ تعالےٰ اسے نفعِ کثیر سے مالا مال کرے، فقیر حقیر عبدالغنیؒ کی طرف سے سلام کے بعد عرض ہے، آپ کا نوازش نامہ مع ایک الگ کاغذ کے جس میں بڑے اہم سوالات درج تھے، موصول ہوا۔ ہر لطیفہ کا سلوک واردات سے پُر تھا اور آپ کی استعداد کی خوبی کی خبر دیتا تھا۔ آپ اللہ تعالےٰ کا شکر بجالائیں کہ ہر لطیفے کے استعمال سے پانچ دن کے اندر اس کے عجائبات آپ کو نظر آئے، اور انہوں نے آپ کو لذت بخشی۔ اور اسی طرح یادداشت کے تعلق سے اسم کو ترقی دے کر مسمّٰی کر دیا گیا، اور مسمّٰی کی لذت

سے اسم کی یاد کی فرصت نہیں ملتی بجز تکلف کے۔

اے مشفق! یہ تمام سلوک جو تکرار سے لطائف اور جلوہ مسمّٰی کے لیے یادداشت ہے، جب جلوہ مسمّٰی حقیقت میں عطا کیا گیا، تو اسے پھر تکرار اور یادداشت میں لانا شرک انگیز ہے۔ اس حالت میں محض بے کیف ذات حقیقی کی طرف متوجہ ہونا چاہیے جسے بے جہتی اور لامکانی کا نام دیا گیا ہے۔ جیسا کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا ہے، کہ "جس نے وصول کے بعد عبادت کا ارادہ کیا، اس نے اللہ تعالےٰ سے شرک کیا" سبحان اللہ کیا لطیف بات کہی جو پُر معنی اور تمام مراتب کی حامل ہے اور جو مبتدی اور متوسط کے حسب حال ہے اور انہوں نے ہر وصولی و کامیابی کے نچلے مرتبے کو عبادت سمجھا۔ اور اوپر کے مرتبے کو نسبتہً یا حقیقتہً وصول سے تاکید کیا۔ وہ اس طرح کہ جب مسمّٰی کو جلوہ سے غلبہ کرے، تو ماتحت کو سلوک و مقدمات سے سمجھے، اور حتی الامکان اپنا چہرہ ہر وقت مسمّٰی کی طرف رکھے۔ اور بزرگی کے لیے کوشش کرے، تاکہ مسمّٰی کے شہود سے ترقی کر کے، غیب حقیقی کو کہ دراصل وہی مسمّٰی ہے، نفی توجہ اور بے توجہی سے حاصل کرے۔ اور عین بے توجہی میں نظر ڈالنی چاہیے، تاکہ، توجہ خفی رخصت ہو جائے اور نایافت سے نایافت کی حقیقت مل جائے۔ اور بے توجہی کا پھل علم حضوری کی صورت میں مل جائے۔ اور اس حقیقی علم حضوری کو حضورِ علم سے زیادہ واجب سمجھتے ہیں۔ اگرچہ حضورِ علم کا مرتبہ علم حضوری سے بلند ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا ہے ؎

علمِ حضوری کجا، و حضورِ علم کجا | بہ بیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

ترجمہ۔ کہاں علم حضوری اور کہاں حضورِ علم، دیکھئے ان دونوں میں کہاں سے کہاں تک فرق ہے۔

لیکن ابھی علمِ واجبی کا واسطہ جو وصولِ صفات میں داخل ہے، باقی ہے۔ اور زاہدیت

Marfat.com

بُو ظاہر ہے اگرچہ یہ زاہدیت کی بُو علمائے ظاہر کی زاہدیت کی بُو سے بہت مختلف ہے، اور اس مرتبہ کے حاصل کرنے والے نفسِ ولایتِ انبیا کی پیروی کی بدولت بہرہ مند ہیں چنانچہ اگر وہ مہربانی کریں اور اخص الخواص کے فضل سے رہبری کریں تو سالک اسے بصیرت کی نظر سے بغیر توجہ کے حاصل کر لیتا ہے۔ کیونکہ ذات، اپنی ذات میں علیم ہے، اور علیم اس کی ذاتی قابلیت ہے، اور ذات اپنی ذات میں بصیر ہے اور بصر اس کی قابلیت ذاتی ہے اور باقی تمام صفات کا بھی اسی طرح قیاس کر لیجئے۔

اس مقام پر ایسا شخص مرتبۂ نبوتِ انبیا کی مقبولیت سے بہرہ مند ہو گا، اور اس کے بعد اگر وہ مشربِ محمدی پر ہے، تو مرتبۂ نبوتِ محمدی سے بہرہ مند ہو کر کمالاتِ مرتبۂ نبوت سے بہرہ ور ہو گا اور یہ اللہ کا فضل ہے۔ میں پھر یادداشتِ مستی کے مرتبہ کی تاکید ہوں، کہ جب مستی اور بے کیفی کی یادداشت کی لذت ظاہر ہوتی ہے، ارادے سے نچلے مرتبے کی طرف رُخ نہیں کرنا چاہیے اور اگر بلا ارادہ ایسا ہو جائے، تو اسے اُوپر اٹھانا چاہیے اور مستی سے مل جانا چاہیے۔

میرے عزیز، وصل غیر کا تقاضا کرتا ہے، اور یہ وصل اپنے آپ سے چھٹکارا پانا ہے۔ اور وہ جو الگ کاغذ پر سوالات لکھے ہوئے تھے، میں نے اپنے ہاتھ سے اپنی ناقص مقلدانہ عقل سے خاص تحقیق کر کے ہر سوال کے آگے اس کا جواب لکھ کر اس مکتوب کے ساتھ ملفوف کر دیا ہے اگر اتفاق سے کسی سوال کا جواب رہ گیا ہو، تو اس کی اطلاع دیں۔

مکتوب: ۱۲۳

میاں محمد اللہ دینؒ کے نام تحریر کیا گیا۔

اچھی طرح سمجھ لیجئے، کہ صورتِ متخیلہ صرف خیال کی تراشی خراش ہے جان

Marfat.com

لینا چاہیے کہ صورت، رنگ، شکل جو کچھ دانش و بینش میں آتا ہے، وہ سالک کے لیے دید و دانش کی لامِ نفی ہے۔ لیکن صورتِ متخیلّہ سے خود صورت تراش سے قربت و معیت کی وجہ سے بے کیفی کی نسبت صاف صاف معلوم ہوتی ہے۔ احاطہ و معیت کا کیا مطلب، صورت تراش کی صورت سے ظاہر ہے۔ کہ کسی صورت کا تراشنا قربت، تعلق وغیرہ کے بغیر محال ہے کیونکہ صورت تراش اگر صورت سے دُور رہے گا، تو وہ کس طرح تصرّف کر سکتا اور صورت بنا سکتا ہے اور معیت اور احاطہ بے کیفی کے بغیر یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ صورت تراشے۔ اس کے باوجود کہ کمال کی قربت کی بدولت اس نے صورت کو تراش لیا، وہ خود تمام صورتوں میں اپنے جیسا کسی کو نہیں پاتا۔ "اس جیسا کوئی نہیں"۔ جب تراشنے والے کے لیے معیت و قربت کی حقیقت، تراش کی بدولت ثابت ہوگئی، تو یہ تحقیق ہوگیا۔ کہ ماسوائے حق کوئی شے حق سے مماثلت اور مجانست نہیں رکھتی۔ اس لیے صورت تراش کی، اس کی اپنی تراشی ہوئی صورتوں سے کوئی مماثلت نہیں۔ پس یہ ثابت ہوا کہ صورت اور صورت تراش کو ذہن سے دُور کر کے محض بے کیفی سے حق تعالےٰ کی ذات و صفات کو پہچان کر بے توجہی سے اللہ سبحانہ کی ذات و صفات کے ذکر میں لگا رہنا چاہیے۔

اگر یہ عبارت آپ کی سمجھ میں آجائے۔ تو بہتر، ورنہ رُو برُو بات ہوگی۔

مکتوب: ۱۲۴

میاں گل محمدؒ کے نام تحریر کیا گیا۔

Marfat.com

سب تعریف اس محمودِ حقیقی کے لیے ہے، جس نے اس پریشان اور حرص سے معمور تعلقات میں اپنے ذکر و فکر سے اس سچے عاشق کو لذت و شوق عطا کیا، اور معطّر خوابوں کے باغِ اسرار سے بہرہ ور کیا، اور حمد پر حمد کا اضافہ کیا، اور جو سانس نہیں آتا اُسے واپس لایا جاتا ہے۔ اگر اچھے واقعات حالتِ بیداری میں بارور ہوں، اور رائے کو آناً فاناً بُرے تعلقات کی قید سے باہر لے آئیں، اور اس شخص کے عیُوب سے واقفیت رکھیں، تو یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اگر اسی خواب کو معذور رکھیں اور غیر ضروری امُور سے دُور رہیں، تو یہ مصیبت پر تنبیہ ہے۔ اور اس نعمت کا شکر ادا کریں اور حالتِ بیداری میں اللہ کی اطاعت، اور اللہ کے حبیب کی پیروی میں کمرِ ہمت مضبوطی سے باندھیں، اور کسی قسم کا اندیشہ نہ کریں۔ "اے اللہ مجھ سے محبت کرنے والے کو، اس ذات کی حرمت سے جو اوامر و نواہی کے ظہور کا وسیلہ ہے، وہ کچھ کرنے کی توفیق دے، جس کا تو نے حکم دیا ہے۔" ذکر میں لفظ کا تصور اس وقت کا ہے، جب تک ذکرِ قلب سے جاری نہیں ہوتا۔ جب ذکر جاری ہو جائے تو تصور کی بجائے ذکر کی پاسبانی زیادہ ضروری ہے اور ذکر کے ساتھ تعلق اس وقت تک ہوتا ہے جب تک ذکر کیے جانے والے کا ظہور نہ ہو۔ جب ظہور ہو جائے، تو تصوّر اور ذکر، مذکور کے حضور میں مضمحل ہو جاتے ہیں، بلکہ اس جگہ تو ذکر بھی عین شرک بن جاتا ہے، اگرچہ یہ شرکِ طریقت ہے، لیکن طالب کو جو کچھ پیر سے حاصل ہو جائے، اسے اس کی نشو ونما میں کوشش کرنی چاہیے، اور وہ اس معاملے میں ہرگز پس و پیش نہ کرے، کیونکہ وہی پہلا دانہ جو مرید کے دل میں پیر کا بویا ہوا ہوتا ہے آہستہ آہستہ درخت بن جاتا ہے اور پھل لاتا ہے۔ اگر باغباں دانہ کی پرورش نہ کرے، تو درخت کس طرح بن سکتا ہے؟

اے سعادت شعار! آپ کے خواب، نُور بخش اور ترقی کے اُمید دار ہیں۔ اور

Marfat.com

ذکر جتنی بھی حالتِ استغراق پیدا کرے، اپنے آپ کو اس کے سپرد کرنا چاہیئے
ے از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ وش این چنیں زیبا روش کم بُود اندر جہاں
(ترجمہ) اندر سے آشنائی پیدا کر، باہر سے بیگانہ رہو ایسا اچھا طریقہ دنیا میں بہت کم ہوتا ہے۔

خوف کے خطرے کو دور کرنے کے لیے آیت کریمہ "اِنَّ اَولیاء اللہ لا خوفٌ علیہم ولا ھُم یحزنون"۔ "تحقیق، اللہ کے اولیا کو نہ خوف ہوتا ہے اور نہ وہ غم کرتے ہیں"۔ کا وِرد کرنے کے بعد وضو کے بعد کا چلّو بھر پانی پی لیا کریں۔

مکتوب: ۱۲۵

میاں گل محمدؒ کو لکھا گیا۔

اوّل و آخر سب تعریف اللہ ہی کے ہے۔ عقیدت مند اور سعادت کیش گل محمدؒ کے خط نے خوشی بخشی۔ واقعات کی حقیقت نور بخش ہے، اور واقعات کی درستی، ذکر اور اعمال صالحہ سے لذت حاصل کرنا بیداری کا دروازہ ہے۔ امید ہے کہ واقعات کا نور براہِ راست حالتِ بیداری میں ظاہر ہوگا، اور خودی و انانیت سے نکال کر نیستی میں لے جائے گا۔ چونکہ یہ سب کچھ ذکر اور نفی ماسوا کا ثمرہ ہے، اس لیے لازم ہے کہ اس کی آمد و رفت اور نشست و برخاست کا سلسلہ جاری رکھیں، کیونکہ ذکرِ عالی سے انفاس کی پاسداری مستحکم ہو جاتی ہے۔ اور تمام تعلق ذکر سے قائم ہوتا ہے۔ ہمتِ بالغہ سے صبر کو طریقہ بنانا چاہیے اور اپنے تمام اوقات احکام بجا لانے میں غنیمت جاننے چاہیں۔ اور حواس کی سلامتی کے لیے فاتحہ پڑھتے رہنا چاہیے۔ اور وضو کے بعد بچے ہوئے پانی میں سے تھوڑا

سا بی لینا چاہیے۔ اور گیلا ہاتھ سر پر ملنا چاہیے۔ برادر عزیز شیخ اسفندیارؒ کی خیریت کی اطلاع دیں اور فقیر زادہ، جماعتِ فقرا بالخصوص محمد فاضلؒ اور محمد عیسیٰؒ کی طرف سے سلام قبول فرمائیں۔

مکتوب : ۱۲۶

میاں گل محمدؒ کو تحریر کیا گیا۔

مکتوبِ خلوص کے آنے سے جو پھول کی طرح تھا، طبیعت میں فرحت پیدا ہوئی۔ اور آپ کی خیریت کے لیے دعا کے ہاتھ بلند ہو گئے، جس کام میں حصولِ رضا کی آرزو ہو، اس میں مشغول ہو جائیں۔ میرا بھائی گل محمدؒ، محبتِ محمدی کی خوشبو سے ہمیشہ خوش دماغ رہے۔

مکتوب : ۱۲۷

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

میرے مشفق! آپ نے یہ جو لکھا تھا، کہ بعض عزیز، جو اپنے آپ کو طریقۂ احسنیہ سے وابستہ کہلاتے ہیں، وہ اپنی اصطلاح میں عالمِ مثال کے دائروں کو ایک سو سے زیادہ شمار کرتے ہیں، افلاک کو بھی عالمِ مثال کہتے ہیں، اور پھر حق تعالے کو جزئیاتِ مفصل کا عالم نہیں سمجھتے، تو ان کی یہ بات طریقۂ احسنیہ کے اصول میں سے نہیں۔ وہ یہ بات اپنی طرف سے کہتے ہیں، طریقۂ احسنیہ کے بانی نے (خدا ان کے بلند راز کو پاک کرے) سورہ فاتحہ کی تفسیر میں ربّ العالمین کی تشرح کرتے ہوئے لکھا ہے

Marfat.com

کہ عوالم قیاس سے باہر ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے۔ کہ شبِ معراج کو جب حضورؐ آسمانِ بالا پر گئے، تو انہوں نے ایک قطار اونٹوں کی دیکھی، جو چلی جا رہی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیلؑ سے پوچھا، اے جبریلؑ یہ قطار کب سے رواں دواں ہے؟ حضرت جبریلؑ نے جواب دیا کہ جس روز سے میں پیدا ہوا ہوں میں اس قطار کو اسی طرح رواں دواں دیکھ رہا ہوں۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے ربّ العالمین کی درگاہ میں عرض کیا کہ خداوندمیں چاہتا ہوں کہ اونٹوں پر جو کچھ ہے، میں اس کی حقیقت سے واقف ہو جاؤں۔ حکم ہوا کہ ایک اونٹ کو بٹھایا جائے۔ جب بٹھایا گیا، تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہر اونٹ پر دو صندوق ہیں۔ اور جب اللہ تعالےٰ کے حکم سے ایک صندوق کو کھولا گیا، اور اس کے اندر دیکھا گیا، تو معلوم ہوا کہ ہمارے اس عالم کی طرح صندوق میں ایک اور عالم ہے اور اس عالم کے اندر ظہورِ سرورِ کائناتؐ ہے۔ اور ہر عالم کا حشر و نشر ہے۔ چنانچہ اس قول سے معلوم ہوا، کہ عالموں کی تفصیل کا علم صرف حقِ سبحانہٗ کا خاصّہ ہے، اور وہ بیان سے باہر ہے۔

مزید برآں طریقۂ احسنیہ کے صاحب نے "نکاتُ الاسرار" میں اللہ تعالےٰ کو عالم جزو کل فرمایا ہے۔ اور انکار کرنے والے کو، جو علم جزئیات نہیں رکھتا، ملحد اور بدعتی قرار دیا ہے۔ اور سمٰوات کی تخلیق پر آیاتِ ناطق موجود ہیں جیسا کہ "اس نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، کو چھ دن میں پیدا کیا، کی آیت کریمہ میں فرمایا۔ اور اسے عالم خلق میں داخل کیا ہے، نہ کہ عالم مثال میں پس سمجھ لینا چاہیے کہ ممکن ہے، اس بات کے کہنے والے نے طریقۂ احسنیہ سے کوئی سند لے لی ہو، لیکن جیسا کہ ہونا چاہیے، وہ اس سے واقف نہیں۔ ہو سکتا ہے وہ احسنیہ ہو، لیکن یہ اصطلاح، جس کو وہ طریقۂ احسنیہ سے منسوب کرتا ہے، ناپختگی کی وجہ سے

Marfat.com

ہے۔

اور وحدتِ وجُودی اور وحدتِ شہُودی کے بارے میں، جو لوگ باتیں کرتے ہیں اور دونوں حالتوں کے بیک وقت قائل ہیں، تو اس کے بارے میں عرض ہے کہ اگر وہ لوگ اس ایک واحد میں دونوں نسبتوں کو جمع کرنے سے منع کرتے ہیں، تو بات ٹھیک ہے، کیونکہ اوّل سے بے عرُوج، نسبت ثانی کا ظہور، ایک تحقیق شُدہ بات ہے، اور اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جو شخص وحدت الوجُود کی نسبت سے معلوم ہوگیا اس پر وحدت الشہُودی کی نسبت قائم نہیں کی جاسکتی اور اسی طرح اس کے برعکس، تو یہ ایک ناممکن قید ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وحدت الشہُود کی نسبت ہوتی ہے اور وحدت الوجُود کی نسبت نہیں ہوتی۔ اور اسی طرح اس کے برعکس، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص پر پہلے وحدت الوجُودی کی نسبت ظاہر ہوتی ہے، اور اس کے بعد اُسے عرُوج میسّر آتا ہے اور وہ وحدت الشہُودی کی نسبت سے جلوہ گر ہوتا ہے۔ لیکن جو شخص پہلے وحدت الشہُود کی نسبت پر فائز ہوتا ہے، وہ وحدت الوجُود کی نسبت پر نیچے نہیں اُترے گا۔ سوائے کسی استثناء کے اور استثناء کا درجہ معدُوم کا درجہ ہے۔ وہ اس لیے کہ توحیدِ وجُودی کی نسبت لطیفۂ قلبی سے اُٹھتی ہے، جو تمام لطائف سے مقدم ہے اور توحیدِ شہُودی کی نسبت لطیفۂ روحی سے ظہور فرماتی ہے، جس کا مقام لطیفۂ قلبی سے اُوپر ہوتا ہے۔ توحیدِ وجُودی، عنصری رنگ کی وجہ سے ہے۔ جو قلب ہے، اور وہ کثرت کا ملاحظہ کرنے کے بغیر وحدت کا رستہ نہیں پاسکتا۔ اس لیے وہ وجُوداتِ کثیر کو وجُودِ واحد سمجھتا ہے۔ اس جگہ سالک پر حق کی تجلّی پڑتی ہے اور یہ تجلّی اسم رحیم کی ہوتی ہے، جو اپنی حکمت بالغہ سے اپنے آپ کو سالک کی استعداد کے پیشِ نظر کثرت میں ظاہر کرتی ہے۔ اور جب سالک اس مقام سے ترقی

Marfat.com

کر کے لطیفۂ روحی کے مقام پر پہنچ جاتا ہے، تو لطیفۂ رُوحی جو رنگِ عناصر سے ممیّز ہوتا ہے، تعلقِ بدن کی عین حالت میں عناصر سے ممیّز ہو کر اور عناصر کے غلبہ سے جو کثرت کی طرف کھینچتے ہیں، الگ ہو کر عناصر کے امتزاج کے بغیر اُسے وحدت کی طرف لے آئے گا اور کثرت کو نظر سے گزارے گا۔ اور صاحبِ وحدتِ الشہود بن جائے گا۔ اور کثرت کو چھوڑ کر وحدت الشہود میں ظہور فرمائے گا۔ اس مقام پر حق کی تجلّی بجا طور پر تجلّی ہو گی۔ اور یہ تجلّی، اسم رحمٰن کی تجلّی ہو گی۔ اس کے بعد سالک نے جس طرح لطیفۂ روحی میں کثرت کے تعلّق سے چھٹکارا پایا تھا، اسی طرح وہ ترقّی کر کے شہود کے مقام سے خلاصی پا لے گا۔ کیونکہ صاحبِ شہود نے اگرچہ کثرت سے رہائی پالی ہوتی ہے لیکن اُسے آخر کی خبر نہیں ہوتی۔ اس لئے ابھی اس نے کثرت سے جو شہود کے اندر ہوتی ہے، ضُعفِ استعداد اور قلّتِ بصیرت سے رہائی نہیں پائی ہوتی۔ اور چونکہ دُوسرے لطائف کا بیان طوالت چاہتا ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ قلم کو ادھر سے کھینچ کر کسی اَور طرف لے جاؤں، کہ اس سے اعتراض پیدا ہو سکتا ہے۔

میرے مشفق! وہ جو لکھا گیا تھا۔ کہ اگرچہ توبہ چار قسم کی ہوتی ہے، لیکن مبتدی کے لیے جو طریقہ بھی ہو گا، اس سے توبۂ عام کی خبر نہیں ہو گی۔ تاہم توبۂ عام کے بھی درجے ہیں۔ جس کا مُرشد توبۂ حقیقی تک نہ پہنچا ہو، ایسے مُرشد کے مریدوں کی توبہ تین نچلے درجوں کی ہو گی اور یہ تینوں قسم کی توبہ، نسبتی توبہ ہو گی۔ اور ایسا کوئی مُرشد حقیقی توبہ کے تینوں مراتب میں سے ایک بھی اپنے مرید کے سینے میں داخل نہیں کر سکے گا۔ اس لیے حقیقت میں وہ توبہ اعتبار کے درجے سے گری ہوئی ہو گی۔ اور جس کا مُرشد توبۂ حقیقی کے مقام پر پہنچا ہوا ہو گا۔ اور اصلی قبولیت حاصل کر چکا ہو گا، بلکہ اپنی استعداد کے اعتبار سے کمالات کے مراتب

Marfat.com

سے بہرہ یاب ہوگا، وہ اپنے مریدوں کے سینوں میں حقیقی توبہ داخل کر سکے گا، اگر اللہ چاہے، اس لیے سلوک دراصل مذکورہ توبہ سے ہوگا، خواہ فی الحال وہ سلوک کی اسی صورت میں ظاہر ہو۔ پس اسے سمجھیے۔

اور وہ جو لکھا گیا تھا کہ جس طرح عذاب اپنی ذات کے لیے تیار ہوتا ہے، اسی طرح دوست کے لیے بھی تیار ہوتا ہے۔ تو میرے مشفق، یہ اس وقت ہوتا ہے جب میں جیب کو ساری خلق کا عین کہوں۔ بلکہ ایک دوسرے کے سوا۔ لیکن اگر میں تمام عالم کے بارے میں کہوں جیسا کہ خلق کی مظہریت اور غیریت میں حق تعالےٰ کا ذکر ہوا اور جیسا کہ رسول اللہؐ کے بارے میں ذکر ہوا کہ عالم اُن کے کمالات کے ظہور کا مظہر ہے، ان کے کمالات کا کوئی ثانی نہیں اور عین کے قول پر عذاب کا وقوع ہوتا ہے۔ جب عینیت میں اُٹھ گئی، تو جیب پر عذاب کا شبہ بھی اُٹھ گیا۔

اور وہ جو لکھا گیا تھا کہ ولایتِ خاصہ میں پرانے اولیاً مثلاً حضرت جنیدؒ وغیرہ تھے، تو ان کے متعلق یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ انہیں علم حضوری اور علم اصلی کا حضور حاصل نہیں۔ میرے مشفق اصول بیان کرنا چاہیے نہ کہ نام۔ حضرت جنیدؒ کے بارے میں اصول یہ ہے کہ جو کوئی ولایتِ خاصہ میں، جو حضرت پیر دستگیر بنوریؒ کی وضع کردہ اصطلاح ہے، اور ولایتِ اخص اور خاص الخواص کے تحت ہے، وہ یقیناً علم حضوری اور حضورِ عالم ظلّی میں ہے۔ حضرت جنیدؒ، ولایتِ ظلّی سے یقیناً ترقی کر گئے ہوں گے۔ کیونکہ انہیں ولایتِ خاصہ جو حضرت پیر قدس سرہ، کی وضع کردہ اصطلاح ہے، میں شمار کرنا چاہیے، اور اس سے کم میں نہیں۔ اور وہ جو کمالاتِ صفات کی تحقیق میں دوبارہ لکھا گیا تھا، تو پہلے یہ حضرت ایشانؒ اور حضرت پیر قدس سرہ، کی تحقیق اور فرق کے پیش نظر لکھا تھا۔ اس پر غور کر کے بات کو سمجھیں۔ اسے

Marfat.com

مختصر طور پر دوبارہ تحریر کرتا ہوں۔

جس وقت صورِ علمیہ اور اعیانِ ثابتہ، جو اُن صوفیائے کرام کی اصطلاحات ہیں، جو ولایتِ خاصّہ کے رہنے والے ہیں، دُوسرے مرتبہ میں، جو نورِ محمّدی ہے۔ ہوتے ہیں، اور ازل کی معلُومات کے کمالاتِ غیب، جو حضرت پیرؒ کی وضع کردہ اصطلاح ہے، کے پہلے مرتبہ میں ہوتے ہیں، تو اُن عیانِ ثابتہ کا، جو صُوفیائے کرام کی وضع کردہ اصطلاح ہے، کمالات و معلُومات کی اس اصطلاح سے، جو حضرت پیر قدس سرہ نے وضع کی ہے، مقابلہ کرنا دانائی سے بعید ہے، وہ مرتبہ ظلّ (سایہ) سے اور یہ مرتبۂ اصل میں ہے اور ان دونوں میں اتنا بڑا فرق ہے، جتنا کہ زمین اور آسمان میں ہے۔ غیب کے پہلے مرتبہ میں صرف کونیّہ (جو شے وجُود میں آچکی ہو) اور امکانیہ (جس کے وجُود میں آنے کا امکان ہو)، معدُوم ہوتے ہیں اور دُوسرے مرتبہ میں نُورِ اوّل شامل ہے۔ فوقِ امکانیہ کی نسبت اور اپنے ماتحت کی نسبت، جو موجودات ہیں، وہ محض کونیہ ہیں۔ اس لیے حضرت پیر قدس سرُہٗ کی تحقیق کے مطابق یہ ثابت ہے کہ کونیّہ بے ثبوت اطلاق ہے۔ اور امکانیہ تقیّد (بندش ہے) اور صُوفیہ کی تحقیق میں جو مرتبۂ ثانیہ ہے، امکانیہ بندش محض ہے۔ اگرچہ شہادت کو غیب سمجھتے ہیں اور مقیّد کو مطلق جانتے ہیں اور یہ عقل کی کمزوری ہے، جیساکہ اس مرتبہ خاصّہ کی شان ہے۔ پس حضرت مجدّد الف ثانیؒ نے جب حقیقتِ عالم کو عدم محض فرمایا، تو اس معنی میں کوئی ثبوت نہیں اور حضراتِ صُوفیہ نے جب حقیقتِ عالم کو اعیانِ ثانیہ اور صُورِ علمیہ کا نام دیا، تو امکانیہ مقیدہ کا ثبوت کونیّۃ المطلقہ کے تحت تحقیق کیا اور حضرت پیر قدس سرہٗ کے نزدیک، عالمِ کونیّہ کی حقیقت مطلق الثابتہ تحقیق ہوئی، اور قدرتِ ازلی الٰہی ہے کہ اس میں عدم کا دخل یا شرکت نہیں، جیساکہ مجدد الف ثانی قُدّس سرّہٗ نے فرمایا ہے عالم کی حیثیت

Marfat.com

میں عدم کو مع ارادت، شریک کرنا ثابت ہے۔ امکانیہ میں ثبوت کا کوئی نشان نہیں اس لیے مرتبۂ امکانیہ میں شہود ہے اور مرتبۂ ثانی میں ظہور ہے۔ اور صوفیائے کرام یہی خیال کرتے ہیں۔ اس تحقیق سے ثابت ہو گیا کہ کونیۂ عالم کا غیب میں ہونا ایک امر ثابت ہے، جو علم اور قدرت سے ہے اور عدم اور اعیانِ ثابتہ کی شرکت کے بغیر ہے۔ صوفیہ کی تحقیق کے مطابق پہلا ظہور، نورِ محمدی کے مرتبہ میں ہے، اس سے تینوں مذاہب میں فرق ظاہر ہو گیا۔ اس لیے کہ صوفیہ کی تحقیق نورِ محمدی کے مندرجات میں ہے اور حضرتِ مجدد قدس سرہٗ کا بیان برزخ میں ہے تاکہ وہاں سے ترقی کی جا سکے۔ اور حضرت پیر قدس سرہٗ کی تحقیق مع اللہ تعالےٰ کی صفات کے کمالات کے مرتبۂ اصل سے ہے۔ میرے عزیز اس تمام وضاحت کے باوجود چونکہ اس کا مطلب بہت بلند ہے، اس لیے متخیلہ کو چھوڑے بغیر، اس کے سایہ تک بھی نہیں پہنچا جا سکتا یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔

مزید براں بعض عزیزوں نے اللہ تعالےٰ کے کلام پر بھی بات کی ہے، اور اس سلسلے میں وضاحت نہ ہونے کی وجہ سے فقیر سے پوچھا گیا تھا۔ میرے مشفق و حضرت پیر دستگیر بنوری کی تحقیق کے مطابق سات حروف کی تحقیق اس طرح ہے۔ سات حرفوں یا سات درجوں میں مرتبۂ وجوب کے تین درجے مقرر ہیں۔ نفسِ کلام، نورِ کلام اور اس کلام کا متکلم پر ظہور۔ یہ تینوں مراتب کلام ازلی ہیں۔ اور عدد و کثرت کے بغیر، حرف اور آواز کے بغیر، اور کیفیت کے بغیر ہیں، اور یہ کلام، ظہورِ ثانی سے مرتبۂ شہودِ اوّل میں بغرض مدعا و مطلب ہیں۔ اس جگہ حروف اور ان کی آوازیں بھی نہیں، تاہم ایک ناقابلِ فہم کیفیت ضرور موجود ہے، اس جگہ اطلاقی اور تقییدی ظہور ہے۔ نفسِ کلام کا ظہور، جو ظاہر ہے، اطلاقاً ہے اور کلام کے مخفی کمالات کا ظہور بذاتِ خود پوشیدہ ہے، اور یہ ظاہری مرتبہ ایک ناقابلِ فہم کیفیت میں مقید

ہے۔ اور یہ مرتبہ شہودِ اوّل کے سوا کسی اور کو معلوم نہیں، خواہ وہ حق تعالےٰ کا مقرّب فرشتہ ہی کیوں نہ ہو، جب حق تعالےٰ نے اپنے فضل سے یہ چاہا کہ اس نفسِ مدعا کو نُور کے حرف و صَوت کا لباس پہنائے تو اسے حرف سب سے بُزرگ فرشتے حضرت جبرئیلؑ پر ظاہر کیا، جیسا کہ فرمایا گیا "بے شک جبرئیلؑ نے آواز سُنی"، جو اللہ تعالےٰ کے کلام اور ارادے پر دلالت کرتی تھی۔ اور یہ دونوں مرتبے یعنی نفسِ مدعا اور نُورانی حرف و آواز، مخلُوق کے واسطہ کے بغیر مخلُوق ہیں، اور ان میں کسی مخلُوق کے دخل کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس نُورانی حرف و آواز کے مرتبے کو سوائے جبرائیلؑ کی سماعت کے کسی فرشتے یا کسی رُوح کے سننے کا یارا نہیں تھا، کیونکہ اس کا مرتبہ بہت بلند تھا، اور جب اس وحی کے پہنچانے کا حضرت جبرائیلؑ کو حکم ہوتا تھا، تو وہ اپنے جسم کے حرف و آواز کے لباس میں انبیا حضرات اور ہمارے نبیؐ پر، اور وہ مخصوص اوقات اور ضرُوری حالات میں اُمت کی تعلیم کے لیے انسانی حرف و آواز میں خود بیان فرماتے تھے۔ اور ان ملکوتی اور جسمانی حرف و آواز میں پہلے حضرت جبرئیلؑ اور پھر حضراتِ انبیاء کا تصرّف ہوتا تھا۔

حضرت جیو قدس سرہٗ نے سات حرُوف کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی ہے۔ اگر کوئی چاہے کہ حضرت پیرؒ کی اصل عبارت دیکھے، تو وہ ان کی تصنیف "خلاصۃ المعارف" میں دیکھ لے۔

مکتوب : ۱۲۸

میاں عبد القادرؒ کے نام دنیا کے اندر رویتِ باری کے عدمِ وقُوع کے بارے میں لکھا گیا۔

Marfat.com

معلوم ہونا چاہیئے کہ جب تحقیقِ علم کا سالک علمِ حضوری کے مرتبے میں ہوتا ہے، تو وہ تین مرتبوں سے جبلی طور پر ملا ہوتا ہے۔ اور جب وہ حضورِ علم میں پہنچ جاتا ہے، تو جانتا ہے، کہ یہ حضوری اللہ تعالے کے علم سے ہے اور مجھے اللہ تعالے کی مظہریت علم سے نوازا گیا ہے۔ اس وقت مظہریتِ علم بلکہ تمام صفات اس طرح غلبہ کرتی ہیں، کہ مظہریتِ بصری کے غلبہ سے یہ گمان ہوتا ہے کہ وہ حق کو دیکھ رہا ہے۔ چنانچہ وہ اس دید سے مغلوب ہوجاتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ وہ نہیں دیکھتا۔ چنانچہ ایسے شخص نے علمِ حضوری کے مرتبے میں علمِ حضور کو اپنا علم جانا۔ جاہل لوگ حضورِ علم میں پہنچ کر سمجھتے ہیں کہ علم سے اللہ تعالے کو دیکھ رہے ہیں۔ اور پرانی جہالت، جسے وہ علم سے جانتا ہے ختم ہوجاتی ہے، لیکن یہ جو کچھ مظہریت کے غلبہ کی وجہ سے جانتا ہے، کہ وہ دیکھ رہا ہے، ابھی تک اس کی بصیرت پر جہالت چھائی ہوتی ہے۔ چنانچہ علمِ حضوری میں علم پر جہالت ہوتی ہے اور جب وہ حضور کے حضور میں باریاب ہوگیا، تو اس نے جان لیا کہ ذات خود ہی علیم ہے اور ذات خود ہی بصیر ہے، اور اس خبر کا یقین ہوجاتا ہے کہ ذات خود ہی بصیر ہے۔ کسی اور کا حصہ نہیں، اور ہمارے دیکھنے کی خصوصیت جو اللہ تعالے کے دیدار سے شرفیاب ہوگی۔ اُسے آخرت میں بہشت میں اُٹھا رکھا گیا ہے۔ اس میں بڑی حکمت پوشیدہ ہے۔ اس اثنا میں مظہریت سے ترقی کرکے صاف صاف، یقین پر پہنچ کر سوائے یقین صاف کے، کہ وہ خود دیکھنے والا ہے، حق تعالے کے بارے میں کامل یقین کی خبر نہیں ہوتی۔ اور مظہریت کے ظہور کو آنکھوں سے دیکھنے کی طاقت کو آخرت پر اٹھا رکھا جاتا ہے۔ اس وقت آنکھوں سے دیکھنے کا گمان، جو اسے تھا ختم ہوگیا اور وہ مرتبہ اخص الخواص پر فائز ہوگیا ہوتا ہے۔ یہ عارفِ محقق اگر اس وقت ذات میں جامع صفات کا غلبہ رکھے گا، تو مظہریت

Marfat.com

کر وصولِ ذاتی میں داخل و شامل پائے گا۔ اور خلوتِ خاص سے معزز ہوگا اور اس کے ساتھ جلوتِ خاص سے بھی، جو مظہریت ہے۔ اور مظہریت کے وقت خلوتِ خاص یقینی ہوگی۔ لیکن اس جہالت کے ختم ہونے سے، کہ جس سے دیکھنے کا گمان تھا، اس شخص کو ہر وقت دو عیدیں حاصل ہوں گی۔ یعنی ایک یقینِ خاص کے مرتبے پر، اور دوسری مظاہر کے مرتبے پر، اور اخص الخواص حقیقی کے مرتبے کی دلیل یہ ہوگی کہ وہ جو رؤیت بصری کا گمان پیدا ہوگیا تھا، اور رؤیت کی حقیقت کا خیال کیا تھا، تو اس سے پردہ اُٹھ جاتا ہے اور یقین پیدا ہوجاتا ہے کہ مومنوں کے حق میں اللہ تعالےٰ کا دیدار بہشت پر منحصر ہے، اور مظہریت کی خصوصیت کا ظہور یقیناً جنت میں ہوگا۔ اور اگر کوئی یہ جانے، کہ میں دیکھتا ہوں۔ تو اسے جان لینا چاہیئے کہ اُس کی دید میں ابھی شہودِ حقی کا تتمہ باقی ہے، جو نہیں ہونا چاہیئے۔ چنانچہ ولایتِ اخص کی طرف توجہ باقی رہتی ہے، لیکن وہ اسے نہیں پاتا۔ اسی طرح حضورِ علم کے مرتبہ میں شہود کا تتمہ باقی رہتا ہے، وہ رؤیت کا قائل رہتا ہے اور عقل کی کمی کی وجہ سے اسے نہیں سمجھتا۔ اُس مستحاضہ عورت کی طرح، جو ایامِ طہر اور ایامِ حیض سے واقف نہیں۔ وہ استحاضہ کو کہ اُسے حیض سے کچھ نہ کچھ نسبت ضرور ہوتی ہے، ناواقفیت کی وجہ سے حیض ہی سمجھتی ہے، اور جب اُسے علم ہوجاتا ہے اور ایامِ طہر اور ایامِ حیض میں واضح فرق پاتی ہے، تو پھر وہ استحاضہ کو استحاضہ ہی جانتی ہے اور حیض کو مخصوص ایام تک ہی محدود سمجھتی ہے۔ اور یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے، اُسے دیتا ہے۔

Marfat.com

مکتوب : ۱۲۹

فضیلت مآب شیخ محمدؒ اکرمؒ کے نام لکھا گیا۔

تمام تعریف اللہ کے لیے ہے، جس نے ہمیں ہدایت دی، تاکہ ہم ہدایت یافتہ ہوں۔ اور اگر اللہ کی ہدایت نہ ہوتی، تو ہم کچھ بھی نہیں تھے اور ہمارے ربّ کی طرف سے حق کے ساتھ رسول آئے۔

مخلص دانا، صاحب تمیز، فضیلت مآب شیخ محمد اکرمؒ کو خداوند تعالےٰ شرع سے زائد باتوں سے خلاصی دے، اہلِ تحقیق نے حضرت پیر دستگیر ہنوریؒ (اللہ ان کے راز کو پاک رکھے) کے "رسالہ دربیانِ اصطلاح" پر اپنی تحقیق بیان کی ہے، اور اپنے خیالات کے مطابق اکثر قواعد پر بحث کی ہے۔ چونکہ اکثر مقامات، حضرت پیر کی اصطلاح کے خلاف ہیں، اور اصطلاح کے خلاف بیان کیا گیا ہے، اور بعض جگہ تو بالکل غلط ہیں، ان کی تحقیق اور حق و باطل میں فرق کرنے کے لیے اللہ تعالےٰ اور انبیاء علیہم السلام کی برکت سے اور حضرت پیرؒ کی دُعا سے اپنے فہم کے مطابق اہلِ دانش کے سامنے چند باتیں بیان کرتا ہوں۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ اپنوں اور بیگانوں کے لیے لازم ہے کہ سیدھے راستے سے اِدھر اُدھر نہ جائیں، اور نگاہِ عبرت سے ان چند باتوں پر نظر ڈال کر اصل حقیقت سے آگاہی حاصل کریں۔

میں شیطانِ مردُود سے اللہ تعالےٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ کسی ظاہری اور باطنی قوّتِ ادراک میں کل کی آرزو باقی نہیں رہتی۔ اس تحقیق کے مقصد اور اس بیان سے یہ ظاہر ہے کہ ہمارے پیرؒ نے خلاصۃ المعارف، فصل سوئم، فصل دوئم اور قسم ثانی میں علمِ حضوری کی حقیقت کے بیان میں فرمایا ہے کہ "جس وقت وجُود سوائے حق کی ذات وصفات سے خود سے اور غیر خود سے اٹھ گیا، تو محض خدائے تعالےٰ کے حضور میں تحقیق اور یقینِ صادق سے اس نے بلا تردّد قرار حاصل کر لیا۔ لیکن وہ یقینِ

جو صرف کشفی و باطنی نہ ہو، بلکہ اس میں ظاہری اور باطنی حواس نے عقلی قلبی اور علمی یافت سے ایک مقام حاصل کر لیا ہو۔ ...'' ظاہر ہے کہ یہاں ظاہری سے مراد خیالی، عقلی وجدانی اور قلبی ہے۔ نہ کہ ظاہری آنکھوں سے دید، مراد یہ ہے علمِ حضوری کے مرتبے کا ایقان و اطمینان، صرف تخلیص سری سے حاصل نہیں ہوتا۔ تاکہ خلوت متخیلہ جمع نہ ہو جائے، اور متخیلہ راز کی حیثیت اختیار نہ کر لے۔ چنانچہ کلام کا خلاصہ جان سے بھی زیادہ روشن ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح یقین و ایمان میں سماعی تقلید برابر کی شریک ہوتی ہے اسی طرح اس یقین و ایمان میں اللہ کی دین بھی برابر، بے شک و شبہ اور بلا تردد ضرور شامل ہوتی ہے ..... الخ۔

جہاں تک غور کیا جائے کہ کچھ معلوم ہو جائے، مگر اس سے اپنے حصے میں سوائے یقین کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا اور یہ علم الیقین ہے، مرتبۂ ولایت انبیا کے اہلِ کمالات کا۔ ان پر صلوٰۃ و تسلیم — لاقولہ

پس یہ علمِ حضوری ہوتا ہے۔ جب تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ ہمیں اللہ تعالےٰ کی ذات و صفات کے ادراک کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چلا۔ اس لیے جان لیا کہ حقیقت میں یہ اس نفسِ علم کے مرتبۂ پاک میں حضوری ہے، جو اللہ تعالےٰ کی ذات کی صفات کملے ہے۔ انتہیٰ۔

اے میرے عزیز! یہ وہ عین الیقین ہے جو ولایتِ انبیاؑ کے مرتبہ کے اہلِ کمال کو حاصل ہے اور علم مطلق کی نفسِ صفت کے حضور سے تعلق رکھتا ہے — انتہیٰ، فرماتے ہیں کہ حضور در حضور کے خالق کی دریافت ایسی ہے کہ جس وقت اس نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ علم ذات کے بغیر نہیں، کیونکہ حضوری ذات میں رکھی گئی ہے، نیز یہ کہ ذات اپنی ذات سے علیم ہے، نہ کہ غیر ذات کے وصف زائدہ سے۔ الیٰ قولہ پس کمالات کی ذات خود بخود حاضر ہوتی ہے۔ وہ غیر ذات کی صفت نہیں، کہ

Marfat.com

اُسے ذات سے جانا جائے۔ یہ ہے حضور در حضور اور یہ ہے مرتبۂ ولایتِ انبیاءؑ کے اہلِ کمالات کا حق الیقین، جو صرف حضور ہے۔ انتہیٰ۔

اور ظاہر ہے، کہ جنہوں نے اس سلسلے میں مذکورہ تینوں مرتبوں سے کسی مرتبہ میں بھی دنیا میں رؤیت کا ثبوت اور آنکھوں سے دیکھنے کے بارے میں کوئی اشارہ یا کنایہ نہ کیا ہو، بلکہ اس کی ممانعت میں صاف اشارہ کیا ہو۔ اور پھر اسرار کے اس منبع اور پاک انوار کے مطلع سے کسی قسم کا کوئی اشارہ یا کنایہ بھی اس بارے میں نہ کیا ہو، بلکہ اس کی مطلق ممانعت کی ہو، اور حبیب پیر پیراں حضرت ایشاں قدس سرہ نے بھی اس معاملے میں سختی سے منع فرمایا ہو، تو پھر اس قسم کی باتوں کو کس سے منسوب کیا جائے؟ اور کس طرح کہی جائیں؟ پھر یہ بھی ہے، کہ اس قسم کے کشف و یقین کا ظہور اور حصول کہ آنے والے کل کی کوئی آرزو نہ رہے، دو لحاظ سے خالی نہیں، یا تو مرتبۂ علمِ حضوری کے لیے مطلقاً لازم ہے، یا حضورِ علم کے لیے۔ اور اس میں ان دونوں مرتبوں کا ہر سالک شامل ہے۔ عبارت کا سیاق و سباق اس بات کا گواہ ہے۔ چنانچہ حضرات انبیاءؑ اس کشفِ بصری یا حجاباتِ خارجی کو دُور کرنے کی بدولت دنیا میں سب سے زیادہ لائق ہیں، اور اس پردے کے اُٹھ جانے، اور کل کی تمنا نہ رکھنے کی وجہ سے وہ زیادہ شایاں و مستحق ہیں، اور حالت یہ ہے کہ وہ یہ تمنا ہی لے کر چلے گئے۔ حضرت موسیٰؑ اسی آرزو کی وجہ سے دنیا میں "لن ترانی" (تو نہیں دیکھ سکتا) کی ڈانٹ سے معتوب ہوئے، اور حضرت شعیبؑ تین بار آرزوئے دیدار کرنے کی وجہ سے آنکھوں سے محروم ہو گئے۔ اور انہیں " رد پھر رد اور پھر رد" کے حکم کی تعمیل کرنی پڑی۔ اور پھر میں کہتا ہوں، یہ مرتبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کو اپنے نبی کی وراثت خاص میں ملا ہے اور وہ حضور در حضور ہے۔ درجہ علمِ حضوری اور حضورِ علم میں نہیں کیونکہ اُن میں مشترک ہے۔ اور حالت یہ ہے کہ یہ عارفِ کامل اسے انہی دو میں بلکہ پہلے میں ثابت

Marfat.com

کرتا ہے۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ علمِ حضوری کا حصولِ مرتبہ، حالِ کامل کے بغیر ہے۔ چنانچہ کل کی آرزو باقی نہیں رہتی اور یہ بھی ظاہر ہے، کشفِ بصری کے حصول کے بغیر کل کی آرزو باقی رہتی ہے، چنانچہ اس لحاظ سے باقی کے دو مرتبوں سے بھی بے نیازی پیدا ہو گئی، اور یہ بات متضاد ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے پیرؒ نے (اللہ ان کے راز کو پاک کرے) جس طرح سابقہ عبارات میں دنیا ہی میں خارجی حجابات کے اٹھنے کے بارے میں، سوائے ہمارے نبیؐ کے، اشاروں میں منع فرمایا ہے، اسی طرح انہوں نے دوسری عبادتوں میں بھی ممانعت کی ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو یہ حالتِ مخصوص، معراج شریف کے موقعہ پر حاصل ہوئی ہے۔ انہوں نے خلاصۃ المعارف کی پہلی فصل، دوسرے باب اور دوسری قسم میں لکھا ہے۔ کہ خارجی حجابات کو دور کرنا کسی کے بس میں نہیں، سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے، کہ انہوں نے جسم و روح کے ساتھ ایسا کیا ہے۔ لیکن جسم و روح کے ساتھ جبکہ جسم بے بصر ہو، بعض دوسرے انبیاءؑ اور امتِ محمدی کے بعض افراد کو بھی حجابات دور کرنے کا شرف حاصل ہے، خواہ یہ شاذ و نادر ہی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ "علما وارثانِ انبیا ہیں" اور "میری امت کے علما ایسے ہیں جیسے بنی اسرائیل کے انبیا"

نیز انہوں نے باب ثانی کی دوسری فصل کے دوسرے قول میں فرمایا ہے کہ طویل راہِ سلوک کے بعد کئی اذکار و افکار، اور تصورات، صوری، نوری اور معنوی تجلیات کی مدت تک سیر کرنے کے بعد پیدا ہوتے ہیں ...... الی قولہ

چنانچہ اس جگہ سے اکثر لوگ باہر نہیں آتے سوائے چند ایک کے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ خدا کو اسی دنیا میں سر کی آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس لیے جو کچھ منظور و محسوس ہے، وہ بے کیف نہیں، خواہ اسے بے کیف ہی کیوں نہ

Marfat.com

سمجھا جائے۔ انتہیٰ۔

اور باب ثانی کی چھٹی فصل میں لکھتے ہیں کہ چونکہ انتہائی دُوری کی حالت میں قدامت کو پانا، ظاہری اور باطنی طور پر صرف معراج سے مخصوص ہے، اس لیے ادائے نماز کی حالت میں بھی آنحضرت کے کمال کی بدولت اس کمال کو پالینا کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ اور ان عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ دنیا کے اندر رؤیت صرف آنحضرت ؐ کا خاصہ ہے اور اُن کے سوا کسی اور کو ہرگز جائز نہیں۔

اور صفات کی مظہریت کے ثبوت کے معنی یہ ہیں، کہ جب بھی علم کی صفت اپنے آپ کو یا اپنے بغیر دیکھتی ہے، تو اُس کے ساتھ علم حق تعالےٰ ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہ اس کا ظہور ہوتا ہے اور جس وقت مخلوق کی نظر پہ نظر ڈالتا ہے، تو اللہ تعالےٰ کی نظر کو ظاہر و حاضر پاتا ہے۔ اور اپنی نگاہ کو اس کے ظہور کے وسیلے سے مرتبۂ کمالات پر پاتا ہے، اور اسی طرح اور قیاس کر لیجئے۔

قولہٗ ذاتیت ایک معین ذات ہے۔ اسے برداشت کرنا چاہیے، اگر یہ کہوں کہ اس سے تعین اور اکی مراد ہے، تو وہ خود علم حضوری کے مرتبے سے پیچھے رہ گیا ہے، اس مقام پر یہ گنجائش کس طرح ہو سکتی ہے، کہ اُس سے پیچھے ہٹا جائے۔ اور اگر "ہُویت" ناقابل فہم مراد رکھتی ہے تو یہ دُرست نہیں۔ کیونکہ ذات، صفات اور کمالات کے مرتبۂ جمع کو اس کی تمام خصوصیات سمیت بلا کیف جاننا لازم ہے۔ دُوسری عجیب بات اس قائل رؤیت کی دانائی کی ہے، جسے اپنے آپ کو ذات وصفات وکمالات کا مظہر کامل سمجھ کر اور اللہ تعالےٰ کے علم کی مظہریت کی وجہ سے اپنے آپ کو علیم و بصیر قرار دے، اور کہے کہ جس طرح حق تعالےٰ جامع صفات ہونے کی وجہ سے بصیر ہے، اسی طرح میں بھی جامع بصر ہونے کی بدولت بصیر ہوں، اور اس نے یہ نہ سوچا، کہ حق تعالےٰ تو تمام عالم خلق اور عالم امر کا دیکھنے والا

ہے، اور میں اپنے آپ میں ان اُمورِ عقیدہ میں سے کسی کا انکشاف نہیں کر پاتا،
اس لیے وہ ذات، جو صرف بے کیف ہے اور غیب محض، اِس خاکی آنکھ سے
کس طرح نظر آ سکتی ہے۔ اور جب تک آگے، پیچھے، اوپر، نیچے، کو مَیں اہلِ بہشت
کی طرح نہیں دیکھ سکتا، میرا یہ سمجھنا درست نہیں، اور حق سے بعید ہے۔ یہی نہیں
بلکہ اس سے ترقی کر کے اپنے آپ سے کہتا ہے۔ اگر میں عالمِ ملکوت کو بھی دیکھنے لگ
جاؤں اور ہمنشینوں کی طرح منظہریّت کے رستے بدنی اور بصری لطافت مجھے بھی عطا
فرمائی جائے، تو کیسا ہو، جیسا کہ دنیا میں بعض علما اور بعض صحابہ کے مطابق اللہ تعالےٰ
کی رؤیت سے، ایک یا دو مرتبہ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم مشرف ہو چکے ہیں۔ اس
طرح ہم جانتے ہیں کہ دنیا میں ہماری یہ دید محض وہم ہے اور یہ وہم اہلِ سنّت وجماعت
کے خلاف اور گمراہی کا باعث ہے۔

ایک اور عجیب بات یہ ہے کہ "سمجھے نہیں، لیکن سمجھے کہ سمجھ گئے"۔ ایسا شخص
جہلِ مرکّب میں گرفتار رہتا ہے۔ اس قسم کے قائلین کو جہلِ مرکّب سے نکالنا اور
صاحبِ بصیرت لوگوں کی طرح بنیا کرنا چاہیے۔ علمائے اہلِ سنّت کے متفقہ
عربی منظوم اشعار میں انہی لوگوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے سے ترجمہ

جس شخص نے یہ کہا کہ اُس نے دنیا میں اپنی آنکھوں سے اللہ تعالےٰ کو دیکھا،
وہ زندیق ہے۔ اس نے بغاوت کی اور سرکشی کی۔

(۲) اس نے اللہ کی کتابوں اور تمام رسُولوں کے برخلاف کہا، اور وہ شرعِ شریف
سے بھٹک گیا، اور دُور رہو گیا۔

(۳) اور جس نے یہ کہا کہ میں نے اللہ تعالےٰ کو دیکھا، قیامت کے دن اس کا
چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔

اور چونکہ یہ بات کہنے والا ایک سُنّی اور اہلِ جماعت میں سے ہے، اس کی بات

Marfat.com

سُکر و شہُود کی حالت میں گمان کرنی چاہیے اور غیبیت کے قائلوں کی طرح اسے معذور سمجھنا چاہیے، کیونکہ شہُود کو بھی بے نسبتی اور بے کیفی بلکہ بے کیف حقیقی کا شہُود سمجھ لیا گیا ہے جیسا کہ ایک بزرگ نے فرمایا کہ صاحبِ حال اختلافِ رؤیت کی وجہ سے معذور اور مقلد مغرور یا مقہور ہے اور اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو اہلِ صحو کہلاتا ہے اور دنیا کے تقلید کرنے والوں کو جو چنداں علم نہیں رکھتے اور سنت و واجب سے بے خبر ہیں، کھلم کھلا رؤیتِ بصر (سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے) کی تعلیم دیتا ہے۔ اے ہمارے اللہ ہمیں سیدھے رستے کی ہدایت دے۔

ہاں اگر پوشیدہ بصارت کے قائل ہوں، تو بظاہر بعض دُوسرے اولیا کے موافق ہوں گے۔ اگرچہ پوشیدہ بصارت کی حقیقت تک پہنچنے کے لیے بھی دلیل کی ضرورت ہے، تاہم وہ اہلِ سُنّت وجماعت میں داخل رہتا ہے۔

قولہٗ:۔ حضور در حضور کے مرتبہ میں جو وصُولِ ذاتی ہے، شرک کے تین مراتب سمجھے جاتے ہیں ...... عبارت کے آخر تک۔

اس بیان میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے، عجیب ہے۔ اس بات کو مانا گیا ہے کہ ولایات کے مرتبوں سے گزر کر، اور علمِ حضوری اور حضورِ علم سے ترقی کا بیان کر کے اپنے آپ کو حضور در حضور میں پہنچا ہوا سمجھ کر، اور مکمل مظہریت کا قائل حتیٰ کہ آخری رؤیت تک دنیا ہی میں پہنچ کر اُس نے اپنے آپ کو آنحضرتؐ کی مکمل پیروی سے منسوب کر دیا ہے۔ اس سے پتہ چلا، کہ جو کوئی یہاں پہنچا، وہ پیروی سے پہنچا۔ پس اس تحقیق سے ظاہر ہوا کہ انبیاءؑ اور آنحضرتؐ تین قسم کی شرک کی نفی کے پیچھے رؤیتِ دائمی کے باوجود، جیسا کہ اُس نے خیال کیا ہے، سالک کی منزل آخریں تک ہیں۔ ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ یہ عجیب قسم کی رؤیت ہے، جو تین شرکوں

سے متحقق ہے۔

جب میں اس مقام پر پہنچا۔ تو اس فاسد عقیدہ کی وجہ سے میں نے قلم کو روک دیا، اور دُوسری عبارتوں کے بیان سے کہ اکثر و بیشتر ہمارے بزرگوں کی اصطلاحات کے خلاف ہیں، خاموشی اختیار کر لی۔ اللہ تعالےٰ اُسے توفیق دے، اور ایسے غلط عقائد سے مُنہ موڑ کر اُسے سیدھے راستے پر ڈال دے۔ اے ہمارے ربّ اگر ہم سے کوئی بھُول ہو جائے یا ہم غلطی کر جائیں، تو گرفت نہ فرما۔

مکتوب: ۱۳۰

حاجی خداداد کے نام تحریر کیا گیا۔

سیّد الطائفہ حضرت جُنید قدّس سرّہٗ نے حضرت ابوبکرؓ کے قول کو توحید میں بزرگ ترین کلمہ قرار دیا ہے۔

"پاک ہے وہ، جس نے اپنی مخلوق کے لیے اپنی پہچان کا عجز کے سوا اور کوئی رستہ نہیں بتایا۔"

میرے عزیز! حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اس قول میں معرفت کا بیان ہے، جو ادراک و کیفیت کے اعتبار سے ہے، نہ کہ معرفت کے اعتبار سے جو اس کے اسماء و صفات سے کیفیت و درک کے اعتبار سے ہے، اور ایمان بالغیب سے بلا فرق متحقق ہے۔ کیونکہ اُن کی جناب میں کیفیت و درک معدوم ہے۔ اور کلمۂ عجز جو بیان کیا گیا ہے، اُس میں کیفیت معدوم تھی۔ عجز کس سے ہے؟ عجز اس نُورِ محمدی میں ہے، جو مجہول الکیفیت ہے۔ عجز اس کیفیت کو پا لینے کو کہتے ہیں، جو مجہول الکیفیت ہے۔ اور کسی عاقل کی عقل اس میں جتنا بھی غور کرے، اسے معلوم نہیں کر

Marfat.com

سکتی ۔ سوائے اس مجہول الکیفیت کے جس کیفیت کا علم صرف اللہ تعالٰی کے علم کا خاصہ ہے۔ چنانچہ یہ بات درست نکلی، کہ غیب حقیقی کی معرفت ممکن ہے۔ اور نورِ محمدی ص کی معرفت اپنی کیفیت کے اعتبار سے مجہول الکیفیت ہے۔ اور اللہ سبحانہ کی ذات وصفات میں ہے، جو بے کیف اور غیبِ حقیقی ہے۔ چونکہ عجز کا کلمہ طلبِ کیفیت کا آئینہ دار ہے، اس لئے جس جگہ کیفیت معدوم، وہاں عجز کا اطلاق کس لیے، اور نورِ محمدی ص میں عجز کا اطلاق اس معنی کی کیفیت کو نہ جاننے کے سبب ہے۔ چنانچہ اس تحقیق سے عجز کے سلسلے میں، جو نا ویلات بیان کی گئی ہیں، ان کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رض کے جس قول میں عجز کا کلمہ واقع ہوا ہے، اس کا علم آنحضرت ص کے سپرد کرنا چاہیئے ۔

زدریائے شہادت، چوں نہنگِ لا برآرد ہُو
تیمم فرض گردد نوح را درعینِ طوفانش

ترجمہ :۔ جب دریائے شہادت، "لا" کے نہنگ "ھُو" کو باہر نکالتا ہے۔ تو ایسی حالت میں عین طوفان کے عالم میں بھی نوح کے لیے تیمم فرض ہو جاتا ہے۔ اس تمثیل کے معنی یہ ہیں کہ دریائے شہادت سے مراد فنا کا مرتبہ ہے، نہنگ سے مراد سالک ہے، اور "ہُو" سے مراد نشئہ فنا ہے، یعنی جب سالک فنا کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے، تو وہ امور جن کی شرع نے ممانعت کر دی ہو، عذر کی وجہ سے ان کا ارتکاب جائز ہو جاتا ہے۔ چنانچہ دریا کی موجودگی میں اگرچہ وضو کرنا فرض ہے، لیکن اس کے باوجود ضروری عذر کے بعد تیمم کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ مرض کے خوف سے وضو کا استعمال ممنوع ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

مکتوب : ۱۳۱

میاں اللہ دینؒ کے خواب کی تعبیر میں لکھا گیا۔

شیر موذی ہے، نفس اس سے بھی موذی ہے بنفس ایک بہت بڑے شیر کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اچھا ہوا، کہ مارا گیا۔ ورنہ اپنا مطیع کر لیتا۔ الغرض جب کسی مسلمان کو اس کا نفس خفیہ فریب کاری سے مغلوب کرنا چاہتا ہے، تو اگرچہ اس کے فریب مخفی ہوتے ہیں، تاہم غلبہ نہ پاکر اپنی تمام طاقت سے شیر کی صورت میں ظاہر ہو کر اس نے مسلمان کو ہلاک کرنا چاہا۔ حق تعالےٰ نے اس مسلمان کو جس طرح اس کے خفیہ فریب سے محفوظ رکھا تھا، اسی طرح اس کے کھلے فریب سے بھی محفوظ رکھا۔ بلکہ امید ہے کہ اُسے مطمئن کر دے گا اور نفس کے مر جانے سے مراد اس کا مطمئن ہو جانا ہے۔ نیک بشارت ہے خواب دیکھنے والے کو اطمینانِ نفس کی امید رکھنی چاہیے۔

مسئلہ: بیعِ سلم کے جواز میں سات شرائط لازمی ہیں۔ ایک یہ کہ کپڑے کی جنس بیان کرے، دُوسری یہ کہ کپڑے کی صفت بیان کرے تیسری یہ کہ کپڑا ردی ہو یا صحیح، چوتھی یہ کہ وہ گاڑھا ہو یا باریک، پانچویں یہ کہ کیا سینکڑوں کی تعداد میں ہو۔ چھٹی یہ کہ بیچنے والا خریدار کے گھر پہنچائے گا یا خریدار خود اٹھا کر لے جائے گا۔ اور ساتویں یہ کہ اُسی مجلس میں اس وقت بیچنے والے کو قیمت ادا کر دے، کیونکہ قرض میں سلم جائز نہیں (اشارہ۔ بیعِ سلم وہ ہے جس کی قیمت اس کی تیاری سے پہلے ادا کر دی جائے)

Marfat.com

مکتوب ۱۳۲:

حقائق و معارف آگاہ حاجی محمد امینؒ اور حاجی خداداؒد کو واقعات کے جواب میں تحریر کیا گیا۔

سلام فقیرانہ کے بعد عرض ہے، کہ اس خواب میں آپ نے جو آگ دیکھی، تو اس کے معنی یہ ہیں کہ "جو آگ میرے دل میں بھڑکتی ہے، اس سے میں ہر روز ستر مرتبہ (اور ایک رات کے مطابق سو مرتبہ) اللہ تعالےٰ کی پناہ مانگتا ہوں" سمجھنا چاہیے، کہ خود آنحضرتؐ نے اپنی زندگی میں یہ فرمایا ہے اور یہ حالت آنحضرتؐ اور صحابۂ کرامؓ کی موجودگی میں تھی۔ اور اس زمانے کے اکثر لوگ تو گناہِ کبیرہ میں اتنے مبتلا ہیں کہ آنحضرتؐ کے دل کی آگ اس حد تک بھڑکتی ہے کہ ظاہری آگ کی صورت اختیار کر کے روضۂ مبارک کی چھت تک جا پہنچتی ہے، اور یہ سب امت کا غم ہے، چنانچہ قیامت کے روز آنحضرتؐ "میری امت میری امت" پکاریں گے۔ چونکہ حاجی جیوؒ کے بعض اعمال خلقت کے فائدے کے لیے ہیں، اسلیئے اُنھوں نے آنحضرتؐ کے غم کی آگ کو پانی کی طرح تھوڑا سا کم کر دیا ہے، حاجی جیوؒ کو چاہیے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ ہو کر خلقِ خدا کے ظاہری و باطنی، اور دنیاوی و اُخروی منافع کے لیے مشغول رہیں، تاکہ اس سے آنحضرتؐ کی رضامندی حاصل ہو۔ اور اس طرح تھوڑا تھوڑا کر کے اُن کا غم غلط ہو۔ کیا خبر اس طرح اُن کا غبارِ خاطر دُور ہو جائے اور آنحضرتؐ اُن پر رحمت کریں اور اس شخص کے حق میں ظاہری رحمت کا واسطہ بن جائیں۔

اور یہ جو حاجی خداداؒد کو برہنہ دیکھتا ہے، تو معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کے تقویٰ کے درمیان کچھ فرق پڑ گیا ہے، جیسا کہ کہا گیا ہے "ایمان عریاں کیفیت ہے اور تقویٰ اس کا لباس ہے"۔ اس کا علاج استغفار ہے اور استغفار تقویٰ کے نقصان کو پورا کر دیتا ہے۔

Marfat.com

اور یہ جو حاجی خداداد نے خواب میں دیکھا کہ اُن کے مُرشد، حاجی محمد امین ان کی پیشانی پر بوسہ دے رہے ہیں اور پُوچھ رہے ہیں۔ کہ کیا تم حضرت ابوبکر صدیق رض کو دوست رکھتے ہو؟ تو یہ استفہام نہیں، بلکہ واقعی ہے کیونکہ پیشانی پر بوسہ دینا اس حقیقت کی خبر دیتا ہے اور حاجی خداداد سے یہ بھی پُوچھتے ہیں کہ کیا نہیں حضرت ابوبکر صدیق رض دوست رکھتے ہیں؟ تو یہ بات بھی تحقیقی ہے نہ کہ استفہامی۔ اور اس کی دلیل وہی پیشانی پر بوسہ دینا ہے۔ لیکن اس خواب سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ حضرت صدیق رض کے کسی شخص کو دوست رکھنے سے، اس شخص کا مرتبہ پست ہے، جو حضرت صدیق رض کو دوست رکھتا ہے، کیونکہ اُس شخص کے حضرت صدیق رض کو دوست رکھنے سے یہ لازمی نہیں کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بھی اسے دوست رکھیں۔ اس دوستی کا عدم قبول، اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا اس شخص کو دوست رکھنا، دونوں کی باہمی دوستی کی علامت ہے۔ فقیر کے نزدیک ایسے خوابوں کی تعبیر یہی ہے اور اللہ ہی صحیح جانتا ہے۔

مکتوب : ۱۳۳

استدعائے توجہ کے جواب میں میاں اللہ دین کے نام لکھا گیا۔

میرے عزیز کنتُ مقصود کا کیا مطلب ہے؟ سمجھ لینا چاہیے کہ کنتُو د یہ ہے کہ یہ یقین پیدا ہو کہ جو کچھ ہے، اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ اور جو کچھ بھی ہے، اپنے وقت پر ظاہر ہو گا۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے: "اے اللہ مجھے دائمی ایمان عطا فرما، جو میرے دل کو یقین اور صدق کی بشارت دے یہاں تک کہ میں جان لوں، کہ مجھے کوئی تکلیف نہیں ہو گی، سوائے اس کے جو میرے مقدر

Marfat.com

بیں ہے، اور اس رضا کے جو میری قسمت میں ہے"۔

اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ یہ قسمت پر رضامندی نہیں، بلکہ قسمت کے ساتھ جنگ ہے۔ قسمت پر راضی رہنا چاہیے، سابقہ قسمت پر عین رضا کے ساتھ، حال میں طلب کے ساتھ اور مستقبل میں ترقی کے ساتھ۔ جنگ قسمتِ قہریہ کے ظہور کے ساتھ ہے اور رضا لطیفہ کے ظہور کی قسمت سے ہے، پس اسے سمجھیے۔

میرے عزیز، جو کچھ میں نے کہا، آپ اسے نہیں سمجھے، اللہ کا شکر ادا کرو اس پر، جو اس نے دیا ہے، اور مزید کی اُمید رکھو، اور اپنی بلندی اور تمہاری بلندی کے نقصان کے مقابلے میں حضرت پیر قدس سرہ کے کمالات کے بارے میں جو کچھ کہا تھا۔ وہ میں نے ادب سکھایا تھا، اور اپنے آپ کو بزرگوں کے مقابلے ایک کمزور چیونٹی کی طرح سمجھنا چاہیے، اور اپنی استعداد کو کمزور جاننا چاہیے۔ چونکہ توجہ کا وقت نہیں تھا۔ اس لیے میں نے بات ختم کر دی۔

سوال تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ (اللہ تعالے کے لیے اخلاق پیدا کرو۔) کے معنی طے شدہ ہیں۔ یعنی اللہ تعالے کی صفات کی مانند صفات پیدا کرو۔ اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس سے تو اللہ تعالے سے بندہ کی مشابہت لازم ہو جاتی ہے، کیونکہ جب بندہ اللہ تعالے کے سے اخلاق پیدا کرنے والا ہو جاتا ہے، تو وہ حق تعالے کی شبیہ بن جائے گا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ عقلی اور نقلی دلائل سے یہ ثابت ہے کہ اُس کی طرح کوئی نہیں اور وہ کسی کی طرح نہیں، اور کوئی شے اس سے مشابہ نہیں۔

مکتوب : ۱۳۴

فضیلت مآب شیخ عبدالہادیؒ طالب علم کو "تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ" کے بارے میں لکھا گیا۔

Marfat.com

میرے عزیز! اس عبارت کا مطلب ہر ولایت کے مرتبے کے لوگوں کے مناسب حال ہے۔ اور حضرت جیوؒ کی اصطلاح کے مطابق ولائتیں پانچ قسموں کی ہیں:۔ (۱) ولایتِ عامہ (۲) ولایتِ خاصہ (۳) ولایتِ اخص (۴) ولایتِ خاص الخواص اور (۵) ولایتِ اخص الخواص۔ صاحبانِ ولایتِ عامہ کے نزدیک، جو علمائے ظاہر ہیں، اور اپنے رسوخ سے مرتبہ شریعت کے کمالات کو پہنچ جاتے ہیں، یہ مقام وہ ہے جہاں وہ ہر لحاظ سے "نقل" کے پیرو ہوتے ہیں، عقل و ہوا جو بشریت کا تقاضا ہے، ہر لحاظ سے نقل کے تابع ہے، ان میں نقل کی مخالفت کی ذرہ برابر بھی بُو نہیں ہوتی، اور صاحبانِ ولایت خاصہ کے نزدیک جو اللہ تعالےٰ کی صفات کے جذبات میں ڈوبے ہوتے ہیں، یہ مقام وہ ہے جہاں نسب اور افعال سے جو ولایتِ عامہ میں منسوب تھا، حق تعالےٰ کی صفات کے جذبات کی تجلیات میں پہنچ کر سب کچھ مضمحل ہو جاتا ہے اور حقیقی فاعل سوائے اس واحدِ حقیقی کے اور کوئی نہیں، جس میں صفات کاملہ ہیں، اور جو اپنے افعال و صفات و ذات کی مظہریت میں حقیقی مظہرات کے سوا کسی اور طرح ظاہر نہیں ہوتا، یہاں تک کہ مظاہرِ مذکور نظر سے اُٹھ جاتے ہیں اور مظہرات کے عین منظورِ نظر بن جاتے ہیں بلکہ مذکورہ مظہرات واحدِ حقیقی کی ذات میں عین وحدت ذات بن جاتے ہیں، اور ان ولائیتوں کا انجام تعینات کا اضمحلال ہے، یہ تعینات دنیا کے ہوں یا وجوبیت کے، ان اسرار میں کوئی قیاس نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ اس مضمحل تشخص سے وہ اخلاق پیدا ہوتے ہیں کہ ان میں اور ان کے اندر والوں کے بارے میں کوئی قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اور جو تین مراتب باقی رہ گئے ہیں ان میں اہلِ عقل کے بیان کا کوئی دخل نہیں، اس لیے ان کا بیان کرنے سے گریز کرتا ہوں۔

مکتوب : ۱۳۵

سعادت شعار نُورحسینؒ کے نام لکھا گیا۔

مشفقِ مہرباں، نُورالحسینؒ کو فقیر عبدالنبیؒ کی طرف سے سلام ہو۔ آپ نے آیت کریمہ " والذین فی قلوبھم مرضٌ فزادھم اللہ مرضاً (وہ ایسے ہیں کہ ان کے دلوں میں مرض ہے، اور اللہ نے ان کے اُس مرض کو بڑھا دیا) کے معنی پُوچھے تھے۔ میرے مشفق مرض دو قسم کا ہوتا ہے ایک مرضِ موت اور دوسرا مرضِ اوقاتی۔ مرضِ موت ان لوگوں کا خاصّہ ہے جنہوں نے میثاق کے دن اوّل و آخر سجدہ نہ کیا، ان کے حق میں یہ مرض آخر کار کفر کا متقاضی ہے۔ وہ روز بروز کفر میں گرتے جاتے ہیں اور آخر کار کفر کی حالت ہی میں مرجاتے ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے شرُوع میں تو سجدہ نہ کیا، لیکن آخر میں سجدہ کر دیا، ان کے مرضِ اوقاتی کا خاصّہ سلامتیِ ایمان ہے۔ وہ موت تک گناہوں میں مبتلا رہیں گے۔ گناہوں سے توبہ اُن کے نصیب میں نہیں، وہ وقتی طور پر عذاب میں ڈالے جائیں گے۔ ایمان کی برکت کچھ مدّت کے بعد خواہ وہ قلیل ہو، یا کثیر، انہیں بہشت میں لے جائے گی۔ اور صالح مومن بھی مرضِ اوقاتی کے مریض ہیں۔ اگرچہ گناہوں کا امکان ہوگا، لیکن گناہوں سے توبہ کی توفیق پالیں گے امید رکھیں گے کہ بغیر عذاب کے جنّت میں جائیں۔ اور یہ تینوں گروہ سوائے انبیاءؑ کے امکانِ مرض رکھتے ہیں، لیکن تیسرا گروہ انشاء اللہ تعالےٰ کسی عذاب کے بغیر جنّت میں جائے گا، چونکہ حدیثِ قدسی ہے " میں اپنے بندے کے گمان پر ہوں "۔ انشاء اللہ تعالیٰ، ہر مومن کا اعتقاد تیسرے گروہ پر ہے اور وہ اس میں کوئی شک نہیں رکھتے۔ والسلام

اور اس حدیثِ قدسی کو دوبارہ لکھا گیا " میں اپنے بندے کے گماں پر ہوں۔ اگر اچھّا ہے تو اچھّا، اور اگر بُرا ہے تو بُرا "

Marfat.com

مکتوب : ۱۳۶

حاجی خداداد کے نام لکھا گیا۔

سب تعریف اللہ کے لیے ہے، جس نے عارفوں کے دلوں کو اپنی معرفت کے نور سے منور کیا، اور ان کے مراتب کے شایانِ شان الہام کیا۔ جیسا کہ غوث اعظمؒ نے اللہ کی طرف سے ہونے والے الہام میں فرمایا "اے غوثِ اعظم، حال میری طرف سے ہوتا ہے۔ جسے بولنے والے کی زبان سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا، جو اس پر ایمان لایا، اُسے کہا گیا، اور جس نے حال کو رد کیا، اس نے کفر کیا، اور جس نے اصول کے بعد عبادت کا ارادہ کیا، اس نے اللہ کے ساتھ شرک عظیم کیا۔ میرے عزیز! فقیر کی سمجھ میں حال کے دو مرتبے ہیں۔ ایک وہ جس میں حقیقتِ لطیفہ کے کمالات کا ظہور ہوتا ہے۔ اس کا قبول واجب ہے، اور دوسرا صفتِ جلال کے کمالات کے ظہور کا حال، جس کا انکار واجب ہے۔ حالِ لطیفہ کی علامت یہ ہے کہ صاحب حال ہر طرح سے شریعت کا پابند ہوتا ہے اور حال قہریہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک بدعتی مومن کا حال جس کے رد اور قبول میں سکوت افضل ہے، اور دوسرا حال، کافر متکبر کا ہے۔ اور یہ حال قابلِ رد ہے اور اس کا ماننا کفر ہے، اور اس سے اللہ کی ضرور پناہ مانگنی چاہیے۔

میرے عزیز! اللہ جل شانہ کی عبادت دو مرتبے کی ہے۔ پہلا مرتبہ مبتدی اور متوسط کا ہے کہ ابھی درمیان میں پردہ ہوتا ہے۔ اور اس کو عبادت کہتے ہیں متوسط اگرچہ ایک لحاظ سے حضوری رکھتا ہے، لیکن ابھی حقیقت میں غائب ہوتا ہے۔ اس غائب کے لیے ضروری ہے کہ وہ دل یا زبان سے اللہ کی عبادت کرے تاکہ مرتبۂ عبودیت کو پالے۔ صاحب عبودیت کو پالے۔ صاحب عبودیت اللہ کو کسی پردے

کے بغیر موجود پاتا ہے اور اس کی ذات اور اس کی صفات کو جو اس ذات سے متعلق ہوتی ہیں، پوشیدہ بصیرت کے ذریعے مکمل خاموشی سے دیکھتا ہے۔ کیونکہ جب وہ اپنے ربّ کی طرف دیکھتا ہے، تو اس کی ذات کو، صفاتِ کمال کے ساتھ کسی نقصان کے بغیر متصف پاتا ہے۔ اس مقام پر اپنے رُبّ کا یہ بندہ شرک و کُفر سے متصف ہو سکتا ہے، جس کا ترک کرنا اس مرتبہ معبودیت پر لازم ہے۔ جیسا کہ ہمارے حضرت و مولانا نے ایک فارسی شعر میں کہا ہے۔ بیت

تذکّر غیر خواہش، غیرِ مطلق   بذکرِ حُبِّ حق، شرک است الحق

ترجمہ: کسی خواہش کے بغیر غیر مطلق کا ذکر کرنا اور پھر حُبِ حق جتنا نا، یقیناً شرک ہے۔

مکتوب : ۱۳۷

حقائق آگاہ شیخ عبد القادر جہاں آبادیؒ کے نام لکھا گیا۔

حقائق سے آگاہی رکھنے والے، اللہ کے الطاف کے مظہر اور محبت سے معمور نے اس فقیر سے صلوٰۃ و مراتب کے معانی دریافت فرمائے ہیں۔ شیخ صاحب! صلوٰۃ و مراتب کے معانی ایسے ہیں کہ حکمت سے تعلّق رکھتے ہیں، اور حکمت سے ناواقف ہونا عبث ہوتا ہے۔ صلوٰۃ ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ اس کے معانی کو پالینا کامل لوگوں کا خاصہ ہے، ہم جو اہلِ کمال کے خوشہ چیں ہیں۔ اتنی طاقت کہاں رکھتے ہیں کہ اس کے بیان میں زبان کھولیں۔ لیکن اسی عقیدہ کے مطابق کہ "اس کی حکمت سے ہم آگاہ نہیں" ہمیں پورا یقین ہے۔ اور اس کا ظاہر، علمائے ظاہر سے تعلّق رکھتا ہے، لیکن چونکہ سوال کا جواب دیئے بغیر چھٹکارا نہیں۔ اس لیے ظاہر کے بارے میں تھوڑا سا عرض کرتا ہوں:

Marfat.com

معلوم ہونا چاہیے کہ چونکہ انسان رات کے وقت خواب میں مبتلا ہوتا ہے، اس لیے اللہ کے فضل نے دو رکعت سنّت (موکدہ) اور دو رکعت فرض فجر کی نماز میں مقرّر فرمائے، تاکہ اس کے ادا کرنے میں سُستی نہ کر جائے یا کوتاہی نہ ہو جائے۔ فجر کی نماز سے سُورج کے سر پر آنے تک اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے وقت کو معاش کے ضرُوری کام کے لیے خالی چھوڑ دیا اور جب معاش کے ضرُوری کاموں سے فراغت ہو گئی، تو اللہ تعالےٰ کا شُکر ادا کرنے کے لیے فجر کی دو رکعت کی نسبت ظہر اور عصر کے وقت دو رکعت کا اضافہ کر دیا، لیکن ظہر کے وقت کی وُسعت کے پیشِ نظر چار فرض سے پہلے چار رکعت سنّت (موکدہ) اور بعد میں دو رکعت سنّت (موکدہ) مقرّر فرمادیں اور چونکہ عصر کا وقت تنگ ہوتا ہے، اس لیے چار رکعت فرض کے سوا سنّت (موکدہ) کی تکلیف نہ دی۔ اور چونکہ مغرب کا وقت عصر کے وقت سے بھی تنگ ہوتا ہے، اس لیے مغرب میں فرض میں ایک رکعت کی تخفیف کر دی۔ اور وقت کی تنگی کے پیشِ نظر فرض کی ادائیگی پہلے قرار دی گئی۔ اور تنگیٔ وقت کے پیشِ نظر دو رکعت سنّت (موکدہ) کو بعد میں کر دیا۔ اور چونکہ عشا کا وقت کھانے پینے کا وقت ہے۔ اور سُستی ضرُوری ہوتی ہے، اور اگرچہ عشاء کے وقت میں وسعت ہوتی ہے، پھر بھی فرض کو سنّت پر مقدم قرار دیا گیا۔ چونکہ سُستی کا وقت تھا۔ دو رکعت سنّت (موکدہ) کا حکم دیا گیا۔ مزید برآں چونکہ روز و شب کی نمازوں کی رکعتوں کا طاق ہونا ضرُوری سمجھا گیا، اور مستحب ہے اس لیے مغرب کی نماز میں تین رکعتیں مقرّر کی گئیں۔ اور رات کے باقی ماندہ حصّہ کو نوافل کے لیے چھوڑ دیا گیا۔ اور چونکہ قیام کرنا، نیاز و مُناجات کے لیے ہے، اس لیے قرأت کا حکم دیا گیا اور چونکہ رکُوع و سجُود میں سر کا جھکانا ہے، اس کے لیے مناسب تسبیح ہے۔ اور چونکہ قوُمہ اور جلسہ میں سر اوپر اٹھانا ہوتا ہے، اس لیے تکبیر کا تقاضا ہوتا ہے اور خاصّہ حق سمجھ

Marfat.com

کر "اللہ اکبر" کہنا چاہیے، اور جب بندے نے حمد و ثنا ادا کر لی، اور حق تعالےٰ نے یہ حمد و ثنا سُن لی، تو ضروری ہو گیا کہ "سمع اللہ" کہنے کے لیے کہا جائے اور جب "سمع اللہ" پر اعتقاد ہو گیا، تو اس کے ساتھ ہی "ربنالک الحمد" مقرر فرمایا۔ اور جب تمام مراتب و فرائض سے فارغ ہو گیا اور "نماز مومن کی معراج" کہی گئی ہے، تو مناسب ہوا کہ نماز کا اختتام تشہد پر کیا جائے، تاکہ "الصلوٰۃ معراج المومن" سے آگاہی ہو جائے اور جب نماز کے تمام مراتب سے فارغ ہو گیا، تو آفات سے سلامتی کی خبر دی، اور تمام مومنین جماعت کو مبارک باد دی گئی۔ اور وہ السلام علیکم ہے، جو کہی جانی چاہیے اور سلام تم پر اور اس پر جس نے آنحضرتؐ کی پیروی کی۔

مکتوب: ۱۳۸

اخلاص مندوں کے واقعات کے جواب میں تحریر کیا گیا۔

اے مشفق! ذکر کو پانی سے تشبیہ دینا اور اس کا بلندی سے نیچے آنا جسم کی آرائش کے لیے ہے۔ اور وہ جو روح کے ذکر کو راحت کہا گیا ہے، تو اس کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ رُوح سے مراد رُوح کا لطیفہ بدنی ہے، اور یہاں اس کا مطلب یہ ہے کہ ذکرِ قلبی کے مرتبہ میں محض تکرار ہوتی ہے، لیکن شہودِ وحدت کا مرتبہ ظاہر نہیں ہوتا، اور اگر ظاہر ہوتا بھی ہے، تو وحدت وجودی کی نسبت حاصل ہوتی ہے۔ اور وحدتِ وجود کے مرتبہ میں کثرت سے تعلق باقی رہتا ہے لہذا راحت توحید شہودی پر موقوف رہتی ہے اور کثرت کا انتظار رہتا ہے۔ اور نظر محض وحدت پر لگی رہتی ہے اس لیے شہود میں راحت میسّر ہوتی ہے۔ لیکن اگرچہ راحت شہود میں ہے، لیکن اس

Marfat.com

راحت میں نفس اور خیال کی شرکت باقی رہتی ہے۔ اللہ سبحانہ کی توفیق سے اس سے بھی آگے نکل جانا چاہیے، اور عدم راحت سے مل جانا چاہیے۔ اللہ سبحانہٗ نے فرمایا ہے "خوشی مت مناؤ، اللہ خوشی منانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔" دوسرا یہ کہ رُوح سے مراد حقیقتِ انسانی ہے، جو لطائفِ تحتانیہ میں ہے اور اس سے انسانی حقیقت کے کمالات کا ظہور ہے۔ راحت خیال کی شرکت سے ہوتی ہے اور انسانی حقیقت کے اندر چھ[۶] لطائف طے کرنے کے بعد حقیقی راحت ہوتی ہے جس میں خیال کی شرکت نہیں ہوتی، اور چونکہ حقیقی بندگی کے مرتبے میں بندے کے لیے خوف اور ڈر لازم ہے۔ اس لیے "خوشی مت مناؤ" کا حکم دیا گیا، اور آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور دو مرتبوں سے ہے ایک سالک کو محنت و ریاضت کا شوق دلاتا ہے، اور یہ مرتبہ اوسط ہے، لیکن یہ کسی کے اختیار میں نہیں، یہ محض خدائے تعالیٰ کا فضل ہے۔ دوسرا محض مہربانی اور نوازش کے لیے ہے۔ اور یہ مرتبہ کمال میں قطبیت و غوثیت کے صاحبان میں ہے، اور ان اہل مناصب کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ آنحضرتؐ کے ظہور کی تحقیق کریں۔ اور جب تک آنحضرتؐ کا ظہور نہ ہو، خدمات ادا کرنے کی قوت پیدا نہیں ہوتی۔ الغرض راحت کے مبادیات ظہور پاتے ہیں، لیکن انہیں محض آنحضرتؐ کی رضا کے حصول کے سپرد کرتے ہیں، اور ذکر میں مشغول رہنا چاہیے۔ اور مضطرب نہیں ہونا چاہیے۔ والسلام

مکتوب: ۱۳۹

میاں اللہ دینؒ کے نام اس سوال کی تحقیق کے جواب میں لکھا گیا، کہ قلب جسے شیطان نے استعمال کیا ہے۔ کس طرح اللہ تعالےٰ کی معرفت کے لائق ہو سکتا ہے؟

Marfat.com

اللہ تعالےٰ نے ابلیس (میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں) کے دعوٰے کے جواب میں فرمایا "میرے بندوں پر تمہیں کوئی غلبہ نہیں ہوگا سوائے اُن گمراہوں کے، جو تیری پیروی کریں گے"، چنانچہ قرآن کی رُو سے ظاہر ہے کہ انسان دو قسم کے ہیں۔ ایک مظہرِ جلال اور ایک مظہرِ جمال اور قلب بالخصوص جمال کا مظہر ہے اور جلال کے مظہر کو قلب میں کوئی دخل نہیں۔ سوائے کچھ وقت کے۔ اور وہ وقت بھی دو قسم کے ہیں۔ ابتدائی اور انتہائی۔ ابتدائی شرکت غیر معتبر ہے اور انتہائی شرکت معتبر اور اس کا خاتمہ اخیر میں بخیر ہوتا ہے۔ اور شرک کی دو قسمیں ہیں، جو جمال سے حصہ لیتی ہیں، اگرچہ ابتدائی گناہ کی نسبت زیرِ عذاب ہوں گی اور آخر میں ثمرۂ جمال پیدا ہوگا۔ مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مظاہرِ جمال کو درحقیقت انبیاءؑ کے ماتحت کیا ہے اور مظاہرِ جلال کو ابلیس مردُود کے ماتحت۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے حُسنِ ظن سے اپنے آپ کو خاتمہ بالخیر مظہرِ جمال سمجھیں، اور مظہرِ جلال کے بارے میں حق سبحانہٗ سے استفادہ کی خواہش کریں۔ استفادہ کا یہ عمل بھی نیکیوں میں شمار ہوگا۔ اور اگر خدانخواستہ خاتمہ بالخیر نہ ہوا، تو عہدِ اسلام میں جو استفادہ کیا تھا، وہ اس عذاب میں تخفیف کا باعث بنے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ اور اگر ساری عمر کفر میں گزر گئی، اور استفادہ سے محرُوم رہا۔ تو پھر عذاب در عذاب میں مبتلا رہے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا "اُن کے اعمال سراب کی طرح ہیں، جس کو پیاسا اپنی زندگی تصور کرتا ہے"۔

مکتوب : ۱۴۰

نیک اطوار ولی محمدؒ کے نام تحریر کیا گیا۔

برادرِ مشفق میاں ولی مُحمد کو فقیر عبدالنبیؒ کی طرف سے سلام۔ وہ نوازش نامہ جس

Marfat.com

میں جواب طلب مسائل کا بیان تھا، ملا۔ خوشی ہوئی آپ نے اپنے باطن کی نسبت جو کچھ لکھا ہے، مطالعہ میں آیا۔ برادرِ مہرباں۔ جب اللہ تعالےٰ کے بارے میں بے کیفی کی تعلیم مل گئی، تو پھر زنگار رنگ کی تجلیات کے دیکھنے کو اس سے کیا نسبت؟ شاید ان کا ظہور پہلے ہو چکا ہو گا۔ بے کیفی کی نسبت الوان و تجلیات کی ممانعت کرتی ہے۔ البتہ جب تک بے کیفی کی نسبت احاطہ نہ کر لے، اگر تجلیات اور ان کے زنگار رنگ کے معائنے ہوں، تو ایسا ممکن ہے۔ ضروری ہے، کہ حق تعالےٰ کو تمام چھ (۶) اطراف سے پاک اور منزّہ سمجھا جائے اور علمِ حضوری اور حضورِ علم کی شان بہت بلند ہے۔ جب تک بے کیفی کی نسبت، پوری طرح جگہ نہیں پکڑتی، علمِ حضوری کہاں؟ اور علمِ حضوری کے بعد ہی حضورِ علم، مرتبۂ کمال رکھتا ہے۔ اور یہ ولایت انبیاؑ میں تحقیق شدہ ہے۔

اور وہ جو اسما کی تفصیل لکھی گئی ہے، تو وہ بے کیفی کے بحرِ محیط کی نمود داری بے کیفی کے اندر ایسی قوت بخشتی ہے، جو دماغ کے خلل کو دور کرتی ہے۔ تمام مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ فاتحہ پڑھی جائے، اللہ پاک شفا بخشے گا۔ ذکرِ سلطان کی تعلیم کے بعد علم کی تعلیم کی جائے۔ علم سے مراد علمِ حضوری نہیں ہے۔ ابھی علم کا وقت کافی ہے، علم حصولی، مخلوق کا علم ہے اور علمِ حضوری اور حضورِ علم، جدید تعلیم پر موقوف ہے، اللہ سبحانہٗ کی ذات اپنی تمام صفات کے ساتھ مجہول الکیف ہے، اور نورِ محمدیؐ، مجہول الکیف ہے اور تمام مخلوقات معلوم الکیف ہیں۔ اور احدیت، واحدیت اور وحدت کا بیان بھی صحبتِ جدید پر موقوف ہے اور اللہ تعالےٰ کی ذات واجب الوجود ہے اور علوم، جائز الوجود ہیں۔ کہ ان کا موجود ہونا اللہ سبحانہٗ کے اختیار میں ہے اور موجودہ مخلوقات ممکن الوجود ہیں۔ اگر اللہ تعالےٰ چاہے، تو انہیں عدم کر دے اور اگر چاہے، تو انہیں موجود رکھے۔ اور باری تعالےٰ کا شریک ہونا ممتنع الوجود ہے کیونکہ وہ ہرگز وجود میں نہیں آسکتا۔ وہ ہمیشہ کے لیے معدوم ہے اور منفی۔ غیب پر ایمان لانے والے لوگ

Marfat.com

ہوتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بے کیفی پر مکمل یقین رکھتے ہیں۔ آپ کو چاہیے کہ اللہ پاک کو چھیوں اطراف سے پاک و منزّہ سمجھ کر اس کی بے کیفی پر مکمل یقین رکھیں۔ بے شک اللہ تعالےٰ احسان کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ والسّلام۔

مکتُوب : ۱۴۱

حقائق آگاہ میاں عبدالقادرؒ کے نام لکھا گیا۔

اللہ تعالےٰ جو چاہتا ہے، ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔ نماز پنج گانہ کے اوقات کے بارے میں آں جناب نے جو سوال کیا تھا، موصول ہوا۔ میرے مشفق اس فقیر کے نزدیک چونکہ فجر کی نماز کا وقت انتہائی غفلت کا ہوتا ہے، اس لیے بطور احسان اور کمی، اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں پر دو رکعت نماز فرض کی کیونکہ اس سے کم نماز کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ اور ظہر کے وقت کو وسیع کیا کیا گیا ہے۔ اور یہ وقت طبیعت کی کشادگی کا ہے۔ اس لیے چار رکعت فرض کیے گئے۔ اور چونکہ عصر کے وقت میں بھی بہت فراخی اور کشادگی ہے اور طبیعت بھی خوش ہوتی ہے، اس لیے چار رکعت کا حکم دیا گیا، اور چونکہ مغرب کے وقت دن بھر کے کام کاج سے بے حد تھکن ہوئی ہوتی ہے۔ اس لیے بطورِ احسان ایک رکعت کی کمی کردی گئی ہے اور چونکہ عشا کا وقت بھی کسل مندی کا وقت ہوتا ہے، لیکن چونکہ عشا کے وقت کے لیے کثرتِ کمال کے لحاظ سے ساری رات نماز عشا ادا کی جاسکتی ہے اس لیے اسے ظہر اور عصر سے مشابہت دی گئی اور اس میں چار رکعت کا حکم دیا گیا۔ یہ بطور احسان و کرم ہے۔ اور دن کی آخری نماز یعنی مغرب کی نماز کو حکمت بالغہ سے طاق کردیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے کثرتِ وقت کے اعتبار سے

احسان و کرم سے رات کو سنّت کی تعلیم دے کر وتر کو بھی طاق ادا کرنے کا حکم دیا۔ اور اللہ ہی ٹھیک سمجھتا ہے۔

مکتوب : ۱۴۲ (الف) سوال

(سوال) فقیر صحبت اللہ دینؒ کی طرف سے لکھا گیا۔

حضرت موسےٰؑ نے ایک دفعہ راستے میں ایک گڈریے کو دیکھا کہ اللہ تعالےٰ سے اس طرح کلام کر رہا تھا کہ "اے میرے اللہ! اگر تو میرے پاس آئے، تو میں تجھے دودھ دُوہ کر پلاؤں، اور تیرے جوتے سیوں، اور اسی طرح اَور باتیں کر رہا تھا جو حق تعالےٰ کی شان میں کفر سے مشابہ تھیں۔

جناب والا، حضرت موسیٰؑ نے جو امر و نہی کے حکم کے پابند تھے، اس کو اس بات سے منع فرمایا اور کہا کہ ایسی باتیں اللہ تعالےٰ کی شان میں مناسب نہیں۔ جب وہاں سے چلے گئے، اور اللہ تعالےٰ سے ہم کلام ہوئے، تو حق تعالےٰ نے ان پر غصہ فرمایا کہ تو جوڑنے کے لیے آیا ہے نہ کہ توڑنے کے لیے۔

جنابِ من، حضرت موسیٰؑ نے اللہ کی مخلوق کو امر کی دعوت دی تھی۔ وہ عالم غیب نہیں تھے، کہ معتوب ہوئے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ وہ کمالِ محبت سے یہ الفاظ کہہ رہا تھا، اور یہ اللہ تعالےٰ کا خاصّہ ہے کہ انہیں یہ کلمات پسند آئے۔ اس سے دعوت و احتساب کے کام میں تعطّل پیدا ہو جاتا ہے، جیسا کہ بزرگوں نے فرمایا ہے خواہ کوئی ہوا میں اُڑے، اور پانی اور آسماں میں چلے، لیکن اگر اس میں رتّی بھر کوئی بات خلاف شرع پائی جائے، تو اسے جھوٹا اور مُفتری سمجھنا چاہیئے۔ اس لیے حضرت موسیٰؑ نے اُسے ایسے کلمات کُفر سے منع کیا تھا، نہ کہ حکمِ جواز سے، کہ وہ

Marfat.com

اس طرح مورد عتاب ہوئے، یقین ہے، کہ حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ اس کا کیا سبب ہے، اس کے بارے میں ارشاد کیا جائے۔ زیادہ آداب۔

مکتوب : ۱۴۲ (ب) جواب

(جواب) میاں اللہ دینؒ کے خط کے جواب میں، حضرت موسیٰؑ پر عتاب کی حقیقت میں تحریر کیا گیا۔

ہر عقل مند پر اس کی عقل کے مطابق توحید واجب ہے۔ اللہ تعالےٰ کی توحید کی حد تک عقل بمنزلۂ نبی ہے، لیکن اللہ تعالےٰ کے اوصاف اور معرفت مفصّل کی حد تک عقل کا قیاس کافی نہیں۔ آنحضرتؐ نے اللہ تعالےٰ کی صفات کے تفصیلی امُور اور دوسرے واجب احکام کی تعلیم دی ہے۔ چنانچہ جب تک اس گڈریے کو صفات اور احکام کی تفصیلی دعوت نہیں پہنچی تھی، اس وقت تک وہ بے شک و شبہ اللہ تعالےٰ کی توحید پر قائم تھا اس لیے وہ معذُور تھا کیونکہ اس پر توحید کا غلبہ تھا، اور احکامِ حق اس پر لازم نہیں تھے۔ نیز اس کی بے ادبانہ باتوں پر بھی کوئی الزام وارد نہیں ہوتا تھا۔ اس لیے یہ عتاب حضرت مُوسےٰؑ پر تھا، اور عتاب کے بھی دو درجے ہوتے ہیں ایک عتابِ لطیفہ اور دوسرا عتابِ قہر یہ عتاب ایک طرح سے لُطف آمیز عتاب تھا۔ جیساکہ کسی نادان بچے کو جب کوئی شخص کھیل سے منع کرتا ہے، تو بچے کا باپ اس شخص کو کہتا ہے، کہ نرمی سے کہو، کیونکہ اس بچے کا کھیل نادانی کی وجہ سے ہے، اس لیے معذور ہے۔ نظام نام پر رکھنی چاہیے۔ جب حضرت مُوسیٰؑ نے اس گڈریے کو ڈھونڈا، تو اُسے توبہ کرنے والا پایا حضرت مُوسیٰؑ کے وعظ سے اس کا کام مکمل ہو گیا اور اُسے مفصّل علم حاصل ہو گیا۔ پس اس

بات کو سمجھ لیجئے۔

مکتوب: ۱۴۳

(سوال)

قبلۂ من۔ خدا میرا ایمان سلامت رکھے۔ یہ بندۂ گنہ گار، کمال کے نقصان کے اندیشے سے دوبارہ عرض گزار ہے کہ اعلیٰ نصیحت وارشاد، معرفت کے حصول کا سبب بنا۔ اور حقیقت تک پہنچنا ادنے ہوتا ہے، تو پھر اعلیٰ کے ہوتے ہوئے عتاب کیسا تھا، اگرچہ وہ عتاب لطف آمیز ہی تھا۔ پہلی بات تو قابلِ انعام اور قابلِ ترقی تھی۔ نہ کہ لائقِ عتاب۔ عتاب کو عتاب ہی کہتے ہیں۔ نہ کہ انعام۔

(زیادہ آداب)

(جواب)

میاں اللہ دینؒ کے نام اس کے خط کے جواب میں

چونکہ معجزے کا اظہار، احکامِ شریعت کی قبولیت کے لئے لازمی ہے۔ اور ادھر صورت یہ تھی کہ اس معجزہ کا اظہار جو احکام قبول کرنے کا سبب ہوتا ہے، گڈریے پر ابھی تک نہیں ہوا تھا اور اس بات کا اندیشہ تھا کہ وہ گڈریا اس حالت کی وجہ سے جو اس پر طاری تھی، مضطرب ہو جائیگا اور حضرت موسیٰؑ کی طرف سے بدگمان ہو کر بے اعتقاد ہو جائے گا۔ اور اظہارِ معجزہ کے بغیر انکار کر دے گا، لہٰذا عتاب ہوا کہ پہلے اس گڈریے کو معجزہ دکھاؤ اور اس کے بعد تعلیم دو، تاکہ حضرت موسیٰؑ کے معجزے کو دیکھنے کے بعد اس کے دل میں بات اتر جائے۔ دوسری بات یہ کہ عتاب گڈریے کے لیے تحقیقِ ہدایت کا باعث ہوا ہے حضرت موسیٰؑ اس عتاب کے سبب اس کی تلاش میں گئے اور گڈریے کی حقیقت اور اس کے

Marfat.com

ہدایت یافتہ ہونے پر مطلع ہوئے، اور جس شخص کو اس کی باتوں کی وجہ سے حالتِ الحاد میں چھوڑا تھا، اس کی حالتِ اسلام سے باخبر ہو گئے۔

مکتوب: ۱۴۴

خانصاحب میر نعمت خاںؒ کے نام لکھا گیا۔

اللہ تعالٰے کا شکر ہے کہ آپ کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا خط موصول ہوا اور اس کے مطالعہ نے خوشی بخشی۔ خط میں یہ لکھا ہوا تھا۔ کہ میں مسمّٰی کی یاد میں مشغول رہتا ہوں میرے مشفق، بے کیفی کی حقیقت سمجھ لینی چاہیے۔ شروع شروع میں بے کیفی ایک صورت میں ذکر کرنے والے کے پیشِ نظر رہتی ہے۔ ذکر کرنے والے کو چاہیے کہ دل میں جو صورت بنے، اُسے سینے کے اندر سے دُور کرے، اور اس بات کی کوشش کرے کہ دل خیالات سے خالی ہو جائے، سوائے حقِ حقیقی کے جو تصور سے پاک و منزّہ ہے۔ اور حقیقی بے کیفی پر ایمان کے سوا آں جناب کے دل میں اور کچھ نہ رہے، اور حقیقی بے کیفی کے سمندر کے علم میں کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ قوتِ تخیّل میں خلا خیال سے میسّر آتا ہے۔ اگرچہ یہ ایمان مدتوں کے بعد نصیب ہوتا ہے، کیونکہ یہ صرف اللہ کا فضل ہے۔ اور بندہ اس کوشش کا مظہر ہوتا ہے۔ مزید برآں آپ نے جو دوسرے خط میں تحریر فرمایا تھا کہ مسلمانوں کی جماعت کو فتح نصیب ہوئی، تو اللہ کا شکر ادا کریں، کہ حق تعالٰے نے کافروں کی جماعت کو مغلوب کر دیا۔ اللہ تعالٰے ہر معاملے میں آپ کا حامی و ناصر ہو

Marfat.com

مکتوب : ۱۴۵

میاں رستم خاںؒ کے نام تحریر کیا گیا۔

مشفقِ مہرباں، خاں صاحب میاں رستم خاںؒ کی خدمت میں سلام فقیرانہ عرض ہو۔ آپ کے شفقت نامہ سے اس واردات کا پتہ چلا، جو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے آپ پر ظاہر کی۔ اس کے مطالعہ سے دلی خوشی حاصل ہوئی۔ اللہ کا شکر و احسان ہے کہ پیر دستگیرؒ کے طفیل ان کی وفات کے مدّتِ مدید کے بعد آں حضرت آپ پر ظاہر ہوئے۔ خدا کا شکر بجا لانا چاہیے، کہ اس نُور کے نہ دیکھ سکنے کی وجہ سے جو نُورِ بے کیف کا آغاز ہے، اس نے آپ کو بینائی بخشی ہے۔ لیکن آپ کو آگاہ رہنا چاہیے اور سمجھ لینا چاہیئے کہ جو نُور گھر میں اور زیرِ آسماں ظاہر ہوتا ہے، کوئی نہ کوئی کیفیت رکھتا ہے۔ خواہ سالک اُسے بے کیف ہی کیوں نہ جانے، کیونکہ زمان و مکان میں جو کچھ ہے، باکیف ہے، بے کیف نہیں، تاہم مجہُول الکیف ہے۔ سالک مجہُول الکیفی کی وجہ سے کیف کے معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اسے بے کیف جانتا ہے۔ سالک کو چاہیے کہ شرعی عقیدے کے مطابق اسے پرکھے اور جان لے کہ جو کچھ زماں و مکاں میں سما سکتا ہے، وہ ایک نُور ہے، جو مخلوق ہے، جسے سالک کی تسلّی کے لیے دنیا میں ابتدائے رؤیت کے طور پر دکھایا گیا ہے۔ اور یہ ابتدا، جس پر بے شمار حجابات پڑے ہیں، نُورِ محمدیؐ ہے اور وہ مجہُول الکیف ہے، اور سالک غلطی سے اُسے نُورِ حق سمجھتا ہے۔ یہ عقیدہ شریعت کو یاد نہ رکھنے کی وجہ سے ہے۔ اور وہ غلطی کھا کر اسے رؤیت حق سمجھ لیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی رؤیت دنیا میں صرف آنحضرتؐ کا حصّہ ہے، جو انہیں ایک بار معراج شریف میں ملا۔ اور دُوسرے انبیا کو بھی خصوصیت

Marfat.com

حاصل ہے اور وہ بھی صرف ایک ایک بار۔ چنانچہ اس نور کو اول نورِ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، یا بدرجۂ ثانی ان کے نور کا ظہور یا بدرجۂ ثالث نورِ حق کی ابتدا سمجھنا چاہیے۔ اور رؤیت حق کی امید آخرت میں رکھنی چاہیے۔

چنانچہ ایک عزیز نے عربی کے اشعار میں بیان کیا ہے ؎

(۱) جس شخص نے یہ کہا کہ اس نے حق تعالےٰ کو اس دنیا میں اپنی آنکھ سے دیکھا، وہ زندیق ہے۔ اس نے بغاوت کی اور سرکشی کی۔

(۲) اس نے اللہ کی کتابوں اور اس کے رسولوں کی مخالفت کی۔ وہ شریعت کے رستے سے بھٹک گیا، اور دور سے دور تر ہو گیا۔

اور حاجی فیروز (قدس سرہ) کا قول، اصولِ دین کے خلاف ہے، اگر اس نے رؤیتِ ذات سمجھی اور رؤیت بصری خیال کی، نہ کہ رویتِ بصری، تو ٹھیک ہے، اور نور کا یہ ظہور، جو آپ پر ظاہر ہوا ہے، میاں فیروز کے قول سے الگ اور دوسرے مرتبہ پر ہے اسے رؤیت کی ابتدا سمجھا جانا چاہیے۔ اور اس نور کے پردے میں حق سبحانہ کو حقیقی بے کیفی سے دیکھنا چاہیے، اور مکان و زماں سے پاک و صاف سمجھنا چاہیے۔ ع بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است۔ (ترجمہ) میں بات کو اسی پر ختم کرتا ہوں، کہ داناؤں کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

مکتوب : ۱۴۶

محمد یار ساکن خلزئی کے نام لکھا گیا۔

سب تعریف اللہ کے لیے ہے اور سلام ہے برگزیدہ لوگوں پر۔ دوستِ صادق، صاحب اقبال، مجیب الدعوات جناب خانصاحب کے مکتوب کے ملنے سے فقیر اپنے حال پر متنبہ ہوا، اس نے اپنا حال اس التجا سے الگ نہ پایا، کہ اے ہمارے اللہ میری اور میرے

Marfat.com

بھائی کی التجا کو قبول فرما۔ اس خط کے مطالعہ سے چند سوالات کی وضاحت ہوئی۔ لکھا تھا کہ بعض عزیزوں نے کہا ہے کہ پہلے "گردش" ہے اور پھر "ورزش" اس کے کیا معنی ہیں؟

اے دوست، گردش کے معنی سلوک ہیں۔ اور ورزش کے معنی جذبہ کی وضو لی ہیں۔ یہ معانی اس مذہب کے مطابق ہیں، جو سلوک کو جذبہ پر مقدم رکھتا ہے، دوسرے معنی یہ ہیں کہ گردش کے معنی ریاضت ہیں اور ورزش کے معنی اختیار، یعنی دل کا ذکر ریاضت کے بعد مرشد یا زبان کی طرف سے، اور یہ معانی اس شخص کے طریقے کے مطابق ہیں، جس کے نزدیک ریاضت، سلوک پر مقدم ہے۔ تیسرے معنی یہ ہیں کہ گردش کا مطلب وہ جذبہ ہے، جو سلوک کے ابتدی میں پایا جاتا ہے اور ورزش کے معنی ہیں، جذبہ کا سلوک پر غالب آنا اور امتزاجِ سلوک سے خالص ہو جانا، اور یہ معانی حضرات نقش بندیہ کے مطابق ہیں، جو جذبہ کو سلوک پر مقدم رکھتے ہیں، اور یہ اس طریقہ کی برکتِ کامل کی وجہ سے ہے۔ اور اس کی کئی نشانیاں ہیں، جن کے طولِ بیان کو میں نے مختصر کر دیا ہے۔ چوتھے یہ کہ گردش کے معنی ہیں وصل (جوڑنا) اور ورزش کے معنی ہیں فصل (توڑنا) اس معنی حضرت خواجہ نقش بند نے ایک طویل بیان فرمایا ہے، جس کا یہ کاغذ کا پرچہ متحمل نہیں ہو سکتا۔ پانچویں معنی یہ ہیں کہ گردش بمعنی توبہ اور ورزش بمعنی انتخاب ہے۔ یہ معنی طریقہ نقش بندیہ میں طریقۂ احسنیہ انفضلیہ میں مستعمل ہیں اور حضرت دستگیر آدم ؒ سے مخصوص ہیں کیونکہ ان کے مخصوص طریقے میں آغاز، توبہ سے ہوتا ہے، اور اس کی انتہا قبولیت پر ہوتی ہے۔ اس توبہ کو دوسری قسم کی توبہ نہیں سمجھنا چاہیئے دوسری طرف کی توبہ سابیہ ہے، اور ان کی توبہ سایوں سے غلامی اور فراغت پانے کے بعد ہے۔ اور دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ ع۔ اور اسی پر بات ختم کرتا ہوں۔ کہ داناؤں کے لیے اشارہ ہی کافی ہے۔

آپ نے یہ جو لکھا ہے کہ سواری اور نشست کی حالت میں یاد کرنے اور یاد رکھنے کی نسبت پاتا ہوں، اور پھر آپ نے لکھا ہے کہ اگر حکم ہو تو نفی و اثبات اور جہر کروں۔ یہ بات

Marfat.com

عجیب ہے جو لوگ ہر وقت خود بخود یادداشت رکھتے ہیں، ہمارے طریقے میں جہر و نفی واثبات کے طریقے سے آگے گزر چکے ہیں۔ اور ترقی کر گئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک ان دونوں نسبتوں نے غلبہ حاصل نہیں کیا، اس صورت میں نفی واثبات کی گئی ہوگی۔ اگر دل جہر کی طرف رغبت کرتا ہے، تو تنہائی کے وقت میں درمیانے طریقہ سے سُنّت کے مطابق کیا جائے اور جب تک دلی نسبت غلبہ کرے، کر لیا جایا کرے۔ اور وہ جو ایک جُبّہ (یا ٹوپی) کے متعلق تحریر تھا، فقیر اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں سمجھتا۔ لہٰذا اسے چھوڑ دیا ہے۔ اور وہ جو ایک رسالہ کے متعلق لکھا تھا، تو مختصر یہ ہے کہ حدیث میں فرمایا گیا ہے۔ "دُنیا کے اندر اس طرح رہو، جس طرح کوئی مسافر پل پر اور اپنے آپ کو اصحاب القُبور میں شمار کرو" اس بات کا خیال رکھیں۔ تمام رسالہ مختصر ہے۔

اور وہ جو حاجیوں کے طریقے کے مطابق اپنے آپ کو "بدبخت" اور "روسیاہ" کہتے ہیں اور "نہ مومن ہوں نہ مسلمان" کہتے ہیں، تو ایسے الفاظ اہلِ ایمان کو زبان و قلم پر نہیں لانے چاہییں، خواہ ایمان عام سا ہو، انہیں چاہیے کہ خود کو مسلمان سمجھیں اور گناہ کی وجہ سے گنہگار سمجھیں، نہ کہ کافر، ہم اللہ تعالےٰ کی پناہ مانگتے ہیں، کفر اور شرک سے۔ اگر کسی عزیز نے ایسا کہا ہے تو شاید وہ مغلوب الحال ہو اور ایسی بات کا کوئی اعتبار نہیں۔ الغرض اگر سواری یا غیر سواری کی حالت میں نسبت میسّر ہو تو اسے غنیمت جانئے، اور دلی عجز و انکسار اس کے ساتھ رکھیں۔ کیونکہ عجز و تضرّع کے بغیر ذکر کو غفلت میں شمار کیا گیا ہے تاہم تضرع اس قدر نہیں ہونا چاہیے کہ اپنے آپ کو بدبخت اور سیاہ سمجھیں، کیونکہ یہ نقاب اس کے حق میں کفر ہوگا جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا، "ان کے چہرے سیاہ ہوں گے"۔ زیادہ دعا۔

Marfat.com

مکتوب : ۱۴۷

میاں اللہ دینؒ کے مکتوب کے جواب میں کہ بعض مقبروں پر بدعت ہوتی ہے، کی تحقیق کے بارے میں لکھا گیا۔

یہ کام کاج کسی کے اختیار میں نہیں۔ خود مقبروں کے صاحبان اس حالت پر غمناک ہیں، اس کے دُور ہونے کی ہر چند دعا کرتے ہیں قبول نہیں ہوتی۔ مجبوراً معاملہ قضا کے سپرد کر کے غمناک ہوتے ہیں، اس بارے میں دعا کے قبول ہونے میں بے بس ہیں۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ حق تعالےٰ اگرچہ ہر ذرہ کے قریب ہے، اور بزرگ، اللہ تعالےٰ کی طرف سے اطلاع والہام کی وجہ سے واقف ہوتے ہیں، پھر بھی قضائے الٰہی سے ایسے واقعات ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ مخدوم عالم بہاء الدینؒ کو غالب جاننا بے شبہ نادانی ہے۔ جب ایسے معاملات کو خلافِ شرع دیکھا جائے، تو انہیں قضا کے سپرد کر دینا چاہیے۔ یہ مصلحت کا موقعہ نہیں، بلکہ دم مارنا قضا کا انکار کرنا ہے اور یہ محض کفر ہے مقبروں سے لذت حاصل کرنا اور ہے۔ یہ مرتبۂ ثانی اور مرتبۂ لطیفہ ہے اور یہ ہلام قہر کا مرتبہ ہے ۔ ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا۔ (دونوں راہوں میں دیکھئے کتنا بڑا فرق ہے)

مکتوب : ۱۴۸

اسماء تسمیہ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) کی تحقیق کے بارے میں سعادت شعار ہدایت اللہؒ کے نام لکھا گیا۔

معلوم ہونا چاہیے کہ تسمیہ کی آیت میں جو تین ناموں یعنی اللہ، رحمٰن اور رحیم سے مرکب ہے، حق سبحانہٗ کے تین ہزار نام شامل ہیں جنہیں تمام انبیاءؑ اور فرشتوں کو اللہ نے اپنی تسبیح کے لیے فرمایا، تاکہ اس تسبیح کے ذریعے ہر صنف اپنی خصوصی تسبیح کے ذریعے

Marfat.com

اللہ پاک کو یاد کرے۔ ایک ہزار نام جن کی تسبیح فرشتے کرتے ہیں، اسم رحیم، کے اندر ودیعت کیے گئے ہیں، اور ایک ہزار نام جن کی تمام انبیا تسبیح کرتے ہیں، اسم رحمن میں شامل ہیں، تاہم ان انبیا میں چار انبیا یعنی حضرت عیلیٰؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت موسیٰؑ اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم شامل نہیں، اور ہزار نام جن کے ذریعے یہ چاروں نبی اللہ تعالےٰ کو یاد کرتے ہیں: "اللہ" کے نام میں مضمر ہیں، لیکن تفصیل یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو جن تین سو ناموں کی تعلیم انجیل میں دی گئی ہے، وہ لفظ اللہ کے حرف "ھ" کی پہلی چشم میں پوشیدہ ہیں، اور جن تین سو ناموں کی تعلیم حضرت داؤد کو زبور میں دی گئی ہے، وہ اللہ کے آخری حرف "ھ" کی دوسری چشم میں مضمر ہیں۔ اور وہ تین سو نام جن کی تعلیم حضرت موسیٰؑ کو توریت میں دی گئی، وہ اللہ کے دوسرے حرف "لام" میں پوشیدہ ہیں، اور ننانوے نام جن کی تعلیم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں دی گئی، وہ اللہ کی پہلی لام میں ودیعت کیے گئے ہیں، باقی ماندہ ایک اسم اعظم جس کا ظہور "اللہ" کے پہلے حرف 'الف' میں ہے، دوسرے تمام اسماء میں پھیلا ہوا ہے۔ پس جو کوئی تسمیہ کو حضوری دل سے پڑھے گا، وہ گویا تین ہزار اسمائے مبارک کو پڑھے گا، اور کل کے ثواب کا امید وار ہو گا۔

مکتوب: ۱۴۹

میر جمال اللہ مفتی جالندھرؒ کے نام "نور العین" کی روایات معلوم کرنے، اور بعض دوسرے مسائل کی تحقیق کے لیے لکھا گیا۔

پہلا مسئلہ:۔ اگر کسی نے "احسنت" (شاباش) اس نیت سے کہا کہ تو نے حتی الوسع قرآن مجید کے الفاظ کو درست طریقے سے ادا کیا، تو ٹھیک ہے، اور اگر نیت یہ کی

Marfat.com

رتو نے قرآن مجید کو "نیک" کر دیا، تو اس میں کُفر کا اندیشہ ہے۔

دوسرا مسئلہ: غسل میں نیت شرط نہیں ہے جیسا کہ کتب حقیقت میں درج ہے، لیکن پانی پاک ہونا چاہیے۔ اگر پاک اور پلید کے معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی، تو شخص گنہ گار ہو گا تاہم اس کا سجدہ درست ہو گا، مگر مکروہ۔

تیسرا مسئلہ: صحیح بات یہ ہے۔ کہ رُوح جسم سے جُدا ہو جاتی ہے جیسا کہ حق تعالےٰ نے روح قبض کرنے والے فرشتوں کی تعریف میں کہا ہے "والنّازعات غرقاً" (قسم ہے ان فرشتوں کی جو ڈوب کر (رُوح) نکالتے ہیں۔)

چوتھا مسئلہ: اگر نکاح کرنے والا، اور نکاح میں آنے والی اُن رسُوم سے جو کفار کا خاصہ ہیں، راضی نہیں، تو پھر نکاح درست ہے، اگر وہ راضی ہوں، تو پھر یہ دیکھنا چاہیے۔ کہ وہ رسم کفار کی خصوصیت ہے، اور ناکح و منکوحہ دونوں راضی ہیں، تو نکاح میں خرابی کا اندیشہ ہے۔ اور اگر وہ رسم کفّار کی خصوصیت نہیں، تو اس رسم سے گنہ گار تو ہو گا، لیکن نکاح کے جائز ہونے کا احتمال ہے۔

پانچواں مسئلہ: اگر کوئی عورت یا مرد زبان سے کلمۂ کفر کہہ دے، اور اس کا علم نہ ہو، اگر علم ہوتا، تو زبان سے نہ کہتا۔ ایسی حالت میں بعض عُلماء کے نزدیک وہ معذُور ہے، لیکن جب اطلاع ہو جائے، تو توبہ ضروری ہے۔ لیکن نکاح نہیں ٹوٹتا۔

چھٹا مسئلہ: شہادت کے بغیر نفس بخشنا نکاح کو فاسد کر دیتا ہے، اگرچہ بعض علماء نے اس کے جواز کو نقل کیا ہے تاہم جمہور عُلما کے نزدیک یہ بات درست نہیں۔

ساتواں مسئلہ: اگر کوئی شخص قرأت کے آداب دُوسرے شخص سے بہتر ادا کرتا ہے، لیکن دوسرا اگرچہ آدابِ قرأت تو ٹھیک ادا نہیں کرتا، لیکن الفاظ کو صحیح طریقے سے ادا کرتا ہے، اور معنی میں ایسی تبدیلی نہیں ہوتی، جس سے نماز فاسد ہو جائے تو نماز اعلیٰ ہے۔ اس لئے ایسی نماز میں کوئی خوف نہیں اور اگر حروف میں غلطی کرتا ہے، لیکن

Marfat.com

معنیٰ میں ایسی تبدیلی نہیں کرتا، کہ نماز فاسد ہو جائے تو اس کے اقتدا کا ترک کرنا بہتر ہے۔ پس ایسا شخص ادنیٰ ہے اور اس کی امامت ترک کرنی چاہیے۔

مکتوب : ۱۵۰

میاں محمد افضلؒ کے نام بعض سوالات کے جوابات بر رُوئے حدیث طلب کرنے پر تحریر کیا گیا۔

عام حالات میں تصرّف کرنا، اور خرقِ عادت واقعات پیش کرنا مثلاً مُردے کو زندہ کرنا، علمائے باطنی کا حصّہ ہے، جو ظاہری اور باطنی علوم کے امین ہیں۔ اور وہ ایسے نہیں کہ ظاہری علوم سے جاہل ہو کر خرقِ عادات واقعات پیش کریں، اور سنت کی پوری طرح حفاظت نہ کریں، کیونکہ یہ مرتبہ استدراج کا ہے۔ اور ایسی بات کو بنی اسرائیل کے انبیاؑ سے تشبیہ دینا غلط ہے۔

"نوم العالِم عبادت" (عالم کی نیند عبادت ہے) کی حدیث علمائے ظاہر و باطن کے حق میں ہے، کیونکہ علماء کا دینی کتب کا مطالعہ کرتے رہنے کے بعد سو جانا بھی ان کی عبادت ہے، اور علمائے باطن اس حدیث کی پیروی ہیں کہ "میری آنکھیں تو سوتی ہیں، لیکن میرا دل نہیں سوتا" بظاہر وہ سوتے ہیں۔ لیکن باطن میں اُن کا دل جاگتا ہے۔ اگرچہ دونوں مقبُول ہوتے ہیں۔ لیکن اُن میں اور ان میں بہت فرق ہے اور یہ بات کسی ذہین وفطین شخص پر پوشیدہ نہیں۔

اور حدیث میں عالم کے علم کی توہین سے منع کیا گیا ہے نہ کہ عالم کے بدعتی عمل کی توہین سے اور ایمانِ شہودی، ایمان ترغیبی پر اضافہ ہے ایمانِ ترغیبی واجب ہے، اور اگر ایمان شہودی بھی ہو، تو سبحان اللہ، کیا کہنے، لیکن ایمانِ شہودی واجب نہیں، لیکن ایمانِ ترغیبی کے بعد اس کے حصُول کے لیے تگ ودو کرنا درجات رکھتا ہے۔

Marfat.com

قدریہ اور جبریہ کے درمیان اختیار کے معنی یہ ہیں، کہ بندہ اللہ سبحانہ، کے سامنے بے اختیار ہے، لیکن اپنے ابنائے جنس اور وحوش و طیور کے مقابلے میں مختار ہے۔ یہاں اختیار کے معنی ابنائے جنس میں تمیز کامل کے ہیں۔

(سوال) یہ اختیار یعنی تمیز کامل چونکہ تقدیر میں کمی اور زیادتی نہیں کر سکتی، تو پھر حکم دینے اور منع کرنے کے کیا معنی ہیں؟

(جواب) حق تعالےٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے اس کمزور مختار کو امر و نہی کا مظہر دو وجہ سے بنایا ہے کہ وہ صاحب تمیز اور صاحب بے تمیزی بھی ہے اور آیت کریمہ "ذات باری سے نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ کیا کرتا ہے، بلکہ لوگوں سے ان کے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا" کو پیش نظر رکھنا چاہیے اور اس سے بڑھ کر سوال کرنا بے عقلی کی بات ہے۔

اور کنویں اور اوند کے بارے میں سمجھنا چاہیے کہ اصل میں اوند پاک، پانی پاک، اور اس کی پاکیزگی تحقیق شدہ ہے۔ جب تک اس کی پلیدی کا یقین نہ ہو جائے، اسے پلید کہنا بدگمانی ہے، اور کسی شے کے حق میں جو حقیقت میں پاک ہو، ایسی بدگمانی نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے "اے ایمان والو، بہت زیادہ ظن کرنے سے پرہیز کرو"۔ اس لیے پورے یقین کے بغیر پلید کہنا منع ہے۔ گویا مسلمانوں کو اس طرح بدگمانی میں ڈالنا پسندیدہ نہیں اور ہم اس بات سے اللہ تعالےٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

مکتوب: ۱۵۱

سعادت شعار، ہدایت اللہ خادمؒ کے نام "کہ نماز اشراق کس طرح پڑھی جائے" تحریر کیا گیا۔

Marfat.com

اشراق کی نماز میں پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ آیت الکرسی پڑھیں، اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ قُل پڑھیں۔ نماز استخارہ میں پہلی رکعت میں اَلم ترکیف، اور دوسری رکعت میں "لایلاف" تیسری رکعت میں "والضحیٰ" اور چوتھی رکعت میں "الم نشرح" چاروں رکعتیں ایک نیت کے ساتھ ادا کریں۔ اور مغرب کی نماز میں فرض اور سُنّت کے بعد نفل اوابین پڑھیں۔ کم از کم دو رکعت، اور اکثر چھ رکعت، اور ہر رکعت میں تین بار سورۂ اخلاص پڑھیں، اور دو دو رکعت کی نیّت کریں، اور تہجّد کی نماز آدھی رات کے بعد اور صبحِ صادق سے پہلے خدا جتنی توفیق دے، پڑھے، اور دو دو رکعت کی نیّت کریں۔ کم سے کم چار رکعت، ورنہ بارہ رکعت۔ اگر سُورہ یٰسین یاد ہو۔ تو اس کو پڑھیں۔ اور اگر یاد نہ ہو، تو ہر رکعت میں سُورہ اخلاص تین بار پڑھیں۔ اس کے بعد اگر توفیق ہو، تو صبح صادق تک مراقبہ کریں، اور جب نمازِ فجر ادا کرلیں تو دعا کے بعد ذکر، تسبیح و مراقبہ میں سُورج کے نکلنے تک مشغول رہیں۔ والدعا۔

مکتوب : ۱۵۲

آیت "بِلِہٖ مَلَکُوتُ السَّمٰوٰتِ" کے معنی اور حضرت مولویؒ کے ایک شعر کی تحقیق کے بارے میں لکھا گیا۔

(سوال)۔ ایک عزیز نے سوال کیا ہے کہ آیت وہ (فرشتے) زمین و آسمان میں ہرگز داخل نہیں ہو سکتے، جب تک انہیں دوسری مرتبہ زندگی نہیں دی جاتی۔ اور حضرت مولانائے رومؒ نے بھی مثنوی شریف میں فرمایا ہے ؎

یک صد و ہفتاد قالب دیدہ ام　　　ہم چو سبزہ بارہا روئیدہ ام

(ترجمہ) میں نے ایک سو ستر جسم دیکھے ہیں۔ اور سبزہ کی طرح کئی بار اُگا ہوں۔

Marfat.com

ان دونوں باتوں سے تناسخ کا مفہوم ظاہر ہوتا ہے، اور حقیقت یہ ہے، کہ تناسخ کا عقیدہ کفر ہے۔ ان کے معنی، جو شرع کے مطابق ہو بیان فرمایئے اور بیان فرما کر اجر لیجئے۔

جواب: متشابہ عبارات میں، کہنے والے کے مقصد پر نظر رکھنی چاہیے، اور پھر بات سمجھنی چاہیے۔ چنانچہ حدیث کی عبارت اور آئت انتساب میں لفظ قدم اور رجل (پاؤں) اللہ تعالے کے بارے میں استعمال ہوئے ہیں، حالانکہ حق تعالے جسم و جوہر سے پاک ہے۔ اور یہی الفاظ اللہ تعالےٰ کی ذات کے جسم پر وارد ہوتے ہیں۔ جب میں کسی بات کو مجسّم کرتا ہوں، تو کہتا ہوں کہ "ان الفاظ کو جسم دے کر اس طرح حق تعالےٰ پر اطلاق کرنا جائز ہے" تو یہ سراسر کفر ہے۔ اور جب اس آیت و حدیث کے جس میں یہ الفاظ آئے ہیں، معنی بیان کرتا ہوں، تو اُسے یا تو تسلیم کرتا ہوں، یا اس کی تاویل کرتا ہوں اور چونکہ اللہ تعالےٰ جسم و جوہر سے پاک ہے، اس لیے اس کے ایسے معنی کہ جن سے جسمیّت ظاہر ہوتی ہے، کفر سمجھتا ہوں۔ اسی طرح مذکورہ بالا اقوال، جو بزرگانِ دین اور صاحبانِ اسلام نے کہے ہیں، الحاد اور بدعت میں سے ہیں۔ اور ملحد کا قول تناسخ کی حقیقت کو ثابت کرتا ہے۔ اللہ پاک انہیں ذلیل و خوار کرے۔ اکابرِ دین کی بات کو شریعت کے عقاید کے مطابق تسلیم و تاویل کرنا چاہیے، تاکہ اس سے جسمیّت کی بُو نہ آئے۔

سوال: خاموشی سے تسلیم کرنا اس بزرگ کی مراد کے مطابق مان لینا ہے۔ اگر اس کی تاویل کریں، تو بیان فرمایئے، کس طرح کریں؟

جواب: جب یہ معلوم ہو گیا کہ اس لفظ کے لغوی معنی تناسخ کو ثابت کرتے ہیں۔ اور یہ بات شرعاً منع ہے، تو ظاہری معنی کو ترک کر دینا چاہیے، اور سمجھنا چاہیے کہ سلوک کے راستے میں ایک حال سے دوسرے حال میں اور ایک مرتبہ سے دُوسرے مرتبہ میں ترقی ہوتی رہتی ہے۔ پہلی حالت، یا مرتبہ میں سالک فنا ہو جاتا ہے اور دُوسرے

Marfat.com

مرتبے میں وہ باقی رہتا ہے۔ اس دوسرے مرتبہ میں بھی کچھ دیر قیام کرتا ہے اور اگلے مرتبہ میں قیام کرتا ہے۔ اور پھر وہاں سے بھی ترقی کر جاتا ہے اور پھر فنا ہو جاتا ہے، اور اگلے مرتبے پر باقی رہتا ہے۔ اور اس کا معاملہ کسی اور طرح سے تحقیق پاتا ہے۔ اس مقام میں بھی کچھ دیر سکونت کرتا ہے، فوائد حاصل کرکے پھر ترقی کرکے آگے بڑھ جاتا ہے اور یہ حالت سالک کی استعداد کے مطابق ہوتی ہے۔ بعض سالک جن میں استعداد کامل ہوتی ہے، ایک ہی جست میں مقامِ فنا حاصل کرکے اس وصل سے بہرہ یاب ہو جاتے ہیں، جسے کوئی فنا نہیں، اور وہ ہمیشہ کے لیے وصلِ حقیقی سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اور بعض سالک قوتِ استعداد میں کمی کے باعث ایک مرتبے سے دوسرے مرتبے میں ترقی کرتے ہیں، اور اس عرصے میں استعداد پیدا کرتے ہوئے مرتبہ بمرتبہ فنا اور بقا کے درجات حاصل کرتے ہیں۔ اس استعداد کے مالک بعض منتہی ہوتے ہیں اور بعض اوسط درجے کے۔ کہ اُن کے سامنے ابھی کام باقی ہوتا ہے۔ اس کام کے دوران فنا و بقا کے مرحلوں میں محظوظ و مسرور ہوتے ہیں۔ جب آپ نے یہ تفصیل سمجھ لی تو جان لینا چاہیے کہ بزرگوں کے نزدیک یہ سالک کے اوصاف کی تبدیلی ہے، ایک مرتبے سے دوسرے مرتبے تک۔ اگرچہ وہ شخص ایک ہی ہوتا ہے، جو فنا و بقا کے مراحل طے کرتا جاتا ہے۔ یہی بات درست ہے۔ اور مُلحد و بدعتی کا یہ خیال کہ ایک جسم دُوسرے جسم میں واقع ہوتا ہے غلط ہے اور یہ کُفر ہے۔

مکتوب : ۱۵۳

ایک عزیز کے نام، صاحبِ استدراج کفار کی صحبت سے منع کرنے کے لیے لکھا گیا۔

Marfat.com

آپ کے عقیدت سے معمور مکتوب نے دل کو خوشی پہنچائی، اور اس میں لکھی ہوئی حقیقت کی وضاحت ہوئی۔ اے عزیز آپ کا فقرا کی طرف رجوع کرنا صرف فائدہ اٹھانے کے لیے ہے" اس لیے ایسی چیز، جس کی خوبی و نقصان سے آپ ناواقف ہوں، کے بارے میں میرا فرض ہے کہ آپ کو آگاہ کر دوں مخلص وہ ہوتا ہے جو راہ کے نیک و بد سے واقف کرے۔

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است   وگر خاموش بنشینم، گناہ است

(ترجمہ) اگر میں دیکھوں کہ ایک اندھا ہے اور اس کے آگے کنواں ہے، تو ایسی حالت میں اگر میں خاموش بیٹھا رہوں، تو گناہ ہے۔

مجھے قسم ہے رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی، کہ جس دن میں نے سنا کہ شیخ صاحب دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک منکر کے پاس اعتقاد اور اس کے کشف کی وجہ سے جاتے ہیں اور ظاہر یہ کرتے ہیں، کہ محض بیٹھنے سے جو کچھ ہمارا مطلب ہے، وہ اس منکر دین کی صحبت سے حاصل ہو جاتا ہے، اس دن سے مجھے یہ خوف لاحق ہو گیا ہے کہ مبادا اس معتقدِ دین کے دین و ایمان میں اس منکرِ دین کی صحبت سے خلل پیدا ہو۔ اور آخرت کی خرابی کا باعث ہو اور میں چاہتا تھا کہ اس بات سے آگاہ کر دوں، لہٰذا میں نے اس موقع پر اس صحبت کے نقصان سے آگاہ کیا۔

عزیز من۔ کافر کی کرامت (استدراج) پر اعتقاد نہیں رکھنا چاہیئے۔ ابلیسِ لعین بھی جو قطعی طور پر مردود ہے، ایسا استدراج رکھتا ہے جس طرح آدمی کی رگوں میں ہوا گشت کرتی ہے، وہ ایک لحظہ میں زمین کی پاتال سے آسمان کی ثریا تک سیر کر آتا ہے۔ اور کافر دجال حضرت امام مہدیؑ کے زمانے میں ظاہر ہو گا، اور مختلف خرق عادت واقعات سے مسلمانوں کو اپنی طرف مائل کرے گا۔ اور لوگ بے دین ہو جائیں گے حتّیٰ کہ حضرت امام مہدیؑ کو اس کے مقابلے میں جنگ لڑنی پڑے گی، حضرت عیسیٰؑ آسمان سے اتریں گے، تو وہ کافر ان کی قہر آمیز نظر سے پگھل جائے گا اور چالیس سال تک تمام دنیا سے ہر قسم کی تاریکی

Marfat.com

چھٹ جائے گی. اور اس قسم کے شعبدوں کے باوجود کافر قہرِ الٰہی میں گرفتار ہوں گے. اس وقت کے کفار بھی ابلیس کے شعبدے کا اثر رکھتے ہیں اور حالت یہ ہے کہ دینِ محمدیؐ کے انکار کی تاریکی ان میں ظاہر ہے. ان پر کیوں کچھ اعتبار کیا جائے؟ سوائے ان ناقص لوگوں کے، جو دین اور کفر میں فرق نہیں جانتے اور اولیا کی کرامت اور کافروں کے استدراج کو برابر سمجھتے ہیں، کوئی اور کیوں کرے؟ اس قسم کا کلمہ گو بھی کافر ہے. چونکہ میں آپ کو دین کے عقائد سے آراستہ دیکھتا ہوں، اس لیے محض اس خاطر کہ دین میں اخلاص رکھنے والا غلطی میں مبتلا نہ ہو، میں نے آگاہ کر دیا ہے. یہ نہ سمجھیے کہ اس نصیحت میں کوئی اور مطلب پوشیدہ ہے، ہم اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں. میں نے تو صرف عقائدِ دین سے واقف کیا ہے. کیا آپ نے قرآن مجید میں نہیں پڑھا کہ حق تعالےٰ نے کفار کی دوستی سے منع کیا ہے: "اے ایمان والو! تم میرے اور اپنے دشمن کو دوست مت بناؤ". چونکہ اللہ تعالےٰ نے کفار کو اپنا دشمن کہا ہے، اس لیے خدا کے دشمن کے ساتھ دوستی، خدا کے ساتھ دشمنی ہے، اور خدا کے ساتھ دشمنی صاف صاف کفر ہے. چنانچہ کافر کی دوستی کفر تک لے جاتی ہے.

ہاں اگر کافر سے ملاقات اس غرض سے ہو کہ اُسے نصیحت کے ذریعے کفر سے ایمان کی طرف لایا جائے، تو ایسی ملاقات منع نہیں. لیکن کافر کو خدا دوست سمجھنا صریح کفر ہے. فقیر کو آپ سے دل و جاں سے اخلاص ہے. اسی لیے از خود آپ کو آگاہ کرتا ہوں. کسی اور قسم کا خیال دل میں نہ لائیں. فقیر کو اپنا خیر خواہ سمجھیں، اور دعاؤں میں یاد رکھیں.

مکتوب: ۱۵۴

میاں یار علیؒ کے نام "عارف کامل و واصل" کی تحقیق کے بارے میں تحریر کیا گیا.

Marfat.com

پاک ہے وہ ذات، جو پوشیدگی میں ظاہر ہوئی؛ اور ظاہر میں پوشیدہ ہوئی معلوم ہونا چاہیے کہ ذاتِ جامع کمالات کی حقیقت کا عالم نچلے مراتب یا دنیاوی مراتب سے گزر کر حقائقِ اشیاء کے مرتبہ تک، جو محض غیب الغیب اور مراتب خفیہ ہیں، پہنچ کر ذاتِ جامع کو خواہ یہ غیب در غیب کے مرتبے ہوں اور خواہ بے حجاب ظاہر کے مراتب ہوں، پا لیتا ہے۔ اور دونوں مرتبوں کو ذاتِ جامع کی حقیقت کا ظہور سمجھتا ہے؟ اس طرح یہ عالمِ کامل، سایہ سے نکل کر حقیقتِ ذات کی اصل تک پہنچ کر ظلیت کا کوئی اثر نہیں رکھتا۔ اور تمام سایوں کو حقیقتِ ذات میں موجود اور قائم پاتا ہے۔ اس وقت یہ عالمِ کامل، بے حجابی کے حجاب اور سایوں سے گزر کر حقیقتِ ذات کا عالم ہو جاتا ہے۔ اور یہ سَیر کے اطلاق کو، جو ایک مقام سے دوسرے مقام تک ہوتی ہے، اس کے حضور میں مناسب نہیں سمجھتا، اور سوائے ظہور کے اطلاق کے، جو انتقال سَیر کی درجہ سے ہوتا ہے، زبان پر یا دل میں نہیں لاتا پس پاک ہے وہ جس نے ان کے بطون سے ظاہر کیا، اور سایوں کے مراتب کا عارف واصل "ظلیت" کی قید میں ہوتا ہے اور ترقی کا طالب۔

چونکہ وہ حقیقتِ ذات تک نہیں پہنچا ہوتا، اس لیے اس کی ترقی کا معاملہ اسما وصفات سے متعلق ہوتا ہے۔ وہ ایک اسم کے سایہ سے دوسرے اسم کے سایہ تک اور ایک صفت سے دوسری صفت تک ترقی کرتا ہے، چنانچہ اس عارف کے حق میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ اطلاقِ سیر اور ایک سایہ سے دوسرے سایہ تک منتقل ہوتا ہے۔ پس پاک ہے وہ جس نے اپنے ظہور کے اندر چھپایا۔ یہ بات طے شدہ ہے، کیونکہ اس پر حجاب ظاہر اور حقیقت سایہ کے لباس میں پوشیدہ ہے۔ اب بات کو کہاں تک طول دوں کہ حقیقتِ ذات کی کوئی انتہا نہیں، اب سائل کے جواب کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ اور بات کو مختصر کرتا ہوں۔

سائل کو سمجھنا چاہیے کہ عالمِ کامل کو جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، سَیر کا نام دینا اُسے

Marfat.com

بلندی سے پستی کی طرف لانا ہے اور حقیقتِ ذات کے مرتبے سے، اسم وصفت کی سیر کے مرتبے پر لانا ہے۔ البتہ اگر عارفِ واصل کو ظلال کے واسطے سے اسم کی سیر کرنے والا کہا جائے، تو اس کی گنجائش ہے۔ کیونکہ اسے اسم کے سایہ سے کسی اور سایہ تک ترقی لازمی ہے۔ چنانچہ محققِ اول کو عالمِ کامل کا نام دیا جائے گا، کیونکہ وہ حقیقت تک پہنچ کر ضروری علم کی حقیقت کا مظہر ہوگیا اور عرفان میں سے کچھ باقی نہ رہا۔ محققِ ثانی کو عارف کا نام دیا گیا، کیونکہ وہ سایوں سے گزر کر علم کی حقیقت سے واقف نہ ہوا۔ اگرچہ اس نے معرفتِ ظلی پیدا کر لی، تاہم اس بات کا امیدوار ہے، کہ حق تعالےٰ کی ہدایت اس کی رہبری کرکے اور تمام سایوں سے خالی کر کے حقیقت تک پہنچا دے گی، اگر اللہ تعالےٰ نے چاہا۔ یہ اس کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔ اور اللہ بڑا فضل کرنے والا اور عظیم ہے۔

برادرِ مشفق، یار علی کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ وہ بھی اس عریضہ کا مطالعہ فرمائیں۔ شاید وہ بھی محظوظ ہوں۔

مکتوب : ۱۵۵

نواب عبدالصمد خاں کے نام ہجر رخصت ہوتے ہوئے علم کی تاکید میں لکھا گیا۔

فقیر عبدالنبیؐ، نواب صاحب کی خدمتِ عالی میں سلام کے بعد عرض کرتا ہے۔ فقیر آپ سے رخصت ہو کر خانصاحب جانی خاں کی رفاقت میں منزل پر پہنچا، تو ایک بڑی جماعت آدابِ خدمت بجا لائی۔ خدائے تعالےٰ اس سے زیادہ توفیق بخشے، آنجناب سے توقع ہے کہ آخری باطنی نسبت کو حتی الوسع پرورش دیں، تاکہ اللہ تعالےٰ کے شہود و حضور کا ظہور ہو اور فنا و بقا کے لیے وہ صورتِ متخیلہ جس کی مثال میں نے رخصت ہوتے وقت آپ کو دی تھی، نظر میں لاکر یقین جانیں کہ ہر بندے

کے لیے ہر لحظہ ہی ذاتی و صفاتی فنا ہے اور بقا اللہ تعالےٰ کے فیض سے اسی طرح جیسا کر دیکھا، پیدا ہوتی ہے۔ پھر ایک لیاقت بن جاتی ہے اور اللہ جل شانہٗ کے آداب، جیسا کر دیکھا، پیدا ہوتے ہیں اور پھر راسخ ہو جاتے ہیں اور ایسے آداب جو ایک بندۂ فانی کے لائق ہیں، ظاہر ہوتے ہیں، عوام کی توحید کہنے کی ہے، نہ کہ دیکھنے کی۔ عوام کثرت کی دید کرتے ہیں اور وحدت کہتے ہیں۔ اور خواص کثرت کہتے ہیں اور وحدت کو دیکھتے ہیں۔ زیادہ دعا۔ اور دونوں جہانوں کی برکتیں چند کلمات سے یاد کر لیا کریں۔

مکتوب : ۱۵۶

میاں صوفی بلندؒ ساکن جلال آباد کے نام لکھا گیا۔

ہم اللہ تعالےٰ ہی سے مدد مانگتے ہیں، بزرگ صوفیا کی اصطلاح میں وحدتِ وجودی، کثرت میں وحدت ہے۔ اور اس طریقہ کے اکابرین کے نزدیک وحدتِ وجودی کثرت میں ہے صوفیا کی وحدتِ وجودی کثرت سے ہٹ کر بلکہ کثرت میں نظر ڈال کر وحدتِ وجودی سے ہٹ کر ہے۔ اور اس طریقہ کے اکابر کی وحدتِ وجودی، کثرت کی نظر کے ساتھ ان کی وحدتِ وجودی کے مخالف نہیں۔ صوفیا کثرت کے محجوب ہوتے ہیں۔ اور یہ اکابر حقائق کی حقیقت تک پہنچ جاتے ہیں، ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔

عزیزِ من۔ وحدتِ وجودی کے قائل صوفیا کا شہود کے غلبہ کی وجہ سے کثرت میں، اور شہود کے غلبہ کا کثرتِ شہود کو دیکھنے میں مانع ہونے کا مطلب کیا ہے؟ یعنی شہود اور غیب دو دوسرے مرتبے میں ہیں۔ جب صاحبِ شہود کی نظر دوسرے مرتبے پر ہوتی ہے، تو غیب کے مرتبے سے محجوب ہو جاتا ہے۔ دونوں میں بہت بڑا فرق ہے، اور ان کی اصطلاح میں صفاتِ واجبی کے کمالات، جنہیں حقائقِ اشیا کہتے ہیں، تقدیر اور ارادہ

Marfat.com

کے مرتبۂ نبوت میں محض غم میں ہوتے ہیں۔ اور دنیا کے اندر مرتبہ غیب میں یقیناً وجودِ غیبی کے سوا کچھ نہیں اور وجودِ غیبی ثابت و متحقق ہو کر قیدِ امکانی کے ظہور کا تقاضا کرتا ہے اور عدمیت سے پاک ہوتا ہے۔ اور چونکہ صوفیا کا مرتبۂ شہود پر پہنچ جانا ایک تحقیق شدہ بات ہے، اور وہ کمالات جو ان کے نزدیک شہود کی علمی صورتیں اور اعیانِ ثابتہ ہیں، کمالاتِ غیبی کا شہود مرتبۂ شہود میں کہ اُسے نُورِ محمدیؐ کی وجہ سے شہودِ اوّل کہتے ہیں۔ دنیا کے اندر مقید ہے اور مرتبہ امکانی کے ظہور کا مقتضی ہے، جو اس کے تحت ہے۔ اس لیے صُوفیا کا یہ مرتبۂ شہودی، علمی صُورتوں کے نام سے موسُوم ہے، کیونکہ دُنیا اس مرتبہ غیبی کا نام نہیں، بلکہ وہ دنیائے شہودی ہے۔ اور اس طریقہ کے اکابر جب شہودِ غیب کے غلبہ سے باہر آتے ہیں، تو وہ غیب کو دیکھتے ہیں اور وہ غیب اور کثرت کو دیکھنے پر قادر ہوتے ہیں۔ اور شہود سے مجبور صوفیائے بزرگ اشیاء کو مظہرِ حق جانتے ہیں اور مَظہَر کو عینِ مُظہِر (ظاہر کرنے والا) سمجھتے ہیں، کیونکہ وہ صاحبِ شہود ہیں، اور چونکہ مرتبۂ شہود، اگرچہ ان کے ماتحت نہایت ہی لطیف ہے، لیکن حقیقت میں ایک کیفیتِ مجہول میں مقید ہے۔ لاچار اپنے مراتب کے اعتبار سے عینیت رکھتا ہے۔ چنانچہ صوفیاء کا اس مقام پر عینیت کا اطلاق کرنا ثابت شدہ امر ہے۔ ایک لحاظ سے صادق مگر وصول میں ناقص، جو ترقی کا مقتضی ہے۔ اور اس طریقے کے اکابر اشیا کو بھی نُورِ محمدیؐ کے طفیل مظہرِ حق سمجھتے ہیں، لیکن اشیا کو عینِ حق سمجھتے ہیں، چنانچہ ان کے نزدیک عذاب غیر پر ہے اور صُوفیا کے نزدیک، چونکہ وہ عینیت کے قائل ہیں لہٰذا سمجھ لیجیے کہ عذاب کس پر آیا — اور اللہ ان باتوں سے بہت بلند ہے۔

اور ولایتِ خاصہ میں علمِ حضوری ظلّی ہے، اور علمِ حصُولی سے معتبر ہے۔ کیونکہ علمِ حضُوری میں خیال، شہودِ اوّل کے علم کا مظہر ہوتا ہے، اور شہودِ اوّل کا علم غیبِ مطلق کے مرتبہ کا سایہ ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ سایہ کو اصل جانتے ہیں، اور حصُول کو حضُور سمجھتے ہیں،

Marfat.com

انابت (توبہ کرنا) کے کئی مرتبے ہیں، انابتِ عام، انابتِ خاص، انابتِ اخص اور انابتِ خاص الخواص۔ انابتِ عام، ولایتِ عام میں ثابت ہے، کیونکہ استدلال کے ذریعے حق کی طرف رُخ ہوتا ہے۔ انابتِ خاص، ولایتِ خاص میں ہوتی ہے۔ کیونکہ استدلال سے آگے بڑھ کر تحقیق کے ذریعے پہنچتے ہیں۔ اور وجدانی کشف کے طریقے سے انابت شہودِ حق کے واسطے سے شہود اور یافت تک پہنچتی ہے۔ اور انابتِ اخص، ولایتِ اخص میں ثابت ہے۔ کیونکہ یہ مرتبہ "یافتِ شہودی" سے ترقی پا کر "نایافت" تک پہنچتا ہے۔ اور اصلِ شہودی سے فصل تک آکر اس کی انابت محض نایافت تک ثابت ہوتی ہے، لیکن چونکہ اس شخص پر ابھی توجۂ حق باقی ہے، اگرچہ وہ مجہول الکیف ہے (توجہ حق کی وجہ سے مجہول الکیف ہے) اس لیے انابتِ حق سے تعلق رکھتی ہے۔ اور انابتِ خاص الخواص، ولایت انبیا میں ثابت شدہ ہے، کیونکہ اس مرتبے کے لوگ استدلال، شہود اور مجہول الکیف کے مرتبۂ توجہ سے گزر کر اور تمام مشکلات کو طے کر کے غیبِ حقیقی سے غیبِ محض کی طرف منہ کر کے، آگے بڑھ آئے ہیں۔ چونکہ سابقہ اناتبوں کے مالکوں نے حق کی طرف رُخ نہیں کیا ہوتا، ان کی اناتبوں کو حساب میں شمار نہیں کیا جاتا، اور انابتِ اصل کو انابت گنا جاتا ہے اس انابت کا مالک، وصلِ حقیقی تک پہنچ جاتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔

عزیز من! اس طریقے کی تخصیص کی وجہ یہ نہیں کہ وہ تمام لطایف کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ بلکہ اس طریقہ کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ لطایف کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ شریف کی بدولت طے کر لینے، اور صاحبِ استعداد کی پیروی، ابتدائی یقین، اور تعلقِ خفی کے توسط اور بے توجہی محض سے گزر کر، چونکہ شہود کی ولایتِ عامہ کے مرتبے سے بہرہ یاب نہیں ہوتے، وہ ولایتِ خاصّہ سے بہرہ یاب ہوتے ہیں، اس لیے ولایتِ خاصّہ سے موسوم ہوئے ہیں اگرچہ وہ واصلِ شہود ہیں، لیکن کثرت کی نفی کرنے والے ہیں۔ تاہم

Marfat.com

چونکہ شہود بھی کثرت میں شامل ہے، لہذا حقیقت میں فنا نسبی ہیں، اور حقیقتِ اخص سے ممتاز ہوتے ہیں، کیونکہ وہاں حقیقی فنا ہے پس اسے سمجھ لو، اور کوتہ دستوں میں شامل نہ ہو۔

مکتوب : ۱۵۷

عنایت اللہ خاں وزیر کے نام لکھا گیا۔

پاک ہے، پاک ہے، اللہ پاک ہے۔ پاک ہے وہ جس نے اپنی ذات میں اپنے سوا سب کو حیرت میں ڈال دیا۔

پاک ہے، وہ جس نے اپنے نُور سے خلقت سے اپنے آپ کو چھپالیا۔ اور اپنے نُور کے ظہور کی شدّت سے دنیا سے اپنے آپ کو مخفی کر لیا۔ وہ ایسا ظاہر ہے، کہ اس سے زیادہ کوئی ظاہر نہیں، اور وہ اتنا خُفیہ ہے، کہ اس سے زیادہ کوئی خُفیہ نہیں۔ پاک ہے، جو پوشیدگی سے ظاہر ہوا، اور جو اپنے ظہُور میں چھپ گیا۔ اس جیسا کوئی نہیں۔

نواب عالی جناب کی خدمت میں سلام کے بعد عرض ہے۔ کہ میرے عریضہ کے جواب میں آپ کا نوازش نامہ خانصاحب۔ اغر خاں کی معرفت ملا جس میں عجیب معانی اور عجیب درخواست مرقوم تھی۔ اس کے مطالعہ سے شہود کے مختلف معانی سامنے آئے۔

میرے مہربان! اُس بڑھاپے کے زمانے میں جس کی تعریف میں لکھا گیا ہے۔ کہ بڑھاپا میرا نُور ہے، جسے آگ نہیں جلا سکتی۔ اگر ایک آن اور ایک لحظہ کے لیے عدالت کے نُور اور سندِ صداقت سے سچے دل سے درماندہ لوگوں کی حاجت روائی کی جائے، تو ابد ہے، گزشتہ تمام کوتاہیوں کی تلافی ہو جائے گی۔ نہ یہ کہ سال ہا سال تک نیک نیتی سے اس کام میں لگے رہیں، مسندِ امارت دراصل حضراتِ انبیاءؑ کی مسند ہے کہ پورے عروج کے بعد منصبِ نبوّت کی اس مسند پر اُترے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہوسناک اپنی مادّی زندگی کی

Marfat.com

وجہ سے عدالت کے فیض کے انوار سے محروم و مہجور ہو گئے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب یہ مسند، گمراہوں اور ہوسناکوں کی مسند ہے۔ لہذا اس غلطی کی وجہ سے ظلمات کے ہجوم کی وجہ سے اہل دین کا گروہ اس سے بریت چاہتا ہے۔ لیکن اس میں معاملہ ایسا نہیں، بلکہ اگر وہ گروہ ہمت کریں، تو اللہ جل شانہ، حضرات معصوم کی پیروی کی بدولت اس مسند کے تعلق سے اور اللہ تعالےٰ کے احکام پہنچانے سے وہ اس مرتبہ کے حق دار ہوں گے۔ اور اس سلسلے میں ادائے حقوق کی طرف توجہ کر کے" جہاں تک ہو سکے، عدالت کر" کے آداب کو پورا کریں گے۔

مکتوب: ۱۵۸

حافظ محمد علی کو جہانا آباد میں تحریر کیا گیا۔

"اپنی نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص درمیانی نماز کی" اس آیت کریمہ کا راز پانچوں نمازوں کی حفاظت کی تاکید میں ہے۔ کیونکہ یہ پانچ نمازیں پانچ لطائف ہیں۔ چونکہ ان پانچ لطائف میں ایک پوشیدہ لطیفہ ہے، جو تمام لطائف کا سردار ہے، اور اس میں تمام لطائف کا وسط واقع ہے، اس لیے وسطی نماز کے اہتمام کی تاکید کی گئی ہے وسطی نماز کے جملہ میں نہایت بلاغت ہے۔ چونکہ یہ ظاہر ہے، کہ ان لطائف کے بغیر جسم کی ظاہری نماز ناقص ہو گی۔ اس لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "حضوری دل کے بغیر کوئی نماز نہیں" چنانچہ اس معنی میں لطائف کے صاحب سلوک، ظاہری اہل علم سے افضل اور زیادہ قوی ہیں۔ اسے بھائیو اسرار کی حفاظت تمہارے ذمے ہے، کیونکہ اللہ تمام پیغمبروں سے واقف ہے۔

Marfat.com

مکتوب : ۱۵۹

میاں محمد اشرفؒ کے نام ایک واقعہ کے جواب میں۔

میرے بھائی! یہ وہ کتاب ہے، جس میں کوئی شک نہیں۔ یعنی وہ کتاب جس سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرا نام محمد صالح پڑھا، اس میں کوئی شک نہیں، کہ یہ مبارک اور متبرک ہے۔ اور یہ نام تمہارے نام کے ثبوت میں اس سے پہلے دیا گیا، اور کسی طرح بھی اس اسم اشرف میں کوئی شک و شبہ نہیں، کیونکہ یہ آب الکعب کے زمانے میں اسم بالمسمّٰی تھا، اور تمہارے لیے محمود کے معنی میں تھا اور شہود کے نام سے موسوم تھا۔ اس لیے کہ تو وہ بلند مرتبہ ہے، جس کو حضورؐ نے محمد صالح کے نام سے موسوم کیا۔ الحمد للہ تبارک تعالےٰ ان دونوں ناموں کو مکمل برکت عطا کرے۔ جب مخلوقات میں سے کوئی اشرف ہوتا ہے، تو اسے اشرفیتِ خاصہ بلکہ اشرف المخلوقات کے نام سے ادب کے طور پر پکارا جاتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اباحت کے اعتبار سے تم اشرف، اور عزیمت کے لحاظ سے صالح ہو، اور اس کے ساتھ وہ عملِ رخصت کا جواز بھی ہے، جو اعتبار عزیمت پر دلایت کرتا ہے۔ پس پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ تمہارا نام صالح ہے، جس کے شروع میں برکت کے خیال سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ لایا گیا ہے۔ بس اس پر بات ختم ہو گئی۔ درود ہے، اس ذات پر جس نے تجھے یہ نام دیا۔ اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی آل پر درود اور سلامتی ہو۔

مکتوب : ۱۶۰

میاں شیخ عبدالغنیؒ کے نام لکھا گیا۔

Marfat.com

دانائے فقر، فضیلت مآب شیخ صاحب میاں عبدالغنی جیو کو فقیر کی طرف سے سلام۔ جب تعلق کی مضبوطی کو پا در رکھا جائے، تو قربت لازم ہے۔ اور رہنے سہنے کی حقیقت کا پتہ چلتا ہے اور یگانے اور بیگانے میں فرق رہتا ہے، کیونکہ سب کو اللہ جل شانہٗ کے ساتھ ایک نسبت رہتی ہے۔ جب اُسے منظور ہو، تو یگانگت آپ کے ساتھ ثابت ہو جاتی ہے۔ مراتب واری کے بغیر کمالاتِ صفاتیہ کا ظہور اس حد تک نہیں سمجھنا چاہیئے کہ یہ دیکھنا ہی خالی ہو جائے۔ فقیر زادوں اور جماعتِ فقرا کی طرف سے سلام عرض ہے۔

مکتوب : ۱۶۱

"علم ایک نقطہ ہے اور جاہلوں کی کثرت ہے" کی تحقیق میں ایک عزیز کے نام تحریر کیا گیا۔

شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ سب تعریف اللہ کے لیے ہے، اور سلام اس کے برگزیدہ بندوں پر۔

آپ نے "العلم نقطۃ وکثرۃ الجاہلون" (علم ایک نقطہ ہے اور جاہلوں کی کثرت ہے) کے بارے میں پوچھا تھا۔ میرے مشفق! اس عبارت کے معانی کی تحقیق اسکے پوچھنے والے پر ظاہر ہے، لیکن جو کچھ اس عاجز کے ذہن میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ اہلِ حقیقت کی تحقیق کے مطابق علم کے درجے، جو اسے عطا ہوتے ہیں، مختصر طور پر پانچ ہیں۔ ان پانچ درجوں میں سے سب سے پہلا درجہ، نبوت کا درجہ ہے۔ اس درجے کے حامل حضرات کو اخص الخواص کہتے ہیں۔ اس سے نیچے ولایتِ ثانی نبوت ہے، جس سے بہرہ ور حضرات خاص الخواص کہلاتے ہیں۔ اور اس کے نیچے ولایتِ ملائکہ مقربین ہے کہ وہاں کے لوگ اخص کہلاتے ہیں۔ اور اس ولایت کے نیچے ولایتِ اولیا ہے، اس میں جو لوگ داخل ہوئے انہیں

Marfat.com

ولی خاص ، کہتے ہیں، اوراس ولایت کے نیچے ولایتِ مومنینِ عالم ہے، جو ولایتِ عامہ کے نام سے مشہور ہے۔ چنانچہ اس قول کے معنی ہر درجے کے لیے الگ الگ ہیں، اور تفصیل بھی الگ الگ ہے۔

اہلِ ولایتِ عامہ کے طریقے پر، اس ولایت کی ابتدا شرع کے مطابق اللہ پر ایمان لانا ہے۔ اوراس کی انتہا اجتہاد اور قیاس کا مرتبہ ہے۔ مذکورہ بالا قول کا مطلب یہ ہے کہ مجتہدینِ عظام کو جو علم عطا کیا گیا ہے، وہ ان سے نچلے درجے کے تمام علوم پر کلی حاجت کے بغیر حاوی اور محیط ہے۔ اوراس کی تفصیل اس نقطہ کی طرح ہے، جو تمام حروف کے مرتبوں پر محیط ہے۔ اور وہ تمام بزرگ اس مرتبۂ اجمال پہ ہیں۔ اور اس نقطہ ہی سے تبدیلی کی گئی ہے، تمام تفصیل کے مراتب اس میں مختصر طور پر آ گئے ہیں۔ جب اپنے تابعین کی استعداد کو علمِ تفصیلی کی حیثیت سے اس علم تک پہنچنے کو قاصر پایا، تو پھر انہوں نے علوم مندرجہ کی تفصیل بیان کی۔ اور اصطلاح میں انہیں اہلِ ولایتِ خاصہ کہا جاتا ہے۔ ص ۲۱۰

اس ولایت کی ابتدا، ذکرِ قلبی سے لذت حاصل کرنے کے بعد اوراس کی انتہا توحیدِ شہودی کے مرتبہ تک ہے۔ یہی معنی ہیں اس کے کہ حق تعالےٰ کے عارف کا علم و معرفت اللہ تعالےٰ کے حضور میں اس کے شہود کا محض نقطہ ہے، اور حروف والفاظ کا اس پر کوئی لباس نہیں۔ اور چونکہ اس مرتبہ پر پہنچنا اس ولایت کے منتہی لوگوں کی خصوصیت ہے اور متوسط اور مبتدی درجے کے لوگوں کو عدم استعداد کی وجہ سے وہاں تک پہنچنا دشوار ہے۔ چنانچہ مجبوراً حقیقتِ شہود کو مراتبِ مندرجہ کے ظہور کے مطابق تجلیات اور مختلف رنگوں میں مختصر طور پر ظاہر کیا گیا اور درماندہ لوگوں کو لطف و کرم سے تجلیات کی حیثیت سے لباس میں آشکارا کیا گیا ہے، اوران کے ساتھ ان کے تعلق کو جائز رکھا گیا۔ اور اہلِ ولایت اخص کے معنی یہ ہیں کہ عارف کے حقیقی علم و عرفاں کے علم کے بعد چالیس مرتبے ہیں چنانچہ حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ نے رب العزت کی درگاہ میں سوال

Marfat.com

کیا کہ اے اللہ، علم کا علم کیا ہے؟ جواب دیا گیا، وعلم سے جہالت، چونکہ ہر ایک کو اتنی علمی استعداد نہیں دی گئی، اس نے مجبوراً دور رہ جانے والوں کے لیے یافت وشہود کا مرتبہ جس میں علم کی حقیقت مضمر ہے، واضح نہیں کیا گیا، اور ان سے نچلے اولیا کو یہ سعادت بخشی گئی ہے۔ اور ولایتِ خاص الخواص کے اہالیان کے طریقے کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ وہ اصلی علم جس سے عارف کو حصّہ ملا ہوا ہوتا ہے، علم سے جہالت ہے۔ لیکن اس جہالت کا حصُول، عارف کی اس توجہ کے پُوری طرح مٹ جانے کے بعد ہے، جو حق کے بغیر حق ہے۔ اور توجہ کا مٹ جانا محض نایافت کی طرف توجہ کرنا ہے، نہ کہ معدوم کی طرف۔ یعنی مجہول الکیف ہونے کے اعتبار سے وہ پوشیدہ مراتب میں موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں توجہ، اور توجہ کرنے والا، جس کی طرف توجہ کی جائے کے رنگِ لاثانی میں نظر آتا ہے۔

غیب النفسی اور غیب النبی کے درمیان عدم امتیاز کی وجہ سے ظاہر ہونا، بلکہ توجہ کا مٹ جانا، حقیقتِ نایافت کے ظہور پر موقوف ہے۔ اور یہ عارف کی توجہ کے بغیر صفاتِ واجبی کی مظہریت سے حصہ پانا ہے۔ اور چونکہ یہ نسبت، مرتبہ کے بعد ہے، اس لیے اس درجے کے نچلے لوگوں کو نایافت سے نوازا گیا ہے اور اُن میں سکُون جائز رکھا گیا ہے۔ اس لیے بے توجہی کا مرتبہ ایک نقطہ کی طرح ہے اور توجہ کا مرتبہ کثرت سے ظاہر ہے۔ اور مرتبۂ نبوّتِ انبیاء کے بارے میں بات کرنے کی طاقت کس میں ہے۔ تاہم ان مراتب کے اہالی کی تعلیم کے مطابق اس قول کی تحقیق یوُں معلوم ہوتی ہے کہ بندے کے حق میں کمالِ عرفان اس وقت ثابت ہوتا ہے جب، بے توجہی کی وجہ سے ایمان باللہ سے محض حاضر ہونا ہو، جبکہ نہ مظہریت ہو نہ مطالعہ مظہریت۔ پس اس سب سے زیادہ برحق مرتبے کے نیچے ہر نچلا مرتبہ کثرت کا مرتبہ ہے۔ وحدتِ ایمانی کے اس بلند مرتبہ تک نچلے مرتبے کے لوگوں کے نہ پہنچ سکنے کی وجہ سے اِسے کثرتِ علمی سے ظاہر

Marfat.com

کیا گیا ہے اور یہ بندوں پر اللہ کا لطف ہے۔ اور ہر مرتبہ کے اہل کو کثرت کے ضمن میں ایمان کی وحدتِ حقیقی سے بہرہ ور کیا گیا ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے، اُسے دیتا ہے، اور وہ بڑا فضل والا ہے۔

اس تحقیق سے معلوم ہو گیا، کہ وہ جہل، جو کثرت کا سبب ہے، جہلِ نسبی ہے۔ اور یہ ناپسندیدہ نہیں، بلکہ پسندیدہ ہے اور الجاہلون کی کثرت میں کثرت کا فعل، حقیقی فاعل کی طرف نہیں، بلکہ مجازی کی طرف ہے۔ یعنی سببّ کی سند، سبب کی طرف ہے۔ وہ عدمِ استعداد کی وجہ سے اس میں زیادتی کرنے کا سبب بنا۔

مکتوب : ۱۶۲

اَلَستُ بِرَبِّکُم قَالُوا بَلٰی" کی تحقیق کے جواب میں حافظ محمد عیلےؒ کے نام تحریر کیا گیا۔

آپ کا مکتوب، چند سوالات پر مشتمل تھا۔ اس کے مطالعہ سے خوشی ہوئی۔ لکھا گیا تھا کہ عالمِ ارواح سے "اَلَستُ بِرَبِّکُم (کیا میں تمہارا رب نہیں؟) کا خطاب کیا گیا۔ اس کے جواب میں انہوں نے "قَالُوا بَلٰی" (بے شک آپ ہیں) کہا، اس وقت، جب ارواح لباسِ عنصری میں ملبوس ہوئیں، اس حد تک کہ اپنی معروف زبان (لغت) یعنی عربی وغیرہ نہیں سمجھ سکتی تھیں، روح کے گھوڑے اور جسم کو، چیونٹیوں کی طرح باہر نکال کر، اور عقل و تمیز دے کر اَلَستُ بِرَبِّکُم (کیا میں تمہارا رب نہیں) کے الفاظ سے خطاب کیا اور انسانوں کے قول کے مطابق "ہاں"، کہہ کر ایک عہد باندھ لیا۔ اور عہد باندھنے کے بعد حضرت آدمؑ کی پشت میں واپس چلی گئیں۔ ایسے کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ اس کے بعد جب ہر انسان اللہ تعالےٰ کی مرضی اور ترتیب سے حضرت آدمؑ کی پشت سے پیدا ہوا اور مختلف نسلوں سے پیدا ہو رہا ہے، تو "جب کچھ بھی نہ تھا" کا ظہور ہوتا ہے۔

Marfat.com

اور چونکہ انسان اپنی زبان کی طاقت. اور سمجھ نہیں رکھتے، اس لیے دُوسری زبانوں سے بے خبر ہو گئے۔ اور اس میں باریک رمز ہے، جسے اللہ سبحانہٗ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا. اور جب رُوح کو جسم سے فائدہ اٹھا کر ادراک، صفات اور معانی کی قوت عطا کریں گے تو منکر نکیر کا جذب اور اکثر دوسرے علوم ان پر آسان ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے۔

واضح ہو، کہ اللہ سبحانہٗ کی ذات کا مرتبہ چونکہ اپنی ذاتی قابلیات کی بنا پر ازل ہی سے ثابت ہے، اس لیے صُوفی محققین کے نزدیک دراصل تجرّد کا اطلاق، جس کا مطلب صفات سے قطع نظر کرنا ہے، جائز نہیں. البتہ سمجھنے اور خیال کرنے میں ذات وصفات کے ظہور کے بیان کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اس لیے مجبوراً حیثیت مفہوم کے اعتبار سے ہر مرتبہ کو تجرّد سے بیان کیا جاتا ہے۔

مزید براں، کیا ہماری ذات اور کیا ہماری صفات، دراصل یہ سب کچھ اللہ سبحانہٗ کی جامع کمالات ذات کا فیض ہے، جو ہماری ذات میں صفاتِ کمال پائی جاتی ہیں۔ پس ظاہری صفات میں سے جو فیض ظاہر ہوتا ہے، وہ بھی اس کی ذات کی بدولت ہے، پس اسے سمجھئے۔

مکتوب : ۱۶۳

ایک عزیز کے نام منع شدہ اُمور کے بارے میں لکھا گیا۔

شروع اللہ کے نام سے، سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ اس کے رسُولؐ اور آلِ رسُول پر صلوٰت وسلام۔ اے زمانے کے سادہ لوح لوگو، زمانے کے بے خطر فقراسے تم یہ توقع کرتے ہو کہ تحفوں کے عوض میں وہ اپنے آپ کو اس قسم کے ممنوعہ

Marfat.com

اُمور ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہیں، تمہارے ساتھ شریک کرلیں۔ اور اس بے فائدہ مصیبت پر راضی ہو جائیں۔ کتنی عجیب بات ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ اس گروہ کی برکت ان ممنوعہ اُمور کے ترک کرنے میں ہے، اگر وہ اپنے باطن کو رتی بھر بھی اس قسم کے کاموں میں مشغول کریں گے، تو ان کی اصلی جمعیتِ خاطر، اور حقیقی قُرب ان سے چھِن جائے گا۔ اور پھر کرامت کی بجائے ان سے استدراج (کافر کی کرامت) ظاہر ہوگا۔

میرے عزیز، یہ گروہ تمہاری خیر خواہی کے لیے ہے، اور اگر خیر خواہ نہ بھی ہوں، کم ازکم ان کی طرف سے تمہارے حق میں بدخواہی ہرگز نہیں ہوگی، خواہ انہیں تمہارے خیال میں تمہیں آرام و زینت ہی حاصل ہو۔ پس اس گروہ سے اس قسم کا تعلق نہ چاہو، بلکہ انجام بخیر مانگو۔ تاکہ ان ناگوار اُمور کی وجہ سے تمہارے ایمان، ظُلمت آلودہ نہ ہو جائیں، اور چونکہ بھیجی ہوئی شئے کا لانا، معروف شرائط سے مشروط ہوتا ہے، "اور جب شرط ختم ہو گئی، تو مشروط خود بخود ختم ہو گیا"
اس لیے بھیجی ہوئی اشیا قبول نہیں کی جاتیں، اور معذرت کردی جاتی ہے۔

مکتوب : ۱۶۴

میاں اللہ دین کے نام لکھا گیا۔
نایافت کے معاملے میں سالک کو دلوارہ کی طرح ہونا چاہیے۔ کہ سراسر پریشانی اور سرگردانی ہے۔ کیونکہ حضرت ایشاںؒ نے فرمایا ہے۔

عجب ایں نیست کہ سرگشتہ شود طالبِ دوست عجب ایں است کہ من واصلِ سرگردانم

(ترجمہ) تعجب اس بات میں نہیں کہ دوست کو چاہنے والا سرگشتہ ہو جائے، تعجب

تو یہ ہے کہ میں وصل میں بھی سرگرداں ہوں۔
شاید آپ نے نایافت کی حقیقت کو نہیں سمجھا۔ ورنہ نایافت کے اندر وصلِ حقیقی ہے۔ پہاڑ سے ٹکر مارنا، شیطان کے وسوسوں میں سے ہے۔ اس لیے حق تعالےٰ کی دریافت ہے، بے کیفی کی ہر قسم کی یافت، نایافت سے پیدا کرو۔ اور بس۔

مکتوب : ۱۶۵

عزیزوں کے نام لکھا گیا۔
اے اللہ! تو جاننے والا ہے۔ سب تعریف تیرے لیے ہے۔ تیرے نیک بندوں پر سلام ہو۔
تُو اپنے فضلِ خاص سے کسی بہانہ کے بغیر اپنے اولیا کو اپنی تجلیات کے انوار سے ابتدا اور وسط میں نوازتا ہے، ان کی صلاحیت کو بارِ امانت اٹھانے کے قابل بنانے کے لیے پالتا ہے۔ اور اس کے بعد فضلِ اخص سے تجلیات کی طرف توجہ کی قید سے نجات دے کر شہود کے مراتب پر، جو پوشیدہ وصل میں شامل ہیں، سرفراز کر کے نایافت عطا کرتا ہے۔ اور پھر وہاں سے لطیف طریقے سے کسی بہانہ کے بغیر اخص الخواص میں داخل کر کے نایافت کی حقیقت سے سرفراز کرتا ہے۔ سُبحان اللہ، تیرا یہ اقتدارِ کمال۔ تو بعض کو مرتبہ ولایت کی مناسبت کے اعتبار سے زیادہ تر خلوت کی رغبت دیتا ہے۔ اور ان کے کاروبار کو تنہائی کے مکان میں جاری و ساری فرماتا ہے۔ اور بعض کو اس مقام سے پُختہ کر کے جلوت میں لاتا ہے اور ارشادِ عام (وعظ) کے مرتبے سے کہ انبیاؑ کا خاصہ ہے، ان کی مکمل پیروی کی وجہ سے فیض یاب کرتا ہے۔ پہلے گروہ کے حق میں جلوت کو سمِ قاتل بنایا اور دوسرے گروہ کے حق میں خلوت کو عین نقصان قرار دیا، لیکن ان کی دلی خلوت

Marfat.com

کی وجہ سے انہیں مرتبہ خلوت میں ہی ترقی بخش دی۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اس عاجز کو اس بہت بڑے گروہ کا کچھ حصہ عطا فرما دے اور آہستہ آہستہ دونوں طرح کے بلند مراتب پر فائز کر دے ع از کریماں کارہا دشوار نیست (کرم کرنے والوں کے لیے ایسے کام مشکل نہیں)

اے خلوت و جلوت کے بلند مرتبہ لوگو، اس گروہ کے غریب مشتاق کا سلام قبول کرو۔ اور علمی مراتب کی زیادتی کے لیے دعا کرو، حصولِ ملاقات تک چند مشفقانہ الفاظ کے ذریعے اس تعلق کو استوار کرو۔

فائدہ:۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کی تحقیق کے بارے میں یہ بات سمجھ لو۔ کہ قرآن شریف کے کلام کے سات مرتبے ہیں۔ تین مرتبے "وجوبی" ہیں، اور چار مرتبے امکانی ہیں۔ تین وجوبی مرتبے یہ ہیں:۔ وجودِ کلام، نورِ کلام، اور کلام کرنیوالے پر ظہورِ کلام، اور چار امکانی مرتبے یہ ہیں:۔ پہلا نفسِ مدعا، جو حرف و آواز ہے، اگرچہ وہ نورانی ہیں، کیونکہ اس کا حصہ حضرت جبرائیلؑ کو عطا ہوا ہے اور جیسا کہ یہ طے شدہ بات ہے کہ "جبرئیل نے آواز کو سنا۔۔۔ الخ" دوسرا یہ کہ اگرچہ مخلوق ہے، لیکن کسی مخلوق کو اس میں تصرف کی گنجائش نہیں تیسرا یہ کہ اس کے حرف و الفاظ جسم رکھتے ہیں، جیسا کہ حضرت جبرئیلؑ کا بیان، اور آنحضرت فرشتے کے کلام کے سوا کوئی اور اطلاع نہیں رکھتے تھے۔ اور چوتھا۔ اس کے جسمانی حروف و آواز جیسا کہ نبی کریمؐ صحابۂ کرام کو فیض عام کے واسطے بیان کرتے تھے۔

مکتوب : ۱۶۶

حاجی صوفی عبدالکریمؒ کے نام تحریر کیا گیا۔

شروع شروع میں لطائف کا ذکر حاوی ہوتا تھا۔ کیونکہ ذکر اسم تھا۔ جب مسمّٰی حقیقی جو بالتحقیق اللہ ہے، زور مارتا ہے تو مسمّٰی حقیقی کے

حضوریں بے کیفی سے سرفراز ہو جاتا ہے اور چونکہ بزرگوں کی اصطلاح میں پہلے مرتبے کے ذکر کو "اسمی" کہتے ہیں، اس لئے جب مسمّیٰ کے حضوریں یہ زور مارتا ہے، اسے علم حضوری کہتے ہیں، یہ کمالاتِ صفات کا ظہور ہے۔ اور جب ذاتِ حقیقی اپنی صفات کے مرتبہ کا ظہور کرتی ہے، تو اس مرتبہ کو حضورِ علمی کہتے ہیں۔ اگرچہ حضورِ صفات بھی بے کیفی سے ہے لیکن ذاتِ حقیقی کے مرتبے میں علمِ حضوری اور حضورِ علم کے بغیر حضور در حضور ہے۔ اس مرتبہ میں جیسا کہ علمِ حضوری کے مرتبے میں ذکر ہو چکا ہے، علمِ حضوری کے حضوریں حضور، اور حضورِ علم جذب ہو جاتا ہے اور ایمانِ حقیقی کے حضور در حضور میں ذاتِ حقیقی ہے، اور بے کیفی میں پکا یقین ہو جاتا ہے۔ اور اس جگہ حقیقی بے کیفی سے متحقق ہوتا ہے۔ حضور در حضور کا یہ مرتبہ، سرِ حقیقت، خفیِ حقیقت اور اخفیِ حقیقت سے تعلق رکھتا ہے، اگرچہ نچلے تین مرتبے بھی تینوں لطائف سے تعلق رکھتے ہیں، یہ مرتبہ سردار کا ہے۔ اور وہ مرتبے تابع اور مطیع کے ہیں۔ کہاں یہ اور کہاں وہ۔ مقصود تو تنوع سے ہے اور وسط کے وہ مرتبے آہستہ آہستہ ترقی پر ہیں۔

اللہ کا شکر ادا کرو۔ کہ اس نے تمہیں یہ نعمت عطا فرمائی۔ دُوسرے لوگوں کو تو یہ چیز مدتوں کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کرو۔ اور فاتحہ خیر پڑھو تاکہ حق تعالےٰ اس مرتبے کو قائم رکھے۔

مکتوب: ۱۶۷

صُوفی عبدالکریمؒ کے جواب میں لکھا گیا۔

اولیا کی دو جماعتیں ہیں۔ ان میں سے ایک جماعت حق تعالےٰ سے دعا کرنے کو جائز نہیں سمجھتی، کیوں کہ اس جماعت کے نزدیک جو ہے، تقدیر میں پہلے ہی مقرر کیا جا

Marfat.com

چکا ہے، اس لیے وہ دعا مانگنا بے ادبی سمجھتی ہے۔ دوسری جماعت یہ سمجھتی ہے کہ تمام چیزیں پہلے ہی مقدر ہو چکی ہیں، لیکن ان کا مقدر ہونا دو طرح کا ہے۔ ایک تقدیرِ مُبرَم پر مقدر جس کا بدلنا کسی طرح بھی جائز نہیں، اس لیے مُبرَم کے سلسلے میں دعا کرنا وقت ضائع کرنا ہے دوسری تقدیرِ معلق، اور یہ وہ ہے کہ اُس کا بدل جانا دُعا پر موقوف ہے۔ چونکہ وہ دُعا پر معلق ہے، دُعا سے بدل جاتی ہے، اور یہ بالکل معلوم نہیں، کہ تقدیرِ مُبرَم کونسی ہے اور تقدیرِ معلق کونسی! اس لیے بندگی کا شیوہ یہی ہے، کہ چونکہ حق تعالےٰ نے تقدیرِ مُبرَم کو دُعا سے معلق نہیں کیا اور تقدیرِ معلق کو دُعا پر موقوف فرمایا ہے، اس لیے بندے کو چاہیے کہ تقدیرِ معلق کے لیے دُعا کرے، کیونکہ حق تعالےٰ نے جس شے کو دُعا پر معلق فرمایا ہے، وہ ہو جائے۔ دُعا نہ کرنا حق تعالےٰ کی مخالفت کرنا ہے، اور ایسا کرنا ممنوع ہے ہمارے بزرگوں کا تعلق دوسری جماعت سے ہے، جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ مخالفت نہیں کرتی، بلکہ ''دُعا پر معلق'' کی نیت سے دُعا کرتی ہے۔ پہلی جماعت جو دعا نہیں کرتی، شاید سب کو تقدیرِ مُبرَم کے تحت ہی سمجھتی ہے، یا نہیں سمجھتی، حق تعالےٰ ہی ٹھیک سمجھتا ہے۔ اور اللہ جلّ شانہٗ کے حضور میں ''دعا پر معلق'' امور کے سلسلے میں دعا کرنا عین ادب ہے، اور کوتہ دستوں میں نہیں ہونا چاہیے۔

تمت بالخیر

Marfat.com

حضرت شیخ عبد النبیؒ کے وصال پر پہلا مرثیہ مع تاریخ وصال

(۱) افسوس! ہماری ظاہر بین نگاہوں سے اولیاء کے چراغ کا نُور اوجھل ہو گیا۔

(۲) وہ سالکوں کے لئے شام افروز چاند اور صبحِ ہدایت کے آفتاب کی روشنی تھا۔

(۳) وہ ایسی محفل کی شمع تھا، جس کی شان میں آیا ہے کہ "وہ اس دارِ فانی سے رُخصت ہو کر مرتے نہیں"

(۴) اُس نے حریمِ خداوندی کا احرام باندھ کر دارِ بقا کا سفر اختیار کر لیا ہے۔

(۵) وہ اہلِ اللہ کا بادشاہ اور صوفیاء کی پناہ گاہ تھا، وہ نیک لوگوں کا پیشوا اور پاک لوگوں کا سرتاج تھا۔

(۶) وہ قدر و منزلت کا قبلہ اور مرکزِ اعتبار تھا۔ وہ عزّت کی شان اور عظمت و بزرگی کی جان تھا۔

(۷) وہ صاحبِ عرفاں، صِدق کا نُور، دین کا رہنما۔ حق الیقین کا مالک اور ہدایت کا ماہِ کامل تھا۔

(۸) وہ ہدایت کا منبع اور رہنمائی کے سُمندر کا ماخذ تھا۔

(۹) وہ شخص، پیر و مرشد حضرت عبد النبیؒ تھا، جو اہلِ توحید و سلوک کے لئے مایۂ افتخار تھا۔

(۱۰) وہ آسماں کے مرتبہ والا ایسا برگزیدہ اِنسان تھا کہ مہر و ماہ بھی نُور حاصل کرنے کے لیے اُس کی خاک سے التجا کرتے تھے۔

(۱۱) اے اللہ! اپنے فضل و کرم سے اُس کی پاک رُوح پر ہمیشہ اپنی رحمت نازل فرماتا رہ!

(۱۲) اُس کے مرقد سے دوستوں کے باغ میں ابرِ فیض سے پھُول کھلاتا رہ!

(۱۳) افسوس! اُس کے دل افروز فیض کے سُورج کو گہن لگنے سے روشن صبح، شام کی طرح تیرہ و تار ہو گئی۔

Marfat.com

(۱۴) دنیا دیکھنے میں تاریک ہو گئی۔ شمع کے بغیر اہلِ خانہ کے لئے اندھیرا چھا گیا۔

(۱۵) قضا کے شرر بار قلم کے دھوئیں نے دِل کو جلا دیا اور اُسے زخم زخم کر دیا۔

(۱۶) موت کی آگ سے دل کباب ہو گیا۔ اس نے جہاں کو اِنتہائی بلندی سے اِنتہائی پستی میں پھینک دیا۔

(۱۷) آنکھوں سے خون کے آنسوؤں کا سیلاب بہہ نکلا، جس نے رستے کے ہر پُل کو توڑ پھوڑ دیا۔

(۱۸) اِس جگر سوز اور ہولناک واقعہ کو دیکھکر آسمان حیرت زدہ ہو گیا۔

(۱۹) اُس عالی جناب کی تاریخِ وفات کے لئے جب دل نے سوچ بچار کی،

(۲۰) تو حُسنِ طلب کے آخر کی بدولت اُسے معلوم ہوا کہ آفتابِ ہدایت گہن میں آ گیا۔

○

دوسرا مرثیہ مع تاریخِ وصال

(۱) وہ باصفا اور علمِ لدنی (خداداد علم) کا مالک تھا۔ وہ عرفان کا سمندر اور خدا کے نُور کا مظہر تھا۔

(۲) اُس کے وُجود سے دُنیا نے فیض پایا ہے اور آخرت بھی چمک اُٹھے گی۔

(۳) اُس نے لفظ اور معنی دونوں کی تحقیق کی۔ وہ نکتہ داں، دستگیر اور ہمارا پیر و مُرشد تھا۔

(۴) اے اہلِ ذہانت، اگر آپ ایک حرف بھی سمجھیں، تو ہر مصرع کے شروع میں اس کا نام آئے گا۔

(۵) میں اس عالی جناب کی پھر تعریف کرتا ہوں۔ وہ عالمِ ناسُوت (دنیا) اور عالمِ ملکُوت (عالمِ ارواح) کا ہُما (ایک مبارک پرندہ) تھا۔

(۶) اُس قُطبِ عالم اور غوثِ اعظم رہنما نے دو سانسوں میں عالمِ جبرُوت (اللہ کے مرتبۂ صفات)

Marfat.com

اور عالمِ لاہُوت (اللہ کے مرتبۂ اسماء) کے مقامات کو طے کر لیا۔

(۷) اُس نے امامت کے اندر خلافت کا مرتبہ پایا اور انبیاء کے مقامِ نبوّت و ولایت سے بھی حصّہ لیا۔

(۸) وہ اولیاء اللہ کا سرتاج، نبوّتِ احمدی کے کمالات سے بہرہ ور ہوا۔

(۹) وہ صدق و خلوص میں ابوبکرؓ، عدل و انصاف میں فاروقؓ، شرم و حیا میں عثمانؓ اور علم و فضل میں علی کرّم اللہ وجہہ کی مثال تھا۔

(۱۰) وہ اجتہاد میں ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ تھا اور فہمِ شریعت میں مالکؒ اور حنبلؒ تھا۔

(۱۱) وہ حقیقت اور طریقت میں خاص الخاص تھا۔ وہ معرفت کے میدان میں خصوصی رہنما تھا۔

(۱۲) اُس کی بدولت دل، رُوح اور سر روشن تھے۔ وہ چودھویں کا چاند 'خفی' میں بھی 'خفی' تھا۔

(۱۳) جب وہ مہرِ عالم تاب اِس جہانِ فانی سے جہانِ باقی کو چلا گیا۔

(۱۴) تو دنیا میں اندھیرا چھا گیا اور ساتوں زمینیں اور نو کے نو آسمان تیرہ و تار ہو گئے۔

(۱۵) جب میں نے عقل سے بڑے صدق و خلوص سے اس کی تاریخِ وصال پوچھی۔

(۱۶) تو ہاتف نے کہا کہ 'بخشش'، 'جُود' (سخاوت) 'کرم'۔ حلم (بُردباری) اور حیا بے سروپا ہو گئے۔

(۱۷) نُور اُس کے روضہ کے گرداگرد قربان ہو گیا۔ خُدا کرے کہ ہدایت کا نُور اس کی دستگیری کرے۔

Marfat.com

تشریح تاریخ ہائے وصال

پہلے مرثیہ میں حضرت شیخ عبدالنبیؒ کی تاریخِ وصال بحروف ابجد نکالی گئی ہے۔ چونکہ اکثر حضرات کو حروفِ ابجد کے اعداد سے آگاہی نہیں اور انہیں اس بات کا علم نہیں کہ عربی اور فارسی (اور ان کے تتبّع میں اُردو) کے ہر حرف کے عدد مقرر ہیں، اس لئے بطورِ تعارف حروف ابجد کے اعداد بھی بیان کئے جاتے ہیں، تاکہ تاریخ کے سمجھنے میں سہولت رہے اور پوری طرح محظوظ ہُوا جا سکے۔

حُروفِ ابجد اور اُن کے اعداد :

ابجد				ہوّز			حُطّی			کلمن				سعفص			
ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰

قرشت				ثخّذ			ضظّغ		
ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۹۰۰	۸۰۰	۱۰۰۰

پہلی تاریخِ وصال منظوم فارسی :

یہ تاریخ مرثیہ کے آخری شعر

یافتہ از غایتِ حُسن طلب منکشف گردید مہرِ اہتدا

(آفتابِ ہدایت کو گہن لگ گیا)

میں پوشیدہ ہے۔ "غایتِ حُسنِ طلب" کا مطلب اس ترکیب کے آخری حرف 'ب' کے عدد کو دوسرے مصرعہ" منکسف گردید مہرِ ابتدا" کے اعداد میں جمع کرنا ہے، جس سے تاریخِ وصال نکلتی ہے، جو نہایت موزوں اور بامعنی ہے۔

Marfat.com

تشریح :

منکسف — م ن ک س ف — ۴۰ ۵۰ ۲۰ ۶۰ ۸۰ — (۲۵۰)

گردید — گ ر د ی د — ۲۰ ۲۰۰ ۴ ۱۰ ۴ — (۲۳۸)

مہر — م ہ ر — ۴۰ ۵ ۲۰۰ — (۲۴۵)

اہتدا — ا ہ ت د ا + ب — ۱ ۵ ۴۰۰ ۴ ۱ + ۲ — (۴۱۱)+۲

(۲۵۰) + (۲۳۸) + (۲۴۵) + (۴۱۱)+۲ = ۱۱۴۶ھ

دوسری تاریخِ وصال نثر میں :

دوسری تاریخِ وصال نظم کی بجائے نثر میں "خلیفۂ عالی برحق" کی بامعنی ترکیب میں کہی گئی ہے۔ اس کی تشریح حسب ذیل ہے :-

خلیفہ — خ ل ی ف ہ — ۶۰۰ ۳۰ ۱۰ ۸۰ ۵ — (۷۲۵)

عالی — ع ا ل ی — ۷۰ ۱ ۳۰ ۱۰ — (۱۱۱)

برحق — ب ر ح ق — ۲ ۲۰۰ ۸ ۱۰۰ — (۳۱۰)

(۷۲۵) + (۱۱۱) + (۳۱۰) = ۱۱۴۶ھ

تیسری تاریخِ وصال فارسی نظم میں :

دوسرے مرثیہ میں تاریخِ وصال نہایت عمدہ اور مرموز پیرائے میں بیان کی گئی ہے۔ اس مرثیہ میں تاریخِ وصال مرثیے کے آخری سے پہلے شعر ؎

گفت ہاتف بے سروپا می شدند — بخشش وجود وکرم، حلم وحیا

میں پوشیدہ ہے۔ اس میں رمز یہ ہے، کہ "بخشش"، "جود"، "کرم"، "حلم" اور "حیا" کے الفاظ کو اگر "بے سروپا" کر دیا جائے، یعنی ان الفاظ کے پہلے اور آخری حرف کو کاٹ دیا جائے، تو باقی ماندہ حروف کے اعداد کے مجموعہ سے تاریخِ وصال نکل آئے گی، تشریح حسب ذیل ہے :-

Marfat.com

حیا	حلم	کرم	جُود	بخشش
ح ی ا	ح ل م	ک ر م	ج و د	ب خ ش ش
۱۰	۳۰	۲۰۰	۶	۶۰۰ ۳۰۰

۹۰۰ + ۶ + ۲۰۰ + ۳۰ + ۱۰ = ۱۱۴۶ھ

اس میں فنِ تاریخ کے علاوہ شعری خوبی یہ ہے کہ حضرتؒ کی وفات سے بخشش، جُود، کرم، حلم اور حیا کے سر اور پیر کٹ گئے، گویا حضرتؒ کے اُٹھنے سے یہ صفات بھی دنیا سے اُٹھ گئیں، اور لوگ ان کی برکتوں سے محروم ہو گئے۔

تشریح از

مشتاق احمد بھٹی، ایم اے

○

Marfat.com

صحت نامۂ اغلاط

مکتوباتِ شریفہ کی کتابت جیسا کہ مسودّے سے واضح ہے، ۱۱۹۷ھ میں مکمّل ہوئی۔ دو سو سال کے اس عرصے میں فارسی رسم الخط میں خاصی تبدیلیاں واقع ہوگئی ہیں، جن کی وجہ سے ایک عام فارسی دان کو بعض جگہ قرینے اور قیاس سے کام لینا پڑتا ہے، جبکہ بعض جگہ کتابت کی غلطیاں بھی موجود ہیں۔ ان وُجوہ سے مکتُوبات کی املا کی درستی کی خاطر اغلاط کا صحت نامہ ضروری ہوگیا۔

فارسی زبان نے اپنا موجودہ رسم الخط عربی زبان سے لیا ہے، جس طرح فارسی کی پیروی میں اُردو نے بھی اضافوں کے بعد یہی رسم الخط اختیار کرلیا ہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اہلِ ایران کی تہذیب و ثقافت ہر لحاظ سے اسلام کے ڈھانچے میں ڈھل گئی تھی اہلِ ایران کا اصل رسم الخط دوسری تمام آریائی زبانوں کی طرح بائیں سے دائیں تھا، جبکہ تمام سامی زبانوں کا رسم الخط جیسا کہ عربی زبان ہے، دائیں سے بائیں ہے۔ رسم الخط کی اس تبدیلی سے عربی حروف بھی اختیار کرنے پڑے۔ اور جو آوازیں عربی رسم الخط میں نہیں تھیں، ان کو بھی ادا کرنے کے لئے ان آوازوں کے قریب المخرج حروف اختیار کرنے پڑے، جنہیں قرینے سے سیاق و سباق کو مدِ نظر رکھتے ہوئے قاری خود سمجھ جاتا تھا۔ بعد میں مرورِ زمانہ سے اس اُلجھن کو دُور کرنے، اور امتیاز پیدا کرنے کے لئے ایسے حروف پر کچھ علامتوں کا اضافہ کرکے نئے حروف وضع کرلئے گئے، مثلاً "پ" کی آواز کو ظاہر کرنے کے لئے "ب" کے نیچے اور "چ" کی آواز کے لئے ج کے اندر دو نقطے بڑھا دیئے گئے، اور "گ" کی آواز کے لئے "ک" کے اُوپر ایک

کشش کا اضافہ کر دیا گیا۔

اس قدیم قلمی نسخے میں بھی پرانا اندازِ تحریر اختیار کیا گیا ہے۔ اس میں "گ" کو ہر جگہ "ک" ہی لکھا گیا ہے، خواہ اس طرح فارسی کے دوسرے بامعنی الفاظ سے التباس ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً 'گردن' کو 'کردن'، 'گشت' کو 'کشت'، 'گاہ' کو 'کاہ' لکھا گیا ہے۔ اب "گ" فارسی زبان کا ایک ایسا حرف ہے، جس کا استعمال عام ہے۔ اس کے کئی مصادر اور الفاظ میں "گ" کی آواز شامل ہے، جیسے گفتن، شگفتن، گردیدن، گماشتن وغیرہ۔

اس طرح کاتب نے الف ممدودہ کو بعض جگہ استعمال کیا ہے، لیکن اکثر وبیشتر استعمال نہیں کیا، مثلاً آدم کو ادم، آرام کو ارام اور آن کو ان لکھا ہے۔

اس قسم کے اندازِ تحریر سے مسوّدے کا ہر صفحہ غلطیوں سے بھرا پڑا ہے۔ چنانچہ اگر ان تمام اغلاط کی جامع فہرست تیار کی جاتی تو اچھا خاصا ایک ضخیم رسالہ تیار ہو جاتا۔ اسلیئے اس طرح کی اصولی غلطیوں کو قاری کی عقل و فہم پر چھوڑ کر کتابت کی ان غلطیوں کی تصحیح کے لئے فارسی مکتوبات کے آخر میں جدول کی صورت میں صحت نامہ شامل کر دیا گیا ہے۔ جنکی موجودگی میں ایک عام فارسی داں کو مشکل پیش آسکتی تھی۔ مکتوبات کے نفسِ مضمون کی پاکیزگی کے پیش نظر یہ احتیاط ضروری سمجھی گئی کہ مکتوبات کی املا حتی الوسع اغلاط اور مغالطوں سے پاک ہو۔ اس قلمی عبارت میں اس لئے درستی نہیں کی گئی، کیونکہ اس طرح پرانے آثار کی تقدیس و حرمت کے زائل ہونے کا اندیشہ تھا۔

Marfat.com

جدول

سلسلہ نمبر	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۱	۲۷	۳	اولا	اوّلاً
۲	۲۷	۷	مدقق	مدقّق
۳	۳۳	۱	الا	اِلّا
۴	۳۳	۶	اجمالا	اجمالاً
۵	۳۳	۷	ذاتا	ذاتاً
۶	۳۴	۵	ستہ	سِتّہ
۷	۳۴	۱۴	تکلم معاش	تکلّم وسعاش
۸	۳۶	۵	قلب سوید	قلبِ مرید
۹	۳۶	۹	جست	جہت
۱۰	۳۷	۵	نخشوع	بخشوع
۱۱	۳۷	۹	مسازد	بسازد
۱۲	۳۸	۱	نبجی	بہ ہنجی
۱۳	۳۸	۱۱	سیہ	سَیر
۱۴	۴۰	۱	اصلاح	اصطلاح
۱۵	۴۰	۵	داست	داشت
۱۶	۴۰	۶	اہولایت	اہلِ ولایت

Marfat.com

صحیح	غلط	سطر نمبر	صفحہ نمبر	سلسلہ نمبر
اجمالاً و تفصیلاً	اجمالا و تفصیلا	۱۳	۴۳	۱۷
مُبَرّا	مُبرا	۳	۴۴	۱۸
رضُوا	رضو	۱	۴۷	۱۹
مضغه	مظفه	۱۱	۴۸	۲۰
تجویز	تجوز	۶	۴۹	۲۱
مُتَلبّس	مبلس	۹	۴۹	۲۲
عبدالرشید	عبدالرسید	۹	۵۱	۲۳
اولاً اجمالاً	اولا اجمالا	۷	۵۶	۲۴
مکرّر لکھا گیا ہے۔	اُیں مرتبہ شہود ہ اولیہ را شہود اول نامند"	۲/۱	۵۷	۲۵
مقتفیات	مقتقبات	۴	۵۸	۲۶
اولاً	اولا	۱۱	۵۸	۲۷
ثانیاً	ثانیا	۱۵	۵۸	۲۸
آں گاہ	اکاہ	۱۴	۶۰	۲۹
بہ نصّ	نبض	۹	۶۳	۳۰
ذات	دات	۸	۶۴	۳۱
سلبی	صلبی	۳	۶۵	۳۲
ملازمت	ملاذمت	۳	۶۷	۳۳
(مکرّر)	ادراک	۳	۶۹	۳۴
حقیقتی	حققیتی	۹	۷۱	۳۵

Marfat.com

سلسلہ نمبر	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۳۶	۷۲	۶	مثلا	مثلاً
۳۷	۷۲	۱۱	ہود	ہنُود
۳۸	۷۲	۱۱	شرشار	سرشار
۳۹	۷۳	۷	مجبول	مجبور
۴۰	۷۳	۱۳	قطیّہ	قطعیّہ
۴۱	۷۳	۱۴	مکالہ	مکالمہ
۴۲	۷۴	۱	ہود	ہنُود
۴۳	۷۴	۱۲	نعہم اللہ	لعنہم اللہ
۴۴	۷۵	۱۴	کسیفہ	کثیفہ
۴۵	۷۸	۱۴	بایات	بہ آیات
۴۶	۸۱	۷	شرشار	سرشار
۴۷	۸۲	۱۱	شاہد فہمید	نشاید فہمید
۴۸	۸۶	۱۴	علیہم	علیم
۴۹	۹۴	۹	بکلشی	بکُلِّ شئ
۵۰	۹۴	۱۳	منطہ تفصیل	منصّۃ تفصیل
۵۱	۹۵	۱۳	خثبّات	حیثیّات
۵۲	۹۷	۱۱	وچوب	وجُوب
۵۳	۹۸	۱۳	سنموع	مسمُوع
۵۴	۱۰۴	۶	قراں	قُرآن
۵۵	۱۰۶	۷	قراں	قُرآن

Marfat.com

صحیح	غلط	سطر نمبر	صفحہ نمبر	سلسلہ نمبر
قُرآنی	قرانی	۹	۱۱۱	۵۶
قرآنی	قرانی	۱۳	۱۱۱	۵۷
حضرت پیر	حضرت پر	۱۰	۱۱۲	۵۸
صَوت	صوت	۱۰	۱۱۴	۵۹
مسئلۂ اختیار	مسلہ اختیار	۴	۱۱۵	۶۰
مُتحقّق	منحقق	۱۳	۱۱۸	۶۱
نجیث	نجیث	۶	۱۱۹	۶۲
سمع	جمع	۱۴	۱۲۰	۶۳
جیُو	جیو	۱۰	۱۲۴	۶۴
ذاتاً وصفاتاً	ذاتا وصفاتا	۱۱	۱۲۷	۶۵
غیرآں	غیران	۱۱	۱۲۹	۶۶
ایں ظن	ایں طن	۵	۱۳۱	۶۷
گردنِ اولیا	کردن اولیاء	۹	۱۴۰	۶۸
اِرتفاع	ازنفاع	۳	۱۴۳	۶۹
جمیع الاسماء	جمیع اسما	۷	۱۴۳	۷۰
ازظلیّت	ازطنیت	۸	۱۴۴	۷۱
مسئلہ	مسلہ	۱	۱۴۶	۷۲
قُرآن	قران	۲	۱۴۷	۷۳
گریز	کزیر	۶	۱۴۷	۷۴
علمارظواہر	علماء ظواہر	۴	۱۴۸	۷۵

Marfat.com

سلسلہ نمبر	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
٧٦	١٤٩	١٠	اصمحلال	اضمحلال
٧٧	١٤٩	١٥	اصحلال	اضمحلال
٧٨	١٥١	١١	مرعوبات	مرغوبات
٧٩	١٥١	١٣	مطہریرا	مظہریرا
٨٠	١٥٢	٨	بوجہ اکیینی	بوجہ ابلیسی
٨١	١٥٨	١٠	علماءظہوا	علماءظواہر
٨٢	١٦٠	٥	مسلہ	مسئلہ
٨٣	١٦٣	٤	ازتقی اثبات	ازنفی واثبات
٨٤	١٦٣	٨	شماں	شاں
٨٥	١٦٤	١٣	مجملا یا مفصلا	مجملاً یا مفصلاً
٨٦	١٧٠	١	روج	رُوح
٨٧	١٧٠	١٣	خارح	خارج
٨٨	١٧١	١٢	ستین	سَبعین
٨٩	١٧٢	٢	معمور	مأمُور
٩٠	١٧٤	٥	حقبقت	حقیقت
٩١	١٧٤	٧	مجی	مجتبیٰ
٩٢	١٧٥	٥	صجبت باطنی	صحتِ باطنی
٩٣	١٧٥	٧	اہلِ عنا	اہلِ فنا
٩٤	١٧٦	٥	حجوم	ہجوم
٩٥	١٨٤	٦	ذکر ترسیت	ذکرِ تربیت

Marfat.com

سلسلہ نمبر	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۹۶	۱۸۷	۴	شرح	سُرخ
۹۷	۱۸۷	۵	شرح	سُرخ
۹۸	۱۹۰	۷	باعلے	باعلیٰ / باعلےٰ
۹۹	۱۹۰	۸	بادنی	بادنیٰ / بادنے
۱۰۰	۱۹۱	۵	مجبول	مجهول
۱۰۱	۱۹۲	۱۱	کبری	کُبریٰ
۱۰۲	۱۹۳	۱۰	درسخص	درشخص
۱۰۳	۱۹۵	۱۴	سخص باقی	شخصِ باقی
۱۰۴	۱۹۷	۱۵	احناقی	اضافی
۱۰۵	۱۹۸	۱۰	صفات ومسبہ	صفاتِ ذمیمہ
۱۰۶	۱۹۹	۳	اولا	اوّلاً
۱۰۷	۱۹۹	۹	منطلق	منطبق
۱۰۸	۱۹۹	۱۵	ہیج	ہیچ
۱۰۹	۲۰۳	۲/۱	ترقی ازمرتبہ معلومات	تکرار ہے
۱۱۰	۲۰۳	۶	مصعات	مصفّات
۱۱۱	۲۱۰	۷	سخصی	شخصی
۱۱۲	۲۱۱	۱	شک وسبہ	شک وشُبہ
۱۱۳	۲۱۳	۹	مرتبہ قدوس خداوندی	مرتبۂ قدّوسِ خداوندی
۱۱۴	۲۱۳	۱۱	ثصحیح نعلین	تصحیح فعلین
۱۱۵	۲۱۴	۳	تربت	تربیّت

Marfat.com

صحیح	غلط	سطر نمبر	صفحہ نمبر	سلسلہ نمبر
غیر معقول	معقول	۷	۲۱۵	۱۱۶
ذو معنی	رو معنی	۴	۲۱۸	۱۱۷
قِرأت	قرابت	۵	۲۲۰	۱۱۸
ملُول	چلول	۵	۲۲۰	۱۱۹
حضرتِ قُرآن	حضرت قراں	۲	۲۲۴	۱۲۰
معناً و لفظاً	معنا و لفظا	۴	۲۲۴	۱۲۱
معناً	معنا	۵	۲۲۴	۱۲۲
اِلہاماً	الہاماً	۷	۲۲۴	۱۲۳
معناً	معنا	۱۰	۲۲۴	۱۲۴
معناً و لفظاً	معنا و لفظا	۱۴	۲۲۴	۱۲۵
نجماً نجماً	نجما نجما	۱	۲۲۵	۱۲۶
سراپردہ ہائے جلال	سراپردہ الاجلال	۵	۲۲۷	۱۲۷
نروبی	نروپی	۱۴	۲۲۷	۱۲۸
ساختہ	شاختہ	۱	۲۲۸	۱۲۹
پیوست	بہواست	۱۰	۲۳۰	۱۳۰
نُورانیہ	نورایہ	۱۱	۲۳۱	۱۳۱
منفوخ	منفوج	۱	۲۳۲	۱۳۲
مجدو قدس	ممدو قدس	۸	۲۳۴	۱۳۳
محترز	محرز	۱۱	۲۳۷	۱۳۴
عدّت	حدت	۱۵	۲۳۹	۱۳۵

Marfat.com

سلسلہ نمبر	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۱۳۶	۲۴۰	۹	اجمالا و تفصیلا	اجمالاً و تفصیلاً
۱۳۷	۲۴۲	۳	ملکیک	ملکَین
۱۳۸	۲۴۷	۶	ورشتہ باسند	داشتہ باشند
۱۳۹	۲۴۷	۱۴	مسلہ	مسئلہ
۱۴۰	۲۵۲	۴	اعمالِ ضاہرہ	اعمالِ ظاہرہ
۱۴۱	۲۵۵	۶	سرکت	شرکت
۱۴۲	۲۶۰	۲	جزبہ	جذبہ
۱۴۳	۲۶۱	۴	مرات	مرأت
۱۴۴	۲۶۲	۸	یوماً یغوماً فیوماً	یوماً فیوماً
۱۴۵	۲۶۴	۲	شیخ عبدالنبی	شیخ عبدالغنی
۱۴۶	۲۶۴	۱۴	صجو	صحو
۱۴۷	۲۶۶	۱	زنِ مسلسل	ظنِ مسلسل
۱۴۸	۲۶۸	۱	بہیز از ظہور کمال ثانی	تکرر لکھا گیا ہے۔
۱۴۹	۲۶۹	۲	طیبت	ظلیت
۱۵۰	۲۶۹	۱۲	مرات	مرأت
۱۵۱	۲۷۲	۵	سخصی	شخصی
۱۵۲	۲۷۴	۹	سخصی	شخصی
۱۵۳	۲۸۱	۹	جرہ	جرأت
۱۵۴	۲۸۴	۵	انور سفولہ	انوار سفیہہ
۱۵۵	۲۸۵	۷	اولا	اولاً

Marfat.com

سلسلہ نمبر	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۱۵۶	۲۸۶	۱۴	مجزویان	مجذُوبان
۱۵۷	۲۸۷	۸	المتحن	الممتحن
۱۵۸	۲۹۱	۵	کل	گُل
۱۵۹	۲۹۱	۱۴	قران	قُرآن
۱۶۰	۲۹۱	۱۵	پرخود	پیرخود
۱۶۱	۲۹۲	۱۲	طلال	ظلال
۱۶۲	۲۹۴	۱۱	پراں	پرآں
۱۶۳	۲۹۷	۱	بهوست	پیوست
۱۶۴	۳۰۰	۳	سفضی	مقتضی
۱۶۵	۳۰۱	۶	تخفیفی	تحقیقی
۱۶۶	۳۰۱	۷	مرات	مرآت
۱۶۷	۳۰۱	۱۴	الا	اِلّا
۱۶۸	۳۰۳	۱	الامور مرہوتہ بادقتہا	الامور مرہونہ باوقاتہا
۱۶۹	۳۰۸	۷	.....اللہ یا نور اللہ.....	.....اللہ بل نور اللہ.....
۱۷۰	۳۰۹	۱۵	حقیقی	حقیقتی
۱۷۱	۳۱۰	۶	تحقیق حقین ایشاں	تحقیق حقیقی ایشاں
۱۷۲	۳۱۶	۶	مجهوالکیت	مجهول الکیف
۱۷۳	۳۱۸	۱	تمہ رسولہ	تمہ اَسولہ
۱۷۴	۳۱۹	۱۱	تبترلات	تنزّلات
۱۷۵	۳۲۰	۳	تبترلات	تنزّلات

Marfat.com

سلسلہ نمبر	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۱۷۶	۳۲۰	۵	غزموجود	غیر موجود
۱۷۷	۳۲۲	۷	الف لام	الف لام زائد ہے
۱۷۸	۳۳۴	۱۰	جرات	جُرأت
۱۷۹	۳۳۶	۵	افتاب یک نیزہ	آفتابِ یک نیزہ
۱۸۰	۳۴۰	۴	حقیقتی بر حقیقی	حقیقتی بر حقیقتی
۱۸۱	۳۴۶	۵	تتمہ	تتمّہ
۱۸۲	۳۴۷	۶	شرع	شرح
۱۸۳	۳۴۹	۴	انضاغ	انصباغ
۱۸۴	۳۴۹	۷	انصاح	انصباغ
۱۸۵	۳۴۹	۱۴	بصعف	بضُعف
۱۸۶	۳۵۱	۱۱	محصر	مختصر
۱۸۷	۳۵۷	۶	شیخ محمد اکر	شیخ محمد اکرم
۱۸۸	۳۵۹	۶	وفائق	دقائق
۱۸۹	۳۶۰	۱۰	معاتب	معتُوب
۱۹۰	۳۶۰	۱۲	ماتیاں	ماُتتیاں
۱۹۱	۳۶۹	۷	سخصی	شخصی
۱۹۲	۳۶۹	۱۰	سخص	شخص
۱۹۳	۳۷۶	۱۳	بانتقار	بانتظار
۱۹۴	۳۸۲	۱۲	معاتب	معتُوب
۱۹۵	۳۸۳	۹	بدرطفل	پدرِطفل

Marfat.com

سلسلہ نمبر	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۱۹۶	۳۸۴	۹	اولا	اوّلاً
۱۹۷	۳۸۴	۱۳	بیفکیفی	بے کیفی
۱۹۸	۳۸۶	۱	معدمہ	مُقدّمہ
۱۹۹	۳۸۷	۵	پہوست	پیوست
۲۰۰	۳۸۸	۱۱	جہر	جہر
۲۰۱	۳۹۰	۷	اتہ تسمیہ	آیت تسمیہ
۲۰۲	۳۹۲	۶	نکل کردہ	نقل کردہ
۲۰۳	۳۹۲	۷	سخصی	شخصی
۲۰۴		۶	مفسد غار	مفسدِ نماز
۲۰۵	۳۹۴	۶	اتہ الکرسی	آیت الکرسی
۲۰۶	۳۹۴	۹	نیت	نیّت
۲۰۷	۳۹۴	۱۱	نیت	نیّت
۲۰۸	۴۰۳	۷	وحول	دخول
۲۰۹	۴۰۴	۱۵	در ولایت اخص	مکرر لکھا گیا
۲۱۰	۴۰۷	۶	بریں مکام	بریں مقام
۲۱۱	۴۱۰	۳	عملی	علمی
۲۱۲	۴۱۰	۸	اصطلاع	اصلاح
۲۱۳	۴۱۱	۴	جیلی	جیلانی
۲۱۴	۴۱۲	۲	تحت	تحت
۲۱۵	۴۱۳	۶	نعتہ مورخہ	نُعتِ معرُوفہ

Marfat.com

سلسلہ نمبر	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۲۱۶	۴۱۷	۵	قراں	قُرآن
۲۱۷	۴۲۰	۱	امر معلق	امر معلّق
۲۱۸	۴۲۱	۲	نضارت گل	نضارتِ گُل
۲۱۹	۴۲۱	۶	از ثریا	از ثریا بر فگندہ بر ثریٰ

مرتبہ

مُشتاق احمد بھٹّی ایم۔اے

Marfat.com

شجرۂ سلسلۂ نقشبندیہ احسنیہ

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ وصال معہ دن مطابق ہجری	تاریخ وصال معہ دن مطابق عیسوی	مقام مزار شریف	عمر مبارک ہجری سال
۱	فخرُ الانبیاء، رسالت مآب، سرورِ کائنات، رسولِ مقبول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم	دوشنبہ ۱۳ ربیع الاوّل ۱۱ھ	پیر ۸ جون ۶۳۲ء	مسجد نبوی، مدینہ منورہ	۶۳
۲	حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ	سہ شنبہ ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ	منگل ۱۶ اگست ۶۳۴ھ	مسجد نبوی، مدینہ منورہ	۶۳
۳	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہٗ	سہ شنبہ ۱۰ رجب المرجب ۳۳ھ	منگل ۴ فروری ۶۵۴ء	مدائن، عراق	۱۵۰
۴	حضرت امام قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہم	سہ شنبہ ۲۴ جمادی الاول ۱۰۱ھ	منگل ۱۲ دسمبر ۷۱۹ء	جنت البقیع، مدینہ منورہ	۷۲
۵	حضرت خواجہ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہٗ	جمعہ ۱۵ رجب المرجب ۱۴۸ھ	جمعہ ۶ ستمبر ۷۶۵ء	جنت البقیع، مدینہ منورہ	۶۸
۶	سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ العزیز	چہار شنبہ ۱۵ شعبان المعظم ۲۶۱ھ	بدھ ۲۵ مئی ۸۷۵ء	بسطام، ایران	۱۲۵
۷	حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ العزیز	شنبہ ۱۵ رمضان المبارک ۴۲۵ھ	ہفتہ ۳ اگست ۱۰۳۴ء	خرقان، ایران	۷۳
۸	حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہٗ العزیز	سہ شنبہ ۲۳ صفر ۴۵۰ھ	منگل ۲۱ اپریل ۱۰۵۸ء	طوس، ایران	۰۰
۹	حضرت خواجہ ابو علی فارمدی طوسی قدس سرہٗ العزیز	جمعہ ۴ ربیع الاوّل ۵۱۱ھ	جمعہ ۶ جولائی ۱۱۱۷ء	طوس، مشہد، ایران	۷۷
۱۰	حضرت یعقوب یوسف ہمدانی قدس سرہٗ العزیز	شنبہ ۲۰ رجب المرجب ۵۳۵ھ	ہفتہ یکم مارچ ۱۱۴۱ء	مرو، روس	۹۶
۱۱	حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ العزیز	جمعہ ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ	جمعہ ۱۷ اگست ۱۱۷۹ء	غجدوان، روس	۰۰
۱۲	حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری قدس سرہٗ العزیز	سہ شنبہ یکم شوال ۶۱۶ھ	منگل ۱۰ دسمبر ۱۲۱۹ء	ریوگر، بخارا، روس	۰۰

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ وصال معہ دن		مقام مزار شریف	عمر مبارک ہجری سال
		مطابق ہجری	مطابق عیسوی		
۱۳	حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہٗ العزیز	دو شنبہ ۱۷ ربیع الاول ۷۱۷ھ	پیر ۳۰ مئی ۱۳۱۷ء	فغنہ روس	۰۰
۱۴	حضرت خواجہ عزیزان شاہ علی رامتینی قدس سرہٗ العزیز	سہ شنبہ ۲۷ رمضان المبارک ۷۲۱ھ	منگل ۲۰ اکتوبر ۱۳۲۱ء	خوارزم — روس	۱۳۰
۱۵	حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ العزیز	چہار شنبہ ۱۰ جمادی الآخر ۷۵۵ھ	بدھ ۲ جولائی ۱۳۵۴ء	سماس - بخارا روس	۰۰
۱۶	حضرت خواجہ شمس الدین سید میر کلال قدس سرہٗ العزیز	پنجشنبہ ۱۳ جمادی الآخر ۷۷۲ھ	جمعرات ۲ جنوری ۱۳۷۱ء	سوخار - بخارا روس	۰۰
۱۷	شیخ المشائخ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز	دو شنبہ ۲ ربیع الاول ۷۹۱ھ	پیر یکم مارچ ۱۳۸۹ء	بخارا روس	۸۳ سال ۲ ماہ
۱۸	حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ العزیز	شنبہ ۵ صفر المظفر ۸۵۱ھ	ہفتہ ۲۲ اپریل ۱۴۴۷ء	قصبہ بلغنور ماوراءالنہر - روس	۰۰
۱۹	حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہٗ العزیز	شنبہ ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ	ہفتہ ۲۰ فروری ۱۴۹۰ء	سمرقند روس	۸۸ سال ۷ ماہ
۲۰	حضرت مولانا محمد زاہد وخشی قدس سرہٗ العزیز	چہار شنبہ یکم ربیع الاول ۹۳۶ھ	بدھ ۳ نومبر ۱۵۲۹ء	وخش — ایران	۰۰
۲۱	حضرت خواجہ درویش محمد قدس سرہٗ العزیز	پنجشنبہ ۱۸ محرم الحرام ۹۷۰ھ	جمعرات ۱۷ ستمبر ۱۵۶۲ء	موضع الفراز — خراسان	۰۰
۲۲	حضرت مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہٗ العزیز	چہار شنبہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۰۰۸ھ	بدھ ۲۶ فروری ۱۶۰۰ء	موضع امکنگ نزد بخارا - روس	۹۰
۲۳	کامل اکمل حضرت سید رضی الدین محمد باقی المعروف بہ خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز	یک شنبہ ۲۵ جمادی الآخر ۱۰۱۲ھ	اتوار ۲۰ نومبر ۱۶۰۳ء	دہلی بھارت	۴۱
۲۴	امام ربانی مجدد الف ثانی غوث صمدانی حضرت شیخ احمد فاروقی المعروف بہ سرہندی قدس سرہٗ العزیز	سہ شنبہ ۲۸ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ	منگل ۳۰ نومبر ۱۶۲۴ء	سرہند شریف بھارت	۶۲ سال ۴ ماہ ۱۴ دن
۲۵	قطب الاقطاب سید آدم بنوری قدس سرہٗ العزیز	جمعہ ۱۳ شوال ۱۰۵۳ھ	جمعہ ۱۹ جنوری ۱۶۴۴ء	جنت البقیع مدینہ منورہ	۶۳
۲۶	غوث زماں حضرت محمد شریف متقی شاہ آبادی قدس سرہٗ العزیز	۱۰۸۳ھ	۱۶۷۲ء	موضع شاہ آباد انبالہ - بھارت	۶۲
۲۷	سلطان العارفین حضرت حاجی عبد اللہ سلطانپوری قدس سرہٗ العزیز	۱۱۱۹ھ	۱۷۰۷ء	مغلپورہ، دہلی بھارت	۱۴۰

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ وصال معہ دن		مقام مزار شریف	عمر مبارک ہجری سال
		مطابق ہجری	مطابق عیسوی		
۲۸	قطب عالم حضرت حاجی سید محمد طاہر عالمپوری قدس سرہٗ العزیز۔	دوشنبہ ۱۷ جمادی الاول ۱۱۱۹ھ	منگل ۱۵ اگست ۱۷۰۷ء	عالمپور ضلع ہوشیارپور بھارت	۱۱۸
۲۹	تاج العارفین قطب الاقطاب۔ حضرت شیخ عبدالنبی شامی قدس سرہٗ العزیز	چہارشنبہ ۲۲ ربیع الاول ۱۱۴۶ھ	بدھ ۲۲ اگست ۱۷۳۳ء	شامچوراسی ضلع ہوشیارپور بھارت	۱۱۷ سال ۵ ماہ ۲۳ دن

خلفائے تاج العارفین قطب الاقطاب
حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی قدس سرہٗ العزیز

(۱) فضیلت مآب حضرت شیخ علی احمد سہارنپوری قدس سرہٗ العزیز۔

(۲) اشرف الاخوان حضرت میاں محمد اشرف قدس سرہٗ العزیز۔

(۳) حضرت حافظ محمد مکمل قدس سرہٗ العزیز۔

(۴) حضرت میاں محمد قاسم قدس سرہٗ العزیز۔

(۵) فضیلت مآب حضرت شیخ عبدالہادی قدس سرہٗ العزیز

(۶) حضرت میاں محمد شہر یار قدس سرہٗ العزیز۔

(۷) حضرت مولانا جان محمد جالندھری قدس سرہٗ العزیز۔

(۸) حضرت شیخ عاشق محمد جالندھری قدس سرہٗ العزیز۔

(۹) حضرت حافظ محمد حسین قدس سرہٗ العزیز

صاحبزادہ حاجی محمد سلیم شامی نقشبندی

Marfat.com

اسلامی نام عبدالنبی رکھا اور اُن سے باطنی فیض حاصل کیا اور آپؒ کو اسلامی تعلیم دینی شروع کر دی جو کہ تمام ہندوؤں کے لئے ایک چیلنج تھا۔ جس کی بنا پر ہندو آپؒ کو قتل کرنے کے درپے ہو گئے۔ آپؒ کی شادی سری گوبند پور ضلع امرتسر میں لالہ رامن مل کے ہاں ہوئی تھی۔ آپؒ کا ایک بچہ تھا۔ جب آپؒ اپنی بیوی اور بچے کو لے کر دریائے بیاس کے کنارے پر پہنچے تو ہندو آپؒ کے قتل کرنے کے لئے آ موجود ہوئے۔ آپؒ نے اپنا مصلا دریا پر بچھا کر اپنے بیٹے اور بیوی کو اس پر بٹھا کر آیت الکرسی پڑھنی شروع کر دی اور دونوں میاں بیوی بچہ کو لے کر دریا کے پار ہو گئے۔ ہندو منہ دیکھتے رہ گئے اور آپؒ کی یہ کرامت دیکھ کر بہت سے ہندو سکھ مسلمان ہو گئے۔ آپؒ نے حضرت بابا شیخ عبدالوہابؒ صاحب کی صحبت میں کافی عرصہ گزارا۔ ان کے بعد آپؒ نے شیخ حاجی عبداللہ سلطانپوریؒ کا دامن تھاما جو غوثِ زماں حضرت محمدؐ شریف متقیؒ کے خلیفہ تھے اور قطب الاقطاب حضرت سید آدم بنوریؒ سے فیض یافتہ تھے۔ جب حضرت عبداللہ سلطان پوریؒ صاحب حج کے لئے تشریف لے گئے تو آپ کی عدم موجودگی میں آپ حضرت قطب عالم سید حاجی محمد طاہر عالم پوریؒ سے علوم باطنی کا فیض حاصل کیا اور آپ کو تاج العارفین و قطب الاقطاب کا درجہ سرکار سے عطا ہوا۔ آپؒ سے بے شمار کشف و کرامات سرزد ہوئی ہیں۔ اگر وہ تحریر کی جائیں تو کتاب ضخیم ہو جائے گی۔

حضرت سیّد حاجی محمد طاہر عالم پوریؒ سیّد خاندان سے تھے۔ انھوں نے کابل سے دین حق کے لئے ہجرت کر کے ہندوستان میں سکونت اختیار کر کے حجام کا پیشہ اختیار کر لیا تھا۔ تاکہ اُن کی روحانیت ظاہر نہ ہو۔ بہت بڑے کامل اولیاء اللہ ہو گزرے ہیں۔ آپ نے ۱۱۸ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ آپؒ کا مزار اقدس عالم پور ضلع ہوشیار پور میں مرجع خلائق ہے۔ آپ نے اپنا جبہ مبارک اور دستار مبارک اور ایک بوتل پانی کی اپنے خادم کو دیکر کہا کہ عبدالنبیؒ کو یہ امانت دیدیں۔ اس میں دونوں جہانوں کی روحانیت

Marfat.com

کی طاقت منتقل کر دی گئی ہے۔ آپؒ خلیفہ اول تھے اور آپؒ نے پیدل حج شریف کیا۔ آپؒ کی شہرت ہندوستان سے لے کر مکہ معظمہ تک پھیل گئی تھی۔ بے شمار مخلوق آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئی۔ آپ حضرت شاہ محمدؒ غوث قادریؒ کے ہم عصر بزرگ تھے۔ آپ نے اپنی بیاض "اسرار طریقت" میں ارشاد فرمایا کہ شیخ عبدالنبی شامیؒ طریقہ نقشبندیہؒ کے ایک نومسلم کامل بزرگ شام چوراسی میں رہتے ہیں۔ حضرت تاج العارفین شامی صاحب نے تصوّف پر بھی کئی کتابیں لکھی ہیں۔ آپؒ نے اپنے مکتوبات میں بہت کچھ اسرار ارشاد فرمائے ہیں، جو سالکانِ طریقت و حقیقت کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ چند ایک مکتوب ناظرین کی خدمت میں پیش ہیں:۔

مکتوب نمبر ۱۱۲ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تحقیق تسمیہ جو کہ اللہ تبارک و تعالےٰ کی ذات کا مظہر کامل ہے۔ ا ل ل ہ (اللہ) ہے۔ جس کی تفصیل اس طرح پر ہے، جو نہایت غور طلب ہے۔ اس میں معرفت کا خزینہ پوشیدہ ہے۔

ا۔ چشمہ اوّل میں جو لام کی طرف ہے۔ تین سو اسماء جو زبور میں درج ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ب۔ رحمٰن کے نام کے اسرار ایک ہزار ہیں جو کتب انبیاءؑ میں درج ہیں اور اُن کے علاوہ چار اور مذکور ہیں۔ جن میں ہمارے نبیؐ پر تسبیح کی گئی ہے۔

ج۔ رحیم کے نام کے اسرار ایک ہزار ہیں۔ جن کی تسبیح ملائکہ کرتے ہیں اور ہر اسم کا تعلق ایک دوسرے کے خط سے معلوم ہوتا ہے۔

د۔ چشمہ ثانی میں تین سو اسماء ہیں کہ اُن کا ذکر انجیل میں ہے اور اللہ کے نام میں چار انبیاءؑ کا ذکر ہے، جو ہمارے نبیؐ پر سلام اور درُود ہے۔

ہ۔ لام ثانی میں تین سو اسماء ہیں کہ ان کا ذکر توریت میں موجود ہے۔

و۔ اور لام اوّل میں قرآن پاک میں مذکور ۹۹ نام ہیں اور یہ تمام اسماء پر محیط ہیں۔

ذ۔ لام کے ساتھ میم کے اتصال سے اسم اعظم ملاحظہ ہو کہ الف میں تمام اسماء جمع ہیں۔

Marfat.com

اُور جان لینا چاہیئے کہ اِسم رحیم کے ایک ہزار اسرار بھی ۔ الف اور لام اوّل مندرج کے ہیں، کیونکہ اِسم رحمٰن کے مراتب لام اور الف کے حقائق کے مظاہر ہیں اور اسم رحیم کے مراتب لام کے حقائق کا ظہور ہیں۔

مکتُوب ۱۲ ، بعض لوگوں نے منفی صفات کو بھی مثبت صفات کی مانند گیا ہے اور موجود سمجھا ہے۔ غور سے دیکھنا چاہیئے کہ منفی صفات کا اطلاق کرنا صفت کی نفی کرتا ہے تاکہ صفت کا اثبات کرنا مثلاً (لم یلد) صفت توحید کی نفی ہے۔

مکتُوب ۱۷ ، الف ۔ لام ۔میم سے وجود کے تین مرتبے مراد ہیں، یعنی الف سے ذات لام سے صفات میم سے اللہ تعالیٰ کی ذات کمالات۔

مکتُوب ۲۱ ، انبیاء کا پہلا قدم اولیاء کی انتہا ہے۔

مکتُوب ۲۲ ، اپنے دل میں اللہ کو یاد کر گڑگڑا کر اور چھپ کر صبح و شام بغیر اُسکے آواز بلند نہ ہو ۔

مکتُوب ۲۶ ، اللہ کی تسبیح کرنے والوں میں جمادات اور حیوانات میں انسان بھی اس لازمی تسبیح میں ان کے ساتھ شریک ہے ۔کیونکہ وہ اِن تینوں مراتب میں برابر کا شریک ہے ۔

مکتُوب۴۵: اولیاء اللہ کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ جسے چاہیں، ایک پل میں کعبہ مقصود سے واقفیت کرا دیں اور اصل منزل مقصود تک پہنچا دیں ۔ وجود کا اطلاق دو درجے رکھتا ہے ۔ واجب الوجود اور ممکن الوجود جس کا وجود و عدم اپنی ذات سے نہ ہو ۔

حضور باباجیؒ کے مکتُوبات کی اگر تشریح کی جائے تو ایک ایک مکتُوب کی بہت بڑی بڑی ضخیم کتابیں مرتب ہو سکتی ہیں ۔ اگر حضور کے کشف و کرامات کا تذکرہ کیا جائے تو بے شمار ہیں، جو احاطہ تحریر سے باہر ہیں ۔ یہ حقیر پر تقصیر الشیخ حکیم میاں عبدالغفور سرشی قادری عفی عنہ بن الشیخ حکیم میاں اللہ دتہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ ، حال مقیم نواں کوٹ،

Marfat.com

ملتان روڈ، لاہور، جو کہ قصبہ نندا پور میں سکونت پذیر تھا۔ چونکہ حضور پُر نور بابا جی صاحب تاج العارفین حضرت عبد النبی رحمۃ اللہ علیہ کی نگمری شام پور اسی سے تقریباً سات میل شمال میں واقع تھا حضور بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رُوحانی تجلّیات کی روشنی سے اب تک فیض یاب ہو رہا ہے۔ حضُور بابا جیؒ کے مکتُوب ۱۱۲ اور مکتُوب ۲۶ کے بارے میں عرض کرتا ہے کہ اللہ اسم ذات ہے اور تمام اسماء کا مسمّیٰ ہے اور یہی اسم اعظم ہے۔ حضُور بابا جیؒ نے لام اوّل کی تشریح میں فرمایا ہے کہ قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ کے ۹۹ نام ہیں، جو کہ تمام اسماء پر محیط ہیں۔ ان تمام اسماء کو ذاتی اسماء اور صفاتی اسماء اور افعالی اسماء کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔ پس تم ذاتی اسماء کی تجلّی اور صفاتی، اسماء کی تجلی اور افعالی اسماء کی تجلی کا منظہرِ اُتم حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذات پاک ہے۔ جس کے نُور کی تجلّی تمام کائنات پر حاوی ہے، چونکہ وہ ذات واجب الوجود ہے۔ غیر اس کا نابود ہے۔ یعنی ذات من حیث الاسماء والصفات عند الوجود یہ عین عالم ہے۔ بآیں معنی کہ وہی ذات حق سبحانہٗ وتعالیٰ بطور تنزل ہر تعین میں متعین ہوئی بس فرق صرف اطلاق وتقید کا ہے۔ یعنی مرتبہ اطلاق میں واجب اور معبود ہے اور درجہ تعین میں ممکن اور عابد ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ بجز ذات پاک کے اور کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ وہی ذات پاک ذرہ سے لے کر آفتاب تک اور کل کائنات میں جلوہ گر ہے۔ اُس کا کوئی غیر نہیں ہے۔ وہ واجب الوجُود تشبیہ اور تنزلیہ سے مبّرا اور منزہ ہے اور کوئی چیز اس سے باہر نہیں اور وہی معبود لائق پرستش ہے۔ جو واجب الوجُود ہے (تعین میں ممکن اور عابد ہے۔) جب ممکن کی واجب کے ساتھ مفادیت ہوتی ہے تو اس کا اثر باقی نہیں رہتا، چنانچہ مقام فنا کی صورت میں صفات عین صفاتِ حق میں محو ہو جاتی ہے۔ الحاصل یہ کہ عالم کو ہر آن میں فنا اور بقا ہوتی ہے۔ جلالی اسماء فنا کرتے ہیں۔ جسے عارفین حق کے سوا عام لوگ نہیں دیکھ سکتے۔ گویا حق تعالیٰ فاعل اور بندہ اس کا اوزار

Marfat.com

ہوتا ہے۔ اگر تم واصل حق ہونے کا عزم صمیم رکھتے ہو تو نبی معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اور تابعداری کرو اور سُنت پر عمل کرو۔ بعد ازاں وحدت الوجُود کا مراقبہ کرو اور بالکل کلمہ طیبہ کے معنی میں نماز قائم کرو۔ جس کے متعلق حضور باباجیؒ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مراقبہ انتظار کو کہتے ہیں۔ اپنے وجُود میں ذات باری کی تجلّیات کا اس قدر انتظار کرو کہ وہ قلب پر وارد ہو جائیں اور تمام تعینات ممکن الوجود غائب ہو جائیں، اور نظر اس سے بالاتر ہو جائے اور بجز ذات پاک کے کوئی چیز موجود نہ رہے۔ سب ذات ہی ذات میں گم ہو جائے۔ لیکن اس بات کو ذہن نشین کر لیا جائے کہ ؎

ہر کہ حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

صوفیا اکرام فرماتے ہیں کہ نقشبندیہ سلسلہ کے علاوہ ہندوستان میں جو تصوّف کے سلسلے رائج تھے۔ وہ ایران اور عراق سے یہاں آئے تھے۔ سلسلۂ قادریہ، سہروردیہ چشتیہ پر وحدت الوجُود کا رنگ غالب تھا اور ہمہ اوست کے قائل تھے۔ ان کا فکر مختصراً یہ تھا کہ تمام افراد کائنات تجلیات حق ہیں اور اس کثرت اعتباری کا وجود اس وحدت حقیقی سے ہے۔ جب ہندوؤں نے نظریہ وحدت الوجُود میں اپنے فلسفہ کی آمیزش شروع کر دی تو اس سے صوفیاء کے تمام طبقے متاثر ہوئے۔ جس سے ان صوفیائے خام کی مدد سے انہوں نے باقاعدہ تحریک کی شکل دے دی۔ جس کا تعلق بھگتی تحریک سے تھا۔ ان کے افکار کا مرکزی نقطۂ نظر (وحدت الادیان) تھا۔ جس میں فلسفہ ہندو مت کی آمیزش تھی اور پرچار کا پہلو مضمر تھا۔ اس نظریہ کا پرچار کفر و اسلام کے فرق کو مٹانے کے لئے وجود میں آیا۔ بڑے بڑے خام صوفی اس نقطۂ نظر کے علمبردار بن گئے اور اُن کو فروغ دیا۔ پھر متضاد عمل مشاہدہ میں آئے، جو قرآن اور سُنّت کی مطابقت نہیں کرتے تھے۔ جب غیر شرعی صوفیا خام جن کا نقطۂ نظر (وحدت الادیان)

ہوا اور وہ کعبہ و بُت خانہ اور مسجد و مندر کا فرق مٹانے کے درپے ہوں تو ایسے

Marfat.com

نازک وقت میں حضور قطبُ الاقطاب غوثِ زماں حضرت مجدّد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ (وحدت الشہود) یعنی ہمہ از اوست کی تبلیغ فرماکر ہندووانہ نقطۂ نظر کا قلع قمع کر دیا۔ حالانکہ آپؒ پر اور آپؒ کے والد ماجدؒ پر وحدت الوجُود کا رنگ شدت سے غالب تھا۔ وہ اپنے اندر عظیم رُوحانی قوت پاتے تھے۔ یہ غلبہ اس حد تک تھا۔ جس حد تک کہ اسلام مانع نہیں ہے اور حد شریعتِ محمّدی کے باہر نہیں ہے۔ چونکہ حقائق توحید کا اِنکشاف موحد کی نیاز مندی سے ہوتا ہے۔ سچا موحد وہ ہے۔ جس کا آخر اوّل کی طرف عود کر آئے اور ایسا ہو جائے، جیسا کہ پہلے تھا۔ توحید کا علم پا لینے والا موجُودات کی یاد دِل سے محو کر دیتا ہے اور خدائے واحد کے ساتھ منفرد رہ جاتا ہے۔ وحدت الوجود کی غلط تعبیر سے اکبر بادشاہ کے عہد میں بداعتدالیاں پیدا ہوئیں۔ حضرت امام مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ وحدت الوجود اور وحدۃ الشہود کو اس طرح سمجھایا، جو نقشہ ذیل میں درج ہے:۔

وحدت الوجُود (ہوالکل)	وحدت الشہُود (ہوالباری)
نظریہ = ہمہ اوست	نظر = ہمہ از اوست
ارتقا = خود بخود ہونا	ارتقا = پیدا کیا جانا
رجحان تصوّف = سکون کی طرف مائل۔ میں اور وہ جدا نہیں وہ دریا تو میں قطرہ ہوں۔	رجحان تصوّف = جوش کی طرف مائل، اُس کے ساتھ میں اور میرے ساتھ وہ
وصل	عشق
حقیقت = حق۔حق۔حق	حقیقت حُسن ازل محبوب کُل
اعتقاد = میں کون۔ انا الحق	اعتقاد = میں کون (انا عبد)
عارف	عاشق

حضرت باباجی صاحبؒ نے اپنی زندگی کے آخری چالیس سال شام چوراسی میں بسر کئے۔ آپ کے ۹ صاحبزادگان میں سے چھ صاحبزادے حیات تھے۔ مگر آپؒ نے کسی

Marfat.com

کو بھی خلافت عطا نہیں کی بلکہ آپ نے اپنے ایک مرید شہر یار کو جنہیں احمد شاہ ابدالی نے لاہور سے بدر کر دیا تھا اور انہوں نے موضع ٹانڈہ ضلع ہوشیار پور میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ خلافت عطا کی اور اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ آپ کے پانچ بیٹوں کی اولاد اب بھی پاکستان میں موجود ہے، جو حکومت کے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۱۸ سال کی عمر میں ۲۲ ربیع الاول ۱۱۴۶ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کا روضہ پاک پچاس کنال کے رقبہ میں شام چوراسی ضلع ہوشیار پور (بھارت) میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کا عرس شریف ۹-۱۰-۱۱ ستمبر کو موضع شام چوراسی ضلع ہوشیار پور میں ہر سال نہایت دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں ہندو سکھ اور مسلمان اور سب قومیں عقیدت مندی کا ثبوت پیش کرتی ہیں۔ اللہ پاک تا ابد الاباد آپؒ کا فیض روحانی جاری و ساری رکھے اور آپؒ پر آپؒ کے روضۂ پاک پر انوار رحمت کی شعاعیں ہر وقت جلوہ فگن ہوں اور عوام الناس کے قلوب اِس شمع رُوحانی سے روشن ہوں۔ آمین ثم آمین۔ حضور باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مفصل معلومات حاصل کرنے کے لئے عالی جناب صاحبزادہ الحاج محمد سلیم شامی نقشبندی مکان نمبر ۳۶، گورو سٹریٹ رام نگر چوبرجی، لاہور سے رجوع فرمائیں۔ چونکہ حضور پُر نُور جناب باباجی صاحب تاج العارفین حضرت عبد النّبی شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خاص فیض و نظرِ کرم سے آپ کو نوازا ہے اور خاندانی نظام اور رُوحانی فیض کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے آپ کو مامور فرمایا ہے تاکہ ہر خاص و عام اِن سے فیض حاصل کر سکیں۔

اسی مختصر سی تشریح پر اکتفا کرتا ہوں۔ اگر مفصل تحریر کروں تو حضور باباجیؒ کے اشارہ کی تشریح میں ہزاروں صفحات درکار ہونگے۔ پھر بھی پوری نہ ہوگی۔

وما علینا الا البلاغ۔

حقیر الشیخ حکیم میاں عبد الغفور عرشی قادری عفی عنہٗ

Marfat.com

حضرت عبد النبیؒ شامی ٹرسٹ

حضرت عبد النبیؒ شامی ٹرسٹ کا قیام ۲۰ مارچ ۱۹۸۴ء کو عمل میں آیا۔

ٹرسٹ کے مقاصد مندرجہ ذیل ہیں :۔

(۱) حضرت عبد النبیؒ شامی کی زندگی، تعلیمات اور مشن کی ترویج،

بذریعہ

ا۔ تعمیر مسجد و آستانہ

ب۔ حضرت کے مکاتیب اور دیگر کتابوں کی اشاعت۔

ج۔ حضرت عبد النبیؒ شامی کی حیات بابرکات کے تعارف کے لیے سیمیناروں وغیرہ کا انعقاد۔

(۲) صاحبزادگان حضرت عبد النبیؒ شامی کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنا۔ یعنی

ا۔ مستحق طلبا کو وظائف دینا۔

ب۔ ہسپتال قائم کرنا۔

ج۔ یا کوئی ایسا کام کرنا، جو اِن مقاصد کی تکمیل میں مدد دے، جن کے لیے ٹرسٹ قائم کیا گیا ہے۔

(۳) طریقِ کار

ٹرسٹ کا انتظام ایک چار رکنی بورڈ کے سپرد ہے۔

Marfat.com

بورڈ کے ارکان مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ صاحبزادہ شیخ اکرام الحق ۲۔ صاحبزادہ شیخ نثار الحق

۳۔ صاحبزادہ شیخ وحید الزماں شامی ۴۔ صاحبزادہ شیخ محمد سلیم شامی

دفتر ——— ٹرسٹ کا دفتر، ۱۸۶ شادمان II لاہور میں قائم کیا گیا ہے۔

ٹرسٹ کی اوّلین کاوش کا نتیجہ "مجموعۃ الاسرار" کی صورت میں آپ کے سامنے ہے۔ صاحبزادہ محمد سلیم شامی اور صاحبزادہ مجیب الرحمٰن شامی صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں، جن کی کوششوں سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ صاحبزادہ محمد سلیم شامی نے یہ کتاب اپنے ذاتی خرچ سے چھپوائی ہے اور اس کی ساری آمدنی ٹرسٹ کے لیے وقف کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے ہمیں توفیق بخشی کہ ہم "مجموعۃ الاسرار" شائع کر سکیں اور اس طرح اس مشن کی تکمیل میں حصہ لے سکیں، جس کی ابتدا حضرت مجدد الف ثانی رح سے ہوئی اور جن کی انتہا دنیا میں بقول اقبال "نیابت اللہ" کا قیام ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری یہ ناچیز کاوش قبول فرمائیں اور ہمیں ہمت اور استقامت بخشیں کہ اپنی کوشش جاری رکھ سکیں۔

(۵) میں شامی ٹرسٹ کی طرف سے ایک بار پھر اُن سب حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جن کی کوششوں نے "مجموعۃ الاسرار" کی اشاعت کو ممکن بنایا۔ وما توفیقی الا باللہ۔

مخلص : صاحبزادہ نثار الحق ، بانیِ ٹرسٹ

Marfat.com

Marfat.com